۷۸۶ ہو الحق یا معین

دماغی و قلمی

نمونۂ جنگ صفین

یعنی

مسٹر محمد علی ایڈیٹر اخبار ہمدرد اور خواجہ حسن نظامی کی اس قلمی لڑائی کا مکمل تذکرہ جو ۱۷ نومبر ۱۹۲۶ء کو مسٹر محمد علی نے شروع کی اور جس کو خواجہ حسن نظامی دہلوی نے ۲۴ دسمبر ۱۹۲۶ء کو ختم کر دیا جس میں اس جھگڑے کی نسبت بعض اسلامی اخبارات کے مضامین اور مسلمانوں کے خطوط بھی ہیں

جسکو کارکن حلقۂ مشائخ دہلی نے

ماہ اپریل ۱۹۲۷ء میں پہلی بار شائع کیا

طبع اول
مطبوعہ محبوب المطابع برقی پریس دہلی
قیمت عہ

نمونۂ جنگ صفین

اس کتاب کا نام نمونۂ جنگ صفین اس وجہ سے رکھا گیا کہ مسٹر محمد علی نے اخبار ہمدرد میں بار بار یہ لکھا اور شائع کیا کہ حسن نظامی پر میرا حملہ صفین کی لڑائی ہے۔

ناظرین کو معلوم ہے کہ صفین کے مقام پر حضرت علیؑ اور امیر معاویہ میں لڑائی ہوئی تھی اور چونکہ میں حضرت علیؑ کی اولاد میں ہوں اس واسطے مسٹر محمد علی نے اپنے حملہ کو جو اُنہوں نے مجھ پر کیا امیر معاویہ کا حملہ خود ہی قرار دیا اور مسلسل لکھتے رہے کہ یہ جنگ صفین ہے اور میرا خنجر حسن نظامی کے گلے کے لیے پوری طرح تیز ہے۔ اس لیے میں نے بھی اس مجموعہ کا نام نمونۂ جنگ صفین رکھ دیا تاکہ مسٹر محمد علی کی حسرت پوری ہو جائے اور وہ خوش ہو جائیں کہ اُنہوں نے امیر معاویہ کی تقلید میں ایک فاطمی سید پر حملہ کر کے پُرانی تاریخ صفین ۱۳۳۵ھ کے مسلمانوں کو دکھا دی۔

میرے اور مسٹر محمد علی کے جھگڑے میں جس قدر مضامین شائع ہوئے وہ کئی ہزار صفحوں میں آتے اس لیے میں نے ان کا ایک حصہ ترک کر دیا تب بھی چھ سو صفحے سے زیادہ ضخامت ہو گئی۔ بہت سے حضرات کے مضامین اور خطوط درج نہ ہو سکے جس کا مجھے افسوس ہے، کیونکہ ان حضرات کو اس بات کا رنج ہو گا کہ ان کے مضامین اور خطوط شائع نہ ہوئے۔ حالانکہ وہ بھی شائع کرنے کے قابل تھے۔

میں اس کتاب کے شروع میں ایک مفصل دیباچہ لکھنا چاہتا تھا مگر کتاب اتنی بڑھ گئی ہے کہ ایسے دیباچہ کی طوالت مناسب نہیں معلوم ہوتی۔ اس لیے ناظرین اس کتاب کے ہر مضمون میں دیباچہ کی رنگت محسوس کریں گے۔ لہٰذا میں ان مضامین کا شائع کر دینا ہی کافی سمجھتا ہوں۔ دیباچہ نہیں لکھتا۔ اس کی قیمت کی نسبت پہلے ارادہ ہوا تھا کہ چار آنے مقرر کی جائے۔ اور لوگوں کو چار آنہ قیمت کی اطلاعات بھی دیدی گئی تھیں، کیونکہ اس جنگ کا امدادی چندہ موجود تھا۔ مگر میں نے امدادی چندہ سب کا سب تبلیغی فنڈ میں منتقل کر دیا اور یہ کتاب تجارتی سرمایہ سے تیار ہوئی اس لیے اس کی قیمت عہ مقرر کی گئی اور سابقہ اعلان منسوخ کیا گیا۔

راقم حسن نظامی ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ



مولنا محمد علی کا اعلان

اور

خواجہ حسن نظامی کا بیان

الحمدللہ حضرت مولانا محمد علی صاحب ایڈیٹر اخبار ہمدرد نے سالہا سال کی بچپینی اور ناراضی کو جسے اسوجہ سے کہ عام طور پر مسلمان میرے ہم خیال ہیں وہ چھپائے رکھتے تھے آج مجبوراً ظاہر کردیا۔ اور ۱۷ ار نومبر سے اپنے اخبار ہمدرد میں میرے خلاف اعلان جنگ فرمادیا۔

مجھے اس اعلان جنگ پر خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ حضرت مولانا نے جس چیز کو سالہا سال سے اپنے دل میں پوشیدہ رکھ چھوڑا تھا اور جسکو مخفی رکھنے کے لئے انکو بہت زیادہ محنت اور پرتپاک ظاہرداری میرے ساتھ برتنی پڑتی تھی۔ آج اسکا پردہ فاش ہوگیا۔ اب نہ وہ بناوٹیں کریں گے۔ نہ مجھے ان کے ظاہر و باطن کا فرق معلوم کرنے کی کوشش کرنی پڑے گی۔

میں اس بات کو برسوں سے محسوس کر رہا تھا کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب میرے تبلیغی کام سے ازحد ناراض ہیں اور انکی ناراضی کی دو وجہ تھی۔ ایک تو اس لئے کہ وہ شدھی اور تبلیغ کی تحریکوں کو ہندوستان کے مقاصد آزادی کے لئے مخدوش سمجھتے تھے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ انکو سیاسی مفاد کا مذہبی مفاد سے زیادہ خیال تھا اگرچہ چند سال سے انہوں نے اپنی صورت اور سیرت مذہبی بنالی ہے لیکن درحقیقت ان کے اقوال اور ان کے افعال اور ان کی تحریرات سے کبھی یہ ثابت نہیں ہوا کہ وہ مذہب کو سیاسیات پر مقدم رکھتے ہیں۔ انہوں نے اور انکی پارٹی نے جہات میں شروع سے آجتک سیاسی ضرورتوں کو اسلام کی مذہبی ضرورتوں پر مقدم رکھنے کی کوشش کی اور چونکہ میں اول دن سے آجتک مذہب کو سیاست پر مقدم رکھنے کی کوشش کرتا تھا۔ اس واسطے وہ ہمیشہ دل ہی دل میں ناراض ہوتے تھے۔ اور

موقعہ ڈھونڈھتے رہتے۔ کہ کسی طرح مجکو مسلمانوں کی نظروں سے گرائیں۔ اور اپنی سیاست کی سڑک کو ایک مذہبی روڑے سے صاف کر دیں۔

تیسری وجہ یہ تھی کہ حضرت مولانا کسی دوسرے مسلمان کا یا ہندو کا رسوخ نہیں دیکھ سکتے۔ سیاسی آدمیوں کی طرح ہمیشہ ان کی یہ خواہش رہتی ہے کہ کوئی آدمی ان کے مقابلہ میں زیادہ ہر دل عزیز نہ ہوجائے چنانچہ مولانا ابوالکلام صاحب اور مولانا ظفر علی خاں صاحب وغیرہ بزرگوں سے وہ اسی لئے ناراض رہتے ہیں کہ ان دونوں کا رسوخ مولانا کا مد مقابل ہوجاتا ہے بلکہ مولانا ابوالکلام صاحب ایک زمانہ میں علی برادران سے زیادہ ہر دل عزیز ہوگئے تھے تو مولانا محمد علی نے ان کو پست اور زیر کرنے کی شاندار کوششیں کی تھیں۔

اور تو سب اپنی جگہ رہے، مولانا محمد علی اپنے پیر ومرشد حضرت مولانا عبدالباری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بڑھتے ہوئے رسوخ کو بھی نہ دیکھ سکے۔ اور جن پیر ومرشد نے علی برادران کو مسٹر سے مولانا بنا دیا تھا اور ہر موقع پر اندرونی طور سے ہزارہا روپے کے سلوک کئے تھے۔ آخر وقت میں انہی پیر ومرشد کے خلاف انہوں نے اعلان جنگ کر دیا تھا۔ اور مجبوراً پیر ومرشد نے بھی انکو عاق کر دیا اور مردود طریقت بنا دیا تھا۔

اپنے پیر ومرشد سے اعلان جنگ کرنا بھی محض دو وجہ سے تھا، ایک تو وہی بنیادی چیز جسکو میں نے اوپر بیان کیا ہے کہ مولانا محمد علی سیاست کو مذہب سے مقدم رکھنا چاہتے ہیں اور چونکہ عبدالباری صاحب مذہبی آدمی ہونے کے سبب سیاست کو موخر اور مذہب کو مقدم رکھتے تھے، اسواسطے مولانا محمد علی ان کے بھی مخالف ہوگئے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ مولانا عبدالباری صاحب کا عروج اور رسوخ ان سے نہ دیکھا جاتا تھا۔

یہاں تک کہ ڈاکٹر انصاری صاحب اور حکیم اجمل خاں صاحب کے عروج اور رسوخ کو بھی یہ حسد اور رشک کی نظر سے دیکھتے تھے، اور جب ڈاکٹر انصاری صاحب نے ان کی مرضی کے خلاف پنڈت موتی لال نہرو کی طرف اپنے میلان کا اظہار کیا تو دبی زبان سے انہوں نے ڈاکٹر انصاری کی مخالفت بھی شروع کر دی۔

اور یہ رشک وحسد محض مسلمانوں ہی کے ساتھ نہیں ہے۔ بلکہ ان ہندوؤں کے ساتھ بھی ہے جن کے طفیل ان کی عزت بڑھی یعنی مہاتما گاندھی اور پنڈت موتی لال نہرو کے عروج اور رسوخ کو بھی یہ نہ دیکھ سکے اور ان کے خلاف بھی علانیہ کہا اور لکھا۔

میرا یہ کہنا کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب کو مذہب پیارا نہیں ہے۔ محض سیاست پیاری ہے۔ کچھ الزام و بہتان نہیں ہے۔ بلکہ میں اسکی بے شمار دلیلیں بیان کر سکتا ہوں۔ اگر پڑھنے والے ذرا غور کریں اور علی برادران کی زندگی پر شروع سے آخر تک ایک نظر ڈال جائیں تو ان کو خود ہی سینکڑوں واقعات یاد آجائیں گے جن سے ثابت ہوگا کہ انہوں نے مذہب کو پس پشت ڈال کر سیاست کو آگے بڑھانے کی کوشش کی۔ کیا لوگوں کو یاد نہیں ہے کہ انہوں نے مسٹر تلک کی ارتھی کو کندھا دیا۔ اور رام رام ست ہے کہتے ہوئے چلے۔ اور کیا لوگ بھول گئے ہیں کہ انہوں نے اپنے ماتھے پر ہندوؤں کے مذہبی تلک اور قشقے لگوائے۔ اگر ان کو مذہب مقدم معلوم ہوتا تو وہ سیاست کے لئے کبھی ایسا نہ کر سکتے۔

غرض ایسے ہی اور بہت سے واقعات ہیں۔ انہی کے خیالات کی پیروی کرنے والے [illegible] سوامی شردھانند جیسے مخالف اسلام ہندو کو محض سیاسی اغراض کیلئے دہلی جامع مسجد کے منبر پر چڑھا دیا تھا اور جس نے دہلی کے ہندو مسلم فسادات کے وقت بیان شائع کیا تھا کہ [illegible] مسلمانوں نے ہندو عورتوں کی چھاتیاں [illegible]

[illegible]

محمد علی صاحب کو ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔ اور جن میں سے حضرت مولانا سید احمد صاحب امام
جامع مسجد دہلی کے خلاف تو مولانا محمد علی صاحب نے اپنی تمام طاقتیں خرچ کر دی تھیں۔
اور کوئی دقیقہ امام صاحب کو رسوا اور بدنام کرنیکا باقی نہ چھوڑا تھا۔ کیونکہ مولانا محمد علی صاحب
دیکھتے تھے کہ میں دہلی میں آکر آباد ہوا ہوں اور رامپور میں اب واپس جانا نہیں ہے اس
واسطے دہلی کے ایک بارسوخ مسلمان کی پگڑی اتار کر اپنے سر پر رکھ لوں۔ تاکہ مجھے دہلی میں
پاؤں جمانے کا موقع مل جائے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

بہرحال مولانا محمد علی صاحب نے میرے خلاف جو اعلان جنگ کیا ہے میں اس پر یقیناً
خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ اعلان جنگ دودھ کو دودھ اور پانی کو پانی کرکے دکھا دیگا۔

جب یہ اعلان جنگ ہوا میں دہلی میں موجود نہ تھا کیونکہ ۱۷ نومبر کی شام کو بمبئی چلا گیا تھا اور ۲۱ نومبر کو ایک بجے دن کے
واپس آیا اور یہاں آکر اخبار ہمدرد پڑھا تو معلوم ہوا کہ کئی روز سے میرے اوپر زور شور سے گولہ باری ہو رہی ہے۔ میں نے
چاہا کہ فوراً اس کا جواب شائع کر دوں۔ مگر اپنی بیوی خواجہ بانو کو دیکھا کہ وہ سخت نمونیہ میں مبتلا
ہیں اس واسطے میں نے اپنے بچاؤ سے زیادہ اپنی شریک زندگی کی تیمارداری کو مقدم سمجھا۔ اور
مولانا کی گولہ باری کا کچھ جواب نہ دیا۔ اس کے علاوہ مجھے یہ بھی انتظار تھا کہ مولانا کو جو
کچھ کہنا ہو، وہ سب لکھ لیں تب جواب لکھوں۔ کیونکہ میں مولانا سے اس لڑائی کو جاری رکھنا
نہیں چاہتا۔ مجھے تبلیغی کام کرنا ہے اور اس سے مجھے ایک منٹ کی بھی فرصت نہیں ملتی۔
مولانا تو یہ چاہتے ہیں۔ کہ کسی طرح میں تبلیغ کا کام چھوڑ دوں اور ان کے محبوب و مطلوب ہندو
دوستوں کو اطمینان کی نیند سونے دوں۔ چنانچہ حضرت مولانا پہلے تو بطور خوش طبعی کے جب
مجھے دیکھتے تھے تو ہنسکر فرماتے تھے کہ "آپ تو خواجہ تبلیغ کے راجہ" اور اب گولہ باری کے مضامین
میں اس لفظ کو جگہ جگہ بطور طعن کے استعمال فرمایا ہے، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مولانا
میرے تبلیغی کاموں کو نہایت ناپسند فرماتے تھے۔ اور اس اعلان جنگ کی اصل اور بنیادی
وجہ محض یہی تھی کہ کسی بہانہ اور حیلہ سے حسن نظامی مسلمانوں میں بدنام ہو جائے اور حسن نظامی
کا تبلیغی کام رک جائے۔

اس اعلان جنگ کی نسبت دہلی میں مختلف چرچے ہو رہے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ
چونکہ حسن نظامی نے ریاست پٹیالہ کی مخالفت کی تھی۔ اور پٹیالہ میں نماز اور اذان کی
بندشوں کی خبر سنکر مہاراجہ پٹیالہ کو الٹی میٹم دیدیا تھا اس واسطے گورنمنٹ پٹیالہ نے در پردہ

مولانا محمد علی کو خوش کرنے کے لئے حسن نظامی کی مخالفت پر آمادہ کر دیا۔ اور کوئی کہتا ہے کہ آریہ سماج نے مولانا محمد علی کو ایک معقول رقم دی ہے تاکہ حسن نظامی کا تبلیغی کام مولانا کے ہاتھوں پامال کرا دیا جائے۔ اور زیادہ آدمی یہ کہتے ہیں کہ مولانا محمد علی کو اعلیٰ حضرت حضور نظام سے کچھ روپیہ حاصل کرنے کی توقع ہے اس واسطے انہوں نے یہ اعلان جنگ کیا ہے۔

مگر میں ان میں سے کسی افواہ کو بھی سچا نہیں سمجھتا۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ انہوں نے محض تبلیغ کی دیرینہ عداوت کے سبب یہ مخالفت شروع کی ہے اور چونکہ ان کو میرا رسوخ اور ہر دلعزیزی برسوں سے [illegible] معلوم ہوتی تھی اور کوئی موقع مخالفت کرنے کا اور بدنام کرنے کا نظر نہ آتا تھا اس واسطے انہوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔

مجھ سے کہا جاتا ہے کہ آپ مولانا محمد علی سے جنگ کریں گے یا نہیں۔ تو میں جواب دیتا ہوں کہ جس طرح آج تک میں نے آریہ سماج کے حملوں سے اسلام کو اور مسلمانوں کو بچانے کی کوشش کی۔ اور خود آریہ سماج پر کوئی حملہ نہیں کیا اسی طرح سے صرف مولانا محمد علی کے الزامات کا جواب تو لکھوں گا مگر میرا ارادہ ان سے مسلسل بحث مباحثہ اور لڑائی جھگڑے کا نہیں ہے۔ کیونکہ میں مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی کو مسلمانوں کے لئے زہر قاتل سمجھتا ہوں۔ اور میری تبلیغ کا بنیادی اصول یہ ہے کہ مسلمانوں کے لڑنے والے فرقوں کو لڑائی سے باز رکھنے کی کوشش کروں اور ان کو یک دلی اور اتحاد کے مرکز پر لاؤں۔ اس واسطے میں مولانا محمد علی صاحب سے لڑنا اور اس لڑائی کو جاری رکھنا [illegible] چونکہ مولانا محمد علی ہندوستان کے سب سے بڑے مسلمان [illegible] اور میں سب سے چھوٹے درجہ کا معمولی مسلمان ہوں [illegible] اگر مولانا کو میرے مقابلہ میں شکست ہو گئی تو ان کی [illegible] لیڈری کا بھی خاتمہ ہو جائے گا [illegible] مسلمان [illegible] گا۔

[illegible]

دہلی [illegible]

نے اپنے تمام گزشتہ قومی اور اسلامی گناہوں کو گن گن کر سنایا کہ تم سے میرے خلاف یہ کہا جائے گا اس لیے میں تم سب کے سامنے ان گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔

مجھے اس خبر سے بہت خوشی ہوئی کہ میری وجہ سے حضرت مولنا کو اپنی خطاؤں اور گناہوں کا خیال تو آیا اور انہوں نے خدا کے گھر میں جا کر توبہ کر لی سوامی شردھانند تو اس کو مولانا کی شدھی سمجھیں گے۔ کیونکہ شدھی کے لفظی معنی پاک کرنے کے ہیں۔ لیکن میں تو نہایت ادب کے ساتھ یہی کہوں گا کہ الحمدللہ آج حسن نظامی کی لڑائی کے طفیل حضرت مولنا نے اپنے گناہوں کا اقرار کر لیا۔ اور توبہ بھی کر لی۔

اگر میں لڑنا چاہتا

تو مولانا محمد علی صاحب سے اس وقت لڑتا جبکہ مولنا نے دہلی کی ملاپ کانفرنس میں مالوی جی لاجپت رائے جی اور نہرو جی اور سب ہندو مسلمان لیڈروں کے سامنے ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے ان الفاظ کے ذریعہ اسلام کے دل و جگر پر چھریاں چلائی تھیں کہ۔

اگر ہندو کعبہ کی بے حرمتی کریں، اور اگر
ہندو قرآن شریف کے ٹھوکر ماریں، اور اگر
ہندو مولانا محمد علی کی اہلیہ کی بے حرمتی کریں
تب بھی محمد علی ہندوؤں پر ہاتھ نہ اٹھائے گا

یہ الفاظ ہر مسلمان کے دل پر تیر ہو کر لگے اور مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے پنڈت موتی لال نہرو اور مسز سروجنی نائیڈو کی موجودگی میں چپکے سے مولانا محمد علی کے قریب جا کر عرض کیا کہ وہ ان الفاظ کی تلافی کر دیں۔ کیونکہ مسلمانوں کو ان الفاظ سے بہت سخت صدمہ ہوا ہے مگر مولانا نے نہایت سخت اور کرخت لہجہ میں جواب دیا کہ

میں تو یہی کہوں گا اور اسی طرح کہوں گا

اگرچہ مسز سروجنی نائیڈو نے بھی اسیوقت میرے سامنے مولانا کو سمجھایا کہ خواجہ صاحب تمہارے ہی فائدہ کی بات کہتے ہیں۔ مگر مولانا کا غصہ بڑھتا ہی گیا۔ اور انہوں نے تلافی کو ہرگز منظور نہ کیا۔

پس اگر میں مولانا سے لڑنا چاہتا تو ان ہی فقروں کی بنیاد پر ایسا لڑ سکتا تھا کہ مولانا کی ہی ہی لیڈری خاک میں مل جاتی۔ مگر میں نے محض باہمی خانہ جنگی کے خیال سے اسکو کافی

سمجھا کہ زبانی عرض کردوں اور روزنامچہ میں مختصر طور سے اس کا ذکر لکھدوں بات کو زیادہ نہ بڑھاؤں۔

اگر میں لڑنا چاہتا تو مولانا محمد علی صاحب کے اس بیان پر لڑ سکتا تھا، جو انہوں نے میرے خلاف اور میرے رسالہ داعی اسلام اور تبلیغی کاموں کے خلاف ہندو اخباروں میں شائع کرایا تھا۔ مگر میں نے محض لڑائی مٹانے کے خیال سے صبر کرلیا۔

اگر میں لڑنا چاہتا تو مولانا محمد علی سے سخت لڑائی لڑ سکتا تھا جب مولانا نے سوامی شردھانند جی سے میری نسبت کہا تھا کہ:۔

سوامی جی آپ آریہ قوم کے ایک بڑے پیشوا ہیں۔ اور بہت بڑی وجاہت اور عزت رکھتے ہیں۔ تعجب ہے کہ آپ حسن نظامی جیسے بے حقیقت اور ذلیل آدمی سے مقابلہ کررہے ہیں جس کی مسلمانوں میں کسی قسم کی عزت بھی نہیں ہے۔

اور جب میں نے یہ خبر سنی اور خود مولانا محمد علی صاحب سے اس کی اصلیت دریافت کی تو مولانا سراسیمہ سے ہوگئے۔ اور فرمانے لگے کہ میں نے تو مظہر الدین کی نسبت یہ کہا تھا۔ آپ کی نسبت نہیں کہا۔ لیکن یہ روایت ایسے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوئی تھی کہ میں نے مولانا محمد علی کے جواب کو ناکافی سمجھا۔ تاہم مولانا کی اس حرکت کو جو درصل اسلام کے ایک بڑے دشمن کے سامنے سب مسلمانوں کو ذلیل کرنے کی حرکت تھی محض اس وجہ سے معاف کردیا کہ مولانا سے لڑائی نہ ہوجائے کیونکہ میں مسلمانوں کی خانہ جنگی کو اسلام کا سب سے بڑا جرم سمجھتا تھا اور سمجھتا ہوں۔

مولانا محمد علی کے اعلان جنگ کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ میں نے ان کے موجودہ حریف مولانا ظفر علی خاں صاحب سے اتنی جلدی صلح کیوں کرلی؟ اور ان کی صف میں کھڑے ہوکر مولوی ظفر علی خانصاحب پر تیر اندازی کیوں نہ کرتا رہا؟ چنانچہ مولانا محمد علی نے اس اعلان جنگ سے پہلے میرے کئی دوستوں سے اس کی شکایت کی۔ اور مولانا محمد عرفان صاحب اور مولانا ضیاء الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف پنجاب نے جو مولانا محمد علی کے مہمان تھے خود مجھ سے شکایت کی کہ ظفر علی خانصاحب سے آپ کی صلح ذاتی صلح ہے۔

میں اسوقت سمجھ گیا تھا کہ مولانا محمد علی صاحب کو ملال آرہا ہے اور وہ اس صلح سے

بہت ناراض ہیں اور سوچ رہے ہیں کہ میرے خلاف اعلان جنگ کرنے کے لئے کون سی بات کو بہانہ بنائیں اور اسی واسطے جب میں نے یہ سنا کہ مہذب ڈاکو کا خط اشاعت کے لئے ان کے پاس آیا ہے تو میں خود مولانا محمد علی کے پاس چلا گیا اور انکو خط کی تمام حقیقت سمجھائی تاکہ وہ اس خط کو اعلان جنگ کا بہانہ نہ بنائیں ورنہ مجھے اس خط کی اشاعت کا ذرا بھی خوف نہ تھا کیونکہ مولانا محمد علی کے پاس یہ خط بعد میں آیا ہے۔ اس سے پندرہ روز پہلے ہلالی پریس کے مالک شیخ فضل حسین صاحب کے پاس، مہذب ڈاکو صاحب نے انکے پریس میں چھاپنے کیلئے یہ خط بھیجا تھا۔ اور چونکہ شیخ فضل حسین صاحب سے میرے عرصہ کے تعلقات ہیں سو اسطے وہ خود میرے پاس درگاہ میں تشریف لائے اور مجھ سے دریافت کیا کہ اس قسم کا خط میرے پاس آیا ہے میں اسکو چھاپوں یا نہ چھاپوں۔ میں نے شیخ فضل حسین صاحب سے کہا آپ اس خط کو ضرور چھاپئے۔ اگر میرا کوئی چھاپہ خانہ ہوتا تو چھپائی کی اجرت لیکر میں اسکو خود چھاپ دیتا اور اس کا ذکر انہی تاریخوں کے روزنامچہ میں بھی میں نے لکھدیا تھا۔ اب یہ کہا جاتا ہے کہ میں نے خط کو چھپوانے کی کوشش کی۔ لیکن یہ قطعی جھوٹا بہتان ہے۔ ذرا میرے سامنے اس شخص کا نام بیان کرنا چاہئے جس سے میں نے خط چھپوانے کو کہا۔ مولانا نے ساری تحقیقات تو کی مگر اس شخص کا نام نہ لکھدیا۔ مگر کوئی آدمی ہوتا تو نام لکھتے۔ مولانا تو خط کو خوفناک بنانے کے لئے اس قسم کے قصے سنی سنائی باتوں پر جمع کر دینے ضروری سمجھتے تھے۔

میں نے تو اس خط کی اہمیت ہی نہیں سمجھی۔ اس لئے شیخ فضل حسین صاحب کو اجازت دیدی کہ وہ اسکو چھاپ دیں۔ مولانا محمد علی صاحب کے پاس خود جانا اور ان کو اس خط کی اشاعت سے باز رکھنے کی کوشش کرنا اس لئے نہیں تھا کہ میں اس خط کو خطرناک سمجھتا تھا بلکہ اس لئے تھا کہ میں مولانا محمد علی صاحب سے لڑنا اور مسلمانوں کی خانہ جنگی بڑھانا اور خود اس آگ میں کودنا اسلام کی اور مسلمانوں کی موجودہ حالت کے لئے خطرناک سمجھتا تھا۔

حدیث شریف میں آیا ہے اکرموا عزیز قوم ذل عزت کرو قوم کے اس سردار کی جس کی عزت مٹ گئی ہو۔ مولانا محمد علی مجھے اس حدیث کے مصداق نظر آتے تھے کہ یا تو ان کی وہ عزت تھی کہ جب گھنٹہ گھر کے نیچے لبرٹی جہاز بنایا گیا اور میں نے دہلی شہر کی طرف سے ان کو ایڈریس پڑھ کر سنایا تو چاندنی چوک کے بازار میں لاکھوں ہندو مسلمان ان کو دیکھنے کے لئے جمع تھے۔ اور یا ایسا انقلاب آیا کہ مولانا محمد علی کی محترمہ والدہ ماجدہ کا ساتھ

کے دو بجے انتقال ہوا اور رات کے دو بجے سے دن کے ۲ بجے تک اشتہاروں اور رضاکاروں کے ذریعہ ہر ہندو و مسلمان کو اطلاع دی گئی کہ وہ جنازہ کی شرکت کے لئے آئیں۔ مگر ڈھائی سو سے زیادہ آدمی بھی جمع نہ ہو سکے جن میں ہندو صرف تین تھے۔ اور ان تینوں میں ایک گاندھی جی تھے

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق مجھے ایک آبرو باختہ سردار قوم کے مقابلہ میں آنا اچھا نہ معلوم ہوا کیونکہ ان کی موجودہ آبرو باختگی کا تقاضا یہ ہے کہ میں ان کی عزت کروں، اور کوئی بات ایسی نہ کروں جس سے ان کو صدمہ ہو۔

لیکن حضرت مولانا نہ مانے اور انہوں نے اعلان جنگ کر ہی دیا اب میں مجبور ہوں کہ ان کے الزامات کا جواب دوں۔ مگر اسی لہجہ اور اسی انداز سے جواب لکھوں جو ایک سید کے لئے زیبا ہے مولانا محمد علی کا طرز تحریر اختیار نہ کروں۔ کیونکہ وہ طرز انہی کی ذات اور قومیت کو زیبا ہے۔ چنانچہ ناظرین میرے اس جواب کے انداز تحریر سے خود سمجھ لیں گے کہ میں نے مولانا محمد علی کی طرح نہ ان پر کوئی خانگی یا ذاتی حملہ کیا ہے نہ ایسے الفاظ لکھے ہیں جو غیر سنجیدہ یا ناشائستہ سمجھے جائیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میرے سامنے ہے

یہ تو میں نے اوپر لکھ دیا ہے کہ میں مولانا محمد علی صاحب سے لڑنا نہیں چاہتا۔ اور صرف الزامات کی صفائی کرنی چاہتا ہوں۔ اور اس کے بعد خاموش ہو جانے کا ارادہ ہے۔ لیکن اگر مولانا محمد علی اور ان کے ساتھی اپنی موجودہ حرکات سے باز نہ آئے اور انہوں نے جنگ کے سلسلہ کو ختم نہ کیا۔ تو مجبوراً مجھے بھی سامنے آنا پڑیگا۔ اور میں ایسی ثابت قدمی سے لڑونگا کہ مولانا محمد علی اور ان کے رفیق چند منٹ بھی مقابلہ میں نہ ٹھہر سکیں گے۔

کاش حضرت مولانا کو سمجھ ہوتی اور وہ کوئی اپنی ہمدرد اور دوست تلاش کرتے۔ آج کل مولانا کو یہ مغالطہ ہو گیا ہے کہ میں اب بھی وہی ہوں، جو پہلے تھا۔ اس لئے جو لکھوں گا۔ اور جو لکھوں گا تمام ہندوستان سر جھکا کر اسکو قبول کرے گا۔ مگر حضرت مولانا کو معلوم ہو کہ موسم بدل گیا ہے۔ [illegible] ان کے گھر میں بھی سبھی ان کے ہم خیال نہیں ہیں [illegible] باہر کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

حضرت [illegible]

برتری کے نشے میں دیر نہیں ہے مگر مولانا کو معلوم ہونا چاہیے کہ دنیا میں دوسروں کی سعی کے بغیر ہی ہر شخص کی عزت اور ہر شخص کی ذلت خود بخود فنا ہوتی رہتی ہے۔ سورج نکلتا ہے تو رات کی عزت ختم ہو جاتی ہے۔ سورج چھپتا ہے تو دن کی عزت کا خاتمہ ہو جاتا ہے دنیا میں کس کی عزت رہی ہے جو میری عزت رہ جائے گی۔ جب گاندھی جی اور علی برادران کا عروج ختم ہو گیا جن کی دھاک سے دنیا گونج رہی تھی تو پھر ایک معمولی آدمی حسن نظامی اپنی چند روزہ واہ واہ پر گھمنڈ کرے۔ تو اس کی نادانی اور بے عقلی ہو گی۔ بہتر ورنہ تو مولانا ہی کو مبارک رہے کہ ہر شخص جلسہ میں انکو دیکھتے ہی بے اختیار کہتا ہے کہ "وہ آئے مولانا چندہ" مگر پھر بھی مولانا محمد علی اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ دنیا اب تک ان کی غلامی میں دست بستہ حاضر ہے۔

حضرت مولانا اپنی زبان اور اپنے قلم کے ارمان حسن نظامی کی مخالفت میں اچھی طرح نکال لیں انہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ ان کی کوشش سے حسن نظامی کی خواجگی اور برتری [illegible]

[illegible]

ایک مورچہ تیار کر کے مولانا محمد علی کے ہراول کی حیثیت میں اپنے الامان کے ذریعہ مجھ پر گولہ باری شروع کر دی۔ مگر افسوس یہ ہے کہ ایسے فدوی خانہ زاد جاں نثار وفادار رفیق کار مظہر الدین کی ہر دلعزیزی بھی آپ کو گوارا نہیں ہے چنانچہ آپ نے خود مجھ سے فرمایا کہ میں نے سوامی شردھانند کے سامنے تم کو نہیں مظہر الدین کو برا کہا تھا اور اب جبکہ اخبار الامان پر ایک مذہبی فتویٰ شائع کرنے کے جرم میں دہلی گورنمنٹ نے مقدمہ چلایا تو میں نے جو مولانا مظہر الدین کی نگاہوں میں ہمیشہ سے معتوب تھا، اور وہ اپنے اخبار میں ہمیشہ میرے خلاف لکھتے رہتے تھے، منادی کے ذریعہ نہایت مضبوط مضامین مولانا کی حمایت میں لکھے اور اپنے مرید کشفی شاہ نظامی سے ایک سو بیس روپیہ مقدمہ کے لئے وصول کر کے مولانا مظہر الدین کی نذر کئے۔ اور پھر واحدی صاحب کو ہمراہ لیکر خود آپ کے یعنی مولانا محمد علی صاحب کے پاس حاضر ہوا کہ اس موقع پر مولانا مظہر الدین کی امداد کے لئے آپ کو بھی کچھ کام کرنا چاہئے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ "میں مولانا مظہر الدین کے مکان پر گیا تھا اور میں نے **اس فتویٰ کو دیکھا، وہ فتویٰ نہیں ہے۔ بلکہ ایک لغو مضمون ہے**" اور مولانا مظہر الدین محض اپنی ہر دلعزیزی بڑھانے کے لئے رات دن ایسے نئے نئے کام ایجاد کیا کرتے ہیں۔ سو اسطے میں مولانا مظہر الدین کی اس معاملہ میں کچھ بھی مدد نہ کروں گا۔

مولانا مظہر الدین صاحب اپنی خوش قسمتی پر فخر کریں یا افسوس ان کو اختیار ہے مگر مجھے مولانا محمد علی صاحب کا یہ جواب سنکر حیرت ہو گئی۔ جب مولانا محمد علی اپنے ایسے مقرب حمایتوں کی ہر دل عزیزی سے رشک وحسد کرتے ہیں اور آڑے وقت پر اپنے ماتحت کے کام نہیں آتے جو سرداروں کا شیوہ ہونا چاہئے۔ تو دوسرا آدمی تو کس شمار وقطار میں ہے۔

بہرحال مجھے ثابت ہو گیا، اور میں سمجھتا ہوں کہ گہری نظر سے اصلیت پر غور کرنے والے ناظرین کو بھی اندازہ ہو گیا ہو گا کہ مولانا محمد علی صاحب نے یہ خط محض اسوجہ سے شائع کیا ہے کہ ان کو میرا تبلیغی کام پسند نہیں ہے۔ اور وہ میری ہر دلعزیزی سے رشک وحسد کرتے ہیں اور انہوں نے اپنی موجودہ طاقت کو آزمانے کے لئے مجھ غریب پر گولہ باری شروع کی ہے۔

ایک ہاتھی نے ناچیز چیونٹی کو اپنے پاؤں سے کچلنا چاہا ہے، یقیناً چیونٹی ہاتھی کے پاؤں کے نیچے زندہ نہیں رہ سکے گی۔ لیکن اگر ہاتھی نے چیونٹی کو بے گناہ سمجھنے کے باوجود محض اس لئے کچلنا چاہا ہے کہ یہ مجھ سے جسامت میں چھوٹی ہے اور سب لوگ باوجود اتنا چھوٹا

ہوئے سے اسکو دیکھ رہے ہیں۔ کچھ ہاتھی کو نہیں دیکھتے اسواسطے میں اس چیونٹی کو کچل ڈالونگا تو بہت اچھا چیونٹی حاضر ہے لیکن ہاتھی اس سے غافل نہ رہے کہ چیونٹی بعض اوقات ہاتھی کی سونڈ میں گھس جاتی ہے اور ہاتھی کو سر پٹک پٹک کے مرنا پڑتا ہے۔ اور نمرود کے ناک کا مچھر تو مولانا نے سنا ہی ہوگا اور شاید اسی واسطے مولانا نے میرے مضمون مچھر کا اعلان جنگ کا ذکر اپنی تحریر میں کیا ہے ممکن ہے لکھتے وقت ان کو نمرود اور مچھر کا قصہ یاد آگیا ہو۔

قصہ مختصر اب میں مولانا کے بنیادی الزام کا جواب لکھنا چاہتا ہوں جس کا خلاصہ مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ جو خط آپ نے شائع کیا ہے اسکو حضور نظام سے مخالفانہ تعلق نہ تھا بلکہ درحقیقت ایک ایسے پرآشوب زمانہ میں کہ جب پین اسلامزم کا نام حکومت برطانیہ کیلئے ہوا سے کسی طرح کم نہ تھا حضور نظام کی سلطنت کو برطانوی نگاہوں میں مشتبہ ہونیسے بچانے کی ایک ہی تدبیر تھی میں نے چیف کمشنر دہلی سے حضور نظام کے خلاف کچھ بھی نہیں کہا تھا۔ بلکہ جو کچھ کہا تھا ان کی موافقت میں تھا۔ مولانا محمد علی نے اس خط کو خواہ مخواہ حضور نظام کے خلاف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ آگے جاکر تفصیلات میں جو دلیلیں میں نے لکھی ہیں، اگرچہ وہ بالکل سادہ اور قانونی اور تاویلی جوڑ توڑ سے پاک ہیں لیکن انصاف کرنے والوں کے لئے کافی ہیں وہ غور کرتے ہی سمجھ جائیں گے کہ میرا یہ خط درحقیقت حضور نظام کے مفاد سے متعلق تھا اور اسے انکی مخالفت سے کچھ بھی سروکار نہ تھا۔

اس صفائی کے سلسلے میں بعض باتوں کا مجبوراً ذکر آگیا ہے جن سے مولانا محمد علی کا بگڑنا اور ناراض ہونا لازمی ہے میں نے وہ واقعات مولانا کو بدنام کرنے کی نیت سے نہیں لکھے بلکہ اپنی صفائی کے لئے ان کا لکھنا ضروری اور لابدی تھا تاکہ ناظرین مولانا کی تحریر اور مولانا کی عملی حالت اور اندرونی کیفیت کا اندازہ کر کے اس اعلان جنگ پر غور کر سکیں اور ہم دونوں کے لئے پبلک ایک فیصلہ صادر کرے کہ کون حق پر ہے؟ اور کون ناحق پر ہے۔

اصلی الزام کا جواب

تمہید میں طوالت زیادہ ہوگئی کیونکہ جب تک مولانا محمد علی کی نیت اور اس خط کی اشاعت کا مقصد صفائی سے اور وضاحت سے بیان نہ کیا جاتا اسوقت تک ناواقف لوگ میرے جواب کا مطلب اچھی طرح نہ سمجھ سکتے اب انکو جب تمہید کے ذریعہ مولانا محمد علی کا دلی مقصد معلوم ہو جائیگا تو میرا جواب سمجھنے میں آسانی ہو جائے گی میرا جواب بہت بڑا نہیں ہے خلاصہ جواب کا تو میں نے اوپر لکھ دیا کہ میرا جو خط

مہذب ڈاکو سے حاصل کر کے مولانا محمد علی صاحب نے شائع کیا ہے اور جسکو جاسوسی اور مخبری کے
رنگ میں رنگا گیا ہے۔ درحقیقت جاسوسی اور مخبری سے ذرا تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس میں ایک
ایسے شخص کی اطلاع کا تذکرہ ہے جو مہذب ڈاکو کے بیان کے موافق اعلیحضرت حضور نظام کو
مصیبت میں پھنسانے کے کام کر رہا تھا پس میں نے اگر چیف کمشنر سے اس شخص کی شکایت کی
اور چیف کمشنر سے کہا کہ گورنمنٹ پنجاب کے ذریعہ اس شخص کا جو پنجاب کا رہنے والا تھا تدارک
کرایا جائے تو یہ کوئی مخبری یا جاسوسی کی بات نہیں ہے بلکہ ایک طرح کی درخواست تھی جس طرح کہ
سینکڑوں ہزاروں آدمی اپنے حکام سے انتظامی معاملات کی نسبت کہتے سنتے رہتے ہیں۔

مولانا محمد علی صاحب مہاراجہ نابھہ کے ایک معاملہ کے لئے جو مہاراجہ نابھہ کے مخالفوں
کے خلاف تھا باوجود تارک موالات ہونے کے خود والسرائے کے سکرٹریوں کے پاس تشریف
لے گئے اور مہاراجہ نابھہ کی حمایت میں ان کے مخالفوں کی شکایتیں کیں۔ لیکن کوئی شخص مولانا
محمد علی کے اس فعل کو مخبری اور جاسوسی نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ انہوں نے صرف اپنے اس فعل
سے ترک موالات یعنی حکام سے نہ ملنے کے اصول کو توڑا تھا جس کے لئے انہوں نے ہزاروں
ہندو مسلمانوں کو جیل خانہ بھجوا دیا۔ لیکن جاسوسی اور مخبری نہیں کی تھی اور نہ میں اسکو مخبری اور
جاسوسی کہہ سکتا ہوں۔

بہرحال میرے جس خط کو جاسوسی خط بیان کیا گیا ہے اس پر مخبری اور جاسوسی کے حد
کسی طرح سے عائد نہیں ہو سکتی۔ اگر پڑھنے والے ذرا بھی غور سے سوچیں گے تو خود سمجھ لیں گے کہ میرا
چیف کمشنر کو اطلاع دینا جاسوسی اور مخبری نہیں تھی۔ بلکہ اسلامی سلطنت کو ایک خطرہ سے
بچانے کے لئے ایک طریقہ کار تھا۔ اس تمام جھگڑے میں جسکو مولانا محمد علی نے چار پانچ دن
کے اندر لکھا ہے۔ صرف تین باتیں ایسی ہیں جن پر غور کرنے سے معاملہ صاف ہو سکتا ہے۔ ایک
یہ کہ میں نے چیف کمشنر دہلی کو جو اطلاع دی تھی وہ حضور نظام کی نسبت تھی۔ یا مولانا ظفر علی خاں
کی نسبت دوسرے یہ کہ پان اسلامزم دیسی والیان ریاست کے لئے ان کی مجبوریوں اور
ذمہ داریوں کو ملحوظ رکھکر مفید ہے یا مضر۔

تیسرے یہ کہ میرا یہ فعل کہ میں نے چیف کمشنر صاحب کو مولانا ظفر علی خاں کی نسبت اطلاع دی
یا ان سے درخواست کی کہ وہ پنجاب گورنمنٹ کے ذریعہ ظفر علی خاں کو حضور نظام کے پاس سے علیحدہ کرا دیں
جاسوسی تھی یا جاسوسی نہیں تھی۔ پہلی بات تو خط کی عبارت سے ظاہر ہو کہ چیف کمشنر سے مولانا ظفر علی خاں
کی نسبت کہا گیا تھا حضور نظام کی بابت نہیں کہا گیا تھا کیونکہ خط میں یہ الفاظ ہیں۔

اور نظام کو پان اسلام ازم کے جو سبق دیئے جاتے تھے" ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ حضور نظام کو کسی دوسرے سبق دینے والے کا ذکر ہے جو پان اسلام ازم کے سبق دیتا تھا اور اسی کے خلاف کہا گیا تھا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے جیسا کہ مولانا محمد علی نے بھی لکھا ہے کہ مولانا ظفر علی خاں کے خلاف بھی کیوں کہا۔ کیا یہ ایک مسلمان کے نقصان کی بات نہ تھی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ میں نے مولانا ظفر علی خاں کی نسبت یہ نہیں کہا کہ وہ بمب بنا رہے ہیں انکو پھانسی دیدو۔ بلکہ یہ کہا کہ ان کی صحبت حضور نظام کے لئے مفید نہیں ہے۔ یہ کہنا بیشک مولانا ظفر علی خاں کے مالی مفاد کے لئے تو مضر ہوا مگر ان کو اور کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ لیکن اگر ان کی صحبت کی وجہ سے حضور نظام کو نقصان پہنچ جاتا یا ان کی اسلامی سلطنت کو صدمہ پہنچتا تو ایک شخص واحد کے ذاتی اور محض مالی نقصان سے کہیں زیادہ خطرناک ہوتا۔ اور اس سے دکن کے لاکھوں مسلمانوں کو مالی و جانی نقصانات پہنچ جاتے۔

دوسری بات یہ کہ پان اسلام ازم تحریک اچھی چیز ہے یا بری اور اس کا سبق دینا اچھا کام ہے یا برا۔ مولانا محمد علی فرماتے ہیں کہ یہ بہت اچھا کام تھا کہ حضور نظام کو وحدت واخوت اسلامی کے سبق دیئے جاتے تھے۔

میں بھی مانتا ہوں کہ وحدت و اخوت اسلام کی تحریک بہت ضروری تحریک ہے اور بہت بے ضرر تحریک ہے۔ اور ہر چھوٹے بڑے مسلمان کو اس میں شریک ہونا اور حصہ لینا چاہئے۔

مگر اس تحریک کو آپ جیسے سیاسی لیڈروں نے ایسے غلط اور غیر مذہبی طریقہ سے دنیا کے سامنے پیش کیا کہ پان اسلام ازم تحریک یورپ کی گوری قوموں کو خوفناک ہوا اور گوری اقوام کو نگل جانے والا اژدہا نظر آنے لگی

سب سے پہلے نوجوان ترکوں نے جن میں سے اکثر نماز روزہ کے تارک اور علانیہ شراب پینے والے اور اسلامی تعلیم کا مذاق اڑانے والے تھے۔ محض سیاسی اغراض کیلئے اس تحریک کو اپنا ہتھیار بنایا اور گوری اقوام کو دھمکی دی کہ ہم تمام مسلمانان عالم کو تمہارے خلاف جمع کر دیں گے۔

اس کے بعد ایران اور ہندوستان کے نوجوان مسلمانوں نے اس تحریک کو محض

سیاسی رنگ میں چلانا چاہا۔ اس واسطے ہندوستان کی حکومت بھی اس تحریک کو بدگمانی کی نظروں سے دیکھنے لگی۔

اگر ترک اور ایران اور ہندوستانی مسلمان مذہبی رنگ میں اس تحریک وحدت اسلام کو چلاتے تو سب سے پہلے ان کو نماز باجماعت کی تحریک کرنی پڑتی۔ کہ نماز باجماعت ہی اصلی بنیاد وحدت اسلام کی ہے۔ مگر ان روشن خیال مسلمانوں کو تو جن کے ہاتھ میں یہ تحریک تھی نماز سے گھبراہٹ ہوتی تھی۔ بھلا وہ اس تحریک کو مذہبی اصول پر کیونکر چلا سکتے تھے۔

مولانا محمد علی غالباً چند روز سے نماز پڑھنے لگے ہیں۔ مگر سوائے جمعہ کے جہاں ان کو چندہ وصول کرنے کی ضرورت رہتی ہے اور بہت کم جماعت کی نماز پڑھتے ہیں بلکہ وہ نماز باجماعت کے لئے بلانے والے لوگوں کا مذاق اڑایا کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ۱۹ ر نومبر کو جامع مسجد دہلی میں میرے خلاف جو تقریر فرمائی تھی اسمیں مجھ پر ایک الزام یہ بھی لگایا تھا کہ حسن نظامی اور اس کے ساتھی صبح کے وقت لوگوں کو جگاتے پھرتے ہیں۔ کہ اٹھو نمازیوں نماز کے لئے اٹھو۔

اس طعن سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اخوت و وحدت اسلامی کے حامی مولانا محمد علی کے دل میں نماز باجماعت کی کس قدر وقعت ہے۔

پس جب پان اسلام ازم نماز باجماعت کے بنیادی اصول سے جدا ہو کر بے نمازی اور محض سیاسی کارکنوں کے ہاتھ میں پڑی اور انہوں نے وحدت اسلام کا کام تو خاک بھی نہ کیا البتہ اس کے ذریعہ حکمران اقوام کو دھمکایا بہت۔ تو پان اسلام ازم حکومت کی نگاہ میں نہایت خطرناک بن گئی۔

اب سوچئے کہ اگر حضور نظام کو پان اسلام ازم سے کچھ دلچسپی پیدا ہونے کا شک انگریزوں کے دل میں پیدا ہو جاتا تو انگریز ان کو چلنے دیتے۔ اور ان کا اسلامی ملک حضور نظام کے قبضہ میں رہنے پاتا؟۔

لہذا میرا حضور نظام کو پان اسلام ازم تحریک سے بچانا حضور نظام کی اصلی خیر خواہی تھی اور ایک اسلامی سلطنت کا حقیقی بچاؤ تھا۔

اب تیسرا سوال باقی رہا کہ میرا یہ فعل جاسوسی تھا یا نہیں؟۔ اس کے لئے جاسوسی کی تعریف معلوم کرنی ہوگی کہ وہ ہے کیا چیز۔

عام طور سے جاسوسی خفیہ پولس والوں کا کام ہے کہ وہ ہر قسم کے مجرموں کی خفیہ

اطلاعات حکام کو دیتے ہیں۔ یا بعض خوشامدی لوگ حکام کے پاس جاکر ایک دوسرے کی چغلیاں کھاتے ہیں اسکو بھی جاسوسی کہہ سکتے ہیں۔

مگر ملکی یا قومی یا جائز ذاتی ضروریات کے لئے حکام کے پاس جانا یا حکام سے میل جول رکھنا جاسوسی نہیں ہے۔ مولانا محمد علی کے استاد اول یعنی سر سید احمد خاں صاحب کی تمام زندگی حکام کے میل جول میں گزری اور ان کے بعد ان کی ہدایت کی بموجب تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی قومی پالیسی بھی یہی تھی کہ وہ حکام سے میل جول رکھیں۔ اور اپنی قومی ضروریات سے حکام کو آگاہ کرتے رہیں۔

مگر اس کے بعد جب ترک موالات کا دور آیا تو حکام سے ملنا جلنا قومی غداری بن گیا۔ جو شخص حکام سے میل جول رکھتا تھا اسکو جاسوسی کا خطاب ملتا تھا۔ چنانچہ تارکین موالاتؔ نے اپنے خیالات کے موافق لوگوں کو دق کرنے اور ان کی بدنامی اور رسوائی بڑھانے کے لئے یہ ایک موثر ہتھیار بنا لیا تھا کہ جس کو بدنام کرنا ہوتا تو کہدیتے کہ یہ تو سرکاری جاسوس ہو گیا مخبر۔

شمس العلماء مولانا سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی جو ہمیشہ مسلمانوں کی ضروریات اور سفارشات کے لئے حکام کے پاس جاتے تھے انہی مولانا محمد علی کے ہاتھوں محض اس ہتھیار سے کہ امام صاحب جاسوس ہیں برسوں بدنام رہے۔ مگر جب مولانا محمد علی کا زور قدرت نے ڈھا دیا تو مسلمانان دہلی کی آنکھیں کھلیں۔ اور انھوں نے امام صاحب سے معافیاں مانگیں۔

میرے خلاف بھی سالہا سال یہ مشہور رہا کہ میں سرکاری مخبر ہوں اور جب میں نے پہلی دفعہ اپنے مکان پر ٹیلیفون لگایا تو تمام دہلی میں شہرت دی گئی کہ خواجہ صاحب کو سرکار نے ٹیلیفون دیدیا ہے۔ اور اب وہ گھر بیٹھے وائسرائے کو خبریں بھیجا کریں گے۔ اور جب میں نے روزانہ اخبار رعیت جاری کیا تو انہی مولانا محمد علی کی پارٹی نے افواہیں اڑائیں کہ یہ سرکاری اخبار ہے۔ اور پانچ ہزار روپے دہلی کے ڈپٹی کمشنر نے خواجہ صاحب کو دیتے ہیں۔ لیکن جب دہلی میں پہلا ہندو مسلم فساد ہوا اور مولانا محمد علی یا ان کے معتقدین کی غلط بیانی کے سبب سیکڑوں مسلمان بے گناہ گرفتار ہو گئے اور ان پر قتل کے جرم لگائے گئے تو میں شملہ پر گیا۔ اور وائسرائے کے پرائیویٹ سکرٹری سے ملکر مسلمانوں کی مظلومیت و بے کسی بیان کی۔ تب دہلی کے حکام کے پاس اوپر سے احکام آتے اور سب ملزم جن پر قتل کے الزامات تھے بری ہو گئے۔ (اس سفر شملہ میں حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب اور حضرت

مولانا احمد سعید صاحب بھی میرے ہمراہ تھے)

پس اگر حکام سے میل جول الیا ہی حرام ہوتا جیسا کہ مولانا محمد علی کا عقیدہ ہے تو خبر نہیں دہلی کے کتنے مسلمان پھانسیوں پر لٹکا دیئے جاتے مگر مولانا محمد علی کو دہلی والوں کی تباہی سے کیا سروکار تھا۔ وہ تو یہاں پردیسی اور اجنبی ہیں رام پور سے آکر بس گئے ہیں۔ انہیں دہلی والوں سے ہمدردی ہو ہی نہیں سکتی۔

اب جاسوسی کا فرق معلوم ہوگیا کہ ایک تو پولس کے نوکر مخبری کرتے ہیں اور وہ انکی نوکری ہے اور دوسرے خوشامدی لوگ مخبری کرتے ہیں اور یہ ان کی شرارت یا خود غرضی ہے۔

مگر جو لوگ اپنے شہر کی یا اپنی قوم کی ضروریات کے لیے حکام سے ملیں تو وہ نہ جاسوس ہیں نہ مخبر ہیں۔ جو لوگ تارکین موالات ہیں اور حکام سے ملنا حرام کہتے ہیں ان کو اپنے عقیدہ کا اختیار ہے۔ میرا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ میں شروع سے آجتک حکام سے ملتا رہا ہوں اگرچہ اب تبلیغی کاموں کے سبب فرصت نہیں ملتی۔ اور میں حکام کے پاس بہت ہی کم جاتا ہوں مگر میں حکام سے ملنا گناہ اور حرام نہیں مانتا۔ اگر قومی مفاد کے لئے ملنا ہو مولانا محمد علی اگرچہ حکام سے ملنا حرام سمجھتے ہیں مگر یہ پرہیز صرف گلگلوں سے ہے۔ گڑ تو خوش جان فرما لیتے ہیں

مہاراجہ صاحب محمود آباد سراپا حکام اور بالکل حکومت کے آدمی مانے جاتے ہیں۔ مگر مولانا محمد علی کے مدتوں سرپرست رہے ہیں اور زیادہ تر انہی کی امداد سے مولانا کا کشکول گدائی بھرتا رہا ہے۔

ہز ہائی نس سر آغا خاں خالص حکومت کے آدمی ہیں مگر ذرا مولانا محمد علی ایمان سے بتائیں کہ سر آغا خاں کی جیب سے ان کو کتنی مدت تک گزر اوقات کے لئے امداد ملی ہے۔ وہ اگر نہ بتائیں تو اجازت دیں کہ میں ہی کچھ ڈھکی چھپی باتیں ظاہر کر دوں؟

اور مہاراجہ نابھ کے لئے تو سب کو معلوم ہے کہ مولانا محمد علی بذات خود وائسرائے کے سکرٹریوں کے پاس تشریف لے گئے (جس کی نسبت مولانا کو افسوس ہے کہ مہاراجہ کے آدمی نے ٹیکسی کا کرایہ بھی مولانا کو نہ دیا)۔

اب مولانا بتائیں کہ انہوں نے حکام سے ملاقات کیوں کی اور ایک ایسے فعل کے مرتکب کیوں ہوئے جس کو وہ حرام سمجھتے ہیں۔

اور یہ بھی بتائیں کہ ان کا حکام سے ملنا جاسوسی کی حد میں آتا ہے یا نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ ان کی ملاقات جاسوسی کے حد میں ہرگز نہیں آتی۔ وہ ایک ضرورتمند مہاراجہ کی امداد کے لیے حکام تک گئے اور انہوں نے بڑے ثواب کا کام کیا۔

مگر میں ایک اسلامی سلطنت کو خطرہ سے بچانے کے لئے حکام سے ملا اور حکام سے اسکو بچانے کی بات کہی تو جاسوس اور مخبر کیونکر بن گیا۔

اب میں سب مسلمانوں اور مولانا محمد علی سے پانچ سوال کرتا ہوں ہر شخص خدا کو حاضر ناظر سمجھکر اچھی طرح غور کرکے ان پانچ سوالوں کا جواب دے۔

مولانا محمد علی سے
اور ہر مسلمان سے
پانچ سوال

(۱) کیا مولانا محمد علی یا اور کوئی شخص حلف سے کہہ سکتا ہے کہ میں نے چیف کمشنر دہلی کو جاسوسی کی حیثیت سے اطلاع دی تھی۔

(۲) کیا مولانا محمد علی یا اور کوئی شخص حلف سے کہہ سکتا ہے کہ میرے اس خط سے حضور نظام کو کچھ نقصان پہنچا۔

(۳) کیا مولانا محمد علی یا اور کوئی شخص حلف سے کہہ سکتا ہے کہ میں حکومت کے لئے جاسوسی کے فرائض ادا کر رہا ہوں۔

(۴) کیا مولانا محمد علی یا اور کوئی شخص حلف سے کہہ سکتا ہے کہ اس وقت جو تکالیف حضور نظام کو پیش آرہی ہیں وہ میرے اس خط کی وجہ سے پیش آرہی ہیں

(۵) کیا مولانا محمد علی یا کوئی اور شخص حلف سے کہہ سکتا ہے کہ مولانا محمد علی نے میرے خلاف جن جذبات کا اظہار ہمدرد کے مضامین میں کیا ہے وہ سب اس خط کے دیکھنے سے پیدا ہوئے تھے اور پہلے سے کوئی جذبہ انتقام ان کے دل میں میرے خلاف موجود نہ تھا۔

میرا دعویٰ ہے کہ اگر مولانا محمد علی مسلمان ہیں تو ان کا ایمان اور ان کا دل اور ان کا ضمیر لرز جائے گا اور وہ ایک بات کا اقرار بھی حلف سے نہ کرسکیں گے۔

اور کوئی مسلمان بھی جو مجھ سے مولانا کی طرح واقف ہے یہ حلف نہ اٹھا سکیگا۔

خط پر ایک نظر

اب ذرا اس خط پر غور کیجئے جسکو حسن نظامی کے شکار کی ٹٹی بنایا گیا ہے۔
ناظرین نے دیکھا ہوگا کہ وہ خط ۱۲۔ اگست ۱۹۱۸ء کا لکھا ہوا ہے یعنی اس خط کو لکھے ہوئے پورے آٹھ سال گزر گئے۔ مگر آٹھ برس تک حضرت مولانا محمد علی اور ان کے قوت بازو مہذب ڈاکو صاحب نے اس خط کی جاسوسی اور مخبری پر توجہ نہ فرمائی اور ان دونوں کو حضور نظام کے نقصان کا فکر نہ ہوا۔ مگر آج ۱۹۲۶ء میں یکایک کیا اسباب پیش آئے کہ حضرت اقدس مولانا محمد علی اور مہذب ڈاکو صاحب کو اس خط میں زہر نظر آنے لگا
اگر آپ خط کو سامنے رکھکر ایک فقرہ پر غور کریں گے تو مولانا محمد علی کے ہر الزام کی قلعی کھل جائے گی۔ خط کا پہلا فقرہ یہ ہے۔

کیا عجب ہے گورنمنٹ نے لکھا ہو

اس فقرہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حسن نظامی نے کسی سوال کا جواب دیا ہے یعنی مکتوب الیہ حسن نظامی سے بذریعہ خط دریافت کرتا ہے کہ

"ظفر علی خاں حیدرآباد سے علیحدہ کر دیئے گئے

معلوم نہیں اس کی کیا وجہ ہوئی؟ شاید گورنمنٹ نے علیحدہ کرایا ہے۔

تو اس کے جواب میں حسن نظامی نے لکھا ہے "کیا عجب ہے گورنمنٹ نے لکھا ہو"
یعنی گورنمنٹ انگریزی نے حضور نظام کو لکھا ہو کہ ظفر علی خاں کو اپنے پاس سے علیحدہ کر دو۔
میرے اس فقرہ سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں اور دونوں سے مولانا محمد علی کے بہتان کی صاف تردید ہوتی ہے
ایک تو یہ کہ خط ظفر علی خاں کی نسبت تھا حضور نظام کی نسبت نہ تھا اور دوسرے یہ کہ میں نے یہ خط مہذب ڈاکو کے جواب میں لکھا تھا کیونکہ میرا فقرہ "کیا عجب ہے گورنمنٹ نے لکھا ہو" صاف ظاہر کر رہا ہے کہ میں سائل کے سوال کا جواب دے رہا ہوں اس کے بعد یہ فقرہ ہے۔

میں نے چیف کمشنر صاحب دہلی سے مفصل حالات بیان کر دیئے تھے اور نظام کو ہاں اسلامزم کے جو سبق دیئے جاتے تھے ان کی باضابطہ اطلاع دیدی تھی

اس فقرہ سے بھی ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضور نظام کو اس پان اسلام ازم کے سبق دیئے جانے کے متعلق مفصل حالات کسی شخص نے لکھے تھے جسکو اب جواب دیا جا رہا ہے۔

باضابطہ کا لفظ مولانا محمد علی نے زیادہ زور "باضابطہ" کے لفظ پر دیا ہے یعنی چونکہ حسن نظامی سرکاری مخبر تھا اس لیئے اس نے اپنی نوکری کا اصطلاحی لفظ "باضابطہ" استعمال کیا۔

مولانا محمد علی کا یہ مغالطہ ممکن ہے ان لوگوں پر اثر کرے جو خط کے تمام حالات پر غور نہ کر سکتے ہوں مگر معقولیت سے سوچنے والے اشخاص فوراً سمجھ لینگے کہ یہ لفظ میں نے اپنی جاسوسی یا مخبری کی حیثیت واضح کرنے کے لیئے نہیں لکھا تھا کیونکہ مخبری یا جاسوسی کی حیثیت ایسی چیز نہیں ہے جس کا اظہار کسی شخص کے لیئے فخر کا باعث ہو میرا مقصد صرف اس قدر تھا کہ میں نے چیف کمشنر دہلی سے جو کچھ کہا ہے وہ محض ایک سرسری اور تفریح گفتگو کے طور پر نہیں کہا ہے بلکہ نہایت سنجیدگی کے ساتھ اسے پوری اہمیت دیکر بیان کیا ہے تاکہ اس پر حکومت کی جانب سے مناسب کارروائی کا عملدرآمد یقینی ہو جائے۔ اور یہ لفظ محض مکتوب الیہ کو یقین دلانے کیلئے لکھا گیا تھا۔ میری کتابوں اور اخباری مضامین کی عبارتوں میں ہمیشہ تاکیدی موقعوں پر باقاعدہ۔ اور باضابطہ کے الفاظ میری قلم سے نکلا کرتے ہیں تو کیا میرے تمام مضامین اور میری سب کتابوں کی عبارتوں میں جہاں جہاں باضابطہ کا لفظ آیا ہے مولانا محمد علی اس کے جاسوسی ہی کے معنے لینگے۔ چونکہ مولانا ظفر علی خان صاحب پنجاب کے باشندے تھے اور دہلی کے چیف کمشنر کا پنجاب کے صوبہ میں کچھ دخل نہ تھا اسلیئے جب تک چیف کمشنر دہلی پنجاب گورنمنٹ کو باضابطہ اطلاع اس معاملہ کی نہ دیتے کوئی عملی اثر نہ ہوتا۔ پس چیف کمشنر دہلی کی نسبت میرا باضابطہ لفظ کا استعمال ایک معمولی طرز تحریر ہے اور اس پر اعتراض یا شبہ کرنا اسی شخص کا کام ہو سکتا ہے جیسے ولیس چھوڑ کر مولانا محمد علی صاحب اس باضابطہ کے لفظ کو سمجھ گئے تھے کہ اس کا مفہوم اور خط کا سلسلہ عبارت وہ نہیں ہے جو مولانا محمد علی لکھ رہے ہیں مگر انکو بہتان لگانا تھا اور بہتان بھی خوب رنگین اور خوفناک بنانا تھا۔ اگر خدا نخواستہ وہ اپنی خواہش کے موافق ہندوستان کے راجہ بنجاتے تو شاید ایسے ہی انصاف بھی کرتے۔

خط چاک کر دو۔ اب خط کے آخری حصہ کی بحث باقی ہے جسمیں یہ الفاظ ہیں۔

یہ خط بالکل خانگی ہے۔ اس کو چاک کر دیجئے اور اسکی اطلاع کسی کو نہ دیجئے

یعنی میرے اس کام کی خبر سوائے آپ کے اور کسیکو نہ ہو۔

اس فقرہ پر مولانا محمد علی نے اتنی بجلیں بجائی ہیں کہ ان کے بازو ابتک دکھ رہے ہوں گے انھوں نے اپنی سب قوتیں اس فقرہ سے بدگمانی پھیلانے کے لئے خرچ کر دیں۔

میرا جواب سنئے آپ کو خود معلوم ہوجائے گا کہ مولانا محمد علی کا تمام غل و شور محض بناوٹی تھا ورنہ اگر وہ غور کرتے کہ یہ خط کس زمانہ میں لکھا گیا تھا اور اس زمانہ میں ہندوستان کی کیا حالت تھی اور حضور نظام اور سر علی امام کے خلاف اخبارات کس قدر سخت اور مخالفانہ مضامین شائع کر رہے تھے تو مولانا خود ہی سمجھ لیتے کہ یہ فقرہ احتیاط کے تقاضہ سے لکھا گیا تھا کہ مکتوب الیہ اگر اپنے احباب سے یا کسی اور شخص سے اس کا ذکر کریگا کہ حسن نظامی نے مولانا ظفر علی خاں کو حیدرآباد سے علیحدہ کرایا تو تمام ملک میں ظفر علی خاں سے ہمدردی پیدا ہوگی سنہ ۱۹۱۰ء کی نسبت لوگوں کو یاد ہوگا کہ تمام ہندوستان میں ایک ہل چل مچی ہوئی تھی۔ اور ہندو مسلمانوں کے خیالات و جذبات مشتعل ہو رہے تھے اس وقت کسی شخص کو یہ تمیز نہیں تھی کہ اچھا کام کونسا ہے اور برا کام کونسا ہے

ایسے وقت میں ہر شخص کو تحریر و تقریر کے وقت بہت احتیاط مد نظر رکھنی پڑتی تھی [illegible] [illegible] حیدرآباد سے علیحدہ کرانے کے [illegible] کوشش کی تھی آپ کے خیال ہوا کہ مکتوب الیہ [illegible] اس کی عبارت کو جگہ جگہ سے [illegible]

چنانچہ خط [illegible] اس کام کی خبر سوائے آپ کے [illegible] بول رہا ہے کہ ظفر علی خاں صاحب [illegible]

[illegible] تعلق [illegible]

[illegible]

مجھے ان کی خصلت اور ان کے پیشہ اور ان کی کارستانیوں کا علم ہوا۔ مجھے علم غیب نہ تھا انسان کو آزمائش اور امتحان کے بعد ہی تجربہ ہوا کرتا ہے۔

پس جب تک مجھے ان کی حالت پوری طرح معلوم نہ ہوئی اور ان کی خصلت میری ذاتی آزمائش میں نہ آئی میں ان سے خط و کتابت کرتا رہا اور جب مجھے ان کی حالت معلوم ہو گئی تو میں نے ان سے تعلقات قطع کر لئے۔ ظاہر ہے کہ اگر میں ان کی خصلت سے واقف ہوتا تو بجائے انہیں یہ ہدایت کرنے کے کہ خط کو پڑھ کر فوراً چاک کر دیجئے میں انہیں خط ہی نہ بھیجتا

دلالی

مولانا محمد علی صاحب نے ایک اور خط چھاپا ہے جو بوہروں کے ملاں صاحب اور سر آدم جی پیر بھائی کے لڑکوں کے جھگڑے کے متعلق ہے جس میں سر آدم جی پیر بھائی کے لڑکوں نے میرے ذریعہ سے ملا صاحب کے خلاف ایک پمفلٹ مہذب ڈاکو صاحب سے لکھوانے کی خواہش کی تھی اور پانسو روپے اس پمفلٹ کا معاوضہ قرار پایا تھا جو میرے ہاتھوں مہذب ڈاکو صاحب کو کارنیشن ہوٹل دہلی میں پیشگی ادا کر دیا گیا تھا لیکن مہذب ڈاکو صاحب نے کوئی پمفلٹ نہ لکھا اور جس قدر کاغذات پمفلٹ لکھنے کے لئے ان کو دیئے گئے تھے وہ بھی انہوں نے ہضم کئے اور ملا صاحب کے آدمیوں کے ہاتھ فروخت کر دیئے اور میرے دیئے ہوئے پانسو روپے بھی چٹ کر گئے۔ اس واقعہ کے بعد سے مجھے مہذب ڈاکو صاحب کی بدمعاشی اور کمینہ خصلتی کا تجربہ ہوا اور اس کے بعد سوائے اس کے کہ چند روز تک میں نے ان کو تقاضے کے خط لکھے اور کوئی تعلق میل جول اور خط و کتابت کا باقی نہیں رہا۔

اب میں مولانا محمد علی کے اعتراض کا جواب دینا چاہتا ہوں انہوں نے میرے اس کام کو دلالی کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور ایسے فحش الفاظ استعمال کئے ہیں کہ حلال خوروں کے شراب خانہ میں کسی کلال نے بھی ایسے الفاظ شراب پئے ہوئے حلال خوروں سے نہ سنے ہوں گے۔ مگر میرا عمل کلام ربانی پر ہے جس میں ارشاد ہوا ہے کہ واذا مروا باللغو مروا کراما میں بدتہذیبی کا جواب بدتہذیبی سے نہیں دینا چاہتا اس واسطے مولانا محمد علی کی سخت کلامی کو معاف کر کے اصل جواب لکھ دینا کافی سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

"بوہروں کے موجودہ ملا صاحب نے عربی زبان میں ایک کتاب لکھی تھی جس میں سیدنا حضرت سید جعفر شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کو نہایت سخت گالیاں دی گئی تھیں اور سید جعفر شیرازی صاحب ایک صوفی بزرگ تھے جن کا احمد آباد گجرات میں مزار ہے اور سید جعفر

صاحب نے لاکھوں شیعہ بوہروں کو اپنی تلقین و تبلیغ سے سنت جماعت بنا دیا تھا چنانچہ ان سنی بوہروں سے گجرات کے تمام بڑے بڑے شہر بھرے ہوتے ہیں اور بوہروں کے ملاں صاحب نے سید جعفر شیرازی صاحب کو محض اس وجہ سے برا لکھا تھا کہ انہوں نے ملا صاحب کی جماعت کو شکست دیکر سنی بنا دیا تھا۔

لہذا مجھے ملا صاحب کے اس حملہ کا جو ایک صوفی اور سنی بزرگ پر کیا گیا تھا انتقام لینا ضروری ہوا اور میں کھلم کھلا ملا طاہر سیف الدین صاحب کے مقابلہ میں آیا اور میں نے پوری مضبوطی کے ساتھ ہندوستان کے تمام اخبارات و رسائل میں ان کے خلاف مضامین لکھے اور اکثر اخبارات کو سو سو دو دو سو روپے دیکر مضامین لکھوائے۔ اور ان سب مضامین کو ایک کتاب میں جمع کر کے شائع کیا جس کا نام ملا صاحب کے نام کی مناسبت سے "سیف بر دین" رکھا گیا تھا۔ اور جس کی پچیس ہزار کا بیان ہندوستان میں تقسیم کی گئی تھیں۔

سر آدم جی پیر بھائی کے لڑکے بھی اور بہت سے بوہرے جو ملا صاحب کے خلاف ہیں اس جنگ میں میرے معاون و مددگار تھے تو پس میں نے دلالی نہیں کی بلکہ اپنا کام سمجھکر کیا اور وہ کام میرا ہی ذاتی نہیں تھا۔ بلکہ تمام سنیوں اور تمام صوفیوں کا کام تھا چونکہ یہ پمفلٹ سر آدم جی پیر بھائی کے لڑکوں کی طرف سے اور ان کے خرچ سے لکھوانا تجویز ہوا تھا۔ اس واسطے میں نے اپنے خطوط میں مہذب ڈاکو صاحب کو تاکیدیں لکھیں کہ "بمبئی سے آقا خفے آ رہے ہیں"

میرے ان خطوط کے بعض فقروں کو مولانا محمد علی نے موٹے قلم سے شائع کیا ہے جن میں سے ایک فقرہ یہ ہے کہ "میں ہی کچھ لکھوں" ان فقروں کو جلی قلم سے لکھکر بہت خوش ہوتے ہوں گے کہ ایک بڑا راز معلوم ہو گیا۔ مگر اب ان کو حقیقت کھل جائے گی کہ یہ کام دلالی کے طور پر نہیں بلکہ میں اپنا سمجھکر کر رہا تھا۔ اور ملا صاحب کا مدمقابل میں خود تھا۔ ان کے مخالف تو محض میرے مددگار تھے۔

اور اگر بالفرض میں خود ان کے مقابلہ میں نہ بھی ہوتا تب بھی کسی دوست کا کام کرنا دلالی نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی شخص بمبئی رہتا ہو۔ اور دہلی میں اس کا کوئی واقف کار نہ ہو اور وہ مولانا محمد علی کو لکھے کہ فلاں کتاب چھپوا کر مجھے بھیجدیجئے۔ اور مولانا محمد علی اس کو چھپوا دیں۔ یا اس کے لئے کوشش کریں تو اس کو دلالی کہا جائیگا۔ یا نہیں؟ میرا خیال تو یہ ہے

مگر کوئی احمق ہی آدمی اسکو دلالی کہیگا۔

میں پوچھتا ہوں کہ جب مہاراجہ نابھہ نے مولانا محمد علی کو لکھا کہ میرا فلاں کام انگریزوں کے پاس جاکر کر دیجئے۔ اور محمد علی باوجود اس کے کہ انگریزوں کی صورت دیکھنی حرام سمجھتے تھے دوڑے ہوئے وائسرائے کے سکریٹریوں کے پاس گئے اور اپنے عقیدہ کے حرام حلال کو گھر کے طاق میں رکھ گئے۔ کیونکہ مہاراجہ نابھہ سے اپنی اس مفلسی کے زمانہ میں کچھ حاصل ہونے کی توقع تھی، تو کیا مولانا محمد علی نے مہاراجہ نابھہ کی دلالی کی تھی۔ اگرچہ اسے دلالی کہا جا سکتا ہی مگر میں تو اسے بھی دلالی نہیں کہتا کہ ایک حاجتمند اسکا کام کرکے کچھ روپیہ پیدا کرے اور خود مولانا محمد علی کے بیان کے موافق ۱۹۱۱ء میں جب مہاراجہ بڑودہ نے کنگ جارج کے دربار کے موقع پر کنگ جارج کے حضور میں بے ادبی کی حرکت کی، اور انگریزوں کے ہاتھوں مہاراجہ پر آفت آنے کا اندیشہ ہوا تو مہاراجہ کی درخواست پر مولانا محمد علی نے ان کی حمایت میں بہار دہار کوشش کی۔ اور مولانا محمد علی کے بیان کے موافق جو پانچہزار روپے معاوضہ کے مہاراجہ سے قرار پائے تھے۔ وہ مہاراجہ نے آجتک نہیں دیئے تو اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا مولانا محمد علی نے مہاراجہ بڑودہ کی دلالی کی تھی؟ اگر نہیں میں اسکو دلالی نہیں مانتا؟ تو پھر میں نے بوہروں کے ملا صاحب کے خلاف اگر بمبئی کے ایک دوست کی خواہش سے کوئی پمفلٹ لکھوانے کی کوشش کی تو یہ دلالی کیونکر ہوسکتی ہے؟

خط حضور نظام کے خلاف نہیں تھا

اس بات کے مزید ثبوت کے لئے کہ میرا یہ خط حضور نظام کے خلاف نہیں تھا بلکہ محض مولانا ظفر علی خاں کی نسبت تھا یہ کہدینا کافی ہے کہ میں جانتا تھا کہ جس شخص کو خط لکھ رہا ہوں اس کے سگے بھائی حضور نظام کے ہاں ایک اعلیٰ عہدہ پر مامور ہیں اگر حضور نظام کی مخالفت کا واقعہ میں ان کو لکھوں گا۔ تو مہذب ڈاکو اپنے عہدہ دار بھائی کے ذریعہ ممکن ہے کہ حضور نظام تک پہنچا دیں، تو پھر بھلا ایسا کونسا عقلمند آدمی ہوگا جو مخبری اور جاسوسی جیسے مخفی کام سے اس شخص کو آگاہ کردے گا جس کا بھائی حضور نظام کے ہاں اعلیٰ عہدہ دار ہو؟

حضور نظام نے یہاں سلام مزم کا کوئی کام نہیں کیا اب مجھے یہی

لکھنا ہے کہ جب حضور نظام نے کبھی پان اسلامزم کا کوئی عملی کام ہی نہیں کیا تھا تو میں ان کی شکایت
انگریزوں سے کس بنا پر کرتا؟ ناظرین یاد کریں کہ میں نے یہ خط مہذب ڈاکو کو اگست ۱۹۱۹ء میں لکھا
تھا جبکے بعد حضور نظام کے سب کام پان اسلامزم کے خلاف ہی ہوتے رہے حمایت میں کوئی نہ
ہوا۔ مثلاً جب مولانا محمد علی کے خلافتی رفیقوں نے حیدرآباد میں سلطنت اسلام کے خلاف شورش
کی، تو حضور نظام نے ان سب کو جیل خانہ میں ڈال دیا جس کی وجہ سے مولانا محمد علی کے تمام
حمایتی اخباروں نے حضور نظام کو نہایت سخت مغلظات گالیاں دیں۔ مگر میں نے بقول مولانا
محمد علی کے حضور نظام کا دشمن تھا، اس بھڑکتی ہوئی آگ میں نظام کی حمایت کا کام کیا یعنی ایک
پمفلٹ اخلاق کے نام سے لکھکر ہزارہا کی تعداد میں تقسیم کرایا جس میں خلافت والوں کو نصیحت
کی گئی تھی کہ وہ حضور نظام کی سلطنت میں خلافت کی شورش نہ پھیلائیں۔ یہ پمفلٹ میرے
پاس موجود ہے اور میں اس کی نقل اخبارات میں شائع کرادوں گا جس سے معلوم ہوگا کہ مہذب
ڈاکو صاحب کو جو خط میں نے لکھا تھا اگر وہ حضور نظام کی مخالفت میں ہوتا تو اس خط کے بعد
جبکہ مولانا محمد علی کے ساتھیوں نے حضور نظام کی اسلامی سلطنت میں فساد کرنیکی کوشش کی تھی
تو میں نے حضور نظام کی حمایت کی یا فسادیوں کی حمایت کی۔ میرا پمفلٹ پڑھنے سے معلوم ہوجائیگا
کہ میں نے تمام ہندوستان کی بھڑکتی ہوئی آگ میں اپنے آپ کو ڈالا، اور حضور نظام کی سلطنت
کو مولانا محمد علی کے ساتھیوں سے بچایا اور میرے سوا ایک شخص بھی حضور نظام کی حمایت کے لئے
اس نازک زمانہ میں کھڑا نہ ہوا اور اس وقت مولانا محمد علی کے حمایتی اخباروں نے مجھ پر الزام
لگائے کہ میں نے حضور نظام سے ۲۰ ہزار روپے لئے ہیں حالانکہ خود اعلیٰ حضرت نے ایک
دفعہ اپنے دربار میں فرمایا کہ "خواجہ حسن نظامی پر اخباروں کا یہ الزام کہ میں نے ان کو ۲۰ ہزار
روپے دیئے محض غلط تھا میں نے ان کو ایک پیسہ بھی نہیں دیا تھا"

رسالہ اخلاق لکھنے کے بعد میں نے مہاتما گاندھی اور حضرۃ مولانا عبدالباری صاحب
سے تحریریں حاصل کیں کہ دیسی ریاستوں میں خلافت کا ایجی ٹیشن مناسب نہیں ہے۔ اور پھر ایک
دوسرا رسالہ شائع کیا جس کا نام "مہاتما گاندھی کا فیصلہ" تھا۔ یہ رسالہ بھی میرے پاس موجود
ہے ہر شخص بلاقیمت منگا کر پڑھ سکتا ہے۔

ان واقعات سے کئی باتیں بطور نتیجہ کے ظاہر ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ حضور نظام نے
فیصلہ پان اسلامزم کا کوئی کام ہی نہیں کیا بلکہ انہوں نے پان اسلامزم کے بانیوں یعنی

خلافت والوں کو فساد کرنے کے جرم میں جیل خانہ پہنچا دیا اور دوسرے یہ کہ میں حضور نظام کا اس خط لکھنے کے بعد بھی مخالف نہ تھا بلکہ حامی اور مددگار رہا اور تیسرے یہ کہ آج جو مولانا محمد علی کسی توقع سے حضور نظام کے خیر خواہ بننا چاہتے ہیں۔ اس وقت میں انہی کی جماعت نے حضور نظام کی اسلامی سلطنت کو زیر و زبر کرنے کا ارادہ کیا تھا۔

خطاب واپس کر دیا

اس ثبوت کے لئے کہ حضور نظام نے پان اسلامزم کا کوئی کام نہیں کیا یہ واقعہ بھی پیش کیا جا سکتا ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ مولانا محمد علی کی پارٹی نے حیدر آباد میں فساد برپا کرنے کی کوشش کی تھی تو خلافتی پارٹی کا دیا ہوا خطاب حضور نظام نے واپس کر دیا اور فرمان شائع کیا کہ میرے لئے "آصف جاہ" خطاب اور برٹش گورنمنٹ کا ہز اگزالٹڈ ہائنس خطاب کافی ہے پس اگر حضور نظام پان اسلامزم کے حامی ہوتے تو خلافت والوں کا خطاب نہ واپس کرتے۔ نہ انگریزوں کے دیئے ہوئے خطاب کی تعریف کرتے پس ناظرین ہی انصاف کریں کہ جب حضور نظام نے پان اسلامزم کا کوئی کام ہی نہ کیا تھا، تو میں انگریزوں سے شکایت کس بات کی کر سکتا تھا۔

آٹھ برس کے بعد

سب سے زیادہ غور کے قابل یہ مسئلہ ہے کہ اگر میں نے بقول مولانا محمد علی کے ۱۲ر اگست سنہ ۱۹۱۶ء کو دہلی کے چیف کمشنر سے "مخبری" کی اور حضور نظام کے خلاف انگریزوں کو بھڑکایا تو انگریزوں نے آٹھ برس تک میری مخبری پر عمل کیوں نہ کیا اور اب ۱۹۲۵ء میں پورے آٹھ برس کے بعد انکو یاد آیا کہ حسن نظامی نے حضور نظام کی شکایت کی تھی۔ لہذا اب حضور نظام کی گرفت کرنی چاہیئے۔ اس بات کو مولانا محمد علی جیسے "عقل باختہ" بزرگ ہی باور کر سکتے ہیں کہ انگریزوں نے حسن نظامی کی مخبری پر آٹھ برس کے بعد عمل کیا اور پورے آٹھ سال حضور نظام سے دوستی قایم رکھے رہے۔ یہانتک کہ اس آٹھ سال کے زمانہ میں انکو اعلیٰ درجہ کا خطاب بھی دیدیا۔ گویا میری مخبری ایسی بھاگوان ہے کہ اس کا نتیجہ بجائے نقصان کے یہ نکلتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کو ایک اعلے خطاب مل جاتا ہے۔

مولانا محمد علی دشمن نظام

آج مولانا محمد علی حضور نظام کے دوست بنتے ہیں اور کل کی بات بھول گئے کہ مراد آباد کے جلسہ جمعیت العلماء میں جب حضرات علماء نے حضور نظام سے مطالبہ واپسی برار کی تائید میں

رزولیوشن پیش کیا یہی جناب رستم دوراں سہراب زماں ارجن ثانی بہیم اسخوانی حضرت مولانا محمد علی مقدس بیابانی حضور نظام کی مخالفت کے لئے ایک شیر غراں کی طرح جلسہ میں کھڑے ہوگئے اور ایسے سخت الفاظ میں حضور نظام کی مخالفت کی کہ کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ مولانا محمد علی بول رہے ہیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لالہ لاجپت رائے یا سوامی شردہانند یا پنڈت مالوی جی کی تقریر ہو رہی ہے۔ انہوں نے تقریر میں بڑے بڑے علماء کو لالچی اور زر پرست اور حضور نظام کے نمک خوار وغیرہ مکروہ الفاظ سے مخاطب کیا جس کے جواب میں حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کھڑے ہوئے اور انہوں نے ایسے دندان شکن جواب دیئے کہ حضرت ارجن مآب بہیم القاب محمد علی کے دانت کھٹے ہو گئے اور آپ کو بہیشم پتا مہ کی طرح لوہے کے کانٹوں پر لیٹنا پڑا یعنی مولانا محمد علی نے واپسی برار کی جسقدر مخالفت کی ، اور ان کی پارٹی نے جتنا زور حضور نظام کی مخالفت اور مولانا محمد علی کی حمایت میں خرچ کیا ، وہ سب اکارت گیا۔ اور حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیت علماء ہند کی پارٹی نے جناب مولانا محمد علی کو پوری شکست دیدی اور واپسی برار کا رزولیوشن اتفاق رائے سے پاس ہوگیا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ آج مولانا محمد علی میری مخالفت اس وجہ سے کرتے ہیں کہ ان کے بیان کے موافق میں نے حضور نظام کی اسلامی سلطنت کو مشکلات میں پھنسایا لیکن ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالیں اور اپنے گنہ گار ضمیر سے پوچھیں کہ اس نے برار کے ہندو مرہٹوں کو خوش کرنے کے لئے ایک مسلمان بادشاہ کی کس شد و مد سے مخالفت کی ؛ محض اس لئے کہ مسلمان بادشاہ کو اس کا موروثی ملک برار نہ دیا جائے کیونکہ اس سے مولانا محمد علی کے محبوب و مقصود ہندو بھائیوں کو رنج پہنچے گا۔

لالچ اس سلسلہ میں ایک بہت پوشیدہ اور بہت راز کی لیکن نہایت مزیدار بات ناظرین کی اطلاع کے لئے شائع کرنی چاہتا ہوں جس سے مولانا محمد علی کے "لالچی کیرکٹر" اور طماع خصلت "کا اندازہ ہوجائے گا۔

اور وہ یہ ہے کہ مراد آباد کے جلسہ کے بعد جب میں حیدرآباد گیا تو ایک روز اعلیٰ حضرت حضور نظام نے افسوس کے لہجہ میں ارشاد فرمایا کہ محمد علی کو مراد آباد کے جلسہ میں واپسی برار کی مخالفت زیبا نہ تھی۔

جب میں حیدرآباد سے واپس آیا تو ایک روز تخلیہ میں مولانا محمد علی سے حضور نظام

کے اس شکوہ کا ذکر کیا جسکو سنکر مولانا کی زبان سے بے ساختہ یہ فقرے نکلے۔

"مجھ سے حضور نظام نے برار کے کام کے لئے کہا ہی کب تھا؟ وہ تو دوسروں کو لاکھوں روپے دے کر واپسی برار کا کام کر رہے ہیں۔ مجھ سے کام لیتے اور کچھ خرچ کرتے تو انکو واپسی برار میں مایوسی نہ ہوتی۔ اور میں نے مرادآباد میں جو مخالفت کی اس کی بھی ایک مصلحت تھی"

"تم اعلیٰ حضرت کو لکھدو کہ وہ واپسی برار کے لئے بے نتیجہ لوگوں کو روپیہ نہ دیں بلکہ ایسے لوگوں کو دیں جو برار کی واپسی کے لئے کوئی موثر اور مفید کام کر سکیں"

مولانا کے اس ارشاد میں ناظرین خود تلاش کر لیں گے کہ لالچ اور طمع کہاں پوشیدہ ہے۔ اور وہ حضور نظام سے واپسی برار کا کام کرنے کے لئے بے تابی کے ساتھ زبان حال سے روپے کے خواہش مند نظر آتے ہیں۔ اور اسی سلسلہ میں مولانا نے برار کے چند خلافتی آدمیوں کے نام بھی بتائے کہ انکو روپے دیکر ان سے کام لیا جائے اور اس کے بعد ایک فقرہ ان کی زبان سے گھبراہٹ اور لالچ کے تقاضے میں ایسا نکلا جسکو سنکر مجھے تعجب ہوا۔ اور وہ فقرہ یہ تھا۔

"خدا نے یہ ایک دروازہ میرے لئے کھولا ہے"

یعنی واپسی برار کی کوشش کے سلسلہ میں حضور نظام کی کنگ کوٹھی کا دروازہ مولانا محمد علی کے لئے کھلا تھا۔ تاکہ اعلیٰ حضرت حضور نظام دروازہ پر آئیں۔ اور سائیں مولا کی جھولی میں کچھ ڈال دیں۔

میں نے مولانا محمد علی کی خواہش کے موافق مولانا محمد علی کا جواب اعلیٰ حضرت نظام کو خط کے ذریعہ بھیجدیا۔ مگر اعلیٰ حضرت نے اس خط کا کچھ جواب نہیں دیا۔ کیونکہ حضور نظام جیسا عاقل اور فرزانہ بادشاہ محمد علی کی حالت کو اور حرکتوں کو اچھی طرح سمجھ چکا تھا۔ تو اب کیا امید ہے کہ مولانا محمد علی کو اس بناوٹی خیرخواہی کے صلہ میں کوئی نفع ہو سکے گا جسکو وہ آجکل ظاہر کر رہے ہیں۔

پولٹیکل گرگٹ کا خرچ مولانا محمد علی نے مہذب ڈاکو صاحب کا ایک خط چھاپا ہے کہ رسالہ پولٹیکل گرگٹ کا خرچ حسن نظامی نے نہیں دیا تھا مگر حسن نظامی نے اس کا دعویٰ کب کیا تھا؟ یہ مولانا محمد علی کی سمجھ کا پھیر ہے

میں نے ان سے کہا تھا کہ رسالہ پولیٹیکل گرگٹ میں نے چھپوایا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اپنے اہتمام سے چھپوایا۔ یہ مطلب نہیں تھا کہ اپنے خرچ سے چھپوایا۔

مولانا محمد علی سے درخواست

الزامات اور بہتانوں کا جواب دینے کے بعد اب مجھے حضرت اقدس امید وار سلطنت ہند مولانا محمد علی صاحب سے پورے ادب و احترام کے ساتھ یہ عرض کرنا ہے کہ آپ مسلمانوں کی حالت پر رحم فرمائیے۔ اور فرقہ بندی کے اختلافات کا کام چھوڑ دیجئے۔ کہ اس سے مسلمانوں کی قوت کمزور ہوتی ہے۔ اور اسلام کے دشمنوں کو اسلام پر اور مسلمانوں پر ہنسنے کا موقع ملتا ہے۔

آج ہندوستان کا کوئی شخص جو کچھ کام کرنا چاہتا ہو آپ کی نکتہ چینی اور نفرت وغصہ کے تیروں سے بچا ہوا نہیں ہے۔ خود اپنی ذات کے علاوہ آپ کو دنیا کے کسی شخص میں کوئی خوبی نظر نہیں آتی۔ ابوالکلام آپ کو غیر محبوب۔ ظفر علی خاں آپ کے معتوب و مغضوب انصاری آپ سے نالاں۔ اجمل خاں۔ آپ سے خائف اور ترساں۔ اور اب ان بڑی بڑی شخصیتوں سے گزر کر آپ نے غریب حسن نظامی کی طرف نگاہ التفات فرمائی ہے۔ کیا کبھی فرصت کے وقت آپ نے اس بات پر بھی غور کیا ہے کہ آپ ایک مضبوط عزم کے ساتھ ہندوستان کو آزاد کرانے کے لئے اٹھے تھے اور ہندوستان کی دفتری حکومت سے جسے آپ اکثر شیطانی حکومت کہا کرتے تھے آپ نے جنگ کی ٹھانی تھی۔ اسے بہت زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہے اور آپ شیطانی حکومت کے بجائے رحمانی بندوں سے لڑنے لگے۔ احتیاج اور افلاس اکثر انسانوں کو حواس باختہ کر دیا کرتے ہیں۔ لیکن کم از کم آپ کی ذات اس سے بالاتر ہونی چاہئے تھی حسن نظامی جیسے فقیر سے الجھکر آپ ذلت اور افسوس کے سوا اور کیا لے لیں گے۔؟ حضور نظام بھی اپنے روپے کا صحیح مصرف خوب جانتے ہیں اسلئے وہاں سے بھی توقعات قائم کرنی بیکار ہونگی۔ اپنے زور قلم پر بھروسہ کر کے مسلمانوں میں فتنہ وفساد پھیلانے کے بجائے اس ذات باری پر بھروسہ کیجئے کہ جس نے نہایت واضح الفاظ میں اطمینان دلا دیا ہے کہ وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا وہ رزاق حقیقی ہے اور ضرور رزق پہنچائے گا۔

اسلام کی کشتی تباہی کے بھنور میں پھنسی ہوئی چکر کھا رہی ہے اگر ملاح اسی طرح آپس میں دست وگریباں ہوتے رہے اور ان میں اسی طرح جوتی میں دال بٹتی رہی تو کشتی اب ڈوبی اور اب ڈوبی۔ خدا کے لئے مولانا! آنکھیں کھولئے اور دیکھئے اور اب پانی سر سے گذرا

ہی چاہتا ہے۔ آپ کی ذات اور آپ کا قلم اب بھی قوم کے کام آسکتا ہے۔ اگر آپ قومی ضرورت پر ذاتی اثرات کو ترجیح نہ دیا کریں۔ دشمنوں کے تیغ و تبر تو اس بدنصیب قوم پر چل ہی رہے ہیں۔ خدا کے لئے کم از کم دوستوں کے ہاتھ تو کلہاڑے نہ چلائیں وما علینا الا البلاغ

انجام اس آخری درخواست کے بعد میں ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ چونکہ مسلمانوں کی خانہ جنگی میرے عقیدہ میں سخت گناہ ہے۔ اس واسطے میں یہ جواب لکھنے کے بعد پھر اور کچھ نہ لکھوں گا۔ البتہ اگر مولانا محمد علی نے کوئی اور الزام لگایا اور وہ حد سے بڑھے تو پھر میں بھی مجبوراً یا دل ناخواستہ ان کا مقابلہ کر کے آخر تک لڑوں گا۔ یہاں تک کہ مولانا محمد علی کی فتنہ انگیزیاں ختم ہو جائیں کہ فتنہ و فساد دور کرنا ہی میری زندگی کا مقصد ہے۔ والسلام

حسن نظامی۔ ۲۵ نومبر ۱۹۲۶ء

کیا مسلمانوں کے مٹنے کا وقت آگیا

لڑنے والے مسلمان غور کریں

(از خواجہ حسن نظامی صاحب)

یوں تو مسلمانوں میں شروع سے آج تک خانہ جنگیاں ہوتی آئی ہیں لیکن ہندوستان کے موجودہ مسلمانوں میں آج کل ہر جگہ جنگ و جدل کا بازار گرم ہے اور یہ لڑائیاں ہو وقت شروع ہوئی ہیں کہ مسلمانوں پر اور اسلام پر آریہ سماج کی یورش پانچ سال سے ہو رہی ہے۔ اور آریہ سماج نے اسلام کو اور مسلمانوں کو ہندوستان سے قطعی برباد کر دینے کا تہیہ کر لیا ہے۔

پس ایسے وقت میں مسلمانوں کا آپس میں لڑنا یقیناً اس بات کے اشارہ میں داخل ہے کہ شاید ہندوستان میں مسلمانوں کے مٹنے کا وقت آگیا۔ یورپ کے ملک اسپین میں بھی یہی ہوا تھا جہاں سینکڑوں برس مسلمانوں کی سلطنت رہی کہ مسلمان آپس میں خانہ جنگی کرتے رہے اور عیسائیوں نے ان سب کو مار مار کر اسپین سے جلاوطن کر دیا۔

میں اس بات کو سب سے بڑی بدقسمتی سمجھتا ہوں کہ میں نے جتنی کوشش مسلمانوں کی فرقہ بندی دور کرنے کے لئے کی اتنی ہی خانہ جنگی بڑھی اور مجھے اس معاملہ میں ذرا بھی کامیابی نہ ہوئی

یہاں تک کہ آج میں خودغانہ جنگی کی آگ میں گرنے والا ہوں،

میں اچھا ہوں یا برا، نیک ہوں یا بد، ریاکار ہوں یا مخلص جیسا بھی ہوں اپنے اعمال کی خدا کے سامنے سزا یا جزا پاؤنگا، میرا دل یہ گوارا نہیں کر سکتا کہ ہندوستان سے مسلمانوں کا نام و نشان مٹ جائے اور مسلمان آپس میں جنگ و جدل کر کے اپنے ملکی دشمنوں کو خود اپنے ہاتھوں اپنا فاتح بنالیں اس واسطے میں حضرت مولانا محمد علی صاحب سے ادب کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ وہ مولانا ظفر علی خاں اور حسن نظامی وغیرہ سب لوگوں سے لڑائی بند کر دیں وہ جیسے بڑے لیڈر ہیں ویسا ہی بڑا ان کا حوصلہ اور دل ہونا چاہیئے۔ آج ان سے ایسی حرکتیں سرزد ہو رہی ہیں جو ان کی شان وعظمت کے سراسر منافی اور خلاف ہیں، انہوں نے میری خلاف جو اعلان جنگ کیا ہے اسکو وہ خود ہی سمجھ سکتے ہیں کہ یہ اعلان جنگ مناسب تھا یا غیر مناسب تھا، اور اگر یہ روایت سچ ہے کہ آریہ سماج سے سمجھوتہ کر کے انہوں نے مجھے لام باندھا ہے تو وہ غور فرمائیں کہ میں کیسا ہی برا ہوں پھر بھی ان کا مسلمان بھائی ہوں، آریہ سماج ان کو جو کچھ توقعات دلا رہے ہیں، کل جب کوئی وقت پڑے گا تو مسلمان ہی آپ کے کام آئیں گے، اور یہ سب آریہ سماجی آپ کو اکیلا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے،

جس طرح میں آپ سے عرض کرتا ہوں ایسا ہی خود اپنی **بشریت** اور **نفسانیت** کو بھی سمجھا رہا ہوں جو آپ کے مقابلہ میں جنگ کرنے کے لئے مجھ کو ابھار رہی ہے، اور کہہ رہی ہے، کہ تو محمد علی کو بہت جلد مغلوب کر سکتا ہے۔ لیکن میں اس کو جواب دیتا ہوں کہ تو خود ہی اے نفسانیت مجھ سے مغلوب ہو سکے گی یا نہیں، کیونکہ میں جب ہی اپنے آپ کو طاقتور اور بہادر سمجھوں گا کہ پہلے مجھ نفسانیت کو شکست دینے کی قوت مجھ میں آجائے۔ اگر میں نے اپنی نفسانیت کو مغلوب کر لیا تو میں خدا کی مرضی کا مسخر ہو جاؤنگا۔ **اور جو بندہ خدا کی مرضی کا مسخر ہو جاتے وہ خدا کی سرکش مخلوق کو مسخر کر سکتا ہے۔**

اور میں اپنے ساتھیوں اور رفیقوں سے بھی عرض کرتا ہوں جنہیں سے ہر ایک مولانا محمد علی کے مقابلہ کے لئے بے چین اور بے تاب ہو کہ بھائیو! اگر تم مولانا محمد علی سے لڑے اور کامیاب ہو گئے اور یقیناً تم کامیاب ہو گے کہ تم حق پر ہو اور مولانا محمد علی ناحق پر ہیں، مگر یہ تو بتاؤ کہ تمہیں اس فتحیابی میں کیا کچھ خوشی حاصل ہو سکے گی، کیا تم ایسے شخص کو مغلوب کر کے مسرور ہو گے جسنے اپنی تمام زندگی اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں بسر کی ہو اور جسنے مسلمانوں کے لئے جیل خانہ میں چکیاں پیسی ہیں یہ مانا کہ مولانا محمد علی کی بہت سی باتیں اور بہت سی قربانیاں مسلمانوں کے لئے بجائے فائدے کے

نقصان رساں ہوئیں، لیکن پھر بھی مولانا محمد علی صاحب کا ایثار اور مولانا محمد علی کی خدمات ہر گز اس قابل نہیں ہیں کہ مسلمان قوم ایسی بے دردی اور بے انصافی سے ان کو فراموش کر سکے، پس اگر تم نے مولانا محمد علی کو مغلوب کر لیا تو میں اس کو تعریف کے قابل نہیں سمجھتا۔

مجھے معلوم ہے کہ تم نے **غریبوں کا اخبار** جاری کیا ہے، اور جو وقت جاری کیا جب کہ میں بمبئی میں تھا اور مجھے مولانا محمد علی کے اعلان جنگ کی خبر بھی نہ تھی، میں سمجھتا ہوں کہ یہ اخبار محض غریبوں کے فائدے کے لئے ہی نہیں بلکہ مولانا محمد علی کے جواب دینے کے لئے بھی جاری کیا گیا ہے، مگر میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ اخبار بہت جلد میرے ہی نام سے منسوب کر دیا جائے گا، اور اس اخبار کے دشمن ہر جگہ مشہور کریں گے کہ حسن نظامی نے یہ اخبار جاری کیا ہے یا جاری کرایا ہے، مگر مجھے اس کا کچھ خوف نہیں ہے، کہ جو چیز نہ میرے اشارے سے وجود میں آئی ہو نہ میرا اور کسی قسم کا تعلق اس سے ہو سوائے اس کے کہ مجھ سے محبت کرنے والوں نے اسکو جاری کیا ہے آخر کار میری ہی چیز سمجھی جائے گی، جب تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں تو میری چیز تمہاری ہے اور تمہاری چیز میری ہے، مگر یہ یاد رکھو کہ جس طرح میرے دادا سیدنا حضرت علی نے **جمل اور صفین** کی لڑائیوں کے وقت کہا تھا کہ ہم کو **مخالفوں نے مجبور کر کے میدان میں بلایا ہے ورنہ ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ مسلمان مسلمانوں سے لڑیں** اسواسطے تم کو بھی اے میرے ساتھیوں اور رفیقوں زیادہ کوشش اسی کی کرنی چاہیئے کہ لڑائی نہ ہو، اور ہم سب اس نازک اور امتحان کے وقت عقل اور صبر کی تدبیروں سے اس طرح گذار دیں کہ لڑائی سے سابقہ نہ پڑے ہم کو اپنے نفس کا اور حسد کا غلام نہ بننا چاہیئے، اور اگر خدانخواستہ لڑائی شروع ہو جائے، تو ذاتیات سے الگ رہنا چاہیئے، اور بے تہذیبی کے الفاظ کو اپنی زبان اور قلم پر نہ لانا چاہیئے۔

سنو سنو، میں تم سب سے جو دہلی میں ہو، اور ان سب سے جو دہلی کے باہر ہو تاکید کے ساتھ کہتا ہوں کہ کوئی بات اپنی طرف سے زیادتی کی نہ ہونے دینا اور جہانتک ممکن ہو لڑائی سے اپنے آپ کو بچانا، لیکن جب لڑائی نہ ٹل سکے اور سر پر آ جائے تو پھر اوپر کی احتیاطوں کو مد نظر رکھکر ایسی مضبوطی اور ثابت قدمی سے لڑنا کہ مولانا محمد علی کی فساد پسندی اور فساد جوئی کا ایک تسمہ بھی باقی نہ رہے کیونکہ انسان ہی لڑائی میں کامیاب ہوتا ہے جو پوری مستعدی اور پوری ہوشیاری اور برد باری دیکھ بھال کے بعد ہو۔

اگر خدانخواستہ لڑائی شروع ہو تو یقین رکھو کہ تم ہی فتحیاب ہوگے اگر تم حق کے

ساتھی ہو، اور جس طریقہ سے مولانا محمد علی نے لڑائی شروع کی ہے اور جس بنیاد پر اس لڑائی کو اٹھایا
گیا ہے وہ سراسر باطل ہے، اس واسطے یقین رکھو کہ خدا حق کی مدد کرے گا، اور باطل کو شکست ہوگی،
پس اگر لڑائی شروع ہو جائے تو تم سب یہ طے کرلو، کہ دسمبر ۱۹۲۹ء ختم ہونے سے پہلے پہلے ہم کو اپنے
حریف کی مفسدہ پردازی کا قلع قمع کر دینا ہے، جنوری ۱۹۳۰ء سے ہم دوسرا کام کریں گے، اور اس
کام کو ہاتھ بھی نہیں لگائیں گے، اس واسطے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے مقام پر اس کا خیال رکھنا
چاہیے وہ افریقہ میں ہو یا برہما میں، گجرات میں ہو یا کاٹھیاواڑ میں، بنگال میں ہو، یوپی میں ہو، سی پی میں
ہو، سندھ میں ہو، پنجاب میں، سرحد میں ہو یا دیسی ریاستوں میں، سب ہی کو کام کرنا پڑے گا،
اور اگر لڑائی شروع ہوئی تو ہر شخص کا فرض ہوگا کہ جو ہدایات اس جنگ کے متعلق مرکز سے اس کے
پاس پہنچیں وہ انکی پوری طرح تعمیل کرے، مجھ کو اور تم سب کو مولانا محمد علی حقیر اور قابل مضحکہ سمجھ
رہے ہیں، اور اپنے مضامین میں بار بار ہم سب کی کمزوری پر آوازہ کشی کرتے ہیں، اس واسطے اگر ان سے
لڑنا پڑا تو ان کو یہ دکھانا ہوگا۔ کہ اللہ کے بندوں کو حقیر و ذلیل سمجھنا اچھا نہیں تھا اور شیخ سعدی
پہلے ہی فرما گئے ہیں کہ دشمن کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے۔

بہرحال پھر ہر فریق کو پوری سچائی اور اخلاص مندی سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ لڑائی مسلمانوں
کی تباہی اور ان کے مٹنے کا پیش خیمہ معلوم ہوتی ہے، اور ایسا نظر آتا ہے کہ تاریخوں میں مولانا محمد علی
اور حسن نظامی کا نام لکھا جائے گا کہ ان دونوں کی لڑائی نے یا ان جیسے دوسرے حضرات کی لڑائی نے
ہندوستانوں کا نام و نشان مٹا دیا اور خدا نہ کرے کہ ایسا ہو،

یا اللہ

تو ہر مسلمان کے دل میں صلاحیت اور صبر اور انصاف اور دوراندیشی عقل کے ذریعہ پیدا کر آمین

حسن نظامی ۲۶ نومبر ۱۹۲۹ء

مولانا محمد علی اور خواجہ حسن نظامی کے بیانات پر ایک نظر

ایک غیر جانبدار کے قلم سے

خواجہ حسن نظامی صاحب نے ایک خط اگست سنہ ۱۹۱۸ء میں لکھا تھا اور غالباً خط لکھتے وقت ان کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگا کہ آٹھ سال کے بعد سنہ ۱۹۲۶ء میں کہ سلسلہ ارتقا کے ماتحت وہ اس قدر ترقی کرے گا کہ اسکی حیثیت ایک ہنڈی یا پرامیسری نوٹ کی سی ہو جائے گی اور ایک سے زیادہ بھی خاص معتقد ہستیاں اسے بھنا لینے کی آرزو کریں گی۔ اس خط اور اس خط کے متعلق اخبار ہمدرد کے آدھے درجن سے زیادہ مقالات افتتاحیہ کے بعد ہم چاہتے ہیں کہ ان تمام معاملات پر ایک منصفانہ اور بالکل غیر جانبدارانہ نظر ڈالی جائے اس مضمون سے ہمارا مقصد ہرگز ہرگز کسی فریق کی طرفداری کرنا نہیں ہے بلکہ ہماری کوشش یہ ہوگی کہ اس وقت تک طرفین کے بیانات کی بدولت جس قدر حالات اور واقعات بر روئے عام آ چکے ہیں اپنی ناقدانہ نگاہ ڈالیں اور اپنی عقل اور اپنے علم کی بساط کے موافق صحیح نتیجے اخذ کر سکیں اس قسم کے تبصرہ کے لئے ضروری ہے کہ خواجہ صاحب کا اصل خط پیش نگاہ ہو۔ اس لئے ہم سب سے پہلے اسکی نقل ذیل میں شائع کئے دیتے ہیں +

۷۸۶ از درگاہ شریف حضرت محبوب الٰہیؒ دہلی

۱۲ اگست سنہ ۱۹۱۸ء

مکرمی سلام علیکم۔

دو خط پہونچے۔ ابھی دو چار دن کی اور مصروفیت ہے اسکے بعد خط لکھنے کی کوشش کرونگا لکھائی کا حساب رجسٹر میں دیکھوا کر مطلع کرونگا۔

کیا عجب ہے کہ گورنمنٹ نے لکھا ہو میں نے چیف کمشنر صاحب

دہلی سے مفصل حالات بیان کرتے تھے اور نظام کو پان اسلامزم
کے جو سبق دیے جاتے تھے انکی باضابطہ اطلاع دیدی تھی
اور مجھے معلوم ہے کہ انہوں نے پنجاب گورنمنٹ کو اس خطرہ سے
آگاہ بھی کیا تمہارا یہ خط بالکل خانگی ہے اسکو چاک کر دیجئے
اور اسکی اطلاع کسی کو نہ دیجئے یعنی میرے اس کام کی خبر
سوائے آپ کے کسیکو نہ ہو)

حسن نظامی

خط حضور نظام کی نسبت نہیں تھا

مولانا محمد علی صاحب کو اس خط پر یہ اعتراض ہے کہ خواجہ صاحب نے حکومت ہند کے ایک جاسوس کی خدمت انجام دیکر ریاست حیدرآباد کو نقصان پہونچانے کی کوشش کی ہے اور اپنی اس کوشش کی اطلاع اس خط کے ذریعہ سے مکتوب الیہ کو (جو زید و عمرو بکر کوئی بھی ہو) دی ہے۔ بیک نگاہ مولانا محمد علی کا یہ الزام بہت کچھ صحیح اور درست معلوم ہوتا ہے۔ اور مولانا کا وکیلوں جیسا طرز تحریر آسانی سے ذہن کو کسی اور طرف منتقل نہیں ہونے دیتا لیکن اگر ہم یہ خیال دل سے نکالدیں کہ مولانا محمد علی نے اس پر کیا اعتراض کیا ہے اور بالکل خالی الذہن ہوکر بطور خود اس خط کو پڑھیں تو سب سے پہلے تو اس کے انداز تحریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب نے یہ خط کسی ایسے شخص کو لکھا ہے جسے پہلے سے بھی ان باتوں کے متعلق کچھ علم ہے اور جس سے اس معاملہ کے متعلق پیشتر بھی کچھ خط و کتابت ہو چکی ہے اس سے ہم بجا طور پر یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ خواجہ صاحب کا یہ فرمانا کہ خط "مہذب ڈاکو" کے خط کے جواب میں لکھا گیا تھا صحیح اور قابل یقین ہے چونکہ خط سے یہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ مہذب ڈاکو نے اپنے خط میں خواجہ صاحب کو کیا لکھا تھا اس لئے ہم ابھی خواجہ صاحب کے اس بیان پر کوئی اعتبار نہیں کرنا چاہتے کہ مہذب ڈاکو نے انہیں یہ اطلاع دی تھی کہ مولانا ظفر علی خاں .... حضور نظام کو پین اسلامزم کے سبق پڑھایا کرتے ہیں۔

حضور نظام کو پین اسلامزم کے سبق ملنے کا ذکر خواجہ صاحب نے جن الفاظ میں کیا ہے

وہ یہ ہیں کہ وہ اور نظام کو بین اسلامزم کا جو سبق دیئے جاتے تھے" مولانا محمد علی ان الفاظ کے یہ معنی
لینا چاہتے ہیں کہ یہ حضور نظام کی شکایت ہے جو خواجہ صاحب نے کی لیکن اردو زبان کا محاورہ
کسی طرح بھی مولانا کے اعتراض کو بجا نہیں ٹھہراتا ہم اگر اپنے کسی دوست کے لڑکے کو کسی بدمعاش آدمی
کے ساتھ دیکھیں اور اپنے دوست سے کہیں کہ "فلاں شخص آپ کے لڑکے کو عیاشی کرنا سکھاتا ہے آپ
کے لڑکے کو آج کل عیاشی کے سبق پڑھائے جا رہے ہیں" تو اس کا مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا کہ
ہم اپنے دوست سے اس کے لڑکے کی شکایت کر رہے ہیں بلکہ حقیقتاً اسکے معنی صرف یہ ہیں کہ لڑکے کو
بعض بدمعاشوں نے اپنے فریب میں مبتلا کرنے کی کوشش کی ہے اور جلد سے جلد اسے اس صحبت سے
علیحدہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر لڑکے کی شکایت مقصود ہوگی۔ تو اردو میں یہ فقرہ اس طرح کہا جائے گا
کہ "وہ آپ کا لڑکا عیاشی کے سبق سیکھ رہا ہے" مولانا محمد علی صاحب نے آکسفورڈ میں رہ کر ہندوستانی
زبان کو اور مکہ معظمہ جا کر ہندوستانی وضع و لباس کو اگر خیرباد کہہ دیا ہے تو اس کے معنی ہرگز
یہ نہیں ہو سکتے کہ ہندوستان کے تمام مسلمان بھی اپنی مادری زبان کے محاوروں کو بھول گئے ہیں اگر مولانا
اردو زبان کو بھولے نہیں ہیں تو ہم مجبور ہیں کہ یہ نتیجہ نکالیں کہ انہوں نے قصداً کسی خاص مصلحت کی بنا
پر عوام کو دھوکہ میں مبتلا کرنے کی کوشش کی ہے یقیناً کسی طرح بھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ مولانا محمد علی جوہر جو ہمدرد
جیسے اخبار کے ایڈیٹر ہیں اردو کے ان سیدھے سادے فقروں کا مطلب نہیں سمجھ سکتے اگر یہ صحیح ہے تو پھر اسکے
سوا اور کوئی چارہ نہیں رہتا کہ یہ یقین کیا جائے کہ مولانا نے کسی خاص مصلحت اور کسی خاص مقصد
کو پیش نظر رکھ کر عامۃ المسلمین کو اس ادبی مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے مولانا کا وہ مقصد
خاص کیا ہے اس کا حال یا تو خود مولانا جانتے ہونگے یا وہ علیم و خبیر اس سے آگاہ ہوگا جو ہر ایک
دل کا حال جانتا ہے ہمارے سامنے صرف خواجہ صاحب کا خط ہے مولانا محمد علی صاحب کے اعتراضات
ہیں اور خواجہ صاحب کا وہ بیان ہے جو انہوں نے مولانا کے جواب میں دیا ہے ہم کوشش کرینگے
کہ انہی تینوں چیزوں سے اس قسم کا مواد فراہم کرلیں کہ جس طرح دو اور دو ملانے سے چار ہوتے
ہیں اسی طرح ان کے ٹکڑے جوڑنے سے مولانا کے مقصد دلی تک ہماری عقل کی رسائی ہو سکے۔

اگرچہ خط کے الفاظ ہی سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہو جاتی ہے کہ وہ حضور نظام کے
خلاف نہیں ہے بلکہ بین اسلامزم کے سبق دینے والے کے خلاف ہے لیکن ہم صرف اس
ثبوت کو ناکافی خیال کر کے مزید تحقیقات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اگر یہ خط مولانا محمد علی
خیالات کے مطابق حضور نظام کے خلاف ہے تو ہمیں یہ کہنا پڑے گا کہ خواجہ صاحب نے ایک اسلا

ریاست کے خلاف ایسا طرز عمل کیوں اختیار کیا۔ ظاہر ہے کہ ان کے ایسا کرنے کے صرف دو ہی سبب ہو سکتے ہیں یا تو یہ کہ وہ حضور نظام سے کسی بات کا انتقام لینا چاہتے تھے یا یہ کہ جیسا مولانا محمد علی صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ حکومت ہند کے جاسوس تھے۔

چونکہ ۱۹۱۰ء تک کہ جب یہ خط لکھا گیا ہے خواجہ صاحب کے ریاست حیدرآباد کے ساتھ کسی قسم کے بھی اچھے یا برے تعلقات قائم نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے یہ خیال تو بالکل ہی لغو معلوم ہوتا ہے کہ کسی صاحب کا انتقام لینے کے لئے انہوں نے ایسا کیا۔ دوسری بات یعنی یہ کہ وہ سرکاری جاسوس تھے ضرور اس قابل ہے کہ اس پر پوری سنجیدگی کے ساتھ غور کیا جائے۔

جاسوسی ثابت نہیں ہوتی

تحریک ترک موالات کے عروج کے زمانہ میں دیکھا بھی یہی اور عقل بھی اسی بات کو چاہتی ہے کہ حکومت کو جس شخص کی نگرانی مقصود ہوتی ہے اسکے لئے جاسوس اسی کے سر پر مسلط کئے جاتے ہیں یہ کبھی نہیں ہوا کرتا کہ کشمیر کے کسی باشندے کی جاسوسی پر سر ابراہیم رحمت اللہ کو مقرر کر دیا جائے جو بمبئی میں رہتے ہیں اور کشمیر سے سینکڑوں کوس دور ہیں مولانا محمد علی صاحب کو اس کا ذاتی تجربہ ہو چکا ہے اور انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ انکی نگرانی پر کبھی کوئی برمی یا آسامی نہیں مقرر کیا گیا۔ بلکہ وہی لوگ متعین کئے گئے جو اسی شہر میں رہتے تھے جہاں مولانا کا قیام تھا نظام حیدرآباد کی جاسوسی پر خواجہ حسن نظامی کے تقرر کا جب کہ خواجہ صاحب کو حیدرآباد سے صرف اسیقدر واسطہ تھا کہ جتنا ہر اسکول کے لڑکے کو جغرافیہ میں حیدرآباد کا نام پڑھ لینے کے بعد ہوتا ہے صرف انہیں لوگوں کو یقین آسکتا ہے جو مولانا محمد علی کی طرح "عالی دماغ" ہوں عوام اس انمل بے جوڑ کے جوڑ توڑ ملانے سے بالکل قاصر ہیں اور حکومت ہند تو ہرگز ہرگز اس قدر بے وقوف نہیں ہے کہ خواجہ صاحب کی روشن ضمیری اور کشف و کرامات پر اعتماد کر کے انہیں دہلی میں بیٹھے بیٹھے حیدرآباد کی جاسوسی پر مقرر کرلے۔

اسکے علاوہ حکومت کے جاسوس اور خفیہ خبر رسانی کے محکمہ کا افسر بھی جہاں تک معلوم ہے اس قدر بے احتیاط اور بے پرواہ نہیں ہوا کرتے کہ جاسوسی کر چکنے کے بعد اپنے کارنامے کا تفصیلی ذکر فخر کے لہجہ میں اپنے دوستوں سے کیا کریں اسے تو مولانا محمد علی بھی

مان لیں گے کہ حکومت کا یہ خفیہ محکمہ بہت ہی منتظم ہے اور جو لوگ ان خدمات پر مامور ہیں وہ کبھی کسی کے سامنے بیان نہیں کیا کرتے کہ ہم نے فلاں شخص کے خلاف رپورٹ کی ہے چہ جائیکہ اپنے اس قصور کو تحریر میں لانا اور حوالہ ڈاک کر دینا جس پر انہیں ہر وقت سزا یاب ہو جانے کا اندیشہ ہو کیا کوئی شخص جسے خدا نے تھوڑی سی بھی عقل دی ہے اس بات پر یقین کر سکتا ہے کہ حکومت کا ایک جاسوس اپنے کارناموں کی تفصیلی اطلاع اپنے دوستوں کو خط کے ذریعہ سے دینا گوارہ کر لیگا؟ اب ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ مولانا محمد علی جیسے عقلمند شخص پر یہ بدگمانی کریں کہ وہ اتنی ذرا سی بات نہ سمجھ سکے یا پھر اپنے اسی خیال کو اور مضبوط کریں کہ انہوں نے کسی خاص غرض سے عوام کو بے وقوف بنانیکی کوشش کی ہے۔

لفافہ کی بھول

اس سلسلہ میں مولانا کے جدت پسند اور مضمون آفریں دماغ نے ایک نہایت ہی عجیب و غریب بات اور پیدا کی ہے کہ جسپر ہم جیسے بیوقوفوں کو بھی ہنسی آئے بغیر نہیں رہتی مولانا کے ذہن میں یہ بات موجود تھی کہ لوگ اس بات پر کسی طرح یقین نہ کریں گے کہ حکومت کا ایک جاسوس اپنے جاسوسی کے کارناموں کی اطلاع اپنے دوست کو کر رہا ہے اسلئے انہوں نے یہ نرالی منطق چھانٹی کہ درصل یہ خط مہذب ڈاکو کو نہیں لکھا گیا تھا۔ مگر محض ایک اتفاقی غلطی کی وجہ سے خواجہ صاحب نے اسے اس لفافہ میں بند کر دیا جو مہذب ڈاکو کے نام کا تھا اور اس طرح بالکل اتفاقیہ طور پر یہ خط مہذب ڈاکو کے ہاتھ آگیا۔ یہ باتیں مولانا سنہ ۱۹۲۶ء میں بیان فرما رہے ہیں یا سنہ ۱۸۵۵ء میں کہ جب گانوں کے بوجھ بجھکڑ صاحب کی اس عقلمندی پر تمام گانوں حیرت زدہ رہ جایا کرتا تھا کہ ہاتھی کے پیروں کے نشانات کو دیکھکر وہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ

بوجھ بجھکڑ بوجھے اور نہ بوجھے کوئے
پیر میں چکی باندھ کے ہرن نہ کودا ہوئے

کیا آج بھی جبکہ انسانی عقل اس قدر ترقی پا چکی ہے مولانا محمد علی یہ امید کر رہے ہیں کہ انکی اس عجیب و غریب "سوجھ بوجھ" پر تمام ہندوستان حیرت زدہ رہ جائے گا؟
اگر مولانا محمد علی صاحب سے باایں ہمہ افکار و پریشانی کبھی ایک دفعہ بھی یہ اتفاقی غلطی ہو

نہ ہوئی کہ وہ "اخوان الشیاطین" کے ساتھ نجدیوں کے بجائے اپنا اور اپنے رفقا، کار کا نام لکھ جاتے یا "مقدس ڈاکو" اور "دلالی پیشہ" جیسے مہذب اور غیر عامیانہ الفاظ کے ساتھ خواجہ حسن نظامی کے نام کے بجائے مولانا شوکت علی یا مولانا عبدالباری مرحوم کا نام تحریر کر جاتے تو حکومت کے جاسوسوں سے وہ کس طرح امید کرتے ہیں کہ ایسی خوشگوار اور منفعت بخش غلطی کے مرتکب ہوں گے جاسوس تو مولانا محمد علی سے بہت زیادہ محتاط اور دوراندیش ہوا کرتے ہیں۔

خط کے اس طرح بدل جانے کی اگر کوئی صورت ہو سکتی تھی تو صرف یہی کہ مہذب ڈاکو کے قبضہ میں عمرو عیار کی زنبیل ہوتی اور وہ اس پر ہاتھ رکھکر اور آنکھیں بند کرکے کہتے کہ یا بابا آدم اسمیں سے خواجہ حسن نظامی کا وہ خط نکال دو جو انہوں نے نظام حیدرآباد کے خلاف فلاں شخص کو لکھا ہے لیکن جہاں تک ہمیں معلوم ہے خواجہ عمرو کے بانہائے عیاری مہذب ڈاکو صاحب کو ہرگز ورثہ میں نہیں ملے ہیں۔

اگر تھوڑی دیر کے لئے اس محال کو بھی فرض کر لیا جائے کہ خواجہ صاحب سے لفافوں میں خط ڈالتے وقت ایسی ہی غلطی ہو گئی تھی تب بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر وہ خط درحقیقت کس کے نام کا تھا کسی دوست کے نام تو ہو ہی نہیں سکتا مجبوراً یہی کہنا پڑے گا کہ محکمہ کے کسی افسر کے نام تھا اگر ایسا تھا تو پھر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ خواجہ صاحب نے خط کے آخر میں یہ تاکید کیوں لکھی کہ اس خط کو چاک کر دیا جائے کیا باضابطہ رپورٹوں کی باضابطہ اطلاعیں حکومت کے دفتروں میں چاک کر دی جایا کرتی ہیں؟ اتنا تو مولانا کو بھی معلوم ہو گا کہ سرکاری دفاتر میں ہر چھوٹی سے چھوٹی اور بظاہر بے حقیقت و غیر اہم تحریر بھی بڑی احتیاط کے ساتھ فائلوں کے اندر رکھی جاتی ہے اور سرکاری دفتروں کی الماریوں بالخصوص خفیہ محکمہ کے دفتر کی الماریاں اسقدر غیر محفوظ بھی نہیں ہوا کرتیں کہ جہاں سے تحریرات کے گم ہو جانے یا مخدوش ہاتھوں میں پہنچ جانے کا اندیشہ

لفظ باضابطہ

مولانا نے خواجہ صاحب کے لفظ "باضابطہ" پر سب سے زیادہ زور قلم صرف کیا ہے اور صرف اس ایک لفظ کی مدد سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ باضابطہ کا مطلب یہ ہے کہ "محکمہ کے قوانین کے مطابق" اور اگر کسی اور بات سے یہ ثابت ہو سکتا کہ خواجہ صاحب نے درحقیقت حضور

نظام کے خلاف جاسوسی کی تھی یا اس قسم کا شک و شبہ بھی پیدا ہو سکتا تو یقیناً اس لفظ کے یہی معنی
لئے جاتے اور دیگر شبہات کی موافقت میں یہ ایک زبردست ثبوت ہو سکتا تھا، مگر بدقسمتی
یا خوش قسمتی سے ایسا نہیں ہے۔ خط کے متعلق مولانا کے تمام شبہات و اعتراضات بالکل بے بنیاد
اور بے اصل ثابت ہو چکے ہیں اسلئے دنیا کا کوئی قانون اور کسی ذی ہوش انسان کی عقل صرف اسی
ایک لفظ کی بنا پر خواجہ صاحب کو ملزم نہیں قرار دے سکتی۔ ایسی صورت میں ہمارے لئے یہی چارہ
کار باقی رہ جاتا ہے کہ خواجہ صاحب کے اپنے بیان پر اعتبار کر لیں کہ قلم برداشتہ لکھتے وقت وہ اس
لفظ کو "سنجیدہ" یا "قابل لحاظ" کے معنوں میں استعمال کر گئے ہیں۔ مولانا محمد علی تو خواجہ صاحب
کو اتنی بڑی بداحتیاطی کا اہل سمجھتے ہیں کہ باوجود خفیہ محکمہ سے تعلق رکھنے کے انھوں نے کسی کے
نام کا خط کسی کے لفافے میں ڈالدیا تو پھر تحریر کی اتنی ذراسی بے احتیاطی کیوں ان سے مستبعد
خیال کی جائے۔

مولوی ظفر علی خاں کا معاملہ

ان تمام باتوں کو سمجھ لینے کے بعد ہر منصف مزاج شخص کے نزدیک خواجہ صاحب پر
صرف یہ دو الزام رہ جاتے ہیں۔ کہ انھوں نے مولانا ظفر علی خاں ہی کے خلاف ایسی کارروائی کیوں
کی، اور پین اسلامزم کی تحریک کو جو کہ حقیقتاً ایک نہایت اچھی تحریک ہے برا کیوں ظاہر کیا۔

عقل ہمیں بتاتی ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کے خلاف کوئی کارروائی اسیوقت
کیا کرتا ہے کہ جب اسے اس دوسرے شخص سے کوئی صدمہ یا رنج پہنچا ہو۔ بے وجہ اور بلا کسی سبب کے
کوئی کسی کا گلا کاٹنے پر آمادہ نہیں ہوا کرتا۔ جب یہ تسلیم کر لیا گیا کہ خواجہ صاحب کا یہ خط حضور
نظام کے خلاف نہیں بلکہ مولانا ظفر علی خاں کے خلاف تھا تو ہمیں صرف یہ معلوم کرنا باقی رہ جاتا ہے
کہ ایسا کیوں کیا گیا۔ اور خواجہ صاحب نے ایک مسلمان کے خلاف ایسی حرکت کہ جس سے اسے نقصان پہنچے
کیوں کی۔ خواجہ صاحب نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ مولانا ظفر علی خاں کی صوفیوں کے خلاف
جدوجہد خواجہ صاحب کیلئے سخت تکلیف دہ چیز تھی۔ اور اس موقعہ پر جہاں ان کے دل میں یہ
خیال تھا کہ ایک اسلامی سلطنت کو حکومت کی نگاہوں میں مشتبہ بلکہ معتوب و مغضوب ہونے سے
بچایا جائے۔ وہاں یہ مقتضائے بشریت ظفر علیخاں صاحب کے خلاف جذبۂ انتقام بھی کام کر رہا
تھا اور اس طرح ایک پنتھ دو کاج کے اصول پر عمل پیرا ہو کر خواجہ صاحب نے چیف کمشنر دہلی سے اپنی

"باضابطہ" یا بے ضابطہ رپورٹ کی تھی۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے کہ جیسے مہذب ڈاکو سے حاصل کرکے اس خط کی اشاعت سے مولانا محمد علی کے دل میں یہ دو امیدیں ہوں کہ ایک طرف تو خواجہ حسن نظامی کا قوم میں بڑھتا ہوا وقار و اقتدار گھٹ جائے گا۔ اور دوسری طرف "ہمدرد" کی گھٹتی ہوئی اشاعت چراغ سحری کے آخری سانسوں کی طرح پھر ایک دفعہ کسی قدر چمک اٹھے گی۔ یہ نہ کوئی عجیب بات ہے نہ ناقابل اعتبار اور بظاہر کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ اسے تسلیم نہ کر لیا جائے جبکہ اس کے خلاف کوئی شہادت ہمارے پیش نگاہ نہیں ہے۔ پوچھا جا سکتا ہے کہ اگر خواجہ صاحب کو صرف ظفر علی خاں صاحب کو مالی نقصان پہنچانا اور حضور نظام کو ان کے پھندے سے چھڑانا مقصود تھا تو انہوں نے چیف کمشنر دہلی سے کچھ کہنے کے بجائے خود نظام حیدر آبادی کو یہ حالات لکھ کر کیوں نہ بھیج دئے اور انہی سے کیوں نہ یہ درخواست کی کہ مولانا ظفر علی خاں صاحب کو ریاست سے نکال دیں۔ لیکن پوچھنے والوں کو یہ پوچھنے سے پہلے اس بات پر بھی غور کر لینا چاہئے کہ ۱۹۱۳ء تک خواجہ صاحب کو ملک میں جو شہرت اور مقبولیت حاصل تھی وہ محض ایک اچھے ادیب اور قابل مصنف کی حیثیت سے تھی مسلمانوں کی اصلاح اور تبلیغ اسلام کی کوششوں کی وجہ سے جو عزت و عظمت انہیں آج حاصل ہے وہ ۱۹۱۳ء میں نہ تھی اور اس وقت نظام حیدر آباد پر انکے کچھ لکھنے کا اثر صرف اسی قدر ہو سکتا تھا کہ جیسے مولانا نیاز فتحپوری یا مولانا راشد الخیری میسور کے مہاراجہ صاحب کو کچھ لکھ بھیجیں۔ اگر خواجہ صاحب کے کچھ تعلقات حیدر آباد سے ہوتے تو غالباً وہ بھی اسی کو پسند کرتے کہ مداخلت غیر کے بغیر کام بن جائے اور لاٹھی ٹوٹے بغیر سانپ مر جائے۔ مگر جو حالات کہ اس وقت موجود تھے ان میں اور جن جذبات سے وہ متاثر تھے ان کی ہدایات کے ماتحت وہ یہی کچھ کر سکتے تھے جو انہوں نے کیا۔ اور اگر مولانا محمد علی صاحب ترک موالات کا عہد نہ کر چکے ہوتے تو انکو بھی یہی اور صرف یہی طرز عمل اختیار کرنا پڑتا۔

گواہی کا خط

اس ضمن میں ایک چیز اور بھی ہے جسے مولانا محمد علی صاحب نے بڑی شد و مد کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ خواجہ صاحب نے اپنی زبانی گفتگو میں مولانا محمد علی صاحب سے یہ کہا تھا کہ مہذب ڈاکو کا وہ خط جس کے جواب میں خواجہ صاحب نے یہ خط لکھا انکے پاس ہے مگر بعد میں وہ اس خط کو پیدا نہ کر سکے اپنے الزامات کو صحیح ثابت کرنیکے لئے مولانا محمد علی اس ذراسی بات

گو جس قدر چاہیں آسمان پر چڑھا دیں لیکن خود مولانا محمد علی یا کوئی اور صاحب بھی آٹھ برس کے پرانے خطوط آسانی سے نکال کر نہیں دکھا سکتے۔ عام طور پر تو لوگ آئے ہوئے خطوط کو یونہی بے پروائی کے ساتھ ادھر اُدھر ڈال دیا کرتے ہیں۔ لیکن جو لوگ اس سے زیادہ محتاط ہیں وہ بھی صرف اتنا ہی کیا کرتے ہیں کہ ایک لمبے سے تار میں جس کے ایک سرے پر لکڑی کا لٹو لگا ہوا ہوتا ہے خطوط کو نتھی کرا دیا کرتے ہیں۔

ان حالات میں آٹھ سال کی مدت تک ایک خط کا محفوظ رکھا رہنا بالخصوص خواجہ صاحب کے یہاں محفوظ رہنا جن کی روزانہ ڈاک ایک اچھے خاصے دفتر کے برابر ہوتی ہے بہت دشوار ہے ہمارے خیال میں اس خط کا مل جانا اس کے نہ ملنے سے زیادہ تعجب انگیز ہونا چاہئے اگر خواجہ صاحب کو ۱۹۱۸ء میں یہ خیال ہوتا کہ ۱۹۲۶ء میں مولانا محمد علی کو یہ خط دکھانا ہوگا تو غالباً وہ اسے باحتیاط تمام اپنے کسی صندوقچہ میں بند کر کے رکھدیتے۔ لیکن اس زمانے میں خواجہ صاحب کو مہذب ڈاکو سے یہ توقع نہ تھی کہ وہ ان کے اس خط کو اس طرح حرز جان بنا کر رکھیں گے اور آٹھ برس بعد وہ جائیداد کے قبالہ کی طرح دست بدست منتقل ہو کر مولانا محمد علی کے قبضہ میں پہنچ جائے گا۔ اسلئے مہذب ڈاکو کے خط کو کسی خاص احتیاط کے ساتھ نہ رکھنا بالکل قدرتی اور معمولی بات ہے۔

پین اسلام ازم

اب رہی یہ بات کہ خواجہ صاحب نے پین اسلام ازم کو کیوں برا کہا اور اسکے خلاف کیوں کوشش کی۔ اگر درحقیقت خواجہ صاحب نے ایسا کیا ہوتا تو ہم ان تمام واقعات پر اتنے لمبے چوڑے تبصرہ کی قطعاً کوئی ضرورت نہ سمجھتے۔ اور شروع ہی میں یہ فیصلہ کر دیتے کہ خواجہ صاحب قصوروار ہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ خواجہ صاحب کا ایسا کرنا کسی شہادت سے ثابت نہیں ہوتا یہاں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ مولانا محمد علی صاحب نے اپنے زور تحریر سے کام لیکر خواجہ صاحب کے سر ایک زبردستی کا الزام لگانا چاہا ہے۔ مسلمان شراب کو برا خیال کرتے ہیں اور کبھی نہیں پیتے اور اگر کسی مسلمان کے متعلق یہ معلوم ہو جائے کہ وہ شراب پیتا ہے تو اسے بھی برا خیال کرنے لگتے ہیں۔ انگریز شراب کو بہت اچھا سمجھتے ہیں اور نہایت خوشی سے پیتے ہیں۔ اب اگر کوئی انگریز کسی مسلمان کو بدنام کرنے کی غرض سے اسکی برادری والوں سے یہ کہے کہ فلاں شخص جو تمہارا عزیز ہے

شراب پیا کرتا ہے تو دوسرے انگریز اس انگریز پر ہرگز یہ الزام نہیں لگا سکتے کہ اس نے شراب کو برا کہا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اس نے مسلمانوں کے اس اعتقاد سے کہ وہ شراب کو برا سمجھتے ہیں فائدہ ضرور اٹھایا مگر خود شراب کو بدنام کرنے میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ بالکل یہی صورت یہاں بھی ہے۔ خواجہ صاحب نے انگریزوں کے اس اعتقاد سے کہ پین اسلام ازم ایک بہت خطرناک چیز ہے فائدہ ضرور اٹھایا ہے۔ لیکن خود پین اسلام ازم کو نہ برا کہا ہے نہ بدنام کیا ہے۔ انھیں معلوم تھا کہ انگریز اس زمانے میں پین اسلام ازم سے بجید خائف تھے۔ اور انھیں یہ چیز ایک ہوّا نظر آتی تھی۔ اسی بنا پر خواجہ صاحب کو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر مولانا ظفر علی خاں کا جادو حضور نظام پر چل گیا اور وہ پین اسلام ازم کی تحریک سے دلچسپی لینے لگے تو گو یہ تحریک فی نفسہا کیسی ہی عمدہ بے ضرر کیوں نہ ہو۔ لیکن انگریز ضرور ریاست کے دشمن ہو جائیں گے اور ایک اسلامی سلطنت کو نقصان پہونچ جائے گا۔ انہوں نے انگریزوں کے اس خوف سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اور ریاست کو نقصان سے بچانے اور ظفر علی خاں صاحب کو نقصان پہنچانے کی غرض سے انہوں نے چیف کمشنر سے یہ رپورٹ کی کہ ظفر علی خاں ایک خطرناک آدمی ہیں۔ اور وہ حضور نظام کو اپنی راہ پر لگانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اندیشہ ہے کہ اگر جلد تدارک نہ کیا گیا تو حضور نظام ان کے پھندے میں پھنس جائیں۔ اسلئے مناسب ہوگا اگر ظفر علی خاں کو حیدرآباد سے الگ کرا دیا جائے اب اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ نہ پین اسلام ازم کی برائی کی گئی ہے نہ حضور نظام کی بلکہ ایک نہایت خوبصورت طریقہ پر حضور نظام کو آیندہ انگریزوں کی نگاہوں میں حقیر ہونے سے بچا دیا گیا اور مولانا ظفر علی خاں کو بھی تھوڑا سا مالی نقصان پہنچا دیا گیا جو خواجہ صاحب کی دلی تمنا تھی۔

پین اسلام ازم کو برا کہنا اور اسکے عیوب بیان کرنا اور چیز ہے اور اگر کوئی شخص اسے برا سمجھتا ہو یا اس سے ڈرتا ہے تو اسکے ان خیالات سے فائدہ اٹھانا دوسری چیز ہے۔ مولانا محمد علی صاحب یا تو خود اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں یا پھر ایک مرتبہ ہمیں اپنے اسی شبہ میں مبتلا ہونا پڑے گا کہ مولانا محمد علی صاحب کسی خاص مقصد سے عوام میں یہ غلط فہمیاں پھیلا رہے ہیں۔

فیصلہ

یہاں تک تو جو کچھ ہمنے عرض کیا وہ خواجہ صاحب کے خط اور اسکے متعلقات پر ایک تبصرہ تھا اور اب ہم کافی تحقیق و تدقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہونچ گئے ہیں کہ خواجہ صاحب جو اقوال

مولانا محمد علی کے "مقدس ڈاکو" ہوں یا ایک پیشہ ور "دلال" لیکن کم از کم اس خط کے متعلق ان پر ان الزامات میں سے ایک بھی عائد نہیں ہوتا جو مولانا محمد علی صاحب نے نہایت دریا دلی اور فیاضی کے ساتھ لگائے ہیں۔ خواجہ صاحب پر اس معاملہ میں بڑے سے بڑا الزام جو عائد ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے ظفر علی خاں صاحب سے اسی طرح انتقام لیا جس طرح معمولی آدمی لیا کرتے ہیں۔ لیکن ہمیں معلوم ہے کہ خواجہ صاحب مافوق الانسان ہستی نہیں ہیں۔ اور قدرتی طور پر ان میں وہ تمام انسانی کمزوریاں کم وبیش موجود ہیں۔ جو مولانا محمد علی میں یا کسی اور انسان میں ہو سکتی ہیں خواجہ صاحب کے دل کو مولانا ظفر علی خاں کی تحریرات سے صدمہ پہنچا تھا اور انہوں نے ان کے دل کو مالی نقصان کا صدمہ پہنچا کر بدلا لے لیا۔

مہذب ڈاکو

خواجہ صاحب پر فرد جرم لگا چکنے کے بعد نامناسب نہ ہوگا اگر ہم لگے ہاتھوں بعض دیگر ہستیوں کے کارناموں پر بھی ایک غلط انداز سی نگاہ ڈال لیں جنہوں نے اس ڈرامے میں حصہ لیا ہے پہلے جس محترم ہستی پر ہماری نگاہ پڑتی ہے وہ مہذب ڈاکو صاحب ہیں جن سے خوش قسمتی سے ہمیں نیاز حاصل کرنے کا فخر کبھی نصیب نہیں ہوا ہے آپ کے متعلق جو سوال سب سے پہلے ہمارے دل میں پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آخر آپ نے خواجہ صاحب کے اس خط کو آٹھ برس تک کلیجے سے لگا کر کیوں رکھا۔ جواب میں مجبوراً یہی کہا جائیگا کہ آپ اس سے خواجہ صاحب کے خلاف کام لینا چاہتے تھے اگر مہذب ڈاکو کی نیت بخیر تھی اور آپ درحقیقت خواجہ صاحب کو ایک مقدس ڈاکو اور ان کے وجود کو قوم کے لئے مضرت رساں خیال کرتے تھے اور اگر درحقیقت آپ کے دل میں قوم کا کوئی درد تھا تو خواجہ صاحب کی رسّی بقدر آٹھ سال کے دراز کر دینے کے کیا معنی؟ کیوں نہیں آپ نے اگست ۱۹۱۸ء کے خط کو ستمبر ۱۹۱۸ء شروع ہونے سے پہلے قوم کے سامنے پیش کیا؟ اور کیوں آپ نے خواجہ صاحب کو موقع دیا کہ مزید آٹھ سال تک وہ اپنے تقدس مآب ڈاکے قوم پر ڈالتے رہیں کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ آپ بھی ان ڈاکوں کے ماحصل سے مستفید ہوا کرتے تھے؟ اگر ایسا تھا تو آپ کی قومی ہمدردی کی حقیقت تو بخوبی آشکارا ہوگئی اگر ایسا نہ تھا تو دوسرا سبب اس خط کو باحتیاط تمام محفوظ رکھنے کا یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کسی مناسب موقع کے منتظر تھے اور اس سے معقول مالی فائدہ اٹھانا چاہتے تھے اور جب یہ آرزوئے دیرینہ پوری ہوتی نظر نہ آئی تو آپ نے جلکر

اس سے یہ کام لینا چاہا۔ جواب لیا گیا ہے بہر حال اگر پہلی صورت صحیح ہے تب بھی آپ قوم کے مجرم ہیں اور اگر دوسری صورت امر واقعہ ہے تب بھی آپ پر فریب دہی کا الزام عائد ہے۔

اپنے روپے سے حج کرنیوالے

ملک کی دوسری مایہ ناز ہستی جسکا دامن سازش میں ملوث نظر آرہا ہے۔ مولانا محمد علی صاحب ہیں جو حال ہی میں "اپنے روپے سے" اور بااعلان "اپنے روپے سے" حج بھی کر آئے ہیں حالانکہ دنیا دوسروں کے روپے سے حج کیا کرتی ہے۔ ہمارا خیال تھا اور اب بھی ہے کہ اس قسم کی سازش میں شریک ہونا مولانا کی شان سے بہت ہی بعید ہے اور ان کی ذات اس قسم کی عامیانہ حرکات سے بہت بالاتر ہے۔ لیکن واقعات سے چشم پوشی نہیں کیجاسکتی "ہمدرد" کے کالموں میں جو "حکمت و عظمت" کے عنوان کے ماتحت کلام پاک کی آیات اور ان کی تشریح سے شروع ہوتے ہیں مسلسل آٹھ روز تک جو جو ناگفتنی الفاظ مولانا کے قلم دشنام رقم سے نکلے ہیں وہ پڑھنے والے کو اس شبہ میں ڈالے دیتے ہیں کہ آیا وہ ملک کے بہترین اردو اخبار ہمدرد کا مطالعہ کر رہا ہے یا پنجاب کے کسی سنگھٹنی اخبار کا قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک "نو ہفتہ" کے انداز تحریر میں یہ عجیب غریب تبدیلی پیدا ہو گئی اور مولانا محمد علی کے پایہ کا صحیفہ نگار اس قسم کی سوقیانہ باتوں پر کس طرح اتر آیا۔ ہمیں خواجہ صاحب کے اس خیال سے ہرگز اتفاق نہیں ہے کہ مولانا نے جن طرح ریاست حیدر آباد سے کچھ توقعات قایم کی ہیں، جہاں تک ہمیں معلوم ہے حیدر آباد میں روپیہ اس فیاضی سے نہیں لٹا کرتا۔ خواجہ صاحب کے بتائے ہوئے اس دوسرے سبب سے کہ مولانا کو خواجہ صاحب کا بڑھتا ہوا وقار ناگوار گذرا ہے کو کسی حد تک ہمیں اتفاق ہو مگر ہمیں اس کے ماننے میں بھی تامل ہے کہ صرف اس سبب سے مولانا گالم گلوج پر اتر آئے۔ بہت کچھ غور و خوض کے بعد ہم نے بھی ایک رائے قائم کی ہے اور رائے قایم کرنے کا ہر شخص کو اختیار حاصل ہوا کرتا ہے۔

مولانا محمد علی صاحب جب سے سفر حج سے واپس تشریف لائے ہیں ایک نہایت اہم قومی کام میں مصروف ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ جس طرح بھی ہو سکے مولانا ظفر علی خاں صاحب کو نیچا دکھایا جائے کیونکہ سنا ہے کہ انہیں اونچا دیکھنے کی بیماری ہو گئی ہے اب ہمارے بطل حریت اور رئیس الاحرار حاجی محمد علی کا مقصد زندگی حکومت ہند سے جنگ یا طلب آزادی نہیں رہا ہے بلکہ اب آپ نے اپنی تمام باقی زندگی مولانا ظفر علی خاں کی پگڑی اچھالنے اور انہیں منثور اور منظوم دونوں قسم کی گالیاں

دینے کے لیے وقف کر دی ہے۔ ضمناً اس مقصد عظیم کے ساتھ یہ مقصد بھی شامل ہے کہ سلطان ابن سعود کو معہ زن و بچہ حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دیں۔ یا مہاراجہ محمود آباد کے کولھو میں پلوا ڈالیں۔ مولانا کو اپنی انشاء پردازی کی قابلیت پر ناز تھا اور بجا ناز تھا۔ آپ سمجھتے ہی نہ تھے بلکہ آپ کو یقین کامل تھا کہ زمیندار اور ظفر علی خاں اور مہر اور سالک سب زیادہ سے زیادہ ایک ایک جھڑپ کے ہیں اور ادھر میں نے گردن کی رگیں پھلا کر اپنے غیظ و غضب کی شان دکھائی اور ادھر یہ سب کے سب دم دبا کر بھاگے۔ مگر بدقسمتی سے یہ سب کے سب بھی گرگہائے باراں دیدہ ثابت ہوئے اور کچھ ایسے تنبیہ چہار گرد پیچھے پڑے کہ مولانا کو پیچھا چھڑانا مشکل ہوگیا۔ مولانا جس اصول کی تبلیغ کر رہے ہیں وہ صحیح ہے یا غلط اس سے تو ہمیں بحث نہیں مگر یہ ہم نے ضرور دیکھا اور ہر اس شخص نے دیکھا ہوگا جو زمیندار اور ہمدرد کا مطالعہ کیا کرتا ہے کہ آج تک مولانا سے مولانا ظفر علی خاں اینڈ کمپنی کی کسی تحریر کا معقول جواب نہ بن پڑا۔ اور ان کی آخری تحریرات سے تو بالکل صاف اور بین طور پر گھبراہٹ اور بدحواسی ظاہر ہو رہی ہے۔ ہندوستان کے بے مثل صحیفہ نگار کے لیے یہ حالت عجز و مجبوری کہ اپنے عجیب و غریب دماغ کی نیم فرسودگی کے باعث وہ اطفال دبستان کے بالمقابل عہدہ برآ نہ ہو سکے بالکل ایسی ہی ہونی چاہیے تھی اور تھی کہ جیسی رستم کی حالت سہراب کے سامنے دماغ مختل ہو رہا تھا اور تمام جسم پر لرزہ طاری تھا کیونکہ اندیشہ ہو چلا تھا کہ ان پنجابی ڈھگوں کے ہاتھوں لیڈری اور صحافت کی کشتی عنقریب ڈوبا چاہتی ہے کہ یکایک متلاطم موجوں میں خواجہ حسن نظامی کا چہرہ نظر آیا اور آپ نے ڈوبنے والوں کی طرح خوب مضبوطی سے خواجہ صاحب کو پکڑ لیا۔ زمیندار کی طرف تو رخ کرنے کی اب ہمت نہ رہی تھی کیونکہ اس طرف ایک چھوڑ تین تین بے نیام شمشیر ہائے آبدار چمکتی نظر آتی تھیں۔ اسلئے عزت و آبرو کے ساتھ زمیندار سے پیچھا چھڑانے کے لیے یہی مناسب تھا کہ محاذ جنگ بدل دیا جائے۔ اور یہی آپ نے کیا۔ اب یہ امر کہ عین اسوقت کہ جب ہر طرف مایوسی ہی مایوسی نظر آتی تھی مہذب ڈاکو صاحب نے خواجہ صاحب کا یہ خط آپکی خدمت میں نذر کر دیا۔ محض ایک حسن اتفاق تھا۔ ہم ہرگز یہ کہنا نہیں چاہتے کہ یہ خط آپ کے پاس پہلے سے موجود تھا۔ اور آپ موقع مناسب کے متلاشی تھے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اللہ اپنے نیک بندوں کی کو جو اپنے روپے سے حج کریں ایسے موقعوں پر ضرور مدد کیا کرتا ہے۔ اس حسن اتفاق سے جسے مولانا نے حیرت انگیز انکشافات کے نام سے موسوم کیا ہے مولانا کو دلی خوشی ہوئی اور ہونی چاہیے تھی جو کولمبس کو نئی دنیا کی ملنے سے مگر کاش! یہ حسرت دیرپا ہوتی!! (صاف گو)

مولٰنا محمد علی اور حسن نظامی کا دربار الٰہی میں فیصلہ

مولانا محمد علی اڈیٹر اخبار ہمدرد ۱۰۔ نومبر ۱۹۲۶ء سے مجھ حسن نظامی کے خلاف اس بنا پر نہایت سخت مضامین لکھ رہے ہیں کہ حسن نظامی نے آٹھ سال پہلے حضور نظام کے خلاف دہلی کے چیف کمشنر سے جاسوسی اور مخبری کی اور حضور نظام کی موجودہ مشکلات اسی کی وجہ سے ہیں۔

اس کے بارے میں حسن نظامی نے ۲۷۔ نومبر کو جواب شائع کیا کہ میں نے حضور نظام کے خلاف کوئی مخبری اور جاسوسی نہیں کی۔ بلکہ حضور نظام کو اور ان کی اسلامی سلطنت کو ایک خطرہ سے بچانے کے لئے چیف کمشنر دہلی سے کہا۔

مگر مولٰنا محمد علی اور ان کے حامی اخبارات الامان، الجمعیت، مدینہ، خلافت وغیرہ وغیرہ حسن نظامی کے جواب کو قبول نہیں کرتے بلکہ حسن نظامی کے بیان کو جھٹلاتے ہیں۔

حدیث رسول اللہ صلعم

چونکہ مولٰنا محمد علی اور ان کے حامی اور حسن نظامی مسلمان ہیں لہذا ان سب کو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرالینا چاہیے جس میں ارشاد ہے اَلْبَیِّنَةُ عَلَی الْمُدَّعِیْ وَالْیَمِیْنُ عَلٰی مَنْ اَنْکَرَ (ترجمہ مدعی پر لازم ہے کہ گواہ لائے۔ اور مدعا علیہ پر لازم ہے کہ قسم کھائے) پس چونکہ مولٰنا محمد علی اور ان کے حامی مدعی ہیں تو انکو گواہ پیش کرنے چاہئیں جن کے سامنے حسن نظامی نے مخبری و جاسوسی کی ہو مگر انکے پاس میرے خط کے سوا کوئی گواہ نہیں ہے اور میں حسن نظامی اس خط کے وہ معنی نہیں مانتا جو مدعی نے سمجھے یا بیان کئے ہیں۔ لہذا حسب فرمان رسول خدا صلعم اب مجھ مدعا علیہ پر قسم واجب ہے اور اسی پر فیصلہ ہے

پس میں حسب ذیل الفاظ میں اس اعلان عام کے ذریعہ قسم کھاتا ہوں۔

حسن نظامی کی شرعی قسم

میں حسن نظامی اللہ تعالٰی وحدہ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ ۱۴ اگست [illegible] کے خط میں جو الفاظ میں نے لکھے ان کا یہ

مطلب نہیں تھا کہ میں نے حضور نظام کے خلاف اور انکو نقصان پہنچانے کے لئے چیف کمشنر دہلی سے مخبری و جاسوسی کی۔

(۲) میں حسن نظامی اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے تمام عمر کبھی حضور نظام یا کسی مسلمان بادشاہ کے خلاف چیف کمشنر دہلی یا وائسرائے یا گورنر یا کسی اور سرکاری افسر سے مخبری و جاسوسی نہیں کی۔

(۳) میں حسن نظامی اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے شروع سے آجتک کبھی کسی قسم کے محکمہ جاسوسی کا کوئی کام نہیں کیا۔ نہ اس محکمہ سے کبھی میرا کچھ تعلق ہوا نہ اب ہے

(۴) میں حسن نظامی اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے تمام عمر کسی مفید اسلامی تحریک کو کبھی کسی قسم کا نقصان پہنچانے کے لئے کوئی علانیہ یا خفیہ کام نہیں کیا۔

(۵) میں حسن نظامی اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میں نے اوپر کی چاروں قسموں میں کسی قسم کی چالاکی یا الفاظ کی اونچ نیچ یا حیلہ جوئی کی نیت رکھی ہو اور جھوٹ بولنے کا ارادہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی لعنت اس دنیا میں اور آخرت میں مجھ پر نازل ہو۔

مولٰنا محمد علی سے سوال

اب میں حسن نظامی مولانا محمد علی اڈیٹر ہمدرد اور ان کے حامی اخبارات الامان الجمعیت، اخلافت، مدینہ وغیرہ سے سوال کرتا ہوں کہ میں نے تو بحیثیت مدعا علیہ قسم کھالی لیکن اگر آپ نے میری اس قسم کا اعتبار نہ کیا تو پھر میں مدعی ہو جاؤں گا۔ اور آپ سب مدعا علیہ ہونگے۔ اور میں واقعات کو گواہی میں پیش کروں گا کہ آپ سب نے میری تبلیغی خدمات اور میری رسوخ کی دشمنی کے سبب یہ الزام مجھ پر لگایا۔ اور آپ سب پر بحیثیت مدعا علیہ ایسی ہی قسم واجب ہوگی جیسی میں نے کھائی اور وہ یہ ہوگی۔

مولٰنا محمد علی اور ان کے حامیوں کی قسمیں

(۱) میں محمد علی مع مذکورہ حامیوں کے اللہ تعالیٰ

جسکا ذکر ۲۷ راگست ۱۹۱۶ء کے خط میں بحیثیت جاسوسی دی تھی۔

(۲) میں محمد علی مع مذکورہ حمایتیوں کے اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ مذکورہ خط حضور نظام کے خلاف تھا۔ اور اس خط سے حضور نظام کو نقصان پہنچا۔

(۳) میں محمد علی مع مذکورہ حمایتیوں کے اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ حضور نظام کی موجودہ مشکلات جوان کو پیش آرہی ہیں۔ وہ حسن نظامی کے مذکورہ خط یا حسن نظامی ہی کی کسی اور سازش سے پیش آرہی ہیں۔

(۴) میں محمد علی مع مذکورہ حمایتیوں کے اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ حسن نظامی جاسوسی محکمہ سے تعلق رکھتا تھا۔ یا رکھتا ہے۔

(۵) میں محمد علی مع مذکورہ حمایتیوں کے اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے جو کچھ حسن نظامی کے خلاف اخباروں میں لکھا۔ اور تقریروں میں کہا۔ وہ محض اس خط کو جاسوسی کا خط سمجھکر یا حسن نظامی کو مخبر و جاسوس خیال کر کے لکھا اور کہا اور میرے اور میرے حمایتیوں کے دل میں پہلے سے حسن نظامی کے خلاف اسکی تبلیغی خدمات اور اسکے رسوخ کیساتھ کوئی انتقامی جذبہ موجود نہ تھا۔ اور میں نے اور میرے مذکورہ رفیقوں نے آریہ سماج یا کسی غیر مسلم قوم یا فرد کی سازش سے یہ الزام نہیں لگایا۔ نہ کسی در پردہ لالچ و توقع کا اس میں دخل ہے۔

اور اگر مجھ محمد علی نے مع مذکورہ حمایتیوں کے اوپر کی پانچوں باتوں میں حسن نظامی پر جھوٹا الزام لگایا ہو۔ اور غیر مسلم سازش یا غیر مسلم اثر یا حسن نظامی کے تبلیغی کام کو مٹانے یا حسن نظامی کے رسوخ سے حسد کرنے کے سبب حسن نظامی پر مخبری و جاسوسی کا بہتان لگایا ہو۔ تو مجھ محمد علی اڈیٹر ہمدرد اور میرے حمایتیوں اڈیٹران خلافت۔ الامان۔ الجمعیۃ۔ مدینہ وغیرہ پر اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی لعنت اس دنیا اور آخرت میں نازل ہو۔

اب ہر مسلمان پر فرض ہو گیا کہ اس حلف نامہ کو خود بھی پڑھے۔ اور دوسروں کو بھی سنائے۔ اور مسلمان اخباروں پر فرض ہو گیا کہ اس اعلان کو پڑھنے اور سنانے کے بعد منظر عام پر چسپاں کر دے۔ اور ہر مسلمان پر فرض ہو گیا۔ کہ اگر مولانا محمد علی کے اخبار ہمدرد۔ اور اخبار خلافت۔ اور اخبار الجمعیۃ۔ اور اخبار مدینہ۔ اور اخبار الامان وغیرہ نے اس حلف نامہ کو شائع نہ کیا۔ تو وہ ان اخبارات سے مطالبہ

کرے۔ کہ اس شرعی حلف نامہ کو شائع کیجئے۔ اور حسن نظامی کی حلفیہ صفائی کیطرح آپ سب
بھی حلفیہ بیان دیجئے۔ ورنہ سمجھا جائیگا کہ مولانا محمد علی اور آپ سب حسن نظامی کے رسوخ و
اقتدار کے حاسد ہیں۔ اور سب حسن نظامی کے تبلیغی کام کو مٹانا چاہتے ہیں۔ لہذا آپ سب
اسلام کے دشمن اور اسلام کے دشمنوں کے دوست اور خفیہ شریک حال ہیں۔ اور آپ سے
قطع تعلق ہر مسلمان پر واجب ہے۔

حسن نظامی ساکن درگاہ حضرت نظام الدین اولیاؒ دہلی

چند مخلصانہ معروضات
جناب محترم مولانا محمد علی صاحب کی خدمت میں

(شیخ احسان الحق صاحب عرف بھیا احسان کی طرف سے)

الحمد للہ کہ میں نہ تو لیڈر ان اور نہ اپنے ایمان وضمیر کے سوا کسی لیڈر کا پیرو۔ بلکہ محترم
لیڈران قوم کے طریقہ ہائے کار کی گہری قومی مصلحتوں کے سمجھنے کی اہلیت بھی نہیں رکھتا۔ اسلئے
جو افسوسناک تحریری جنگ جناب مولانا محمد علی صاحب اور حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب
میں آجکل جاری ہے۔ اس کے قومی پہلوؤں پر نظر کرنا میرا کام نہیں ہے۔ قوم پرستوں کا کام
ہے۔ میرے لئے تو اس جنگ میں تکلیف دہ چیز صرف یہ ہے۔ کہ ایک طرف تو میرے ہمدرد
وغمگسار اور مربی ومنعم حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب ہیں جن کی عزت کو میں اپنی عزت اور
جن کی ذلت کو اپنی ذلت سمجھتا ہوں۔ اور دوسری طرف میرا تپاک سے خیر مقدم کرنے والے اور
مجھکو محبت سے بھیا کہنے والے جناب محترم مولانا محمد علی صاحب ہیں۔ جو حضرت خواجہ صاحب
کی اور جن کی حضرت خواجہ صاحب برابر عزت کرتے رہے ہیں۔ اسلئے آجکل میری سب سے
بڑی تمنا یہی ہے۔ کہ کسیطرح ان حضرات کی یہ جنگ جلد سے جلد ختم ہو۔ اور اس طریقہ سے
ختم ہو کہ نہ تو حضرت خواجہ صاحب کی عزت وشہرت کو کچھ نقصان پہنچے۔ اور نہ مولانا محمد علی
صاحب کی عزت وشہرت کو۔ اور دونوں کے دل ایک دوسرے کیطرف سے بالکل صاف ہو جائیں

جہانتک میرا تعلق ہے میں خدا کو حاضر وناظر جان کر کہتا ہوں کہ حضرت خواجہ صاحب کیساتھ خادمانہ اور مخلصانہ ذاتی تعلقات رکھنے کیوجہ سے نہیں۔ بلکہ محض اپنے ایمان اور اپنے ضمیر کے فیصلہ کی بنا پر میں اس افسوسناک جنگ میں زیادتی صریحاً مولانا محمد علی صاحب کی پاتا ہوں۔ اور جاسوسی اور غداری کے جو الزامات محض ایک خط کی بنا پر خواجہ صاحب پر لگائے گئے ہیں۔ ان سے باللہ العظیم خواجہ صاحب کو پاک اور مبرا سمجھتا ہوں۔ اسلئے قدرتی طور پر جتنی ہمدردی مجھکو ایک عزت بچانے والے مربی ومحسن" یعنی حضرت خواجہ صاحب کے ساتھ ہو سکتی ہے" اتنی ایک دوست کی عزت پر حملہ کرنے والے دوست" یعنی جناب مولانا محمد علی صاحب کیساتھ نہیں ہو سکتی۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ میں مولانا محمد علی صاحب کے حملہ کی زد سے بچانے کے لئے حضرت خواجہ صاحب کو برابر ایسے مشورے دیتا رہا ہوں۔ اور دیتا رہوں گا۔ جو میری ناقص عقل کے مطابق خواجہ صاحب کے حق میں مفید ثابت ہوں لیکن ساتھ ہی اس کے میں ہمیشہ ایسی تجویز وں اور ایسے مشوروں کی مخالفت بھی کرتا رہا ہوں جن سے میرے نزدیک مولانا محمد علی صاحب کی عزت وشہرت کو نقصان پہنچتا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ مولانا محمد علی صاحب کیخدمت میں خود حاضر ہو کر اپنے معروضات پیش کروں لیکن اس خیال سے ہمت نہیں ہوئی کہ شاید میرے اختلاف رائے کو اپنی مخالفت پر محمول فرمائیں یا مجھکو جسے حضرت خواجہ صاحب ذاتی حالات۔ اندرونی زندگی۔ اطوار وعادات اور حکام کی ملاقات کی پوری تفصیلات کا علم ہے مطمئن کرنے کی بجائے اپنی اعلیٰ مناظرانہ قابلیت کے ذریعہ سے جبراً اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش فرمائیں۔ اور رہا ہی رد وکد میں کوئی ناگواری کی صورت پیدا ہو جائے۔ اسکے علاوہ ایک اندیشہ یہ بھی تھا کہ میں چونکہ خواجہ صاحب ہی کا ایک آدمی اور ان کا معتمد مشیر ورفیق سمجھا جاتا ہوں۔ اسلئے میرے مولانا محمد علی صاحب کیخدمت میں جانے کے یہ معنی بھی لئے جا سکتے تھے کہ میں شاید خواجہ صاحب کی کمزوری کو محسوس کرکے اپنی طرف سے اور پھر خواجہ صاحب کیطرف سے مولانا کے پاس کوئی پیغام صلح لیکر آیا ہوں۔ یا یہ کہ میرا مقصد ایک "رفیق جاسوس" ہونے کی حیثیت سے صرف یہ ہے کہ مولانا محمد علی صاحب کا فرضی ہمدرد بن کر ان کے دلی خیالات اور خفیہ منصوبوں کا پتہ چلاؤں۔ بہر حال میں مولانا کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکا اور اب یہ دیکھکر کہ جنگ کا سلسلہ شیطان کی آنت کیطرح برابر بڑھا چلا جاتا ہے۔ میں مجبور ہو گیا۔ کہ خواجہ صاحب ہی کے اخبار کے ذریعہ سے میں مولانا محمد علی صاحب کیخدمت

میں کچھ عرض کروں۔

مولانا محمد علی صاحب کی تحریروں اور تقریروں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا کا منشا اس وقت تک خواجہ صاحب سے صلح کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ جب تک خواجہ صاحب ان تمام جرائم کا اقبال نہ کرلیں۔ جو ان کی طرف منسوب کئے جا رہے ہیں۔ اور درگاہ رب العزت میں علی الاعلان ان جرموں سے توبہ نہ کریں۔

خواجہ صاحب کے خاص جرائم مولانا محمد علی صاحب کے نزدیک یہ ہیں۔

(۱) خواجہ صاحب گورنمنٹ کے جاسوس ہیں۔ یا جاسوسی کر چکے ہیں۔

(۲) خواجہ صاحب نے حضور نظام کو نقصان پہنچایا۔ یا نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔

ان دونوں الزامات کی شہادت میں مولانا محمد علی صاحب خواجہ صاحب کا ایک آٹھ برس پہلے کا خط پیش کرتے ہیں۔ جو ہاپوڑ کے ضیاء الحق صاحب کو لکھا گیا تھا۔ اور ضیاء الحق صاحب ہی کے نام کے ایک دوسرے خط کو تائید مزید قرار دیتے ہیں۔ یہ دونوں خط اردو اخباروں میں چھپ چکے ہیں۔ مولانا محمد علی صاحب پورے وثوق کیساتھ فرماتے ہیں کہ خواجہ صاحب کے ان خطوط سے بلا شک و شبہ ان پر دونوں الزامات ثابت ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ ان خطوں سے ایک الزام بھی ثابت نہیں ہوتا۔ اور حلف اٹھا کر اور شرعی قسم کھا کر اس کا یقین دلاتے ہیں۔ کہ یہ دونوں الزامات محض غلط اور بہتان ہیں۔ مولانا محمد علی صاحب کے رفیق اور ہم خیال مولانا کی تائید کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ الزامات یقیناً ثابت ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب کے رفیق اور ہم خیال خواجہ صاحب کی تائید کرتے۔ اور کہتے ہیں کہ یہ الزامات یقیناً جھوٹے ہیں۔

اگر خواجہ صاحب پر جرم ثابت ہو جاتا۔ اور کوئی معتبر عدالت یا پنچایت اسکا فیصلہ کر دیتی کہ جو تحریری شہادت خواجہ صاحب کے جرم کے ثبوت میں پیش کی گئی ہے۔ وہ خواجہ صاحب پر جرائم ثابت کرنے کے لئے بالکل کافی ہے۔ تو مولانا محمد علی صاحب کا یہ مطالبہ کہ خواجہ صاحب اپنے جرم کا اقبال و اعتراف کر کے اس سے تائب ہوں۔ بالکل صحیح اور حق بجانب ہوتا۔ اور خواجہ صاحب کا یقیناً یہ فرض ہوتا۔ کہ وہ ایسا کریں لیکن جس حالت میں کہ بہت سے اہل الرائے اور معاملہ فہم۔ اور افخام جو مولانا محمد علی صاحب کیطرح اعلی تعلیمیافتہ اور قانون

داں نہ سہی لیکن تھوڑی بہت عقل اور سمجھ رکھتے ہیں۔ یہ شہادت دے رہے ہیں کہ خواجہ صاحب کے خطوں سے کم از کم وہ دو الزامات یقینی طور پر ثابت نہیں ہوتے جو مولانا محمد علی صاحب نے لگائے ہیں۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ مولانا محمد علی صاحب یا اور کوئی شخص کسی قانونی یا شرعی اصول کے ماتحت خواجہ صاحب کو مجبور کر سکتا ہے کہ وہ خوامخواہ ایک ایسے جرم کا اقرار کر لیں۔ جو انہوں نے نہیں کیا۔ اور پھر علی الاعلان اس سے توبہ کریں۔ اس لیے میں مولانا محمد علی صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ مولانا کا مطالبہ توبہ و اعتراف جرم بالکل غیر منصفانہ اور قبل از وقت ہے۔

اگر مولینا محمد علی صاحب اپنے خاص سیاسی اور مذہبی مسلک اور ان شکایتی جذبات یا مخالفانہ تاثرات کی عینک کو اتار کر جو خواجہ صاحب کی طرف سے یقیناً ان کے دل میں موجود تھے۔ اور اب اور ترقی کر گئے ہیں۔ خواجہ صاحب کے متنازعہ فیہ خطوط کو نظر انصاف سے ملاحظہ فرمانے کے بعد بھی اس نتیجہ پر پہنچیں کہ واقعی خواجہ صاحب کے ان خطوط سے خواجہ صاحب کا جاسوس اور غدار ہی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ تو ان کو چاہیے کہ ثبوت جرم کے لیے پہلے کوئی ایسا طریقہ اختیار کریں جس سے حضرت خواجہ صاحب نہ سہی خواجہ صاحب کے نیک نیت اور دیانتدار معتقدین تو مطمئن ہو جائیں۔

اور ایسے اطمینان بخش اور فیصلہ کن طریقہ سے جرم ثابت کرنے کی جہاں تک میں سمجھتا ہوں دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس معاملہ کو حکومت ہند کی کسی دیوانی یا فوجداری عدالت کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ یا پھر کسی ایسی قومی پنچایت سے فیصلہ کرایا جائے جس پر دونوں فریقوں کا اعتماد ہو۔ حکومت کی عدالت میں تو یہ معاملہ اس لیے نہیں جا سکتا کہ ہمیں جنگ سے نا ہی ہے۔ اور مولانا محمد علی صاحب تارک موالات ہوتے کی حیثیت سے شاید مدعا علیہ بننے کی صورت میں بھی اپنا ڈیفینس پیش کرنے کے لیے تیار نہ ہوں۔ رہی قومی پنچایت تو اس کا ایسے اجزائے ترکیب پانا جس پر دونوں فریقوں کا کامل اعتماد ہو۔ اس بدگمانی اور نفسا نفسی کے زمانہ میں تقریباً ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ پھر آخر فیصلہ کی صورت ہو تو کیا ہو۔ اگر مولانا محمد علی صاحب خواجہ صاحب کو حقیقتاً مسلمان سمجھنے میں اتنی عجلت سے کام نہ لیتے۔ اور خواجہ صاحب کی شرعی قسموں پر یقین فرما لیتے تو یہ ناگوار جنگ نہایت عمدگی سے ختم ہو سکتی تھی۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ مولانا نے یا مولانا کے نادان مشیروں نے اس عمدہ موقع کو ہاتھ سے کھو دیا۔ اور ایک مسلمان کی قسم پر یقین نہ کر کے بہت سے مسلمانوں کی ہمدردی کو دوسری طرف منتقل کر دیا۔ لیکن اب بھی اگر مولانا اپنے فساد پسند مشیروں کی تاویلات و توجیہات کو اپنی صلح جوئی کے ... ہی جلوت کے

اپنے فیصلہ پر نظر ثانی فرمالیں۔ اور خواجہ صاحب کے حلف نامہ اور شرعی قسموں پر بحیثیت ایک مسلمان کے یقین کر لیں۔ تو آج ہی یہ جنگ جس کے بہت سی تکلیف دہ نتائج ان کے سامنے آچکے ہیں۔ فریقین کی عزت کیساتھ ختم ہو جائے لیکن اگر مولانا اب بھی اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ اور انکے نزدیک انصاف کے معنی یہی ہیں۔ کہ ملزم کو مجرم ثابت کرنے کے لئے پہلے اسکا مجرم ہونا تسلیم کر لیا جائے۔ اور جاسوسی کے الزام سے انکار کرنیوالے مسلمان کی شرعی قسم پر اعتبار نکرنے کے لئے پہلے ہی سے ان کو جاسوس قرار دے لیا جائے۔ تو پھر ایک دوسری اور میرے نزدیک آخری صورت فیصلہ کی یہ ہوسکتی ہے۔ کہ مولانا محمد علی صاحب جنکو خواجہ صاحب کی جاسوسی کا اسقدر یقین ہے کہ وہ انکی قسم کا بھی اعتبار نہیں کرتے۔ وہ خود خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھائیں کہ وہ صرف مذکورہ بالا خطوط کی شہادت کی بنا پر خواجہ صاحب کو گورنمنٹ کا جاسوس اور حضور نظام کو بالارادہ نقصان پہنچانے والا قومی غدار سمجھتے ہیں۔

اگر مولانا محمد علی صاحب نے یہ قسم کھائی۔ تو میں اور وہ تمام لوگ جو خواجہ صاحب کے ذاتی حالات اور ان کے تمام خفیہ کاموں سے واقف ہیں اگرچہ اپنے ذاتی علم کی بنا پر خواجہ صاحب کے متعلق یقین نہیں کریں گے کہ وہ گورنمنٹ کے جاسوس یا سلطنت نظام کے بدخواہ ہیں لیکن اسکا یقین کر لیں گے کہ مولانا محمد علی صاحب ایک سخت غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ اور اپنے علم و یقین کے مطابق ان الزامات کو صحیح سمجھتے ہیں جو انھوں نے خواجہ صاحب پر لگائے ہیں۔ اسلئے وہ معذور ہیں۔ اور ان کو الزامات کے واپس لینے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا لیکن ان کی شرعی قسم پر اعتبار کر کے اس جھگڑے کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے میں جناب محترم مولانا محمد علی صاحب کی خدمت میں ان کے ایک مخلص بہی خواہ کی حیثیت سے نہایت دردمندانہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ خدا کیواسطے اس جنگ کو زیادہ نہ بڑھائیں۔ اور اسکی کوشش کریں کہ خواجہ صاحب کی قسموں پر یقین آجائے۔ اور اگر اس کوشش میں ناکامی ہو۔ تو خود خواجہ صاحب کے جاسوس ہونیکی قسم کھا کر اس قصہ کو ختم کر دیں۔

میرا سخت امتحان

(از جناب ملا محمد واحدی صاحب)

مولانا محمد علی صاحب سے مجھے عقیدت نہیں محبت رہی ہے جب انہوں نے آندھی کیطرح اٹھکر حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب پر چھانے کی کوشش کی تو یہ الفاظ میرے ورد زبان تھے

کہ "باپ" اور "چچا"، کی لڑائی میں میں نہیں بولوں گا۔ میرا "باپ" طبیعت میں "چچا" سے بالکل مختلف ہے وہ ایک ہی چھینٹے میں اس آندھی کو دبا لے گا۔ چنانچہ حضرۃ خواجہ صاحب بمبئی سے تشریف لائے تو باوجود یکہ مولانا محمد علی نے گالیاں دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی میں نے خواجہ صاحب سے یہی عرض کیا کہ آپ کی وضع میں فرق نہیں آنا چاہیے۔ آپ نے بازار کی گالی ہمیشہ ہنس کے ٹالی ہے۔ آپکے راستہ میں سیکڑوں دفعہ کانٹے بچھائے گئے ہیں۔ مگر آپ کبھی ان سے نہیں الجھے۔ خود مولانا محمد علی صاحب کیساتھ جتنے واقعات گزرے تھے انکی طرف متوجہ کیا۔ مثلاً مولانا محمد علی نے صلح کانفرنس میں یہ الفاظ کہے تھے کہ۔

اگر ہندو کعبہ کی بیحرمتی کریں۔ اگر ہندو قرآن شریف کے ٹکڑے کر ڈالیں الخ تو بھی محمد علی ہندوؤں پر ہاتھ نہیں اٹھائیگا۔ اور خواجہ صاحب نے مولانا محمد علی کو سمجھانے کے بعد ان کے ان الفاظ کو رسالہ درویش میں شائع کر دیا تھا۔ تو مولانا محمد علی بہت بگڑے تھے۔ اور انہوں نے اپنے عملہ کے ایک صاحب سے ارشاد کیا تھا کہ خواجہ صاحب کو الٹی میٹم دیدو کہ جناب آپ دوست ہو کر میری باتوں کو اچھالتے ہیں میں اس قسم کا ملنا پسند نہیں کرتا جھگڑا بڑھانا ہو تو میدان میں آجائیے۔ ان صاحب نے بنظر احتیاط خواجہ صاحب کو ٹیلیفون نہیں کیا بلکہ مجھ سے آکر کہا کہ آج مولانا محمد علی کا یہ حکم ہوا تھا۔ یہ سترہویں کا زمانہ تھا۔ میں اٹھارویں کی صبح کو سلطان جی گیا تو خواجہ صاحب کو سارا قصہ سنایا خواجہ صاحب نے مجھے کچھ جواب نہ دیا۔ البتہ مولانا محمد علی صاحب کو ان کے سخت الفاظ کا یہ جواب دیا۔ کہ شام کے وقت جب مجلس قوالی برخاست ہونے لگی۔ تو کھڑے ہوئے۔ اور والدہ محمد علی صاحب کے اوصاف بیان کئے جنکا کوئی پندرہ بیس دن پہلے انتقال ہوا تھا۔ اور حاضرین وسامعین سے فرمایا کہ کچھ پڑھ کر مرحومہ کی ارواح کو بخشو اور دعائے مغفرت کرو۔

غرض طرح طرح سے خواجہ صاحب کو میں نے سمجھایا۔ اور چاہا کہ مولانا محمد علی اور ان کے تعلقات خراب نہوں لیکن خواجہ صاحب نے یہ کہکر مجھے قائل کر دیا کہ محمد علی نے میری ذات پر حملہ نہیں کیا ہے۔ اگر میری ذات پر حملہ ہوتا تو میں یقیناً اپنے جد امجد حضرت مولانا علی کی پیروی کرتا جنھوں نے ذاتی گستاخی کے سبب قبضہ میں آئے ہوئے کافر کو چھوڑ دیا تھا۔ اور اس کے سینہ پر سے اتر آئے تھے لیکن محمد علی کا حملہ میرے کام پر ہے۔ اور یہ میرا کام نہیں۔ اللہ کا کام ہے محمد علی کے مضامین کو غور سے پڑھو۔ اور ان کی گہرائیوں پر نظر ڈالو خط کا تو فقط بہانہ تھا مقصد وہی ہے جس کے لئے محمد علی اور ان کی جماعت ایک عرصہ سے بیچین تھی یعنی گم شدہ اقتدار حاصل ہو۔ تم دیکھو گے محمد علی کیساتھ تمام سیاسی آدمی میرے مقابلہ میں آئیں گے۔

میں خواجہ صاحب کی گفتگو سے قائل ہوگیا۔ اور مولانا محمد علی کے بعض جلوتی بھی اسکی تائید کی۔ تاہم مجھے یہ امید رہی کہ مولانا محمد علی بڑے ذہین آدمی ہیں غلطی سے یہ سمجھ گئے ہیں کہ خواجہ صاحب نے مہذب ڈاکو والا نوٹ انہی کو مخاطب کر کے لکھا ہے۔ جیسا کہ ۱۱ نومبر کے ہمدرد سے ظاہر ہو رہا ہے۔ جونہی یہ غلط فہمی دور ہوگی اور غصہ رفع ہوگا انشاء اللہ تمام قصہ دہل جائیگا۔ غصہ ور لوگوں کی قسمت میں جہاں گالیاں لکھی لکھی ہوتی ہیں۔ وہیں تجربہ یہ بھی بتاتا ہے کہ شریف غصہ ور گالیاں بک کر قدموں پر بھی گر پڑتے ہیں لیکن یہاں یہ تجربہ ٹوٹ گیا۔ اور اس کی وجہ میں سمجھتا ہوں کہ خواجہ صاحب کی برأت نامہ کا ابتدائی حصہ ہے۔ خواجہ صاحب نے اگرچہ وہ تمام حالات معاملہ کو روشنی میں لانے کیلئے لکھے تھے لیکن جو شخص مہذب ڈاکو والے نوٹ کو اپنی طرف منسوب کر سکتا ہے۔ اس سے یہ توقع رکھنی کہ اسے بھی وہ حالات اصلی صورت میں دکھائی دیں گے۔ ٹھیک نہ تھا۔ پھر بھی یہ پہلا موقع تھا کہ مجھے مولانا محمد علی کی نیت پر شبہ ہوا۔ اور میری عقیدت متزلزل ہوئی۔ مولانا محمد علی نے خواجہ صاحب کے خلاف لکھنے سے پہلے اور بعد متعدد حضرات سے یہ فرمایا تھا کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں بحیثیت اخبار نویس کے میرا فرض ہے لیکن خواجہ صاحب کا بیان شائع ہوتے ہی انہوں نے اخبار نویسی کے فرائض کو ایک دم بھلا دیا۔ کم از کم ایک فرض سے تو انہوں نے ایسی آنکھیں بند کیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ ہمدرد کے ناظرین اور الامان، الجمعیۃ، مدینہ، نیز دیگر خلافتی اخباروں کے ناظرین کو خواجہ صاحب سے بدظن تو کر دیا۔ مگر خواجہ صاحب کا جواب پی گئے۔ اصول اخبار نویسی کے مطابق مولانا محمد علی اور ان کے پیرو اخباروں کو لازم تھا کہ خواجہ صاحب کا بیان شائع کرتے۔ پرچا چھپا تو کچا اسے گول کر دینے پھر ٹال جانے کا تکسیبیں کی جانے لگیں۔ اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر اتر آئے۔ میں نے اب بھی حسن ظن کو برقرار رکھا اور سمجھ گیا کہ دوسرے لوگ خواجہ صاحب کا بیان شائع کریں یا نہ کریں مولانا محمد علی ضرور اسے چھاپ دیں گے شائع کریں گے۔ اور زیادہ سے زیادہ یہ کہ اس پر بحث کریں گے۔ حالانکہ دوسری جانب مولانا محمد علی میری [illegible] اور میری حسن ظن بے فائدہ ثابت ہو چکی میرا خاموش رہنا انہیں اس اظہار میں مدد دے رہا ہے کہ یہ [illegible] نہیں ہے کیونکہ میں واحدی کے پاس جاتا ہوں۔ اور کامیاب آتا ہوں۔

[illegible] خواجہ صاحب نے حلف نامہ بھی چھاپ دیا۔ اور پھر مجھے مولانا محمد علی سے توقع [illegible]

[illegible]

[illegible] صاحب نے

اور اپنی تمام بدگمانیوں کو واپس نہ لیا تو میرے قلب سے ہمیشہ کیلئے انکا اثر ہٹ جائیگا۔

مجھے اٹھارہ سال اخبار نویسی کرتے ہو گئے۔ روزانہ، ہفتہ وار، پندرہ روزہ ماہوار لیول رسالے اور اخبار ہاتھ میں رہ چکے ہیں۔ لیکن اٹھارہ سال کی طویل مدت میں کبھی کسی سے اڑ کر نہیں چلا۔ ایک مضمون کوئی شخص میرے اخباروں یا رسالوں میں سے نکال کر نہیں دکھا سکتا جو جھگڑے کا مضمون کہا جا سکے لیکن افسوس کہ آج مجھے یہ صورت اختیار کرنی پڑ رہی ہے۔ خواہ اس کا مقصد حق کا ساتھ دینا ہو یا ایسے لیڈر کو کم از کم اسوقت تک کے لئے خاموش کر دینا جب تک اس کے کرنے کا کوئی کام نکلے۔ مولینا محمد علی کو میں نے خوب پڑھ لیا ہے۔ وہ بڑی عمارت کو ڈھا سکتے ہیں لیکن عمارت کو بنا ہرگز نہیں سکتے۔ ان سے اپنے مختصر سے دفتر کا انتظام نہیں سنبھلتا قوم کی تنظیم کیا کرینگے۔ ہندوؤں کی عمارتیں ڈھانے سے ان کی بتیس کروڑ انسانوں کی لیڈری جاتی ہے۔ انگریزوں کی عمارتیں ڈھانیکا موقع نہیں رہا لہذا غریب مسلمان ہی انکا تختہ مشق بننے کے لئے بچے۔

"راہ خدا کا یہ شیر" اب پھاوڑا اور کدال لے کر بنیاد اسلام پر حملہ آور ہے اور تہیہ کر چکا ہے کہ عمارت اسلامی کی جو اینٹ بھی سامنے آئے گی اسے توڑے بغیر نہ چھوڑوں گا خواہ وہ اینٹ مولانا ابوالکلام ہوں یا خواجہ حسن نظامی اور مولانا ظفر علی خاں ہوں یا سید سلیمان ندوی۔

میں خوب سمجھتا ہوں کہ مولانا محمد علی کو اس "کدال بازی" سے روکنا گویا مسلمانوں کی خانہ جنگی کا سد باب کرنا ہے اور یہ ایک اچھا کام ہے مگر اس کم بخت افتاد طبع سے مجبور ہوں کہ وہ کسی طرح بھی اس "لیڈری جنگ" میں کود نے پر راضی نہیں ہوتی اور اسی لئے میں اسے اپنے لئے سخت امتحان اور آزمایش کا مرقعہ خیال کر رہا ہوں۔

گرامی نامہ

جناب مولنا غلام حسنین صاحب ندوی فرزند حضرت مولنا شاہ سلیمان صاحب پھلواروی

سیدی حضرت خواجہ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آج منادی کے ساتھ وہ پرچہ بھی آیا جس میں آپ نے محمد علی صاحب کے الزامات کا پندرہ کالموں میں جواب دیا ہے فتنہ نجدیہ کے ظہور کے بعد سے مجھے اپنے مسلم رہنماؤں کے جانچنے کا بہت زیادہ موقع ملا اور میں نے محسوس کیا کہ وہ لوگ جو کشتی اسلام کے ناخدا بن کر ہمارے سامنے آئے ہیں وہ دراصل دین کی جڑ کو کھود رہے ہیں۔ قبلہ وکعبہ مولانا عبدالباری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے کئی بار فرمایا کہ ہمکو صرف اسی کا غم ہو رہا ہے کہ یہ لوگ ملک کو حنفیت سے وہابیت کی طرف لیجا رہے ہیں مگر کاش کہ ایسا ہی ہوتا۔ ان لوگوں کو وہابیت کوئی ہمدردی نہیں۔ بلکہ **دنیا کو لامذہبیت کی طرف لیجانا چاہتے ہیں**۔ یہ لوگ دنیا کا ہاتھ پکڑ کر ایک ایک قدم اس کو لامذہبیت کی طرف بڑھا رہے ہیں۔ اسی کے بعد وفد خلافت نے اپنی پہلی رپورٹ شائع کی اور مجھے یقین کامل ہو گیا کہ اپنی سیاسیات پر انہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو قربان کر دیا۔ میرا عقیدہ ہے کہ ان شخصیتوں کے اقتدار کو مٹانا جو محض اپنے مکر وکید کے زور پر بدبخت وسادہ دل مسلمانان ہند کی اس وقت رہنمائی ہو رہی ہے اہم فرائض اسلامی میں سے ہے۔ فتنہ نجد کے ظہور کے بعد سے مکر وکید کے جیسے جیسے نمونے ان لوگوں نے پیش کئے ہیں۔ اس کی مثال اس ملک کی تاریخ میں کہیں نہ مل سکے گی۔ میں نے کسی مستند کتاب میں یہ واقعہ دیکھا تھا کہ مروان بنی فاطمہؓ کو کہا کرتا تھا کہ تم لوگ ہمیشہ اپنے کو بجائے علی کے فاطمہؓ کی طرف منسوب کرتے ہو۔ تمہاری مثال بالکل خچر کی ہے کہ جب اس سے اس کا نسب دریافت کیا جاتے تو کہتا ہے کہ میری ماں گھوڑی ہے معاذ اللہ من ذالک۔ جس طرح مروان نے سیدۃ عالمؓ کے ساتھ ایک بیہودہ تشبیہ دیکر گستاخی کی تھی آج اسی طرح کی گستاخی محمد علی صاحب نے آپکے ساتھ بلکہ تمام سادات بنی فاطمہ کے ساتھ کی ہے مگر ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ جب تک ہندوستان میں سادات موجود ہیں

کالوں کا راج نہیں ہو سکتا۔ لا یزال ھذا الامر فی قریش ما بقی من الناس
اثنان۔ سیٹھ چھوٹانی نے شاید انہیں کچھ برا کہا تھا تو بلبلا اٹھے۔ مگر خود یہ لوگ دوسروں کو
گالیاں دینے میں کبھی نہیں چوکتے۔ یہیں پٹنہ میں جبکہ فتنہ نجدی کی اشاعت کے لئے یہ لوگ آئے
تھے تو مسٹر عبد العزیز صاحب بیرسٹر کی کوٹھی میں میری ان ملاقات ہوئی۔ محمد علی صاحب میرے
ایک مضمون کو دیکھکر جو میں نے اخبار غریب نواز پھلواری میں لکھا تھا بے حد خفا تھے مجھسے فرمانے
لگے کہ آپ نے سیٹھ چھوٹانی کو "صوفی دوست" کیا سمجھکر لکھا ہے۔ یہ شخص تو رنڈی دوست ہے
اسکی ساری ڈائری سے میں واقف ہوں۔ تھیٹر تماشا ناچ رنگ میں دن رات رہا کرتا ہے۔ مگر
چونکہ آپ صوفیوں کی دعوات کر دیتا ہے اور کچھ روپے نذر کر دیتا ہے۔ اسلئے یہ رنڈی دوست شخص آپکے نزدیک
صوفی دوست ہو گیا۔ اتنا فرمانے کے بعد مولانا صاحب کو حاجی احمد صدیق کھتری یاد آئے۔ اور غصہ سے دانت
پیسکر فرمانے لگے۔ اور یہ کھتری بے ایمان مردود حرامزادہ کیا صوفی دوست کہلا سکتا ہے؟ یہ سب لوگ اوباش ہیں اور

پیر جماعت علی بھی اوباش ہیں۔

یہ الفاظ ہیں جو رئیس الاحرار حضرت مولانا محمد علی صاحب کی زبان فیض ترجمان سے
نکلے تھے۔ اور ان کے پاس ہی ان کے بڑے بھائی مولانا شوکت علی صاحب اور مولانا ابو الکلام
آزاد اور ظفر علی خاں صاحب بھی بیٹھے تھے۔ میں ان تینوں کو اپنی گواہی میں پیش کر سکتا ہوں۔ بلکہ ڈاکٹر
محمود صاحب بھی موجود تھے۔

خدا کی شان کہ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب کو وہ شخص اوباش کہتا ہے جسکی
ساری عمر **سور کا گوشت کھاتے اور شراب پیتے گزری ہو۔**

ابن سعود نے ان لوگوں سے وعدہ کیا تھا کہ حجاز میں ایک جمہوری حکومت ہوگی۔ اور اسکی
کاؤنسل میں تین جگہیں ہندوستان کی تین سعودی جماعتوں کے لئے ہوں گی۔

یہ لوگ سمجھے تھے کہ اس طرح ہم بھی حجاز پر حکومت کر سکیں گے اور دنیا کی دولت بھی جمع
کریں گے۔ ان کی اسکیم یہ تھی کہ اسکے بعد وہ ابن سعود کو خلیفۃ المسلمین بنائیں گے۔ اور خلافت کمیٹی کی شاخ
ہندوستان میں خلافت کمیٹی کو بنائیں گے اور اس طرح خلیفۃ المسلمین اور مذہب کے نام پر چندہ
غریب ہندوستانیوں سے زکوٰۃ و عشر وغیرہ وصول کیا کریں گے۔ اور خلافت کمیٹی کا مستقل [illegible]
[illegible] ان ملک پر قائم رہے گا۔ انہیں توقعات کی بنا پر انہوں نے حجاز کے تمام واقعات کی پردہ
پوشی کی اور ابن سعود کی حمایت میں اپنی انتہائی طاقت صرف کر دی حالانکہ حجاز کی تاراجی [illegible]

برباد یوں کو یہ ویسا ہی جانتے تھے جیسا کہ اپنے بیٹے اور پوتیوں کو۔ مگر جب چالاک ابن سعود نے ملوکیت کا اعلان کر کے انہیں ٹھینگا دکھلا دیا تو لگے بلبلانے اسی ولی نعمت کی مخالفت کرنے جس کی خاطر نہ فقط اپنے پیر و مرشد بلکہ اہل بیت طاہرین و صحابہ کبار کی ارواح طیبات سے کھلی بغاوت کی تھی۔ اب بھی ان حضرات کو جو کچھ شکایت و صدمہ ہے وہ صرف یہی کہ **ملوکیت کا اعلان کیوں ہوا** بس جو کچھ رونا ہے اسی کا ہے۔ اہل بیت طاہرین کی قبروں پر ہل چلائے گئے مگر ان کو اس کا کوئی صدمہ نہیں۔ نجدی دین بجبر پھیلایا جا رہا ہے۔ کتنی مسجدیں مسمار کر دی گئیں۔ مگر ان باتوں کی طرف ان حضرات کی کوئی توجہ نہیں حتیٰ کہ سرکار دو عالم کا روضۂ انور خطرہ میں ہے مگر ان لوگوں کو اسکی کوئی پرواہ نہیں۔ جو کچھ رونا ہے وہ ملوکیت کے لئے ایسی حالت میں ایک منصف الانسان سوائے اسکے اور کیا نتیجہ نکال سکتا ہے۔ کہ **اپنی سیاست کے آگے انہیں مذہب کی قدر ہی نہیں ہے۔**

یہ لوگ مصلح قوم بن کر سامنے آتے ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہر موقع پر انتشار امت کی ابتدا انہیں کی طرف سے ہوتی ہے سب سے پہلے مجھے اس کا تجربہ اس وقت ہوا جبکہ بنگلور کے سیٹھ سر اسمٰعیل کو ان لوگوں نے بائیکاٹ کیا اور ان کے ایک غیر متعلق عزیز کی میت چوبیس گھنٹے بے گور و کفن پڑی رہی سر اسمٰعیل نے ایک وفد عرض حال کے لئے شوکت علی کے پاس بمبئی بھیجا تو شوکت علی صاحب مونچھوں پر تاؤ دیکر بار بار فرماتے تھے کہ **مجھ سے مقابلہ! مجھ سے مقابلہ! میرا نام شوکت علی ہے۔ میں بھون کر کھا جاؤں گا۔"**

خدا کے فضل و کرم سے اب وہ دور گزر گیا۔ اب جسکو سر اسمٰعیل سے مقابلہ کا شوق ہو وہ بنگلور جا کر دیکھ لے۔

میں خود اس سلسلہ میں مولانا شرر مدراسی مرحوم کے ساتھ خلافت کانفرنس کی شرکت کے لئے کراچی تک گیا۔ اور جب مولانا شوکت علی کے سامنے نہایت عجز و انکسار کے ساتھ یہ معاملہ پیش کیا گیا تو شیر غران کی طرح فرمانے لگے "ہاں ہاں جو کچھ کیا میں نے کیا مجھ سے ملاقات کا وقت پاس کر لو!" ایک بادشاہ کو بھی اپنی طاقت پر ایسا گھمنڈ کرنا زیبا نہ تھا چنانچہ خدا نے بہت جلد اسی کراچی کانفرنس کے بعد بڑے بول کا سر نیچا کر کے دکھا دیا۔

میں نے ان لوگوں کی تفرقہ پرور طبیعت کا دوسرا [illegible] کانفرنس امرتسر میں دیکھا کہ کس طرح ایک متحدہ محاذ جنگ تیار کرنے کے لئے [illegible] [illegible]

جمعیۃ التنظیم اور اسکے کارکنوں کی ایڑی سے چوٹی تک مخالفت میں مصروف ہوگئے۔
دراں حالیکہ جو امر مرکزی جمعیۃ التنظیم پیش کرتی تھی اسی نتیجہ پر آخر میں یہ بھی پہنچے اور اسی
کام کو خلافت کمیٹی کی ڈیڑھ اینٹ والی مسجد کے ذریعہ کرنے کیلئے دہلی میں سید سلیمان ندوی
صاحب کی صدارت میں خلافت کانفرنس منعقد کی اور مرکزی جمعیۃ التنظیم کا ساتھ تو دیا مگر سب سے
الگ ہو کر خود اسی کام کو کرنا چاہا جس کا نتیجہ ناکامی تھا اور جو ظاہر ہوا۔
سب سے بڑی تفرقہ اندازی امت مسلمہ میں ان لوگوں نے اس وقت کی جبکہ نجد سے شیطان
کا سینگ طلوع ہوا۔ محض اپنے سیاسی مطالع کے حصول کی غرض سے انہوں نے واقعات
کی تکذیب کی مظالم کو چھپایا بے دینی کی تائید کی۔ اور اس طرح سواد اعظم میں تشتت عظیم برپا
کر دیا۔ آخر میں یہ لوگ بھی اسی نتیجہ پر پہنچے جس پر خدام الحرمین اول دن پہنچی تھی مگر باوجود اس کے
[illegible] خدام الحرمین کی مخالفت بدستور اسی طرح جاری ہے جس طرح ابتداء میں [illegible]
جمعیۃ التنظیم کی۔ ان کے خیال میں تو تنظیم امت کا ان کے سوا کسی دوسرے کو حق ہی نہیں۔ اصلاح کا
کا جس کو زندہ رہنا ہو وہ ان کے سایہ عاطفت سے باہر نہ جائے ظفر علی خاں سے اور ان سے
جنگ ہونے کا اصلی سبب قضیہ ملکیت ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ ظفر علی خاں
کے بڑھے ہوئے سیاسی و ذاتی مطالع کے حصول میں سد راہ ہو گئے اور یہ مطالع [illegible]
جن کا اوپر ہم نے ذکر کیا۔
اب قوم میں پھوٹ ڈال کر اپنا الو سیدھا کرنے کی نئی ترکیب ان لوگوں نے [illegible]
[illegible] اور آپ کی اصلاحی تبلیغ کے خلاف اپنا سارا زور صرف کر رہے ہیں۔
[illegible]

ہم تو صلاح کرتے ہیں مگر ہوشیار رہو وہ یقیناً مفسد ہیں۔

میں خداوند تعالیٰ کے حضور میں صدق دل سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کے ذریعہ ہندوستان کے مسلمانوں کو مکروکید کے پنجے سے نجات دلائے اور حضرت سلطان نظام الدین اولیاؒ کی روح آپ کی پشت پناہ ہو آمین۔ والسلام۔

غلام حسنین ندوی۔ از پھلواری شریف ضلع

تاثرات

(ملا محمد واحدی)

مسلمان کے جنازہ کو کندھا دینا۔ اور کندھا دیتے ہوئے اسے قبرستان تک پہنچانا مسلمانوں میں ثواب کا کام سمجھا جاتا ہے لیکن کتنے مسلمان ہیں جو اس ثواب کے حاصل کرنیکا جذبہ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ ہاں اگر مولوی عبدالاحد (مرحوم و مغفور) کے جنازہ کیطرح کسی مسلمان کا جنازہ بیچ سڑک میں روک لیا جائے۔ اور اس قصور پر کہ وہ عدم تعاون کو اپنی قوم کے لئے ناپسند کرتے تھے۔ مخالف جماعت یہ کہے کہ مسلمانوں کے قبرستان میں انہیں جگہ نہیں ملیگی۔ تو تماشہ دیکھنے کے لئے ہزاروں آدمی جمع ہو جائیں گے۔ اور پھر فریقین کی صلح و صفائی ہونے کے بعد کل تماشائی جنازہ کے ساتھ رہیں گے۔

تمہیں تعلیم کیطرف بلایا جاتا ہی اصلاح مراسم کی دعوت دیجاتی ہے تم سے کہتے ہیں کہ فلاں رسم سے پیچھا چھڑاؤ اور دولت مند ہو۔ تمہارے سامنے دین جیسی نعمت پیش کی جاتی ہے۔ غرضکہ دین و دنیا کی بہتری اور بھلائی کے راستے تم کو دکھلائے جاتے ہیں۔ مگر تم ان کی طرف رخ نہیں کرتے پیٹھ موڑکر چلے جاتے ہو۔ البتہ گاندھی جی اٹھتے ہیں۔ اور تحریکات شروع کرتے ہیں تو خطاب واپس کئے جائیں۔ مدرسے خالی کردو۔ جیل خانہ چلو۔ تو یہ باتیں سنکر تم پوری توجہ کیساتھ ادھر متوجہ ہو جاتے ہو۔ اور ایک دفعہ ہی مرگ انبوہ جشنے دارد کا منظر دکھائی دینے لگتا ہے۔

آج حضرت خواجہ حسن نظامی اور مولانا محمد علی کی جنگ کی دھوم ہے۔ کم از کم دہلی کے تو ایک ایک گھر میں اسکا چرچا ہے۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ اگر یہ دونوں صاحبان ملکر مسلمانوں کے فائدہ کی کوئی مفید تجویز نکالیں۔ اور ملکر ہی اسپر عمل پیرا ہوں۔ تو کیا اسوقت بھی مسلمان ان

دونوں سے اتنی دلچسپی لینگے جتنی اسوقت لے رہے ہیں۔ ہرگز نہیں یقیناً نہیں۔ تو پھر کیسے رنج اور صدمہ کا مقام ہے کہ تمہیں اپنی تباہی میں تو لطف حاصل ہوتا ہے۔ اور جب تم کو خوشحال بنانے کی کوشش کیجاتی ہے تو چہرہ پھلا لیتے ہو۔ یہ لیڈروں کی جنگ تمہاری تباہی کا سامان نہیں تو اور کیا ہے۔ ماں باپ اور بزرگ لڑتے ہیں۔ اور بچے پروان چڑھ جائیں۔ کہیں بھی ایسا ہوا ہے لیکن صد آفرین مسلمانوں کو کہ زخم پر زخم کھاتے ہیں۔ اور کھل کھلا کر ہنستے ہیں۔ ہندو وا پھر مبارکباد لو کہ مسلمان اپنی بربادی پر شادیانے بجانے میں تمہارے شریک ہیں۔

ناظرین حیران ہوں گے۔ کہ تاثرات تو یہ بیان کر رہا ہوں۔ اور خود جنگ میں شریک ہوں۔ مگر انہیں حیران نہ ہونا چاہئے۔ میرا مقصد شرکت جنگ سے جنگ کو بڑھانا نہیں ہے۔ خانہ جنگی کا خاتمہ کرنا ہے۔ مجھے مولانا محمد علی اور مولانا ظفر علیخان کی خانہ جنگی دور کراتے کراتے اس آگ میں گرا یا گیا ہے۔ خواجہ صاحب کے ساتھ جنگ چھیڑ کر مولانا محمد علی نے میری زبان کھول دی ہے پہلے ایک طریقہ سے خانہ جنگی کے خلاف ساعی تھا۔ اب دوسرے طریقہ سے ہوں۔

ہمدرد کا گستاخانہ مضمون

از آغا محمد طاہر صاحب نبیرہ شمس العلما مولانا آزاد دہلوی

نہایت رنج و ملال کیساتھ عرض کرنا پڑتا ہے کہ ہمدرد مورخہ ۳۰ نومبر صفحہ چار کالم تین میں مولانا محمد علی نے خواجہ صاحب کی سیادت کو خچر سے تشبیہ دی ہے۔ اور اسکا شجرہ نسب بھی صاف کر دیا ہے (خچر ولد گھوڑی وگدھا۔) یہ شاعرانہ تشبیہ مولانا محمد علی جوہر کو خواہ بلیوں اچھال دے۔ مگر اہلبیت سے محبت رکھنے والے مسلمانوں کو یہ معاویہ شاہی اصلاح ایک آن نہیں بھا سکتی کہ فخر موجودات کی پیاری لخت جگر خاتون جنت کے نسبی تعلق کو ایسے مکروہ اور ناشائستہ الفاظ میں یاد کیا جائے۔ مولانا کو معلوم ہونا چاہیئے کہ سادات کا فخر انکسار حلم۔ اور صبر ہے۔ جو ان کی میراث ہے۔ اس کی ضد غرور گھمنڈ۔ اور چڑچڑا پن ہے۔ جو کسیطرح قابل ستائش نہیں ہو سکتا۔ اور ان دونوں میں وہی امتیاز ہے جو جسم

اور شرک میں موجود ہے۔ کاش کہ مولانا غور فرماتے کہ یہ توحید کیا ہے۔ اور اسلام کس چیز کا نام ہے۔ تو معلوم ہوجاتا کہ یہ اسی اللہ والی بی بی اور اس کے پیارے بیٹوں کی قربانیوں کا ادنیٰ جوہر ہے۔ یہ اسی گھر کا صدقہ ہے۔ یہ اسی کے نام لیوا مسلمان ہیں جن کی لیڈری اور خدمت کا فکر مولانا کو رات دن تڑپاتا ہے۔ مولانا نے اس فحش نویسی بلکہ اصطلاح محبت میں کفر نویسی سے کروڑوں مسلمانوں کے دل دکھائے ہیں۔ اور ابن سعود سے دو چار قدم آگے نکل گئے ہیں۔ اور درگاہ رب العزت میں جو صلہ اسکا مرتب کیا ہے۔ وہ علیحدہ ہے۔ بہتر ہے کہ مولانا ابھی توبہ و استغفار فرمائیں۔ اور معافی مانگیں۔ اور ضرور مانگیں کیونکہ اسکے بغیر چارہ نہیں۔ یہ بے ادبی لاکھوں محبت بھرے دلوں کو حزن دلا رہی ہے"

طاہر نبیرہ حضرت آزاد مرحوم

۵ دسمبر ۱۹۲۶ء

۴۸۶

غیر مطبوعہ مضامین

اور خطوط

اب تک تو غریبوں کے اخبار کے وہ مضامین تھے جو اخبار مذکور میں چھپ کر شائع ہو چکے ہیں اب وہ مضامین اور خطوط درج کیئے جاتے ہیں جو غریبوں کے اخبار میں بوجہ کمی گنجائش درج نہ ہو سکے تھے۔

یہ تمام مضامین اور تمام خطوط نہایت احتیاط کے ساتھ محفوظ رکھے جائینگے، تاکہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ یہ مضامین فرضی اور یہ خطوط بناوٹی ہیں تو اصلی مسودات اور قلمی خطوط دکھا دیئے جائیں۔

ان مضامین اور خطوط میں پتے مکمل موجود ہیں مگر کتابت واشاعت میں پتے پورے درج نہیں کیئے گئے تاکہ حریفوں کی یورش سے یہ سب لکھنے والے محفوظ رہ سکیں۔

لہذا ہر شخص جب چاہے اصلی قلمی مسودات اور قلمی خطوط دفتر حلقہ مشائخ میں آکر دیکھ سکتا ہے

ان مضامین وخطوط میں کوئی تغیر نہیں کیا گیا، البتہ جن مضامین وخطوط میں غیر مہذب یا سخت و نامناسب الفاظ تھے ان کو کم کر دیا گیا ہے، گویا بڑھایا کچھ نہیں صرف کم کیا گیا ہے۔

بعض خطوط جو صرف ایک ہی مضمون کے تھے ان پر مضمون کی سرخی لکھکر نیچے صرف نام و مقام لکھدئے گئے ہیں تمام خطوط نقل نہیں کئے تاکہ کتاب فضول عبارت سے طویل نہو۔

۳۱ردسمبر ۱۹۲۶ء کے بعد جو مضامین اور خطوط آئے ہیں اُن کو اس کتاب میں درج نہیں کیا گیا، کیونکہ اعلان کر دیا گیا تھا کہ وہی مضامین اور خطوط درج ہوں گے جو ۳۱ردسمبر تک موصول ہوں۔ فقط

الزام جاسوسی کی حقیقت

(ایک معاملہ فہم نیک نیت مسلمان کے قلم سے)

مسٹر محمد علی اور خواجہ حسن نظامی کی دماغی جنگ یا لفظی نزاع دہلی میں ہو رہی ہے۔
مگر اس کے ناگوار اثرات دور دور تک پہنچکر مخالفین اسلام کی دلچسپی اور تفریح کا باعث
بن رہے ہیں۔ میں اگرچہ اس قصہ سے بالکل الگ تھلگ رہنا چاہتا تھا۔ اور سمجھتا تھا کہ
حقیقت خود بخود آشکارا ہو جائیگی۔ دو رکچھ دن گذرتے ہیں کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی
ہو جائے گا۔ مگر دہلی سے بہت زیادہ دور ہونے کے باوجود بھی متفرق مقامات سے میرے احباب
تحریری اور زبانی طور پر اس نزاع کی نسبت میری رائے معلوم کرنا چاہتے ہیں، اس لئے میرے
لیے ضروری ہوا کہ پبلک معلومات کے لیے کسی کی طرفداری کیے بغیر میں اپنا بیان شائع
کردوں تاکہ الساکت عن الحق کی وعید سے بچکے عنداللہ و عندالناس بریت ہو سکے۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ آدمی کو جس سے تعلق ہو اُس کی بُرائیوں کی طرف سے بہرا اور
گونگا ہو جاتا ہے اور اسی بنا پر مسٹر محمد علی کے سیاسی معتقدین نے جن کی تعداد اب بہت
کم باقی رہ گئی ہے۔ خواجہ حسن نظامی کے خلاف الزام جاسوسی کو محض اس وجہ سے قبول کرلیا ہو
کہ مسٹر محمد علی نے ایسا کہا ہے، حالانکہ یہ بہت بڑی غلطی ہے کہ جسے ہم پولٹیکل لیڈر سمجھتے ہیں،
اُسے مذہبی پیشوا بھی فرض کرلیں، خواہ اُسے ذرہ برابر بھی مذہبی معلومات نہو۔ یا جسے ہم مذہبی
پیشوا کہتے ہیں، وہ یورپ کی موجودہ سیاست سے بھی واقفیت رکھتا ہو۔ خواہ اُسے یہ بھی
معلوم نہ ہو کہ انگریز ہندوستان پر کن ترکیبوں سے حکومت کر رہے ہیں۔ اس سے میرا مطلب
یہ ہے کہ مسٹر محمد علی سیاست کے رموز سے واقف سہی، مگر یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے، کہ وہ ایک
مذہبی آدمی ہیں، اور جو کچھ وہ اپنی زبان سے کہیں اُسے بے چون و چرا تسلیم کر لینا چاہیئے۔

مسٹر محمد علی اور اُن کے سیاسی معتقدین کی طرح پیرزادوں اور مولویوں کے گروہوں میں بھی بعض لوگ ہیں جو خواجہ حسن نظامی کے بڑھتے ہوئے اقتدار اور اُن کی عام قبولیت سے خائف ہو کر آتش حسد میں جل رہے ہیں۔ اور اس موقعہ کو دلی بخار نکالنے کیلئے سُنہری موقع خیال کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ مخالفین میں متفرق مقامات پر ایک تیسرا گروہ بھی ہے جو خود خواجہ صاحب سے یا خواجہ صاحب کے مریدین واحباب سے ذاتی مخالفت رکھتا ہے۔ چونکہ یہ سامان پہلے ہی سے موجود تھے اسلیئے مسٹر محمد علی کے الزام جاسوسی کو کسی قدر تقویت کی زندگی حاصل ہو گئی ہے۔ اور ان میں مزید تقویت کا باعث آریہ اور ہندو اخبارات کی وہ اشتعال انگیز تحریریں ہیں جو خواجہ صاحب کی تردید میں محض اس وجہ سے لکھی گئی ہیں کہ خواجہ صاحب کے باقاعدہ طریق کار اور با اصول تبلیغی پروپگنڈہ سے انھیں ہمیشہ شکستوں پر شکستیں اُٹھانی پڑتی ہیں۔

ان لوگوں کے علاوہ جو ذاتی مخالفت یا مالی منفعت کے فریب میں آگئے ہیں، ہندوستان میں ہر جگہ ایسے صادق العمل مسلمانوں کی کثرت ہے۔ جو اس جنگ میں مسٹر محمد علی کو مورد الزام قرار دے رہے ہیں۔ اور واقعہ بھی یہی ہے کہ مسلمان کسی حالت میں کفر نوازی اور آریہ پرستی کو پسند نہیں کر سکتے، اور جو کسی ذاتی مصلحت کی بنا پر ایسا کرتے ہیں، چاہِ مذلت میں گرتے ہیں۔ اگر ایک ایسا میدان جنگ فرض کیا جائے جسمیں کافروں اور دینداروں کا لشکر باہم نبرد آزما ہو، تو ہر شخص اُس گروہ میں شریک ہو کر جنگ کریگا، جس میں اُس کے ہم مذہب اور ہم وطن ہوں۔ اور جو اپنے ہموطن اور ہم مذہب گروہ کو چھوڑکر دشمنوں کے گروہ میں شامل ہوگا، غدار اور دشمن قوم قرار پائے گا۔ عین ایسی حالت میں کہ آریوں اور ہندوؤں نے متفقہ طور پر خواجہ حسن نظامی کو محض اُن کی تبلیغی خدمت کے سبب نشانہ بنا رکھا ہے۔ مسٹر محمد علی کی یہ نامناسب پالیسی صاف صاف کہہ رہی ہے کہ مسٹر محمد علی میں اسلامی حمیت وہمدردی کا مادہ مفقود ہو گیا ہے۔ مسٹر محمد علی نے آریوں کو تبلیغ کے خلاف مدد پہنچا کر

ایک ایسا جرم کیا ہے، جو جاسوسی کے الزام سے کئی حصہ زیادہ مسلمانوں کے لئے خطرناک اور مہلک ہے۔ اب رہی یہ بات کہ خواجہ حسن نظامی پر واقعی طور پر جاسوسی کا جرم ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ اس کے متعلق ہم غور و خوض کرنے کے لئے تیار ہیں۔

مسٹر محمد علی نے اپنے دعوے کے ثبوت میں بہت زیادہ کاوش و جستجو کے بعد خواجہ حسن نظامی کا آٹھ برس پہلے کا لکھا ہوا ایک خط پیش کیا ہے۔ جو انہوں نے پرائیوٹ طور پر کسی شخص کے نام لکھا تھا۔ قبل ازیں کہ اس خط کے متعلق اور محمد علی کے دلائل پر بحث کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ ہم دریافت کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ یہ خط محمد علی کو کس نیت سے دیا گیا۔ اگر خط دینے والے کا مقصود یہ تھا کہ قوم کو حسن نظامی کے جاسوس ہونے کا علم ہو جائے تو اس نے آٹھ برس تک دیدہ و دانستہ اس خط کو پوشیدہ رکھنے کا جرم کس سبب سے کیا۔ اور اسی طرح یہ سوال بھی ہو سکتا ہے کہ اب آٹھ برس کے بعد کیا ضرورت پیش آئی کہ اس نے خط کو ظاہر کیا۔ اگر خط دینے والے کی نیت ٹھیک ہوتی اور اس خط سے واقعی خواجہ حسن نظامی کا جاسوس ہونا ثابت ہوتا۔ تو یقیناً یہ خط آج سے بہت پہلے شائع ہو چکا ہوتا۔ ان باتوں پر غور کرنے سے یہ حقیقت بے نقاب ہوتی ہے کہ خط دینے والا نیک نیت شخص نہیں ہے۔ اس نے کسی خاص سبب سے اتنے دنوں تک خط کو سنبھالے رکھا۔ اور کسی خاص مصلحت سے شائع کرنے کے لیئے اب آٹھ برس بعد مسٹر محمد علی کے حوالہ کیا۔ وہ خاص سبب اور خاص مصلحت [illegible] سے سازش ہے یا ذاتی عداوت، اسے ہم جان نہیں سکتے۔ حقیقت حال کا علم خدا ہی کو ہے۔ بہر حال یہ یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ وہ شخص جس نے آٹھ برس بعد خط کو شائع کیا کوئی خاص جوڑ توڑ کا آدمی ہے۔ اور کیا عجب ہے کہ وہ خود بھی جاسوس ہو۔ کیونکہ خط لکھنے والا جاسوس ہے تو جاسوسی کا بھید جس کو خاص طور پر لکھا جائے۔ وہ بھی جاسوس ہی ہوگا۔ بقول مسٹر محمد علی اگر خواجہ حسن نظامی کے خلاف صرف الزام جاسوسی ثابت ہوتا ہے تو خط دینے والے کے

خلاف خط کے چھپانے اور جاسوس ہونے کا الزام دونوں ثابت ہوتے ہیں۔ ان باتوں کے ذہن نشین ہونے کے بعد قدرتی طور پر یہ سوال ہو سکتا ہے۔ کہ مسٹر محمد علی نے جس طرح خواجہ حسن نظامی کو اپنا ہدف بنایا، اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ اُنہیں اُس شخص کو بھی ہدف ملامت بنانا چاہیئے تھا جس کے خلاف ایک تو الزام جاسوسی ہے، دوسرے خط کے چھپانے کا جرم ہے۔ مگر دنیا جانتی ہے کہ محمد علی نے دوسرے کے خلاف ایک حرف بھی نہیں لکھا اور اپنا سارا زور قلم خواجہ حسن نظامی کی مخالفت میں صرف کر دیا۔ کہیں یہ بات تو نہیں ہے کہ جس طرح خواجہ حسن نظامی کے جاسوس ہونے کو اس خط دینے والے نے آٹھ برس تک چھپایا۔ اسی طرح مسٹر محمد علی اس کی جاسوسی کے فعل کو چھپا رہے ہیں۔ اور چونکہ جاسوس جاسوس کو جاسوسی کی خبر دیتا ہے اور مسٹر محمد علی کو خواجہ حسن نظامی کے جاسوس ہونے کی اطلاع ایک جاسوس نے دی ہے۔ اور چونکہ مسٹر محمد علی نے ایک جاسوس کے جاسوس ہونے کو چھپایا ہے جیسا کہ خواجہ حسن نظامی کی جاسوسی کو آٹھ برس تک ایک جاسوس نے چھپایا تھا۔ اس لئے ان امور کے نتائج سے امکانی صورت میں ظاہر ہوتا ہے کہ:۔

مسٹر محمد علی جاسوس ہیں۔

اور جس طرح آٹھ برس بعد خواجہ حسن نظامی کے جاسوس ہونے کا حال ظاہر ہوا، اسی طرح آٹھ برس بعد اُس شخص کی جاسوسی کا حال ظاہر ہوگا، جس نے محمد علی کو جاسوسی کا خط دیا۔ اور اسی طرح اس کے ظاہر ہونے کے آٹھ برس بعد محمد علی کی جاسوسی کا حال ظاہر ہوگا اس سے ثابت ہوا کہ مسٹر محمد علی حقیقت میں جاسوس ہیں۔ مگر اس کا حال جاسوس نمبر۲ کے جاسوسی کے اظہار کے ٹھیک آٹھ برس بعد بالکل اسی طرح ظاہر ہوگا، جیسا کہ آج مسٹر محمد علی آٹھ برس بعد خواجہ حسن نظامی کی جاسوسی کا حال پبلک پر ظاہر کر رہے ہیں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ لفظوں میں بڑی گنجائش ہے۔ اور لفظوں کے ہیر پھیر

سے بہت سی ایسی باتیں ثابت کی جاسکتی ہیں۔ جو واقعی نہیں ہوتیں۔ اور مسٹر محمد علی خواجہ حسن نظامی کے خط سے جو جاسوسی کے الزام کو ثابت کر رہے ہیں۔ وہ بھی حقیقی طور پر اسی سبیل سے ہے۔

بعض ضروری امور

(۱) آٹھ برس پہلے یہ خط لکھا گیا۔ اور خدا جانے کیا حالاتؔ واقعات کے ماتحت لکھا گیا۔

(۲) اس سے قبل و مابعد کی خط و کتابت ہمارے سامنے نہیں۔ نہ مسٹر محمد علی نے ایسے خطوط پیش کئے جو اس سے قبل و بعد خواجہ حسن نظامی نے مسٹر محمد علی کے جاسوس دوست کے نام ارسال کئے ہوں۔

(۳) ہمارے سامنے ایسا کوئی دوسرا ذریعہ بھی نہیں، جس کے باعث اُس زمانہ کی واقعی حالت کا فوٹو ہمارے سامنے آجائے۔ جس زمانہ میں یہ خط لکھا گیا۔ تو پھر ہم کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ اس خط اور محض اس خط سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حسن نظامی جاسوس ہیں۔

حیرت ہے! ۔ اور حیرت بالائے حیرت یہ ہے کہ مسٹر محمد علی کے حوارئین کس طرح آنکھیں بند کر کے اور عقل کو بالائے طاق رکھکر مسٹر محمد علی کی جاسوسی کی بات کو وحی آسمانی سمجھ رہے ہیں۔

فرض کرو کہ خواجہ حسن نظامی نے ڈپٹی کمشنر سے ملاقات کی۔ فرض کرو کہ ڈپٹی کمشنر نے گورنمنٹ پنجاب سے رپورٹ کی۔ فرض کرو کہ باضابطہ کا لفظ سی آئی ڈی کا محکمہ اپنی اطلاعی رپورٹ میں استعمال کرتا ہے۔ فرض کرو کہ اس خط کو چاک کرنے کی تاکید کیگئی ہے۔ مگر ان سب باتوں سے کن ترکیبوں اور کن دلیلوں کے ساتھ یہ ثابت ہوتا ہے کہ خواجہ حسن نظامی جاسوس ہیں کیا ہر مقام اور ہر جگہ معزز شہری باشندے اپنے ذاتی یا ملکی قومی مفاد کی خاطر اپنے شہر کے افسر اعلیٰ سے ملاقاتیں نہیں کرتے۔ اور کیا کوئی افسر ماتحت اپنے افسر اعلیٰ کو متعلقہ امور کی نسبت اطلاعیں نہیں دیتا۔ اور کیا باضابطہ کا لفظ سی آئی ڈی کے محکمہ کے علاوہ کسی

صورت سے کسی اور مقام پر استعمال نہیں ہوتا۔ اور کیا ہم روزمرہ اپنے پرائیوٹ خطوط میں مخصوص امور کے پوشیدہ رکھنے کی غرض سے اپنے احباب کو خطوط کے چاک کردینے کی تاکید نہیں کرتے، دنیا میں ہر ذی ہوش واقف ہے کہ ایسا رات دن ہوتا ہے۔ تو کیا ساری دنیا کی دنیا جاسوس ہے۔ اگر ایسا ہے تو مسٹر محمد علی کو چاہیئے کہ ساری دنیا کی مردم شماری کریں۔ اور پھر ایک ایک کو جاسوس ثابت کرکے قومی وملکی خدمات انجام دیں۔ خواجہ حسن نظامی کے خلاف کوئی عقلی دلیل نہیں۔ کوئی منطقی ثبوت نہیں۔ مگر چونکہ مسٹر محمد علی ایسا کہہ رہے ہیں۔ لہذا ساری دنیا کو تسلیم کرلینا چاہیئے۔ علم و خرد مند کا اتنا فقدان نہیں ہے کہ ایسی بات باور کرلی جائے۔ اگر کوئی شخص آفتاب کو کرۂ تاریک کہے تو ممکن ہے کچھ عقل باختہ اور شپرہ چشم اس دعوی کو قبول کرلیں۔ مگر دنیا کی اکثریت ایسے بیہودہ دعووں کو حقارت کے ساتھ ٹھکرا دے گی

مثال میں خواجہ حسن نظامی کی عبارت کی توضیح کے لیے ایک مثال پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اگر خالد ۱۹۲۶ء میں یہ کہے کہ زید نے ۱۹۰۸ء میں میرے روپے چرا لئے تھے۔ اتنے عرصہ تک تو مجھے علم نہیں ہوا لیکن آج ۱۹۰۸ء کا لکھا ہوا ایک خط ملا ہے۔ جو زید نے اپنے دوست بکر کے نام لکھا تھا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زید نے ۱۹۰۸ء میں محمد علی کو کچھ روپیہ چندہ میں دیا تھا۔ اور چونکہ میرے ہاں چوری بھی اسی سنہ میں ہوئی تھی، اسلئے ثابت ہوا کہ زید چور ہے۔ اور محمد علی وہ شخص ہیں جنہوں نے چوری کا روپیہ چندہ میں لیا تھا۔

اس خط کے ذکر اور اس دلیل کے طریقہ کو دیکھ کر کوئی شخص بھی ایک منٹ کے لیئے یہ بات نہیں مان سکتا کہ خالد کا کہنا درست ہے۔ اور زید واقعی چور ہے۔ اور محمد علی نے واقعی چوری کا روپیہ چندہ میں لیا ہے۔ حالانکہ یہ بات واقعی ہے کہ خالد کے ہاں چوری بھی ۱۹۰۸ء میں ہوئی اور زید نے خط بھی ۱۹۰۸ء میں لکھا۔ اور محمد علی کو چندہ بھی ۱۹۰۸ء میں دیا گیا۔ خط کی تردید کے سلسلہ میں زید کہہ سکتا ہے کہ میں نے خط ہی نہیں لکھا۔ چونکہ میرے شہر میں اور میرے شہر

کے علاوہ دوسرے شہروں میں بھی ایسے لوگ بکثرت موجود ہیں جو دوسرے کے خط کی ہو بہو نقل اُتار لیتے ہیں۔ اسلیے اس خط کو میرے خط کے مشابہ سمجھکر میرا خط کہنا ظنی امر ہے اور ظنی امر پر کوئی حکم نہیں کیا جاسکتا۔ اور فرض کرو کہ زید نے اپنے اور بکر (جسے اس نے خط لکھا تھا) کے تعلقات کی بنا پر، اور اس وجہ سے کہ ان دونوں کے درمیان سلسلۂ خط و کتابت جاری تھا، اس امر کا خیال کیے بغیر کہ اس خط میں جو کچھ ہے وہ میرا ہی لکھا ہوا ہے یا نہیں۔ یہ قبول کرلیا کہ ہاں میں نے خط لکھا ہے۔ جب بھی یہ امر ثابت نہیں ہوتا کہ واقعی زید نے خط لکھا ہے کیونکہ آٹھ برس پہلے کی بات ہے جب تک کہ گذشتہ ارسال خطوط کا کوئی رجسٹر سامنے نہ ہو۔ یا کوئی یقینی دلیل پیش نہ کی جاسکے، امکان میں اثباتی اور سلبی دونوں صورتیں پائی جاتی ہیں۔ ممکن ہے زید نے خط لکھا ہو، اور ممکن ہے زید نے خط نہ لکھا ہو۔ زید کا یہ قبول کرلینا یہ خط میرا ہی لکھا ہوا ہے۔ خود محتاج دلیل ہے۔ اس صورت میں بکر کا دعویٰ کہ یہ خط زید کا لکھا ہوا ہے۔ اور زید کا دعویٰ کہ یہ میرا لکھا ہوا ہے۔ دونوں مجہول ہیں اور برابر کی حیثیت رکھتے ہیں اور بالیقین یہ دعویٰ ایک ایسے شخص کے سامنے جو دلائل اور مشاہدات کے آگے ظنیات اور قیاسات کو کوئی وقعت نہیں دیتا، ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔

مثال اور ممثل لہ میں ادنیٰ مطابقت بھی ہو تو کافی ہے۔ زید کے خط اور خواجہ حسن نظامی کے خط میں جو مطابقت و مشابہت ہے وہ اہل فہم سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اسلیے زید کے خط کو جسطرح زید کا خط قبول کرنا صرف زید اور بکر کے کہنے سے عقل کے نزدیک محتاج دلیل ہے۔ اسی طرح اس خط کو جسے خواجہ حسن نظامی کا خط کہا جاتا ہے، صرف کاتب و مکتوب الیہ کے کہنے سے آٹھ برس کے طویل عرصہ کے بعد خواجہ حسن نظامی کا خط کہنا محتاج دلیل اور خلاف عقل ہے۔ اور جب ابھی یہ بات ہی تشنۂ ثبوت ہے کہ یہ خط خواجہ حسن نظامی کا ہے یا نہیں۔ تو خواجہ حسن نظامی کے جاسوس ہونے کا الزام جو اسی خط کی عبارت سے ثابت کیا جاتا ہے۔ کسی طرح باور کرنے کے قابل نہیں ہے۔ اگر عمارت کی بنیاد خام اور کمزور ہے تو ساری

عمارت خام اور کمزور ہوتی ہے۔ یہ تو روزمرہ کا مشاہدہ ہے اس کے لئے دلیل اور قاعدہ کی ضرورت نہیں۔

مسٹر محمد علی کا فرض

اگر فرض کرلیا جائے۔ کہ یہ خط خواجہ حسن نظامی کا ہے۔ اور یہ فرض کیے بغیر چارہ ہی نہو تو اس صورت میں مسٹر محمد علی کا فرض کیا تھا۔ اُن کو شاید اسپر غور کرنے کا کبھی موقع نہ ملا ہو۔ مگر میں عرض کیے دیتا ہوں کہ مسٹر محمد علی کا فرض اور صداقت شعاری اور دینداری کا تقاضا یہ تھا کہ اسے غور سے پڑھتے اگر انہیں اس خط سے اس بات کا شبہ ہوتا کہ یہ ایک جاسوس کا خط ہے تو وہ اس بات کو اپنے دل میں رکھتے۔ کس نے لکھا ہے۔ کس کے نام لکھا ہے۔ اسے بھی ظاہر نہ کرتے۔ اور اپنی حاشیہ آرائی اور تاویل فرسائی سے بھی اجتناب فرماتے اور اصل خط کو پبلک میں پیش کر کے صاف صاف لکھ دیتے۔ کہ ہمیں نہیں معلوم یہ خط کن حالات میں لکھا گیا ہے اور اس سے قبل و بعد کی خط وکتابت ہمارے پاس نہیں ہے۔ ناظرین غور کر کے اپنی رائے لکھیں کہ کیا یہ خط کسی جاسوس کا ہو سکتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو نہایت افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان کے ایک مشہور صوفی کا دامن تقدس اس سے آلودہ ہے۔ اگر اس طرح خط کے شائع ہونے کے بعد اہل الرائے اصحاب کثرتِ رائے یا اتفاق رائے سے یہ رزولیوشن پاس کرتے کہ واقعی یہ خط کسی جاسوس کا ہے تو اب مسٹر محمد علی کی دیانت و صداقت کا یہ فرض تھا کہ وہ صرف ایک مثبت تحریر میں پبلک کے سامنے اصل حقیقت کا اظہار فرما دیتے۔ تو تو میں میں اور گالم گلوچ سے ایسے وقت بھی اجتناب ضروری تھا۔ اور اب بھی ضروری ہے لیکن مسٹر محمد علی ایسا صرف اُسی وقت کر سکتے تھے جب اُن کے دل میں خواجہ حسن نظامی کی طرف سے انتقام کا جذبہ موجزن نہوتا

دوسری صورت

مسٹر محمد علی کے لیے صداقت کے اظہار کی ایک اور صورت بھی تھی۔ وہ یہ کہ اس تحریر کے ملنے کے بعد وہ اس کے شائع کرنے کو کچھ دنوں کے لیے ملتوی کر دیتے۔ اور جس کے نام یہ خط لکھا گیا ہے۔ اُس سے تحریر طور پر دریافت

کرتے کہ تم اس خط کا کیا مطلب سمجھتے ہو۔ اور خواجہ حسن نظامی سے بھی تحریری طور پر دریافت کرتے کہ یہ خط تمھارا ہے یا نہیں۔ اگر تمھارا ہے تو اسکا مطلب کیا ہے۔ کاتب اور مکتوب دونوں کا مطلب ایک ہوتا۔ اور دونوں ہی سے یہ ثابت ہوتا کہ اس خط کا کاتب جاسوس ہے پھر تو کوئی جھگڑا ہی نہیں تھا، آپ بے کھٹکے اصل خط اور لکھنے والے کا مطلب۔ اور جس نے لکھا ہے اُس کا مطلب اخبار میں شائع کر کے جاسوس کی خوب خوب خبر لیتے۔ اور دونوں کا مطلب بیان کرنے میں اختلاف ہوتا تو آپ اپنی رائے کا اظہار کیے بغیر ایک عام جلسہ کر کے جسمیں فریقین کے نمایندوں کو گفتگو کرنے کی اجازت دیجاتی۔ یا اخبار کے ذریعہ سے پبلک رائے طلب کی جاتی۔ کثرت رائے یا اتفاق رائے سے جو فیصلہ ہوتا وہ حقیقی فیصلہ تھا۔ اس صورت میں ایک فائدہ تو یہ تھا کہ آپ بیچ میں سے بالکل الگ ہو جاتے اور دنیا میں یہ مشہور نہ ہوتا کہ مسٹر محمد علی نے خواجہ حسن نظامی سے اعلان جنگ کیا ہے۔ دوسرے عامۃ المسلمین اور اکابر قوم کے مقابلہ میں تنہا خواجہ حسن نظامی نظر آتے۔ آپ کہیں گے کہ ایسا کرنے کیلئے میں مجبور نہیں تھا۔ میں کہونگا کہ اسلامی حیثیت سے آپ کا فرض تھا اسلیے کہ آپ جانتے تھے، اس وقت خواجہ حسن نظامی کی مخالفت سے آریوں کو تقویت پہنچ جائے گی اور آپ سمجھتے تھے کہ خواجہ حسن نظامی پر الزام جاسوسی محض ایک ظنی اور قیاسی امر ہے۔ اور ظن میں دونوں پہلو برابر ہوتے ہیں۔ اسلیے آپ ظنوا المؤمنین خیرا کے اعتبار سے اگر نیک گمان کرتے تو خداوند تعالیٰ کے دربار سے اجر جزیل کے مستحق ہوتے۔ آپ نے ان باتوں میں سے کچھ نہیں کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو تحقیق حق منظور نہیں تھی، بلکہ آپ اپنے دلی بخار نکالنے کے لیئے موقع محل کی تلاش میں تھے۔ یہ خط آپ کو کیا ملا گویا ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہو گیا۔

خواجہ حسن نظامی کے صرف اس خط کو پیش نظر رکھکر ہم کسی صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے اسلیئے ہمیں چند باتوں کا معلوم ہونا ضروری ہے۔

پہلی بات یہ ہے کہ جسوقت یہ خط لکھا گیا حضور نظام اور خواجہ حسن نظامی کے تعلقات

کیسے تھے۔ اس بات کا معلوم ہونا اس لیے ضروری ہے کہ ہم زید کے اس قول کو کہ خالد، بکر کا دشمن ہے اُسی وقت یقین کرتے ہیں جب ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ خالد اور بکر کے درمیان کچھ واسطہ اور تعلقات بھی ہیں یا نہیں۔ اگر خالد، بکر کو جانتا بھی نہیں۔ اور خالد اور بکر کے درمیان کوئی ایسا واسطہ بھی نہیں جس سے دوستی یا دشمنی کا لگاؤ ہو تو یقیناً زید کا یہ کہنا کہ خالد بکر کا دشمن ہے۔ کسی ذاتی اور پوشیدہ سازش پر مبنی ہے۔ مجھے جہاں تک ذاتی علم ہے اور خواجہ حسن نظامی کے اخبارات اور رسالوں کے دیکھنے سے یقین ہوا ہے۔ جس زمانہ میں خواجہ حسن نظامی نے یہ خط لکھا ہے اُس زمانہ میں خواجہ حسن نظامی کو حضور نظام سے صرف اتنا ہی تعلق تھا۔ جتنا مسٹر محمد علی کو موجودہ حالت میں شاہ کابل سے ہے۔ ایسی حالت میں یہ کہنا کہ خواجہ حسن نظامی نے حضور نظام کی جاسوسی کی۔ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ مسٹر محمد علی، شاہ کابل کی جاسوسی گورنمنٹ سے کر رہے ہیں۔ کہا جاسکتا ہے۔ کہ جاسوسی کے لیئے تعلق کی ضرورت نہیں مگر جس حالت میں کہ خواجہ حسن نظامی کی جاسوسی کا مسئلہ زیر بحث اور غیر فیصل ہے۔ یہ کہنا کہ خواجہ حسن نظامی کی جاسوسی کے لیے تعلق کی ضرورت نہیں، صحیح نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر خواجہ صاحب کی جاسوسی ثابت ہو جائے تو حملہ خبریہ کے طور پر یہ جملہ کہا جاسکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ جملہ ممکنات سے ہے اور ممکن کے طور پر یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ خواجہ حسن نظامی کو حضور نظام سے کوئی تعلق نہیں تھا اس لیے وہ جاسوس نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں جس طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ جاسوس کے لیئے تعلق کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح یہ بھی ضروری نہیں کہ جو غیر متعلق ہو وہ جاسوس ضرور ہو۔ قصہ مختصر یہ امر یقینی ہے کہ خواجہ حسن نظامی کو حضور نظام سے خط لکھنے کے زمانہ میں کوئی تعلق نہیں تھا۔

لفظ جاسوسی

اس ضمن میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ مسٹر محمد علی نے خواجہ حسن نظامی کی جاسوسی کے متعلق متعدد تحریریں لکھی ہیں، مگر ان تحریروں کے عنوان اور ترتیب اور دلائل میں اس بات کی کوئی تصریح نہیں ہے۔ جس سے یہ معلوم ہو کہ

مسٹر محمد علی کی مراد جاسوسی سے یہ ہے۔ کہ جیسے اور بہت سے لوگ اس ناپاک فرض کو ملازم رہ کر انجام دیتے ہیں اسی طرح خواجہ حسن نظامی بھی باقاعدہ ملازمت کی صورت میں جاسوسی کے فرض کو انجام دے رہے ہیں۔ یا جس طرح اکثر جگہ قاعدہ ہے کہ شہر کے لوگ حکام کے پاس جاتے ہیں اور محض حکام کے خوش کرنے کے لیے شہر کی خبریں اور متعلقہ امور کی اطلاعیں پہنچایا کرتے ہیں اسی طرح خواجہ حسن نظامی نے بھی جاسوسی کا فرض انجام دیا۔

مسٹر محمد علی کی تحریروں سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ جاسوسی کی صورت اول یا صورت ثانی سے انہیں کوئی بحث نہیں ہے۔ وہ تو صرف جاسوس کہتے ہیں۔ اس صورت میں یہ بات قرین قیاس ہے کہ مسٹر محمد علی نے الزام جاسوسی میں صورت ثانی کو آسان سمجھکر اسی کو اپنا مطمح نظر بنایا ہے۔ اس لیے ہمیں بھی اسی کو پیش نظر رکھکر یہ کہنا ہے کہ خواجہ حسن نظامی پر الزام جاسوسی خشکی دماغ کا نتیجہ ہے اور کچھ نہیں۔

یہ بات پہلے ثابت ہو چکی ہے کہ ۱۹۰۸ء میں خواجہ حسن نظامی کو حضور نظام کی گورنمنٹ سے کوئی تعلق و ربط ضبط نہیں تھا۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ شہر کے حاکم کے پاس جو لوگ اس قسم کی خبریں پہنچایا کرتے ہیں۔ وہ شہر کی یا خاص اُس کی ذات کے متعلق ہوتی ہیں جس کے مفاد کا تعلق براہ راست یا بواسطہ اُس شہر یا اُس حاکم یا اُس شخص سے ہوتا ہے۔ اور اس لیے کہ حکام اتنے محلی بالطبع ہوکر نہیں ملتے کہ ان سے دوستانہ طور پر ہر قسم کا رونا رویا جا سکے۔ اور چونکہ حضور نظام سے خواجہ حسن نظامی کا کوئی تعلق نہیں تھا اس لیے لازمی طریقہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ حاکم کی ملاقات میں اُسی ذات کا گلہ شکوہ کیا ہوگا جس سے خواجہ حسن نظامی کا باہمی مخالفت کا تعلق ہوگا۔ بے تعلق اور بے ضرورت بات نہ خواجہ حسن نظامی کی شان کے موافق تھی، نہ حاکم کی شان کے۔ اب چونکہ یہ بات معلوم ہے کہ اس ذکر سے حضور نظام کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ اسلیے ان امور کو آپس میں مرتب کرنے سے جاسوسی کا الزام خود بخود رفع ہو گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ خواجہ حسن نظامی حضور نظام کے خیر خواہ ہیں۔ اس کا ثبوت خواجہ صاحب کی اُن تحریروں سے ملتا ہے جو حضور نظام کی حمایت میں اخبارات و رسائل میں شائع ہو چکی ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضور نظام کے اور گورنمنٹ کے تعلقات کیسے ہیں؟ اسکی نسبت تو زیادہ بحث کی ضرورت نہیں کیونکہ سب پر ظاہر ہے کہ دیسی ریاستوں کے متعلق گورنمنٹ کا طرز عمل کیا ہے۔ اگر آج کوئی بات نظام گورنمنٹ کے ساتھ حکومت ہند کی طرف سے نامناسب پیش آرہی ہے تو اس سے یہ کسی طرح ثابت نہیں کیا جاسکتا (۱) کہ اس کا باعث فلاں شخص کی تحریر ہے (۲) یا مسٹر محمد علی نے چونکہ موقع بموقع حضور نظام کی مخالفت کی ہے۔ اس کی وجہ سے آج حضور نظام حکومت ہند کی نظروں میں معتوب ہیں۔

تعجب ہے گورنمنٹ اور حضور نظام کی طرف سے مسٹر محمد علی نے اپنے دعوے کے ثبوت میں کوئی جعلی شہادت پیش کرنے کا اہم فرض کیوں انجام نہیں دیا۔

تیسری بات یہ ہے کہ خواجہ حسن نظامی نے یہ خط کس وجہ سے لکھا، چونکہ یہ بات پردۂ خفا میں ہے، اس لیے خط و کتابت کا اصلی منشا ریہیں معلوم نہیں ہوتا، اور اس لیے الزام جاسوسی کمزور اور ناقص رہ جاتا ہے۔

ان باتوں کو سمجھنے کے بعد اس بات کو بھی یاد کر لیا جائے کہ نان کواپریشن کے عروج کے زمانہ میں قومی کام کرنے والے اپنے کسی مخالف کو (مخالفت ذاتی ہو۔ یا کسی عارض کے سبب سے ہو) جب پبلک میں بدنام کرنا چاہتے تھے۔ تو اُسے جاسوس کہہ دیا کرتے تھے۔ جب سے اب تک یہ لوگ اور ان کے دیکھا دیکھی بعض دوسرے لوگ اپنے مخالفین کو ذلیل کرنے کے لیے غلط طور پر اسی ذلیل حربہ کا استعمال کیا کرتے ہیں۔

ان سب باتوں کو سامنے رکھکر نتیجہ کے طور پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں

ہوتی ہے کہ جاسوسی کی خبر کو ولی عداوت کے اظہار کیلئے ایک حربہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔

فرضی بات

اب رہا یہ امر کہ خواجہ حسن نظامی نے دہلی کے حاکم سے کہا۔ اور اُس نے پنجاب کے گورنر سے اور اُس نے بمبئی کے گورنر سے اور اُس نے حیدر آباد کے رزیڈنٹ سے۔ یہ سب خیالی باتیں ہیں۔ خط سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ خواجہ حسن نظامی نے دہلی کے حاکم سے ملاقات کی اور بس۔ خط میں حکومت پنجاب کا ذکر محض ظنیات کے طور پر ہے۔ جو نا قابل تصدیق ہے۔ ممکن ہے اس گمان کا اظہار کہ گورنمنٹ پنجاب سے حکومت دہلی نے کہا، محض اس وجہ سے ہو کہ اس میں سے کاتب کی بات کا وزن اور اقتدار ثابت ہوتا ہے۔ ہر شخص اپنے اپنے تجربات و مشاہدات کی روشنی میں اس بات کو غور کرے تو صاف معلوم ہو جائے گا۔ بعض دفعہ غلط طور پر کوئی ہم سے ایسی بات کہتا ہے۔ جس سے ہمارا اقتدار ثابت ہو۔ اور واقعہ ایسا نہ ہو۔ اور بات کے کھلنے کا بھی کوئی یقین نہ ہو۔ تو ہم اُس بات کو اپنی طرف منسوب کرنے پر متکلم کو نہیں ٹوکتے اور مصلحتاً خاموش ہو جاتے ہیں۔

ایک اور بات

اس سلسلہ میں قابل تذکرہ یہ ہے کہ ۱۹۰۸ء کے خط سے ۱۹۲۶ء میں خواجہ حسن نظامی کو جاسوس ثابت کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہ ضروری نہیں کہ جو شخص ۱۹۰۸ء میں جاسوس ہو وہ ۱۹۲۶ء میں بھی جاسوس ہو۔ مسٹر محمد علی کو چاہئے کہ چونکہ ۱۹۰۸ء کا خط تو خواجہ حسن نظامی کو جاسوس ثابت کرنے کیلئے ناکافی ثابت ہوا۔ اس لئے ۱۹۲۶ء میں جاسوس ثابت کرنے کے لیے کوئی نیا خط پیش کریں۔ خود مسٹر محمد علی اپنی حالت پر غور کریں کہ وہ ۱۹۲۶ء میں کیا حیثیت رکھتے ہیں اور ۱۹۰۸ء میں کیا حیثیت رکھتے تھے۔ وہ ایک ہی سال کے اندر متعدد قلابازیاں کھا چکے ہیں۔ کہاں تو مولانا ظفر علی کے ساتھ ہو کر ابن سعود کی تائید میں قصیدہ خوانی

کی جاتی تھی۔ کہاں آج موتمر سے محروم آنے کے بعد ظفر علی خاں اور ابن سعود کو گالیوں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

خط کا ایک جملہ

خواجہ حسن نظامی کے خط میں ایک فقرہ او رہے جس سے یہ ثابت کیا جا رہا ہے کہ اس خط سے حضور نظام کے خلاف جاسوسی کا پتہ چلتا ہے۔ وہ فقرہ یہ ہے "حضور نظام کو جو پان اسلامزم کے سبق دیے جاتے تھے"

ثبوت یہ ہے کہ سبق دینے کے لیے اُستاد۔ شاگرد۔ اور سبق وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر شاگرد نہ ہو تو اُستاد سبق کس کو دے گا۔ اور اگر اُستاد نہ ہو تو شاگرد سبق کس سے لیگا اور جب سبق دینا جرم ہے تو سبق پڑھنے والا بھی مجرم ہوا۔ اور چونکہ اس جملہ "حضور نظام کو سبق دیے جاتے تھے" مذکور ہے۔ لہذا چیف کمشنر دہلی سے حضور نظام کے خلاف شکایت کی گئی ہے۔ سبق دینے والے کی شکایت نہیں ہے۔

یہ ساری غلط فہمی اُردو زبان سے پوری طرح ناواقفیت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ اگر مسٹر محمد علی نے الفاظ خواجہ حسن نظامی سے سُنے تھے تو معنی بھی اُنھیں سے پوچھ لیتے۔ یہ کیا۔ کہ الفاظ تو کہیں خواجہ حسن نظامی اور مطلب بیان کریں محمد علی اپنے مطلب کا۔

بات یہ ہے کہ اس جملہ میں "سبق دیے جاتے تھے" جو فقرہ ہے اسمیں سبق دینے کے معنی پڑھنے کے نہیں ہیں۔ سبق دینا سبق پڑھنے کے معنوں کے علاوہ اور بھی کئی معنوں میں آتا ہے جنہیں مرادی معنوں سے تعبیر کرنا چاہیے۔ مثلاً ایک شخص اپنے حریف سے کہتا ہے کہ:۔

(۱) اگر تم نے مجھپر حملہ کیا تو میں تم کو وہ سبق دونگا کہ تم پھر کسی شریف اور بہادر آدمی پر حملہ کرنا بھول جاؤ گے۔

اس جگہ سبق دینے کے معنی پڑھنے کے نہیں ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ تم کو وہ مزہ چکھاؤنگا

(تمھارے ساتھ وہ برتاؤ کروں گا)

یا مثلاً ایک شخص اپنے رفیق سے کہتا ہے

(۳) تم محمد علی کی دوستی میں مرے جاتے ہو کیا میری نازک حالت تمہیں سبق دینے کے لیے کافی نہیں۔

اس جگہ سبق دینے سے مراد عبرت حاصل کرنا ہے۔

یا مثلاً ایک شخص کہتا ہے

(۴) محمد علی کو رات دن کوکین فروشی کے سبق دئے جاتے تھے۔

اس جگہ سبق دینے سے مراد بہکانا ہے یعنی محمد علی کو کوکین بیچنے کے لئے رات دن بہکایا جاتا تھا۔ بہکانے والا کون ہے اسے متکلم جانتا ہے۔ اب مثلاً اسی فقرہ میں بہکانے والا خالد فرض کرلیا جائے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس فقرہ میں کوکین فروش ہونا خالد کے لئے ثابت ہوا یا محمد علی کے لیئے۔ اور اس فقرہ میں مجرم محمد علی ہے یا خالد؟ ظاہر ہے کہ جسے بہکایا جائے وہ مجرم نہیں ہے بلکہ بہکانے والا مجرم ہے۔ بہکایا تو اُسے ہی جاتا ہے جو اُس فعل سے الگ ہو۔ اور چونکہ خالد نے محمد علی کو بہکایا ہے۔ لہذا خالد مجرم ہے اور محمد علی کا کوکین فروش ہونا ثابت نہیں ہے۔ لہذا محمد علی مجرم بھی نہیں ہے۔ اور کہنے والے کا مطلب بھی اس فقرہ سے محمد علی کی شکایت نہیں ہے بلکہ وہ خالد کی شکایت بیان کررہا ہے۔

حضور نظام کو جو پان اسلامزم کے سبق دئے جاتے تھے

یہ فقرہ بھی بعینہ پہلے فقرہ کی طرح ہے اور یہاں بھی سبق دینے کے معنی بہکانے کے ہیں۔ اور بہکانے والا اگر ظفر علی کو قرار دیا جائے تو اس فقرہ کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ ظفر علی حضور نظام کو پان اسلامزم کے لیے بہکا رہے ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ جس طرح مثال نمبر (۳) میں کہنے والے کا مقصد محمد علی کی شکایت نہیں خالد کی شکایت ہے۔ اسی طرح اس فقرہ میں خواجہ حسن نظامی کا مطلب حضور نظام کی شکایت نہیں بلکہ ظفر علی خاں کی شکایت ہے۔ اب رہا یہ امر کہ پان

اسلام مزم جرم کی بات ہے یا نہیں۔ جس طرح کہ مثال نمبر ۳ میں کوکین بیچنا جرم کی بات ہے
بات یہ ہے کہ کسی چیز کا جرم ہونا اپنے طریق کار پہ موقوف ہے۔ مثلاً کوکین فروشی
حکومت کے نزدیک جرم ہے اور کوکین بیچنے والوں کے نزدیک بہت اچھا روزگار ہے۔
اسی طرح یان اسلامزم مسلمانوں کے نزدیک بہت اچھی چیز ہے مگر گورنمنٹ اس سے زیادہ
کسی چیز سے خائف نہیں ہے۔ اس لیے خواجہ حسن نظامی نے گورنمنٹ کے اس عندیہ سے
فائدہ اٹھا کر اپنے مخالف کے لیے اس حربہ کو استعمال کیا۔ اور بشریت کے اقتضاء کے
لحاظ سے یہ ایک ایسی بات ہے، جو تقریباً ہر شخص کو اپنی زندگی میں روزمرہ پیش آتی رہتی
ہے۔ خواجہ صاحب ایسا کرنے سے قصوروار نہیں کیے جاسکتے۔ ہاں البتہ اگر وہ ایسا نہ کرتے
تو بہت زیادہ قابل تعریف اور لائق توصیف امر تھا۔

میں خواجہ حسن نظامی کے اس طرز عمل کو ایک مثال سے واضح کرنا چاہتا ہوں۔
مثلاً رام رچھپال ایک شخص ہے۔ شوکت اس کا دوست اور کرشن اس کا نوکر ہے۔
اور شوکت اور کرشن دونوں آپس میں سخت دشمن ہیں۔ رام رچھپال کرشن سے کہتا ہے
دیکھو تم مسلمانوں سے میل جول نہ رکھنا۔ ورنہ میں تمہیں نوکری سے برطرف کر دوں گا۔ مگر اس
تاکید کے باوجود کرشن مسلمانوں سے چھپ چھپ کر ملتا ہے۔ شوکت کرشن کے اس طرز عمل
سے واقف ہو جاتا ہے۔ اور اپنی عداوت نکالنے کی غرض سے رام رچھپال سے کہتا ہے
کہ آپ کا ملازم کرشن مسلمانوں سے میل جول رکھتا ہے۔ اور میں نے اسے خود اپنی آنکھوں
سے دیکھا ہے۔ رام رچھپال شوکت کی بات کو یقین کر کے بیچارے کرشن کو نوکری سے
برطرف کر دیتا ہے۔

اب قابل اظہار یہ امر ہے کہ کرشن کا مسلمانوں سے ملنا فی نفسہ کوئی بُری چیز نہیں
ہے اور نہ شوکت مسلمانوں کو بُرا سمجھتا ہے، نہ مسلمانوں سے میل جول رکھنے کو بُرا جانتا ہے
مگر چونکہ رام رچھپال اسے بُرا سمجھتا ہے، اس لئے شوکت کرشن سے دشمنی نکالتا ہے اور

شکایت کرکے اُسے نوکری سے علیحدہ کرادیتا ہے

اسی طرح اگرچہ پان اسلامزم فی نفسہ بری چیز نہیں ہے اور نہ خواجہ حسن نظامی اسے برا سمجھتے ہیں، مگر چونکہ گورنمنٹ اسے خطرناک سمجھتی ہے۔ اسلیے خواجہ حسن نظامی نے موقع پاکر اپنے حریف کو پان اسلامزم کی شکایت کے ساتھ حیدرآباد سے علیحدہ کرادیا۔

اس میں نظام کی برائی یا پان اسلامزم کی کوئی برائی نہیں ہے۔ یہ تو ایک عارضی بات ہے۔ اور پان اسلامزم کا تو ایک بہانہ ہے۔ اگر خواجہ حسن نظامی کو ظفر علی خاں کے علیحدہ کرانے کا کوئی اور طریقہ معلوم ہوجاتا تو یقیناً وہ اُسے بھی استعمال کرتے۔ بات یہ ہے کہ مقابلہ کے وقت دشمن کے ہلاک کرنے کی فکر کے سوا حریف کو کوئی دوسرا کام نہیں ہوتا۔ اگر وہ گلا گھونٹ کے ہلاک کرے تو کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ تو نے اُسے زہر دے کر کیوں نہیں مارا۔

اس انتقام میں اس کے علاوہ کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ خواجہ حسن نظامی نے ایسا کام کیا۔ جو ایسے موقع پر ہر خاص و عام کرتا ہے۔

جس طرح مسٹر محمد علی نے اپنی دشمنی ظاہر کرنے کے لیے خواجہ حسن نظامی کے خلاف جاسوسی کا کمزور اور ناکارہ ہتیار استعمال کیا۔ اب اس موقعہ پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مسٹر محمد علی نے اپنے دشمن کی طاقت کا اندازہ کرکے کوئی زبردست اور طاقتور حربہ کیوں استعمال نہیں کیا۔

حاصل کلام مسٹر محمد علی کے الزام جاسوسی کی نسبت ان دلائل و براہین کے ساتھ قطعی میری یہ رائے ہے کہ اس کا باعث ذاتی عداوت و بغض ہے اور خواجہ حسن نظامی کے خط سے کسی طرح اسکو ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

مسٹر محمد علی سے خطاب

اگر مسٹر محمد علی خالص اسلامی خدمات کرنا چاہتے ہیں تو اُن کا فرض ہے کہ وہ خواجہ حسن نظامی کی پیروی

میں تبلیغ کا جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیں اور تبلیغ کے دشمنوں کے مقابلہ میں سینہ سپر ہوکر اپنی اسلام پرستی کا ثبوت پیش کریں۔ اور مسلمانوں کے اس خیال کو باطل کردیں کہ جتنی دشمنی محمد علی کو اسلام کے دوستوں سے ہے اتنی اسلام کے مخالفوں سے نہیں ہے۔ مسٹر محمد علی کو سچے مسلمانوں کی طرح اسلام کی خدمت کرنی چاہیئے۔ خدا ہر مسلمان کو اسلام کی خدمت کی توفیق دے۔ آمین۔

خواجہ حسن نظامی سے خطاب

آج محمد علی اینڈ کو آپ کی مخالفت میں کمربستہ ہیں۔ اس کا سبب صرف یہ ہے کہ آپ زمانہ کی رفتار کے آگے اس قدر جھک جاتے ہیں کہ اس قدر جھکنے کی آپ کو ضرورت نہیں ہوتی۔ جو لوگ کل تک آپکی آستاں بوسی کو اپنا فخر سمجھتے تھے۔ آپ کے سر میں تیل ڈالتے تھے۔ آپ کے ہاں کھانا کھاتے تھے۔ اور آپ کی خدمت میں رہ کر اپنے گروگھنٹالوں کی طرف سے جاسوسی کا فرض انجام دیتے تھے۔ آج وہ سب ایک دوسرے کے ساتھ صفیں باندھ کر آپ کے مقابلہ میں آگئے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ آپ فرقہ بندی کے سوال کو اٹھائیے۔ مگر اتنا ضرور ہے کہ آپ کو اپنے عقائد و خیالات کے خلاف کسی کے آگے نہ جھکنا چاہیئے۔

خداوند تعالیٰ آپ کے کاموں میں نصرت امداد دوں میں تقویت مرحمت فرمائے دشمنوں کو مغلوب کرے اور دوستوں کو خلوص و مودت کے ساتھ قائم رکھے۔ آمین۔

دہلی والوں سے خطاب

اغیار پرستی چھوڑدو۔ اپنے شہر کے ہیرے، جواہرات کی قدر کرو۔ تمہارے شہر میں کسی فن کے واقف کاروں کی کمی نہیں ہے۔ خلافت والے، جمعیت والے، پریس والے، اخبار والے اکثر باہر سے آئے ہوئے ہیں۔ جنہیں تمہارے ساتھ کوئی حقیقی ہمدردی نہیں ہوسکتی اور یہ سب متفق ہوکر نہایت ہشیاری کے ساتھ دہلی کے قومی خادموں کو پریشان کرکے اپنا وقار جمانا چاہتے ہیں، اس لیے تمہارا فرض ہے کہ ان پردیسیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ مگر اپنوں پہ

غلبہ حاصل نہ ہوئے وو کہ اپنے اپنے ہی ہوتے ہیں اور غیر غیر ہی ہوتے ہیں۔

ناظرین سے خطاب

میں نے اس مضمون میں جو کچھ لکھا ہے۔ نہایت صداقت و دیانت کے ساتھ اصل خط کو پیش نظر رکھکر لکھا ہے، مجھے مسٹر محمد علی اور خواجہ حسن نظامی کے بیانات سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ اور اسی واسطے میں نے اپنے مضمون کی نقل دونوں جگہ بھیجدی ہے۔ اس کا شائع کرنا نہ کرنا دونوں کی مرضی پر موقوف ہے۔ لیکن ناظرین کا فرض ہے کہ تبلیغ و صداقت کا ساتھ دیں۔ اور زید وعمر کی بحث کو چھوڑ دیں۔

دربار الٰہی میں دعا

بار خدایا! تو جانتا ہے کہ میں نے یہ مضمون دیانت و صداقت کے ساتھ تیری خوشنودی کے لئے لکھا ہے۔ چونکہ میرے نزدیک مسٹر محمد علی کے (خواجہ حسن نظامی کے خلاف) جدوجہد کرنے سے آریوں کو تقویت اور تبلیغ کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا۔ اسلیے مسلمان ہونے کی حیثیت سے میرا فرض تھا کہ میں حقیقت حال کو ظاہر کردوں۔ اگر میرے خیال میں کچھ کمزوریاں اور میری رائے میں کچھ نقص ہو تو تُو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے مجھے نیکی کی توفیق مرحمت کر۔ یا رخدایا! جو لوگ دانستہ یا نادانستہ اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہیں اُنہیں صراطِ مستقیم کی ہدایت دے۔ آمین۔

مولانا محمد علی اور خواجہ حسن نظامی

(نوشتہ مولانا احمد اللہ صاحب از ہردوئی۔ در اخبار حقیقت لکھنؤ)

مولانا محمد علی صاحب کی ہستی قابل تعارف نہیں۔ زمانہ آپ سے واقف ہے۔ آپ ایک زبردست قومی کارکن اور اسلامی لیڈر ہیں۔ بچہ بچہ آپ سے اور آپ کے نام و کام سے آشنا ہے آپ نے بہت کچھ قوم کی خدمات انجام دی ہیں۔ قوم کو آپ سے بڑی بڑی اُمیدیں تھیں مگر افسوس چند روز سے آپ میں مولویت جلوہ گر ہوگئی ہے۔ آپ کی وہ روشن خیالی اور ایک

امتیازی شان جو علی گڈھ کے تعلیم یافتہ میں ہوا کرتی ہے آج کل مولویت اور فرنگی محلی لقب مولانا میں تبدیل ہو رہی ہے۔ آپ بالکل خانہ جنگی پر اُتر آئے ہیں۔ اگر ایک طرف آپ کی نظر سلطان ابن سعود کے تخت و تاج پر ہے تو دوسری طرف آپ کے ہاتھ میں مولانا ظفر علی خاں کا گریبان ہے۔ تیسری طرف خواجہ حسن نظامی ایک صوفی منش بزرگ ہیں اور دہلی کی ایک بڑی درگاہ کے سجادہ نشین ہیں۔ آپ نے ۱۹۱۶ء میں حکومت کو اطلاع دی تھی کہ مولانا ظفر علی خاں نظام کو پان اسلامزم کے سبق دیتے ہیں۔ لہذا ان کو وہاں سے بلا لیا جائے۔ خواجہ صاحب کے جو خطوط مولانا محمد علی صاحب نے شائع کیے ہیں اُن سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب نے حکومت کو نظام کے متعلق کچھ لکھا ہے۔ مولانا محمد علی صاحب کا خیال یہ ہے کہ خواجہ صاحب نے حکومت سے حضور نظام کی کچھ شکایت کی جسکا نتیجہ آج آٹھ سال کے بعد ظاہر ہو رہا ہے۔ مولانا محمد علی اور اُن کے ہمخیال اخبارات بہت کچھ سب و شتم خواجہ صاحب پر کر رہے ہیں خواجہ صاحب پر جاسوسی، مخبری اور غداری کے الزامات لگائے گئے ہیں۔ خواجہ صاحب پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ہم نے حضور نظام کی کوئی شکایت حکومت سے نہیں کی ہے صرف مولانا ظفر علی خاں کو نکلوانے کے واسطے یہ طریقہ اختیار کیا تھا۔ چونکہ خط سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب نے حکومت پنجاب کو اطلاع دی تھی۔ جو اس بات کا زبردست قرینہ ہے کہ درحقیقت اطلاع مولانا ظفر علی خاں کو بلوانے کے متعلق تھی۔ اگر حضور نظام کی شکایت ہوتی تو حکومت پنجاب کو اطلاع دینے کی کیا ضرورت ہے۔ چونکہ خط میں کوئی ذکر مولانا ظفر علی خاں کا نہیں ہے۔ اسلیئے مولانا محمد علی اور اُن کے ہم خیال لوگ اس بات پر اڑے ہوئے ہیں کہ حسن نظامی ایک غدار قوم ہے، سرکاری جاسوس ہے، مخبر ہے، اس نے سلطنت نظام کو برباد کرنے کے واسطے گورنمنٹ سے شکایت کی ہے۔ خواجہ صاحب نے جب دیکھا کہ لوگ (مولانا محمد علی وغیرہ) میرے جواب کو کسی طرح نہیں مانتے ہیں تو انہوں نے بذریعہ حلف کے اعلان کیا کہ میں سرکاری جاسوس یا مخبر نہیں ہوں۔ قسم کھانے کے بعد کوئی وجہ نہیں ہے کہ

مولانا محمد علی وغیرہ خواجہ صاحب کے بیان کو باور نہ کریں۔ ہر وہ مسلمان جس نے خواجہ صاحب کا حلف نامہ پڑھا ہے۔ یہ کہنے پر تیار رہے کہ بیشک جاسوسی، مخبری اور غداری کا جو الزام مولانا محمد علی صاحب نے خواجہ صاحب پر لگایا ہے بالکل غلط ہے۔

بیشک خواجہ صاحب کی قسم نے خواجہ صاحب پر سے یہ الزامات دور کردئے ہیں مگر پھر بھی بہت ممکن ہے کہ حضور نظام جس خطرہ میں مبتلا ہیں وہ اسی اطلاع کا نتیجہ ہو۔ کیونکہ بہر حال خواجہ صاحب کو اس کا اقرار ہے کہ انہوں نے حکومت کو اطلاع دی، حضور نظام کی شکایت نہ سہی اُن کی خیر خواہی کے واسطے مولانا ظفر علی خاں کو علیحدہ کرنے یا حیدرآباد سے بلا لینے کا مشورہ حکومت پنجاب کو دیا ہو۔ مگر حکومت پنجاب ہو یا حکومت ہند، انگریزی حکومت ہے۔ حکومت نے آٹھ سال تک جانچ پڑتال کی ہو، اپنے خفیہ گرگوں کے ذریعہ تحقیق کررہی ہو کہ نظام کو مولانا ظفر علی خاں نے جو سبق دئے ہیں ان کا اثر نظام پر ہوا ہے یا نہیں۔ لہذا میں صاف طور پر یہ کہنے کے لئے مجبور ہوں کہ خواجہ صاحب بیشک سرکاری مخبر یا جاسوس نہیں ہیں۔ اُن کی شرعی قسم نے اُن کو اس الزام سے بری کردیا۔ اُن کی نیت خراب نہ تھی۔ وہ حضور نظام کے دشمن نہ تھے اور نہ ہیں لیکن انھوں نے جو بغیر سوچے سمجھے راستہ اختیار کیا تھا، وہ غلط اور قطعی غلط تھا۔ اُن کو اسکا اعتراف کرلینا چاہیئے۔

بالکل اسی طرح جو طریقہ مولانا محمد علی صاحب نے اختیار کیا ہے وہ بھی غلط اور بالکل غلط ہے اسی حد تک ایک کی غلطی کرنے کا نتیجہ ہوا کہ حضور نظام ایک سخت خطرہ میں مبتلا ہیں۔ خدا محفوظ رکھے۔ مولانا محمد علی صاحب کے غلط راستہ اختیار کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خواجہ صاحب کا نظام تبلیغ درہم برہم ہو جائے۔ خواجہ صاحب کی اطلاع ہی کو آٹھ سال کا عرصہ ہوگیا جو نتیجہ ہوتا تھا ظاہر ہوگیا۔ اب مولانا محمد علی صاحب کا اس کو زندہ کرنا اور خواجہ صاحب کی طرف سے مسلمانوں کو بدظن کرنا ایک بے سود بات ہے۔ مولانا محمد علی صاحب کا فرض تھا کہ وہ خود خواجہ صاحب سے کہتے اور ان کو نصیحت کرتے کہ دیکھو آپ کی اس غلط راہ روی

کا یہ نتیجہ ہو رہا ہے۔ اگر خواجہ صاحب اپنی غلطی اور خود رائی کا اعتراف نہ کرتے تو اِس سوال کو جمعیۃ العلماء کے سپرد کر دیتے۔ جمعیۃ العلماء سے جو فیصلہ صادر ہوتا اُس پر عمل کرتے مولانا محمد علی صاحب نے جو ایک دم خواجہ صاحب کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور دُھواں دھار مضامین ہمدرد کے صفحات میں اُن کے خلاف لکھنے لگے۔ یہ اُن کی شان کے بالکل خلاف ہے۔ اس سے شبہ ہوتا ہے کہ :۔ ع کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں۔ اس سے خصومت کی بُو آتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قلبی خصومت مولانا محمد علی صاحب کو خواجہ صاحب سے ہے۔ ورنہ وہ ضرور اس امر پر غور کرتے کہ میرے اس فعل سے اگر مسلمان خواجہ صاحب سے بدظن ہو گئے تو تبلیغ کا یہ نظام جو خواجہ صاحب نے قائم کر رکھا ہے باقی رہیگا یا ختم ہو جائے گا۔ بہتر ہے کہ اب بھی مولانا محمد علی صاحب اس تُو تُو مَیں مَیں اور جنگ و جدال کو ختم کر دیں۔ معاملہ کو جمعیۃ العلماء کے سپرد کر دیں جو کچھ جمعیۃ العلماء کا فیصلہ ہو اُس پر عمل کریں۔ میرے خیال میں خواجہ صاحب بھی جمعیۃ العلماء کے فیصلہ سے انحراف نہیں کرینگے۔ اگر مولانا محمد علی نے اس قصہ کو ختم نہ کیا تو مسلمانوں کو یقین ہو جائیگا کہ درحقیقت مولانا محمد علی صاحب کو نظام تبلیغ سے عداوت ہے جبھی تو وہ اس کو برباد کرنے کی فکر میں لگے ہیں۔ میں نہ خواجہ صاحب کا مرید ہوں نہ معتقد نہ خواجہ صاحب کے رسل و رسائل یا اخبارات میرے پاس آتے ہیں مگر ہاں چونکہ مجھکو تبلیغ سے ایک گہری ہمدردی ہے اسلیئے اس قدر کہنے پر مجبور ہوا۔ اس وقت جبکہ فتنہ ارتداد کی گھٹا مسلمانانِ ہند کے سروں پر منڈلا رہی ہے۔ نظام تبلیغ کو قائم کرنے، درست کرنے اور قائم رکھنے کی بڑی سخت ضرورت ہے۔
مولانا محمد علی صاحب سے اس قدر ضرور کہونگا کہ وہ اپنی حالت کو سمجھیں کہ کیا کر رہے ہیں۔ باہمی جنگ و جدل اور طویلہ کا لتیاؤ آپ کو زیب نہیں دیتا۔ کیا اچھا ہوتا کہ آپ اس وقت اسلام کی تبلیغ میں حصہ لیتے، قائد اعظم بن کر مسلمانوں کی رہنمائی کرتے، اسلام کی حفاظت کرتے۔ مسلمانوں کو فتنۂ ارتداد سے بچاتے مگر افسوس آپ خانہ جنگی میں پڑے ہوئے ہیں۔ سلطان ابن

سعود پر آپ الزام رکھتے ہیں کہ رواداری نہیں برتتے ہیں۔ اپنے خیالات اور عقائد کے خلاف مسلمانوں کو مشرک کہتے ہیں، برا کہتے ہیں۔ حالانکہ ابھی امسال خود ہندوستان کے ہزارہا مسلمان حج کرنے گئے اور اپنے اپنے خیالات و معتقدات کے باوجود امن و امان سے واپس آئے۔ خلاف اس کے لوگ کہتے ہیں کہ ترکوں کے زمانہ میں دہلی کے ایک بہت بڑے اہلحدیث عالم مولانا نذیر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے توبہ نامہ لکھوایا گیا تھا اور حضرت مولانا حسین احمد صاحب سے پوچھو۔ ابھی تھوڑا زمانہ ہوا جب حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری و مولوی احمد رضا خاں بریلوی سے شریف مکہ نے کیا گفتگو کی تھی اور مولوی احمد رضا خاں صاحب کس قدر مشکلات میں پڑ گئے تھے۔ ابن سعود جو واقعی میں رواداری برت رہا ہے اُس کو تو کہا جاتا ہے کہ رواداری نہیں ہے لیکن ترکوں کو کسی نے کچھ بھی نہ کہا تھا۔ آپ خود اپنے آپ کو دیکھیں کہ ذرا بھی کسی نے آپ کے خلاف کسی بات کا اظہار کیا بس آپ پنجے جھاڑ کر اُس کے پیچھے پڑ گئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوستان میں آپ نے کئی محاذ جنگ قائم کر دئے ہیں۔ یہ جو تھی لڑائی پھر رواداری کا دعویٰ۔ مولانا آپ کو تو لازم تھا کہ آپ شیعہ، سُنی، مقلد، غیر مقلد، حنفی، وہابی کو ایک ہی نگاہ سے دیکھتے۔ رواداری اسکو کہتے ہیں جو ترکوں نے اختیار کی، جو افغانستان نے اختیار کی، جو مصر نے اختیار کی کہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ ہاں ہاں وہی دیکھا اور دیکھ رہے ہیں جو آپ نے دیکھا۔ مگر آپ نے ابن سعود کے خیالات اور دست و پا (ارکان حکومت) کو اپنے خلاف طبیعت پایا، آگ بگولا ہو گئے اور ایک اسلامی حکومت کی بربادی کی فکر میں ہیں لیکن اسلامی حکومتوں نے ابن سعود کو سلطان حجاز تسلیم کر لیا اور اخوت و محبت کا ہاتھ بڑھایا۔ یہ ہے رواداری جو ابن سعود میں موجود و دیگر اسلامی حکومتوں میں موجود۔ اِلّا ایک ایران شیعہ حکومت وہ ضرور آپ کے ساتھ ہے۔ پس خوب یاد رکھیے المرء مع من احب۔ آپ کی یہ روش آپکو کہاں لیے جا رہی ہے۔ خواجہ حسن نظامی پر اعتراض کہ انھوں نے ایک اسلامی سلطنت کو

برباد کرنے کے واسطے اُن کے خلاف حکومت سے جاسوسی کی، مخبری کی، یہ کیا اور وہ کیا، خواجہ غدار ہے، مکار ہے، چنیں ہے اور چناں ہے، خواجہ بیچارہ کانوں پر ہاتھ رکھکر چیخ رہا ہے۔ لا و اللہ۔ لا و اللہ۔ میں نے حضور نظام کی کوئی شکایت نہیں کی۔ میں اُن کا دشمن نہیں۔ مگر دربار علی میں کوئی سماعت نہیں ہوتی۔ کیوں نہو امیر علی اور محمد علی میں کچھ تو مناسبت ہونا ہی چاہیئے لیکن دوسری طرف آپ ہیں کہ ایک آزاد اسلامی حکومت کو بنا بر جزوی اختلاف اور ذاتی کدورت کے برباد کرنے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں، اور ہندوستان کے مسلمانوں کو لڑا رہے ہیں۔ مولانا خواجہ کو اپنے فعل سے انکار ہے لیکن آپ اقراری مجرم ہیں۔ سچ فرمایئے ٹھیک ہے یا نہیں!!

دو مُسلم لیڈروں سے ایک غریب مُسلمان کی گذارش

میں بلکہ ہر وہ مسلمان جسکے پہلو میں دل اور دل میں اسلام کی سچی محبت کا جذبہ موجود ہے یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جو تو تو مَیں مَیں ہندوستان کے دو زبردست مسلمان لیڈروں میں ہو رہی ہے، اس سے نہ تو کوئی اسلام کی خدمت ہوسکتی ہے اور نہ مسلمانوں کا کوئی فائدہ اس میں مضمر ہے۔ بلکہ اس سے مسلمانوں کے دل مجروح ہو رہے ہیں۔ اور ایک طرح سے اغیار کو مسلمانوں پر قہقہہ لگانے کا موقعہ دیا جا رہا ہے۔ اگر کوئی شخص ہندو اخبارات کو اٹھا کر دیکھے، تو اُسپر روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گا۔ کہ ہندوؤں کو اس پھوٹ پر کیسی مسرت حاصل ہو رہی ہے۔ وہ تو چاہتے ہی یہی ہیں کہ مسلمان آپس کی خانہ جنگی میں مبتلا ہو کر تباہ و برباد ہو جائیں، اسلام کا شیرازہ منتشر ہو جائے۔ اور اسکی رہی سہی طاقت کا خاتمہ ہو جائے۔ تاکہ کوئی قوت ہند میں ایسی باقی نہ رہے جو ان کی راہ میں کانٹے بوئے یا انہیں اپنے دامن کو گل مقصود سے پُر کرنے میں باز رکھ سکے۔

مسلمانوں کی بدقسمتی نہیں تو اور کیا ہے جو آئے دن نئے نئے فسادات آپس میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اور ایک فریق دوسرے فریق کو دبانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے اور مد مقابل کو نیچا دکھانے میں اپنی پوری قوت صرف کر دیتا ہے۔ کاش یہی طاقت و قوت اور یہی جوش و خروش دشمنان اسلام کے مقابلہ میں صرف کیے جاتے تو آج اسلام کو یہ روز بد دیکھنا ہرگز ہرگز نصیب ہوتا۔ تاریخ اسلام کے مشاہدہ سے یہ واضح ہوتا کہ اسلام اور اس کے پیرو مسلمانوں پر باہمی نفاق سے کس قدر تباہی آئی ہے۔ اور کس قدر ان کی عظمت و شوکت اور قوت و اقتدار کو صدمہ پہنچا ہے۔ باوجود ان تلخ تجربوں کے اب بھی پہلے سے زیادہ منافرت، نفاق اور افتراق کا بازار گرم ہے۔ اس کا نتیجہ سوائے تباہی اور بربادی کے کچھ نہ ہوگا۔

موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی جیسی کچھ ناگفتہ بہ حالت ہے۔ محتاج بیان نہیں۔ ایک طرف تو افلاس اور فقدان تعلیم، دوسری طرف شدھی کی آگ مسلمانوں کو بھسم کرنے کے لئے تلی ہوئی ہے۔ ایسے نازک وقت میں مسلمانوں کی لاپروائی اور بے اعتنائی کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ہزاروں مسلمان تلوار شدھی کے گھاٹ اتر گئے۔ جب اسلام پر اس قسم کی آفت آ پہنچی تو ایک بزرگ ہستی نے فوری خطرہ کو محسوس کر کے اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کا کام اپنے دبلے پتلے مگر مضبوط ہاتھوں میں لے لیا۔ اور نہایت استقلال کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کر کے اس کو نیچا دکھایا۔ اور اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو ترایا۔ اور مسلمانوں کو تباہی سے بچایا۔ یہ مایۂ ناز ہستی مولانا حسن نظامی ہیں۔ آج جن کے نام سے دشمنان اسلام کے دل کانپتے ہیں۔ جب مولانا خواجہ حسن نظامی نے شدھی کی تحریک کا مردانہ طریق سے مقابلہ شروع کر دیا اور ہندو آریوں کو ہر بات میں زک پہ زک دی۔ تو ہندو آریوں نے مایوس ہو کر ایک مرتبہ اس بات کی بھی کوشش کی تھی کہ آپ پر قاتلانہ حملہ کر دیا جائے، لیکن خدا اسید ھا تھا، دشمنان اسلام خیرخواہ اسلام کا کچھ بگاڑ نہ سکے،

اور خوب منہ کی کھائی۔

جاگور اکھے سائیاں مار سکے نہ کوئے
بال نہ بیکا کر سکے جو سب جگ بیری ہوئے

مولنا محمد علی کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔ ہر شخص جانتا ہے۔ اگر نہ جانتا ہو تو جان لے کہ مولنا محمد علی نے سب سے پہلے جنگ بلقان میں شہرت حاصل کی اور بعد ازاں مادر وطن کی آزادی کے لیے جد و جہد شروع فرمائی اور ہندوستان کو ایک غیر قوم کی غلامی سے نجات دلانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ دو سال تک وطن کی خاطر نظر بند رہنا گوارا فرمایا گو مولانا و دیگر رہنمایان قوم کی اکثر تجاویز حصول مقصد میں ناکام رہیں۔ لیکن اس سے کم از کم اتنا فائدہ تو ضرور ہوا کہ ہندوستان میں عام بیداری پیدا ہو گئی۔ اور ہندوستانیوں کو اپنے حقوق کے طلب کرنے کا خیال پیدا ہو گیا۔ حصول آزادی کے لیے سب سے پہلے جس چیز کی ضرورت ہے وہ اتفاق و اتحاد ہے۔ جب تک ملک میں اتحاد و اتفاق پیدا نہ ہوگا اس وقت تک سیاسی آزادی کا حاصل ہونا دشوار بلکہ ناممکن ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہندوستان کی مختلف قومیں آپس میں شیر و شکر ہو جائیں اور پھر اپنی متحدہ قوت سے غیر قوم کا مقابلہ کریں تو اس وقت کوئی طاقت ہندوستانیوں کو اپنے مقصد کے حاصل کرنے میں باز نہ رکھ سکیگی۔ لیکن جس خوبی کے ساتھ ہندو مسلمانوں میں نفاق پیدا کیا گیا محتاج بیان نہیں۔ اب ایک دوسرے کے خون کا پیاسا اور ایک دوسرے کی تباہی کے درپئے نظر آتا ہے۔ اے مادر وطن! جب تیرے فرزندوں کی یہ حالت ہے تو پھر کیا خاک تجھے آزادی حاصل ہوگی۔ پھر کیا خاک تیری گردن سے غلامی کا طوق دور ہوگا۔

بالخصوص زیادہ صدمہ مسلمانوں کو اس کشمکش کی سے ہوا جو مولانا محمد علی اور مولانا حسن نظامی میں رونما ہوئی ہے۔ مسلمان جس نازک دور سے گذر رہے ہیں اور جس اتحاد و

اتفاق کی اُنہیں اس وقت سخت ضرورت ہے، محتاج بیان نہیں۔ ایسے نازک وقت میں مولانا محمد علی کو نہیں چاہیے تھا کہ وہ ایک غیر اہم خط کی اشاعت کر کے موجودہ خانہ جنگی کا باعث ہوتے۔ مولانا محمد علی کا یہ فعل اصحاب دانش کے نزدیک کسی طرح لائق ستائش نہیں، اور نہ اہل بصیرت اس کو کسی طرح روا رکھ سکتے ہیں۔ افسوس اس بات کا ہے کہ مولانا محمد علی نے نہ صرف خط کی اشاعت کی بلکہ اس خط کی بنا پر ایسے بے بنیاد الزامات لگائے، اور ایسے غیر مہذب اور ناشائستہ مضامین لکھ ڈالے جس کے دیکھنے سے ہر شخص کو دلی صدمہ پہونچا۔ مولانا حسن نظامی نے ان الزامات کی صفائی میں اپنا حلف نامہ شائع فرما کر مسلمانوں کو مطمئن کر دیا۔ اب مولانا محمد علی کی خدمت میں یہ درخواست ہے کہ آپ بھی بہت جلد اپنا حلف نامہ شائع فرما کر اس خانہ جنگی کا خاتمہ فرمائیے۔ ورنہ یہہ آپس کی خانہ جنگی بڑھتے بڑھتے سارے ہندوستان کے مسلمانوں کو اپنے میں مبتلا کرلے گی۔ پھر کسی کے روکے سے نہ رُکیگی۔ چونکہ اس خانہ جنگی کی ابتدا مولانا محمد علی کی جانب سے ہوئی ہے اس لیے مولانا محمد علی کی خدمت عالی میں ہر مسلمان کی یہ درخواست ہے کہ مولانا جسقدر جلد ممکن ہو مولانا حسن نظامی سے مصالحت کرلیں۔ اور اس بڑھتے ہوئے فتنہ کا خاتمہ کریں۔

اے مسلمان لیڈرو! اے مسلمانوں کے رہنماؤ! اور اے کشتیِ اسلام کے ناخداؤ! تم سے غریب مسلمانوں کی یہ درخواست ہے کہ بہت جلد اس خانہ جنگی کا خاتمہ کردو۔ اپنی آپس کی خانہ جنگی سے اسلام اور مسلمانوں کو غیر اقوام کا نشانہ نہ بناؤ۔ اگر تمہاری خانہ جنگی کے سبب اسلام اور مسلمانوں پر تباہی آئے گی تو یاد رکھو پروردگار کے روبرو تم ہی ذمہ دار ٹھہرائے جاؤ گے۔

میر باقر علی

از حیدرآباد دکن

تنقیدِ بے رعایت

پیرِ میخانہ کہ در دے کشیِ خود را بنواخت
جامِ مینائے دگر داد و سر اپردہ بساخت

۱۹ اردسمبر سنہ ۱۹۲۶ء کے ہمدرد میں ایک مضمون خواجہ صاحب کے متعلق چھپا ہے جس کی سرخی یہ ہے:-

"خواجہ حسن نظامی کی بحث پر تبصرہ از عبدالستار صاحب اٹاوی"

مضمون لکھنے کے پیشتر جناب مولانا محمد علی صاحب نے ایک نوٹ کا اضافہ کردیا ہے جسکو میں یہاں حرف بحرف نقل کیے دیتا ہوں:-

(مولوی محمد علی صاحب کا نوٹ)

"آج خواجہ صاحب کے متعلق میں کچھ لکھنا نہیں چاہتا۔ کل تک انشاء اللہ اُن کے بعض خطوط کے بلاک تیار ہوکر آجاوینگے تو خود پھر لکھوں گا۔ میں نہیں جانتا یہ عبدالستار صاحب اٹاوی کون صاحب ہیں ممکن ہے کہ میں اُن سے واقف ہوں مگر اس وقت بالکل یاد نہیں آتا۔ اُن کا مضمون نہایت مدلل ہے اور طعن تشنیع سے بالکل مبرّا ہے۔ غریبوں کے ایک جانبدار صاحب اس سے سبق لیں کہ غیر جانبدار اس طرح لکھتے ہیں۔"

غالباً جسطرح مولانا عبدالستار اٹاوی سے ناآشنا ہیں۔ عبدالستار اٹاوی بھی مولانا محمد علی صاحب سے ناواقف ہونگے یا بھول گئے ہونگے ورنہ ایسا مضمون نہ لکھتے۔ یا زمانہ طالب علمی میں تعلقات الفت و یگانگت کا موقعہ ہاتھ آیا ہوگا اسلیے کہ علیگڈھ کالج سے اٹاوہ اسکول کا یکساں تعلق ہے۔ مگر ہمیں تعجب ہے کہ مولانا محمد علی صاحب نے اس مضمون کو طعن و تشنیع سے خالی اور مبرا کیسے مان لیا باوجودیکہ اس مضمون میں اس قدر سخت الفاظ ہیں جن کو ایک شریف آدمی کی طرف منسوب کرتے ہوئے

شرم آتی ہے۔ اگر مولانا محمد علی صاحب کو وہ الفاظ اس لمبی چوڑی عبارت میں نظر نہیں آئے تو میں مشتے نمونہ چند فقرے نقل کرتا ہوں۔ مولانا محمد علی صاحب ملاحظہ فرمائیں:۔

(عبدالستار ٹاوی کے چند فقرے)

(۱) کوئی خاص جواب خواجہ صاحب کے پاس نہیں ہے اور آپ نے اُن ہی ترکیبوں اور چالوں سے جن پر ساری عمر اُن کا عمل رہا ہے اس الزام سے اپنا دامن تقدس بچایا ہے۔

(۲) اشتہار بازی سے جو سطحی شہرت اُن کو ہوگئی ہے۔

(۳) اُن ہی ہتھیاروں کے استعمال کو ضروری سمجھا جن کے استعمال کی عادت اُن کو ساری عمر سے پڑی ہوئی ہے۔

(۴) راما نند بھی کچھ کم اشتہار باز نہ تھے اور اُن کا حشر خواجہ صاحب پر پوشیدہ نہیں ہے۔

(۵) اور اس میں بھی وہ ہی عیاری ... خواجہ صاحب کے کرتبوں میں سے ایک کرتب ہے۔ اور روزمرہ کے ہتکنڈوں میں سے ایک ہتکنڈہ ہے۔

(۶) آپ سے خطرناک آدمی کو اپنا دشمن نہ بنائے جیسے اپنے مخالف کو نقصان پہنچانے میں کمینہ سے کمینہ اور غیر شریفانہ سے غیر شریفانہ ذریعہ اختیار کرنے میں بھی کوئی باک نہیں ہے۔

(۷) بم اور پستول رکھوا کر اور چیف کمشنر یا سپرنٹنڈنٹ پولیس سے مخبری کر کے گرفتار کرا دینے میں بھی آپ کو باک نہ ہوگا۔

(۸) اب بغیر چالوں کے ایک قدم بھی نہیں اُٹھاتے۔

(۹) ابتدائی تربیت کی خامی ہے۔

کیا ان سب الفاظ کو مولانا محمد علی صاحب طعن و تشنیع سے خالی دیکھتے ہیں۔ بقول مولانا یہ الفاظ اگر طعن تشنیع سے خالی اور بے لوث ہیں تو مولانا محمد علی صاحب کا اعتراض بھی خالباً اسی دل کا عکس ہوگا جو اس وقت نکتہ چیں بنا ہوا ہے۔

عبارت سے معلوم ہوتا ہے عبدالستار ٹاوی کو خواجہ صاحب پر جو الزام لگا ہے اُس پر

یقین تو حاصل تھا۔ مگر بیچارے باعتبار اپنی عادت سعید کے یہ چاہتے تھے کہ خواجہ صاحب چونکہ پبلک میں ہیں اُن کی بریّت کا کچھ ثبوت ملجاتا تو اچھا ہوتا۔ میں خواجہ صاحب کی طرف سے ہزار تار کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

عبدالستار اٹاوی کی ادہر تو اسقدر بیتابی کہ خواجہ صاحب کی بریّت کا ثبوت ملجاتا اور اُدہر خواجہ صاحب کی نفس ذات سے اسقدر تعلق۔ عجب گو مگو مسئلہ ہے کہ اٹاوی صاحب خواجہ صاحب کے ودش بدوش تمام عمر خواجہ صاحب کی نکتہ چینی کرتے رہے ہیں۔ اور کرتبوں ہتکنڈوں کے اتنے چالاک اُستاد بھی ہیں کہ خواجہ صاحب سے کرتب باز اور ہتکنڈہ باز کو جن کے کرتبوں کو لاکھوں آدمی آج تک نہیں پہچانے" بیک گوشۂ چشم پہچان لیتے ہیں۔ ہم تو بقول مولانا محمد علی صاحب صرف خواجہ صاحب کو ہی کرتب باز سمجھتے تھے، عبدالستار اٹاوی اُن سے بھی اُستاد نکلے۔ سچ ہے کہ دنیا کبھی خالی نہیں رہتی۔

عبدالستار صاحب نے مسئلہ حلف کو حلف عدالت سے تعبیر دیکر مسئلہ کو جسقدر توڑا مروڑا ہے وہ توجہ لگانا ایجاد ہے۔ انہوں نے خواجہ صاحب کی تمام زندگی کی نکتہ چینیوں میں اپنی عمر گنواکر یہ خیال بھی بھلا دیا ہے کہ خود اُن پر شارع کی طرف سے کیا حکم لگتا ہے :-

عن حذیفۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یدخل الجنۃ قتّات (بخاری) (رسول مقبول صلعم نے ارشاد فرمایا ہے چغلخور جنت میں نہ جاوے گا)

عن عبد اللہ بن غنم و اسماء بنت یزید ان النبی صلعم قال خیار عباد اللہ الذین اذا رؤی وجوھم ذُکر اللہ و شرار عباد اللہ المشاؤن بالنمیمۃ المفرقون بین الاحبۃ الباغون البراء العنت (مشکوٰۃ) (پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اچھے وہ لوگ ہیں کہ جب اُن کے چہروں کو دیکھا جاوے تو خدا یاد آجاوے اور بدترین بندے وہ ہیں جو اِدھر اُدھر کی چغلیاں لگاتے پھرتے ہیں، دوستوں میں جدائی ڈلواتے ہیں اور پاک بے لوث لوگوں پر تہمت لگاتے ہیں)

عدالت کی قسم اور چیز ہے وہ مدعی مدعا علیہ اور حاکم محکوم کے محاکمہ میں اختیار بین الحکم ہے۔ اور قسم من حیث الاعتبار دوسری چیز ہے۔ یہاں نہ کوئی مدعی ہے نہ مدعا علیہ، نہ حکومت میں مقدمہ ہے۔ صرف مولٰنا محمد علی صاحب نے خواجہ صاحب کا بزعم خود ایک قصور گرفت کیا ہے جس پر وہ استحقاقی استدلال لانا چاہتے ہیں۔ خود مولانا محمد علی صاحب کو مدعی بننے کا نہ کوئی حق ہے نہ مقدمہ عدالت میں پیش ہوا ہے۔ مدعی بننے کا اگر حق ہو سکتا ہے تو سرکار نظام کو۔ مگر وہ ایک غیور بادشاہ ہے اور خدا نے اُس کو عقل دی ہے۔ یہ سمجھے ہوئے ہے کہ حسن نظامی ایک درویش آدمی کا کیا اثر کمشنر پر اور کیا اثر سیاست پنجاب پر۔ تذکرہ آگیا ہوگا۔ خواجہ صاحب کو ان میں جو الفاظ بہتر ملے کہدیئے۔

سب سے زیادہ اور بڑا مدعی بننا چاہئے تھا مولانا ظفر علی خاں صاحب کو جن کا خاص طور پر تذکرہ تھا۔ مگر وہ جانتے ہیں کہ فی الواقع اُن کے خیالات سے گورنمنٹ سخت ناخوش ہے انگریزوں کے سرکارا یسے چرخی کا کھلونا نہیں ہیں جسکی کھدڑیں لاکھوں جوئیں بھری ہوئی ہوں۔ وہاں پچاس ہزار حسن نظامی اور دو کروڑ محمد علی اُن کے ایک خیال پر حکومت نہیں کر سکتے۔ جو دل میں آتا ہے جیسے شاہانہ مصلحت ہوتی ہے ہو کر رہتا ہے۔ یہ بھی ایک پھیری تھی کہ خواجہ صاحب کمشنر کے ہاں جا نکلے وقت کی ضرورت کے موافق سرکار نظام کو بچاتے ہوئے مولانا ظفر علی خاں صاحب کے خیالات کا تذکرہ اور کمشنر صاحب کے خیالات کا اندازہ ہو گیا جسکی نسبت کسی شخص کو وفادار سمجھتے ہوئے خط لکھدیا ہوگا۔

مولٰنا محمد علی صاحب جن کو سرکار نظام کے ساتھ ہمدردی کرتے کبھی نہیں دیکھا آج نعل در آتش کیوں ہیں اسکا عقدہ حل نہیں ہوتا۔

بہر حال یہ قسم اعتباری تھی اور ظاہر ہے کہ اس سے صرف اُن لوگوں کو یقین دلانا تھا جو قسم پر اعتبار کر سکتے ہیں ورنہ ایک قسم کیا حلف عدالت اور قسم با لحلف و شہادت و فیصلے کے بعد تک بھی اکثر حضرات کو اعتبار نہیں آتا اور بعد فیصلے کے پھر اپیل کیجاتی ہے۔

خواجہ صاحب کی قسم پر بھی اُن سب مسلمانوں کو اعتبار آسکتا ہے جن کا دل خواجہ صاحب کے دل کے ساتھ منور ہے۔ اور اُن کو کبھی اعتبار نہ آئیگا جن کا دل خواجہ صاحب کے ساتھ کالا اور اندھا ہے۔

تنقید بے رعایت اسکو کہتے ہیں ملاحظہ فرمائیے:۔

خواجہ حسن نظامی صاحب ایک بزرگ صوفی مشرب ہیں۔

مولانا محمد علی صاحب ایک قومی لیڈر ہیں۔

خواجہ حسن نظامی صاحب مصوّر فطرت ہیں۔

مولانا محمد علی صاحب احرار قوم میں ایک قابل و مدیر اخبار ہیں۔

خواجہ حسن نظامی صاحب تبلیغ کا کام بحسن و خوبی کر رہے ہیں۔

مولانا محمد علی صاحب خلافت کے رکن ہیں اور بہت کچھ ایثار کر چکے ہیں۔

خواجہ حسن نظامی صاحب درویش ہیں ایک لاکھ مریدوں کو اُن پر یقین حاصل ہے۔

مولٰنا محمد علی صاحب کے کارناموں پر ہندوستان کے اکثر حضرات خوشنودی ظاہر کرتے ہیں

خواجہ صاحب بشر ہیں اور بشر سے خطا ضرور ہوتی ہے۔

مولٰنا محمد علی صاحب بھی فرشتے نہیں ہیں۔

خواجہ صاحب سے بعض حضرات بہ اعتبار حسد، بعض حضرات بہ اعتبار اختلاف طبعی خاموش ہیں۔

مولٰنا محمد علی صاحب کی بھی اچھی بُری ہوائیں بہت کچھ اُڑ رہی ہیں۔

ایسا ہوا ہے ایسا ہوتا ہے اور اچھوں کو ایسے وقتوں کا اکثر موقع ملتا ہے۔ کوئی تعجب کی بات نہیں۔

ہاں یہ چیز قابل غور ہے کہ یہ دونوں بزرگ دو مختلف خیال کے آدمی ہیں ان کے باہمی خیالات میں اُلجھن اور کشمکش حد سے زیادہ ہے۔

مولٰنا محمد علی صاحب سوراج کے خواہاں ہیں انہوں نے دنیا کو اپنے ہمخیال بنانیکی

کوشش کی، اُن کے نزدیک انگریزوں سے ترک موالات لازمی ہے۔ وہ سوراج کی جدّو جہد میں سزائیں پاچکے ہیں اور اس وقت تک اُن کا خیال بجنسہٖ قائم ہے۔

انھوں نے خلافت کا کام، مقامات مقدسہ کی حفاظت کا کام، ترکوں کی امداد کا کام، بڑی کوششوں کے ساتھ کیا اور دنیا کو اپنے خیال کی طرف کھینچنے میں جان توڑ کر کوشش کی۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ چندہ جو ترکوں اور اسلامی ضرورتوں کے لیے کیا گیا سب ضائع ہوگیا تنظیم میں غلطیاں ہوئیں۔ لوگوں نے نقصان پہونچایا۔ ابتدائے سیاست میں غلطیاں بھی ہوا کرتی ہیں۔ اور بے محل کام ذرا خراب بھی ہوجاتا ہے۔

خیال کرنے کی بات ہے ایک باورچی کا لڑکا اگر بادشاہ بنا دیا جائے بیچارہ کیا خاک بادشاہت کرے گا۔ ایک بنیا اگر راجہ بنجاوے راج کیسے چلاویگا۔

ہم سب کی حالت بھی ایسی ہی ہے۔ برسوں سے بادشاہت و حکومت بھولے ہوئے ہیں یکبارگی اگر نظم میں غلطیاں ہوگئیں تو تعجب کیا ہے۔ اب پھر کوشش کرینگے اب کے اپنا نفع نقصان ملحوظ رکھا جائے گا۔

مولٰنا محمد علی صاحب نے اپنے خیالوں کی طرف خواجہ صاحب کو بھی رجوع کیا، مگر یہاں دل و دماغ اور قسم کا تھا۔ جب انھوں نے فرمایا ہم ہندو مسلمان ملکر سوراج کی کوشش کرنا چاہتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے ٹالدیا۔ مطلب یہ تھا کہ دو مختلف مقاصد کے آدمی کامیاب نہیں ہوا کرتے۔ آگ پانی کبھی نہیں ملتے۔ این خیال ست و محال ست و جنوں۔

مولٰنا محمد علی صاحب نے ہندوؤں سے بھائی چارہ کیا۔ خواجہ صاحب نے ہندوؤں اور انگریزوں دونوں کو مساوی کہا اور دونوں سے میل جول رکھا۔

مولٰنا محمد علی صاحب نے مقامات مقدسہ میں انگریزوں کی زیادتیاں ترکوں کی حق تلفیاں دکھا کر انگریزوں سے برانگیختہ کرنا چاہا۔ خواجہ صاحب کے دل میں یہ فیصلہ تھا کہ ہر بادشاہ دوسرے بادشاہ کو غافل پاکر ایسا ہی کرتا ہے۔ کیا مسلمانوں نے ایسا نہیں کیا۔

ہندوستان کے مسلمانوں، ہندوستان کے باشندوں کے اخلاق ہی جب ہموار نہیں سوراج کیسا۔ دنیا کے مسلمان جب غافل ہو چکے، ان میں اسلامی اخلاق نہیں رہے پھر سلطنت کہاں۔

مولنا محمد علی صاحب کا خیال ہے انگریز ہمارے دشمن ہیں۔ خواجہ صاحب کا خیال ہے ہندو انگریزوں سے زیادہ دشمن ہیں۔ جب ان دونوں صاحبوں نے اپنے اپنے خیال کو قسمت کی ترازو پر رکھا معلوم ہوگیا سوراج خواب خیال تھا، چرخہ صرف بڈھیا عورتوں کے لئے موضوع ہے جیلخانہ جانے والے صرف محکوم ہی رہ سکتے ہیں مسلمانوں ہندوؤں میں رشتۂ اخوت محال ہے۔

دو خیالوں کی لڑائی میں ایک خیال کو فتح ہوئی ایک کو شکست ہوئی۔ شکست یافتہ آدمی چڑ جاتا ہے۔ مولنا محمد علی صاحب چڑ گئے اور یہ خط کا داؤ تاک کر خواجہ صاحب پر یورش کردی۔

جب یہ مسئلہ طے شدہ ہے کہ ان دونوں حضرات کے دو مقابل خیال میں مولنا محمد علی صاحب ہندوؤں کے دوست انگریزوں کے مخالف ہیں۔ خواجہ صاحب کی نظر میں ہندوں سے زیادہ انگریز مخدوش نہیں ہیں تو جیسے مولانا محمد علی صاحب کے چند ہندو دوست رازداروں میں ہیں ایسے ہی خواجہ صاحب کے چند انگریز دوست رازداں ہیں۔ جیسے مولانا محمد علی صاحب کے نزدیک کافر سے راز کہنا حرام ہے۔ خواجہ صاحب کے نزدیک مشرکوں کو رازداں بنانا حرام ہے۔

انصاف یہ تھا کہ مولانا محمد علی صاحب کو اگر چیف کمشنر دہلی سے خواجہ صاحب کا کچھ کہنا ناگوار تھا اور یہ اندیشہ ہوتا تھا کہ خواجہ صاحب نے ظفر علی خاں صاحب کے متعلق جو کچھ کہا تھا وہ خواجہ صاحب سے دریافت کرلیں کہ آیا اُس میں کوئی بات ایسی تو نہیں جو سرکار نظام کو نقصان پہنچائے۔

خواجہ صاحب سے بطور خود اخوت اسلامی کے ساتھ بصیغۂ راز اتنا تو پوچھتے کہ آپ نے

کمشنر صاحب سے کیا کہا تھا۔ خواجہ صاحب اگر محمد علی صاحب کو دوست سمجھتے تو ضرور کہدیتے۔ مگر جب اس تحریر کو جسکا نام خط ہے ہاتھ میں لیتے ہی مولانا محمد علی صاحب نے غل مچا دیا اور مخالفانہ حملے شروع کر دیئے۔ اب دشمن کو کیا امید ہو سکتی ہے کہ وہ راز معلوم ہو۔

اگر مولانا محمد علی صاحب کو یہ ناگوار تھا کہ چیف کمشنر سے خواجہ صاحب کا راز و نیاز نہ رہے تو دوستانہ خواجہ صاحب سے اس بات کی خواہش کر سکتے تھے کہ اس وقت آپ کو وہاں کوئی راز بیان کرنا مناسب نہیں۔ زیادہ سے زیادہ خواجہ صاحب یہ فرماتے کہ میرے تبلیغی راز بھی ایسے ہیں کہ آپ مشرکوں سے محفوظ رکھیں۔ اور دونوں وعدوں پر قائم رہتے۔

بہرحال نہ خواجہ صاحب نظام کی مخبری کر سکتے ہیں، نہ اُن کی مخبری برٹش گورنمنٹ کے ہاں کوئی وقعت رکھتی ہے، اسلیے کہ یہ مبلغ ہیں اور تبلیغ کا ہاتھ اگر آریوں ہندوؤں کے لیے اوچھا نہیں تو ان ہی ہاتھوں سے عیسائی بھی گھسیٹے جاتے ہیں۔

وارثی۔ از مانا ودر

رائی کا پربت

(ایک غیر جانبدار کے قلم سے)

مولانا محمد علی نے جو افسوسناک بحث حضرت خواجہ حسن نظامی کے ایک آٹھ برس کے پُرانے خط کی بنا پر چھیڑ دی ہے، اسے رائی کے پربت سے زیادہ وقعت نہیں دی جا سکتی۔ آج ہندوستان کے تمام اُردو اخبارات میرے پیش نظر ہیں، ان میں بجز چند اخبارات کے تقریباً سب فریقین کی طرفداری میں اپنے کالم سیاہ کر رہے ہیں، یا کم از کم دونوں کے سوال و جواب بے کم و کاست شائع کر رہے ہیں۔ ہم مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ مرہٹی، ہندی اور انگریزی کے وہ اخبار جو اسلام کے دشمن ہیں، خوشیاں منا رہے ہیں کہ تبلیغ اسلام کے زبردست علمبردار آنہ ما کو حقیر و رسوا کرنے کی خود ایک مسلمان لیڈر اوران کے چند

حاشیہ نشین سعی کر رہے ہیں! اسلام کو جب کبھی نقصان پہنچا، خود مسلمانوں کے ہاتھوں پہنچا۔ کاش آج مولانا محمد علی صاحب گڑے مُردے نہ اکھاڑتے! متذکرہ ہندو اخباروں کے اقتباسات خود مولانا کو شرم و ندامت کے دریا میں غرق کر دینگے۔

جہانتک مہذّب ڈاکو صاحب کے خط کا تعلق ہے، اس کی کسی سطر، کسی فقرے سے یہ عیاں نہیں ہوتا کہ خواجہ صاحب نے جاسوسی کی ہے اور ریاست حیدرآباد کے خلاف رپورٹ کی ہے۔ موٹی عقل کا آدمی بھی اسے پڑھ کر بتا دے گا کہ پنجاب گورنمنٹ کو ریاست حیدرآباد سے کیا تعلق ہو سکتا ہے، اگر پنجاب گورنمنٹ کے ماتحت ریاست حیدرآباد ہوتی تو شاید مولانا خط کی عبارت کو جو مفہوم کا لباس پہنانا چاہتے ہیں وہ پھبنے لگتا، لیکن حیز سے زمین کی طنابیں اتنی نہیں کھنچی ہیں کہ پنجاب میں حیدرآباد دکن آجائے۔ حقیقت یہ ہے کہ حیدرآباد بہت بڑی ریاست ہے اور براہِ راست گورنمنٹ آف انڈیا سے اسکا تعلق ہے۔

دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر واقعی جناب ظفر علی خاں کے بجائے حضور نظام کے خلاف کہا گیا تھا تو گورنمنٹ نے پچھلے آٹھ سال تک کیوں سکوت اختیار کیا، اور اسی وقت کیوں نہ حضور نظام کے خلاف کارروائی کی؟ کیا گورنمنٹ نادان ہے کہ آٹھ آٹھ برس "ٹک ٹک دیدم دم نکشیدم" پر عمل پیرا رہتی؟ اور لطف یہ ہے کہ وہی مہذّب ڈاکو صاحب جو آج حیدرآباد کی قلمی ہمدردی فرماتے ہیں، آٹھ سال تک منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے! بلکہ راقم مکتوب کی ہدایت کے خلاف خط چاک نہ کیا، اور رکھ چھوڑا کہ شاید آگے کبھی کام دے، یہ صریحاً اسپر دال ہے کہ ان کے دل میں چور گھسا ہوا تھا اور وہ موقع کے منتظر تھے۔ ان کی ایمانداری کی آزمائش کا زمانہ نکل گیا۔ اگر وہ اپنے قول کے سچے ہیں تو لازم تھا کہ اسی زمانہ میں جب خط انہیں ملا تھا یہ اسے شائع کرا دیتے، یا ایمان کا تقاضا یہ تھا کہ اسے پھاڑ ڈالتے اور انھوں نے دونوں باتیں نہیں کیں۔

اب اگر خواجہ صاحب کا جرم یہ تھا کہ وہ ۱۹۱۸ء میں چیف کمشنر سے کیوں ملے کہ وہ

انگریز تھے تو مولانا محمد علی انگریزوں سے خفا ملا رکھنے کے جرم کا ارتکاب مدتہائے مدید تک کر چکے تھے، بالخصوص اُس وقت جب وہ ٹائمز آف انڈیا کے لیئے لیڈنگ آرٹیکل لکھا کرتے تھے، یا کامریڈ کے ذریعے انگریزوں کو گرویدہ کرنے کی اُدھیڑ بن میں مصروف نظر آتے تھے۔ پھر ابھی آپ نے انگریز افسروں سے تارک موالاتی ہوتے ہوئے، مل کر مہاراجہ نابھ کی حمایت میں جوش وکالت صرف کیا تھا، اسے کیوں فراموش کر گئے؟ اگر مولانا محمد علی آئی سی، ایس کے امتحان میں ناکام نہ ہوتے اور آج انہیں اسپیشل ڈیوٹی پر مامور کیا جاتا تو یہی مولانا ہوتے جو حضرت خواجہ حسن نظامی سے دس لاکھ گنا زیادہ جاسوسی کرتے، ایک کروڑ گنا حضور نظام کے خط بنام والسرائے، کے جواب میں اشہب قلم کو دوڑاتے، اور جو ندکرتے کم تھا۔ اسوقت حضور نظام کو بچانے کے لیئے گورنمنٹ کو کچھ مشورہ دینا ان کے نزدیک جائز ہوتا۔

اگر خواجہ صاحب کوئی بیجا بات کریں تو میں ان کی مخالفت کرنے سے کبھی نہیں ڈرتا لیکن معمولی خط کو انتہائی اہمیت دے کر جس مبالغہ سے مولانا محمد علی نے کام لیا ہے وہ ان کی شایان شان نہ تھا۔

ایک کھلی چٹھی بنام مسٹر محمد علی

(از محمد جمیل الدین تخوشی ایم۔ اے۔ ایل ایل بی (علیگ)

دل کے پھپولے جل اُٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر میں آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

مسٹر محمد علی! آپ کی قابلیت میں کسی کو کلام نہیں۔ آپ کے ادیب ہونے میں کسی کو شک نہیں۔ آپ کی خداداد قابلیت کو دیکھتے ہوئے مجھ جیسے کم فہم شخص کو آپ کی مخالفت میں قلم اٹھانا زیبا نہیں۔ مگر کیا کروں علی گڈھ نے جو اخوت کی تعلیم دی ہے اور قوم کی بہبودی کا

جو سبق سکھلایا ہے وہ اس بات پر مجھے مجبور کر رہا ہے کہ آج چند سطور اس نیت سے لکھوں کہ جو باہمی خانہ جنگی آپ اور مرشدی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے مابین ہو رہی ہے اور جس کو مذہب اسلام کے دوست اور دشمن اپنے اپنے زاویہ نگاہ سے جداگانہ طور پر دیکھ رہے ہیں وہ کسی طرح رک جائے۔

اس کا تو آپ کو اقرار کرنا ہوگا کہ پہلے چھیڑ آپ نے کی یعنی خواجہ صاحب کا خط "مہذب ڈاکو" سے لیکر آپ نے شایع کیا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ پبلک کی رائے دریافت کئے بغیر خط کی اشاعت کے ساتھ ہی ساتھ خواجہ صاحب کے سر مخبری اور جاسوسی کا الزام بھی تھوپ دیا۔ کیا ادیب ہونے کے اور قابل ہونے کے یہ معنی ہیں کہ بلا استفسار "مجرم" آپ اُس پر جرم کی دفعہ بھی جاری کر دیں؟ آپ کو چاہئے تھا کہ سب سے پہلے صرف خواجہ صاحب کا خط شایع کرتے اور خواجہ صاحب سے جواب طلب کرتے کہ حضرت ایں خط چہ معنی دارد؟ یہ کس مطلب سے اور کس محل پر لکھا گیا تھا؟ اگر خواجہ صاحب کی طرف سے اطمینان بخش جواب آپ کو نہ ملتا اور آپ اُس خط پر اور خواجہ صاحب کے جواب پر نکتہ چینی کرتے ہوئے ایک ایڈیٹر کی حیثیت میں خواجہ صاحب پر الزام لگاتے تو آپ حق بجانب مانے جاتے۔ آپ نے قانونی ڈگری تو حاصل نہیں کی تاہم آپ نے کلکتہ اور خاص کر لاہور والے کامریڈ کے مقدموں سے دنیا پر یہ ثابت کر دکھلایا ہے کہ آپ اچھے خاصے قانون فہم اور قانون داں بھی ہیں۔ اس قابلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی بشر اس بات کو مان نہیں سکتا کہ آپ نے بقول آپکے "خواجہ صاحب جیسے قوم فروش کے ہتکنڈوں سے" قوم کو بچانے کی نیت سے یہ خط شایع کیا اور خواجہ صاحب کو مخبری کا جامہ پہنا دیا۔ البتہ آپ صفائی میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ اشاعت کے قبل جناب خواجہ صاحب کے اور آپکے مابین اس خط کی نسبت گفتگو ہو چکی تھی اور اُس گفتگو کی بنا پر آپ نے خواجہ صاحب کو مجرم قرار دیا۔ اجی حضرت اس خط کو آپ قوم کو تباہی سے بچانے کے بہانے سے شائع کر رہے ہیں اور قبل اِس کے کہ

قوم اُس خط کی صفائی میں خواجہ صاحب کا جواب سُن کر کوئی فیصلہ صادر کرے آپ خود مدعی و قاضی و گواہ و مفتی بنکر خواجہ صاحب پر جاسوسی کی دفعہ جرم لگا رہے ہیں ع بریں عقل و دانش بباید گریست۔ جب خواجہ صاحب اپنی صفائی میں خط کے ایک ایک حرف کے معنی اور مطلب بیان کرتے ہوئے جواب دیتے ہیں تو بجائے اس کے کہ آپ اُس جواب پہ نکتہ چینی کریں اور پبلک کے فیصلہ پر اُس سوال کو چھوڑ دیں، آپ اصل راہ سے منحرف ہوکر بازاری گالی گلوچ پر اُتر آتے ہیں اور خواجہ صاحب نے بی اماں کے جنازہ کا جو ذکر کیا ہے اُس کو آپ اپنی والدہ کی توہین بتا کر گندہ ذہنی کا بہانہ تلاش کرتے ہیں۔ ایک جاہل سے جاہل بھی خواجہ صاحب کی اُس عبارت کو سُنکر سمجھ سکتا ہے کہ خواجہ صاحب کا مقصد توہین نہیں ہے بلکہ آپ کے پبلک رسوخ اور عزّت کو بیان کرتے ہوئے "یا اب ایسا انقلاب آیا" ان واضح الفاظ میں آپ کی عزّت کا نشیب و فراز بتلایا ہے۔ شاید لاہور کے چند ججوں نے اور امریکہ کے مسٹر سیڈ نے آپ کی قابلیت کے متعلق آپ کے دماغ میں یہ غلط فہمی بھی پیدا کر دی ہے کہ دنیا کو اپنی غلط بیانی سے دھوکہ دینے میں آپ کمال رکھتے ہیں۔

ہاں جناب یہ تو فرمایئے کہ یہ خط ۱۹۱۸ء میں لکھا گیا تھا۔ کیا اب آٹھ سال کے بعد مکتوب الیہ نے اس خط کو پڑھا یا اُس خط کا مفہوم آٹھ سال کے بعد سمجھا؟ اگر واقعی مکتوب الیہ "مہذب ڈاکو" نہ تھے اور خیر خواہ قوم تھے تو اُنہیں چاہیئے تھا کہ اُس خط کو اُسی وقت شائع کرانے کی فکر کرتے یا کم از کم سرکار نظام کو اُس خط کی اطلاع دیتے اس آٹھ سال کی طول طویل خاموشی اس بات کی گویا ہے کہ مہذب ڈاکو صاحب بھی سرکار حضور نظام کے سچے مخلص غداروں میں سے تھے اور آٹھ سال تک غداری میں حصّہ لیتے رہے اور جب کچھ حاصل نہ ہوا تو اب سرکار نظام کے بہی خواہ بنکر معلم اول کی شکل میں نمودار ہوئے اور پہلی وحی جو وہ اپنے شاگرد رشید کی روشنضمیری کے لئے لے آئے وہ "اقرأ باسم

جاسوسی و مخبری" کے الفاظ سے آراستہ تھی۔

مسٹر محمد علی! آپکے اُستاد سے آپ کو مذکورہ بالا صرف ایک ہی سبق ملا ہے۔ اسی سبق کو بار بار رٹا کیجئے۔ آپ کے ترکش میں صرف یہی ایک تیر ہے اور وہ بھی زنگ آلود اور بوسیدہ جب آپ کو اپنے ترکش میں تیر ہاتھ نہ لگے تو آپ نے کیچڑ ڈھیلے اور غلاظت سے کام لینا شروع کیا۔ چونکہ فن تاریخ سے آپ کو بہت مذاق اور دلچسپی ہے اسلیے آپ نے چاند بی بی ملکہ بیجاپور کی تقلید کرنا چاہی۔ اُس غریب مظلومہ کے پاس جب توپ کے گولے باقی نہ رہے تو اُس نے غنیم سے جنگ جاری رکھنے کی غرض سے سونا چاندی اور جواہرات کے زیور توپوں کے دہانوں میں بھرنا شروع کیے۔ اجی جناب ذرا اتنا یاد رکھیے کہ وہ غلام زادی نہ تھی اُس نے اخیر دم تک اپنی شاہانہ شان کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ جب لوہے اور سیسے کے گولے ختم ہو گئے تو اُس نے لوہے اور سیسے سے گھٹیا چیز کے استعمال کی بجائے اُس سے بھی زیادہ قیمتی چیزوں کا اپنے دشمن کے مقابلہ میں استعمال کیا۔ مسٹر محمد علی! عورت کی عقل کو دنیا ناقص بتلاتی آئی ہے کیا آپ کی عقل عورت سے بھی ناقص تر ہے۔ جو الزام آپ نے خواجہ صاحب پر لگایا وہ اگر پایۂ ثبوت تک نہ پہنچا تو آپ کو چاہیئے تھا کہ اُس سے بھی بڑھا چڑھا غداری اور قوم فروشی کا کسی نئے جرم کا سراغ لگاتے" اور پبلک کے سامنے پیش کرتے۔ بجائے اسکے آپ خواجہ صاحب کو معلم اول کا مرید کہکر گندہ دہنی کرتے ہیں۔ شاید کالاؤں کی گندہ دہنی کا آپ عملی اور قلمی ثبوت دینا چاہتے ہیں۔

مسٹر محمد علی! جناب خواجہ صاحب نے اس خانہ جنگی کے وجوہات تبلائے ہیں۔ اُس میں آپ کے حسد و رشک کا ذکر فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ" آپ کسی دوسرے مسلمان یا ہندو کا رسوخ نہیں دیکھ سکتے۔" اس کے جواب میں آپنے " رقابت " کی سرخی سے ایک ایڈیٹوریل لکھدیا ہے اور نصف سے زائد مضمون میں اختلاف کے مسئلہ کو اپنے دادا و دادی آدم و حوا کے فعل سے اور چچا ملٹن کے فلسفہ سے اور پسر نوح کے قصہ سے یہ ثابت کرنا چاہا

بہرحال اختلافات کی بنیاد تو انسان کی فطرت میں پڑی ہوئی ہے۔ لہٰذا مسٹر محمد علی اختلاف کی آواز بلند کیے بغیر مذہبی، سیاسی، خانگی کسی قسم کی بھی زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ یہاں تک کہ اپنے پیر کی مخالفت بھی انہوں نے اور اُن کے بڑے بھائی صاحب نے نہایت آزادی کے ساتھ کی۔

مسٹر محمد علی! کیا آپ کوئی ایک واقعہ بھی ایسا پیش کر سکتے ہیں جس میں آپ نے اپنی رائے چھوڑ کر دوسرے کی رائے کو زیادہ صائب سمجھ کر اختیار کی ہو۔ البتہ ایسے اوقات آپ کے پاس ضرور ہونگے لیکن وہ اہل ہنود کی ذات سے وابستہ ہوں گے جہاں تک مسلمانوں کا تعلق آپ دونوں بھائیوں سے رہا ہے آپ نے کبھی بھی اپنی ہٹ دھرمی نہیں چھوڑی۔ حتیٰ کہ اپنی تحریکوں میں بسا اوقات آپ پسپا بھی ہو گئے۔ اسکا ثبوت علی گڑھ کالج کے ٹرسٹیوں کے سالانہ اجلاس کا ریکارڈ بہم پہنچا سکتا ہے۔ بعض اوقات ہٹ دھرمی کے باعث آپ بھائیوں سے ذلیل حرکتیں بھی سرزد ہوئی ہیں۔ ڈاکٹر شیخ عبداللہ صاحب وکیل کو مجمع عام میں چپت رسید کرنے کا واقعہ یاد کیجئے۔ اختلاف رائے کے اظہار کو کوئی سمجھدار آدمی برا نہیں کہہ سکتا لیکن یہ کیا معنی کہ جہاں [illegible] ہیں اس حقیقت کی انتہا ہی میں اس بات کا اعتراف کر چکا ہوں کہ آپ کی قابلیت میں کسی کو شک نہیں ہے۔ اس کا بھی کم از کم میں معترف ہوں کہ آپ کے دل میں درد ملی بلا شبہ موجود رہا کرتا ہے اور آپ نے بہت سے موقعوں پر نمایاں [illegible] کیے ہیں۔ مثلاً [illegible] کا حادثہ، جنگ بلقان، جنگ طرابلس کا زمانہ، یہ وہ کارنمایاں ہیں جو صفحۂ تاریخ پر ہمیشہ کے لیے یادگار رہینگے۔ مگر جناب یہ تمام معاملات سیاسی تھے چونکہ اسلام سیاست و مذہب کے مجموعہ کا نام ہے اس لیے اُن کو مذہبی معاملات بھی کہے جا سکتے ہیں۔ لیکن درحقیقت یہ سیاسی ہی معاملات تھے۔ مگر اب جب سے آپ مہاتما گاندھی کے چیلے بنے ہیں تب سے آپ بھائیوں کے دماغ میں حد سے زائد یہ خبط سما گیا ہے کہ ہندوستان میں

مسلمانوں میں اگر کوئی لیڈر ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے اور کسی مذہبی یا سیاسی مسئلہ پر صحیح رائے قائم کرسکتا ہے تو وہ صرف ہم دو بھائی ہیں۔ شاید اس الزام کا آپ اقرار کرینگے لیکن ہندوستان بھر کے مسلمانوں سے متعلق رائے دریافت کی جائے تو کثیر التعداد مسلمان اس بات کو محسوس کرتے ہیں اسکا پتہ آپ کو چل جائیگا۔ آخر وہ کونسی چیز ہے جو یہ ہٹ دھرمی اور یہ خبط آپ کے دماغوں میں پیدا کرتی ہے؟ کیا اس پایہ کی قابلیت اور درد ملی ہی ایسی بے ہنگمی اور ایسا اوچھاپن طبیعت میں پیدا کرسکتے ہیں۔ نہیں یہ نتیجہ تو ہمیں ماننا پڑیگا کہ محض رشک و حسد کا ہے۔

مسٹر محمد علی! معاف کیجئے میں نے آپ کو مولانا کے نام سے مخاطب نہیں کیا کیونکہ علی گڑھ کی اصطلاح میں بیوقوف کو مولانا کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اگر آپ فراموش کر گئے ہوں تو چاندنی چوک کے جوتی فروشوں سے دریافت کر لیجئے کہ نمائش کے زمانہ میں مولانا کے نام سے وہ کس کو پکارتے ہیں اور چونکہ میں آپ کو اس پایہ کا بیوقوف نہیں مانتا لہٰذا آپ کو مولانا کے نام سے مخاطب بھی نہیں کرتا۔

مسٹر محمد علی! آپ اس بات کا اعلان کر چکے ہیں کہ "خواجہ تبلیغ کے راجہ" سے خواجگی اور تبلیغ دونوں آپ چھین لینا چاہتے ہیں۔ خیر خواجگی کے لیے آپ سے شکایت نہیں ہے۔ اگر وہ آپ کی نظروں میں خواجہ نہ رہے نہ سہی لیکن ہم جو اُن کے ہاتھوں بیع ہو چکے ہیں وہ تو اُن کی خواجگی برقرار رکھنے کے لیے کافی ہیں۔ البتہ شکایت ہے تو اس بات کی کہ آپ کو تبلیغ چھین لینے کا کیا حق حاصل ہے۔ جناب خواجہ صاحب پانچ سال سے تبلیغ کا کام کر رہے ہیں، آپ ہی کے شہر میں رہتے ہیں، اُن کے دفتر کا مرکز بھی آپکے پڑوس میں ہے کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ خواجہ صاحب تبلیغ کے کام کو ذاتی اغراض و مفاد کے لیے لے دوڑے ہیں۔ اگر یہ واقعہ ہے تو تبلیغ اُن سے چھین لینا ہر مسلمان کا فرض تسلیم ہو سکتا ہے لیکن جناب من اُس حالت میں آپ پر یہ الزام عائد ہوتا ہے کہ آپنے پانچ سال تک قوم

سے کیوں غداری کی؟ کیوں قوم کو خواجہ صاحب کے ہتکنڈوں سے بیدار نہ کیا؟ آپ کے پاس اسکا کیا جواب ہے؟

جناب من ہمارے رہبر دین و پیشوائے مذہب کے کارناموں کو بغور ملاحظہ فرمائیے گا تو معلوم ہو جائیگا کہ آپ کی ذات بابرکات اس بات سے بخوبی واقف تھی کہ مسلمانوں کے گروہ میں چند منافقین بھی شریک تھے تاہم مصلحتاً آپ ایک عرصہ تک خاموش رہے۔ جناب خواجہ صاحب نے بھی یہ مصلحت اپنے زمانے سے سیکھی ہے جسکی بناء پر آپ کی کمزوریوں کو محسوس کرتے ہوئے بھی وہ خاموش رہے۔ دہلی کا سپاسنامہ باشندگان دہلی کی طرف سے انہوں نے ضرور پڑھا اور یہ طرز عمل بھی مصلحت سے خالی نہ تھا۔ جب ریل نہ تھی تب باربرداری کے لیے خچر، ٹٹو، گدھے جیسے جانوروں کو ہر انسان اپنی ضروریات کے لیئے پالنے کا متمنی رہتا تھا اور کام لیکر پیٹھ پر دست شفقت پھیر کر کام کی داد بھی دیا کرتا تھا۔ مسلمانوں کی بدقسمتی سے سیاسی و مذہبی باربرداری کے لیے اُن کی قوم میں اس وقت قحط الرجال ہے اسلیے چند افراد جو چرب زبان ہوتے ہیں اور گدھوں کی طرح ڈنڈے کھانے کی مشق بھی رکھتے ہیں اُن کو قوم ٹکڑے دیکر پال لیتی ہے اور کام لیکر داد بھی دیا کرتی ہے۔

مسٹر محمد علی! آپ نے خوب کیا جو تبلیغ کو مٹانے کی غرض و غایت کو بھی ۱۵ دسمبر کے ہمدرد میں بایں الفاظ شایع کر دیا کہ "میں چاہتا ہوں کہ دہلی پھر اتحاد و اتفاق کا مرکز اور سرچشمہ بنے، مگر اس کے لئے ضرورت ہے کہ مسلمان خواجہ حسن نظامی کی پیروی چھوڑ دیں اور ہندو سوامی شردھانند کی۔ اور اگر ڈاکٹر انصاری اور حکیم اجمل خاں صاحب نے دل پکا کر کے ان بانیان نفاق و شقاق کے رسوخ کے قلع قمع کرنے کی ٹھان لی تو اہل دہلی پھر شیر و شکر ہو جائیں گے"

مسٹر محمد علی! لیجئے مبارک! مبارک!! مبارک!!! کُشتی کے اکھاڑے میں اپنے ہی زور بازو سے آپ چت ہوئے جاتے ہیں سیاست کو مذہب پر آپ مقدم رکھتے ہیں

اسکا ثبوت آپ ہی کے قلم نے بہم پہنچایا ہے سیاست کی قربانگاہ پر مذہب کو آپ بھینٹ چڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ خواجہ صاحب تبلیغ کا کام ضرور کر رہے ہیں لیکن انہوں نے آج تک قلم یا عمل کے زور سے مسلمان اور ہندوؤں کو لڑانے کا کوئی کام نہیں کیا۔ البتہ دشمنوں کے وار کی مدافعت ضرور کی۔ برخلاف اس کے آریوں نے اور چند ہندوؤں نے آپ کے رہبر مذہب اور پیشوائے اسلام کو گوناگوں کھلم کھلا گالیاں دیں، مسجدیں شہید کیں اور ہر ممکن طریقہ سے آپ کے بقول کہیے کہ ہمارے مذہب کی ہتک کی۔ انہوں نے زور آزمائی کے لئے جنگ کے میدان تک آراستہ کیے اور ہزارہا غریب مسلمانوں کو تہ تیغ کیا اور جیل خانہ بھجوادیا۔ مسلمان اس بات سے خوب واقف ہیں کہ دشمنان اسلام کو ان کے عیوب چھپا کر آپ آج دن تک در پردہ اپنے بھائیوں کی ہستی مٹانے کی امداد دیتے رہے ہیں۔ گو کہ میں اس بات کے اعتراف کے لیے تیار ہوں کہ آپ کا مقصد ہرگز یہ نہ تھا کہ مسلمان مٹ جائیں لیکن آپ نے اپنے آپ کو دشمنوں کے دام تزویر میں ایسا گرفتار پایا کہ صیاد کی آواز پر لبیک کہے بغیر آپ کو چارہ ہی نہ تھا۔

دیکھئے حضرت چوکنے ہو جائیے۔ پھر دام تزویر آپ کے لیے پھیلایا جا رہا ہے اور خواجہ صاحب کے نام کی آڑ میں مسلمانوں میں آپس میں کشت و خون کی بساط بچھائی جارہی ہے۔ یہ یاد رکھیے کہ خواجہ صاحب کی کنارہ کشی سے مسلمانوں کو کسی قسم کا فائدہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ہمیشہ نقصان ہی کا سامنا رہیگا۔ ابھی تو بقول آپ کے خواجہ صاحب کو سٹیج سے علیحدہ کرنے کے لیے آپ کو اس بات کی ضرورت باقی ہے کہ ڈاکٹر انصاری صاحب اور حکیم اجمل خاں صاحب کے دل آپ پکے کریں۔

اجی مولانا! میں تو آپ کے سامنے طفل مکتب ہوں اس لائق نہیں ہوں جو آپکے منہ لگوں اب خدارا اپنی قابلیت کو کام میں لائیے اور جگ ہنسائی کو روکیے۔ اس تو تو میں میں کا نتیجہ کچھ نہیں جہاں آپ ملاپ کے گیت گاتے ہیں ہاں عملاً آپ نفاق کے بیج بو رہے ہیں۔ خدا آپکو نیک توفیق دے والسلام

مولانا حاجی محمد علی صاحب سے چند اور سوالات

اسماء الرجال کی تیاری کیلئے

عم محترم جناب مولانا حاجی محمد علی صاحب سے چند سوالات غریبوں کے اخبار کے ذریعہ گذشتہ نمبروں میں کر چکا ہوں۔ ان میں سے عموی صاحب قبلہ نے ایک کا بھی جواب ابھی تک نہیں دیا۔ لہذا ان سوالات کے جوابات کا انتظار کیے بغیر آج چند اور سوالات کرتا ہوں۔ امید ہے کہ وہ شفقت بزرگانہ کو ملحوظ رکھکر اپنے ایک قدیمی نیاز مند کی گذارش کو فراموش نہ کرینگے۔ اور اپنی عادت کے مطابق بجائے غصہ ہو کر گالیاں دینے اور بازاری الفاظ استعمال کرنے کے شریفوں کی طرح جواب دینگے۔

(۱) جس وقت آپ سی آئی ڈی کے ایک بڑے عہدہ کے لیے امیدوار تھے تو کیا آپ نے چند مسلمان لیڈران کو بھی اس محکمہ میں نوکر کرانا چاہا تھا۔ جن میں سے ملک الاحرار حضرت مولانا حسرت موہانی صاحب سے آپ نے سی آئی ڈی کے سب سے بڑے افسر سے ملنے کی خواہش کی تھی۔ اور انھوں نے اپنے جذبۂ قومی سے متاثر ہو کر آپ کو نہایت حقارت سے ڈانٹ کر ملاقات سے انکار کیا تھا۔ اگر یہ صحیح ہے تو کیا آپ کی یہ حرکت "دلالی" نہیں تھی؟

(۲) جب آپ خلافت کمیٹی کا وفد لیکر انگلستان گئے ہیں تو کیا آپ نے وہاں ستر گنی کا ایک ولایتی کپڑے کا کوٹ خلافت فنڈ کے روپے سے خرید تھا۔ اگر یہ سچ ہے تو آپ تکلیف گوارا فرما کر بتلا ئیں گے کہ انگریزی مال کے بائیکاٹ کے عروج کے زمانہ میں آپنے خلافت کمیٹی کے روپے سے ایسا گراں قدر کوٹ کن اصول کے ماتحت اور کس کی

اجازت سے اپنی ذاتی ضرورت کے لئے خریدا؟

(۳) جب آپ چھندواڑہ میں نظر بند تھے اور ہزارہا روپے کے برقی پیغامات اخبارات میں محترمہ بی اماں کے نام سے شائع ہو رہے تھے تو کیا یہ واقع نہیں ہے کہ وہ سب آپ کے لکھے اور لکھوائے ہوئے ہوتے تھے۔ اور کیا یہ ساری تار بازی صرف اپنی شہرت طلبی کے لیے نہیں تھی؟

(۴) کیا آپ حلفیہ بیان کر سکتے ہیں کہ خلافت کمیٹی کے غبن کے متعلق جو کمیشن تحقیقات کے لیے مقرر ہوا تھا۔ اس کی اصل رپورٹ اس کے ارکان سے جبراً اور بہت نہیں چاک کرائی گئی۔ اور اتفاق سے وہ اصل رپورٹ جس میں خلافت کمیٹی کے روپے کی بربادی کا مفصل حال تھا جب کسی طرح علیگڈھ کے ایک اخبار کے دفتر میں پہونچ گئی تو آپ نے محض "خلافت کمیٹی کی ساکھ" کا واسطہ دیکر ارکان کمیشن سے اسکی تردید نہیں کرائی؟ اور کارکنانِ خلافت نے کن اصول کے ماتحت اس سچائی کو روکنے کی کوشش کی؟

(۵) جب کراچی کے مقدمہ کی شہرت کے لیے (جو آپ کی ذاتی شہرت تھی) آپ ہزارہا روپے کے تار شائع کرا چکے تو آپ نے اس مقدمہ کی رپورٹ کی اشاعت پر زور دیا۔ اور جب سنٹرل خلافت کمیٹی کے بعض ارکان نے رپورٹ کی اشاعت کو کتابی صورت میں غیر ضروری بتایا تو آپ نے کراچی جیل سے چوری چھپواں اپنے ایک "گرگے" کو حکیم اجمل خاں صاحب کے پاس دہلی میں بھیجا۔ اور ان سے استدعا کی کہ وہ اس مقدمہ کو دہلی خلافت کمیٹی کے روپے سے چھپوا دیں۔ حکیم صاحب نے دہلی خلافت کمیٹی کے پانچہزار روپئے جو چندہ سے جمع کیے گئے تھے خرچ کرکے اسکو چھپوایا اور محض آپ کی شہرت کے برقرار رکھنے اور آپ کی ضد پوری کرنے کے لیے ایسا کیا گیا۔ اور آج وہ تمام کتابیں پڑی سڑ رہی ہیں۔ اور اتنی بڑی رقم جو غریب مسلمانوں کے چندہ کی

تھی محض اپنی لیڈری کے اشتہار کے لیے آپ نے اور آپ کے پٹھوؤں نے برباد کر دی جس سے نہ کچھ دین کو فائدہ پہونچا اور نہ دنیاوی نفع حاصل ہوا۔

(۶) مہاراجہ محمود آباد کے چالیس ہزار روپے کا جو آپ کو انھوں نے نظر بندی کے زمانہ میں دئے تھے۔ تذکرہ کیا۔ مگر انجمن اعانت نظر بندانِ اسلام کی ہزارہا روپے کی امداد اور حاجی اسمٰعیل صاحب ٹیٹہ والوں وغیرہ کی کئی ہزار کی امداد کا تذکرہ نہ کیا جو آپ کو لینس ڈون اور چھندواڑہ میں دی گئی۔ اور کیا آپ کا یہ فعل کفران نعمت نہیں ہے؟

(۷) کیا آپ مہربانی کرکے بتائیں گے کہ ریاست بھوپال سے کے سو روپے ماہوار آپ کو نظر بندی کے دوران میں ملتے رہے۔ اور اب اس ریاست سے آپ کو کیا ملتا ہے، اور کامریڈ اور ہمدرد کو جاری کرتے وقت یکمشت کتنی رقم ملی تھی؟

(۸) کیا آپ از راہ کرم جواب دیں گے کہ رنگون سے جو روپیہ خلافت کمیٹی کو اشاعت تعلیم کے لیے دیا گیا تھا۔ وہ اپنے مصرف میں صرف ہوا؟ اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو کیا یہ وعدہ خلافی بھی خلفائے راشدین کی سنت ہے؟ (نعوذ باللہ)

(۹) کیا آپ نے انگلستان میں محض اپنی شہرت کے لیے اپنا فلم انگریزوں کی ایک مشہور کمپنی کو ستر ہزار روپے دیکر نہیں کھچوایا تھا۔ اور کیا آپ نے ایسی گرانقدر رقم محض اپنی شہرت کے لیے صرف کرنے کے واسطے سنٹرل خلافت کمیٹی سے پہلے سے اجازت حاصل کر لی تھی۔ اور کیا آپ نے انگلستان میں ارکین وفد سے اس کثیر خرچ کے متعلق مشورہ کیا تھا۔ اور کیا مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے اس خرچ کا کوئی شرعی پہلو آپ کو بتا دیا تھا؟

میں یہ سوالات آپکی جدید تالیف اسماء الرجال کی تیاری میں مدد دینے کیلئے کر رہا ہوں کہ یہ اہم واقعات اس عظیم الشان کتاب میں درج ہونے ضروری ہیں۔ ورنہ پھر شاید یہ خدمت مجھے خود انجام دینی پڑے۔

(آپکا نیاز مند: سید عزیز حسن بقائی۔ اڈیٹر رسالہ پیشوا دہلی)

۸۶

ملے نہ قوم سے چندہ تو رہزنی کیجئے

(از مولانا سید محمد صاحب ناصر دہلوی)

خوشی ہو آپ کی جس کام میں وہی کیجے
جو نوکری نہیں غم کیا ہے لیڈری کیجے

اُگا کے لائیے چندہ میں زیور و جوہر
مزے سے بیٹھ کے یاروں میں دل لگی کیجے

نماز پڑھ کے مساجد میں مانگیے پیسے
خوشی سے کوئی روپے دے تو پھر خوشی کیجے

چلے نہ خرچ جو چندہ سے آپ کے گھر کا
نکالیے کوئی اخبار اڈیٹری کیجے

کبھی ہو شوق حکومت سے جنگ کرنے کا
کبھی ہو ذکر کہ حاکم گورنر کی نوکری کیجے

کبھی ہو قوم کے ہمدرد اور کبھی خادم
کبھی یہ فکر کہ ان سب پہ افسری کیجے

زبس ہے حرص جواہر میں نام بھی جوہر
چلے جو زور تو دُکان جوہری کیجے

نصیب ہو نہ رسائی جو بام رفعت تک
تو دوستوں سے بیاں دردِ مفلسی کیجے

بتاؤں آپ کو میں دردِ مفلسی کا علاج
ملے نہ قوم سے چندہ تو رہزنی کیجے

ملے نہ مال و جواہر جو اس طریقہ سے
تو آریوں سے کسی طرح دوستی کیجے

کھلیں نہ کفر پرستی کے قوم پر جوہر
اگر نہ دین پرستوں سے دشمنی کیجے

گھٹے جو شوکتِ اسلام غم نہیں لیکن
جناب خواجہ نظامی سے برہمی کیجے

یہاں بھی شومیٔ قسمت سے ہو جو محرومی
مری صلاح یہی ہے کہ "خودکشی" کیجے

محمد علی

برعکس نہند نام زنگی کافور

مسٹر محمد علی کا نام نامی و اسم گرامی تو فی الحقیقت اُن دو اسمائے اعظم سے مرکب ہے جن کی توہین مسلمان کسی طرح گوارا نہیں کر سکتے۔ لیکن ان کے افعال قبیحہ و اعمال شنیعہ کو دیکھتے ہوئے ہمیں یہ ضرور کہنا پڑتا ہے کہ ان ذاتِ شریف کو محولۂ بالا اسمائے گرامی کے مرکب نام سے موسوم کرنے میں ان کے قبلۂ و کعبہ نے غلطی سے کام لیا اور ان کو "برعکس نہند نام زنگی کافور" کا مصداق بنا دیا۔

لیکن اگر اس معاملہ پر بھی گہری نظر ڈالی جائے تو وہ بیچارے بھی اس بارے میں بےقصور ہیں۔ کیونکہ وہ عالم الغیب تو تھے ہی نہیں اور اُن کو یہ کیونکر علم ہو سکتا تھا کہ فرزندارجمند جن کو ہم ان اسمائے گرامی سے موسوم کر رہے ہیں وہ ان دونوں ناموں کی اولاد یعنی سادات اور ان دونوں ناموں کو قابل تعظیم سمجھنے والے یعنی مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہوں گے۔ چنانچہ مسٹر موصوف کے کارناموں پر اگر مسلمانانِ ہند غور کریں اور غیر جانبدارانہ حیثیت سے نظر ڈالیں تو اُنھیں سا یہ معلوم ہو گا کہ مسلم لباس میں یہ ایک شرک پرست شخص ہے جو اپنے منافع کی خاطر اور اپنے دوزخ شکم کی " لاؤ لاؤ " کی آگ فرو کرنے کے لیے مشرکین کے مقابلہ میں مسلمانوں کی گردنیں کاٹنے میں کہیں نہیں چوکتا۔ اور وہ اپنی روپہلی اور سنہری آرزوؤں کو اسلام کے سخت سے سخت تر نقصان پر مقدم رکھتا ہے۔ چنانچہ اسی طرزِ عمل کی بنا پر ہندوستان کے اکثر و بیشتر مسلمان اُن سے اس قدر بدظن ہو گئے تھے اور ہیں کہ مسٹر موصوف کا نام سنتے ہی بےساختہ "مسلم کش لیڈر" کے خطاب سے مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہی ناجس نے

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر گاندھی جی کی نسبت اپنا خضر راہ ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ افسوس۔

لیکن آج کل مسٹر موصوف اور خواجہ حسن نظامی میں جو جنگ ہو رہی ہے اور جانبین سے اُس میں سخت کلامی تک نوبت پہنچ چکی ہے اُس میں ہر منصف مزاج مسلمان کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ اصل میں اس جنگ کا باعث کیا ہے اور اس ناجائز جنگ میں پہل کس کی طرف سے ہوئی ہے اور آیا وہ پائنٹ بھی جس کی بنا پر یہ جنگ روا رکھی گئی ہے قابل جنگ ہے یا نہیں۔ اور طرفین نے اُس کے جو معنی لیے ہیں اُن میں کون حق پر ہے۔

ہمیں جہانتک معلوم ہوا ہے وہ پائنٹ خواجہ حسن نظامی کے دو خط ہیں۔ ان دونوں خطوں کو درج کرنے کے بعد مسٹر محمد علی نے اپنے دماغ پر ناحق زور ڈالکر جو تاویلات فرضی تراشی ہیں وہ "مولانا محمد علی کا اعلان جنگ اور خواجہ حسن نظامی کا بیان" پڑھنے کے بعد اس سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں ؎

یہ جو ہر جو لکھتے ہیں "تب" "کب" اور "اب"
حقیقت میں ہیں یہ کمائی کے ڈھب

کیونکہ جب حضور نظام واپسی برار کا مطالبہ کر رہے تھے تو مسٹر موصوف نے مراد آباد کے جمعیۃ العلماء کے جلسہ میں حضور نظام کی نہایت شد و مد سے مخالفت کی، واپسی برار کے مطالبہ پرناک بھوں چڑھائی اور ساتھ ہی علماء کو بھی لگے ہاتھوں لیا اور اُن کو لالچی اور زر پرست وغیرہ کے خطابات مرحمت فرمائے لیکن مولانا شبیر احمد عثمانی نے دندان شکن جوابات دیکر ان کا لفاظی سے بنایا ہوا گھروندہ چور چور کر دیا۔ اور مسٹر موصوف اپنا سا منہ لیکر رہ گئے۔

لیکن مسٹر موصوف کو جلسہ کے بعد بھی واپسی برار کے دوران سلسلہ میں کمائی کا لالچ دامنگیر رہا اور آئے دن نت نئی ترکیبوں سے سلسلہ جنبانی کرنی شروع کی۔ چنانچہ اس جلسہ

کے بعد جب خواجہ حسن نظامی حیدر آباد گئے تو حضور نظام نے خود بنفس نفیس ازراہ تاسف خواجہ صاحب سے یہ الفاظ فرمائے :۔

" محمد علی کو مراد آباد کے جلسہ میں واپسی برار کی مخالفت زیبا نہ تھی "

جب خواجہ صاحب حیدر آباد سے واپس آئے اور مسٹر موصوف سے ملے تو حضور نظام کے شکوہ کو ان کے سامنے دہرایا جسکو سن کر مسٹر موصوف نے بیساختہ کہا کہ :۔

" مجھ سے حضور نظام نے برار کے کام کے لیے کہا ہی کب تھا وہ تو دوسروں کو لاکھوں روپئے دیکر واپسی برار کا کام کر رہے ہیں مجھ سے کام لیتے اور کچھ خرچ کرتے تو ان کو واپسی برار میں مایوسی نہوتی اور میں نے مراد آباد میں جو مخالفت کی اسکی بھی ایک مصلحت تھی۔ تم اعلیٰ حضرت کو لکھدو کہ واپسی برار کے لیے بے نتیجہ لوگوں کو روپیہ نہ دیں بلکہ ایسے لوگوں کو دیں جو برار کی واپسی کے لیے کوئی مؤثر اور مفید کام کر سکیں "

یہ ہے مسٹر موصوف کے لالچ اور طمع زر کی ادنیٰ کیفیت اور اسلام کے ساتھ حقیقی غداری کا نمونہ لیکن وہ یہ بھی سمجھ لیں کہ حضور نظام سے انہیں ایسے ہتکنڈے چلکر کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ خواجہ حسن نظامی کا تمام و کمال اور مکمل و مدلل بیان دیکھنے کے بعد کسی مسلمان کی یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ وہ خواجہ صاحب کے جواب کو غیر صحیح قرار دے سکے۔ لیکن با ایں ہمہ اگر بفرض محال ہم تھوڑی دیر کے لیے اپنے مسٹر یعنی محمد علی ہی کے کہنے کو درست مان بھی لیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ انسان محفوظ عن الخطا نہیں اسلیے خواجہ صاحب نے بھی بمصداق الانسان مرکب من الخطاء و النسیان صرف ایک غلطی کی بھی تو وہ کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ کیونکہ ہمارے مسٹر کے خیال کے مطابق یہ غلطی صرف حضور نظام کی ریاست کے لیے سیاسی حد تک مضر ہو سکتی ہے لیکن برخلاف اسکے اگر مسٹر موصوف کے کیرکٹر پر نظر ڈالیے تو معلوم ہوگا کہ ذات شریف تو دائرۂ اسلام سے خارج اور تمام مسلمانان عالم کے درپئے آزار اور خدا و رسول کے جانی دشمن ہیں۔ چنانچہ ہم

آپ کے کرتوت مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر اس جگہ بیان کرتے ہیں۔ مسلمان خود غور کر لیں کہ مسٹر موصوف زیادہ قابل ملامت ونفرین ہیں یا خواجہ حسن نظامی۔ اور ان دونوں میں سے کونسا شخص اس قابل ہے جسکو مسلمان اپنی خدمت کے لیے مستحسن سمجھیں۔ اور کون اس قابل ہے کہ اُس کو حقیر وذلیل کر دیں اور اُس کی بات کو گوز شتر سے زیادہ وقعت نہ دیں:۔

مسٹر محمد علی کے خارج از ایمان ہونے کا جرم

(۱) مسٹر محمد علی نے ہندوؤں کے ایک بھرے جلسہ میں ملاپ کانفرنس کے موقعہ پر دہلی میں لالہ لاجپت رائے اور پنڈت مدن موہن مالوی اور موتی لال نہرو کے سامنے ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے اپنے لیکچر میں یہ الفاظ ادا کیے تھے کہ:۔

"اگر ہندو کعبہ کی بے حرمتی کریں، اور اگر ہندو قرآن شریف کو ٹھوکر ماریں اور اگر ہندو مولانا محمد علی کی اہلیہ کی بے حرمتی کریں تب بھی محمد علی ہندوؤں پر ہاتھ نہ اُٹھائے گا"

مسلمانو! غور کرو کہ کعبہ کی بیحرمتی کو روا رکھنے والا اور قرآن کو مشرکین کی ٹھوکریں لگوانے والا بھی دائرۂ اسلام میں رہ سکتا ہے؟ اپنی اہلیہ کی بے حرمتی پر صبر کرنا تو کیا بلکہ بے حرمتی کرنے والے کو داد اور انعام دینے کا اُن کو اختیار ہے اور مسلمانوں کو اس میں دخل در معقولات کرنے کا حق نہیں۔ اسلیے کہ وہ اُن کی چیز ہے اور اُن کو اپنی چیز پر ہر طرح کا حق حاصل ہے لیکن قرآن اور کعبہ اُن کی ملکیت نہیں۔ اُن کو ان کی بے حرمتی کا حق درگاہ ایزدی سے ہندوؤں کی دوستی کی بناپر کب حاصل ہوگیا۔ یہ ہے مسٹر موصوف کی نگاہ میں خدا اور اُس کے کلام کی حقیقت۔ شرم! شرم!!

(۲) آپ نے ہندو مسلمانوں کے ایک بڑے جلسہ میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں گاندھی جی کو اپنا خضر راہ حقیقت تسلیم کرنے کا اعلان کیا۔

مسلمانو! جس شخص کی نظر میں خدا کے برگزیدہ نبی کا یہ احترام ہو کہ وہ آنحضرتؐ کو چھوڑ کر

ایک مشرک کی پیروی کرنے کے لئے تیار رہو کیا مسلمان اُس کو مسلم سمجھ سکتے ہیں اور وہ دائرہ اسلام میں رہنے کے قابل ہے ؟ سوچو اور غور کرو۔

ان دونوں باتوں سے مسلمان اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ دونوں باتیں اسلام کو گزند پہنچانے اور غیر مسلم فرق کی نگاہوں میں اسلام کو حقیر اور ذلیل ٹھیرانے میں کس درجہ ساعی ہو سکتی ہیں۔ کیا حال ہوگا اُس اسلام کا جس کے ماننے والوں کی یہ حالت ہو ؟

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

پس اگر مسلمان غیرت دار ہیں تو مسٹر موصوف کو آج سے اپنا لیڈر نہ تصور کریں۔ ورنہ روزِ قیامت حاکم حقیقی کو کیا مُنہ دکھائیں گے۔ جب اُن سے کہا جائیگا کہ تم ایسے شخص کا اتباع کرتے تھے اور ایسے شخص کو اپنا رہنما بناتے تھے جو مشرکین کی معاونت میں ہمہ تن مصروف رہتا تھا اور خدا و رسول کا دشمن تھا۔

پرورش دوزخ شکم

(۳) مسٹر موصوف پرورش دوزخ کی خاطر مسلمانوں کے گلے پر چھُری پھیرنے میں ہرگز دریغ نہیں کرتے۔ چنانچہ مسلمانوں سے جس جس بہانہ سے مسٹر موصوف نے چندے وصول کر کے اپنے شکم مبارک میں بھرے ہیں اُسکو دنیا بھر خوب جانتی ہے۔ انتہا یہ کہ لوگوں کے زیورات اور کپڑے تک اُتروا لینے میں دریغ نہیں کیا۔ سچ تو یہ ہے کہ خدا گنجے کو ناخن نہیں دیتا۔ اگر کہیں مسٹر موصوف مسلمانوں کی بدقسمتی سے بادشاہ ہو جاتے تو آج گورنمنٹ برطانیہ تو کیا نوچ کھسوٹ رہی ہے جو آپ لوٹ مار مچاتے اور ابن سعود تو حصولِ زر کے لیے مسلمانوں پر کیا مظالم کر رہا ہے جو آپ کی ذات ستودہ صفات کرتی۔ عجب نہیں تھا کہ مسٹر موصوف مسلمانوں کی کھالیں تک کھچوا کر ہندوؤں کے ہاتھ فروخت فرما کر اپنے خزانۂ نقرئی و طلائی پر مسرت کی بغلیں بجایا کرتے۔ کیونکہ اب بھی جبکہ آپ کہیں کے حاکم نہیں ہیں ہر وقت اسی فکر میں رہتے ہیں کہ کہیں نہ کہیں سے کوئی ڈبل ہاتھ ہو۔ چنانچہ اس کے ثبوت کے لیے حضور نظام کی بھرے جلسہ

میں مخالفت کا معاملہ جو ہم اوپر درج کر آئے ہیں کافی ہے۔

خانۂ خدا کی توہین

(۴) جامع مسجد دہلی خدا کی عبادت کے لیے مخصوص ہونی چاہیئے لیکن مسٹر موصوف اُس کو اپنا لکچر روم یا علی گڈھ کالج کا سٹریچی ہال تصور فرماتے ہیں اور اُس میں ہر جمعہ کو بعد نماز بجائے خطبہ کے لوگوں کی غیبت میں لکچر دیتے اور خواجہ صاحب پر نمازیوں سے پھرے بازی کراکرا وراس طرح مسجد کی توہین کر کے اپنے لیے فخر و مباہات کا موجب سمجھتے ہیں۔ مسلمانو! تمھیں کیا ہوگیا ہے جو تم نے بھی مسٹر کے اس فعل کو جائز سمجھ لیا ہے؟

مسلمانو! توبہ کا دروازہ خدا کی طرف سے ہر وقت کھلا ہوا ہے شرم کرو اور اپنے گناہ پر تائب ہو وہ بڑا غفور و رحیم ہے۔ کیا پریڈ کا میدان اس قسم کی باتوں کے لیے کم ہے؟

سچ تو یہ ہے کہ مسٹر موصوف نے تو اپنی دنیا طلبی کی خاطر خدا و رسولؐ کو پس پشت ڈال کر شاید اس شعر کو اپنا دستور عمل بنا لیا ہے ؎

بندۂ کفر شدی تارکِ حق شو جو ہر
کاندریں راہ خدا غیر خدا چیزے نیست

حج بیت اللہ

(۵) یہ تمام اعمال سیئہ کرنے کے بعد مسٹر موصوف اپنے اعمال چھانٹنے کے لیے اُسی خانہ کعبہ کے حج کو تشریف لیگئے جسکی بے حرمتی پر آپ ہندوؤں کے دل میں میل تک نہ لانے کا اعلان فرما چکے تھے۔ خیر خدا معاف کرے اور مسٹر موصوف کے ریاکارانہ حج کو قبول فرمائے۔ وہاں جاکر ابن سعود کے مقابلہ میں بخاطر تسخیر قلوب مسلمانانِ ہند آپنے حمایتِ اسلام میں زبان کھولی اور اس چال سے مسلمانوں کے پھٹے ہوئے دلوں کو اپنی طرف کچھ کچھ پھر متوجہ کرلیا۔ اور وہاں سے آکر ابن سعود کے خلاف جو کچھ کوششیں آپنے کرنی شروع کیں اُس سے لوگ مطمئن ہونے لگے تھے کہ شاید مسٹر

محمد علی پھر سنبھل گئے ہونگے لیکن خواجہ صاحب سے اُنھوں نے موجودہ جنگ چھیڑ کر اپنے اخبار میں گالیوں کی بھر مار فرما کر پھر ثابت کردیا کہ ؎

خرِ عیسیٰ اگر بمکہ رود　　چوں بیاید ہنوز خر باشد

کیا کم از کم اتنے کبیرہ گناہوں کا انبار رکھنے والا شخص بھی مسلمانوں کا لیڈر بننے کا مستحق ہو سکتا ہے؟ خدا کے لیے مسلمانو! غور و فکر سے کام لو اور اپنی اندھی تقلید کو خیرباد کہکر محض سیاسی اور پولیٹیکل شخص کے ہاتھوں دین اسلام کی مٹی پلید نہ کراؤ اور تبلیغ (یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر جسکو پروردگار عالم نے ہر مسلمان پر واجب فرض کردیا ہے) کی راہ میں (جس کو خواجہ صاحب باحسن وجوہ انجام دے رہے ہیں اور آج ہندوستان بھر میں اس فرض مخصوص کے احساس و ادائگی میں اپنا جواب نہیں رکھتے) کانٹے مت بچھاؤ اور مسٹر محمد علی کے بہکانے میں آکر ان کی صرف ایک منگھڑت بات پر آتش زیر پا نہ ہو اور سوچ سمجھکر رائے قائم کرو۔ کہ ان دونوں میں کون بہتر ہے۔ اور کس کا ساتھ دینا مسلمانوں کا فرض منصبی ہے؟ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ ؛

(حقیر جری ایڈیٹر ظریف پنچ دہلی)

ناحق اور حق

(۱)

ستم شعار ہے کیا رامپور کی تہذیب　　اسی کا ذکر اسی کا بیاں سُنانا ہے
شُدھی بھی ان کیلئے آج باعثِ تخریب　　خیالِ خاطرِ تبلیغ بھی نشانا ہے

(۲)

یہی ہے چھیڑ کا سامان رنج کا پہلو　　کہ فوت ہے سرِ عزت مآب کا مقصد
حضور چاہتے ہیں اقتدار پر قابو　　حصولِ اوج ہے عالیجناب کا مقصد

(۳)

اسی لیے تو بہانوں کی ہے تراشش نئی | لگی نئی شجر ہرزہ گوئی میں پھر شاخ
نیا ہے زخم نیا ہے جنوں خراشش نئی | جدید وضع سے عزت مآب ہیں گستاخ

(۴)

خطا معاف کہ اسلام کا خیال نہیں | پھر اس پہ دعویٰ کہ اسلام کے فدائی ہیں
متاع دین کی بربادی کا ملال نہیں | بڑے رفیق مگر دیندار بھائی ہیں

(۵)

وفور غم کا یہی اقتباس ہے مولا | تجھے کچھ اپنے مقاصد کی لاج ہے کہ نہیں
حدیث کفر سے محفل اُداس ہے مولا | ہمارے درد دروں کا علاج ہے کہ نہیں

(۶)

کسی عروج کا خواہاں نہیں ترا شیدا | فقط وہ چاہتا ہے تیرے دین کا اعزاز
نثار ہے ہیں تری عظمتوں کو اہلِ جفا | گھرے ہوئے ہیں انہیں خواہشوں میں ہند و حجاز

(۷)

یہی ہے وقت کہ آجا حجاب سے باہر | دکھا دے ہیبت و جبروت و افتخار اپنا
تری تجلّی قدرت جو آج ہو ظاہر | کرے نہ دشمن دیں پھر ہمیں شکار اپنا

(شاہ اُمید قادری نظامی)

صدائے حق

حضرات! میں نے قریباً وہ تمام تحریرات پڑھی ہیں جو خواجہ حسن نظامی اور محمد علی "سابق مولانا" (میں اُن کو اب مولانا لکھنا نہیں چاہتا) کے جھگڑے کے درمیان لکھی گئی ہیں اور وہ الفاظ بھی پڑھے جو محمد علی نے ملاپ کانفرنس میں کہے کہ "اگر کوئی ہندو کعبہ کو

ٹھوکر مارے۔ اگر کوئی ہندو قرآن" مجید" کو ٹھوکر مارے (نعوذ باللہ) تو میں پھر بھی اُس ہندو کو اپنا بھائی سمجھونگا اور کبھی انتقام لینے کو تیار نہ ہونگا۔

افسوس یہ الفاظ ایک مسلمان کی زبان سے نکلیں اور خاصکر اُس کی زبان سے جو مسلمانوں کی جماعت کا لیڈر اور سرتاج بننے کی خواہش رکھتا ہو اور اپنے نام کے ساتھ فخریہ "حاجی" اور "مولانا" جیسے القابات لکھتا ہو۔ اس قابل نہیں کہ انہیں معمولی سمجھ کر ٹال دیا جائے۔ بلکہ حامیانِ دین و مفتیانِ شرع متین کا مذہبی فرض ہے۔ کہ ایسے شخص پر حد قائم کی جائے جو اس قسم کے گستاخانہ الفاظ زبان سے نکالے ۔ اگر اسلامی سلطنت ہوتی تو خدا کی قسم ایسے شخص کی زبان گُدّی سے کھینچ لی جاتی۔ تاکہ آئندہ کسی گستاخ کلاؤ چ کو کسی دشمن اسلام کو خوش کرنے کے لیئے اس طرح کے مجہولانہ فقرے زبان سے نکالنے کی جرأت نہ ہوتی۔ مگر آج اگر ہم یہ نہیں کر سکتے تو کم از کم اس شخص کو جو مشرکوں کو خوش کرنے کے لیئے کعبہ اور قرآن کو ٹھوکر لگتے ہوئے دیکھ سکتا ہے اہلِ اسلام کے زمرے سے خارج کر دیا جائے۔ ایسے لوگ اسلام کے لیئے باعث ننگ ہیں۔ اور آئندہ آنیوالی نسلیں جب یہ پڑھینگی کہ چودھویں صدی کے مسلمان مذہب سے اس قدر برگشتہ ہو گئے تھے کہ ایک ایسے شخص کو جو کھلے اور صریح الفاظ میں اسلام کی توہین کرتا تھا اپنا لیڈر مانتے تھے۔ تو بتاؤ تمھاری کیا عزت ہوگی؟ مسلمانو! سوچو! اور اس گندم نما جو فروش لیڈر کے دامِ فریب سے چھٹکارا حاصل کر کے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی کوشش کرو۔ ابھی وقت ہے۔ بعد میں پچھتانے سے کچھ نہ ہو سکیگا۔ جس طرح ایک لٹیرے کے ہاتھ میں باگ دینے سے قافلہ صحیح سلامت منزلِ مقصود پر نہیں پہنچ سکتا۔ اسی طرح چندے کے ڈاکو سوائے روپیہ ہضم کرنے کے اور کوئی کام نہیں کر سکتے۔ اے مسلمانو! تم ابھی تک گہری نیند میں مدہوش پڑے ہو اور تمھاری کشتی کے زبردستی کے ناخدا تم کو کفر کے دریا میں غرق کر کے اپنا اُلّو سیدھا کرنا چاہتے ہیں۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لیئے تمھیں کئی ہچکولے

بھی دے جا چکے ہیں، مگر تمھیں کچھ احساس نہیں۔ ڈاکٹر اقبال کا یہ شعر تھوڑے سے ردّ و
بدل کے ساتھ اُن پر صادق آتا ہے ؎

خود پرستی کی ہوا تیرے گلستاں میں چلی
ہائے ان مالیوں نے باغ اُجاڑا اپنا

اس پر بس نہیں کہ محمد علی نے کعبہ اور قرآن کی بے حرمتی کی بلکہ حضرت سیدہ فاطمۃ
الزہراء کے حق میں اس قسم کے گستاخانہ کلمات کہے ہیں کہ مسلمان تو کجا کسی کافر کو بھی آج تک
اس قسم کے الفاظ کہنے کی جرأت نہ ہوئی تھی (جنھیں نقل کرتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے)
افسوس مسلمانو! تم مُردہ ہو چکے ہو تم میں احساس نہیں، تمھارے اندر وہ روحانی قوت
نہیں جو کبھی تمھاری طرۂ امتیاز تھی۔ تم میں غیرت اسلامی مفقود ہے۔ اگر تمھاری مُردہ
رگوں میں خون غیرت کی حرکت باقی ہے تو اس گستاخ لیڈر کا فوراً بائیکاٹ کر دو۔ جو قرآن
کعبہ اور آلِ رسول کی توہین اور بے حرمتی کے علاوہ بڑے فخر سے کہتا ہے کہ تمھاری
تبلیغ کو بالکل مٹا دونگا اور تمھاری تبلیغ کے علمبردار کو سرِ میدان شکست دونگا۔ مگر کس
برتے پر۔ صرف تمھارے چندہ دیے ہوئے روپے سے۔

سوچو کیا تم اُس شخص کو اپنا لیڈر بنا کر روپیہ دے سکتے ہو جو تمھارے ہی دے
ہوئے روپے سے تبلیغ کو (جو خواجہ صاحب کی ذاتی ملکیت نہیں) مٹا کر شدھی کا میدان
صاف کرنا چاہتا ہو۔ جہاں تک میرا خیال ہے تم ابھی تک اسقدر مُردہ نہیں ہوئے کہ
تمھارے پیٹ میں چھُری بھونک دی جائے اور محسوس نہ کرو۔ اسلیے میری بار بار التجا
ہے کہ خدارا آنکھیں کھولو اور کسی لیڈر کی اندھا دھند تقلید نہ کرو۔ خدا نے تمھیں عقل اسلیے
نہیں دی کہ سر کے صندوق میں رکھکر چابی لگا دو اور استعمال نہ کرو۔ میں خواجہ صاحب
کا مرید نہیں۔ نہ ہی اُن کا تبلیغی رفیق ہونے کا مجھے فخر ہے اور نہ کبھی آج تک ذاتی نیاز حاصل
ہوا۔ مگر پھیر بھی جہاں تک میں نے اخبارات اشتہارات ٹریکٹ وغیرہ پڑھے ہیں میرا

خیال ہے کہ ہندوؤں کے ٹھوس کام کے مقابلہ میں اگر مسلمانوں کی طرف سے کوئی حربہ کارگر ہوا ہے تو وہ خواجہ صاحب کا کام ہے۔ مجھے خواجہ صاحب کے بعض کام کے طریقوں سے اختلاف ہے اور اس بارے میں "مہاتما گاندھی کو دعوتِ اسلام" والے مضمون پر میں نے نکتہ چینی بھی کی تھی جس کو خواجہ صاحب نے کمال نوازش سے "درویش" میں چھاپ کر شکرگزاری کا موقع بھی دیا تھا مگر تاہم میں خواجہ صاحب کے بیشتر کاموں کو اچھی نظروں سے دیکھتا اور قوم کے لیے مفید سمجھتا ہوا آپ سے التجا کرتا ہوں کہ خدارا خواجہ صاحب کے راستے میں روڑے نہ اٹکاؤ۔

یہ امر کہ خواجہ صاحب تبلیغی فنڈ سے روپیہ کھاتے ہیں۔ موٹروں میں سیریں کرتے ہیں، اُن کے گھر میں بیشمار زیور ہے۔ اوّل تو اس قابل نہیں کہ اس پر کچھ لکھا جائے کیونکہ خدا کے فضل وکرم سے اُن کی کتابوں کی بکری سے اتنی آمدنی ہے کہ موٹریں اور زیور رکھنے کے علاوہ وہ اپنے پلّے سے تبلیغ کا کام بغیر کسی مدد کے چلا سکتے ہیں۔ اگر تھوڑی دیر کے لیے یہ مان بھی لیا جائے کہ خواجہ صاحب تبلیغی فنڈ سے روپیہ خرچ کرتے ہیں تو قدرتاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص روپے میں سے ۴ر رکھا کر ۱۲ر جائز جگہ پر خرچ کر دے وہ اچھا ہے یا جو روپے کے ۱۶ر بغیر ڈکار لیے ہضم کر جائے۔ اگر خواجہ صاحب اپنا خرچ تبلیغی فنڈ سے کرتے ہیں تو کم از کم کام بھی تو کرتے ہیں۔ اُن کا صرف ہندی قرآن مجید ہی چھپوانا اتنا کام ہے کہ اُس کے مقابلہ کا (باوجود کروڑوں روپیہ جمع کرنے کے) آپ ایک بھی نہیں دکھا سکے۔

آخر میں میری خواجہ صاحب سے التجا ہے کہ تبلیغی کام خوب زور شور سے جاری رکھیں اور اس فضول جھگڑے میں پڑ کر اپنا قیمتی وقت خرچ نہ کریں۔ دعا ہے کہ خداوند کریم آپ کے نیک کاموں میں آپ کا ساتھ دے اور آپ کے ہاتھوں سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچے۔

میری ملتجی درگاہ رب العزت میں دُعا ہے کہ خدایا مجھے اور میرے سب مسلمان بھائیوں کو محمد علی کی طرح کفریہ کلمے کہنے والوں کے ساتھ نہ اٹھانا بلکہ تیرے نیک اور حق شناس بندوں کے ساتھ میرا حشر ہو۔ گو کہ میں ناچیز گنہگار اس قابل نہیں مگر تاہم تیرے رحم اور کرم سے مجھے کافی سے زیادہ امید ہے کہ میری عاجزانہ التجا کو قبول فرماویگا۔ اور اگر کوئی کلمہ حق کے خلاف میرے قلم سے نکلا ہو تو مجھے ہدایت کر اور معاف فرما۔ کیونکہ میں نے اپنی دانست میں باطل کے خلاف قلم اٹھایا ہے "تو بہتر جاننے والا ہے"۔

(محمد حسین خاں برق لاکھ مرچنٹ بھاٹی گیٹ لاہور)

جوابی چھرّے

قبل اس کے کہ میں اپنا کوئی خیال یا رائے اسیر قلم کروں اس امر کا اظہار ضروری اور مناسب سمجھتا ہوں کہ میں نہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کا تبلیغی رفیق ہوں اور نہ خواجہ صاحب سے کسی قسم کا ذاتی تعارف ہے البتہ صورت آشنا ضرور ہوں اور وہ اس طرح پر کہ شاید سنہ ۱۹۲۳ء سے پہلے جب خواجہ صاحب کسی مشاعرہ کی تقریب میں الہ آباد تشریف لائے تھے تو نیاز مند کو سرسری قدمبوسی حاصل کرنے کا فخر حاصل ہوا تھا جو غالباً خواجہ صاحب کو یاد بھی نہ ہوگا۔ اس کے بعد سے خواجہ صاحب کی اکثر تصنیفات اور تبلیغی اخبارات و رسائل نیز خصوصیت کے ساتھ رسالہ درویش دہلی میں خواجہ صاحب کا روزنامچہ ضرور مطالعہ میں آتا رہا اور اب بھی آتا رہتا ہے۔ بخلاف اسکے محمد علی صاحب رامپوری اڈیٹر ہمدرد سے کما حقہ واقفیت ہے اور بہت سے راز ایسے بھی ہیں جو معلوم ہیں مگر اُن کا ظاہر کرنا فی الحال غیر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی موقع پر ضبط تحریر میں لاکر ہدیۂ ناظرین کیے جائیں گے۔

مختصر یہ کہ نہ کوئی خصوصیت خواجہ صاحب سے ہے اور نہ کسی قسم کا بغض و عناد تھا نہ ہے

محمد علی صاحب رامپوری اڈیٹر ہمدرد سے لیکن چونکہ حق و انصاف کی نگاہیں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دینے میں باز نہیں رہ سکتیں اس لیے ضروری سمجھا گیا کہ جو کچھ عرصے سے محمد علی رامپوری اور خواجہ حسن نظامی صاحب کے درمیان اخبارات میں جنگ دیکھی جارہی ہے اس پر غور کیا جائے۔ چنانچہ اس وقت تک کے واقعات دیکھنے کے بعد یہ کہہ دینا لازمی ہوا کہ مسٹر محمد علی رامپوری اڈیٹر ہمدرد کو اپنی آنکھ کا شہتیر نہ دکھائی دیا اور خواجہ صاحب کی تبلیغی پالسی پر اپنے ناخن بغض و حسد کے حملے غیر شریفانہ طریقے سے شروع کر دئے۔ مسٹر محمد علی رامپوری کے کریہہ اور غیر مہذب الفاظ جو خواجہ صاحب کی شان میں ادا کیے گئے ہیں محض انہیں کو دیکھ کر دنیا فیصلہ کر سکے گی کہ حقیقتاً مسٹر محمد علی اور خواجہ صاحب میں کون جُرم کا مرتکب ہے؟

خواجہ صاحب کا بڑھتا ہوا اقتدار جب محمد علی رامپوری سے نہ دیکھا گیا تو مدہوشانِ بازاری کی زبان بنکر اور عناد کی کلال خانہ سے نکلکر مہذب ڈاکو کی آڑ لیتے ہوئے اپنے دلی بغض و حسد کا ثبوت دینے لگے اور حرص و آز کا جنون مسٹر محمد علی رامپوری پر ایسا غالب ہو گیا کہ اپنی فصیح زبان کلالوں کی زبان بنا لینے میں ذرا بھی دریغ نہیں کیا۔ اور نہ یہی تمیز ہو سکی کہ ایک سیاسی لیڈر "انتقامی جنون" سے مغلوب ہو کر کیا کیا بک رہا ہے۔

مسٹر محمد علی رامپوری کا یہ دعویٰ کہ (خدانخواستہ) "خواجہ صاحب کا تبلیغی کام خاک میں ملا دیا جائیگا" اُس بقال کے مصداق ہے جو کسی بگڑے دل کے طمانچے کھا کر ہر طمانچے پر کہتا تھا کہ بس اب مارا تو مارا اور اگر اب مارو گے تو دیکھ لیا جائیگا۔ بقال ہو کہتا رہا اور مارنے والے نے اتنی چپتیں رسید کیں کہ بقال آٹا دال بیچنا بھول گیا۔ علیٰ ہذا یقیناً بجنسہٖ یہی صورت اس خانہ جنگی میں بھی نظر آ رہی ہے۔ یعنی خواجہ صاحب کا تبلیغی کام تو خاک میں کیا ملے گا البتہ مسٹر محمد علی رامپوری کی لیڈری ضرور [illegible] ے گی۔

اجی محمد علی صاحب! ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالکر غور کیجئے کہ کس کی زیادتی ہے؟
آپ نے جو جو الزامات خواجہ صاحب پر لگائے وہ سب کے سب خواجہ صاحب کے جواب سے غلط ثابت ہو چکے۔ کلالوں کی طرح گالی گلوچ کرنا اور بات ہے۔ آپ کی جیسی فضول اور ناشائستہ تحریرات سے اعمالنامہ سیاہ کر لینے کے سوائے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور حق و صداقت وہ چمکدار ذرّات ہیں جو آفتاب و ماہتاب بن کر ہمیشہ روشن و درخشاں رہینگے اور دنیا دیکھ لیگی کہ آپ (محمد علی) کس قعرِ مذلت میں جا گرے اور خواجہ صاحب کی صداقت کا خورشید کس معراج ترقی کے منازل طے کر رہا ہے۔

خواجہ صاحب کا وہ خط جو اگست ۱۹۱۸ء میں "مہذب ڈاکو" کے نام لکھا گیا تھا اور جس کو اب دسمبر ۱۹۲۶ء میں محمد علی رامپوری نے خدا جانے کیا سمجھ کر آلۂ کارزار بنا رکھا ہے اُسکا ہر جملہ خواجہ صاحب کی بے قصوری ثابت کرنے کے لئے کافی سے زیادہ ہے۔ جاہل سے جاہل آدمی بھی اُس خط کو پڑھ کر سمجھ سکتا ہے کہ خواجہ صاحب نے کسی خط کے جواب میں یہ خط لکھا تھا اور نہ اس خط سے جاسوسی یا مخبری ثابت ہوتی ہے۔ اگر مسٹر محمد علی رامپوری کے نزدیک جاسوسی اور مخبری کی یہی صورت ہوتی ہے تو محمد علی اپنے اوپر نظری گھوڑے دوڑائیں کہ خود محمد علی نے کس کس پردے سے مخبری و جاسوسی کی خدمتیں انجام دی ہیں۔ اگر واقعی مخبری اور جاسوسی اسی کا نام ہے تو یقیناً دنیا میں کوئی ایسا شخص نہ ملے گا جو مخبر و جاسوس نہ کہا جا سکے۔ ہمیں بیحد افسوس ہے کہ مسٹر محمد علی رامپوری کے اعلیٰ ترین دل و دماغ نے کیسے اور کیونکر ایسے مہمل خیال کو اتنا جلد قبول کر لیا کہ اپنی دوربین آنکھوں پر تاریک پردے ڈالکر سب و شتم کے سنگلاخ میدانوں میں ٹھوکریں کھانے لگے۔

مسٹر محمد علی رامپوری اڈیٹر ہمدرد کے بہت سے واقعات ہمیں اچھی طرح پر معلوم ہیں اور ہم اُس راز سے بھی کلیتاً واقفیت رکھتے ہیں کہ کسی زمانہ میں خلافت کے چندہ

کے متعلق اودھ کے ایک راجہ صاحب بہادر سے کچھ معاملات پرائیویٹ طور پر طے ہوئے تھے جنکا نمایاں کرنا مصلحتاً مناسب نہیں سمجھا جاتا لیکن اگر محمد علی رامپوری نے اپنے غیر مہذب طریق عمل کو تبدیل نہ کیا تو مجبوراً ہم کو وہ واقعات بھی دنیا کے سامنے لانے پڑینگے جو ابھی نگاہوں سے دور ہیں۔ زیادہ مناسب اور بہتر تو یہ تھا کہ محمّد علی آپس میں دست وگریباں ہونے سے باز رہتے اور تبلیغی کام کی چلتی گاڑی میں خواہ مخواہ کے روڑے نہ اٹکاتے ورنہ اس خانہ جنگی کے نتائج محمد علی کی لیڈری کیلئے زہر ثابت ہونگے اور پھر بجز کف افسوس ملنے کے کچھ حاصل نہوگا۔

(محمد سلامت علی رفیق فتحپوری)

حاجی صاحب اور خواجہ صاحب سے دو دو باتیں

نگاہِ دُور بیں دیکھے تو یہ بھی اک دورنگی ہے — جہاں کے رہنے والے جسطرح سے کام کرتے ہیں
بہت ایسے ہیں جو مرتے ہیں اپنی نیکنامی پر — بہت ایسے ہیں جو بدنامیوں میں نام کرتے ہیں

آج کل حاجی مسٹر محمد علی صاحب اور خواجہ حسن نظامی صاحب میں جس قسم کی اشتہار بازی ہو رہی ہے اُسکو دیکھتے ہوئے یہ خیال گذرتا ہے کہ یہ جنگ عرصۂ دراز تک جاری رہیگی۔ گو خواجہ حسن نظامی صاحب نے کھلے الفاظ میں اس بات کا اعلان کردیا ہے کہ میں اس جھگڑہ کو ۳۱ دسمبر ۱۹۲۶ء تک ختم کردونگا۔ مگر غور کرنے کے قابل یہ امر ہے کہ اگر محمد علی صاحب اسی طرح حملے پر حملے کیے گئے اور پیچھا نہ چھوڑا تو اُس وقت خواجہ حسن نظامی صاحب کی کیا پالیسی ہوگی اور وہ کونسا طریق عمل جواب دینے میں اختیار کریں گے۔ ہم کو تو افسوس اس بات پر ہوتا ہے کہ دو مسلمان آپس میں لڑکر دوسری قوموں کو اپنے متعلق مذاق اُڑاتے اور مضامین لکھنے کا اچھا موقع دے رہے ہیں اور ایک کی بھی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ

اسکا نتیجہ سوائے برائی کے اور کچھ نہیں ہے۔ قریب قریب ہندوستان کے ہر اخبار میں مولانا صاحب اور خواجہ صاحب کے متعلق کچھ نہ کچھ لکھا ہوا ضرور دکھائی دیتا ہے۔ کوئی غیر جانبدار ہو کر لکھتا ہے۔ کوئی کسی کا پارٹ لیکر لکھتا ہے۔ کوئی خالی خولی مذاق اڑاتا ہے۔ بالخصوص دوسری قوم کے اخبارات میں تو اس جنگ سے بڑی چہل پہل ہو رہی ہے چنانچہ ۲۲ دسمبر ۱۹۲۶ء کے بندے ماترم صفحہ ۲ پر اڈیٹوریل نوٹ میں جسکی سرخی (خواجہ حسن نظامی اور مولانا محمد علی کے درمیان قلمی جنگ ہے) محمد علی صاحب کے متعلق اتنی عبارت کیسے اچھے اثرات مترتب کر رہی ہے۔ " مولانا محمد علی نے تو یہانتک بھی لکھدیا ہے کہ وہ مہاتما گاندھی کی صرف اس لیے تعریف و توصیف کیا کرتے تھے اور ہندوؤں کی ہمدردی کا صرف اسلیے دم بھرا کرتے تھے کہ پہلے باہم ملکر انگریزوں سے نپٹ لیا جائے پھر ہندوؤں کو مار لینا ایک معمولی بات ہوگا۔" یہاں تک محمد علی صاحب کی تحریر کا حوالہ دیکر اب اڈیٹر اپنا خیال خواجہ صاحب اور مولانا صاحب کی نسبت ظاہر کرتا ہے کہ " اس پہلو سے ہم خواجہ اور مولانا کی جنگ کو مبارک خیال کرتے ہیں کیونکہ اس سے ان دونوں حضرات کا اصلی روپ پورے طور پر نظر آگیا ہے اور آئندہ کے لیے ہندوؤں کی آنکھیں کھلجائینگی" آج خواجہ صاحب اور مولانا صاحب آپس میں لڑکر ایک دوسرے کے واقعات کا انکشاف نہ کرتے تو دنیا کو کیا پڑی تھی کہ وہ بیٹھے سے بیگار بھلی کا راگ الاپتی یا قلم فرسائی کرکے وقت کو ضائع و برباد کرتی۔ میں کہونگا کہ خواجہ صاحب اور مولانا صاحب کی غلطی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے کچے چھٹے بیان کرکے اپنا ریکارڈ پبلک کے پاس ہمیشہ کے لیے جمع کر رہے ہیں۔ کیا مولانا محمد علی صاحب بتلائینگے کہ جب خواجہ صاحب نے قسم کھائی اور حلف نامہ شایع کردیا کہ میں نے کسی قسم کی کوئی جاسوسی نہیں کی اور نہ کرتا ہوں تو اب مولانا صاحب کو کونسا عذر مانع ہے کہ وہ یقین نہیں لاتے اور وہی مرغے کی ایک ٹانگ ہانکے جاتے ہیں۔ کیا اب اس بات کا چرچا ہے کہ قلمدان وزارت راجہ کشن پرشاد

کو مل گیا اور مجھ کو نہیں ملا تو جناب یہ آپ کی قسمت اسکا رنج کرنا بیکار ہے۔ اب تو جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ بات کو بڑھانے سے کیا فائدہ۔ اپنی طرف دیکھئے غصہ نہ کیجیئے۔ ہمدردی بیدرد نہ بنئے اور اس جنگ کو جلد سے جلد ختم کیجئے ؎

مانیں نہ مانیں آپ ہیں مختار ہر طرح
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

فریدون مجروح لکھنؤ منصورنگر

خدا و رسول کا مجرم کون ہے؟
خواجہ حسن نظامی یا مولانا محمد علی؟

اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مولانا محمد علی صاحب نے ہندوستان و بیرون ہندوستان میں قومی و ملکی خدمات خوب انجام دیں۔ اور اسکی وجہ سے جو آسمان شہرت پر آپکا نام چمکا وہ عیاں را چہ بیاں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ باوجود اس قدر کوشش و کاوش کے ان خدمات سے جو نتائج برآمد ہوئے وہ کیا ہیں۔ اور غریب مسلمانوں نے اس سے کیا مفاد حاصل کیا۔

زمانہ نان کوآپریشن میں آپ نے خوب سرگرمی دکھلائی۔ خوب تقریریں کر کے غریب مسلمانوں کو جمعیت العلماء بہرز و دیگر فتوی حاصل کر کے نوکریوں سے علیحدہ کرا لیا۔ جو آج حضور اقدس کو دعائیں دے رہے ہیں۔ اسکولوں سے محنتی اور ہونہار طلباء کو تعلیم سے بھگا کر آوارہ گردی اور عیاشیوں میں مبتلا کر دیا۔ اول تو اسکولوں میں مسلمان ہیں بھی کم اور جو تھے بھی وہ آپ کی نگاہ فتنہ زا سے محفوظ نہ رہے۔ مسلمانوں کی مشترکہ قومی درسگاہ علی گڈھ کے دو ٹکڑے کر دے۔ محض ذاتی شہرت کے سبب خود تو حضور تشریف جیل لے ہی گئے مگر دوسر

مسلمانوں کے دستِ نازک سے بھی خوب چکیاں چلوائیں۔ قومی روپیہ کو سیر لندن وغیرہ فسٹ کلاس میں سفر اور مرغن کھانوں میں اُڑایا۔ اگر آپ کا پائے فتنہ آفریں درمیاں میں نہوتا تو ضرور خلافت کمیٹی کوئی نمایاں کام کرسکتی مگر وہ تیلی کے بیل کے مصداق جو رہی اس کی وجہ حضور کی ذات مقدس ہی تھی۔

گورنمنٹ کی نظروں میں مسلمانانِ ہند کی معتوبی آپ کی ہی ذات سے تعلق رکھتی ہے۔ اہل ہند مسلمانوں کو جو فوائد حاصل ہوئے وہ (۰) صفر سے زیادہ نہیں ہیں مگر ہاں جناب کی لیڈری کو خوب ترقی ہوئی اور مالی مفاد مزید براں۔ اب اگر آپ کی اہلیہ محترمہ کے پاس زیور کے نام سے چھلا بھی نہیں ہے تو یہ آپ کی اعلیٰ سیاست کی دلیل ہے تاکہ آپ خلافتی فنڈ کے لحاظ سے چور نہ کہلائیں۔ ورنہ کیا ضرورت تھی کہ آپ خواہ مخواہ اس فقرہ کو زبان پرلاتے۔ آپ حج کے لئے تشریف لیگئے تو وہاں سے اپنے غریب مصیبت زدہ مسلمانوں کے لئے تفرقہ اندازی کا تحفہ لائے اور ایک مرکز پر آئے ہوئے مسلمانوں کو دو پارٹیوں میں تقسیم کرکے وہ جوتیوں وال بٹوارہے ہیں کہ رہے نام محمد علی صاحب کا۔ اس چال سے آپ کو دو فائدے پہنچے۔ اوّلاً شہرت خواہ کسی قسم کی ہو اور دوسرے ہمدرد کی بکری کہ جو سرد تھی۔ اللہ اللہ کرکے مسلمانوں کو تبلیغ وتنظیم کا شوق پیدا ہو چلا تھا جسکو کہ حضور کے دستِ کرم نے الٹ دیا (یہ خدا اور رسول کا کام ہے اور اس میں محمد علیصاحب کی ہر ایک چال قدرت کی طرف سے قطع ہوگی) اور ۷ار نومبر سے باقاعدہ حامیانِ تبلیغ وتنظیم پر گولہ باری شروع کردی۔ اس ترکیب سے آپ کو ایک تیسرا فائدہ یہ بھی ہوا کہ اعدائے اسلام سے خوب روپیہ ملا۔ آپنے جس طرف قدم اٹھایا فتنے ہی اٹھے اور جدھر آپ تشریف لیگئے قیامت استقبال کو نکلی۔

آپ کے معاون اور آپ اس وقت خود تو ایک عمیق گڈھے کی طرف تیزی سے قدم اٹھا ہی رہے ہیں مگر خدارا قوم اور پھر ڈکھیا قوم پر تو کرم فرمایا ہوتا۔ آپ تو خدا ورسول کے

مجرم بن چکے مگر خدا را دوسروں کو تو ساتھ نہ لو۔

اب حسن نظامی صاحب ہیں کہ جو آج کل محض تبلیغی مسلمانوں کے مشترکہ رہنما ہونے کی وجہ سے آپ کے نزدیک قابل گردن زدنی ہیں۔ حسن نظامی صاحب نے قوم سے ایک ایک پیسہ لے کر تو درکنار مانگ کر صرف پچیس ہزار روپیہ سے وہ کام کر دکھایا کہ اگر آپ عمر نوح بھی حاصل کرلیں تو واللہ آپ اور آپ کے حامیان ہرگز ہرگز نہیں کرسکتے۔ خواجہ صاحب نے ایک پچیس ہزار روپیہ کے ذریعہ سے آج ۱۲ کروڑ دشمنان اسلام کے کیمپ میں تہلکہ ڈالنے کے باوجود ہزاروں غیر مسلموں کو حلقہ بگوش اسلام کرلیا اور مسلمانوں کو واقعی مسلمان بنادیا۔ ہزاروں اُن مبلغوں کو کہ جو آپ کی کوشش سے بیکار رہتے خواجہ صاحب نے اپنے مفید مشوروں سے باکار بنادیا۔ ہندوستان، افغانستان، ایران و عرب وغیرہ کے مسلمانوں کو دشمنوں کی چالوں سے ہوشیار کردیا۔

آپ نے نہ معلوم کتنے پچیس ہزار بگاڑ دیے اور کام ایک بھی نہ بنایا۔

اب واقعات عالم پر غور کرنے والے سوچیں کہ خدا و رسول کے نزدیک مجرم کون ہے۔ آیا خواجہ حسن نظامی یا مولانا محمد علی۔ (صوفی انصاری رامپوری)

مسٹر محمد علی سے دو چار باتیں

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا   سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

دنیا میں کوئی ایسا بزرگ نہیں گذرا جس پر اس مکار گروہ نے ایک نہ ایک الزام نہ لگایا ہو۔ ہر ایک اللہ والے پر کئی قسم کی جھوٹی تہمتیں لگائی گئیں اور اُس کو بدنام کرکے طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ یوں تو ان کے قبضۂ ظلم سے نہ منصورؒ بچے نہ شمس تبریزؒ نہ جنید بغدادیؒ نہ مجدد الف ثانیؒ نہ سرمد شہیدؒ نہ غوث اعظم جیلانیؒ نہ محی الدین

ابن عربی ؒ نہ بایزید بسطامی ؒ چنانچہ ہر ایک پر نہ ایک قسم کی تہمت لگائی گئی۔ کسی کو قید میں رکھا گیا۔ کسی کو دُرّے لگائے گئے۔ کسی کو سولی پر چڑھایا گیا۔ کسی کو قتل کرایا گیا۔ مگر حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر ایسی ہی تہمت لگائی گئی تھی جیسی آج حضرت خواجہ صاحب پر لگائی جا رہی ہے۔ یعنی ایک خط منصور کے ہاتھ لگ گیا جسکی وجہ سے وہ حضرت ابو حنیفہ ؒ پر خفا ہوئے اور ان کو قید میں رکھا گیا اور زہر دیا گیا۔ بدقسمت لوگوں کا یہ خاصہ رہا ہے کہ جب کسی کو ترقی کی طرف بڑھتا دیکھا تو بجائے حوصلہ افزائی کے اسکے رستے میں روڑے اٹکایا کرتے ہیں۔ نہ خود کچھ کام کرینگے نہ دوسروں کو کرنے دیں گے۔ حضرت خواجہ صاحب پر یہ پہلا موقعہ نہیں جو حاسدوں نے وار کیا ہو۔ اس سے پیشتر کفر کے فتوے، کئی قسم کی تہمتیں تراشی جا چکی ہیں۔ مگر انشاء اللہ یہ آخری امتحان ہے۔ اسکے بعد خواجہ صاحب روشن ہو کر سارے ہند سے کفر کی سیاہی دور کرینگے۔ اگرچہ دشمنانِ اسلام نے منصوبہ باقاعدہ بنایا ہے کہ شدھی اور تبلیغ کو بند کر کے سوراج کا جھنڈا بلند کرینگے اور غریبوں پر شہنشاہی کرینگے یہ بھی سنا جاتا ہے کہ شدھی کے علمبرداروں نے ان نام نہاد مسلمانوں کو دھوکا دیا ہے کہ پہلے تم حسن نظامی کی تبلیغ بند کرو پھر ہم شدھی بند کردینگے۔ مگر مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ صرف تمہاری تبلیغ اسلام کو مٹانے کے سامان ہیں۔ ان کے ساتھ عمرو بن العاص والا معاملہ سامنے آئیگا جیسا انگوٹھی کا دھوکا دیا گیا تھا ویسا ہی مسلمانوں کو یہ مہاشے دھوکا دینا چاہتے ہیں۔

محمد علی اور تبلیغ اسلام

مسٹر محمد علی نے بار بار ہمدرد میں لکھا ہے کہ میں حسن نظامی کی تبلیغ کو نیست و نابود کردوں گا۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر محمد علی کے نزدیک مجرم حسن نظامی ہے تو تبلیغ نے کونسا گناہ کیا جسکو مٹانے کے لیے بار بار اعلان کرتے ہیں۔ ۱۵ دسمبر کے ہمدرد کو اٹھا کر دیکھو صفحہ ۳ پر فرماتے ہیں کہ "خود اس دہلی میں جسکے ہندو اور مسلمان حکیم اجمل خاں کی مسیحائی کے زیر بار

احسان تھے ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ ان کی بھی نہیں سُنی جاتی تھی (جس وقت تبلیغ کا کام ترقی پر تھا) اور سُنی جاتی تھی تو شیخ فقیر محمد اور حسن نظامی کی جنہوں نے سوامی شردھانند اور دوسرے متعصب ہندوؤں کی طرح دہلی کی فضا کو بالکل بدل دیا اور اس مرکز اتحاد میں نفاق کا بیج بویا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ پھر دہلی اتحاد و اتفاق کا مرکز بنے مگر اسکے لئے ضرورت ہے کہ مسلمان خواجہ حسن نظامی کی پیروی چھوڑ دیں اور ہندو سوامی شردھانند کی ؛؛

اب تو معاملہ صاف ہوگیا۔ سوراج کے مہاراج نے خود اپنی دل کھول کر بات بتادی۔ اس سوراج کے مہاراج کو تبلیغ اسلام سے زیادہ سوراج پیارا ہے اسلیئے تو اس عاشق سوراج نے مولٰنا عبدالباریؒ کو چھوڑ کر مہاتما گاندھی کو اپنا مرشد بنایا (محمد علی نے کہا تھا کہ مہاتما گاندھی میرا گرو ہے۔ دیکھو تقریر مدراس صفحہ ۴۰)

اِسلام کا درد

مسٹر محمد علی کے دل میں اگر اسلام کا درد ہوتا تو عین ایسے وقت میں جبکہ علمبرداران شدھی مسلمانوں کو مٹانے کے لیے سنگھٹن مہا سبھائیں قائم کر رہے ہیں ہم غریبوں میں یہ فتنہ نہ پیدا کرتے۔ جہاں آٹھ برس گذر گئے وہاں ایک دو برس اور صبر کرتے مگر آپ کے دل میں اسلام کا درد کہاں آپ کو تو سوراج کا درد ستا رہا ہے۔ اگر آپ کے دل میں اسلام کا درد ہوتا تو سنت رسولؐ تبلیغ اسلام کے مخالف ہوتے۔ آپکے دل میں اگر اسلام کا درد ہوتا تو جس وقت دس ہزار مسلمان مرتد ہوگئے آپ آرام سے بیٹھے سوراج کے مرثیے نہ پڑھتے آپ کے دل میں اگر اسلام کا درد ہوتا تو کبھی یوں نہ فرماتے کہ اگر ہندو قرآن اور کعبہ کو ٹھوکر ماریں تو بھی میں کچھ نہ بولونگا۔ آپ کے دل میں اگر اسلام کا درد ہوتا تو آل نبی اولاد علی کو خچر اور گھوڑی سے تشبیہ نہ دیتے۔

خواجہ صاحب کی تصنیفات

مسٹر محمد علی لکھتے ہیں کہ خواجہ صاحب کی تصنیفات کوئی نہ خریدے مگر آپ کو معلوم ہو کہ خواجہ صاحب کی تصنیفات لوگ اسلیے نہیں خریدتے کہ خواجہ صاحب پیر ہیں یا آلِ رسولؐ ہیں یا تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ خواجہ صاحب

کی عام فہم تحریر سلجھی ہوئی دلکش عبارت اور انشا پردازی کے لوگ ایسے شیدائی ہیں کہ ہر وقت نئی تصنیف کا ایسی بے صبری سے انتظار کرتے ہیں کہ جہاں کوئی کتاب شائع ہوئی اور ہاتھوں ہاتھ ختم ہوئی۔ یہ تو میرا اپنا تجربہ ہے اور اب مخالفت کے بعد تو اور زیادہ کتابیں چلنے لگی ہیں۔

آخری لطیفہ مسٹر محمد علی ۱۲ دسمبر کے ہمدرد میں لکھتے ہیں کہ میرے پاس بھی سیکڑوں خطوط حسن نظامی کے خلاف آ رہے ہیں مگر میں شائع نہیں کرتا۔

میرے خیال میں ہمارے مسٹر کو ایسے ہی سیکڑوں خطوط آتے ہونگے جیسا کراچی سے کسی نور محمد خادم خلافت نے لکھا تھا اگر حسن نظامی کے خلاف ہوتے تو جب کہ کلکتہ کے نظامی العدل کی رائے کو شائع کر دیتے ہیں ایسے خطوط شائع نہ کرتے۔ ناممکن ہے۔ لکھنا تو بہت کچھ ہے لیکن اس ڈر سے کہ کہیں طوالت کے باعث میرا مضمون شائع نہ کیا جائے اس شعر پر ختم کرتا ہوں سنو سوراج کے مہاراج ؎

وہ دن ہوا ہوئے کہ پسینہ گلاب تھا	اب عطر بھی ملو تو وہ میں بو نہیں

(خاکسار غلام احمد نظامی مالک قومی کتب خانہ کراچی)

"نہ داغ آئیگا ذاتِ حسن نظامی پر"

(از جناب اصغر وارثی شاہ پوری)

جو سر جھکا تا رہا ہے قدوم نامی پر	نکالتا ہے وہ آنکھیں حسن نظامی پر
ہوئے جو جامہ سے باہر تو ہوگئے عریاں	نہ شرم آئی ذرا تم کو بد کلامی پر
یہ خبثِ نفس تمہارا ہوا ہے اب ظاہر	جو حملہ کرتے ہوئے وجہ ہر اساسی پر
ملا نہ چشمۂ حیواں سے جب کوئی قطرہ	تو آپ رونے لگے اپنی تشنہ کامی پر
چلے وہ چال کہ خواجہ کو کر دیا گھائل	تمہیں تو ناز تھا اپنی سبک خرامی پر

یہ مرچیں دہلی کی ہیں جس سے لگ گئی مرچیں — نہ ہاتھ ڈالتے اپنا کباب شامی پر

ہوئے نہ پیر کے اپنے تو کسکے پھر ہونگے — کمر تو باندھ لی تم نے نمک حرامی پر

ضرور دال میں کالا ہے۔ بات ہے کوئی — جو مولوی نے کیا اعتقاد سوامی پر

یہ دشمنی کی لگاوٹ سمجھ گئے سب لوگ — جو اعتراض کیا نامۂ گرامی پر

فقیر دہیر ہے اور ہے مبلغ اعظم — بجا ہے فخر ہمیں خواجہ کی غلامی پر

عدو کی کوششیں بیکار ہونگی سب اصغر

نہ داغ آئے گا ذاتِ حسن نظامی پر

عُلما خاموش کیوں ہیں؟

مسٹر محمد علی نے خواجہ صاحب پر جو الزامات لگائے تھے۔ اسکا دنداں شکن جواب دینے کے بعد خواجہ صاحب نے حلف نامہ بھی شائع کر دیا۔ مگر مسٹر محمد علی بجائے اس جنگ کے ختم کرنے کے اسکو اور زیادہ بڑھائے چلے جاتے ہیں۔ یہ کوئی تماشہ نہیں کہ اس کو اسی حال پر چھوڑ کر لطف اُٹھاتے رہیں۔ آج مسلمانوں کے علماء میں صاف بات کہنے والے بہت ہی کم ہیں جو وارث الانبیاء ہونے کے دعویدار ہیں اور جو اُمت مرحومہ کے رہنما سمجھے جاتے ہیں وہ ایسے گونگے بن گئے ہیں کہ ایک لفظ بھی ان کی زبان سے ہم نہیں سنتے۔ کاش!! ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ہوتے اور نڈر ہو کر حق بات کو ظاہر فرماتے۔ علماء کو چاہیے تھا کہ حلف نامہ شائع ہوتے ہی کوئی ایسا راستہ اختیار کرتے کہ جنگ دب جاتی لیکن وہ خاموش ہیں۔ تنزل کی حد ہو گئی علماء کی حالت؟! بیشک سنہ ۱۹۱۶ء میں میں نے ایک جملہ پڑھا تھا اُسکی تصدیق ہوتی جاتی ہے۔ وہ جملہ یہ تھا کہ "اسلام کے خونِ ناحق کا دھبہ علماء ہی کی گردن پر ہوگا"

میں بہ ادب علماء کی خدمت اقدس میں ملتجی ہوں کہ وہ بروئے شریعت جواب دیں کہ جناب خواجہ صاحب لگائے ہوئے اتہام سے بری ہیں یا نہیں جبکہ انھوں نے حلف نامہ شائع

کردیا؟ اور یہ بھی التماس کرتا ہوں کہ جو اس حلف نامہ کو قبول نہ کرے اُس کے لیے شریعت کیا احکام صادر کرتی ہے؟

میرے رہنماؤ! اب سکوت توڑ دو۔ اور فیصلہ کردو۔ کہ اب جہاز اسلام ڈوبا چاہتا ہے! اگر علماء خاموش رہے۔ تو ضرور ان کا وقار گھٹ جائیگا۔ زمانہ بدل چکا ہے اور مصداق اس حدیث شریف کے منتظر پیش آرہا ہے کہ "اُس زمانہ کے علماء (فقہاء) آسمانوں کے سایہ تلے سب سے خراب ہوں گے"

بس اب وقت آگیا ہے کہ حق و باطل کی اچھی طرح جانچ ہو جائے۔

(منشی آدم) انیا نولی ضلع بھروچ

جھانسی

(۱) ہمکو کعبہ اور قرآن پیارا ہے۔ رام پور کا محمد علی پیارا نہیں ہے۔

(میمن علی محمد احمد مارفانی)

(۲) آپ کو معلوم ہو کہ ہم کو کعبہ و قرآن پیارا ہے۔ رام پور کا محمد علی پیارا نہیں ہے۔

(میمن ولی محمد احمد)

اٹاوہ

آجکل جو افسوسناک جنگ آپکے اور مسٹر محمد علی کے درمیان چل رہی ہے اُسکے متعلق کچھ کہنا یا لکھنا مصداق دخل در معقولات سمجھتا تھا کیونکہ بڑوں کے معاملات میں چھوٹوں کو دخل دینا واجب نہیں لیکن جب پانی سر تک پہنچ گیا تو مسٹر محمد علی کی اس اصولی غلطی کو دیکھتے ہوئے خاموش نہیں رہا جا سکتا۔ خصوصاً جبکہ یہ جنگ محض فاسدانہ وجوہات پر مبنی ہے۔ ایسے شخص کے بیجا اور ناشائستہ اعتراضات کا جواب دینا آپکے شایانِ شان نہیں۔ یہ کام آپ کے ادنیٰ خادم کر سکتے ہیں۔ دوسرے آپ کا قیمتی وقت تبلیغ کے لیے وقف ہو چکا ہے اُس سے تھوڑی سی غفلت کرنے پر بھی آپ سے خدا کے ہاں بازپرس ہوگی۔ اور انکے ساتھ تو بیجا طور پر بغض و حسد بیجا چلا جاتا ہے۔ کیونکہ اگر بڑے بھیا مسٹر شوکت علی ہی آپکا بگاڑ نہ سکے تو [illegible]

کرتے ہوتے اور مسلمانوں کی نظروں میں ایسی ہی وقعت ہوتی تو چھوٹے صاحب ان کے ساتھ بھی یہی سلوک کرتے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ اسی قسم کے حسد کا اظہار بڑے بھیا نے بھی چند سال قبل لکھنؤ کے ایک جلسہ میں کیا تھا جبکہ اُنھوں نے پبلک سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ آپ لوگوں نے کانگریس اور خلافت کے پریسیڈنٹ منتخب کرنے میں غلطی کی۔ مجھے کانگریس کا پریسیڈینٹ بنانا چاہئے تھا کیونکہ میں محمد علی سے زیادہ قابل ہوں اور میرا جسم بھی اُس بڑی جماعت کے لیے زیادہ مناسب تھا۔ گو اس فقرہ سے ان کی مراد صرف تفریح طبع ہی ہو لیکن خلافت کو کانگریس سے کم نہ جاننا چاہیے تھا۔

سُنا ہے کہ مسٹر محمد علی نے آپ کے حلف نامہ پر فرمایا کہ میں ایسی جھوٹی قسموں پر اعتبار نہیں کرتا۔ اگر اُن کا ایسا ہی خیال ہے تو خود سچا حلف نامہ پبلک کے سامنے پیش کریں۔

ہندو لیڈروں کے کہنے پر عمل کرکے مسلمانوں کو وہ جتنا ضرر پہنچا چکے ہیں وہ اظہر من الشمس ہے۔ خدا کرے وہ قرآن پاک کی اس آیۂ کریمہ کے پابند نہیں:۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِکُمْ لَا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا	اے ایمان والو! غیروں کو رازدار نہ بناؤ وہ تمھاری بُرائی میں کمی نہیں کرتے

خدا اُن کو ہدایت دے۔ آپ استقلال و صبر کے ساتھ اپنا کام کیے جائیے۔ اُن کا داؤں آپ کا اور تبلیغ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اُن کے سب کام خدا کے گھیرے میں ہیں۔

اِنْ تَمْسَسْکُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْھُمْ وَاِنْ تُصِبْکُمْ سَیِّئَةٌ یَّفْرَحُوْا بِھَا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا یَضُرُّکُمْ کَیْدُھُمْ شَیْئًا اِنَّ اللّٰہَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ ؀

(اشرف علی صدیقی)

بنارس

مسٹر محمد علی صاحب نے جو روش آپ کے خلاف اختیار کی ہے۔ اس سے تمام مسلمانوں کو سخت رنج اور بے حد افسوس ہے۔ مسٹر محمد علی صاحب کا تبلیغی کام میں رکاوٹ ڈالنا سخت گمراہ کن رویہ ہے۔ اگر ایک محمد علی نہیں ہزاروں محمد علی ملکانوں میں مبارک

کام تبلیغ کو مٹانا چاہیں تو نہیں مٹ سکتے ع پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا۔

مسٹر محمد علی صاحب بھی عجیب تھالی کے بینگن واقع ہوئے ہیں کبھی کچھ، کبھی کچھ، گرگٹ کی طرح مسٹر صاحب کو رنگ بدلنا خوب آتا ہے۔ کچھ دنوں پہلے آپ سلطان ابن سعود کے حامی رہے اور اس کی اتنی تائیدیں کیں کہ ہمدرد کے کالم کے کالم اور صفحہ کے صفحہ سیاہ کرڈالے۔ اور آج اس سے بگڑے تو ایسے بگڑے کہ خدا کے گھر سے بھی آپ روٹھ گئے۔ اور بندگان خدا کو اس کے پاک گھر کی زیارت سے محروم کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور ختم کیا اور کرر ہے ہیں۔ اسلام فروشی کر کے ہندو مسلم اتحاد قائم کی، قوم کے سچے بہی خواہ لیڈر کی بےحرمتی کی، ہندو لیڈروں کو آسمان پر چڑھایا، ان کی پوجا کی، اور مسلمان رہنماؤں کی پگڑیاں اچھالیں اور ان کے پیچھے ایسے دم جھاڑ کر پڑے کہ کسی کو بے ایمان، کسی کو احسان فراموش، کسی کو خبطی، کسی کو دروغ گو، کسی کو حق پوش، کسی کو فتنہ پرداز، غرض ان کے ترکش میں جتنے تیر تھے سب کو استعمال کیا اور یہ القاب مرحمت فرمائے۔ مسلمانوں کے سچے خیرخواہ اخبار کے بند کرانے میں سارا زور ختم کیا، ہندوؤں کو اسلامی بنیاد کے کھوکھلا کرنے کی دعوت دی۔ یہ سب کر چکنے اور مسلمانوں کو ڈبو چکنے کے بعد بھی انھیں چین نہ آیا تو آج تبلیغی کام میں روڑے اٹکانے کو آ کودے اور آریوں کے پٹھو بن کر اسلام کے اہم کام تبلیغ کے مقابلہ میں خم ٹھونک کر آدھمکے، اور چاہتے ہیں کہ اسلامی قلعہ کو شدھی اور سنگھٹن کے توپوں سے چکنا چور کردیں۔ لعنت ہے ان کی اس رکاوٹ پر، نفریں ہے ان کی اس حماقت پر۔

اسلام کے خلاف انھوں نے ہندوؤں کو ابھارا، اور ان کے اس کفریہ جملہ "اگر ہندو قرآن کے ٹھوکر مارے تب بھی میں ہندو پر ہاتھ نہ اٹھاؤں" ہندو نوازی کی بین دلیل اور اسلام فروشی کا کھلا ثبوت ہے، اور ان کے اس کفر آمیز جملہ نے ہندوؤں کے حوصلے بڑھادئے۔ اور آج ان کے وکیل بن کر میدان صحافت میں آڈٹے اور اپنے اخبار میں وہ لے دے کی، اور بزرگان قوم اور علمائے دین کی شان میں وہ گستاخانہ کلمات استعمال کیے کہ الحفیظ کا

کچھ تو بھی شرما جائیے، مگر مسٹر صاحب اپنی پیدائشی خو جبلی عادت سے مجبور ہیں سہ

نیش عقرب نہ از پئے کین ست — مقتضائے طبیعتش این ست

آج تبلیغی کام کو روکنا چاہتے ہیں، حج کو تو پہلے ہی بند کرا چکے، کل مسلمانوں کو نماز اور اذان سے روکیں گے تاکہ اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں سے ہندوؤں کے دیوتاؤں کو کوئی صدمہ نہ پہونچے، پرسوں مسلمانوں کو اسلام سے الگ ہو جانے کا مشورہ دیں گے، تاکہ ہندوستان میں قومی یکجہتی، ملکی اتحاد اور یکرنگی قائم ہو جائے اور ہندوستانی سوراج لینے کے قابل ہو جائیں، مگر مسٹر کو معلوم نہیں کہ اب سوراج میں بہت بڑا سوراخ ہو گیا ہے جسکا اندمال محال نہیں تو غیر ممکن ضرور ہے۔

اگر مسٹر صاحب کی یہی نیت ہے تو انہیں یہ مبارک ہو۔ اب مسلمان ان کے ہتکنڈوں سے خوب واقف ہو چکے ہیں، ان کے جال میں پھنسنے والے نہیں۔

لہذا آپ کو چاہیے کہ اپنے کام میں لگے رہیں، تبلیغ کے راہ میں جو رکاوٹیں پیدا ہوں مردانہ وار مقابلہ کریں اور اسکے دفع کرنے میں اپنی جان اور مال سے بھی دریغ نہ فرمائیں۔ تمام مسلمان ہر طرح سے آپ کا ساتھ دینے کو تیار اور آمادہ ہیں۔

(الراقم۔ محمد حبیب اللہ)

سرنگر ضلع ہمیرپور

مسٹر محمد علی رامپوری کی کرتوتوں سے زمانہ خوب واقف ہے۔ اس ننگ اسلام ہستی نے اسلام و مسلم کی جو اور جیسی خدمات انجام دیں ہیں وہ محتاج بیان نہیں مگر اب حد سے گذر کر بزرگان دین کی شان میں یہ گستاخی، استغفر اللہ ایسی دریدہ دہنی و بیباکی آہ! پیمانۂ صبر لبریز ہے اور ایک غیر معمولی جوش طبیعت میں موجزن ہے۔ بندہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے محمد علی صاحب کو صلاح نیک دیتا ہے کہ وہ توبہ کریں اور وہ حالات حاضرہ پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ اس نا ہنجار گستاخی کے فقروں سے انہوں نے تمام عالم کے مسلمانوں کے دل زخمی کیے ہیں

اسلیے وہ بعد استغفار تمام مسلمانوں سے معافی کے خواستگار رہوں۔ اگر انھوں نے توبہ نہ کی اور اپنی ان ناپاک اور کمینی حرکتوں سے باز نہ آئے تو سادات و نیز مسلمانان عالم نہیں کہے ان کی لیڈری خاک کیا نا بدان کے کیچڑ میں ملا دیں گے اور ان کو اطمینان کی زندگی و شوار ہو جائیگی۔ کیا محمد علی صاحب اب بھی نہ سوچینگے اور اپنی خودکشی پر تُلے رہینگے۔ اُمید ہے کہ وہ بہت جلد سر ندامت جھکا کر توبہ کا اعلان کرنے کے بعد خواجہ حسن نظامی صاحب سے بھی صفائی کر لینگے۔ خواجہ صاحب کی آغوش محبت ہنوز ان کے لیے ویسی ہی وا ہے

ہاں تو پھر اب دیر ہی کیا ہے ؎

کھنچے ہو کس لیے آؤ گلے سے لگ جاؤ ۔۔۔ نہیں نہیں اُنہیں تم سے ملال کچھ بھی نہیں

مسٹر محمد علی صاحب کے ۳۰ نومبر والے ناہنجار فقروں سے ہم لوگ دل سے سخت اظہار نفرت کرتے ہیں۔ نیز اخبار ہمدرد و مسٹر مذکور ۔۔۔ سے قطعی طور پر ناراض و متنفر ہیں۔

خواجہ صاحب کی ہدایت تہذیب اگر پیش نظر نہ ہوتی تو محمد علی صاحب کو ایسے چیٹ پٹے ۔۔۔۔ چکھائے جاتے کہ مسٹر بھنائے ہوئے چراغ پا نظر آتے۔ ہم سب مسلمان نموڑہ و سو پا و سواسہ و کلپھاڑ و جیت پور و موڑھاڑی و سارنگ پورہ و سگونیان و اجنر و بگھورا ورگوتی و سرینگہ و شمشیرا و کراہا و ملہیرہ و پپرا و بگورہا وغیرہ تحصیل مہوبا ضلع ہمیر پور (یو۔پی) قرآن و کعبہ شریف پر جان قربان کرنے کو تیار ہیں اور مسٹر محمد علی صاحب ایڈیٹر اخبار ہمدرد سے سخت بیزار ہیں۔

عدم گنجائش و طوالت مضمون کے خیال سے نام نہیں لکھے صرف گاؤں کے نام کافی ہیں۔

خواجہ مکرم آں قبلہ کی ہمت و استقلال سے امید ہے کہ آں قبلہ کار تبلیغ نہایت اعلیٰ پیمانہ پر جاری رکھینگے اور ان گیدڑ بھبکیوں کی قطعی پرواہ نہ کرینگے۔ ہم لوگوں کو آپ کا کامل اعتماد ہے۔ مواضعات و قصبات مذکور کے ایک ہزار افراد ان الزامات مشہورہ کو ایک بہتان

سمجھتے ہوئے اس بزرگ کی ذات ستودہ صفات کو ان لغو اتہامات سے مبرا سمجھتے ہیں۔ ہم غریب مسلمان ہیں اسلیے ہمارے اخبار میں یہ آگاہی خاص وعام ہمارا عریضہ شایع فرماکر شکر گزاری کا موقعہ دیجئے فقط زیادہ والسلام ۞ راقم ہم ہیں آپ کے غلام:۔

سید محمد رمضان علی ہاشمی محرر پونڈ نتورہ خریدار منادی ۲۹۹ وجمیع برادران اسلام نتورہ خریدار درویش ۳۳۷۳ ودھو چودھری رنگریزان سوپا ومحمد عثمان کلیھاڑ وعبدالغفار محرر پونڈ جیت پور وگلاب چودھری رنگریزان مڑھاری وچاند خاں چودھری رنگسازان سارنگ پورہ و کلیھاڑ ونور محمد ورسول محمد وشمس الدین سگونیان وشیخ رمضان علی نمبردار رگولی وقاسم چودھری لبساطیان سرہنگر ونور الٰہی نمبردار شمشیر اوسلم معماران کراہا وحسین بخش ملیہڑہ وچھوٹے خاں رنگساز پیرا ومحمد فاضل نگورہا وسید قاضی فیاض حسین وقاضی مرتضٰی حسین وقاضی اوصاف حسین وقاضی فضل حق وقاضی ابرار حسین وقاضی عبدالقدیر وسید احمد علی قاضیان مہوہ وغیرہم۔ (نوٹ) خاص خاص اشخاص کے نام درج ہیں۔ بقیہ جملہ نام عدم گنجایش سے درج نہ ہوسکے۔ (رمضان ہاشمی)

نانپارہ یہ ناچیز ان مسلسل مضامین اخبار ہمدرد وہمدم ورسالہ مولوی کے دیکھنے کے بعد خدا کو حاضر وناظر جان کر یہ یقین کرتا ہے کہ خواجہ صاحب کے حلفیہ بیان کا مضمون لفظ بلفظ صحیح ہے اور فی الحقیقت خواجہ صاحب تبلیغ اسلام اور جمیعت اسلامی اور کامل رہبری اسلام میں بے نظیر وبے مثل فرد ہیں۔ یہ ناچیز بھی خلوص دل وصدق نیت وعقیدۂ اسلامی اسکا حالف ہوتا ہوں۔ المعروضہ ۲۰ جمادی الآخر ۱۳۴۵ھ

(عاصی احقر عبدالمجید خاں ساکن نانپارہ ضلع بہرائچ)

اناؤ یکم دسمبر کے رسالہ درویش سے معلوم ہوا کہ مولانا محمد علی صاحب نے چندہ کی وصولی سے مایوس ہوکر روپیہ وصول کرنے کا اور اپنے اخباروں کی اشاعت بڑھانے کو اچھا طریقہ اختیار کیا۔ انھوں نے آپکے اوپر جو حملہ کیا ہے تو تعجب نہیں جس شخص نے

اپنی شکم پروری اور شہرۂ آفاق ہونے کے واسطے کلام پاک اور کعبہ شریف کے شان میں ایسے الفاظ کہے ہوں تو وہ ضرور آپ ایسے شخص پر مجبوراً حملہ کریگا۔ سب سے پہلے مولانا محمد علی صاحب کی تنگدستی پر افسوس کرنا چاہیے کہ پہلے تو انھوں نے گورنمنٹ اور رعایا میں مخالفت کرا کے کروڑہا روپیہ سے شکم پُری کرلی۔ اب انھوں نے آپ جیسے عالی شان شخص پر حملہ کر کے آریوں کو خوش کرنا اور اپنے ہم خیالوں سے روپیہ وصول کرنے کی اچھی راہ نکالی۔ پہلے کلام پاک اور کعبہ شریف کی بے حرمتی کر کے کس قدر ہندوؤں کو خوش کیا اور روپیہ پیدا کرلیا۔ گو ان کے ہل چل ڈالدینے سے گورنمنٹ اور رعایا کو ایک عرصہ تک اطمینان نہ ہوا لاکھوں جانیں گئیں اور لاکھوں برباد اور بے خانماں ہوگئے جسکو شاید ہندوستان آدھی صدی گذرجانے کے بعد حاصل کرسکتا ہے۔

عام رائے کی طرح میں بھی مولانا محمد علی صاحب کی بہت بڑی ثنا خواں تھی۔ ایک لڑکا میرے عزیزوں میں ہے جو بڑا دور اندیش ہے اس نے اسی وقت اعتراض کیا تھا کہ جب عام مسلمانوں نے چندہ دیا ہے تو اُن کو کیا حق تھا کہ وفد کے سفرخرچ میں گیارہ سو روپے کے سگرٹ لے جاویں۔ اُسوقت تو میں نے اُس لڑکے سے بہت حجت کی تھی لیکن اخیر میں انھوں نے جلسہ میں قرآن شریف اور کعبہ شریف کی بے حرمتی کی اُس دن سے معلوم ہوا کہ یہ شخص محض بندۂ زر ہے۔ اِسکا آپ مطلق خیال نہ فرمائیے آپ سے کوئی بدظن نہیں ہوسکتا قبل سے مولانا کی رہبری کا خمیازہ اٹھا رہے ہیں جن نے گورنمنٹ اور رعایا میں نفاق ڈلوا کر ہندوستانیوں کو برباد کردیا۔ اب آپ کے اوپر جو حملہ کیا ہے خدا نہ کرے کوئی مسلمان مولانا کی تحریر پر یقین کر کے اپنے ایمان کو بھی کھودے۔ مولانا نے دیکھا کہ خواجہ حسن نظامی جو اس وقت میدان اسلام میں مانند آفتاب نصف النہار کی طرح چمک رہے ہیں اُن کے اوپر اعتراض کی گھٹا چھا دینی چاہیئے تاکہ ایک عالم کی آنکھیں میری طرف حیرت سے کچھ دنوں دیکھنے لگیں جیسے کسی شخص نے اپنی شہرت کے واسطے چاہ زمزم میں

پیشاب کردیا تھا۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو شیطانی اغوا سے محفوظ رکھے اور آپ کا اللہ
معاون و مددگار رہے۔ آمین

خواجہ صاحب! ہم سب آپ کے لونڈی غلام ہمہ دم جان و مال سے آپکے قدموں پہ
نثار ہونے کو وسیلۂ نجات سمجھتے ہیں۔ مولانا کے اعتراض سے ہم سب حلقہ بگوش خصوصاً
اور تمام مسلمان عموماً مولانا محمد علی سے بدعقیدہ اور حضور سے راسخ العقیدہ ہو گئے۔
سچ ہے حاسد جسقدر تیزی کے ساتھ دشمنی کرتا ہے اتنا ہی محسود زیادہ چمکتا ہے۔ غریبوں کا
اخبار کنیز کے نام سے وی پی کروادیجئے۔ زیادہ حد ادب۔

واقعہ۔ میں ہوں آپ کی ناچیز کنیز اخلاص بانو نظامی

علی گڑھ

میں ہندوستان کے تقریباً جملہ بڑے حضرات سے ملا ہوں مگر جو اثر
مولانا ابوالکلام صاحب قبلہ و جناب والا کی ذات مبارک کا مجھ پر پڑا
شاید ہی کسی اور کا پڑا ہو۔ میری آزادانہ طبیعت کا حال تو دنیا جانتی ہے۔ میری آزادانہ
طبیعت کی برداشت تو میرے سب سے بڑے آقا جن کے قدم قدم پر دل چاہتا ہے جان نثار
کردوں۔ جو دنیا میں مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں یعنی آقائے محترم اعلیٰ حضرت حضور نظام بھی
نہ کر سکے اور خارج البلد کرنے پر مجبور ہو گئے۔ پھر اگر کوئی سمجھے کہ خوشامد کا کوئی اثر میرے خیالات
میں ہے تو اس کا سراسر مجھ پر ظلم ہوگا۔ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے مولانا محمد علی صاحب
و جناب والا کو بخوبی جانتا ہوں۔ میرے والد صاحب قبلہ بھی دونوں کی عزت کرتے ہیں۔
اور میں بھی ہمیشہ آپ دونوں اصحاب کی عزت ہمیشہ کرتا رہا۔ ہمارے گھر میں آپ دونوں
حضرات کے ہمیشہ تذکرے ہوتے رہتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ آپکی کتابیں جب میں چھوٹا سا تھا
تو والدہ مکرمہ مرحومہ پڑھتی تھیں اور ہم سب اطراف میں بیٹھ کر سنتے تھے اور ایک کتاب تو
بڑے زور و شور سے پڑھی گئی تھی جسکا نام شاید "کسانوں کا ڈیپوٹیشن بخدمت حضور مانٹیگو"
تھا۔ مگر با ایں ہمہ ہم سب آپ سے بڑھ کر مولانا محمد علی صاحب کے پیرو تھے۔ مگر جب سے مولانا

محمد علی صاحب نے لارڈ ریڈنگ سے معافی مانگی اور آیندہ برانگیختہ تقریریں کرنے سے احتراز کرنے
کا وعدہ کیا ہمارے مکان میں میرے سوا سب ان کے خلاف ہو گئے - میں ہمیشہ ان کے لیے والد
صاحب قبلہ سے لڑ لیتا تھا - والد صاحب نے ان کے پرانے پرانے جرم گنانے شروع
کیے جسکی برداشت مجھ سے نہ ہوتی تھی - ان کی انگلینڈ میں فضول خرچی کے سبب بے انتہا
شاکی تھے اور میری ہر بات کا جواب یہ ہوتا تھا کہ آخر مشیر حسین قدوائی بھی تو سادہ رہ کر
سب سے مل لیتے ہیں اور سب کام کر رہے ہیں ان کو اس آن بان کی کیا ضرورت تھی - مگر میں
محمد علی صاحب کی ہمیشہ جا و بیجا حمایت کرتا تھا - اور کمال یہ تھا کہ میں نے ان کو کبھی دیکھا
تک نہ تھا - جب حضور عالی نے خلافت کی تحریک کے تحت میں مجھکو خارج کر دیا میں محمد علی صاحب
سے ملا - مگر کوئی خاص اثر مجھپر نہ پڑا - میرا خیال ایک دم یہ قائم ہوا کہ ایک بے ہوش قومی مجذوب
ہیں - اسی اثنا میں مولانا ابو الکلام آزاد صاحب قبلہ سے ملا - وہ دن ہے اور آج کا دن ہے
اُن کی ایک ایک بات مجھکو یاد ہے ہمیشہ میرا دل اُن سے ملنے کے لیے چاہتا ہے میری
عمر ۱۹۲۱ء میں آپ خیال فرما سکتے ہیں کیا ہو گی اور کیا خیالات ہونگے - مگر مولانا ہمیشہ
میرے خطوط کا جواب دیتے رہے - میں نے ان کو بڑی بڑی حماقت کی باتیں لکھیں جن کے محض
خیال سے اب شرم آتی ہے مگر مولانا نے ہمیشہ مجھکو صحیح راستہ بتایا اور کسی حماقت کی
اجازت نہ دی - جوں جوں زمانہ گزرتا گیا مولانا محمد علی کی عزت کو میں نے گرتے دیکھا - اس
زمانہ میں عام خیال تھا کہ محمد علی صاحب ابو الکلام صاحب قبلہ کو گرانا چاہتے ہیں تاکہ [illegible]
اسکا کبھی یقین نہ ہوتا تھا - لیکن دو سال ہوئے ہیں اس وقت ذکریا منیا نہ (بمبئی) لکھنؤ
جا رہے تھے اُن کا میرا جھانسی تک ساتھ ہوا - انھوں نے محمد علی صاحب و شوکت علی صاحب
کی نسبت عجیب عجیب باتیں سنانی شروع کیں - ان سے معلوم ہوا کہ مولانا شوکت علی صاحب
لوگوں کو پٹوا بھی دیتے ہیں - ان کی بات کا کسی حال یقین نہ آتا تھا مگر اُن کے پاس تصویریں
بھی تھیں جو عین موقع پر کھینچ لی گئی تھیں - پھر انھوں نے چھوٹانی صاحب سے [illegible]

سے لڑائی کا قصہ سُنایا۔ مجھے یہ معلوم ہوکر بہت رنج ہوا کہ سیٹھ صاحب کو شوکت علی صاحب نے گالیاں دیں۔ شریف اور رذیلوں کی لڑائی میں اتنا ہی فرق ہے کہ جہاں وہ گالیوں پر آجاتے ہیں وہاں شریف آہستہ آہستہ نرم لہجہ میں چھیٹ لیتے ہیں۔ اس واقعہ سے مجھکو خود ایک واقعہ میرٹھ خلافت کانفرنس کا یاد آیا جسمیں شوکت علی صاحب نے ایک مولوی صاحب کو بہت غیر شریفانہ طریقہ سے ڈانٹ کر بٹھا دیا تھا۔ اُس روز سے میں شوکت علی صاحب کے سخت خلاف ہوگیا مگر محمد علی صاحب کے متعلق میرے خیالات حسب سابق رہے۔ جب میں علیگڈھ آیا تو میں نے اخباروں میں دیکھا کہ محمد علی صاحب و شوکت علی صاحب گلبرگہ کے واقعہ کو بلا سمجھے ہوئے وہاں کی مقامی پولس اور مسلمانوں کو گالیاں دیتے پھرتے ہیں گو ہر دو اس قصہ میں بے جرم تھے۔ یہ ہندو مسلم جھگڑا والد صاحب کے چارج دینے کے آٹھ ماہ بعد ہوا ہے۔ اور میں کل واقعات سے واقف تھا۔ اُس روز سے یہ معلوم ہوا کہ یہ دونوں بھائی بعض وقت بلا واقعہ جانے اسپر رائے زنی کرنے لگتے ہیں۔ خواہ مخواہ گلبرگہ کے مسلمانوں کو اور پولس کو انھوں نے بدنام کیا گو ایک پولس کے سپرڈنٹ بلا قیر جھگڑے کو دبانے کی کوشش میں ہندوؤں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ اگر انگریزی علاقہ ہوتا تو ان دونوں کو پتہ چلتا کہ کسی عہدیدار کو جان سے مارنے کی کیا سزا ہوتی ہے مگر نظام کی خیالی بدانتظامی کو انھوں نے خوب روشن کیا۔ ان کے بیان سے خود انگریزی علاقہ کے مسلمان، نظام گورنمنٹ و مسلمانان گلبرگہ کو مجرم سمجھنے لگے اور اکثر مقامات پر مسلمانوں نے جلسہ کرکے اپنی اظہار ملامت کیا۔ جب برار کی مخالفت مولانا محمد علی صاحب نے کی اُس روز سے میں نے یہ سمجھ لیا کہ یہ رہنمائی کے قابل ہرگز نہیں۔ پھر ہر روز ان کی چھیپٹ کی اطلاعات آنی شروع ہوئیں اور معلوم ہوا کہ ذکریا مینار کا ایک ایک لفظ صحیح تھا۔ موتمر میں جب مولانا ابوالکلام صاحب نہ گئے، اُسی وقت سے میں کھٹک گیا تھا۔ یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ مولانا خود نہ گئے۔ یہ بہت آسان بات ہے کہ کسی کی ایسی پوزیشن کردی جائے کہ وہ خود کسی خاص کام سے خود انکار کردے غرض

محمد علی صاحب جوش وخروش میں اور بعض وقت اپنی شان وشوکت کو نمایاں کرنے کے لیے اور بعض وقت قومیت کے اظہار کے لیے ایسی حرکات کرجاتے ہیں جن سے مسلمان عاجز آگئے ہیں۔ فساد گلبرگہ کو کچھ ایسی روشنی میں انھوں نے پیش کیا کہ اُسی روز سے نظام ہندوؤں کی آنکھوں میں ملزم نظر آنے لگے۔ جب مسلمان خود کہیں تو ہندو کیوں نہ یقین کریں۔ میں نے ڈاکٹر کچلو سے کانگریس کے مسلمان لیڈروں کے اس طرز عمل کی شکایت کی تھی مگر انھوں نے بتایا کہ یہ صرف چند کی رائے ہے اور اُن کو مسلمانان گلبرگہ سے پوری ہمدردی ہے۔ میں اس بات کا پورا قائل ہوں کہ مولانا شوکت علی صاحب میں غضب کی انتظامی قابلیت ہے اور محمد علی صاحب کا دماغ بے نظیر ہے مگر جب تک یہ اپنی فسادی عادت وطیش سے دست بردار ہونگے۔ ان کا مسلمانوں کے لیے ہونا نہ ہونا ایک ہے۔ ان کو چاہیے ایک مسلم پرست بنیں اور اسلامی حقوق کی نگہبانی کرتے ہوئے ہندوؤں سے ملیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان میں ہم کو رہنا ہے اور بلا ہندوؤں سے ملے ترقی ناممکن ہے مگر ہم سمجھوتے کے ذریعہ ایک ہو کر رہ سکتے ہیں۔ "اتحاد" ہم دونوں میں ناممکن ہے اور ایک ناممکن عمدہ شے کے لیے کوشاں ہونا حماقت محض ہے۔ محمد علی صاحب ایک خیالی شے کے لیے سب مسلمان رہبروں سے لڑے پڑتے ہیں۔ ان کو چاہیئے پہلے ہم سب کو سنبھالنے کی کوشش کریں اور جب ہم ہندوؤں کے ہم حالت ہو جائیں تب ایک برابری کا سمجھوتہ کرلیں۔ تاکہ جب کبھی اس کے برخلاف ہو جائیں ہم ہندوؤں کو کچھ سزا دے سکیں۔ میں موجودہ مولانا کی پالیسی کو ان کی سنک پر محمول کرتا ہوں اس کا مجھکو یقین نہیں کہ وہ کسی مالی لالچ سے مسلمانوں کے خلاف جارہے ہیں۔ یہ اُن کی سراسر غلطی ہے کہ جب مسلمان اُن کے پروگرام پر عمل پیرا ہونیکے قابل نہیں خواہ مخواہ بیچ میں پاؤں اڑاتے ہیں۔ انکو چاہیئے گاندھی کی طرح خاموش ہورہیں۔ جب تک کہ ہم ہندوؤں کو اُن کے کیئے کی پوری سزا نہ دے لیں۔ اگر ہم اس قابل بھی نہیں رہتے ہیں تو ہم کو ایک بار مقابلہ کرکے مٹ جانا۔ دیں مظلوم اور دب کر صلح کرکے ذلت آمیز زندگی بسر کرنے سے مٹ جانا بہتر ہے۔ لیڈر کی بہترین تعریف یہ ہے کہ وہ متحمل

مزاج ہو اور سب سے مل کر چل سکے۔ جو اپنی بات کو ہمیشہ سب سے بالا رکھنے کی کوشش کرے گا
خواہ وہ کتنی ہی صحیح ہو اسکو ہرگز کامیابی نہ ہوگی۔ میں خوب سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالت کے
لحاظ سے مولانا کی پیروی بالکل غلط ہے۔ یا تو اُن کو خاموش رہنا چاہیے یا مالوی و لالا جپت رائے
کے مقابل میدان میں آنا چاہیے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ جہاں کہیں ہندو مسلم فساد
ہوتا ہے وہاں مسلمان لیڈر تو مسلمانوں کو گالیاں دیتے نظر آتے ہیں اور ہندوؤں کی مدد
کو بڑی بڑی زبردست ہستیاں میدان میں آجاتی ہیں۔ اسلیے جو کوئی بڑا مسلمان خواہ وہ کیسا
ہی مجرم ہو کتنا ہی بڑا خطا وار ہو ہم کو چاہیے سب کچھ بھول جائیں اور جب تک یہ مذہبی جنگ
جاری رہتا ہے اُس کی پیروی کریں ایسے بہت کم مسلمان ہیں اور اس وقت اُن کی پرانی پرانی غلطیاں
نکال کر اُن کو بدنام کرنا سخت حماقت ہے۔ اسکا یقیناً کوئی موقع نہ تھا کہ آپ کی اور ظفر علیخاں
کی پرانی عداوت کی تشہیر کی جائے۔ میں یہ خوب جانتا ہوں کہ پڑھے لکھے مسلمان بھی اسقدر جاہل
ہیں کہ ذرا سی بات پر لگ کھڑے ہوتے ہیں۔ بدنام کرنے میں ان کو خاص لطف آتا ہے۔
ان کے لیے بیکاری میں یہ بڑے مزے کی بات تھی کہ آپ کی جاسوسی کے قصہ سُنائیں۔ اُن کو
چغلخوری میں جو لطف آتا ہے کسی شے میں نہیں آتا۔ جب تک آپ بچاؤ کرتے رہے آپ کی
کسی نے نہ سُنی جب سے آپنے حملہ شروع کیا۔ لوگوں کو "مولانا چندہ" "رامپوری محمد علی"
"یزید لیڈر" کے تذکروں میں مزا آنے لگا۔ جدھر دیکھو محمد علی صاحب کے کارٹون دکھائے
جارہے ہیں۔ آپکے خط کا قصہ پرانا ہوگیا۔ اب محمد علی صاحب کی کوئی نہیں سُنتا کہ وہ کسی وجہ سے
ابوالکلام آزاد و چھوٹانی سے لڑے یا بلا وجہ جھگڑ بیٹھے۔ اب اس کے سوا اُن کے لیے کوئی
راستہ نہیں کہ آپ کا کوئی دوسرا جرم ڈھونڈیں۔ آپ جاسوس بنے ایک لہر تھی کہ آگئی چلی
گئی۔ اب ان کا نمبر ہے دیکھیں کب تک یہ فسادی جھگڑالو شان و شوکت پسند لیڈر بنے رہتے
ہیں۔ اس جاہلیت کے زمانہ میں جو کوئی کھلی لڑائی لڑے گا وہ تباہی کا ذمہ دار ہوگا۔ آپ پر
حملہ کا نہ یہ کوئی موقعہ تھا نہ محل اور کون نہیں سمجھتا کہ محض ظفر علی خاں کے خلاف ایک بات تھی۔

اس میں خواہ مخواہ پان اسلامزم کی ٹھونس ٹھانس محض حماقت ہے ایسے اگر اعلیٰ حضرت پہ
مصیبت آجایا کرتی تو ریاست بھلا اب تک کیونکر سلامت رہتی - خدا نے دکن کو ایسا سردار دیا
ہے جسکے مقابل کل دماغ آلرٹ ہیں جب بھی بال بیکا نہیں ہو سکتا - گو ہر چھوٹی چھوٹی سی باتیں
خواہ انگریزوں کے دل میں کچھ ہی کیوں نہو مگر ان کی کیا مجال کہ حضور والا سے کچھ کہہ سکیں
ایک انڈین ڈیلی میل کے بہکانے میں سارا اسلامی پریس ہے اور خدا نے سوائے مسلم
اوٹ لک کے کسی کو اتنی توفیق نہ دی کہ اصلی واقعات دریافت کرتا سُنے سُنائے قصوں
پر عمارتیں تیار ہیں - میں اکثر اڈیٹروں سے ملا تاکہ اُن کو نظام کی مدد پہ آمادہ کروں مگر میں نے
ان میں ایسی حقارت آمیز بات پائی جسکا اظہار کرتے ہوئے شرم آتی ہے - لکھنؤ میں ہمدم
کے ایڈیٹر صاحب نے تو تقریباً صاف کہدیا کہ اعلیحضرت کو اسلامی پریس سے ہمدردی نہیں
یعنی روپیہ نہیں دیتے چنانچہ پریس کو بھی ان سے کیا ہمدردی ہو سکتی ہے - خدا نے آپ کو
تو کم سے کم اتنی مذہبیت عطا فرمائی کہ آپ نے دو پمفلٹ سرکار عالی کی تائید میں لکھے میں
موجودہ واقعات سے خوب واقف ہوں اگر آپ نظام کی تائید میں کوئی کتاب لکھنا چاہیں
تو انشاءاللہ پوری مدد کرونگا - یہ تو آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ انگریزوں میں اور اعلیحضرت میں
کوئی خاص اختلاف نہیں - لارڈ اروِن تو مداخلت آمیز پالیسی کے سخت خلاف ہیں لارڈ
ریڈنگ سے البتہ جھپٹ ہو پڑی تھی اُسکا اثر اب تک باقی ہے - ویسے حضور خود انتظامات
فرما رہے ہیں - جسمیں انگریزوں سے ریزیڈنٹ کے ذریعہ سے مدد لے رہے ہیں - غرضکہ
مسلمان وہ تو کرتے نہیں جو انکو کرنا چاہیے اور ایک دوسرے کے اثر کو زائل کرنے کی فکر
میں مبتلا ہیں -

خط بہت طویل ہوگیا ہے آپ کو پڑھنے میں بہت دقت ہوگی اور آپ کا بہت وقت
ضائع ہوا ہوگا - امید ہے آپ اس کو معاف فرمائینگے حقیقت میں اپنی ہمت وحیثیت سے
زیادہ لکھ گیا - اگر کوئی بات ناگوار خاطر ہوا ہو تو معاف فرمائیے - جناب ہی کی ہمت افزائی کا

یہ نتیجہ ہے کہ مجھکو اس قدر لکھنے کی جرأت ہوئی۔ (نواب احمد یکی یارگ علی گڈھ)

پارٹھم ضلع مین پوری

میں خواہ مولانا محمد علی ہوں یا اور کوئی ہوں اور جو اسقدر بے حمیت ہوں کہ قرآن و کعبہ کے ٹھوکریں لگواتے رہیں اور خود لش سے مس نہوں بلکہ ایسے موقعہ پر اپنی بے تعلقی ظاہر کریں تو ایسی حالت میں ایسے شخص پر ایک دفعہ نہیں بلکہ سو مرتبہ لعنت بھیجتا ہوں۔ کون ایسا شخص ہوگا کہ جو اپنی بیزاری کا موجودہ صورت میں اظہار نہ کرے گا۔ (فرزند علی وارثی)

دیوہ شریف بارہ بنکی

ہم کو قرآن پاک اور کعبہ معظمہ پیارا ہے۔ ذاتیاتی معاملات سے ہمیں کوئی تعلق نہیں۔ جناب تبلیغ کا کام جاری رکھیں۔ اس کی ہمیشہ ضرورت ہے۔ بہت مبارک کام ہے۔ (کوثر شاہ وارثی۔ از دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی)

ضلع بستی

مجھے غریبوں کا اخبار ملا۔ اس کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ محمد علی صاحب نے آپ پر الزام لگائے ہیں جن کو پڑھ کر دل کو بہت صدمہ پیدا ہوا۔ اخبار سب کو پڑھ کر سنایا۔ لوگوں نے اظہار نفرت محمد علی سے کیا۔ کعبہ شریف و قرآن شریف کے مقابلہ میں ان کی کیا ہستی ہے۔ اگر ایسے ہی کئی محمد علی دنیا میں پیدا ہو جائیں تو جناب کی عزت پر کوئی دھبہ انشاء اللہ تعالیٰ نہیں آسکتا ہے۔ اپنے میاں مٹھو بنے رہیں۔ اللہ و رسول آپ کا حامی ہے۔ تبلیغ کا کام ہوتا رہے۔ آتش بازی کا کام شروع ہونا چاہیے۔ حق کی فتح ہوتی ہے۔ باطل مٹ جاتا ہے۔ فقط والسلام (آپ کا تابعدار عبدالرزاق خاں ہیڈ مدرس صیار و پور)

شاہجہاں پور

معلوم ہوا کہ مولانا محمد علی صاحب نے دہلی کے جلسہ میں یہ الفاظ بیت الحرم اور کلام الٰہی کے متعلق فرمائے ہیں تو ہمارے دل میں بحیثیت مسلمان ہونے کے جو عزت قرآنِ پاک اور حرم شریف کی ہے کبھی ہرگز نہیں ہوسکتی ہماری نظروں میں عزت و توقیر مولانا ممدوح کی گو انہوں نے کتنے ہی کارنمایاں کیے ہوں اور میں آپ کا بیحد ممنون ہوں کہ آپنے ہمارے گوش گذار یہ واقعات کر دیے۔ (ناچیز محمد تہور علی)

مئو ضلع اعظمگڈھ

محمد علی جیسے مسلمان کی اندرونی حالت سے جو لوگ واقف نہ ہوں اُن کو خانہ کعبہ بیت اللہ الحرام و کلام اللہ کی بے توقیری کرتے حیقدر استعجاب و تعجب ہو کم ہے بفضلہ تعالیٰ چونکہ دنیا شہرت میں جب سے انہوں نے قدم رکھا اور خلافت کے نام سے جو کچھ شر و آفت دین اسلام اور مسلمانوں پر ڈھائی بجز گاندھی پرستوں کے سب پر آشکار ہے عیاں راچہ بیاں۔

جب مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی حالت تباہ و برباد کر چکے اور انہیں پیٹ بھر کر لوٹ چکے تو بی اماں کو شہر بشہر و گاؤں بگاؤں چکر لگوا کر بی اماں کے نذرانہ کے نام سے باقی ماندہ پونجی بھی مسلمانوں کی لوٹ لیگئے۔ پھر ان لوگوں کا کیسا کعبہ کیسا مدینہ و قرآن۔ کیا محمد علی کے کلمہ خوان منکرین آخرت و قیامت محمد علی کے جیلخانہ سے منتقل ہونے کے وقت ایک بڑے جلسہ پر محمد علی کا وہ لکچر بھول گئے ہونگے جسمیں گاندھی کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کا درجہ عطا کیا گیا تھا۔

کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم۔ (راقم ابوظفر محمد عمر از مئو ضلع اعظم گڈھ)

بلرام پور ضلع گونڈہ

فدوی حضور لامع النور کا ہم خیال ہے اور قرآن حمید فرقان مجید و کعبہ شریف کا دلی طرفدار ہے۔ اللہ جل جلالہ و عم نوالہ حضور کے مقاصد میں دلی بخشش خوبی کامیابی عطا فرمائے۔ آپ کا منادی پرچہ ۲۴ نومبر کا لوگوں کو سنایا ہے جبکا سخت صدمہ مسلمانوں کو ہوا۔ (آپ کا خادم شیخ عبدالغفور برنج پوش ماسٹر بلرام پور)

گونڈہ

آپ جو کچھ تبلیغ اسلام کے بارہ میں کوشش فرمارہے ہیں اور تکلیف اٹھارہے ہیں اسکا صلہ خداوند کریم عطا فرمائیگا۔ آپ ہی ایسے صاحبان کی وجہ سے اسوقت تک چراغ اسلام کی روشنی قائم ہے ورنہ فی زمانہ جو کچھ حالت تنزلی اسلامی معاملات میں ہو رہی ہے وہ کسی دوسرے فرقہ مذہب میں نہیں ہے۔ مخالفین اس زورق کو گرداب گمراہی میں ڈال کر ڈبو دینا چاہتے ہیں۔ وجہ اسکی ظاہر انفاق و بد اخلاقی اور خودسری معلوم ہوتی ہے جو اندنوں اکثر تیز مزاج لوگوں سے وقوع میں آتی ہے۔ امید ہے کہ آپ اسی طرح سے بلکہ اس سے بھی زیادہ

جہانتک ممکن ہوگا کوشش فرماوینگے اور فرماتے رہینگے جس سے مخالفین کے خاک اڑانے پر آبپاشی کافی ہوتی رہے۔ آپ کی تحریرات حق بجانب ہیں اور انشاءاللہ کسی راستی اور نیک نیتی کو زوال نہ پہونچے گا اور نہ اسکے رد کرنے کی ہمت کسی میں پیدا ہوسکتی ہے۔ بقول شیخ سعدی علیہ الرحمہ سے راستی موجب رضائے خداست۔ کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست۔

مولانا محمد علی کا یہ کہنا کہ (میرے غسل خانہ کا فرش حرم کعبہ کے فرش سے صاف و ستھرا ہے) ہم لوگ بہت ہی صاف الفاظوں میں کہتے ہیں کہ مولانا کا یہ کہنا اچھی طرح ظاہر کررہا ہے کہ وہ گروہ اسلام سے بالکل علیحدہ ہوگئے ہیں اور اس گروہ میں شامل ہوگئے ہیں جسکی وہ خوش مزاجی اور ہمدردی ظاہر کرتے ہیں کوئی شخص جو ذرا بھی اپنی بشریت میں ہوگا وہ ایسے الفاظ اپنی زبان سے نہیں نکال سکتا ہے۔ معاذاللہ مولانا کیا اور ان کے غسل خانہ کا فرش کیا ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ مولانا صاحب اگر کوئی کلمہ خلاف شان اسلام نکالیں تو وہ انھیں کے لیے کافی ہوسکتا ہے ورنہ کوئی اہل اسلام سوائے لاحول کہنے کے دوسرا جواب نہیں دیگا۔ اور نہ کوئی اثر کسی دل پر ہوسکتا ہے۔ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو بالکل ہر ایک عیب سے مبرا ہے توہین انسانی اسکو کچھ اثر نہیں کرسکتی ہے۔ ہم کو تو ابتدا ہی میں یہ معلوم ہوگیا تھا کہ یہ سب شور و غوغا جو ہو رہا ہے ٹٹی کی آڑ کا شکار ہے لیکن ہم کو اس سے کچھ غرض نہیں تھی۔ دوسرا فقرہ مولانا کا کہ (اگر ہنود کعبہ کی بیحرمتی کریں اگر ہنود قرآن کو پھاڑ ڈالیں تب بھی میں ہندوؤں پر ہاتھ نہ اٹھاؤنگا) اس فقرہ پر ہم کو بڑا تعجب معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نے کیا سمجھ کر یہ کہا ہے۔ آیا جس وقت انھوں نے یہ کلمہ کہا ہے ان کے ہوش و حواس درست تھے یا وہ کسی دوسری حالت میں تھے کیا کعبہ و قرآن کے وہی مالک ہیں جو چاہیں وہ کرسکتے ہیں دوسرے کو اختیار نہیں ہے۔ امید کیجاتی ہے جملہ اہل اسلام سے کہ ایسے شخص کو خارج از اسلام سمجھ لیں اور اب کوئی صاحب اُن کے کسی جلسہ تقریر میں شریک نہوں بلکہ اُن کو اسطرح سے چھوڑ دیں کہ گویا وہ کبھی اسلام میں شریک نہ تھے۔ کعبہ کی بے حرمتی اور قرآن کی بےعزتی کسی

طاقت بشری میں نہیں آ سکتی ہے۔ اگر تمام دنیا کے مسلمان جو اسوقت موجود ہیں نہ رہ جائیں اُسوقت اُن کا ہاتھ اُٹھانا یا نہ اٹھانا ممکن ہو سکتا ہے۔ اُن کو کعبہ اور قرآن سے کیا غرض ہے جو اپنے ذاتی فائدہ کی غرض سے اسلام سے ہاتھ دھوئیں۔ خداوند عالم ان دونوں کا خود محافظ ہے اور اُن کی بےعزتی چاہنے والے کو سزا مل سکتی ہے امید ہے کہ ایسا ضرور پردۂ غیب سے میدان ظہور میں آوے۔ اس موقعہ پر یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اُن دنوں میں بوجہ جنگ جرمن غلہ اور پارچہ وغیرہ میں گرانی ہو گئی تھی بس نازک خیال والوں نے اپنا فائدہ اُٹھانے کی غرض سے یہ عمدہ ذریعہ نکال لیا تھا جس سے ہزارہا آدمی مستفید ہوتے رہے افسوس مسلمانوں کا وہ مال جسکو انھوں نے خون جلا کر پیدا کیا تھا وہ بُرے کاموں میں صرف کیا گیا اب بھی مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسے دھوکہ بازوں کی تقریر میں آ کے چندہ نہ دیں اور اُن مسلمانوں کو یہ بھی لازم ہے کہ ایسے نعرات دل دُکھانے والوں کے سبب جو اپنے کسی ذاتی فائدہ کی غرض سے کہا بجز باضابطہ تحریک کریں تاکہ آئندہ پھر کسی کی ہمت نہ پڑے۔

(راقم مسلمانان جامع مسجد چوک گونڈہ بقلم وحید الدین ۱۲ دسمبر ۱۹۲۶ء)

بسوان ضلع سیتاپور

غریبوں کا اخبار دیکھا اُس کے ہر لفظ سے حسرت برستی ہے للہ خدا کے واسطے اپنے کام میں تساہل نہ کیجیئے۔ صبر سے کام لیکر فرض کو پورا کیجیئے۔ اگر آنجناب اپنے اخباروں میں محمد علی کا ذکر بھی تحریر نہ کریں تب بھی آپ کو بفضلہ تعالی کوئی ضرر نہیں پہونچ سکتا ہے۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں بلکہ تمام دنیا کیا تمام عالم پکار پکار کر ظاہر کر رہا ہے کہ محمد علی اسلام کو برباد کرنیکی فکر میں ہیں۔ کیا یدی یدی کا شور بہ کر سکتے ہیں خدا خود نگہبان اسلام ہے۔ وہ ہم ایسے بزرگوں حسن نظامی اور ان کے حامی کے دست مبارکوں میں باگ دیدی ہے بس آل رسول کا جو کام ہے اُسکو آنجناب خود انجام دے رہے ہیں اور یہی دعا ہے کہ اللہ تعالی ہم لوگوں کو بھی ہدایت دیدے کہ آنجناب کے پیچھے قدم بقدم چلیں۔ مسٹر محمد علی صاحب کو چاہیے کہ قبلہ مولا صاحب مدظلہ سے معافی کی درخواست

حیا مذکریں ورنہ اُن کو کفِ افسوس ملنا پڑے گا۔

(خادم ڈاکٹر اللہ بخش انصاری کالپوی دا، دحال بسواں ضلع سیتاپور۔ ایس۔ ایچ۔ ایم۔ ایس)

سیتاپور

اخبار منادی مورخہ یکم دسمبر سے مطلع ہوا کہ (قرآن یا کعبہ بہتر ہے یا مولانا محمد علی رامپوری) اس سوال کے جواب میں جو مسلمان خواہ کسی فرقہ کا ہو مولانا محمد علی صاحب رامپوری کو قرآن یا کعبہ پر ترجیح نہیں دے سکتا اور ہمارے نزدیک اگر کوئی شخص خدا کے برتر کی کتاب عظیم واجب التعظیم یا اسکے مقدس گھر سے زیادہ مولانا صاحب موصوف کا مرتبہ خیال کرے تو وہ مسلمان نہیں کہا جا سکتا۔ کعبہ وہ ہے جسکی طرف رخ کیے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی مولانا صاحب وہ ہیں کہ اگر نمازی کے سامنے ہو کر نکلجائیں تو نماز ناقص ہو جائے۔ قرآن وہ ہے جو نماز میں ہمارے دل ودماغ زبان پر موجود رہنا فرض ہے مولانا وہ ہیں کہ اگر نماز میں مولانا کا خیال آجائے تو وسوسۂ شیطانی متصور ہوا اور نماز کے اعادہ کی ضرورت ہو جائے۔ نور اور نار کی شعاعوں میں جو نسبت ہے وہ ہرگز محتاج بیان نہیں ہے ہم اسی طرح قرآن یا کعبہ کو مولانا صاحب موصوف سے نسبت دیسکتے ہیں۔ نار کو فنا اور نور کو بقا ہے پس قرآن دکعبہ باقی رہنے والا ہے جو قیامت میں بھی ہمارے ساتھ ہو گا انشاء اللہ تعالےٰ باقی دنیا کی چیزیں دنیا ہی میں فنا ہو جائیں گی کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ۔ ہم مسلمانان سیتاپور کا کچھ ایسا ہی خیال ہے۔ آج آپ کا ممنونہ عزیز ہوں کا اخبار معہ اشتہار موسومہ مولانا محمد علی کے الزام جاسوسی کے خلاف خواجہ حسن نظامی کا حلفنامہ موصول ہوا حسن اتفاق سے آج یہاں سیتاپور میں ایک عظیم الشان جلسہ ہے میں نے اشتہار مذکور اسی موقعہ پر چسپاں کرا دیا۔ (شیخ عبدالوہاب ٹیلر سیتاپور)

متھرا

(۱) بعد نماز جمعہ نزبانی حاجی حکیم اللہ صاحب اخبار منادی میں بعد نماز جمعہ مولانا محمد علی صاحب کے الفاظ سنکر بہت غصہ آیا اور سب آدمی ناخوش ہوئے

ہم کعبہ شریف اور قرآن مجید کے ساتھی ہیں اور مولانا محمد علی صاحب سے بیزار ہیں

خدا تعالیٰ ان کو توبہ کی توفیق دے۔ (سید گلشن علی صدر بازار)

(۲) جمعہ میں حاجی حکیم اللہ صاحب کی زبانی آپ کا منادی اخبار یکم دسمبر کا سُنا۔ مولانا محمد علی صاحب کی باتیں معلوم ہوکر بہت رنج ہوا۔ ہم سب نمازیوں کو ان باتوں سے دلی نفرت ہے۔ اور مولانا محمد علی صاحب کے ہم طرفدار نہیں ہم قرآن مجید اور کعبہ شریف کے طرفدار ہیں۔ اُن کو ان کلمات سے فوراً توبہ کرنی چاہیے۔

(راقم بابو ہدایت خاں وشیخ عبداللہ و مراد خاں وغیرہ وغیرہ جملہ نمازیان جمعہ مسجد)

(سعد اللہ صدر بازار متھرا)

پہرسا ٹار۔ بلیا

آپ کا تبلیغی اخبار منادی میری ریاست میں برابر آتا ہے اور میں ہر ہر لفظ کو بغور دیکھتا ہوں۔ مجھکو مولانا محمد علی صاحب کی اس تقریر سے جو اسلام کے خلاف اور اتحاد ہندو مسلم کے مواقع ہے نفرت ہوگئی اور اُن کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں رہی۔ خدا ایسے منافق سے انتقام لے۔

(حکیم سید غلام زکریا فردوسی۔ پہرسا ٹار۔ بلیا)

بلتھرا روڈ ضلع بلیا

"منادی وغریبوں کا اخبار" ملا۔ مقامی مسلمانوں کے سامنے پڑھکر سُنایا۔ سب نے باتفاق یہی کہا کہ رامپوری محمد علی پر جتنا بھی اظہار تنفر کیا جائے بجا ہے کوئی مسلمان انکے مخصوص الفاظ کو سُننا گوارا نہیں کرسکتا چہ جائیکہ کہنا۔ خدا ایسے ضعیف الایمان مسلمانوں کے حال پر رحم کرے۔ آمین ثم آمین۔

امید کہ آپ خدمت اسلام موجودہ پیمانہ سے بھی بڑھا چڑھا کر انجام دیتے رہیں گے شیطان تو کار خیر میں مخل ہوتا ہی رہتا ہے مگر کیا خدا کے سچے بندے اس سے مغلوب ہوتے ہیں ہرگز نہیں۔ فقط والسلام (خاکسار مجتبیٰ حسین مالک فرم ایس۔ ایم۔ اظہر حسین بلتھرا روڈ)

بدایوں

(۱) عرصہ سے جناب والا اور جناب محمد علی صاحب میں جو اختلافی صورت رونما ہے وہ نہ صرف تمام مسلمانوں کے لیے غیر معمولی افسوس وانتشار کا سبب ہو رہی

ہے بلکہ تمام دشمنان اسلام اور موجودہ حالت میں بالخصوص شدھی و سنگھٹن کے جسقدر ہیں رہے ہیں وہ محتاج اظہار نہیں - اور افسوس کہ یہ اختلافی مشکل کچھ اس درجہ غیر مہذب اشاعت و پروپگنڈا کو پہونچ گئی ہے جسکی ادنیٰ مثال بھی لاجپت رائے و مالوی جی و موتی لعل کے اختلافات میں نظر نہیں آتی - میں بجز قلبی و فطری افسوس کے معمولی دخل بھی اس بحث میں مناسب تصور نہ کرتا تھا لیکن آپ کے 'غریبوں کے اخبار' میں چونکہ میرے ایک نہایت مخصوص دوست مولوی مسعود الرحمن صاحب ندوی نے اپنا ایک مفصل مضمون شائع فرماکر ایک موقعہ پر میرا بھی تذکرہ کیا ہے اسلیے مجھے ضروری معلوم ہوا کہ اپنے مفصل اور واقعی خیالات سچائی کے ساتھ آپ کی خدمت میں بھی پیش کردوں - اور اخبارات کو بھی بھیجدوں -

خواجہ صاحب! میں واقعی اپنے اُس افسوس و تعجب کو ظاہر نہیں کرسکتا جو محمد علی صاحب کے عام پروپگنڈہ سے مجھے ہوا - اور حسب تحریر جناب مسعود الرحمن صاحب میں نے فوراً یہی خیال ظاہر کیا کہ اگر بالفرض محمد علی صاحب کو اسکا یقین بھی ہوگیا تھا کہ یہ خط خواجہ صاحب کے ہیں اور خطرناک ہیں تو زائد سے زائد اُن کا فرض نظام دکن کو اس سے باخبر کردینا تھا - نہ یہ کہ ایسے وقت میں جبکہ خواجہ صاحب تمام آریوں کی نظر میں تبلیغ کے واحد مرکز کی حیثیت رکھتے ہوں اور تمام تبلیغ کا دارومدار خواجہ صاحب کی ذات سے جاری ہو ایک ایسے معاملہ کو جو عام پبلک سے کوئی تعلق نہ رکھتا تھا عام طور پر شائع کردیا جائے اور اس پروپگنڈہ سے دشمنان تبلیغ کو کامیابی کا موقع ملے - بیشک محمد علی صاحب کی یہ طبیعت کی مجبوری ایک منتظم شیرازہ کے انتشار کا سبب ہوئی جو ہر طرح باعث افسوس ہے - مگر خواجہ صاحب! نہایت خلوص کے ساتھ معافی چاہتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ اس اقدام کے بعد جسکی ذمہ داری محمد علی صاحب پر ہے اسکے مقابل جو سخت و تیز پروپگنڈہ جاری ہوا ہے وہ بھی کسی طرح افسوس سے خالی نہیں - اور اب یہ بھی دشمنان تبلیغ کو کچھ کم نہ ہنسا رہا ہے - علاوہ اسلام کے تمام ظاہری دشمنوں کی کامیابی کے یہ نتیجہ اس اختلاف کا کسقدر تعجب خیز ہے کہ آپ فرمارہے ہیں کہ میں نے

ظفر علی خاں صاحب کے اخراج کے لیے ایسا کیا۔ اور ظفر علی خاں صاحب اسکو سنکر بھی محمد علی صاحب کے اختلاف کے باعث آپ کے ہی حامی ہیں۔ حالانکہ ظفر علی خاں صاحب کی وقتی غیر معمولی حمایت بھی آپ کے اتفاقِ عقائد و قدیمی تعلقات کی بنا پر محمد علی صاحب کے کسی وقتی شدید اختلافات کے مقابل بھی قابل وقعت نہیں ہوسکتی۔ آپ اور محمد علی صاحب پھر ایک ہیں۔ اور انشاء اللہ ایک رہیں گے۔ یہ خیال کسی طرف بیجا نہیں کہ یہ عارضی اختلاف کسی شخص کو ہمیشہ کے لیے مٹا دیگا۔ آپ تو اکثر اختلاف آراء کو باوجود قوم مسلم کا مسلمہ سردار محمد علی صاحب کو صرف اپنے خلوص و اہلیت کی بنا پر شائع کرتے رہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ باوجود محمد علی صاحب کی خاص شخصیت کے آج تمام تبلیغ کے فدائی اس بحث میں آپ کے ہمدرد نظر آرہے ہیں۔ مگر خدارا کسی طرح اس اختلاف کو جلد ختم کیا جائے۔ اور اپنے اپنے اصلی فرائض و ذمہ داریوں کو سوچا جائے۔ میرے اور اکثر تبلیغی دفاتر کے یہی خیالات ہیں۔ والسلام

(آپ کا مخلص خیر طلب۔ خواجہ غلام نظام الدین قادری بدایونی کان اللہ لہ)

(۲) ہمیں قرآن شریف و کعبہ شریف۔ مولوی محمد علی صاحب سے لاکھ درجہ پیارا ہے جس پر ہمارے جان و مال قربان۔ واقعی آجکل کے مولوی و مولانا صاحبان سے خداوند کریم دور رکھے۔ ہم لوگوں کی نوکریاں چھوڑا کر کسی کام کا نہ رکھا۔ خداوند کریم سے میں دعا کرتا ہوں کہ جن شخصوں نے مجھکو ملازمت سرکار عالیہ برطانیہ سے علیحدہ کروایا وہ مولوی صاحبان اور وہ شخص جسکا نام میری زبان پر ہے خدا تباہ و برباد کرے اور دونوں جہان میں منہ کالا کرے آمین یا رب العالمین۔

میں آپ کا ایک ادنیٰ غلام ہوں لیکن کیا کروں خدمت مالی سے مجبور ہوں۔ چونکہ مولانا چندہ نے نوکری سے برطرف کرا کے مفلس بنا دیا۔ اب سوائے خدا وحدہٗ لاشریک کے کسی کا بھروسہ نہیں ہے دنیا میں کبھی مولانا چندہ کا اعتبار نہ کرے۔

(آپ کا ادنیٰ غلام سید عباس حسین بدایونی)

بجنور

(۱) جسقدر مشکلات ایک عمارت کے تعمیر کرانے یا کسی جلسہ کو بارونق بنانے میں درپیش ہوتی ہیں اُتنی مشکلات اُس مکان کو مسمار کرنے یا اُس جگہ کے منظر کو اُجاڑنے

میں نہیں حائل ہوتیں۔ خاکسار کا مقصد مذکورہ مثالوں سے یہ نکلتا ہے کہ خواجہ صاحب نے جو عنانِ تبلیغ اپنے ہاتھ میں لی تھی اور آنجناب اُس کو ہمت و شجاعت اور استقلال سے سرانجام دے رہے تھے اور جسکا نتیجہ بہت کامیاب ہوا۔ اور دشمنانِ دین پر یہ اچھی طرح سے روشن ہوگیا کہ مذہب اسلام میں اب بھی ایسے شیدائی اور روح پھونکنے والے مسلمان موجود ہیں جو اپنی قوم کے کانوں میں ایک آواز پھونکنا چاہتے ہیں تو قوم اُس آواز کو اپنے دل میں محبت کے ساتھ جگہ دیتی ہے اور پوری مستعدی سے اُس پر کاربند ہوجاتی ہے۔ مثال کے طور پر کمترین سال گذشتہ کے اُس اعلان کو جو کہ آتش بازی کے انسداد کے متعلق ہمارے تبلیغی شیر خواجہ حسن نظامی صاحب نے شائع فرمایا تھا اور جسکا اندازہ ناظرین خود کر سکتے ہیں کہ وہ کس قدر اہم کام تھا جو کہ ایک کھیل اور تماشے سے تعلق رکھتا تھا اور جسکے شائقین بہت زیادہ وہ لوگ تھے جو جاہل اور اُس کے نقصان کو اپنے ذہن میں نہیں لا سکتے تھے لیکن خواجہ صاحب کی اُس جادو بھری آواز کو اسقدر جلدی قبول کیا کہ جسکا قبول کر لینا بہت ہی مشکل کام تھا۔ خواجہ صاحب کی اُس نصیحت کو مان لینے سے اِس مفلس قوم کا لاکھوں روپیہ کا فائدہ ہوگیا۔ اسی پر کیا منحصر ہے اور دسیوں بیسیوں مثالیں آنجناب کے کام کی ایسی ہی موجود ہیں کہ جن کے اوپر کاربند ہونے سے بہت ہی نفع اِس قوم کو حاصل ہو سکتا ہے۔

برادرانِ اسلام! آپ کو معلوم ہے کہ عرصہ بیس پچیس روز سے جو باہمی جنگ مولانا محمد علی صاحب اور شیر تبلیغ خواجہ حسن نظامی صاحب کے درمیان ہو رہی ہے اُس نے ہماری مذکورہ خوشیلوں پر کچھ پژمردگی کے آثار نمایاں کر دیے ہیں جسکے باعث دشمنانِ دین کو ہنسنے کا موقع مل گیا ہے۔ مگر اُن کو واضح رہے کہ اُن کی یہ خوشی اور ہنسنا زیادہ عرصہ تک نہیں رہ سکتا ہے۔ ہمارے رہبرانِ قوم کے آپس کے قصے ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ دو چار روز ہی میں فیصل ہو جائیں گے اور انہیں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑے گا ۔

فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا ۔۔۔ کہ بدلے میں جسکے رُلانے لگا

(خاکسار مرزا سبحان بیگ بجنور)

(۴) حضور والا نے زر کثیر خرچ کر کے حسبۃً للہ تبلیغی کام کو نہایت مستعدی، کوشش اور محنت سے انجام دیا ہے خدا چاہے دونوں جہان میں حضور والا کو اس کا اجر ملیگا۔ آپ دشمنانِ اسلام کے پوچ اور لچر حملوں سے آزردہ خاطر نہ ہوں بلکہ اس زمانۂ ارتداد میں پہلے سے زیادہ کوشش جاری رکھیے۔ سال گذشتہ میں بزمانہ شبرات حضور والا کی تحریک نے بڑی کامیابی پائی تھی اور کمترین نے بھی اپنے چند بھائیوں کی ہمراہی میں تمام شہر میں گشت لگا کر ایک نظم لینے لب و لہجہ میں پڑھ پڑھ کر سُنائی تھی۔ تمام شہر بلکہ قصبات اور دیہات میں بھی پچانوے فیصدی کا اثر پایا گیا تھا اور اب پھر وہی وقت قریب آ رہا ہے۔

حقیقت میں حملہ آور اشخاص سیاسی خیالات کے ہیں تبلیغی ذرائع اور سچی محبت نے مطلق اُن کو چھوا تک نہیں۔ تکبر، غیض و غضب اور حسد اُن کی گھٹی میں بھرا ہوا ہے۔ کڑھی کا سا یہ بھی اُبال ہے انشاءاللہ تعالیٰ بہت جلد بجھ جائیگا۔ چونکہ آنجناب خدائی کام میں لگے ہوئے ہیں پس خدا تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھیے اور انجام پر نظر رکھیے۔ انشاءاللہ تعالیٰ آپ کی فتح ہوگی۔ افسوس صد افسوس ہے کہ اس آزاد زمانہ میں اکثر کم عقل خود پسند آدمی ایسے صوفی خداپرست اولاد رسول پر بھی بیجا اور جاہلانہ حملے کرتے رہتے ہیں کہ جن کے دُہرانے سے مجھے شرم آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو ہدایت کی توفیق عطا فرما دے آمین اور آپ بھی اُن کے حق میں دعائے خیر فرما دیں۔ زیادہ حد ادب

(عاصی قاضی علی حسین دبیرا)

بشنپورہ - گورکھپور

(۱) اخبار منادی میں آپ کے اور محمد علی صاحب کے درمیان جنگ دیکھ کر کلیجہ پاش پاش ہو جاتا ہے۔ خیر مرتضیٰ مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ چونکہ ہر ایماندار مسلمان کو تبلیغ پسند ہے اسلیے میں اور میری رائے آپ کے ساتھ ہے۔ والسلام

(ہدایت حسین ددواہی)

(۲) بجواب استفسار اخبار منادی مورخہ یکم دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء میں دو میرے لڑکے و لڑکیاں

وگھر کے لوگ اور میرے بھائی اہل اسلام سب متفق الرائے اس بات کے جواب میں یہی کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو خدا و رسول و قرآن شریف وکعبہ شریف بمقابلہ محمد علی صاحب کے ہر طرح سے پیارا ہے وغالبًا ہر مسلمان کو پیارا ہوگا۔ محمد علی صاحب کے اس طرح کے الفاظ مجمع عام میں استعمال کرنے سے اظہار افسوس کیا جاتا ہے۔

(نیازمند نظیر احمد خاں ۔بشیر احمد خاں ۔عزیز احمد خاں پسران نظیر احمد خاں ۔خیر النسا۔ نجب النسا۔ شمس النسا۔ عبدالوہاب کیمپ محرر ۔ اسمٰعیل خاں ۔ عبدالغفور، عبدالعلیم)

گورکھپور

واضح ہو کہ نومبر سے مسٹر محمد علی کے بیجا الزامات اور آپ کے جوابات کو خوب غور سے ہم لوگ پڑھتے رہے۔ افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ محمد علی ایسے تعلیم یافتہ آدمی اپنے قلم سے ٹکسال کی ڈھلی ہوئی گالیاں اخبار میں شائع کرکے مسلمان ایسی مہذب قوم کے لیڈر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور نہ صرف آپ کو بلکہ بزرگان دین کو بھی خوب پانی پی پی کے گالیاں دی ہیں۔ کیا اُن کو معلوم نہیں کہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے تین سال کی خدمت میں ۳ لاکھ ۴۹ ہزار سات سو تبلیغیں کتابیں شائع کیں جسمیں تخمینًا ۲ لاکھ کتابیں مفت تقسیم کی گئیں اور ڈیڑھ لاکھ کے قریب نصف قیمت پر اور لاگت وصول کرنے کی غرض سے فروخت ہوئیں ونیز ہزاروں قسم کے تبلیغی اشتہارات لاکھوں کی تعداد میں ہندوستان کے ہر شہر۔ قصبہ اور گاؤں میں چھپاں اور تقسیم ہوتے رہے اسکے علاوہ خواجہ صاحب بذاتِ خود ہندوستان کے ہر بڑے شہر میں جاکر اسلام کی منادی کرتے رہے اور اس کا خرچ خود برداشت کرتے ہیں جس کے شاہد دوست اور دشمن سب ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت رامپوری محمد علی کے پاس کوئی کام نہیں ہے تو ایک غریب اور اسلام کے شیدائی سید پر ہاتھ صاف کرنا شروع کردیا۔ مسٹر موصوف کو چاہیے کہ جلد از جلد اپنے گناہوں سے اقرار کرکے توبہ کرلیں ورنہ معلوم نہیں کس وقت موت آجائے۔ ہم لوگوں کو قرآن اور کعبہ دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ہے۔ آپ تبلیغ کو پہلے سے زیادہ

کوشش کے ساتھ جاری رکھیے۔ (ہم لوگ ہیں آپ کی دعا کے طالب۔ غلام حیدر نظامی

محمد عبدالرشید سوداگر گورکھپور۔ فقیر اللہ۔ شیخ عبدالشکور۔ رحمت اللہ۔ حکیم مولا بخش

دلدار حسین خاں)

میرٹھ

(۱) آپکے اخبارات بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھے جا رہے ہیں۔ ہر مسلمان کے قلب میں قرآن کعبہ اور ایمان پیارا ہے جسکا قلب اس سے خالی ہے وہ اسلام سے خالی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حق پر قائم رکھکر فتح نصیب فرمائے اور آپ کو تبلیغی خدمت کے لیے زندہ رکھے۔ (آپکے تبلیغی کاموں کا قدردان جمیل الدین)

(۲) آج کل آپ کے اوپر جو گولہ باری ہو رہی ہے وہ حقیقت میں آپ کی ذات پر نہیں ہے بلکہ آپ کے تبلیغی کام پر ہے۔ اگرچہ آپنے خدا کے فضل وکرم سے متانت کے ساتھ جوابی فرض ادا کر دیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ معنوی حیثیت سے ایک بڑی تبلیغی خدمت ادا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مظفر و منصور فرمائے اور اس جنگ کا انجام سب مسلمانوں کے لیے بہتر ہو۔ (میں ہوں خادم تبلیغ محمد فقیہ الدین)

(۳) میں ۱۰ ار نومبر سے مسلسل ان تمام واقعات کو جو مسٹر محمد علی صاحب اور ان کے ہوا خواہ ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا کر آپ کی۔ مسلمانوں کی اور دنیائے اسلام کی مخالفت میں لکھ رہے ہیں پڑھتا رہا۔ میں نے آپ کے اُن تمام جوابات کو بھی جو "پیشوا" وغیرہ میں شائع کیے ہیں پڑھ چکا ہوں۔ میں نے اس معاملہ میں خیاشتاک غور کیا اور عمائدین شہر کے خیالات معلوم کیے وہ سب ہر حیثیت سے مسٹر محمد علی کو قصوروار سمجھتے ہیں اور انکی اس حرکت کو موجودہ صورت میں مذہب اور قوم کے لیے نہایت مضرت رساں خیال کرتے ہیں اور آپکے دامن کو ان تمام الزامات سے بالکل پاک خیال کرتے ہیں اور آپ کو مشورہ دیتے ہیں کہ آپ فوراً اسلام کا سب سے زیادہ ضروری اور اہم "تبلیغی" کام شروع کر دیجئے گا۔

(سجاد حسین رئیس دیوبند۔ شہر میرٹھ)

ڈاسنہ غازی آباد

میں آپ کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس وقت تک تبلیغ کے کام کو جاری رکھا اور دشمن اسلام کو کبھی موقعہ اُبھرنے کا نہ دیا۔ لیکن آج مولانا محمد علی تمام اسلام کو آریہ بنوانا چاہتے ہیں جو اُنھوں نے ایک ذرا سے خط کو اسقدر طول دیا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ انھوں نے اپنے دل میں سوچ لیا ہے کہ حسن نظامی اس خط کے جھگڑوں میں پڑجائیگا اور اسکی تبلیغ کا کام بند ہوجائیگا۔ بھائی یہ اپنے نام کے مولانا محمد علی ہیں چاہے کچھ ہو ان کو اپنے حلوے مانڈے سے غرض۔ خدا کے واسطے ان کے خیال میں آنکر کہیں آپ تبلیغ کے کام کو نہ چھوڑدیں اس کو آپ جاری رکھیں۔ سب کو اسلام پیارا ہے اور اسکا محافظ پیارا ہے لیکن محمد علی پیارا نہیں۔ (میں آپ کا غلام سید مصباح الانبیاء)

مراد آباد

میں رسالہ درویش کا عرصہ ساڑھے تین سال سے اور اخبار منادی کا عرصہ دو ماہ سے خریدار ہوں۔ ہر دو اخبار میرے اہل محلہ بڑے ذوق شوق سے پڑھتے اور اسپر عمل کرتے ہیں۔ اس اثنا میں جناب کی شخصیت سے خصوصًا اور جناب کی تحریک سے عمومًا کما حقہ واقفیت ہوگئی ہے۔ اور جناب کی تحریک سے گہری ہمدردی اور دلچسپی رکھتے ہوئے آپکے وجود پر بجا طور پر فخر و ناز کرتے ہیں۔ مسٹر محمد علی سے یکایک جنگ چھڑ جانے سے جو صدمہ ہمکو ہوا ہے وہ احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ کچھ اس وجہ سے نہیں کہ (خدانخواستہ) آپ ان کے مقابلہ میں کمزور پڑینگے بلکہ اسوجہ سے کہ آجکل اسلام کی خصوصًا اور مسلمانوں کی عمومًا جیسی نازک حالت ہو رہی ہے اس سے ہر سمجھدار مسلمان جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہے خود محسوس کرتا ہے۔ اسپر آپس کی خانہ جنگی جس کی ابتدا مسٹر محمد علی نے اپنی نادانی اور کسی خاص مصلحت سے کی ہے جو کچھ رنگ نہ دکھائے وہ تھوڑی ہے۔ آپ کے اور مسٹر محمد علی کے بیانات پڑھ کر ہم اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ جو کچھ الزامات مسٹر محمد علی نے جن فحش الفاظوں میں اپنی تہذیب اور قابلیت اور پوزیشن کا مضحکہ اڑاتے ہوئے محض آپکے روزافزوں

اقتدار اور تبلیغ کا خاتمہ کرنے کے لیے آپ پر لگائے ہیں۔ اس سے بخدا آپ بالکل بری الذمہ اور پاک و صاف ہیں۔ یہ تو رہا ہمارے محلہ کا فیصلہ ہم امید کرتے ہیں کہ تمام ہندی مسلمان اگر ان میں ذرہ برابر بھی ایمان اور انصاف اور خوف خدا ہے تو انشاء اللہ وہ ہمارے ہی فیصلہ پر گامزن ہونگے۔ ایسی حالت میں اگر آپ تبلیغی کام سے دست بردار ہوئے جیساکہ عزیزوں کے اخبار میں آپنے اپنے ارادہ کا اظہار کیا ہے تو ہم حشر کے دن دامنگیر ہونگے۔ اور خدا سے فریادی ہونگے کہ پروردگار! جبکہ اسلام پر کفار کی چاروں طرف سے یورش ہو رہی تھی تو اسوقت تیرے بندے حسن نظامی نے محض تیرے ہی لیے اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو تمام کفاروں کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے بچا لیا تھا، اس ابتدائی عروج کی حالت میں تیرے ہی ایک اور بندے نے جسکو بدقسمتی سے اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے تیری وحدانیت پر ناز تھا حسن نظامی کے روزافزوں اقتدار سے متاثر ہوکر ان کی تحریک کو تباہ کرنے کے لیے اسلام کے دشمنوں سے ملکر ناجائز جنگ کی۔ اور باوجودیکہ حسن نظامی کی آواز پر لبیک کہنے کے لیے تمام ہندی مسلمان تیار رہتے حسن نظامی خدمت اسلام سے دست بردار ہو گئے اور مسلمانوں کو مثل سابق کے ڈوب جانے دیا۔ لہذا آپ اپنا کام جاری رکھتے ہوئے مسٹر محمد علی کے واسطے دعا کیجئے کہ خدا انھیں نیک ہدایت دے تاکہ وہ مسلمانوں کی موجودہ حالت کو سوچیں اور اسپر عمل کریں۔ زیادہ حد ادب (خادم لیاقت علی گارڈ)

حافظ ذوالفقار حسین۔ سید افتخار حسین۔ سید قاسم علی وکیل۔ عبدالعزیز خاں خلیل الرحمن خاں۔

سنبھل مراد آباد

(۱) اس باہمی نقصان رساں تنازعہ میں اگر منشی محمد علی صاحب نفسانیت سے کام لیکر بقول آپکے اس تبلیغ کی عمارت کو ڈھانا چاہتے ہیں کہ جسکو درحقیقت آپنے اپنی عظیم کوشش اور جانفشانی سے استحکام کو پہونچا دیا ہے ان کی ایک صریح غلطی ہے۔ جب آپ مسلمانوں کو اپنے دلی خیالات اور اپنے

حلفیہ بیان سے اپنی بے قصوری کا اعلان دیکر اطمینان دلا رہے ہیں تو منشی صاحب موصوف کو ایک مسلمان کے حلفی بیان کو ضرور صبر و سکون سے سچا سمجھ کر خاموشی اختیار کر لینی چاہیے اور نفس پرستی اور ضد سے دست برداری کر لینی چاہیے۔ کوئی مسلمان صاحب ہوں ضد اور نفسانیت کو معاملہ میں نہیں لانا چاہیے۔ جناب اب تک جو کچھ تبلیغ کے مفید کام میں مساعی جمیلہ صرف فرما رہے ہیں وہ ضرور قابل قدر ہیں اللہ پاک آپ کو اس کار خیر کا اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ منشی محمد علی صاحب جو آج کل کانگریس کے سرتاج اور بڑے ہمدرد ہیں نیاز مند اپنی سمجھ کی موافق ان کے اس خیال کا عرصہ سے اخبارات میں مخالف ہے کیونکہ سر سید مرحوم کے تجربہ کی موافق کانگریس پر مسلمانوں کو بھروسہ کرنا یا اُس میں شریک ہونا ایک غلطی ہے بلکہ مسلمانوں کو اپنی قوت اور اپنے پاؤں سے خدا کے بھروسہ پر کھڑا ہو کر کوشش اور ترقی کرنا چاہیے۔ دوسروں کے بھروسہ اور امداد پر مسلمان ترقی کے زینہ پر قدم نہیں رکھ سکتے۔ باقی آئندہ

(سید مہدی حسین از سنبھل ضلع مراد آباد)

(۴) میرے قلب کو نہایت صدمہ ہے کہ خواجہ صاحب نے اپنی صفائی قلب سے جب حلف نامہ چھاپ کر اطمینان دلا دیا تو پھر منشی محمد علی صاحب کیا معنی کوئی مومن مسلمان اس کے قبول کرنے سے انکار نہیں کر سکتا۔ منشی محمد علی صاحب کو اپنے بابرکت کا نام کا پاس اور ادب چاہیے کہ اُن کا اسم گرامی محمدؐ اور علی سے مرکب ہے، اور خواجہ صاحب حضرت محمدؐ رسول خدا اور حضرت علی کرم مرتضیٰ کی آل اور اولاد ہیں۔ منشی صاحب کی سعادت دارین محض رسول خدا کے عشق اور محبت سے ہے۔ آل رسولؐ اور اولاد علی سے محبت رکھنا ہر مسلمان کا ایمان ہے۔ جو ان کا مخالف ہے وہ خدائے برتر عز و جل کا مخالف ہے۔ بے ان کے تو مقبول عبادت نہیں ہوتی۔ نام ان کا نہ ہو جسمیں وہ طاعت نہیں ہوتی۔ میں محض خلوص دل سے خداوند کریم کی درگاہ میں داعی ہوں کہ خداوند تو رحیم و کریم ہے اپنی رحمت اور کرم سے منشی محمد علی صاحب کے دل میں محبت رسول خدا اور ان کی آل پاک اور اولاد علی مرتضیٰ جسقدر ہے اور زیادہ عطا فرما اور اپنے کرم اور فضل سے

باہم خواجہ صاحب اور محمد علی صاحب محبت اسلامی قائم کرا اور مزید توفیق خیر عطا فرما آمین ثم آمین

(حاجی ورقم سنبھلی وقائع نگار رہیلکھنڈ)

---

(۴۳) میں دیہات میں گیا ہوا تھا۔ وہاں سے آکر منادی و اخبار عزیبوں کا دیکھا بہت افسوس ہوا کہ محمد علی آپ کی شان میں اس قدر بیجا اور غیر موزوں الفاظ سے تحریر کریں۔ یہ بھی ایک قسم مار آستین ہو گئے۔ ۳۰ دسمبر ۲۶ء تک اس معاملہ میں ضرور تحریر فرمائیے۔ بندہ ہر خدمت کے واسطے تیار ہے اور سب جانتے ہیں کہ جناب کسی سے چندہ اپنی ذات کے واسطے نہیں طلب فرماتے۔ یہاں بکثرت آدمی آپ کے ساتھ ہیں جب میں نے ان کو یہ اخبار سنایا ہے اور چسپاں کیا ہے۔

جو قوم اور مذہب پر یہ اعلان کرتا ہے کہ ایک رہو ورنہ تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اُسکے یہ لیڈر کیسے ہو سکتے ہیں۔ تمام امور اسلام کے خلاف نہ کعبۃ اللہ کی توقیر۔ خدا ایسے گندم نما جو فروشوں سے بچائے زیادہ کیا لکھوں خصوصاً سادات کے بارے میں وہ الفاظ ہر ایک لفظ تیر و نشتر کا کام دیتا ہے۔ (محبوب نظامی)

الہ آباد

(۱) ہم مکان پر موجود نہیں تھے اب ہم لکھتے ہیں کہ ہم کو قرآن اور کعبہ پیارا ہے جو شخص ایسا کلام کہے اُس پر خدا کا غضب آوے اور آپ کے بتانے والوں کے واسطے پنجوقتی نماز میں دعا ہوتی ہے۔ اور مولانا حسن نظامی صاحب کو اور جتنے مسلمان ہوں ہمارا سلام بہت قبول ہو۔ (حافظ دین محمد)

---

(۲) یہ آپ کا خادم ہر طرح سے آپ کی غلامی میں حاضر ہے۔ مولانا محمد علی رامپوری کی سخت کلامی ناقابل برداشت ہے۔ خدا سے دعا کرتا ہوں کہ ان کو زبان بند کرنے کی توفیق عطا فرمائے [illegible] اس ناجائز حرکت سے باز آئیں اور جو کلمات انہوں نے [illegible] کی [illegible] سے واپس لیں اور [illegible]

خط [illegible] [illegible]

غریبوں کے اخبار میں شائع کرا دیا جائے۔(عبدالحمید نظامی)

اہلیہ عبدالحمید کی جانب سے باادب گذارش ہے۔اس خادمہ کا یہ خیال ہے کہ جو شخص کعبہ اور قرآن پاک کی بے حرمتی مجمع عام میں کرے وہ مسلمان تو کیا ہے بلکہ جانور ہے۔میرا ایمان کعبہ اور قرآن کے ساتھ ہے۔

(۳) ہم مندرجہ ذیل مسلمانان آپکے اخبار منادی مورخہ یکم دسمبر ۲۶ء کو پڑھکر بہت متاثر ہوئے۔کعبہ اور قرآن پاک ہمارا ایمان ہے۔اُن کی تعظیم اور توقیر ہماری نجات کا سبب ہے۔ہم لوگ دل سے اُس شخص سے نفرت کرتے ہیں جو کعبہ اور قرآن پاک کی توہین کرے۔یا اُن کی تعظیم جائز نہ سمجھے۔اگر مولانا محمد علی رامپوری نے وہ الفاظ زبان سے نکالے ہیں جو اخبار منادی میں درج ہیں تو ہم اپنے عقیدہ کے مطابق اُن کو اپنا مسلمان بھائی نہیں سمجھتے اور دُعا کرتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ ہم غریبوں کا حشر ایسے شخص کے ساتھ نہ کرے۔

احمد حسین۔بشارت۔محمد حفیظ۔عبدالرحمٰن۔نبیرالدین۔عبدالعزیز۔احمد حسین یحییٰ پور۔کریم بخش۔محمد حنیف۔عبدالحمید

یحییٰ پور ضلع الہ آباد

چند سال پہلے جبکہ مولانا محمد علی صاحب نے خلافت کا جھنڈا سرزمین ہندوستان میں بلند کیا اور دیس دیس شہر شہر قریہ قریہ اسکی شورش پھیلائی اُس وقت خاص طور سے چندہ وصول کرنے کا اہتمام کیا گیا تھا۔خلافت انگورا اور سمرنا فنڈ کے واسطے چندے وصول کیے جاتے تھے غربا تلی مزدور پیشہ سے لیکر اُمرا اور رؤسا تک میں کوئی ایسا نہ بچا جس سے چندہ وصول نہ کیا گیا ہو۔زیادہ تر غربا پر دباؤ ڈالا گیا۔میں حلف سے بیان کر سکتی ہوں کہ میرے محلے میں غریب عورتوں سے نہایت بے دردی کے ساتھ چندہ وصول کیا گیا۔بھولی عورتوں کو سبز باغ دکھلایا اور سمرنا خلافت کا معاملہ بیان کر کے اس بات کی تحریک کی کہ فاقہ کر کے چندہ دینا چاہیے اور مستورات اپنے کو نگی بوچی کہہ کے زیورات اور کپڑے تک دیدیں۔چنانچہ میں نے

خود اپنے زیورات اُتار دے اور میری اور بہت سی بہنوں نے ایسا ہی کیا ۔ محلہ کی کوئی عورت ایسی نہ بچی کہ جس سے کوئی نہ کوئی زیور یا برتن علاوہ نقد کے چندہ میں نہ لیا گیا ہو ۔ میں بہت درد کے ساتھ بیان کرتی ہوں کہ اکثر مکانات میں کھانا پکانے اور کھانے کے لیے برتن تک نہ رہ گئے ۔ اس چندہ کو تو میں یہ نہیں کہہ سکتی کہ ہمارے لیڈروں نے کیا کیا لیکن جہاں تک سُنا گیا یہی معلوم ہوا کہ ہمارے مکرم اور پیشوا لیڈر مولانا محمد علی صاحب ریل کے اوّل درجہ میں شہر بشہر سیر کیا کرتے تھے اور پلاؤ قورمہ وغیرہ اس چندہ کے بدولت اُڑایا کرتے تھے ۔ اور بہت ممکن ہے کہ اسی چندہ کی بدولت اُنہوں نے اپنے غسل خانہ کا فرش منگوایا ہو جسے اب وہ خانہ کعبہ کے فرش سے بہتر بیان کرتے ہیں ۔ میرا بہت ادب کے ساتھ یہ سوال ہے کہ آیا بحیثیت لیڈر اور پیشوا ہونے کے ان کا یہی کام تھا کہ غریب مسلمانوں کو لوٹ کر اپنا گھر بناویں اور پیٹ بھریں اور کوئی اصل مقصد پورا نہ کیا جائے ۔ میری ناقص سمجھ میں تو ان کے سارے جدوجہد کا نتیجہ محض اپنی نفس پرستی کے لیے تھا کیونکہ آج میں دیکھتی ہوں کہ سوا نقصان کے کوئی فائدہ ہم مسلمانوں کو نہ پہونچا ۔ میں حلف سے بیان کرتی ہوں کہ میرے پڑوس اور خاص میرے خاندان کے کئی نوجوان لڑکے گورنمنٹ کی ملازمت چھوڑ کر محض مولانا محمد علی کے چکمہ میں آکر جیل کی سزا کاٹی اور ہمیشہ کے لیے تباہ و برباد ہو گئے ۔ ان کو محض جیل کی سزا ہی نہ ہوئی تھی بلکہ پچاس پچاس سو سو روپیہ جرمانہ بھی ہوئے تھے جو کہ گورنمنٹ نے گھر کا بقیہ اساسہ جو اسمرنا اور خلافت کے فنڈ کے بعد بچا تھا نیلام کر کے جرمانہ وصول کیا ۔ جیل کاٹنے کے بعد جو لڑکے واپس آئے تو انھیں کوئی دوسری ملازمت نہ ملی ۔ گھر چھوڑ کر ان میں سے بعض بھاگ گئے اور آوارہ گشتی میں مبتلا ہیں ۔ میں اللہ میاں سے بھروسہ اور امید کرتی ہوں کہ اسکا اجر مولانا کو روز قیامت دے ۔ اب جو انھوں نے خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ کے خلاف جھگڑا اُٹھایا اسکا معلوم نہیں کیا انجام ہو ۔ کیونکہ یہ تو کسی طرح ممکن نہیں ہے کہ اگر خواجہ صاحب کا خط جو آج سے آٹھ برس پہلے لکھا گیا تھا ریاست حیدرآباد

کے خلاف ہوتا تو گورنمنٹ اتنے عرصہ تک خاموش ہرگز ہرگز نہ رہتی۔ اُسی وقت کوئی نہ کوئی کارروائی شروع کر دیتی۔ اب جو گورنمنٹ نے جھگڑا ریاست کے ساتھ لگایا ہے وہ میری سمجھ ناقص میں ریاست برار کی واپسی کے سوال پر پیدا ہوا۔ مولانا محمد علی صاحب جو اسکی بنا خواجہ صاحب کا خط سمجھتے ہیں بالکل بے بنیاد بات ہے۔ کیا یہ خط گورنمنٹ کے قبضہ میں اسکے پہلے نہ تھا۔ اگر کچھ کرنا ہوتا تو پہلے ہی سے کچھ کر گذرتی۔ مولانا صاحب نے خواجہ صاحب پر بلا وجہ یہ بہتان باندھا ہے جسکی وجہ بجز اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتی کہ وہ اپنے دوست آریہ سماجی اور ہندوؤں کو خوش کر کے کچھ وصول کریں اور اپنا پیٹ بھریں جیسا کہ ان کا پرانا دستور ہے۔

میری استدعا ہے کہ آپ اِس میرے خیال ناقص کو غریبوں کے اخبار میں شائع کرا دیجئے تاکہ میری بھولی بہنیں مولانا کے شر سے آئندہ بچیں۔

رقیمہ ادب اہلیہ عبد الحمید۔ یحییٰ پور۔ الہ آباد۔

پالی ضلع ہردوئی

(۱) مولانا محمد علی رامپوری نے کعبہ و قرآن شریف کے متعلق جو نامناسب اور دل آزار فقرات استعمال کیے ہیں اُن سے میں اپنی پوری بیزاری ظاہر کرتا ہوں۔ میں کعبہ و قرآن کے ساتھ ہوں اور رہونگا کیونکہ ان پر میرا ایمان ہے۔ محمد علی مذکور جنھیں اب ابلیس پرشاد کہنا چاہیے دونوں جہان میں رسوا ہونگے۔ والسلام۔

(راقم سید عزیز حسن رضوی۔ بی۔ اے سب ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع ہردوئی)

(۲) میں کعبہ و قرآن کے ساتھ ہوں اور رہونگا۔ یہی میرا ایمان ہے۔ محمد علی رامپوری نے جو سخت الفاظ ان متبرکات کی شان میں استعمال کیے ہیں اُن کا حشر دشمنان دین دشمنان خدا و رسول کے ساتھ ہو۔ میں اُن سے سخت بیزاری ظاہر کرتا ہوں۔

(سید حسین ساکن قصبہ پالی و ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ ہردوئی)

(٣) آپ کے یہاں سے جو پرچہ منادی یکم دسمبر ۱۹۲۶ء کو شائع ہوا ہے اُس میں رامپوری محمد علی کے چند الفاظ قرآن مجید اور خانہ کعبہ کے متعلق بُرے الفاظ میں استعمال کیے ہیں۔ اگر انہوں نے ایسا کیا ہے تو وہ قطعی مسلمان نہیں ہیں۔ اور میں ان کے خیال کے خلاف اور قرآن شریف اور خانہ کعبہ کے ساتھ ہوں اور وہی میرا دین ایمان ہے اور اس کی عزت و قعت ہر مسلمان کو لازم ہے۔ (شرافت حسین ساکن قصبہ پالی)

(۴) بجواب اخبار منادی مورخہ یکم دسمبر ۱۹۲۶ء عرض ہے کہ محمد علی رامپوری نے جو دل آزار فقرات کعبہ و قرآن شریف کے متعلق استعمال کیے ہیں اُن سے میں اپنی بیزاری ظاہر کرتا ہوں۔ میں کعبہ و قرآن شریف کے ساتھ ہوں اور رہونگا۔ اور میرا عقیدہ ہے کہ محمد علی رامپوری ان فقرات کے استعمال کے بعد مسلمان نہیں رہے۔

(خادم الخدمت و فنر علیخاں مدرس مدرسہ رتن پور ضلع ہردوئی پوسٹ پالی)

(۵) حقیقت میں ایسا شخص کسی طریق سے مسلمان کہنے کا مستحق نہیں ہو سکتا کہ جس شخص کی زبان سے ایسے الفاظ ادا ہوں کہ چاہے ہندو قرآن کو و نیز کعبہ کو ٹھکرا دے مگر میں اس پہ ہاتھ نہیں اٹھا سکتا۔ ایسی حالت میں میں محمد علی صاحب رامپوری کو جب تک کہ وہ صدق دل سے تائب نہ ہو کسی طرح پر ساتھ نہیں ہو سکتا اور نہ اسلامی حیثیت سے ان کو اپنا بھائی تصور کرتا ہوں اور میں قرآن پاک اور خانہ کعبہ کا حامی ہوں۔

(امجد علی ہیڈ ٹیچر پرائمری بازار پالی ہردوئی)

شاہ آباد ضلع ہردوئی

میں درحقیقت کعبہ و قرآن شریف کا ساتھی ہوں۔ اور واقعی اسی پہ میرا ایمان مبنی ہے۔ اگر واقعی محمد علی صاحب نے جو ایسے بیہودہ الفاظ خلاف اصول شرع نکالے ہیں۔ میں بالکل ان کے خلاف ہوں اور نفرت کرتا ہوں۔ یا اللہ رامپور کے محمد علی صاحب کو ہدایت دے کہ وہ توبہ کریں۔ ورنہ عذاب سخت میں مبتلا ہوں۔ (خادم محمد بشیر خاں۔ قصبہ شاہ آباد ضلع ہردوئی)

محمود آباد ضلع سیتاپور

محمد علی رامپوری نے کعبہ معظم اور قرآن مکرم کی نسبت جو الفاظ ناشائستہ استعمال کیے ہیں اُن سے میں بیزاری ظاہر کرتا ہوں۔ اِن متبرکات پر میرا اور نیز جملہ مسلمانان کا ایمان ہے۔ میں ان متبرکات کے ساتھ ہوں اور رہونگا۔ محمد علی رامپوری سے مجھ سے کوئی واسطہ نہیں ہے کیونکہ اُن کا مسلک میرے مسلک سے جدا ہے۔ میرے خیال بلکہ عقیدہ میں ان الفاظ کے استعمال کے بعد وہ مسلمان ہی نہیں رہے ہیں۔ فقط والسلام

(محمد سمٰعیل خاں بقلم خود ساکن املیا ڈاکخانہ محمود آباد ضلع سیتاپور)

آگرہ

(۱) عرض خدمت میں یہ ہے کہ منادی یکم دسمبر کا پرچہ نظر سے گذرا جو کہ نومسلم تبلیغی جماعت کے ممبروں کو اور مسلمانان نائی کی منڈی آگرہ کو سنا دیا گیا اور یہ پرچے منادی کے لائبریری کی دیواروں پر لگا دیے گئے۔ مسلمانان آگرہ محمد علی سے بہت متنفر ہو گئے ہیں یہاں تک کہ مضمون "ہر مسلمان جواب دے" والا صفحہ پڑھتا ہے تو محمد علی کو نہایت بُری بُری گالیاں دیتا ہے۔ اس مضمون کو نومسلم جماعت کی طرف سے دوبارہ چھپوا کر تقسیم کیا جائے گا اور عنقریب ایک پبلک جلسہ محمد علی کی اس فرعونی حرکت کے خلاف کیا جائے گا جسکے اشتہار وغیرہ چھپوانے روانہ کر دئے گئے ہیں۔ اس کافر نما "ہمدرد" نے قرآن اور کعبہ کے مقابلہ میں ایک مشرک اور کافر کو اچھا بتلایا...... میں ۹ دسمبر کی رات کو سیتاپور جلسہ میں جا رہا ہوں وہاں سے آگرہ پہونچنے پر یہاں ضلع بھر میں ان اشتہارات سے پروپگنڈا شروع کر دینا ہے۔ اس چھوٹے "ہمدرد" کو معلوم ہو جائیگا کہ میں نے کس چیز اور کس ہستی سے چھیڑ خانی کی یہ خط اگر شائع نہ ہو تو اچھا ہے۔

(نومسلم پادری عبدالقدیر)

(۲) آپ پر جو کچھ حملے ہوئے اور ہو رہے ہیں کچھ میں نے سُنے اور کچھ درویش میں پڑھے بیساختہ میرے مُنہ سے یہ نکلا "اللہ نظامی کو استقلال دیجو" ؎

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد   میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

برادرم یہ تمہاری میراث ہے۔ حقنہ ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ۔ صبر و شکر کے سوا حکایت و شکایت زبان پر نہ لانا۔ استقلال کو ہاتھ سے نہ دینا۔ آخر ش کب تک ؎

زباں کھولیں گے جیجیب بزباں کیا بدشعاری ہے   کہ میں نے خاک بھر دی منہ میں اُن کے خاکساری ہے

اللہ کو بے نیازی پسند ہے۔ بے نیازی سے وہ راضی ہے۔ اور جب وہ راضی ہے تو پھر کہاں کے قاضی (حقیر فقیر سعید الدین سجادہ نشین حضرت سیدنا شاہ امیر امجد مجددی آگرہ)

اعتماد پور ضلع آگرہ

یہاں پر شعبان کے مہینے سے ایک انجمن تبلیغ الاسلام قائم ہے۔ ہم کارکنان انجمن تبلیغ کے واسطے جان و مال سے حاضر ہیں اور ہم یہاں کے تبلیغی کام کے واسطے آپ ہی کو پیشوا سمجھتے ہیں اور آپ ہی کے حکم پر کام ہوتا ہے۔ اخبار "ہمدرد" دہلی ۳۰ نومبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۲۔ کالم ۲ و ۳ میں حضرت علی رض اور حضرت فاطمہ رض پر جو حملہ و توہین کی گئی ہے اُس کو پڑھ کر دل کو از حد صدمہ و رنج پیدا پیدا ہو گیا۔ ہم اہل بیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان و مال و اولاد قربان کرنے پر آمادہ ہیں۔ جمعہ گذشتہ میں مسلمانان قصبہ کو یہ جو گذشتہ مضمون سنایا گیا تو چاروں طرف سے لعنۃ اللہ کی صدائیں بلند ہوئیں اور کل مسلمانان کی یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسکو راہ راست پر لاوے۔ اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حملہ اور توہین کا مضمون اگلے جمعہ کو سنایا جائیگا اور حضور والا کی خدمت میں عرض کر دیا جائیگا۔

(کارکنان انجمن منشی عبد الکریم و عبد الغفور و ننھے و عبد المجید خاں و بابو و بشیر الدین و عبد الکریم خاں و ظہور الدین و عبد اللطیف سکریٹری انجمن تبلیغ الاسلام قصبہ اعتماد پور ضلع آگرہ)

اچھنیرا۔ آگرہ

ہم لوگ اُس وحدہٗ لاشریک سے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے اشخاصوں کو جو کہ اپنے غسل خانہ کے فرش کو کعبۃ اللہ سے ترجیح دیں بلکہ اس سے افضل قرار دیں اور یہ کہیں کہ ہندو بھائی کعبہ شریف اور قرآن شریف کو نعوذ باللہ ٹھکرائیں تو ہم اُن کو کچھ نہ کہیں گے اور بنت حوا یا بنت بنی فاطمہ کو خچر قرار دیں اور اسلام

کی توہین کریں ان پر اپنا قہر نازل کرکے ایسے خیالاتوں سے بری الذمہ کر۔ آمین ثم آمین۔ اور ہم لوگ تہ دل سے قرآن پاک اور خانہ کعبۃ اللہ شریف کے ماننے والے اور جان قربان کرنے کو تیار ہیں فقط

(خادم الاسلام احقر امانت اللہ خاں۔ امام الدین۔ اصحام الدین۔ مولابخش مستری۔ پیش امام مسجد اچھنیرہ۔ عبدالغنی محرر اچھنیرہ۔ صادق علی۔)

آگرہ

(۱) مانا کہ بخیال مولانا محمد علی صاحب کے خواجہ صاحب نے جاسوسی اور غداری کی لیکن ساتھ ہی حلف نامہ آپ کے سامنے پیش کردیا۔ کاش کہ آج مولانا محمد علی صاحب محض خواجہ صاحب کے اس مخلصانہ عمل سے سبق حاصل کرکے توبہ نامہ پبلک کے روبرو پیش فرمادیتے تو آپ کو پبلک کے سامنے کسی قسم کی شرمندگی نہیں ہوسکتی تھی اور ہر دو جانب سے اعتراف جرم کے بعد جانبین کا عذر متصور کیا جاسکتا تھا لیکن مولانا محمد علی صاحب نے ایسا کوئی عمل نہ کیا اور بجائے صلح پسند رویہ کے دل آزاری اور فحش نویسی پر کاربند ہیں۔ ضرورت ہے کہ حضور انور نہایت پرسکون اور اصلاح کن طرز عمل سے مولانا محمد علی صاحب کو اچھے ذرائع اختیار فرماکر جلد از جلد اس جنگ کے ختم کردینے کے اسلوب تجویز کردیں تاکہ عوام الناس غلط فہمی میں نہ پھنسیں۔ (عاصی عبدالباسط خاں مارہروی از آگرہ)

(۲) جو حملہ آجکل محمد علی صاحب نے آپ پر کر رکھا ہے اور آپ کے اوپر جھوٹے بہتان لگائے ہیں مگر آپ پر کچھ نہیں ہوسکتا کیونکہ خدا مسبب الاسباب ہے وہ دیکھنے والا اور جاننے والا ہے۔ ان جھوٹے بہتانوں کا اگر جو مومن کامل ہے ہرگز یقین نہیں کرسکتا ہے اور جو شخص مسلمان ہو کہ اس طرح کعبہ و قرآن کی کافروں سے بےحرمتی کراوے وہ شخص کس طرح مسلمانی کے قابل ہے اور آپ اپنا تبلیغ کا کام ہمیشہ جاری رکھنا۔ ہم لوگ کعبہ و قرآن کے ساتھ ہیں۔ خداوند کریم آپ کو اس میں کامیاب کرے آمین اور آپ کا تبلیغی کام ہمیشہ جاری رہے اور جو لوگ تبلیغ کے اور اہل اسلام کے دشمن ہیں خداوند کریم ان کو اپنی بارگاہ سے نیست کردے بہت عرصہ ہوا کہ آگرہ میں محمد علی نے آکر جلسہ کیا اور تمام عورتوں کو اپنے فریب میں لاکر جو کچھ

ان کے پاس زیورات وغیرہ وغیرہ تھالیا اور اپنا گھر بھرلیا۔ یہ واقعہ بچشم دید ہے انہیں مطلق جھوٹ نہیں۔ شوکتی و محلی کسی جگہ اجمیر آگرہ لکھنؤ کلکتہ وغیرہ کہیں اعتبار کے قابل نہیں۔ خدا ان کے فریب سے بچاوے اور آپ کو بھی اپنے فریب میں لانا چاہتے ہیں مگر آپکے سر پر تو اُس ذاتِ واحد کا سایہ ہے۔ اگر دشمن کچھ بھی مگر آپ پر کچھ نہیں ہوسکتا۔ جھوٹ بولنے والے کے دل میں ایک سیاہ نقطہ پھیلا ہوتا ہے جو بڑھتے بڑھتے سارے دل کو سیاہ کردیتا ہے یہی حال شوکتی و محلی کا ہے۔ ان کے دل میں خوفِ خدا بالکل نہیں رہا۔ یہ روزِ حشر کیا مُنہ دکھا ئینگے۔ اس ذات بابرکات سے امید ہے کہ وہ اس خطرناک معاملہ میں آپ کو کامیاب کریگا آمین ثم آمین یارب العالمین

ظُلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں ناؤ کاغذ کی کبھی چلتی نہیں

(راقمہ صغریٰ خاتون وکبریٰ خاتون و اولیا خاتون)

کانپور

(۱) چندروز سے جو فساد مسٹر محمد علی نے آپ کے خلاف تبلیغی انجمن کو ہاتھ میں لینے کی غرض سے کر رکھا ہے اُسکو پڑھ کر نہایت افسوس ہوتا ہے میں دونوں بھائیوں سے خوب واقف ہوں۔ پارسال خلافت کے سالانہ جلسے اور کانگریس میں فرشتہ خصلت مولانا حسرت کو بدنام کرنے کی کوششیں کیں اور لعنت کا ووٹ پاس کیا اور حاجی ہوکر آئے تو اُس فرشتہ خصلت انسان کی بات یاد آئی کہ سچ کہتا تھا اور منہ کی کھائی۔ میرے خیال میں اب کوئی اور راستہ چندے وصول کرنے کا مولانائے موصوف کو دکھائی نہیں دیتا اور نہ اب قوم انکے دھوکے میں آسکتی ہے۔ میری رائے میں آپکا اور اُن کا مقابلہ کسی طرح موزوں نہیں ہے لیکن دنیا کے بھوکے کتے فقیروں پر اکثر بھونکا کرتے ہیں۔ جسکو خدا رکھے اُس کو کون چکھے۔ غریبوں کا اخبار روزانہ بنگالی محال کے کل مسلمانوں کو سناتا ہوں۔ سب یہی کہتے ہیں کہ دنیا کے لالچی کتّوں سے درویشوں کا کیا مقابلہ۔ انشاءاللہ حق اور صداقت کو فتح ہوگی۔

میں نے ہمیشہ یہ اندازہ کیا ہے کہ یہ دونوں بھائی اپنے مقابلہ میں قوم کے کسی شخص کو اُبھرتے

نہیں دیکھ سکتے اور خواہ کتنا ہی مذہبی یا ذاتی نقصان ہو اُسکو گرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ باوجود متعدد رلیڈر ہونے کے کبھی دونوں بھائیوں کی رائے کو ثبات نہوا جو راہ اختیار کی چندروز میں اُس سے منحرف ہوگئے۔ گویا صحیح راستہ نہیں ملتا بھٹکتے پھرتے ہیں لیکن ایسے گمراہوں کو کبھی صحیح راستہ نہیں مل سکتا۔ (محبوب حسن وارث مارہروی)

---

(۴) نہایت افسوس و غیرت کا مقام ہے کہ مولانا محمد علی صاحب نے خواجہ صاحب پر حملہ کرکے تمام دنیا کے آدمیوں کو ہنسنے کا موقعہ دیدیا ہے اور اس جنگ زرگری میں حضور نظام کی سبکی کا بھی باعث ہوئے ہیں۔ تمام مسلمانان ہندوستان کو اس فضول و بیجا جنگ سے صدمہ ہے۔ مجھے دونوں صاحبان میں سے کسی کی نیت پر حملہ کرنا نہیں ہے۔ لیکن میں یہ ضرور کہونگا کہ ان حالات و انکشافات میں دونوں صاحبوں کی وقعت میں کمی آجاویگی اور لیڈری خاک میں ملجاویگی اور سارا عروج زوال سے مبدل ہوجاویگا۔ جب لیڈروں کا یہ حال ہے اور عوام بیچارے کس شمار میں ہیں وہ تو بلا کچھ سوچے سمجھے جسکے طرفدار ہونگے اُسی کی سی کہینگے۔

مولانا صاحب سُنیئے۔ آپنے سوامی کو منبر جامع مسجد دہلی پر بٹھایا۔ بُرا کیا۔ آپ نے زمانۂ عدم تعاون عدم تشدد میں یہ فرمایا کہ اگر ہندو میری بیوی کو بیحرمت کریں تو میں اُنپر ہاتھ نہ اٹھاؤنگا۔ اگر ہندو قرآن شریف کو ٹھوکر ماریں تو بھی میں اُن پر ہاتھ نہ اٹھاؤں گا۔ یہ بہت ہی بڑا غضب کیا۔ اب آپ نے خانہ کعبہ کی صفائی سے زیادہ اپنے غسلخانہ کو صاف ستھرا بتلادیا یہ عالم اسلام پر حملہ کیا۔ اور خواجہ صاحب کی جنگ میں آپ نے اولاد حضرت علی کرم اللہ و آل رسول صلعم کی بے حرمتی کی۔ یہ بھی مسلمانوں پر سخت حملہ ہے۔ ان باتوں پر کوئی بھی آپ کو بھلا نہیں کہہ رہا ہے۔ بلکہ آپ کے مخالف تو آپ کو گالیوں سے یاد کرتے ہیں۔ مسلمانوں میں یہ باہم تو تو میں میں بہت ہی مضر ہے۔ عمال سرکار و دیگر اقوام مضحکہ اُڑاتی ہیں۔ کل تک آپ مولانا تھے اب پھر وہی مسٹر رہ گئے اور رامپوری محمد علی سے خطاب کیے جانے لگے حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کی ایک بڑی کمزوری غصہ و ضد کو قابو میں نہ رکھنے کی ہے۔ مولوی ظفر علیخاں سے

آپ سے بگاڑ۔ مولانا حسرت موہانی سے آپ سے بگاڑ۔ علمائے فرنگی محل سے آپ سے بگاڑ
خواجہ حسن نظامی سے آپ سے بگاڑ۔ ایک روز خواب راحت سے قبل پڑے پڑے صرف اس
مصرعہ پر غور کر لو ع کہتی ہے تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا۔ اُسکے بعد ان فضولیات کو چھوڑو۔ انسانیت
اسلامیت کو کام میں لاؤ۔ بخدا مجھے آپ سے اور مولانا شوکت علی صاحب سے (آپ کی اسلامی
خدمات و قربانیوں کی وجہ سے) بیحد اُلفت و محبت ہے لیکن خود آپ کے ہاتھوں آپ کا اقتدار
زوال پذیر دیکھتے ہوئے صدمہ بھی بہت ہے۔ مولانا ظفر علی خاں صاحب کی طرح کیوں صاحب
اگر علماء آپ پر بھی کفر کا فتویٰ لگا دیں تو کیا ہو۔ آپ قطعی برباد ہو جاوینگے۔ مضامین سے
پتہ چلتا ہے کہ خواجہ صاحب اس بیہودہ سلسلۂ مضامین کو جاری رکھنا نہیں چاہتے۔ انھوں نے
بمجبوری حملہ کا جواب دیا ہے۔ حملہ آپ کی طرف سے ہے مگر اس میں مسلمانوں کے لیے تباہی ہے۔
ایک سچے مسلمان کی طرح دل مثل آئینہ کے رکھکر آپ خواجہ صاحب سے مل لیجئے۔ اور دونوں صاحب
عہد کر لیں ایک ہی دن ایک ہی وقت سے ایک دوسرے کے خلاف کوئی مضمون نہ لکھے اور
صدق دل سے یہ کام کیا جاوے۔ یکایک اس تو تو میں میں کا بند ہو جانا لوگوں کو حیرت
میں تو ڈالدیگا۔ لیکن لوگوں کے دلوں میں خصوصًا مخالفان اسلام کے دلوں میں ہیبت
ڈالدیگا کہ یہ مسلمان لڑتے بھی ہیں اور جب میل ہو جاتا ہے تو ایسا کہ حقیقی بھائی بن جاتے
ہیں یہی عمل علامت اسلام کی ہے۔ ورنہ یہ صورت ہوگی۔ ایک نے کہا تو چور بد معاش۔ دوسرے
نے کہا کہ تو ڈاکو بد معاش۔ آپ کسی سربرآوردہ رکن کو درمیان میں ڈال لیجیے۔ اور دونوں
صاحب تنہا مل لیجئے۔ اور گذشتہ را صلوات۔ آئندہ عہد واثق پر عمل کیجئے۔ ایک ہی گھنٹہ میں
یہ ساری جنگ ختم ہو جاوے گی۔ خواجہ صاحب بھی یہی عمل کریں۔ اور دونوں صاحب برابر رہیں۔
اور تنہا ایک دوسرے کی دعوت کریں اور اپنے احباب سے کہدیں کہ صفائی ہوگئی اور بس۔
پھر اسکا لطف اٹھا دیں۔ (خاکسار سید شبیر حسن کاظمی)

(۳) آپ کے اور محمد علی کے معاملہ میں باوجود آپ کے مخالف جملہ اخبارات کے

مطالعہ کے مجھے آپ سے ہمدردی ہے۔ (نیازمند محمد عطا کانپور)

(۱۴۴) میں ایک اجنبی ہوں ایک زمانہ سے قدمبوسی کا اشتیاق ہے مگر ہنوز دنیاوی امورکات سے اسقدر فرصت نہیں ملی کہ دہلی حاضری دیتا۔

موجودہ زمانہ میں اسلام کے اوپر ہر چہار جانب سے جو آفتیں نازل ہو رہی ہیں اور اُن کے دور کرنے کے لیے آج تک جو خدمات آنجناب کی جانب سے ہوتی رہیں اور ہو رہی ہیں اگر انصاف سے پوچھا جائے تو ہر ایک مسلمان جس کے دل میں ذرہ برابر بھی اسلام کی وقعت ہے آپ کو کم ازکم محافظ اسلام مان لینے میں ہرگز ہرگز گریز نہ کریگا۔ گو میں ہنوز صورت شناس بھی نہیں ہوں۔ مگر آنحضور کی اسلامی ہمدردی کی کوئی دیکھتے ہوئے معتقد ہو چکا ہوں اور دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں ترقی فرمائے اور جملہ معاملات میں غیبی امداد فرمائے آمین ثم آمین۔

کچھ روزوں سے دیکھا جاتا ہے کہ ایک گندم نما جو فروش آپکے تبلیغی کاموں میں رخنہ زن ہو رہا ہے مگر یہ نہیں سمجھتا کہ اسکا نتیجہ صرف اُسی کی ذلت ہے۔ وجہ یہ ہےکہ وہ اپنے اُس ہواہی کے ساتھ جسکا اپنے قول کے مطابق معاذاللہ من ذالک رسول کے بعد مرتبہ سمجھتا ہے دال چپاتی کھاتے کھاتے اپنی عقل سلیم کو برباد کر چکا ہے اور اب بس اچھا خاصہ گوکا چوکھٹ بیٹھا بیٹھا بزرگان دین پر انگشت نمائی کرتا ہے یا پھر ان لوگوں سے محبت رکھتا ہے جو کہ اسکے نام کو جے کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ واہ کیا شان ہے ایک جانب تو یہ قول ہے کہ نعوذ باللہ اگر ہندو قرآن حدیث کو ٹھوکر سے بھی مارے تو میں اُف نہ کرونگا اور پھر ہادی دین کا دعویٰ۔ اُس کو چاہیے ذرا آنکھیں کھولے اور دیکھے کہ دنیا کن الفاظوں سے اُس کو یاد کرتی ہے۔ خواجہ حسن نظامی ایک ایسے بزرگ جن کے قلم سے آجتک ایک لفظ بھی خلاف شان اسلام نکلتے نہیں دیکھا اور ایک شخص جو اسلام کی جڑ کاٹے اور چوٹی کو سینچے خدا جانے کس حد تک نکتہ چینی کا مستحق ہے دنیا میں تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہمیشہ اُس کا نام بُرائیوں کے ساتھ ہوتا ہے اور برخلاف اسکے خواجہ حسن نظامی کا نام بزرگی اور خوبیوں کے گلدستہ سے چنا جاتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ وہ

اپنی زبان کو لگام دے ورنہ پیشینگوئی اچھی طرح یاد رہے کہ دنیا اپنی عقلوں کو اُس کی طرح دال چھلکی کے سپرد نہیں کر چکی ہے وہ دنیا کے ہاتھوں ذلیل ہوگا اور تماشہ دیکھنے کے ہم ہی مستحق ہونگے۔ خواجہ۔ خواجہ ہی رہینگے۔ اور زمانہ اس مصرعہ سے اچھی طرح آگاہ ہے کہ ع ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو بُرا کہتے ہیں۔ والسلام۔ (آپکا اجنبی معتقد۔ سرور عالم از کانپور)

لکھنؤ

(۱) محمد علی صاحب اڈیٹر ہمدرد نے دہلی کے ملاپ کانفرنس میں جو یہ کہا اگر کوئی ہندو کعبہ و قرآن کو ٹھوکر مارے تب بھی میں ہندو پر ہاتھ نہ اٹھاؤنگا تو میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ میں کعبہ و قرآن کے ساتھ ہوں نہ کہ ایسے کہنے والے کے ساتھ

(عبدالحمید مختار تعلقدار لکھنؤ)

(۲) واقعی محمد علی صاحب رامپوری کے الفاظ ایسے ہیں کہ ہم لوگوں کو یقین ہے علماء اُن پر کفر کا فتویٰ صادر فرما دینگے۔ خدا کرے وہ جلد توبہ کر لیویں مگر حضرت صاحب قبلہ خداوند کریم جسکو چاہیں مسلمان رکھیں اور جسکو چاہیں کافر بنا دیویں۔ اگر حضور نے جو باتیں اُن کی نسبت تحریر فرمائی ہیں تو غلط تو ہو نہیں سکتیں کیونکہ وہ الفاظ پہلے بھی اخبارات کے ذریعہ ہم لوگوں کے کانوں تک پہونچ چکے ہیں اگر وہ کچھ جواب دیویں تو مسلمانوں کو کبھی یقین نہیں آسکتا اور اگر وہ جواب جناب والا کا دیویں یا اور کچھ جھوٹے الزام لگاویں تو مسلمان ہرگز ہرگز یقین نہیں کر سکتے اور حضرت والا ضرور اگر وہ خلاف حضور کے کہیں تو اُن کی قلعی کھولیں اور ایسا دندان شکن جواب دیویں کہ اُن کو چھٹی کا دودھ یاد آوے ع با شیر پنجہ کرد کہ دیدی سزا ے خویش۔ والا قدیم مصرعہ حضور کے خاندان والا اُن کے اوپر صادق آوے۔

(خادمہ دختر خواجہ مصطفےٰ حسین)

(۳) میں نے جناب خواجہ صاحب کی تمام تحریروں کو بغور پڑھا۔ اور جناب شیخ ثم منشی ثم مسٹر ثم مولانا ثم لالہ محمد علی صاحب رامپوری ثم الدہلوی زاد اللہ حجتہ کی بعض تحریں بھی اپنے مکرم دوست جناب سید جالب صاحب دہلوی مدیر ہمدم کی زبانی سُنیں

جن میں انشا پردازی کا کمال دکھایا گیا ہے۔ جس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ان دونوں نامور ان قوم میں ایک تیسرے شخص نے الثالث باللہ بنکر حاجی الحرمین الشریفین کو اس شور و شین پر بیانگ دہل آمادہ و مستعد کر دیا ہے۔

جناب خواجہ صاحب نے بحیثیت مدعا علیہ مدعی کے الزام کی تردید میں جو دلائل پیش کیے ہیں وہ مدعا علیہ کی برئیت کے لیے ناکافی نہیں سمجھے جا سکتے۔ خواجہ صاحب کی نیت اس فعل میں بخیر تھی نہ بر شر۔ ساتھ ہی خواجہ صاحب کا حلف نامہ اور ان کا اقرار صالح صاف ثابت کرتا ہے کہ انہوں نے ریاست اسلامیہ حیدر آباد کے سود و بہبود محض کی غرض سے مضطربانہ و عاجلانہ ایسی کارروائی کو جائز جانا۔

اب جناب حاجی صاحب بالقابہ کے اقبال کا زمانہ گیا ادبار کا زمانہ آرہا ہے اور جو سامان اس کے لیے ضروری ہیں وہ جلد جلد بہم پہنچ رہے ہیں۔ قاعدہ ہے دشمن جس ہتیار سے لڑے اُسی سے اُسکا جواب دیا جائے۔ توپ یا بندوق کے مقابل تلوار خنجر اور نیزہ کارآمد ثابت نہیں ہوتا۔ حاجی صاحب کو لازم تھا کہ وہ بھی خواجہ صاحب کے حلف نامہ کے مقابلہ میں اپنا حلف نامہ بعینہ اسی طرح پیش کر کے صفائی حاصل فرماتے مگر معلوم ہوا کہ وہ عاجز ہیں اور ان کا عجز انپر تمام الزامات کی تصدیق کرتا ہے۔ میں نے ابتدا ہی سے حاجی صاحب کی کمزوریوں کو اچھی طرح محسوس کر لیا تھا جو ان سے وقتاً فوقتاً صادر بھی ہوتی رہیں۔

اَلصُّلحُ خَیرٌ

اسلیے میری ناقص رائے میں اگر اب بھی ع نهد شاخ پرمیوه سر بر زمیں۔ پر غور فرما کر حاجی صاحب بالقابہ اپنی مآل اندیشی سے ضدی طبیعت پر فتحیاب ہو کر غصہ کو دور کر کے حزم و احتیاط کو کام میں لا کر دست صلح دراز فرمائیں تو طول و عرض ملک میں انہیں کی بڑی واہ وا ہو جائے۔ حاجی صاحب کو غور کرنا چاہیے کہ ہندوستان و جزیرۃ العرب فتح کرنے کے دعوے کے ساتھ یہ خانہ جنگی کہاں تک زیبا ہے؟ ؎ من انچہ شرط بلاغست با تو میگویم * تو خواہ از

سخنم پند گیر خواہ ملال۔ (محررہ حکیم سید علی قمی عفی عنہ (جرنلسٹ)

(۴) غریبوں کے اخباروں کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ محمد علی جناح کو آپنے یزید لیڈر کا خطاب دیا ہے۔ بجا ہے۔ بُری طرح سادات خاندان کو گالیاں دیتے ہیں جو برداشت کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ یہ ان کی کمزوری ہے۔ کیونکہ کمزوری کی نشانی گالی دینا۔ تمام مسلمان اس بات کو سمجھ گئے اور معلوم کر لیا کہ محمد علی ایک عرصہ سے آپ کی طرف سے بغض رکھتے تھے جس کا غبار اپنے اخبار ہمدرد میں لکھ کر نکال رہے ہیں اور تبلیغ کو مٹانے کے لیے طرح طرح کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں اور یہاں کے تمام مسلمان نہ آپ کے طرفدار ہیں اور نہ محمد علی رامپوری کے بلکہ حق کے طرفدار ہیں اور رہینگے۔

کیا ایک مسلمان کو یہی الفاظ کہنا چاہیے جو کہ محمد علی نے صلح کانفرنس دہلی میں جسکا حوالہ دیا گیا ہے کہے تھے۔ کعبہ شریف اور قرآن شریف کو مشرکوں سے ٹھوکر لگوائیں۔ اور اپنے غسل خانہ کے فرش کو کعبہ شریف کے فرش سے زیادہ صاف ستھرا قرار دیں۔ اسلام کو مٹانے کی کوشش کریں۔ مسلمانوں کے دل دکھائیں۔ مخالفین اسلام کے دلوں کو خوش کریں۔ سادات خاندان یعنی آلِ رسولؐ کو گالی دیں۔ ایک پیرزادے پر جھوٹ الزام لگا کر بدنام کریں۔

چندے کی حالت

چندہ بھی کس قدر وصول کیا گیا۔ مگر اسکا کچھ پتہ نہ چلا کہ وہ کس کام میں لگایا گیا۔ جس سے تمام مسلمانوں کو (جنھوں نے اپنی دن بھر کی مزدوری دیدی ہے اور ان کے اہل و عیال نے فاقہ برداشت کر لیا ہے) تسکین ہوتی بلکہ انہیں سیاسی لیڈروں نے مسلمانوں کے عقائد ایسے خراب کر دئے کہ اگر کسی کار خیر یعنی مسجد کے لیے یا یتیم خانے وغیرہ وغیرہ کے لیے چندہ مانگا جاتا ہے تو صاف کہدیتے ہیں کہ اسی طرح علی برادران اور ان کے سرپرست نے بھی تو لاکھوں روپیہ وصول کیا جسکی ایک پائی کا حساب نہ ملا۔ لہذا ہم چندہ کسی کام میں نہ دیں گے۔ اسکے بھی مجرم سیاسی لیڈر ہیں جنھوں نے غریبوں کو لوٹا۔ اب تھوڑا بہت چندہ خواجہ صاحب کے پاس واسطے

تبلیغ اسلام کے جو پہونچا جس سے خواجہ صاحب نے ہزار ہا اشتہار اور رسالے اور ارتداد سے بچانے کے لیے کتابیں نکالی ہیں لہذا وہ تھوڑا بہت چندہ بھی ان سیاسی لیڈر کی آنکھوں میں کھٹکنے لگا۔

محمد علی کی ان حرکتوں سے کوئی بھی مسلمان خوش نہیں ہے۔ بلکہ مسلمانوں کی نگاہوں میں محمد علی کی وہ وقعت جو تھوڑی بہت تھی رفتہ رفتہ کم ہوتی جاتی ہے اور مسلمانوں کی نگاہوں سے گرتے جاتے ہیں۔

محمد علی کو واضح ہو کہ قرآن پر۔ کعبہ شریف پر۔ سادات خاندان پر۔ تبلیغ اسلام پر خاک ڈالنے سے پہلے خود خاک میں ملجائینگے۔ اور ہم سب مسلمان سمجھ گئے کہ محمد علی نے اپنے مذہب اسلام کو خیرباد کہدیا۔ اور ہم سب مسلمانوں کو ان حاجی صاحب سے ڈر معلوم ہونے لگا ہے۔ بقول کسی شاعر کے ؎

اشراف زادے جتنے ہیں پاجی سے ڈرتے ہیں — اتّا والے جتنے ہیں پاجی سے ڈرتے ہیں
مقروض والے جتنے ہیں ساہوجی سے ڈرتے ہیں — ہم سے جو کوئی پوچھے تو حاجی سے ڈرتے ہیں

محمد علی کو واضح ہو کہ وہ خواجہ صاحب پر جھوٹے الزام لگاکر بدنام کرنا چاہتے ہیں مگر خواجہ صاحب بدنام نہیں ہو سکتے بلکہ آپ کے سچے افعال اور اچھی باتیں جو کہ اپنے مسلمانوں کے ساتھ ہیں کیے۔ جسکو خواجہ صاحب نے صاف الفاظوں میں تحریر کیا ہے اور تحریر کرکے تمام مسلمانوں کے دلوں سے جو کچھ آپ کی عزت باقی ہے وہ بھی مٹادینگے اور اب آپ کے وہ لغو چلبلے بھی نہ چلینگے۔

یہ جو کچھ میں نے تحریر کیا ہے وہ مسلمانوں کی رائے سے۔ محمد علی کو چاہیے کہ وہ ان گناہوں سے توبہ کریں جو صلح کانفرنس دہلی میں انھوں نے کیے تھے اور وہ ملکر خواجہ صاحب سے صفائی کرلیں ورنہ اس میں ان کا نقصان ہے۔

ہم سب مسلمان دعا کر رہے ہیں کہ محمد علی ان گناہوں سے توبہ کرکے خواجہ صاحب سے صلح کرلیں۔ کیونکہ دو مسلمانوں کا آپس میں لڑنا اچھا نہیں۔ بلکہ غیر قوموں کو ہنسنے کا موقع ملتا ہے۔

خداوند کریم اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں محمد علی کو ہدایت دے اور خواجہ صاحب کے تبلیغی کام میں اور خواجہ جیسے جان نثار اسلام کی عمر میں برکت دے۔ آمین۔

(مصطفیٰ بیگ پوسٹ مین)

(۵) جناب کے مطبوعہ اشتہارات متعلق اقوال مسٹر محمد علی نے عالم اسلام میں عموماً و سادات بنی فاطمہ میں خصوصیت کے ساتھ جو بے چینی پھیلا رکھی ہے اس کی بنا پر ۱۲ر دسمبر ۱۹۲۶ء بوقت سات بجے شب ایک عام مجلس غم برپا کیگئی جسمیں عالیجناب عبدالرحمٰن خاں صاحب رئیس و زمیندار ملیح آباد (اہل سنت والجماعت) نے خوانندگی فرمائی۔ بعدہٗ عالیجناب مولانا مولوی سید محمد صادق صاحب قبلہ خلف حضرت محقق ہندی اعلی اللہ مقامہٗ (مجتہد لکھنؤ) آنریری جنرل سکریٹری محکمہ عالیہ تعمیر المساجد لکھنؤ و سینیر جوائینٹ سکریٹری بورڈ المجتہدین ماتحتی لکھنؤ (شیعہ اثنا عشری) نے ایک تقریر فرمائی جو منسلکہ عریضہٗ ہذا ہے جسکی تائید میں عالیجناب خانصاحب مذکور الصدر نے تقریر فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ "ایسے شخص پر ہر مسلمان کو لعنت بھیجنا چاہیے جو رسول وآل رسول کی اس طرح توہین کرے" اس کے بعد کل مجمع نے باتفاق یکزبان ہوکر مسٹر محمد علی کے ان اقوال و عقائد سے نفرت کا اظہار کیا۔ اور مجھے مامور کیا گیا کہ اس کارروائی کی اطلاع آپ کی خدمت میں نیز دیگر اخبارات کو لغرض اشاعت روانہ کردوں۔

لہذا امیدوار ہوں کہ جناب اس خط سمیت مولانا موصوف کی تقریر شائع فرما دینگے۔

ممنون ہوں گا۔ فقط (عاصی سید ابن حسین عرف اعن عفی عنہ)

تقریر مولانا محمد سید صادق صاحب قبلہ

ایسے نازک وقت میں جبکہ سچے بہی خواہان اسلام کے درد بھرے دل ابن سعود کے قابل نفریں مظالم سے مجروح ہو رہے تھے یہ خبر اور بھی مولم اور وحشت اثر ثابت ہوئی کہ خلافت عظمیٰ کے حامی اسلام کے زبانی بہی خواہ مسٹر محمد علی (وہی جن کی ہر مسلمان جے پوجتا تھا)

نے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کو مخاطب قرار دیتے ہوئے نہ صرف ساداتِ بنی فاطمہ کی توہین کی بلکہ اس سلسلہ میں جتنا وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان بنتے ہیں اُس کی اہانت اور دل آزاری میں کوئی کمی نہیں کی۔ اگر ساداتِ بنی فاطمہ (معاذ اللہ) مخرّ کی اولاد ہیں تو مسٹر محمد علی کو جاننا چاہیے کہ سادات کی جدۂ ماجدہ جناب سیّدہ صلوات اللہ علیہا بضعۂ رسول و بنت رسول ہیں ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ رسولؐ کی بیٹی کو مسٹر محمد علی نے ایک رکیک اور ذلیل ترین لفظ سے مثال دے کر رسول (ص) کی ذات کو کس طرح اپنے ناپاک حملہ سے محفوظ رکھا ہے۔ اگر ہم اُن سے یہ التجا کریں تو بیجا نہ ہوگی کہ وہ اپنے مقدس نام سے محمد اور علی دونوں خارج کر کے (دورنگی چھوڑ دے اک رنگ ہو جا) کے مصداق ہو جائیں۔

مسٹر محمد علی کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم اُن مسلمانوں میں نہیں ہیں جو برائے نام مسلمان ہیں یا جنھوں نے نانا کا کلمہ پڑھا اور نواسوں کو زہر دیا اور قتل بھی کیا ہم متمسک بالثقلین ہیں ہم اہل بیت کو رسولؐ کے ارشاد کے موافق اپنا ہادی اور پیشوا جانتے ہیں اور ابو الائمہ اور اُم الائمہ کی وہی تعظیم اپنا فرض عینی سمجھتے ہیں جو خود رسولؐ نے متعدد احادیث کے ذریعہ اُمّت کو تعلیم کی تھی۔ ہمارا مذہب دنیا پرستی نہیں ہے بلکہ ہم خدا پرست ہیں ہمارا کام نورِ ہدایت سے نکال کے ظلماتِ ضلالت میں کسی کو لانا نہیں ہے کہ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ کے مصداق بن جائیں۔ ہمیں پیغمبرِ اسلام نے یہ نہیں بتایا ہے کہ اس چند روزہ دنیاوی منفعت کے لیے اپنے برادر مؤمن کی بے جا اہانت اور تحقیر کریں نہ کہ خود بانیٔ اسلام کی ؎

گر ہمیں مکتب ہمیں ملّا است　　　کارِ طفلاں خراب خواہد شد

اسلام کی بدقسمتی اسی سے ظاہر ہے کہ آپ (مسٹر محمد علی) جیسا معتمد علیہ اور معتبر قوم کی نظروں میں لیڈری کی عزت حاصل کر چکا ہے لیکن۔ بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا۔ جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا۔ ابھی آپ (مسٹر محمد علی) کو اپنے اسلامی عقائد کی خود اصلاح کرنی چاہیے تھی پھر سفینۂ اسلام کی ہدایت پر کمر باندھنا مناسب تھا۔ او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔

آپ (مسٹر محمد علی) کو تخمیناً صدی کے کم وبیش چوتھائی حصہ سے رو نما ہونے کا شرف حاصل ہو چکا ہے لیکن سچے اسلام والے ابتک یہ نہ سمجھے کہ آپ (مسٹر محمد علی) کا مذہب کیا ہے۔ کیونکہ نام آپکا اسلامی کفار کے مغائر، دعویٰ آپ کا خلافت کی حمایت، کام آپکا اسلام کی ہدایت، افعال آپ کے ..... کلام آپ کا .....

آپ (مسٹر محمد علی) ہی نے فرمایا تھا کہ "اگر کوئی ہندو (نقل کفر کفر نباشد) کعبہ کو ٹھوکر مارے یا قرآن کو ٹھوکر مارے تو بھی میں کسی ہندو پر ہاتھ نہ اٹھاؤں گا۔ اور خدا کرے کہ یہ خبر صحیح ہو جیسا کہ سنا گیا ہے کہ جناب نے اپنے ناموس کی عزت خراب اور رکیک اہانت ہونے پر بھی تصفیہ فرمالیا ہے کہ کسی ہندو سے عذر نہ کرینگے اور اس مضمون نے جسکا اعلان آپنے اپنے اخبار ہمدرد مورخہ ۲۷ نومبر ۱۹۲۶ء میں کیا ہے ہمیں پکا پکا یقین دلادیا کہ ؎

عمر یکہ بآیات واحادیث گزشت رفتی ونثار بت پرستی کردی

اہانت بضعۂ رسول میں ابن سعود کی تقلید کرنا آپ ہی جیسے نام نہاد مسلمان کا کام تھا ہمیں یقین ہے کہ ہر وہ شخص جو اپنے سلسلۂ نسب کو جناب سیدہ طاہرہ تک پہونچائیگا (سُنّی ہو یا شیعہ) کبھی آپ کے ان کلمات کا متحمل نہیں ہوسکتا۔

اب اہل دنیا نے عموماً اور اہل اسلام نے خصوصیت کے ساتھ آپ (مسٹر محمد علی) کے ڈھول کا خول پہچان لیا ہے اور وہ خوب سمجھ گئے کہ آپ مسٹر گاندھی کے تھالی کا بیگن ہیں اور آپ کی مثال بایں جبہ وعمامہ چمگادڑ کی سی ہے۔ معاف کیجئے گا کیسۂ زر کے علاوہ غریبوں کی گاڑھی کمائی سے جو کچھ آپ کو کرنا تھا کر چکے۔ اب کسی سر بفلک پہاڑ کے پرانے درخت میں منہ چھپا کے اپنی ناپائدار زندگی کا باقی حصہ ختم کر دیجئے تاکہ .... فقط

سہارنپور

ایک ہفتہ سے مسٹر محمد علی رامپوری کے کاسۂ گدائی (ہمدرد) میں آپکے خلاف الزامات سے شروع ہو کر لغویات اور فحش نویسی تک نظر سے گذرا اتفاقاً ایک مسٹر ہذا سے دوران گفتگو میں طول پکڑ گیا اور اندیشہ فساد کا پیدا ہو گیا کیونکہ

قلب جس نے آپ کی اسلام کی حقیقی خدمات کا راز دیکھا ہے کبھی ایسی زیادتی کو برداشت نہیں کرسکتا مگر اس وجہ سے مجبوراً خاموش ہونا پڑا کہ آنجناب کی طرف سے کوئی جواب شائع شدہ نظر سے نہیں گذرا تھا۔ مسٹر محمد علی نے غصہ میں اپنی شرافت اور حلم کو بھی خیرباد کہدیا۔ عقل دنگ ہے کہ کیوں ایک ایسی ہستی جو کل اسلام کی تنہا رہبر بننا چاہتی تھی اسقدر ارذل باتوں پر اُتر آئی جو ایک بازاری سے بازاری انسان بھی برداشت نہیں کرسکتا اسلئے آپ سے اجازت کی ضرورت ہے اگر آپ اجازت عطا فرما دیں تو کچھ بات کا جواب بات سے دیا جاوے اگر اجازت نہ دیں تو اس معاملہ کو آنجناب جلد روشنی میں لاویں کیونکہ اب ضبط مشکل ہے عظیم خطرہ ہے کہ کہیں یہ جدید تحریک ایک زبردست اکھاڑا نہ بنجاوے اور ہندوستان کے بدنصیب مسلمان خود ہی یکثرت ایک دوسرے سے دست وگریبان ہو جاویں۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ اس تحریک میں بھی کوئی چندہ کا راز پوشیدہ ہے۔ کیا حجاز کانفرنس آئندہ اعانت علی برادران سے دست کش ہوا چاہتی ہے۔ یا خلافت کا اجارہ علی برادران سے منسوخ ہونیوالا ہے۔ للہ جلد توجہ فرما دیں۔ فقط والسلام

(احقر ریاض الحسن حسینی دیوبندی۔ ضلع سہارنپور)

رڑکی

آج اخبار منادی کا یہ عنوان کہ "کعبہ و قرآن پیارا ہے یا رام پور کے محمد علی" پیش نظر ہو کر بہت حیرت ہوئی ؏ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

الحمدللہ قرآن مجید ہمارا ایمان والایقان اور مایۂ نجات و سرمایۂ آخرت ہے و کعبہ ہمارا قبلۂ مقدسہ ہے۔ ہر مسلم و مومن کی ان نعمائے الٰہی سے روگردانی شقی القلبی کی نشانی ہے وحی الٰہی و خانۂ الٰہی کی بے وقعتی اپنی ہی فضیحتی ہے۔ لاریب ان کی شان اظہر واطہر ہے۔

مولانا کا ایسے سوقیانہ الفاظ سے ہرزہ درائی کرنا مذموم و مبغوض ہے

حضرتِ والا سے متوقع ہوں کہ وہ بدستور تحریک تبلیغ و تنظیم کو جاری رکھیں۔ اور کسی مسلم کش رخنہ اندازکے اضرار سے مرعوب نہوں اور بتوکل علی اللہ راہ حق پر اولوالعزم و ثابت قدم رہیں۔

نہ ہٹے قدم تری راہ سے کہ یہ عاشقوں کا طریق ہے
جو ستم ہوا اُسے سہ لیا جو کڑی پڑی سو اُٹھا گئے

انشاءاللہ تعالیٰ بالآخر صداقت و حقانیت ہی کذب و بطالت پر غالب رہیگی ؎

باطل کی کچھ بھی چلتی نہیں حق کے سامنے — یہ سچ ہے فتح سچ کی ہے آخر کو جھوٹ پہ

د خاکسار سید حسین کھاتہ کھیڑی ڈاکخانہ رڑکی ضلع سہارنپور

جوالاپور ضلع سہارنپور

(۱) برادران اسلام! خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ اور مولانا محمد علی صاحب قبلہ کے تازہ ترین جنگ کے واقعات کا اچھی طرح مطالعہ کر رہے ہونگے کہ مولانا محمد علی صاحب کا مسلک کیا ہے۔ آج تک کے واقعات سامنے رکھنے سے اچھی طرح معلوم ہوتا ہے کہ مولانا محمد علی صاحب کے دل میں ذاتی عناد کام کر رہا ہے کیونکہ وہ بار بار تحریرا ورتقریر کے ذریعہ اعلان کرتے ہیں کہ میں خواجہ حسن نظامی اور اُنکی تبلیغ کو حرف غلط کی طرح نیست نابود کرو ونگا اور کبھی حسرت بھری نظروں سے زیورات و مکانات کی زبان مبارک سے شکایت فرماتے ہیں جو اُن کی ذاتی عناد کی دلیل ہے۔ میں جناب مولانا محمد علی صاحب سے عرض کرتا ہوں کہ خدا کے واسطے ان خدائی دعووں سے توبہ کیجئے اور جلد از جلد شمع اسلام جو کہ تبلیغ کے نام سے منسوب ہے ہاتھ میں لیکر آگے قدم اٹھائیے اگر خدا را ہاتھ میں لیکر آگے نہیں بڑھتے تو دوسروں کی شمع میں تو پھونک نہ مارئیے اور اپنی زبان مبارک کو سیاسات میں ہی کام میں لائیے۔ اگر اتنی التجا کے بعد بھی آپ کی پھونک جاری رہی تو یقیناً ہم اسلام کے خادم شمع اسلام پر مثل پروانہ نثار ہونے کو کمربستہ تیار ہیں ؎

نورِ خدا ہے کفر کی ظلمت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

میں خدائے واحد کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہزار ہا محمد علی اس کوشش میں ناکامیاب ہو چکے ہیں اور یہ امر تیرہ سو برس سے شمع اسلام تیزی سے روشن ہے اور رہے گی جبکا وعدہ خداوند

کریم نے قرآن شریف کے ذریعہ فرمایا ہے۔ میرے آقا خواجہ حسن نظامی صاحب جب تک اس شمع کو ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں اور لیے رکھینگے کوئی دنیا کی طاقت آپ کو مغلوب نہیں کر سکتی اور ہم دین کے فدائی بھی مثل پروانہ آپ پر نثار ہونے کو تیار ہیں۔ فقط

(محمد صدیق)

---

(۳) خدمت والا میں دست بستہ عرض ہے کہ ایک مضمون 'مصور دیر پیمی یار وش صدیق' کے نام سے اخبار ہمدرد میں جوالاپور سے روانہ کیا گیا ہے۔ یہ دونوں تخلص ایک ہی آدمی کے ہیں اور شاید کچھ سمجھوتہ محمد علی سے بھی کیا ہے کہ وہ اس مضمون کو نا معلوم طریقہ سے شائع کریں مگر میں آپ کو معلوم کرانا چاہتا ہوں کہ یہ ایک ۱۸ سالہ لڑکا ہے اور قوم نالبش تراش ہے اور طماع بھی ہے اصل نام عزیز احمد ہے۔ مولوی مظہر الدین کے دوست ہیں اور غریب ہے بیکار پھرتا ہے۔ شاید مولوی مظہر الدین نے کچھ امید دلائی ہے کہ مولوی محمد علی سے کچھ رقم دلا دینگے بہت لالچی آدمی ہے اور رات دن آپ کے خلاف پروپیگنڈا کرتا پھرتا ہے۔ آج مجھ کو بھی اس کے سمجھانے کا موقع ملا مگر ناکام رہا۔ یہ آدمی جھوٹا بہت بڑا ہے۔ مجھ سے اقرار کرتا ہے کہ میں محمد علی کی طرفداری نہیں کرتا اور بعد میں آپ کی مخالفت کرتا ہے۔ (آپ کا خادم محمد صدیق خادم اسلام قصبہ جوالاپور)

---

(۴) محمد علی نے ہندو جاتی کو خوش رکھنے کے لیے کہدیا میں کعبہ و قرآن شریف کی بے عزتی گوارا کر سکتا ہوں مگر ہندو جاتی پر ہاتھ نہ اٹھاؤں گا۔

مسلمانو! کیا تم بھول گئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا واقعہ؟ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق منبر پر کھڑے وعظ فرما رہے تھے۔ وعظ فرمانے کے بعد حضرت عمر نے فرمایا مسلمانو! میں تم کو ابھی اسلامی اصول کے موافق نصیحت کر رہا تھا۔ اگر اب عمر اسلامی اصول کے خلاف تم لوگوں کو راہ نجات سے ہٹا کر دوسری طرف لیجائے کیا تم اسیر تیار ہو؟ اسکے سنتے ہی ایک غریب مسلمان حاضرین جلسہ میں سے کھڑا ہو جاتا ہے اور غضبناک

صورت بنائے سردار عرب کی طرف مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ اے عمر! اگر تو الیسا کریگا تو میری تلوار اسکا جواب دیگی۔ یہ سنکر حضرت عمر نے اُس جوان کو گلے لگایا اور فرمایا صداقت اسلام اس ہی کا نام ہے۔ مسلمانو! ذرا انصاف سے کہنا کہ کیا محمد علی نے حضرت عمر سے زیادہ اسلامی خدمات انجام دی ہیں۔ کیا حضرت عمر سے زیادہ محمد علی نے قربانیاں کی ہیں؟ ہرگز نہیں مسلمانو! محمد علی نے یہ بیان ملاپ کانفرنس میں فرما کر دنیائے اسلام کے دلوں کو پارہ پارہ نہیں کیا۔ اور محمد علی نے کفار کے مقابلہ پر ایسے سخت الفاظ فرما کر اسلام کو ذلیل نہیں کیا مسلمانو! اب بھی محمد علی کے ساتھ راہ حق چھوڑنے پر تیار ہو۔ ہرگز نہیں۔ اسلام اسکی اجازت نہیں دیتا کہ محمد علی کی سیاسی خدمات کے صلہ میں اسلام کو ہاتھ سے چھوڑ دیں مسلمانو! کل قیامت کے میدان میں جانا ہے۔ حق کا ساتھ دو۔ ناحق سے پرہیز کرو۔ فقط

(راقم محمد صدیق خادم اسلام از قصبہ چوالا پور)

امرتسر

(۱) ہم حتی الوسع اور جہانتک کہ ہماری طاقت میں ہے، مذہب اسلام کے جاں نثار ہیں اور ہمارے عقائد وغیرہ سب قرآن مجید اور خانہ کعبہ کی وقعت سے ملحق ہیں۔ اور ہماری زندگی انہی کی بدولت ہے، اس لیے ہم حضور سے عرض پرداز ہیں کہ جناب جس طرح اور جس طریقہ سے جو کہ قرآن مجید کے احکام کے زیر ہو، مناسب جنگ یعنی مناسبانہ جواب اور قطعاً کفر کا تدارک فرماویں۔ اور ہم ملتجی ہیں کہ انشاء اللہ ہم حضور کے بندگان میں شمار ہوں گے۔

گر قبول شود زہے قسمت۔ والسلام۔

کٹرہ خزانہ۔ چاہ لونگان چوک۔ شہر امرتسر۔

حکیم محمد لوٹا۔ چودھری نبی بخش۔ چودھری اللہ دتا۔ محمد اسمٰعیل بقلم خود۔ چودھری پیران دتیا
چودھری اللہ رکھا۔ محمد اسمٰعیل عارف۔ میاں فضل الدین۔ میاں خیر الدین۔ مولوی محمد بخش
میاں نور محمد۔ میاں مہتاب الدین۔ عبد الرحمٰن ٹیلر ماسٹر۔ میاں چراغ دین دوکاندار۔ میاں اسمٰعیل
بقلم خود اللہ بخش۔ ابراہیم چودھری۔ میاں لعل الدین۔ ابراہیم۔ چودھری بلندہ۔ حسین بخش

کریم تیخ - شیخ غلام محمد - محمد عبداللہ - فارو زدین - غلام محمد شیخ - عبدالرحمن - شیخ عبدالرحیم

شہاب الدین - حبیب اللہ - محمد الدین - نتھا - معراج الدین - نور محمد - بقلم محمد ابراہیم نظامی -

عبدالسبحان نظامی بقلم خود - غلام محمد - حبیب شاہ - عندی محمد - سعد می - گل محمد - محمد یعقوب

محمد شفیع - غلام محی بقلم خود - ... الدین - غلام محمد ثب اگر - دستخط نورالدین بقلم خود - عبدالعزیز

چودھری محمد شفیع بقلم خود - مستری غلام محمد - کریم بخش - دستخط عبدالرحیم بقلم خود -

علی بخش - احمدالدین - نور محمد - غلام حسن بقلم خود - غلام محمد - پیر بخش - جھنڈہ نظامی -

عبدالرحمن - برکت علی نظامی - غلام حاذق - محمد اسمعیل - شیخ غلام حسن چشتی کلرک - سبحان بندہ

منشی غلام محمد عطار - لال دین نظامی - ذاکر حسین کربلائی - دفتر ریلی برادرس امرتسر - عبدالعزیز

احمد علی - محمد بخش بقلم خود - دفتر رالی برادرس - علی محمد واہنہ - جان محمد دفتر رالی برادرس امرتسر

معراج الدین بقلم خود موٹر ڈرائیور دفتر ریلی برادرس - محمد الدین بقلم خود - سید محمد زاہد نظامی دفتر

رالی برادرس امرتسر بقلم خود

(۳۲) جو الفاظ محمد علی ایڈیٹر اخبار ہمدرد نے کعبہ و قرآن شریف کی بیحرمتی میں کہے ہیں واقعی ناقابلِ برداشت ہیں میں ان کو دوہرانے سے قاصر ہوں اور نہ ہی ایسے انسان کے لیے مولانا کا لقب پسند کرتا ہوں۔ جب انہیں مولائی کاموں سے کچھ نسبت ہی نہیں تو مولانا سے منسوب کرنا گوارا نہیں کرسکتا۔ ہر مسلمان دعا کرے اللہ تعالیٰ انہیں راہ ہدایت پر لاوے کہ وہ درگاہ الٰہی میں توبہ کرکے دام شیطان سے نجات پائیں بغیر از فضل و کرم ایک لحہ بھی بچنا دشوار ہے - میری ہر دم یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر مذہبی کام میں فتح عنایت کرے اور اسی طرح کامیاب رکھے - سچ ہے سچائی کو آنچ نہیں - کسی انسان کے خلل ڈالنے سے آپکے ذاتی یا مذہبی کاموں میں خلل نہیں آسکتا - آپنے راہ اللہ پر کمر ہمت باندھی ہوئی ہے - اللہ تعالیٰ دن دوگنی رات چوگنی ترقی عنایت کرے - آمین -

(دعاگو فخرالدین صوفی فتح آباد ضلع امرتسر پنجاب)

فتح آباد ضلع امرتسر

میری نظر سے چند پرچے اخبار ہمدرد کے گزرے جنہیں مولانا محمد علی صاحب نے بد اخلاقی کے قلم سے طول طویل مضمون لکھے ہیں۔ واقعی آپکے جوابات میں فحش کلامی نہیں ہے۔ مگر آپ تبلیغ کا کام کیوں بند کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے اشخاص کی تحریروں پر ہرگز توجہ نہ دیں بلکہ خاموشی اور استقلال سے اشاعت اسلام کے کام کو کریں۔ وہی محمد علی ہے جس نے خلافت فنڈ کا بیشمار روپیہ لنڈن کے سفر خرچ میں گنوا دیا۔ اور سرکاری تعلیم اور ملازمت کو بائیکاٹ کر کے لاکھوں مسلمانوں کو بیکار کر کے زندگی خراب کر دی آپ خالق حقیقی کی طرف دھیان کریں اور اپنے کام کو سابقہ رفتار سے تیز رفتاری میں تبدیل کرکے کرنے کی طرف توجہ کریں۔ اگر مناسب ہو تو چند پرچے غریبوں کے اخبار کے بھیجدیں تاکہ دودھ اور پانی معلوم ہو سکے۔ (آپ کا صادق فیروزالدین مدرس ایم بی سکول مقام بھڑوال)

انبالہ

(۱) ہم کعبہ و قرآن کے ساتھ ہیں اور ایسے مسٹر محمد علی کے اس قول سے سخت بیزار ہیں جو انہوں نے ملاپ کانفرنس دہلی میں کہے کہ اگر ہندو کعبہ و قرآن کے ٹھوکر مار یں تو بھی وہ ہندوؤں پر ہاتھ نہیں اٹھائیں گے۔

(میاں) عبدالحمید خاں (سکرٹری مسلم راجپوتانہ انبالہ)

(۲) ہم کعبہ و قرآن کو اپنا ایمان سمجھتے ہیں۔ اگر محمد علی صاحب نے بحیثیت مسلمان ہونے کے ایسے نامعقول الفاظ استعمال کیے ہیں تو اُن کے اس فعل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ ۱۲ر دسمبر

(علی احمد خاں جنرل سکرٹری انجمن اسلامیہ)

(دستخط میاں علی احمد خاں۔ رئیس۔ میونسپل کمشنر۔ جنرل سکرٹری انجمن اسلامیہ۔ منیجر اسلامیہ ہائی اسکول بٹالہ) (ایم عبدالصمد عمر صمدانی ایل۔ بی۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ سی نزیل انبالہ بقلم خود)

(چودہری عباس علی زمیندار)

(۳) ہم کعبہ اور قرآن کو دین ایمان سمجھتے ہیں اس سے بڑھ کر کسی کی عزت نہیں سمجھتے اگر کسی ناعاقبت اندیش اور نامعقول نے حرمت کعبہ و قرآن شریف کی توہین کی تو اُن کو ہم نفرت کی

نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ۱۲ دسمبر (نور احمد خاں پنشنر گورنمنٹ)

خضر آباد ضلع انبالہ

(۱) السلام علیکم۔ آہ محمد علی کی اس دلخراش توہین سے جو حضرت فاطمہ زہرا سے نسبت کرکے سادات پر لگائی ہے نہایت نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ معاذ اللہ

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم ۔۔۔ کہ بامن ہرچہ کرد آں آشنا کرد

لفظ محمد علی کے نام سے یہ توہین نہیں سن سکتے۔ اگر محمد علی باز نہیں آسکتے تو براہ مہربانی محمد علی اپنے نام کی بجائے کوئی اور نام آریہ دوستوں کے مشورہ سے تجویز فرماویں۔ اسوقت تک جب تک کہ وہ قعر کفر سے نہ نکلیں۔ کیونکہ اس نام کے ساتھ رکھتے ہوئے خدشہ ہے کہ علماء منافق کا فتویٰ نہ صادر فرما دیویں۔ والسلام

دنیاز مندان روشن علی خضر آباد تحصیل کھرڑ۔ اللہ دتا۔ کریم بخش۔ رحمت اللہ۔ قمر الدین عمر بخش قلعی گر۔ عبد الرزاق و قاضی عبد الغفور و امام مسجد و جملہ نمازیان خضر آباد۔

نیز محمد علی کے نام بھی ایک کھلا خط برائے تنبیہ لکھا گیا ہے۔

(نقل خط جو مولانا محمد علی کو بھیجا گیا)

مخزا سلام مولانا محمد علی۔ السلام علیکم۔ گو آپ کو سمجھانا لقمان کو لقمہ دینا ہے۔ تاہم ہم عاجز پھر بھی ایک درد مندانہ طریقہ سے التجا کرتے ہیں کہ آپکی شان کے شایاں نہیں ہے کہ آپ خواجہ حسن نظامی صاحب اور ان کی تبلیغ کے دشمن نظر آویں۔ جملہ مسلمانان آپ کی خدمات کے معترف ہیں لیکن آپ کی اس علی الاعلان توہین اسلام کے سخت مخالف ہیں۔ جلد توبہ کریں۔ ورنہ جو وقار آپ کا مسلمانوں کے دلوں میں آپ کی طرف سے ہے، کچھ جاتا رہا ہے اور باقی چلا جائیگا۔ یاد رہے کہ آپ وہ شخص ہیں۔ جنھوں نے ایک وقت مسلمانوں کے دلوں کو سحر کیا تھا۔ یا آج یہ نوبت پہونچ گئی کہ آپ کو ہر دل لعن طعن کرنے پر مجبور ہو رہا ہے۔ کیونکہ آپ نے حسن نظامی مبلغ اسلام کی مخالفت نہیں کی بلکہ تبلیغ اسلام کی چلتی گاڑی میں روڑا اٹکایا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے اپنی

قدرتِ کاملہ سے اس پُر آشوب زمانے میں وہ شخص (حسن نظامی) پیدا کیا ہے جسکی اسلامی خدمات کے کل مسلمانان معتقد ہیں۔ آپ کو تو اس بیکاری کی صورت میں لڑنے کی سوجھتی ہے۔ اگر لڑنا تھا تو کسی آریہ دوست یا کسی آریہ اخبار کے ایڈیٹر سے لڑتے جو مسلمانوں کے خلاف زہر اگلتے ہیں۔ اس صورت میں دینِ اسلام کی خدمات کا بھی حق ادا ہو جاتا۔ لیکن اس صورت میں آپ کی شان میں فرق آجاتا۔ لیکن یاد رہے حسن نظامی کے ساتھ لڑنے میں گو ظاہرًا آپ کی شان میں فرق نہیں آتا۔ بلکہ اسلام کی شان میں فرق آتا ہے۔ مگر اسی وجہ سے درحقیقت و در پردہ آپ کی شان میں فرق پہلے آجائیگا۔ کیونکہ آپ بھی اسلام کے ایک فرد ہیں۔ آہ او نازِ اسلام محمد علی! کبھی یہ تیرے لیے لفظ پھبتا تھا۔ لیکن اب ذرا ٹھنڈے دل سے ایک مخلص مسلمان کی صورت بنا کر حسن نظامی سے پوچھیے کہ آپ کے آریہ دوستوں کی فتنہ پردازیوں سے کس قدر ان کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن آپ کو سیاست کے مقابلے میں مذہب کی کیا پرواہ۔ اب رہا حسن نظامی کی عزت کی نسبت سو یہ خدا کی طرف سے ہے۔ کون ہے کہ جو بغیر مشیّت ایزدی کے کسی کو لپت و بالا کر سکتا ہے۔ حسن نظامی درحقیقت اپنی عزت کے دلدادہ نہیں ہیں اور نہ انھوں نے اس اہم کام تبلیغ کو عزت کے لیے جاری کیا ہے۔ کیونکہ اس معاملہ کی تحقیق کے لیے ایک مخلص اور ہمدرد محب اسلام کی نظر زیادہ کام کرتی ہے بلنسبت آپ کے۔ خواہ آپ حسن نظامی کے پاس ہی رہیں۔ کیونکہ آپ کی آنکھیں حسن نظامی کے حسن خدمات کی طرف نہیں دیکھ سکتیں۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ وہ آپ کے لیے آئینے کی مثال ہوں۔ کیونکہ آئینہ میں اپنی شکل نظر آیا کرتی ہے۔ ان کو دیکھ کر آپ مغالطہ میں پڑ گئے اور حسن نظامی پر بہتان لگا دیا کہ حسن نظامی عزت کے دلدادہ ہیں۔ لیکن درحقیقت آئینے میں آپکو اپنی شکل نظر آئی تھی۔ (آپ ہی اپنی عزت کے دلدادہ نکلے) جیسا کہ ثابت ہو رہا ہے۔ آہ ہم عاجزوں نے اپنے دردِ دل سے مجبور ہو کر آپ کی شان میں کچھ نا ملائم سے الفاظ لکھدیے ہیں۔ لیکن آپکے سخت اور فحش و دلخراش الفاظ توہینِ اسلام مثلاً (سادات کے نسب کی خچر سے تشبیہ۔ ہنود کی عزت قرآن و کعبہ سے زیادہ) سے زیادہ دل آزار اور کلیجہ چیرنے والے ہیں

تاہم ہم پھر بھی ادب سے معافی مانگتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔ کہ ہماری طرح آپ بھی معافی مانگ کر مسلمانوں کو خوش کریں۔ اور آپ حسن نظامی کے ساتھ صفائی کرلیویں اور توبہ کریں۔ یہ بھی آپ کا احسان مسلمانوں پر ہوگا لیکن ذرا جلدی کریں اور اس عریضہ کو اپنے اخبار ہمدرد میں شائع فرمادیں۔ والسلام۔ آمین۔ نیاز مندان

روشن علی۔ عبدالرزاق۔ قاضی عبدالغفور۔ کریم بخش۔ عمر بخش۔ قلعی گر۔ محمد بخش۔ جان محمد نتھے خاں۔ مہتاب خاں۔ قمرالدین خیاط۔ رحمت اللہ۔ عمرالدین۔ اللہ دتا وغیرہ باشندگان و نمازیان خضرآباد تحصیل کھرڑ ضلع انبالہ۔

(۴) رام پوری محمد علی کا یہ کہنا بہر اجلاس کہ اگر ہندو کعبہ و قرآن کے ٹھوکر مارے تب بھی میں ہندو پر ہاتھ نہ اٹھاؤنگا۔ ہم اس بات کو سخت نفرت کی نظر سے تو دیکھنا درکنار۔ ہم کو اس بات کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ ہمارا سینہ اس بات سے زخمی ہو رہا ہے ہم محمد علی کے ساتھ نہیں ہیں۔ کون مسلمان ہے جو اس بات کو برداشت کرسکتا ہے۔ آہ جب مسلمان اس بات کو سنتے ہیں کہ اس کا فاعل محمد علی ہے۔ جو لیڈران اسلام کا سرتاج مانا جاتا ہے۔ تو ہم محمد علی کی اس کفرانہ حرکت پر سخت افسوس کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا اسے ہدایت فرمائے آمین۔ محمد علی جس نے اسلام کی اس حالت زار میں ایک تبلیغ اسلام کے مبلغ کی چلتی گاڑی میں روڑا اٹکایا ہے۔ ہمارے دل ایسے بدنام کنندۂ اسلام سے جل گئے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ تبلیغ اسلام کے سرکش کو خواہ وہ محمد علی ہو خواہ کوئی ہو۔ یا تو اسے تائب اسلام کردے۔ یا اسے غارت کردے۔ آمین۔ آہ اسلامی اخوت ان جیسوں نے ہی پامال کردی تھی۔ آہ۔ ہم دردمندانہ طریقہ سے اپیل کرتے ہیں کہ آپ خدا رسول کے لیے اپنے تبلیغ اسلام کے کام کو اسی طرح چلائیں۔ جس طرح آپ پہلے چلاتے رہے ہیں۔ نیز مولانا محمد علی صاحب کو بتا دو ہے کہ جو خدا اور رسول کا دشمن علی الاعلان بن گیا۔ وہ خدا اور رسول کے دوست کو کبھی ذلیل نہیں کرسکتا بلکہ وہ انشاءاللہ اگر وہ آج ذلیل نہیں ہوا، تو کل ہو جائیگا۔ براہ مہربانی ہماری طرف سے اخبار میں

یہ مضمون شائع کر کے ممنون فرماویں۔ یہ تمام نمازیان و دیگر مسلمانان کی طرف سے ہے۔

(نیاز مند شیدائے اسلام روشن علی خضرآباد۔ تحصیل کھرڑ ضلع انبالہ

اللہ دتا۔ کریم بخش وغیرہ۔ جملہ مسلمانان باشندگان خضرآباد۔ جملہ مسلمانان موضع لکوٹ

قمرالدین خیاط۔ کریم بخش۔ قاضی عبدالغفور امام مسجد و جملہ نمازیان۔ محمد بخش

دہلی

(۱) اخبارات دیکھے جارہے ہیں مگر اس میں تو آپ کی کوئی بدزبانی وغیرہ نہیں معلوم ہوتی مگر وہ صرف محمد علی بدمعاش کی صرف بدمعاشی ہی ہے فقط آپ اطمینان رکھیں جھوٹے کے پاؤں کہاں دیکھتے رہیے۔ فقط (عبدالخالق از صدر دہلی)

(۲) ہم ایماندار کے ساتھ ہیں ایسے بے ایمان محمد علی کے ساتھ نہیں۔ اگر محمد علی صاحب ایسی ناجائز باتیں کر کے ہمارے قرآن کو ٹھوکریں لگوائیں تو بیشک تمام عمر کے لئے ان سے لیڈری چھین لی جائے۔ زیادہ سلام۔ آپ اسلامی کام کو ضرور جاری رکھیں۔ محمد علی کو اس کام میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں ہے فقط (آپ کا خادم نور محمد۔ دہلی)

(۳) میں نے غریب اخبار اور منادی میں پڑھا کہ رامپوری محمد علی قرآن اور کعبہ شریف کی توہین کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے ایسے ہی الفاظ کہے ہیں تو وہ یقیناً اسلام سے خارج ہو گئے اور جو علماء اس بات کا فتویٰ نہیں دیتے وہ بھی انہیں کے ساتھی ہیں۔ میں رامپوری محمد علی کا ساتھ نہیں دونگا بلکہ قرآن اور کعبہ شریف کا ساتھ دونگا۔ اور جناب تبلیغی کام کو ہرگز ہرگز مت بند کریگا۔ (محمد یونس بازار بلیماران دہلی)

(۴) مورخہ ۲۴ ر دسمبر کا اخبار دیکھ کر طبیعت بہت خوش ہوئی کہ آپ نے محمد علی کی طرح بزدلانہ حملہ نہ کیا۔ جیسا کہ محمد علی نے کیا تھا۔ یعنی آپ بمبئی تشریف لیگئے ہوئے تھے تو آپکے پیچھے محمد علی نے حملہ کیا تھا۔ اور اب جبکہ محمد علی گئے ہوئے ہیں آپ نے جواب دینا قطعاً بند کر دیا میں نے گالیوں کا اخبار اور فضل حسین کے وہ ٹریکٹ بھی دیکھے ہیں جنمیں سوائے فحش باتوں کے اور کچھ شائع نہ ہوتا تھا۔ آفریں ہے آپ کی خاموشی پر کہ آپ نے اُس کا جواب بالکل نہ دیا۔

خدا ایسے افراد دین اسلام میں بکثرت پیدا کرے جو آپ کی پوری تقلید کریں فقط والسلام

(محمد رحیم چاندنی چوک دہلی)

(۵) میں مولانا محمد علی کے ان لفظوں پر نہایت افسوس کرتا ہوں اور خیال کرتا ہوں کہ ایسے تعلیم یافتہ ہو کر ایسے لفظ استعمال کرے جسکو کہ مسلمان برداشت نہیں کر سکتا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اگرچہ ہندو قرآن پاک کو ٹھکرائیں اور کعبہ شریف کی بےحرمتی کریں تو مسلمان خاموش بیٹھے رہیں اور کچھ نہیں کہینگے۔ مجھ جیسی ہستی تو کبھی خاموش نہ رہے اور اپنی جان مذہب پر دینے کو تیار ہو جائے لیکن اپنے مذہب کی توہین اپنی آنکھوں سے نہ دیکھوں بلکہ میں خیال کرتا ہوں کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں کر سکتا۔ اب خدا سے التجا کرتا ہوں کہ ایسے مسلمانوں پر خدا اپنا کرم کرے اور نیک ہدایت دے اور اُن کو راہ راست پر لائے آپس میں مسلمانوں کو اتفاق دے اور جو حق پر ہے اسکو حق پر چلائے اور جو غیر حق پر ہے اُسکو بھی حق پر لائے۔ آمین ثم آمین۔ فقط والسلام

(اسلام کا خیر خواہ اکرام الٰہی عفی عنہ چوڑیگران دہلی)

(۶) خواجہ صاحب اور مسٹر محمد علی کی ابتدا جنگ سے لیکر آج تک ہمدرد اور غریبوں کا اخبار دیکھ رہا ہوں۔ ہر فقرے اور ہر لفظ کو غور سے پڑھا۔ حلف نامہ کا بھی مطالعہ کیا۔ دیگر اخبارات کی رائیں بھی میری نظر سے گذریں۔ اس سے پیشتر جبکہ حلف نامہ شائع نہیں ہوا تھا میں اسی شش و پنج میں تھا کہ آیا کون سچا ہے۔ اور دل سے یہ بارہا سوال بھی کرتا تھا مگر کوئی تسلی بخش جواب نہ پاکر خاموش ہو رہتا تھا۔ اب جس وقت سے حلف نامہ پڑھا میرا ضمیر گواہی دیتا ہے کہ خواجہ صاحب بالکل بےقصور اور الزام جاسوسی سے بری ہیں۔ برادران اسلام سے التماس ہے کہ اب ایسے شرعی حلف نامہ کے ہوتے ہوئے ہمیں خواجہ صاحب کی بےقصوری کا یقین کرنا چاہئے۔ اور اگر کوئی اسپر بھی شک کرے تو میں سوال کرونگا کہ اس کے پاس حلف نامہ جھوٹا ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ اگر کوئی ثبوت نہیں تو پھر

حلف نامہ پر شک کرنا اپنے آپ کو گنہگار کرنا ہے۔ حلف نامہ کے اخیر میں تحریر ہے کسی چالاکی یا لفظ کی اینچ پینچ یا حیلہ جوئی کی نیت رکھی ہو اور جھوٹ بولنے کا ارادہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی لعنت اس دنیا میں اور آخرت میں مجھ پر نازل ہو۔ ان الفاظ کے ہوتے ہوئے کسی قسم کے شبہ کرنے کی گنجایش نہیں رہتی۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ دوسرے مسلمان کی قسم پر ضرور اعتماد کریں۔ اگر کوئی اسپر بھی شک کرے تو میں تو یہی کہونگا کہ زمرۂ اسلام سے الگ ہے۔ کیونکہ ایسے شرعی حلف نامہ کو جھٹلانا۔ خواجہ صاحب کی توہین نہیں بلکہ شرع اسلام اور اسلام کی توہین ہے۔ یاد رکھیے شریعت اسلام کا جھٹلانے والا یقینی گروہ اسلام سے خارج ہو جائیگا۔ آخر میں پھر عرض ہے کہ بہ حیثیت مسلمان ہونے کے حلف نامہ پر شک کرنے کی ضرورت نہیں وما علینا الا البلاغ

(خادم اطبا و فقرا حکیم میرزا محمود بیگ رسولی۔ گلی شاہ تارہ دہلی)

---

(۷) آجکل جو ہوا مسلمانوں کے مٹانیوالی چل رہی ہے خداوند کریم مسلمانوں کو بچائے رکھے اور محمد علی جیسے منافق اسلام کے شر سے ہر ایک مسلمان کو اسی طرح بچاوے جس طرح شیطان سے بچنے کی دعا پروردگار عالم سے مانگتے ہیں۔ بچہ مسلمانو ان دونوں یاجوج ماجوج سے جو قرآن کریم اور کعبہ شریف کی بیحرمتی کرے۔ یہ مضمون دیکھ کر بیحد صدمہ ہے۔ خدا آپ کو اور آپ کے کام کو ہر آفت سے بچاوے اور بچاویگا۔ آپ تو حق و صداقت کی حمایت کر رہے ہیں۔ آپ کو ایسے دنیا ساز سے کیا خطرہ جو آپ مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ تبلیغ کا کام جاری رکھا جاوے یا بند کیا جاوے۔ تمام مسلمان آپ کے اس کام کو آپ کی جانفشانی آپ کی خلوصیت کو بہت بڑی محبت کی نظر سے کیا بلکہ اس طرح جسطرح کسی ڈوبتے ہوئے کو کوئی نکالتا ہے اور ڈوبنے والا اپنے محسن کو دیکھتا ہے۔ دیکھتے ہیں۔ آپ ان کی فتنہ پردازی کی طرف بالکل خیال نہ فرماویں۔ ان کو تو عالم اسلام جان گیا ہے۔ ان دونوں بھائیوں کی ایک چھوٹی سی لالف اپنی چشم دید آپ کو سناتا ہوں

جو آپ براہ خدا مہربانی کرکے غریبوں کے اخبار میں شائع فرمادیں۔ رمضان شریف کے دن تھے یہ ہی رمضان جو ابھی حال میں رخصت ہوئے ہیں جس زمانہ میں مسٹر شوکت علی صاحب رنگون اور برہما سے پچاس ہزار روپیہ لیکر آئے تھے۔ پہاڑ گنج کے بند ہانیوں نے یا پتھر پھوڑوں نے دعوت کی۔ مغرب کی اذان ہو رہی تھی جو یہ دونوں صاحب معہ اپنی پارٹی کے رونق افروز ہوئے۔ میں نے اور جملہ مسلمانوں نے خیال کیا کہ نماز میں شریک ہونگے لیکن یہ حکیم صاحب کے کٹرہ کے بالاخانہ میں چلے گئے جہاں دعوت کا بندوبست کیا گیا تھا وہیں نماز پڑھی۔ میں بھی نماز پڑھ کر چلا گیا۔ کھانا کھانے کے بعد جہاتما شوکت علی صاحب نے فرمایا مسٹر محمد علی کی طرف مخاطب ہوکر کہ یہ دعوت خالی رہیگی کچھ نقد وصول نہ ہوگا۔ محمد علی صاحب نے فرمایا کیوں نہیں یہ لوگ بڑی ہمت کے ہیں اور بڑے نیک فیاض ہیں۔ شوکت علی صاحب نے کہا کہ میں بمبئی جا رہا ہوں اسی گاڑی سے۔ کم از کم کرایہ تو ملنا چاہیئے۔ اسپر میں نے پہل کی ایک روپیہ نذر کردیا۔ اسکے بعد جتنے حاضرین تھے سب نے روپیہ دو روپیہ دیا تو گویا چودہ روپیہ ہوئے۔ اتنے میں ایک صاحب نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ روپیہ زکوٰۃ کا ہے اسپر شوکت علی صاحب نے کہا ضرور لے آیئے۔ محمد علی سے کچھ دریافت کیا جنہوں نے کوئی آیت پڑھی ایک صاحب نے تائید کی غرض زکوٰۃ کے تین روپیہ بھی وصول کرکے زنبیل شوکت میں پہونچے والسلام

خادم خورشید علی خاں شاہجہانپوری۔ وارد حال کٹرہ حکیم اجمل خاں دہلی پہاڑ گنج)

(۸) جب سے آپ کے جاہ و حشمت کے دشمن، عزت و شہرت کے حاسد اپنے حسد کی پھونکوں سے آپکے چراغ اقبال کو بجھانے کی بیکار کوشش کر رہے ہیں میرا احسانمند دل بیچین و بیقرار ہے۔ علام الغیوب جو دلوں کا حال جاننے والا ہے میرا صرف وہی گواہ ہے کہ دن کو چین ہے نہ رات کو قرار ہے۔ ہر وقت درگاہ مجیب الدعوات میں دست بدعا ہوں کہ میرے محسن کی عزت و شہرت، دولت و حشمت، وجاہت فراغت

اور اقبال کو برقرار رکھے بلکہ دن دوگنا اور رات چوگنا کرے۔

میرے معصوم بچے بھی جو اپنے پہلوؤں میں ایک احسانمند اور قدرشناس دل رکھتے ہیں شب و روز دعا کرتے ہیں کہ خدائے قدوس! تو ہمارے محسن خواجہ صاحب کے دشمنوں کی کوششوں کو ناکامیاب کر دے اور اسلام کے مخلص مبلغ خواجہ کو خواجہ غریب نواز اور خواجہ گیسو دراز کا سا مرتبہ و عزت عنایت فرما۔

خواجہ صاحب! میں نے چند دن کے سوچ بچار کے بعد ایک خط مسٹر محمد علی کے نام لکھا ہے چونکہ آپ موقعہ شناس اور سیاست وقت سے واقف ہیں اسلئے آپ سے رائے لیتی ہوں کہ مسٹر محمد علی کو یہ خط بھیجدوں یا نہیں؟ اور میری یہ بھی درخواست ہے کہ آپ اپنے اخبار میں بھی چھاپ دیں۔ (آپکی دعاگو ایک دہلی کی سیدانی) مورخہ ۲۶ دسمبر ۲۶ء

ایک گذارش یہ بھی ہے کہ نام میرا نہ ہو گول نام رہے۔ دوسرے جس اخبار میں یہ خط شائع ہو وہ اخبار مجھکو بھی بھیجدیا جائے اور اگر آپ کی رائے ہو تو ایک نقل محمد علی صاحب کو بھیجدی جائے۔ اور اگر یہ خط بھیجنا اور شائع ہونا مناسب نہو تو چاک کر دیجئے۔

سیدانی کا خط

جناب مولانا محمد علی صاحب۔ بعد ماہو المسنون کے عرض ہے کہ میں اس تاریخی شہر دلی کے ایک معزز خاندان کی سیدانی ہوں۔ نہ خواجہ حسن نظامی صاحب کی مرید ہوں نہ بحیثیت طرفدار بلکہ غیر جانبدار کی حیثیت سے چند کلمات عرض کرتی ہوں۔ اگرچہ آپ کی ذات سے امید تو نہیں ہے کہ اسپر عمل تو درکنار ذرا بھی ٹھنڈے دل سے غور کرینگے۔ جبکہ آپکی نظر میں قوم کے بہترین دانشمند احمق ہیں۔ جبکہ آپ کی نگاہ میں اُن کی بیش قیمت نصائح، گراں بہا ہدایات مہمل الفاظ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں تو اس حقیر عریضہ کا ٹھکانا ردی کی ٹوکری کے سوا کہاں ہو سکتا ہے۔ مگر میں اپنے مذہبی اور قومی فرض سے سبکدوش ہوتی ہوں۔ بھائی محمد علی! میں آپکے اور خواجہ صاحب کے اخبارات کو ایک عرصہ سے متواتر دیکھ رہی ہوں اور

خون کے آنسو رو رہی ہوں۔ اپنی قوم کی بدقسمتی کو دیکھ دیکھ کر کلیجہ پھٹا جاتا ہے امت ختم الرسل کی تباہی سن سن کر ہوش اڑا جاتا ہے کہ جب مصلحان قوم ہی خود لڑنے لگیں تو افراد قوم کہاں تک صلح و اتفاق قائم رکھ سکتے ہیں جب قوم کے استاد ہی جنگ وجدال آپس میں کرنے لگیں تو انکے اس طرز عمل سے قوم کونسا اچھا سبق حاصل کر سکتی ہے۔ جب کشتئ قوم کے ناخدا ہی اسے بھنور کی طرف لیجائیں تو اسکے بقا کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ جب اطبائے قوم ہی بجائے شربت اصلاح کے زہر نا اتفاقی پلانے لگیں، تو اس مریض کے جانبر ہونے کی کیا آس ہو سکتی ہے۔ جب تعمیر کرنیوالے ہاتھ ہی عمارت قوم کی تخریب کرنے لگیں تو اس کے قیام کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔ للہ اے محمد علی! لڑنے جھگڑنے سے باز آؤ۔ جنگ وجدال سے توبہ کرو۔

آپنے گذشتہ چند ماہ سے دلی کو اپنے داؤ پیچ کا اکھاڑا اور اس نئی جنگ کا میدان کارزار بنا رکھا ہے۔ آپ کی اور خواجہ پارٹی میں جو تہ پیزار کی نوبت تو آگئی ہے کیا اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ جبتک دونوں پارٹیوں میں لکڑی نہ چل جائے کشت و خون نہ ہو جائے دلی کی سڑکیں مسلمانوں کے خون سے رنگین نظر نہ آنے لگیں، دس پانچ جیلخانوں کی بھینٹ نہ چڑھ جائیں جبتک آپ خاموش نہ بیٹھینگے۔ للہ دلی والوں پر رحم کھاؤ یہی وہ دلی والے ہیں جنہوں نے ہندوستان کے دوسرے شہر والوں سے کہیں زیادہ آپ کی مہمان نوازی کی ہے۔ آپ کی عزت کی ہے۔ آپ کو چندے دئے ہیں۔ آپ کی ایک معمولی آواز پر جوش وخروش سے لبیک کہا ہے۔ آج جبکہ افلاس کا گھن شجر قوم میں لگ چکا ہے۔ آج جبکہ باہمی نا اتفاقی کا زہر یلا اثر قوم کی حلاوت حیات کو فنا کر رہا ہے۔ آج جبکہ تحریک شدھی اور سنگھٹن خوفناک ڈائن کے پنجوں میں قوم جکڑی ہوئی ہے۔ اے محمد علی! کیا آپ کو یہی زیبا تھا کہ ایسے نازک وقت میں ایک نئی جنگ چھیڑ کر قومی تباہی کی رفتار اور بھی تیز کر دیں۔ اے محمد علی! کیا آپ کو یہی شایاں تھا کہ نا اتفاقی کے زمانہ میں بیسیوں پارٹیاں بنی ہوئی ہیں آپ دلی میں دو پارٹیوں کا اور اضافہ کر دیں۔ خدارا قوم کی حالت پر رحم کھاؤ۔ دشمنوں کو

خوش نہ ہونے دو۔ اغیار کو زیادہ نہ ہنسنے دو۔

محمد علی! آپ نے بہت سی قربانیاں کیں۔ مگر سب بے نتیجہ رہیں اور قوم کو کوئی ٹھوس فائدہ نہ پہونچا اسکا کیا سبب ہے؟ وجہ یہ ہے کہ آپکی قربانیاں نفسانیت پر مبنی تھیں اور ان میں خلوص نہ تھا۔ ورنہ خدا کسی محسن کا اجر ضائع نہیں کیا کرتا۔ آپ کی قربانیاں رائگاں گئیں لیکن آپ اب تو بڈھے ہو گئے ہیں کوئی تو کام خلوص کے ساتھ قوم کے لیے کر جائیے جو آپ کے لیے توشۂ آخرت اور مرنے کے بعد نام کو زندہ رکھنے کا سبب بن سکے۔

ہندوؤں کے لیڈروں کو دیکھتے ہوں تو مالوی جی سنگھٹن کے لیے زندگی وقف کر چکے ہیں۔ دوسری جانب موتی لال اسمبلی میں اپنی قوم کے حقوق کی نمائندگی کر رہا ہے مگر مسلمانوں پر خدا کی سنوار ہے کہ یا تو خاموشی کی گہری نیند میں سو رہے ہیں یا آپس میں لڑ رہے ہیں۔ کاش آپ بھی دیگر مسلم لیڈروں کی طرح خاموش ہی رہتے۔ کیونکہ خاموشی لڑنے سے بہتر تھی۔

محمد علی صاحب! آپکے دوستوں کو آپ سے عام شکایت ہے کہ آپ دوسروں کے ساتھ ملکر کام نہیں کر سکتے۔ محض اسلیے کہ آپ اپنے علم و عقل کے زعم میں دوسروں کی رائے کو حقیر اور اپنی رائے کو قابل قبول سمجھتے ہیں۔ جہاں کہیں جلسہ میں کسی نے آپکی رائے کے کچھ خلاف کہا اور آپ پنجے جھاڑ کر بری طرح اُسکے پیچھے پڑے۔ للہ اس عادت کو جلد از جلد ترک کیجیے کیونکہ یہی چیز آپ کے اقتدار کو دن بدن گھٹا رہی ہے جو آپ کو محسوس نہیں ہوتی۔ آپ ایک انسان ہیں اور آپ سے غلطی بھی ہو سکتی ہے۔

محمد علی صاحب! کچھ عرصہ سے آپنے یہ پالیسی اختیار کی ہے کہ تمام مسلم لیڈروں کے اقتدار کو مٹایا جائے۔ آپ یکے بعد دیگرے مولانا ابو الکلام آزاد۔ مولانا ظفر علی خاں صاحب خواجہ حسن نظامی صاحب وغیرہ کے پیچھے پڑ گئے مگر یاد رکھیے ع جو مٹاتا ہے کسی کو وہ بھی مٹتا ہے ضرور

محمد علی! آپ دوسروں کے عیوب دیکھنے اور ظاہر کرنے کے بہت عادی ہیں۔ کاش خدا آپ کو توفیق دے کہ آپ خود اپنے گریبان میں منہ ڈالکر اپنے عیوب کو دیکھیں تو بقول ظفر

آپ اس شعر کے مصداق بنینگے ؎

نہ تھی حال سے جب ہمیں اپنی خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر

پڑی اپنی خرابیوں پہ جو نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

محمد علی صاحب! دوسروں کو بدنام کرکے خود میاں مٹھو بننے کی پالیسی آج تک کسی کو راس نہیں آئی۔ آپکے سامنے مرزا حیرت کی زندہ مثال موجود ہے جو دوسروں کو دریائے ذلت میں دھکا دینا چاہتا تھا لیکن اب خود بحر رسوائی و گمنامی میں ڈوبا ہوا ہے۔ کہیں ایسا نہو کہ آپکو بھی گوشہ نشینی اختیار کرنی پڑے اور رامپور کے کسی گوشہ میں کتب فروشی پہ مجبور ہونا پڑے

محمد علی صاحب! سُنا ہے کہ جامع مسجد کے ممبر پر آپ "فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ" کا وعظ عوام کو سُنایا کرتے ہیں کاش کسی روز آپ اپنے موٹے نفس کو بھی جو اپنے تئیں دنیا میں سب سے بہتر سمجھتا ہے وعظ سُنائیں۔

محمد علی صاحب! میرا دل اپنے اعزہ اور اولاد کی تازہ اموات سے فگار ہے مگر یقین جانیے کہ موجودہ کشمکش نے میرے اُن رنج و افکار کو بُھلا دیا اور یہی سوچتے سوچتے راتیں کالی ہو جاتی ہیں دن تمام ہو جاتے ہیں کہ اس دلّی پر کیا آفت آنیوالی ہے اور قوم پر کیا مصیبت نازل ہونے والی ہے۔ کیونکہ اس خواب پریشان کی تعبیر نہایت خوفناک دکھائی دے رہی ہے اور جنگِ موجودہ کے انجام نہایت خطرناک نظر آرہے ہیں۔

خدارا ذرا سنبھلیے اور سوچیے کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ للہ آپ ہی خاموش ہو جایئے اور ذاتیات کے معاملات کو ختم کیجئے۔ من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو کے مصداق اب زیادہ عرصہ تک نہ بیٹھیے۔ فقط والسلام

مانو نہ مانو جانِ جہاں اختیار ہے!

ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

(راقمہ ایک افسردہ دل دلّی کی سیدانی)

(۱۰) مجھے جب سے یہ معلوم ہوا ہے کہ آریوں اور کانگریسیوں کی سازش سے آپ کی ذاتِ مبارک کے خلاف غلط بیانیوں اور دروغ بافیوں کے انتظامات کیے جا رہے ہیں سخت رنج و افسوس ہے۔ بات یہ ہے کہ مولانا محمد علی مکۂ معظمہ جانے سے پہلے افلاس سے گھبرا کر ابن سعود سے بہت سی امیدیں وابستہ کیے ہوئے تھے۔ مگر وہاں پہونچکر انھوں نے اپنے مقاصد کے خلاف فرقۂ اہلِ حدیث کو برسر اقتدار دیکھا اور انہیں معلوم ہوا کہ میری تمام امیدوں پر پانی پھر گیا۔ غصہ اور پریشانی کی حالت میں یہاں آئے اور انھوں نے وہ کچھ کام شروع کر دیا جو ایسے موقعوں پر معمولی سے معمولی آدمی نہیں کر سکتے۔ مفلسی عقل چھین لیتی ہے۔ مفلس آدمی ایک دو جگہ جب امیدیں لیکر جاتا ہے اور وہاں سے محروم واپس ہوتا ہے تو دیوانہ ہو جاتا ہے اور اسکی بات میں استقلال اور اسکے قول میں وزن اور اس کے مذہب میں ثبات نہیں ہوتا ہے۔ میرے خیال میں محمد علی کی امیدوں کی کثرت۔ خیالات کی بلندی کے دو دریاؤں میں غوطہ کھا رہے ہیں۔ غوطہ کھانے کے بعد جب پانی کی سطح پر آتے ہیں تو ان کے ہاتھ میں پھوٹی کوڑی نہیں ہوتی۔ انہیں اپنے چاروں طرف ایسے آدمی نظر آتے ہیں۔ جو جوہر پرست اور زر بجیب ہوتے ہیں۔ ایسے موقعہ پر محمد علی کہتے ہیں ؎

جس جگہ جاتا ہوں تقدیر یہی کہتی ہے ۔۔۔ آرزو کیوں لیے آتا ہے یہاں کچھ بھی نہیں

محمد علی نے بی اماں کی توہین، قرآن پاک اور حرم محترم کی توہین۔ سادات کی توہین وغیرہ جو کی اسکا باعث یہی سراسیمگی ہے اور اس طرح وہ چاروں طرف امداد کے لیے ہاتھ پھیلا رہے ہیں۔ مگر کوئی ان کی دستگیری نہیں کرتا۔ ایسے موقعہ پر آریہ ہو یا نصرانی جو ان کی طرف ادنیٰ توجہ کریگا۔ محمد علی اسکا ساتھ دینگے۔ اگر آپ ازراہِ کرم و غربا پروری ان کو مرفوع القلم جانکر معاف فرما دیں۔ اور ان کو اپنے سایۂ عاطفت میں لیکر ان کی معاش کا کوئی کافی انتظام کر دیں تو اس کے بعد میں ذمہ لیتا ہوں کہ وہ پھر کبھی آپ سے مخالفت یا تبلیغ سے عداوت نہ رکھیں گے آپ ان کی طرف توجہ نہ فرمائیں اور خلوص و صداقت کے ساتھ تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو

انجام دئے جائیں۔ خدا آپ کی مدد کرے۔ آمین فقط

(حکیم سید فردوس علی شاہ دہلوی)

(۱۱) آج ان سطور کے لکھنے پر جس بات نے مجھکو مجبور کیا ہے وہ حاجی شہاب الدین لطیف احمد بیدو الے سراج الدین محمد عثمان بقلم خود ساکنان صدر بازار دہلی والا مضمون ہے جو اخبار ہمدرد میں مورخہ ۲۰ دسمبر ۲۶ء کو بہ عنوان " دلی والا حسن نظامی اہل دہلی کی نظر میں" شائع ہوا ہے جسمیں ان ہر چہار اصحاب نے اپنے ذاتی خیالات ظاہر کرتے ہوئے دہلی والوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا ہے، اور خواہ مخواہ تمام دہلی والوں کو اپنے ساتھ کانٹوں میں گھسیٹا ہے۔ کیا اصحاب مندرجہ بالا کوئی ایسا ثبوت پیش کر سکتے ہیں کہ جسکی رو سے دہلی والوں نے اُن کو یہ حقوق دئے ہیں کہ وہ اُن کی ترجمانی جسطرح چاہیں کریں۔ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ ایسی کوئی سند وہ پیش نہیں کر سکتے اور خصوصاً ایسی حالت میں کہ جبکہ اُن کے بازار اور محلے والے بھی اچھی طرح نہ جانتے ہوں تمام دہلی والوں کا ایسے اشخاص کو ترجمانی کا حق دینا کہاں تک قابلِ سماعت ہے اور جب اُن کے پاس اس قسم کا کوئی حق نہ ہو تو اُن کی تمام دہلی والوں کی طرف سے ترجمانی کرنا کہاں تک جائز ہو سکتا ہے۔ نہ معلوم ان صاحبان کے پاس ایسا کونسا آلۂ معلومات ہے کہ جسکے ذریعہ انھوں نے تمام دہلی والوں کا عندیہ معلوم کر لیا اور اخبارات میں شائع کرا دیا۔ کیا دہلی کے مقتدر علما و لیڈران اور با وقعت روٴسا اس قابل نہ تھے یا نہیں ہیں کہ دہلی والوں نے اُن کو چھوڑ کر ایسے اشخاص کو حق ترجمانی دیا ہو کہ "جن کا سوائے معدودے چند ملازمین و چھوٹے موٹے اشخاص کے کہیں اثر و رسوخ نہ ہو" کسی صاحب عقل کے نزدیک کہاں تک قابلِ یقین ہو سکتا ہے اور بصورت ہذا اُن کا دہلی والوں کی طرف سے ترجمانی کرتے ہوئے اخبارات میں اعلان شائع کرانا کس حد تک جائز اور درست ہے۔ یقیناً ہر شخص اپنی رائے کے لیے آزاد ہے۔ خواہ وہ اُس کو کسی طرح استعمال کرے اور یہی حق ان ہر چہار اصحاب کو پہنچتا ہے۔ اندریں صورت

اعلان عنوان مذکورہ دہلی والوں کی آزادی رائے پر ایک غاصبانہ قبضہ ہے جو سراسر ناجائز اور بے اصل ہے۔ مجھے امید ہے کہ آیندہ اس بات کا خیال رکھا جائیگا اور کوئی شخص (جو فی الحقیقت اس لائق نہو) اس قسم کی ترجمانی کا حق غلط استعمال نہ کریگا۔ اور شائع کنندہ اخبارات بھی اس بات کا بخوبی خیال رکھیں گے فقط

(محمد ایوب ناچیز۔ گلی تنا ہتارا دہلی)

مہرولی ضلع دہلی

خواجہ صاحب! میں رامپور کے مسٹر محمد علی سے خوب واقف ہوں اسکی کئی وجہ ہیں ایک تو میرے نانا آستانہ حضرت خواجہ قطب صاحب کی طرف سے انکے وکیل۔ دوسرے میرے بھائی انکو اسوقت سے اچھی طرح جانتے ہیں جبکہ یہ دونوں بھائی ابتدائے نظر بندی میں تین ماہ تک بستی درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب میں آکر رہے تھے۔ اُس وقت سے ابتک بارہا تبادلۂ خیالات کا موقعہ ملا۔ میرے مکرم بھائی مسٹر محمد علی کے بناوٹی رونے اور مصنوعی خلوص کی بہت تعریف کرتے تھے۔ لیکن ساتھ ہی اسکے یہ بھی فرماتے تھے کہ محمد علی کی ہر تحریر و تقریر اور تحریک سے اسلام اور مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچا۔

یکم دسمبر کے منادی سے اسکی مزید تائید ہوگئی۔ خواجہ صاحب! جہانتک میں نے اسلامی تعلیم کا مطالعہ کیا ہے اُس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص اس قسم کے کفریہ الفاظ زبان سے نکالے یعنی کلام اللہ و بیت اللہ کی بیحرمتی کرے یا غیر اقوام کو ایسی تحریر یا تقریر سے ایسا کہنے کا موقع دے۔ اسلامی تعلیم کی رو سے وہ کفر تک پہنچ جاتا ہے۔ یہی میرا عقیدہ ہے اور یہی ہر مسلمان کا ہونا چاہیے۔ اپنی جان و اولاد کو کلام اللہ و بیت اللہ کی عظمت پر قربان کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ مسٹر محمد علی بہت جلد تائب ہو کر تمام قومی کاموں سے سبکدوش ہو جائیں۔ قوم کو ایسے رہ ہندمار و اسلام کش لیڈر کی ضرورت نہیں جو ہمیشہ اسلامی مفاد کو اپنے ذاتی فائدہ پر قربان کرتا رہا ہو۔

میں ان کے مشیران بہم مشربے استدعا کرتا ہوں کہ وہ مسٹر محمد علی کی بارگاہ میں عرض کریں کہ جناب آپ کا دماغ ایسا اس قابل نہیں رہا کہ قومی کام کریں بلکہ اپنے دماغ کو سکون دیجئے ورنہ کچھ اور اندیشہ ہے۔ خواجہ صاحب! میں آپ کی خدمت میں بھی عرض کرونگا کہ آپ بہت جلد ایسے غداران قوم اور غاصبوں کا قلع قمع کر دیں تاکہ آئندہ انکے زہریلے اثر سے قوم و اسلام مامون و مصئون رہے۔ ہم آپکے ہر حکم کی تعمیل اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں۔ فقط (محمد حسین خلف خواجہ عابد علی صاحب درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب رض)

ضلع فیروزپور

(۱) بھلا ایسا کون کوتاہ اندیش مسلمان ہے جو تبلیغ جیسے عزیز اسلامی عنصر کو چھوڑ کر جسکی فی زمانہ بیحد ضرورت ہے جسکو آپ بوجہ احسن عرصہ پانچ سال سے سرانجام دے رہے ہو۔ ایسے سیاسی رامپوری مولانا محمد علی صاحب اڈیٹر ہمدرد دہلی کا ساتھ دیگا جسکی زبان بے لگام سے ایسے گستاخانہ الفاظ کعبہ شریف اور قرآن شریعت کی شان میں جسکے اہل اسلام کیا بلکہ غیر اقوام تک بیحد مداح ہیں نکلیں۔ دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ رامپوری مولانا صاحب کی حالت پر رحم فرمائے اور راہِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے جنہوں نے ایسے گستاخانہ الفاظوں سے مسلمانوں کے دلوں کو بُری طرح زخمی کیا ہے۔ آمین۔ سلسلۂ تبلیغ ہرگز بند نہونا چاہیئے۔ میں قرآن شریف اور خانہ کعبہ کے ساتھ ہوں انشاء اللہ تعالیٰ۔

(نیاز مند محمد یسٰین خان (لودہانوی) از کھکہ کلاں ضلع فیروزپور)

(۲) کسی مسلمان کی یہ طاقت نہیں کہ وہ جملہ مسلمانان عالم اور خاصکر قرآن اور کعبہ کے متعلق اس قدر شوخی کرے جسقدر کہ محمد علی نے کی ہے۔ اگر واقعی محمد علی نے یہ الفاظ عام جلسہ میں اسلام کے برخلاف استعمال کیے ہیں تو ہرگز ہرگز قابل عفو نہیں۔ اور نہ ہی ایسا شخص مسلمانوں کا لیڈر رہ سکتا ہے۔ کاش محمد علی سوچ سمجھکر بات منہ سے نکالتے تاکہ وہ مسلمانوں کے ماقبل کی طرح لیڈر رہے رہتے۔ اور اُن کی کی ہوئی ترخ شیاں جن پہ مسلمانانِ ہند جا طور پر فخر کیے تھے

خاک میں نہ ملیتں۔

اے محمد علی! اگر واقعی تمہارے منہ سے ایسے لفظ نکل چکے ہیں تو خدا سے ڈر کر توبہ کر اور مسلمانوں سے معافی مانگ تاکہ تو فلاح پا جائے۔ دعا ہے کہ خدا محمد علی کو صراط المستقیم پہ چلنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔ (العبد محمد صدیق خاں بقلم خود بازید پوری)

چراغ دین۔ نواب الدین۔ دین محمد۔ عبداللطیف۔ قطب الدین۔ عبدالغنی۔ عبدالواحد۔ محمد اقبال۔ محمد سلیم۔ نور محمد۔ محمد علی۔ جمال الدین۔ نصر اللہ۔ بہادر علی۔ احقر العباد عبادا اللہ۔ جمال الدین موگا۔ اہلیہ صاحبہ مستری خیر الدین۔ گھسیٹے شاہ بقلم خود۔ عبدالرحمن بقلم خود۔ نعمت اللہ مستری موگہ۔ خیر الدین مستری موگا۔ نور محمد نیشکر فروش موگا۔ فضل الٰہی فیروز پوری بقلم خود۔ علی محمد مستری موگا۔ نبی بخش۔ خیر الدین حجام موگا۔ شیخ زلدو بساطی فروش موگا۔ محمد حیات بقلم خود۔ سردار خاں بقلم خود۔ بقلم خود رحمت علی حجام موگا۔ خوشی محمد لوہار موگا۔ شرف الدین۔ برکت علی

(از اہالیان موگا ضلع فیروز پور)

بٹالہ ضلع گورداسپور

ہم کعبہ و قرآن کے ساتھ ہیں اور مسٹر محمد علی رامپوری کے اس قول سے سخت بیزار ہیں جو انہوں نے ملاپ کانفرنس دہلی میں کہے کہ اگر ہندو کعبہ و قرآن کے ٹھوکر ماریں تب بھی میں ہندوؤں پر ہاتھ نہ اٹھاؤنگا۔ بقلم خود (بابو) محمد طفیل ٹیلیفون آفس امرتسر۔ (خان) عبدالحمید خاں انسپکٹر چونگی بقلم خود (بٹالہ) (نشان انگوٹھا حافظ عبدالرحمن) (دستخط علی محمد ملازم میونسپل کمیٹی (نشان انگوٹھا عبدالعزیز دوکاندار)

اگر جناب موصوف کے منقولہ بالا فقرات سے ظاہری معنی ہی کا مدعا ہے۔ تو ہم بالکل اُن کے برخلاف ہیں ورنہ نہیں۔ (خاکسار) منشی مہتاب الدین مدرس بقلم خود شاہ آباد مسکن بٹالہ

برکت علی (راجپوت دوکاندار)۔ عبدالکریم (سید)۔ تفضل حسین عطا محمد۔ بقلم خود عبدالعزیز

نشانی انگوٹھا بشیر احمد ۔ بقلم خود محمد عمر دفتر ٹیلیفون ملتان ۔ محمد طفیل بقلم خود ۔ غلام حسین بقلم خود
بقلم خود مختار علی ۔ حکیم اللہ دتا بقلم خود ۔ عبدالمجید بقلم خود ۔ خیر الدین ۔ محمد فیروز بقلم خود
محمد شفیع سوداگر چرم بٹالہ ۔ سید صادق حسین ہمدانی بقلم خود ۔ علی احمد خاں حوالدار میجر پنشنر
(نشان انگوٹھا اللہ رکھا ٹیلر ماسٹر) فتح محمد بقلم خود ۔ سید غضنفر حسین ہمدانی ۔ محمد بخش
محمد یوٹا بقلم خود ۔ اللہ رکھا ۔ (نشان انگوٹھا غلام محمد) غلام حسین (نشان انگوٹھا حکم الدین)
بقلم خود شیخ محمد رمضان بٹالہ ۔ قمر علی بٹالہ ۔ بقلم خود رحیم بخش ۔ غلام محمد بٹالہ ۔ نور الدین
بقلم خود ۔ فیروز الدین بقلم خود ۔ اللہ دتا بقلم خود ۔ کرم دین بقلم خود ۔ شیخ کرم الٰہی بٹالہ
علی اکبر بٹالہ ۔ (مستری) دین محمد ۔ سید علی حسین مسانیان ۔ اللہ دین بقلم خود ۔ صادق حسین
بٹالہ بقلم خود ۔ (چودھری) دین محمد بقلم خود ۔ عبدالرحمٰن محلہ اچی گیٹ بقلم خود ۔ شیخ محمد طفیل
ٹھیکیدار امرتسری بقلم خود

جو شخص اپنی زبان سے ایسے الفاظ نکالے وہ کبھی مسلمان کہلانے کا حق نہیں رکھتا ۔

(شیخ عبداللطیف اورسیئر)

میری رائے باقی اصحاب سے متفق ہے ۔ شیخ محمد ابراہیم بٹالہ)

محمد اشرف دوکاندار بقلم خود ۔ شیخ محمد حفیظ طالب علم بقلم خود ۔ سید شبیر حسین بقلم خود بٹالہ
(چودھری) غلام محمد بقلم خود ۔ عبدالمجید بقلم خود محلہ ٹھٹیاری دروازہ بٹالہ ۔ غلام رسول بقلم خود
ملازم سنگر کمپنی ۔ محمد ابراہیم بقلم خود ملازم سنگر کمپنی سرگوبند پور ۔ فضل الرحمٰن خاں ٹیلر
ماسٹر بقلم خود ۔ (نشان انگوٹھا جھنڈا بٹالہ) ۔ (نشان انگوٹھا عمر الدین) محمد رمضان بقلم خود
نیاز احمد خاں بقلم خود ۔ بقلم خود عبداللہ درزی

جو الفاظ مولانا محمد علی نے کہے ہیں وہ بُرے کہے ہیں ۔ بقلم خود نواب الدین ۔

عبدالحمید ۔ عمر الدین بقلم خود ۔ بقلم خود بڈھا شیخ ۔ بقلم خود علم الدین ۔ بقلم خود شیخ الٰہی بخش
بقلم خود چراغ الدین ۔ بقلم خود روشن دین ۔ بقلم خود فیروز الدین شیخ ۔ بقلم خود اللہ رکھا

لال دین درزی - بقلم خود قائم الدین - نواب دین درزی - چراغ الدین حجام -
بقلم خود رحیم بخش - سائیں اللہ دتا - فتح الدین - علی محمد ترکھان - فضل سائیں ترکھان
بقلم خود محمد شریف - بقلم خود علی اکبر - بقلم خود بشیر احمد - اللہ دتا - بقلم خود نذیر احمد
فتح خاں بقلم خود - احمد سعید بقلم خود - نشان انگوٹھا تاج الدین حجام - فیروز الدین بقلم خود
اسد جان بقلم خود - بقلم خود محمد شریف خاں - محمد مظہر خاں بقلم خود - محمد عبد اللہ
(دستخط محمد عبد الحق) بقلم خود محمد یعقوب - (نشان انگوٹھا فتح محمد چودھری) بقلم خود ذاکر حسین
(غلام فرید) محمد بشیر بقلم خود - (شیخ) محمد طفیل اے - ایل - او - ای - ہائی سکول بٹالہ
چراغ دین بقلم خود - عزیز الدین بقلم خود - شیخ عبد الرحیم بقلم خود - بقلم خود محمد حسین -
مفتی محمد اکرم عفی عنہ - روشن دین ولد شادی بقلم خود - نشان انگوٹھا فتح الدین - بشیر احمد
فضل الدین - قاضی محمد علی بقلم خود - بقلم خود سجاد حسین - سید عزیز اللہ بقلم خود - سردار احمد
سید محمد ظریف جاگیردار مسانیاں شریف بقلم خود - سید محمد رشید عالم - سید میاں محمد
فقیر محمد شیخ - شیخ محمد طفیل سالڈ مشن سکول بٹالہ - شیخ محمد بخش - محمد لطیف بقلم خود (شیخ)
محمد عبد اللہ دوکاندار - محمد شریف شیخ بقلم خود - سید واجد حسین بقلم خود - سید شریف
عالم ولد کرامت علی بقلم خود - سید رحمت علی ولد سید غلام مرتضیٰ (پٹواری) شیخ غلام قادر
بقلم خود - سید شفیع محمد بقلم خود - سید امجد حسین بقلم خود - شاہ سوار ولد امید علی بقلم خود -
سید محمد ظریف بقلم خود
بابا سید قائم علی شاہ - مولوی احمد شریف امام مسجد مسانیاں بقلم خود - شیخ نوابدین بقلم خود
شیخ محمد شفیع بقلم خود - حکیم غلام قادر بقلم خود - سید محمد شریف ولد سید شفیع محمد - محمد لطیف
سید محمد ہادی بقلم خود - شیخ محمد احمد - سید محمد اکرم - بقلم خود علاؤ الدین - کرم الٰہی بقلم خود
مہر الدین بقلم خود - محمد اسمٰعیل بقلم خود - ممتاز حسین

اگر مولانا محمد علی صاحب نے فی الواقعہ یہ الفاظ کہے ہیں کہ ہندو اگر کعبہ و قرآن کے

ٹھوکر ماریں تو وہ ہندوؤں پر ہاتھ نہ اٹھائینگے) تو مجھے اُن سے بہت بیزاری ہے۔

(خاکسار مشتاق سنیاسی عفی عنہ) (مالک و سرپرست سنیاسی شفاخانہ بٹالہ)

اگر مولانا محمد علی صاحب نے فی الواقعہ یہ الفاظ ملاپہ کانفرنس میں کہے ہیں تو مجھے انکے خیالات سے سخت بیزاری کا اظہار کیے سوا نہیں بن پڑتی۔

(سید) فیض الحسن (بی۔اے۔منشی فاضل سکرٹری انجمن امامیہ بٹالہ)

اگر محمد علی صاحب نے واقعی یہ الفاظ (اگر ہندو کعبہ و قرآن کو ٹھوکر ماریں تو وہ ہندوؤں پر ہاتھ نہیں اٹھائینگے) کہے ہیں تو میں خصوصاً اور عوام مسلمانان عموماً اُن کو نفرت کی نگاہ سے دیکھینگے۔ (میاں) عطا محمد۔ پنشنر تحصیلدار بٹالہ (ورئیس)

محبوب علی دوکاندار بقلم خود۔ محمد یقین اور سیر بقلم خود۔ نشان انگوٹھا فضل الدین۔ محمد حسین بقلم خود ڈسپنسر۔ محمد لطیف (نان فروش) محمد الدین خیاط۔ محمد الدین بقلم خود دوکاندار۔ دین محمد بقلم خود۔ برکت علی شیر فروش۔

میں نہ اسکو ہندو سمجھتا ہوں نہ مسلمان یہ تو ہندوؤں سے بھی بڑھ گئے۔

(نشان انگوٹھہ فضل الدین دوکاندار)

(مولوی) احمد الدین بقلم خود (اہلحدیث امام مسجد) عبدالحکیم بقلم خود۔ نشان انگوٹھا اشرف میاں عبداللہ زرگر بقلم خود۔ (میاں غلام دستگیر امام مسجد

میں نہ توان کو ہندو خیال کرتا ہوں اور نہ ہی مسلمان۔ یہ تو ہندوؤں سے بھی بڑھ گئے ہیں۔ بقلم خود عزیز الدین

مندرجہ بالا رائے کے مطابق ہوں۔ برکت علی بقلم خود

اگر مولانا محمد علی صاحب نے یہ الفاظ کہے ہیں تو وہ بہت بُرے ہیں بقلم خود شیخ کریم بخش بٹالہ

سبحان علی بقلم خود محلہ محبوداں بٹالہ۔ محمد منیر بقلم خود۔ محمد حسین بقلم خود۔ فضل حسین بقلم خود محمد شریف (دوکاندار) فیروز الدین۔ نشان انگوٹھا شیخ محمد عبداللہ صاحب بوٹ فروش

(دستخط محمد شفیع بوٹ فروش) نشان انگوٹھا محمد بخش - محمد شریف بقلم خود - برکت علی - نشان انگوٹھا سردار علی صاحب بوٹ فروش (نشان انگوٹھا محمد شفیع دوکاندار - محمد یسین خاں بقلم خود -

ضلع گجرات پنجاب

واقعی مولانا محمد علی رامپوری کا یہ جھگڑا کھڑا کرنا مسلمانوں کو ازحد ضرر رساں ثابت ہوگا لیکن فی الحقیقت ہر ایک آدمی اصلی سچے اسلام پر فدائی ہے - امید ہے کہ تمام دنیا کے مومنین مولانا موصوف کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرینگے - بہتر یہی ہے کہ نرمی سے کام ہو لیکن اگر مقابلہ کی ضرورت پیش آئی تو انشاء اللہ العزیز جملہ مسلمین آپکے ہمخیال ہونگے اور صاحب موصوف کو نیچا دیکھنا پڑے گا - (شیخ میاں خاں مدرس لوئر مڈل سکول مونگ تحصیل پھالیہ ضلع گجرات) (خاکسار عنایت حسین اسسٹنٹ لوئر مڈل سکول مونگ ضلع گجرات

از دفتر اخبار لاحول گجرات پنجاب

مزاج اقدس - مجھے آپ سے بہت کچھ اختلاف ہے اور آپکی بعض تحریروں سے شدید اختلاف رائے ہے لیکن اس کے باوجود میرے دل میں آپ کے لیے عزت واحترام کے زبردست جذبات موجود ہیں - حضرت مسلمانوں کو کافر بنانا بہت سہل کام ہے لیکن کسی غیر مسلم کو دائرہ اسلام میں لانا وہ کٹھن منزل ہے - جسکا بار آپنے اپنے کندھوں پر اٹھا رکھا ہے - میں سچ کہتا ہوں ہندوستان میں اسلام اور تبلیغ اسلام آپکے دم سے ہے آپ کا دامن چندوں کی خورد برد اور غبن سے ایسا ہی پاک ہے جیسا علی برادران کا رویہ اسلام اور اخلاق کے اثر سے مبرا ہے - آپکے خلاف لگائے ہوئے الزامات اگر بفرض محال سچ بھی ہوں، تو بھی محمد علی کا اس طرح آپ کی عزت کے درپے ہونا اور تبلیغ کی جڑ پر کلہاڑا رکھنا شجر اسلام کو ہند سے ناپید کرنا کسی صورت روا نہیں - اُن کو اپنی قلم وزبان کے لیئے کوئی اور میدان تلاش کرنا چاہیئے -

آپ محمد علی کی ان شرمناک حرکات سے تبلیغ اسلام جیسے اہم کام کو ہرگز ترک نہ کیجئے
اللہ جل شانہ آپ کا حامی و ناصر ہے۔ آپ ۱۳ دسمبر کے بعد محمد علی کو اپنے حال پر چھوڑ دیجئے
اور اپنے کام میں مشغول ہو جائیے۔ محمد علی جب دیکھیگا کہ میرا رہا سہا اثر بھی ملک سے اٹھ
چکا ہے تو خود کوئی اور راہ نکالیگا۔ آپ کو دنیا جانتی ہے۔ اور خدا اس سے بھی بہتر جانتا ہے
آپ نے اپنے متعلق حلف اٹھا کر اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ اگر اس پر بھی محمد علی اپنی
کارستانیوں سے باز نہ آئے اور آپ کے خلاف پروپگنڈا کرے تو اس کا جواب خدا کی
طرف سے اُسے بہت جلدی ملجائے گا۔

خدارا آپ ایک محمد علی کی ناشائستہ حرکات سے متاثر ہو کر تبلیغ اسلام کو
نہ چھوڑئے۔ کیونکہ ہندوستان کے مسلمان آپ کے ساتھ ہیں۔ والسلام

(نیاز مند سید میر بسمل ایڈیٹر لاحول)

ضلع گوڑگانوہ

آج کل جو فتنہ مسٹر محمد علی نے اٹھایا ہے وہ آپ کے لیے ابتلاء
ہے جو علماء اور صلحاء اور انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے آپ کو
ہرگز ہرگز دل برداشتہ نہ ہونا چاہیے۔ کیسے بے غیرت مسلمان ہیں جو شکم پرست لوگوں سے
مولنا کہدیتے ہیں۔ ایک دفعہ یہ صاحب احمد آباد سے دہلی کو آرہے تھے تو صرف شب و
روز کے سوڈا واٹر کا بل للعہ[13] بمقام گڈھی ہرسرو پر جو دہلی سے قریب ہے صاحب نے
چکایا تھا۔ یہ تو ان کی سفری عیاشی کا حال ہے۔ یہ قوم کی بدقسمتی ہے جو ایسے لوگ سید الرسل
کی امت کے لیڈر کہلائیں۔ ہماری انجمن اور علاقے کے مسلمان سب متفق ہیں کہ محمد علی کا پول
کھول دیا جائے اور حضور اپنا کام بشرط جاری رکھیے گا۔ تاریخ اسلام میں ان کی نظیر جبلہ بن
ایہم غسانی ہے۔ اگر یہ شخص باز نہ آئے تو مجھکو لکھیں۔ ہم وہ ہیں جو ہیں۔

(آپ کا ادنی خادم ابو رشید عبد الشکور سکرٹری انجمن اہل حدیث ہیوات
ومصنف تاریخ میوات و تنقید الادیان وغیرہ نیکا ڈاکخانہ ہوڈل ضلع گوڑگانوہ)

گوجرانوالہ

(۱) گو میری تحریر چھوٹا منہ بڑی بات سے زیادہ کوئی وقعت نہیں رکھ سکتی لیکن ایک ناچیز مسلمان کی حیثیت سے عرض کیے دیتا ہوں کہ جناب کی اور مولانا محمد علی کی چپقلش سے نہایت ہی ضعف اور صدمہ اسلامی دنیا کو پہنچنے کے آثار معلوم ہو رہے ہیں۔ مولانا محمد علی صاحب سیاسی آدمی ہیں اور ان کو زیادہ مرغوب واقعی سیاست ہے۔ مگر آجکل وہاں بھی بازار سرد ہو جانے سے کوئی شغل کی تلاش تھی جو ان کو مل گیا۔ کاش وہ سمجھتے کہ اس سے ان کو گو چند پیسے تو بذریعہ اخبار زیادہ ملجا دینگے۔ مگر آپکے مشن اسلام کو جو ضعف پہونچیگا اسکے وہ ذمہ دار اور جوابدہ بدرگاہ رب العزت ہونگے اور ایک عرض آپسے ہے کہ آپ کو حوصلہ آپکے آبائی حضرات کی مانند قائم رکھنا چاہیے تھا آپ کو معلوم ہے کہ جناب رسول مقبولؐ پر کسقدر وار کفار کرتے تھے مگر صبر اور تلقین سے تمام کو برداشت کرتے تھے۔ نتیجہ جو نکلا وہ دنیا نے دیکھا۔ کاش مسلمان اب بھی مصالحت پر آمادہ ہو جائیں۔ مولانا محمد علی کی خدمات سیاسی بھی واقعی قابل تعریف رہی ہیں جو فراموش کیے جانے کے قابل نہیں ہیں۔ خدا سب کو ہدایت دے۔

(راقم عاصی اللہ دتا۔ کلرک نہر سلکی ضلع گوجرانوالہ)

(۲) میری بدبختی یا خوش قسمتی سمجھیے کہ مجھے ایک واقف کے ذریعہ منادی کا نمایندۂ خصوصی "غریبوں کا اخبار" دیکھنے کا موقع ملا۔ اس وقت رات کے دس بجے ہیں۔ مطالعہ کتب مدرسہ سے فارغ ہو کر آپ کے اخبار نہیں نہیں اسلام کے خادم، مسلمانوں کے ہواخواہ اخبار کو دیکھا۔ سچ جانیئے میری محترمہ والدہ صاحبہ و ہمشیرہ صاحبان و چھوٹے بھائی سب میرے ارد گرد چارپائیوں پر آرام سے سو رہے ہیں۔ میں سرخیاں پڑھتا ہوں اور روتا جاتا ہوں حتیٰ کہ ایک دفعہ میری چیخ نکل گئی۔ میرے گھر کے سب جاگ اٹھے اور میں رو رہا ہوں۔ اتا جان کے دریافت پر صرف اسی قدر کہا کہ "ہائے افسوس کل تک جو ہمارے رہبر و شمنان دین اسلام کی پامالی کے وعویدار تھے آج باہمی تو تو میں میں ایک دوسرے کی بےعزتی و بربادی کے درپے

ہو رہے ہیں۔ اماں جان نے پوچھا بیٹا بات کیا ہے؟ میں نے کہا ایک طرف اگر فخر قوم مولانا محمد علی صاحب و فخر مسلم خواجہ حسن نظامی میں چل رہی ہے تو دوسری طرف فخر ملت مولانا ظفر علی صاحب و مجاہد ملت مولانا سید حبیب صاحب کی باہمی توتو میں میں مسلمانوں کی بدنامی کا باعث ہو کر دشمنان دین کے لیے ہنسی کا سامان پیدا کر رہی ہے۔ اسپر والدہ ماجدہ صاحبہ نے فرمایا کہ رونے سے کیا ہوگا۔ پچھلے پہر اٹھو خدا سے دعا مانگو کہ اسلام کے یہ سپاہی آپس میں یک دل و جان رہ کر خدمت اسلام کے لیے ہمیشہ مستعد رہیں۔

خواجہ صاحب! خدا کے واسطے معاملہ کو ختم کرو مسلمانوں کی بڑی بیعزتی ہو رہی ہے یاد رکھو آپس کی بیزاری رنگ لائے بغیر نہ رہیگی۔ میں اپنے خدا سے تمہارا املاپ طلب کرتا رہونگا۔ فقط (محمود شوکت طالب علم مڈل اسلامیہ ہائی سکول گجرانوالہ)

ہوشیارپور

رام پوری محمد علی فرعون ثانی کی اُس حرکت کو جو آجکل وجود میں آئی ہے۔ بندہ عرصہ سے محسوس کر رہا تھا۔ آخر ایک نہ ایک دن اسکی غداری ظاہر ہونی تھی۔ ہوگئی۔ بندہ اور جملہ مسلمین کعبہ اور قرآن پاک کے ساتھ ہیں۔ گو ہم میں قرون اولی کے مسلمانوں جیسی مسلمانی نہیں ہے تاہم دعا کرتے ہیں کہ اگر ہم ویسے مسلمان نہیں ہیں تو خدائے ذوالجلال ہم کو اپنی رحمت سے مسلمان بنائے اور ویسی ہی صفات دے تاکہ ہم موجودہ زمانہ کے فرعونی پیروؤں کا ثابت قدمی سے مقابلہ کر سکیں۔ بندہ ایک عاصی مسلمان ہے۔ عمر قریباً بیس سال ہے۔ تاہم بندہ اور بندہ کا عاصی وجود اپنے سچے بزرگ محترم کی تکالیف کا حصہ لینے میں جملہ مسلمین سے پہلے ہے۔ نہ صرف زبانی بلکہ عملی گو یہ وجود بے سر و سامان ہے۔ مگر اپنے آپ کو اپنے بزرگ محترم کے پیش کرتا ہے۔ کہ جو کچھ ہی یہی ہے۔ اس سے جو کام لینا چاہیں ہر وقت مستعد ہے

(خاکسار غلام فرید خاں۔ سنی چشتی نظامی۔ بمقام مونہ کلاں۔ ڈاکخانہ راجپور۔ تحصیل و ضلع ہوشیارپور۔

جالندھر

"غریبوں کا اخبار" اور "منادی" روزانہ دیکھتا ہوں۔ اور بعید غور دیکھتا ہوں۔ مسٹر محمد علی رامپوری کا "ہمدرد" بھی دیکھتا ہوں۔ میں ایک انصاف پسند آدمی ہوں اور جہانتک میں نے مسٹر محمد علی کے الزامات اور آپ کے جوابات کے مطالعہ سے نتیجہ اخذ کیا ہے وہ یہ ہے کہ مسٹر محمد علی راہ راست پر نہیں اور آپ راہ راست پر ہیں۔ بخدا میرا دل بہت کڑھتا ہے جب میں یہ سوچتا ہوں کہ آہ! دشمنانِ اسلام ہی کیا کم ہیں اور اب جو یہ آپسیں پھوٹ پڑ رہی ہے اسکا کیا انجام ہوگا میں ہر نماز کے بعد اللہ جل شانہ' سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس فتنہ کو جلد فرو فرمائے۔ محترم! میں آپ سے محض نا واقف ہوں، صرف ایک دفعہ دہلی میں نیاز حاصل ہوا تھا لیکن آپنے جوابات اسلام کی خدمت کی ہے یقین مانیئے اُسکے سبب آپکی عزت میرے دل میں بہت زیادہ ہے۔ مسٹر محمد علی بھی میرے محترم تھے مگر اب جبکہ وہ خود ہی اس فساد کی جڑ ہیں اور حضرت فاطمہؓ کی نسبت ایسے واہیات کلمات لکھتے ہیں کہ کافر بھی کہتے ہوئے لرز جائے۔ یہ اُمید نہ رکھیں کہ اُن کی عزت کسی سچے مسلمان کے دل میں باقی ہوگی۔ اب میرے دل میں اُنکی کوئی عزت اور وقعت نہیں ہے۔ کاش کہ اگر ان کے دل میں ایک ذرہ بھی ہمدردی اسلام کے لیے ہوتی تو وہ یہ کام نہ کرتے۔ میں اسکو گناہ سمجھتا ہوں بلکہ گناہ کبیرہ۔ اور اگر انھوں نے توبہ نہ کی تو خدا کی لاٹھی کی مار سہنا پڑیگی اور وہ ایسی مار ہوگی کہ وہ کبھی نہ سنبھل سکیں گے۔ بلکہ تباہ برباد ہو جائیں گے۔

میرے مخدوم خواجہ صاحب! میں نہایت عاجزی سے آپسے التجا کرتا ہوں کہ آپ اس فتنہ کو جلد رفع کر دیں اور اپنے کام میں مشغول ہو جائیں۔ آپ خدارا تبلیغ سے لاپرواہی نہ کریں۔ بلکہ اُسی زور شور سے اپنا کام جاری رکھیں جیسا کہ تھا۔ میں آپ کے لیے دردِ دل سے دعا کرونگا اور مجھے قوی امید ہے کہ جو دُعا گہرائی قلب سے نکلتی ہے وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہے۔ میری بہترین دعائیں آپکے ہمراہ ہیں۔ ناچیز ایک دُکاندار

نکودر ضلع جالندھر

ماں تجربہ کردیم دریں دیر مکافات
با آلِ نبی ہر کہ در افتاد بر افتاد

سن او مغرور انسان محمد علی! تو نے الفاظ سب بنی فاطمہ تخجر ہیں کہہ کر نہ صرف کروڑوں بنی فاطمہ کا دل دکھایا۔ بلکہ اس برگزیدۂ کائنات سرِ موجودات حضرت محمدؐ جن کا نام مبارک تمہارے نام کا جزو اوّل ہے اور اس رازدانِ نبوت اور حامل لوائے ولایت (حضرت علیؓ) جن کا نام تمہارے نام کا جزو ثانی ہے۔ ہتک کی اور آئمہ لاتوذ النبی الخ" کو ٹھکرایا۔

تو نے الفاظ میرے غسل خانہ کا فرش تمہارے حرم کے فرش سے زیادہ پاک صاف ہے کہہ کر اس حرم محترم کی بے ادبی کی جسکی شان میں خداوندکریم نے اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ فرما کر قبلۂ خلائق بنایا۔

تو نے الفاظ اگر ہندو قرآن کی ہتک کریں وغیرہ کہکر نجاست شرک کو طہارت کلام الٰہی پر ترجیح دی۔

کہاں ہیں مفتی کفایت اللہ اور کہاں ہے ان کا دار الافتاء ؟

مفتی صاحب کے سامنے قرآن پاک کی ہتک کی جا رہی ہے، آیات قرآنی کو ٹھکرایا جا رہا ہے، اہل بیت اور سادات کرام کو تخجر سے تشبیہ دی جا رہی ہے، حرم محترم پر گستاخیاں اور پھبتیاں اُڑ رہی ہیں۔ ایسے نازک اور پُر شور وقت میں مفتی صاحب کا کسی کی تقریر یا تحریر سے ڈر کر خاموش رہنا بدترین معصیت ہے۔ کیا مفتی صاحب کو من سکت عن الحق فھو شیطان کی وعید یاد نہیں یاس

در عہد پادشاہ و فاکیش و جرم پوش
مفتی پیالہ کش شد و لیڈر پیالہ نوش

میں شامل ہیں۔

(محمد حنیف چشتی نکودر)

ضلع جہلم

میری ناقص رائے یہ ہے کہ اگر محمد علی کسی طرح اس بارے سے نہیں پھرتے تو خوب زور کے ساتھ مقابلہ کے لیے کھڑا ہونا چاہیے۔

جالندھر

"غریبوں کا اخبار" اور "منادی" روزانہ دیکھتا ہوں۔ اور بعد غور دیکھتا ہوں۔ مسٹر محمد علی رامپوری کا "ہمدرد" بھی دیکھتا ہوں۔ میں ایک انصاف پسند آدمی ہوں اور جہانتک میں نے مسٹر محمد علی کے الزامات اور آپ کے جوابات کے مطالعہ سے نتیجہ اخذ کیا ہے وہ یہ ہے کہ مسٹر محمد علی راہ راست پر نہیں اور آپ راہ راست پر ہیں۔ یہ خدا میرا دل بیٹھ کر گھٹتا ہے جب میں یہ سوچتا ہوں کہ آہ! دشمنان اسلام ہی کیا کم ہیں اور اب جو یہ آپس میں پھوٹ پڑ رہی ہے اسکا کیا انجام ہوگا میں ہر نماز کے بعد اللہ جل شانہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس فتنہ کو جلد فرو فرمائے۔ محترم! میں آپ سے محض نا واقف ہوں، صرف ایک دفعہ دہلی میں نیاز حاصل ہوا تھا لیکن آپنے جو ابتک اسلام کی خدمت کی ہے یقین مانیئے اُسکے سبب آپکی عزت میرے دل میں بہت زیادہ ہے۔ مسٹر محمد علی بھی میرے محترم تھے مگر اب جبکہ وہ خود ہی اس فساد کی جڑ ہیں اور حضرت فاطمہ رضؓ کی نسبت ایسے واہیات کلمات لکھتے ہیں کہ کافر بھی کہتے ہوئے لرز جائے۔ یہ اُمید نہ رکھیں کہ اُن کی عزت کسی سچے مسلمان کے دل میں باقی ہوگی۔ اب میرے دل میں اُنکی کوئی عزت اور وقعت نہیں ہے۔ کاش کہ اگر ان کے دل میں ایک ذرہ بھی ہمدردی اسلام کے لیے ہوتی تو وہ یہ کام نہ کرتے۔ میں اسکو گناہ سمجھتا ہوں بلکہ گناہ کبیرہ۔ اور اگر انھوں نے توبہ نہ کی تو خدا کی لاٹھی کی مار سہنا پڑیگی اور وہ ایسی مار ہوگی کہ وہ کبھی نہ سنبھل سکیں گے۔ بلکہ تباہ برباد ہو جائیں گے۔

میرے مخدوم خواجہ صاحب! میں نہایت عاجزی سے آپسے التجا کرتا ہوں کہ آپ اس فتنہ کو جلد رفع کر دیں اور اپنے کام میں مشغول ہو جائیں۔ آپ خدارا تبلیغ سے لاپرواہی نہ کریں۔ بلکہ اُسی زور شور سے اپنا کام جاری رکھیں جیسا کہ تھا۔ میں آپ کے لیے درد دل سے دعا کرونگا اور مجھے قوی امید ہے کہ جو دعا گہرائی قلب سے نکلتی ہے وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ خدا تعالی آپ کا حافظ و ناصر ہے میری بہترین دعائیں آپکے ہمراہ ہیں (نا چیز ایک درد مند)

نکودر ضلع جالندھر

ماں تجربہ کردیم دریں دیر مکافات
با آلِ نبی ہر کہ درافتاد برافتاد

سن او مغرور انسان محمد علی! تو نے الفاظ سب بنی فاطمہ تجر ہیں کہہ کر نہ صرف کروڑوں بنی فاطمہ کا دل دکھایا۔ بلکہ اس برگزیدہ کائنات سر موجودات حضرت محمدؐ جن کا نام مبارک تمہارے نام کا جزو اوّل ہے اور اس رازدان نبوت اور حامل لوائے ولایت (حضرت علیؓ) جن کا نام تمہارے نام کا جزو ثانی ہے۔ ہتک کی اور آیۂ "لا تؤذ النبی الخ" کو ٹھکرایا۔ تو نے الفاظ میرے غسل خانہ کا فرش تمہارے حرم کے فرش سے زیادہ پاک صاف ہے کہہ کر اس حرم محترم کی بے ادبی کی جسکی شان میں خداوند کریم نے اوّل بیتٍ وُضِعَ للنّاس فرما کر قبلۂ خلائق بنایا۔

تو نے الفاظ اگر ہندو قرآن کی ہتک کریں وغیرہ کہکر نجاست شرک کو طہارت کلام الٰہی پر ترجیح دی۔

کہاں ہیں مفتی کفایت اللہ اور کہاں ہے ان کا دار الافتاء؟
مفتی صاحب کے سامنے قرآن پاک کی ہتک کی جا رہی ہے، آیات قرآنی کو ٹھکرایا جا رہا ہے، اہل بیت اور سادات کرام کو حجر سے تشبیہ دی جا رہی ہے، حرم محترم پر گستاخیاں اور پھبتیاں اُڑ رہی ہیں۔ ایسے نازک اور پُر شور وقت میں مفتی صاحب کا کسی کی تقریر یا تحریر سے ڈر کر خاموش رہنا بد ترین معصیت ہے۔ کیا مفتی صاحب کو من سکت عن الحق فھو شیطان کی وعید یاد نہیں یا ؎

در عہد پادشاہ دغا کیش و جرم پوش
مفتی پیالہ کش شد و لیڈر پیالہ نوش

میں شامل ہیں۔

(محمد حنیف چشتی نکودر)

ضلع جہلم

میری ناقص رائے یہ ہے کہ اگر محمد علی کسی طرح اس بارے سے نہیں پھرتے تو خوب زور کے ساتھ مقابلہ کے لیے کھڑا ہونا چاہیے۔

ہم سب آپ کے ساتھ جانی اور مالی یا جو آپ تحریر فرماوینگے اُسپر تیار رہیں انشاءاللہ۔

کعبہ و قرآن شریف ہم کو محمد علی سے ہزارہا بلکہ کروڑہا درجہ زیادہ پیارا ہے۔

(طالب دعا عبدالعزیز نظامی از کہوکھر زیریں براستہ کمریالہ ضلع جہلم)

(از غلام نبی کھوکھر۔ کعبہ و قرآن شریف ہم کو ازحد پیارا ہے۔ محمد علی کو ہم بُری نظروں سے دیکھتے ہیں۔

لاہور

(۱) بندے کو جناب سے بہت محبت ہے اور اس بات سے بندے کو بہت رنج پہونچا کہ مولانا محمد علی جناب جیسی پاک ہستی پر حملے کر رہا ہے۔ (خاکسار محمد امین بیرسٹرایٹ لا۔ انار کلی۔ بالن منڈی لاہور)

(۲) ہمدرد کے ایڈیٹر محمد علی رامپوری آجکل آپکے خلاف بہت کچھ زہر اُگل رہے ہیں جسکی حقیقت ہر ہوشمند آدمی بخوبی سمجھتا ہے۔ آٹھ سال پہلے کا خط جو نہ تو حضور نظام کے خلاف تھا اور نہ اس سے ریاست کو کچھ نقصان ہوا۔ آج موقع پاکر بوجہ خاص شائع کیا جاتا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ تبلیغ نے ہی ان کی چلتی گاڑی میں روڑا اٹکا دیا اور ان کی تمام موہوم امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ اب وہ دن رات مولانا کو یاد آتے ہیں وہ سفر کے باقاعدہ پروگرام، جلوس و جلسوں کا انتظام، ریلوے سٹیشن پر خلق خدا کا اژدہام، مولانا کا ایک سواری بے لگام پر قیام، نعرۂ اللہ اکبر کی دھوم دھام، چاروں طرف سے عوام کا "حضرت سلام" "حضرت سلام" پھولوں کے ہار، پلاؤ قورمے کا خمار، یہ ہے جسکی یاد نے بیچین کر رکھا ہے اور ہر وقت سینے پر سانپ لوٹتا ہے۔ مولانا کی دلی خواہش ہے کہ تبلیغ کا کام تمام ہو اور ہر زبان پر گاندھی اور علی بھائیوں کا نام ہو اور وہی عیش وہی آرام ہو۔ لیکن ان کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ تبلیغ کا کام شدھی کے مقابلے میں شروع ہوا، اور جب تک وہ سلسلہ بند نہ ہوگا انشاءاللہ تعالیٰ تبلیغ کا کام بھی جاری رہیگا۔ جب تک جیتے رہینگے تبلیغ کی امداد کرینگے اور دشمنوں کی ایک بھی نہ چلنے دینگے۔

حضرت آپکی پوزیشن اب بالکل صاف ہے - آپ ان جھگڑوں سے ہاتھ اٹھا لیجیے اور تمام وقت و قوت تبلیغی کام میں صرف کر دیجئے - میں نے پرسوں آٹھ روپے تیرہ آنے کا منی آرڈر تبلیغی امداد کے لیئے بھیجا ہے اُمید ہے کہ مل گیا ہوگا - اور آئندہ انشاءاللہ زیادہ بھیجا کرونگا - کیونکہ ہمارے ہاں ایک شخص مولانا چندہ کا حامی آپ کی مخالفت کرتا تھا اور لوگوں کو چندہ بند کرنے کے لیے کہتا تھا - جس کا اثر یہ ہوا کہ جس شخص کو کہا گیا اُس نے آئندہ کے لیے اپنا چندہ دُگنا کر دیا - اس سے آپ سمجھ لیں کہ آپ کے کام کی اور آپ کی ذات بابرکات کی لوگوں کے دلوں میں کیسی عزت ہے - والسلام -

(خادم اکبر حسین نظامی دفتر سول ملٹری گزٹ لاہور)

(۳۳) عزیبوں کے اخبار مورخہ ۲۴ ردسمبر ۱۹۲۳ء میں بلغات محمد علی صاحب ایڈیٹر ہمدرد سے ۳۰ ر نومبر کے ہمدرد کا اقتباس نظر سے گذرا جس میں خواجہ حسن نظامی صاحب کے فاطمی نسب ہونے پر طعن کیا گیا ہے - وہ الفاظ مندرجہ ذیل ہیں :(نقل کفر کفر نباشد)

" اور ہمیں خچر کی تقلید کرنے کی ضرورت نہیں پڑی کہ جب اُس سے پوچھا کہ نسب بتلاؤ تو کہا میری ماں گھوڑی تھی "

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس قول کا قائل اُس شخص کی تقلید کرتا ہے کہ جس نے مسجد نبوی میں گھوڑے اور خچر بندھوائے اور آلِ رسولؐ کی میدان کربلا میں اپنے زعم باطل میں توہین کی - اور وہ یزید حضرت معاویہ رض کا بیٹا تھا -

خلافت کا ذبہ کا دلدادہ ایسا دریدہ دہن واقع ہوا ہے کہ اُس نے صراحتہً بضعۃ الرسولؐ کی توہین کی ہے جس کی شان میں یہ حدیث متفق علیہ (فاطمۃ بضعۃ منی من اذاھا فقد اذانی ومن اذانی فقد کفر) موجود ہے - پس اس صورت میں مسٹر محمد علی صاحب اسلام کے دائرہ ہی سے خارج ہو گئے جس کے واسطے علماء اسلام سے فتاویٰ لینے کی بھی ضرورت جاتی رہی ہے - اگرچہ اول سے اس کے افعال نے ایمانوں

کے سے نہیں تھے ۔ مگر اب تو صاف ظاہر ہے کہ یہ شخص کھلم کھلا کفر کی پیروی کر رہا ہے ۔

جس نے بانیٔ اسلام علیہ السلام کی توہین کی کیا مسلمان اس کو اب بھی اپنا لیڈر سمجھیں گے اور اسکی وید کو اب بھی حج اکبر کے ثواب کے برابر خیال کرینگے ۔ میرے خیال میں کوئی مسلمان جسکے دل میں رسول صلعم کی ذرا سی بھی عزت ہوگی وہ اس مسٹر نما مولانا کا کبھی بھی ہم خیال نہیں ہو سکتا ۔ سوائے اُس شخص کے جسکی نسبت کسی زمانہ شناس شاعر نے کیا ہی خوب کہہ دیا ہے ؎

محبت شر مرداں مجو ز بے پدرے ۔۔۔ کہ دست غیر گرفت است پائے مادر اُو

اُمید ہے کہ برادرانِ اسلام عموماً اور ساداتِ کرام اور غلامانِ حیدر کرّار خصوصاً اس شخص کے متعلق نہ صرف اظہارِ نفرت کے جلسے کرینگے ۔ بلکہ اس غدّار اسلام کو دائرۂ اسلام سے بھی خارج کر دینگے ؎

بس تجربہ کردیم دریں دیر مکافات ۔۔۔ با آلِ نبی ہر کہ درافتاد برافتاد

یہ شخص ابن سعود نجدی سے بھی زیادہ بدتر واقع ہوا ہے کہ اس نے تو ساداتِ عظام کے مقابر کی ہی بے حرمتی کی ۔ مگر اس مہاتما گاندھی کے پیرو محمد علی صاحب نے تو رسول صلعم و بضعۃ الرسول صلعم کی نہایت شرمناک الفاظ میں توہین کی ہے وسیعلم الذین ظلموا حق آل محمدٍ ای منقلب ینقلبون ۰

(دیکھئے از غلامانِ اہل بیت اطہار مرزا افتخار علی انجمن اکفریہ لاہور)

(۴) اسلام کی سچی تعلیم کے زیر اثر آپ کا تبلیغی نظام مسلمانوں کے لیے بہت مفید رہا ہے ۔ افسوس صد افسوس محمد علی کو کیا ہو گیا کہ وہ آپ کا تبلیغی مشن تباہ کرنے پر اُدھار کھائے بیٹھا ہے ۔ خدا کے لیے ، رسولِ عربی اور چار یار کبار کے لیے اپنے کام میں مشغول رہیے ۔ اپنی طرف سے حتی الامکان مسلمانوں میں سے بیج نفاق اکھیڑ پھینکنے کی کوشش کیجیے ۔ آگے ہی کیا نفاق کی کمی تھی کہ آج نئے نئے فتنے پیدا کیے جا رہے ہیں ۔ یہ امر دنیا پر روشن

ہے کہ آپ حق پر ہیں مگر تاہم قدرتاً معصوم نہیں ہو سکتے۔ آپ کی طرف سے غلطی ہو جانا ممکن ہے مگر خدا کے لیے رسول کے لیے کوشش کیجئے مسلمان ایک ہو جاویں۔

پیارے خواجہ! میں یہ جانتے ہوئے بھی کہ آپ پر یہ بے بنیاد الزام لگایا گیا ہے اور آپ سچے بھی ہیں تاہم عرض کرتا ہوں کہ آپ کا قیمتی وقت فضول بحث میں ضائع نہ ہونا چاہیے۔ گو محمد علی اس وقت ضد اور ہٹ پر قائم ہے مگر آپ اپنی بزرگی سے کام لیتے ہوئے اُسے مصالحت پر آمادہ کیجئے۔ کیونکہ وہ بھی تھوڑی بہت خدمت کر چکا ہے اگرچہ اس وقت اُسکے دماغ پر حسد کی پٹی بندھی ہوئی ہے آپ اس پٹی کو نرمی محبت سے اُتارنے کی کوشش کیجئے۔ پروپرائٹر ایم۔ اے بوٹ شاپ سوہا بازار لاہور

(۵) میرے خیال میں کوئی مسلمان بھی ایسے الفاظ سننے کی تاب نہیں لا سکتا جیساکہ مسٹر محمد علی رامپوری نے ملاپ کانفرنس کے مجمع عام میں کہے کہ "اگر کوئی ہندو قرآن مجید کے ٹھوکر مارے یا کعبہ شریف کی بےحرمتی کرے تب بھی میں ہندو پر ہاتھ نہیں اٹھاؤنگا" حیف ہے ایسے مسلمان سردار قوم لیڈر پر۔ ان کو لازم ہے کہ اللہ سے ڈرے اور فوراً توبہ کرے۔ کہیں ایسا نہو کہ خدا کا عذاب ان پر نازل ہو جائے۔ لہذا جواباً گذارش ہے حرمتِ قرآن شریف اور کعبہ پر خادم جان نثار کرنے کے لیے حاضر ہے تبلیغ کا کام حضور ہرگز ہرگز بند نہ کریں یہ تو ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اسکی مخالفت کرنے والے مسٹر محمد علی کو خدا خود ذلیل کریگا اور دُنیا دیکھیگی کہ یہ وہی صاحب ہیں جنہوں نے بمبئی میں قشقہ لگا کر اور تلک جی مہاراج کی ارتھی اُٹھا کر فرمایا تھا کہ رام رام ست ہے ؎

دوستوں نے ہم نے وہ صدمے اٹھائے قلب پر دل سے دشمن کی عداوت کا گلہ جاتا رہا

آج مسٹر محمد علی حضور نظام کی ہمدردی کا دم بھرتے ہیں مگر حضور نظام کو خوب یاد ہے کہ صوبہ برار کی مخالفت میں آپنے سر سے پاؤں تک زور لگایا۔ آج کل چونکہ عام

مسلمانوں کو حضور نظام کے ساتھ ہمدردی ہے اسلیئے آپنے لہو لگا کر شہیدوں میں ملنے کی کوشش کی ہے اور ایک بوسیدہ خط نکال کر حضرت خواجہ صاحب کی رسوائی کر رہے ہیں۔ معلوم ہونا چاہیے کہ جو شخص چاند پر خاک ڈالتا ہے وہ ڈالنے والیکے مُنہ میں پڑا کرتی ہے فقط

(راقم خدا بخش نظامی لاہور)

کھم کرن ضلع لاہور

مجھے جناب کی ذات سے دلی انس ہے اور جناب کی کوششیں قابل تعریف ہیں۔ خداوند کریم جناب کو سلامت رکھے۔ تبلیغ کے بارے میں عرض ہے کہ ایسے وقت میں آپ جیسی ہستی کا ہونا قوم کے لیئے باعثِ فخر ہے۔ غریبوں کا اخبار میری نظر سے گزرا۔ مسٹر محمد علی کے الزامات آپ کے متعلق سراسر جھوٹ ہیں۔ اور اگر انھوں نے حرم کعبہ اور قرآن پاک کے بارے میں ایسے الفاظ کہے تو بہت بُرا کیا۔ واجب ہے کہ وہ توبہ کریں اور خداوند کریم سے اپنے گناہ بخشوائیں۔ اللہ ان کو ہدایت دیوے اور آپ کو استقلال بخشے۔ اپنا کام برابر جاری رکھیے ورنہ قوم کا انجام اچھا نظر نہیں آتا۔ میرے محترم حکیم منظور الٰہی صاحب کی طرف سے مضمون واحد۔ آپ سے دلی ہمدردی ہے۔

(نیاز مند عبد الحمید اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر)

ایڈیٹر صاحب اخبار مسلمان لاہور کا خط

سلام مسنون۔ بوجوہات جواب میں تاخیر ہو گئی جسکی معذرت چاہتا ہوں

چونکہ آپنے پوری آزادی کے ساتھ مجھے رائے دینے کے لیے لکھا ہے اسلیے عرض ہے کہ فریقین کے بیانات پڑھنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپکے متعلق مولانا محمد علی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے گو وہ تمامہ صحیح نہیں ہے اور اس میں بہت سا مبالغہ کیا جا رہا ہے۔ مگر اس معاملہ میں کچھ نہ کچھ قصور آپ سے بھی سرزد ہو گیا ہے۔

دوسری طرف آپ کے تمام الزامات جو مسٹر محمد علی پر لگائے جا رہے ہیں بالکل

صحیح معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کی طرف سے ان کا کوئی معقول جواب نہیں ملا۔ پس اندریں صورت میں تبلیغ کے مسئلہ میں آپ سے متفق ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ ہی اس خدمت کو انجام دیتے رہیں۔ (نیاز مند عبدالمجید خادم ایڈیٹر مسلمان لاہور)

ایک جان نثار خاتون کا خط

مجھے آج منادی کا پرچہ پڑھ کر اس قدر رنج گزرا ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ کاش کہ میں مرد ہوتی۔ اگرچہ زیادہ وعدے نہیں کر سکتی کہ میں آپ کی یہ امداد کرتی اور وہ جانثاری کرتی وغیرہ وغیرہ مگر اس پرچہ کے پڑھتے ہی آپ کے قدموں میں تو چلی آتی کہ جو جو حالت آپ کی ہوتی وہ تو دیکھتی رہتی اور فکر و انتظار میں تو نہ تڑپتی رہتی۔ میرے قبلہ! خدا شاہد ہے کہ محمد علی کی شرارت کا از حد رنج ہے۔ افسوس نام کیسا اچھا ہے اور کرتوت کیسے بد۔ میرا تو دل بھی نہیں چاہتا تھا کہ محمد علی لکھوں مجبوراً لکھا ہے ورنہ شرارتی و تعصبی ہی نام سمجھا ہے۔ یہ آپ نے مشورہ پوچھا ہے کہ کیا تبلیغی کام بند کر دوں یا شرارتی کا مقابلہ کروں؟ میں اگرچہ اس لائق نہیں کہ حضور کو کچھ مشورہ دے سکوں مگر چونکہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر ایک مشورہ دے تو اس سلسلے میں عرض کرتی ہوں کہ تبلیغی کام ہرگز ہرگز بند نہ کریں کہ تبلیغی بھائیوں کو سخت صدمہ گزریگا اور سب سے زیادہ آپ ہی کے دل کو صدمہ ہوگا۔ تو آپ مقابلہ کے لیے ہی تیار ہو جائیں سچ کی ہمیشہ فتح ہے۔ مجھے کافی امید ہے کہ آپ بہت جلد کامیاب ہو جائینگے۔ شرارتی کا نام ہی مٹ جائیگا۔ سچ کو خدا کبھی نہیں مٹائیگا۔ جھوٹ ہی ہمیشہ فنا ہوا کرتا ہے۔ خدا آپ کی امداد کریگا۔ تبلیغی کام ہرگز نہ چھوڑیں آیندہ خدا کو لاج ہے۔ میرے خواجہ میرے گواہ رہیے کہ میں کعبہ و قرآن کا ساتھ دیتی ہوں شرارتی محمد علی سے بیزار ہوں بلکہ میں تو اسکو مسلمان بھی نہیں جانتی ہوں بلکہ وہ مسلمانوں کے دل جلانے والا ہے کہ ایسے الفاظ اس نے کہے۔ خدا ہی اسکو جلائیگا۔ خدا اس سے سمجھے گا۔ مہربان میں اگرچہ غریبوں کا اخبار ہر گلی کوچہ

میں پڑھ سکتی نہیں سنا سکتی ہوں کہ ایک تو عورت ہوں دوسرا پردہ کی سخت پابندی میں ہوں مگر پھر بھی جی چاہتا ہے کہ غریبوں کا اخبار منگاؤں۔ اگر ہندوستان میں اتنا پردہ ہوتا کہ برقع اوڑھ ادھر اُدھر چلی جاتی تو بھی میں بہت کچھ کر سکتی مگر یہاں پردہ کی سخت قید ہے۔ خیر پھر بھی حتی الوسع غریبوں کے اخبار ادھر اُدھر بھیجے گی اور لوگوں کو سنانے کی کوشش کروں گی۔ فقط۔ از ضلع مظفر گڈھ پنجاب (آپ کی کنیز مریدنی بقلم خود)

لائل پور

مسٹر محمد علی نے جو آج کل طریقہ اختیار کیا ہے وہ بہت برا ہے۔ اور ہم کو ان سے پہلے ہی یہ اُمید تھی۔ ہمارا ماتھا تو اسی دن کھٹکا تھا جس دن انھوں نے ایک ہندو کو جامع مسجد میں منبر پر چڑھایا تھا۔ خواجہ صاحب! آپ بدول نہ ہوں خدا کے بھروسہ پر تبلیغ کا کام کیے جاویں یہ کام خداوند کریم کا ہے۔ وہ خود مددگار ہے۔

(عبدالوہاب قریشی دہلوی لائلپور پھونڈ پورہ)

ضلع لائل پور

جناب کے لاکھوں احسان ہم لوگوں پر ہیں اور علاوہ احسانات کے جو آپ مسلمانان ہندوستان پر فرما رہے ہیں یہ مزید لطف و کرم زیادہ قابل تحسین ہے کہ جناب نے غریب نادار اور مفلس مسلمانان ہند کو ایک مسلمان نما کافر کے پنجۂ مکر سے نجات دلانے کے لیے صرفِ کثیر برداشت کر کے غریبوں کا اخبار نکال کر ایسی خبروں کا اظہار فرمایا جو بہت اور بے انداز شکریہ کی مستحق ہیں۔ آجکل افلاس کے زمانہ میں بعد از تبلیغ غریب مسلمانوں کو ایسے کفن چوروں اور سفید پوش رہزنوں اور شریف بدمعاشوں سے بچانا بھی ایک اعلیٰ سے اعلیٰ خدمت ہوا ہے۔ حضور کی ذات والاصفات سے ہمیشہ الٰہی امداد ہم لوگوں کو ملتی ہے جسکا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ گستاخی معاف ہو تو ذرہ ایک اعتراض پر دل مجبور کر رہا ہے۔ یہ فرمائیے۔ معاف ہے نا؟ ہاں ہاں اسوقت معاف۔ اچھا تو گذارش یہ ہے کہ مسلمانوں کا اخبار۔ مسلمان ایڈیٹر۔ مسلمان پڑھنے والے مسلمانوں کا رہنما۔ لیڈر۔ مصلح قوم سرپرست ہو۔ پھر کیونکہ ایک گبر کو ان تین لفظوں سے یاد

کیا جا رہا ہے جن سے قطع تعلق ہی اُسکی خواہش، اُسکا پیشہ، اُسکی آمدنی کا ذریعہ ہو رہا ہو۔
۱۰ مولانا ۲ محمد ۳ علی ـ مجھے زیادہ ضرورت تشریح نہیں کیونکہ وہ خود تحریری اعلان سے
بیزاری کا ثبوت پیش کر چکا ہے۔ اور غریبوں کے اخبار میں مضامین نفرت اُسکی طرف سے
شائع ہو چکے ہیں۔ میں اپنے احباب و حاضرین مجلس ہذا سے نہایت ادب سے التجا کرتا ہوں
کہ آئندہ اِس رامپوری مردود راندۂ درگاہِ رسولؐ کو مولانا یا محمد علی کے نام سے مخاطب
یا یاد نہ کیا جاوے۔ بلکہ کوئی اور اُسکا اپنا پسندیدہ یا شایانِ شان۔ بہ منشائے طبیعت
بمناسبت ایمان جیسیں فرعونی آن بان اور مردودی شان نمایاں ہو تجویز فرمایا جاوے۔
اور حضور سرکارِ عالم صلعم اور علیؑ ہم غریبوں گنہگاروں کے لیے، مسلمانوں کے لیئے۔ کیونکہ وہ
حضرت رامپوری تو کعبۃ اللہ اسی لیے گیا تھا کہ بلا واسطہ خدا سے تعلق قائم کر کے پیغمبروں سے
سبکدوشی حاصل ہو جائے۔ سو وہ غالباً کامیاب واپس آیا ہے۔ اپنا پرانا نام بھی پسندیدہ
نہ رہا ہوگا۔ کیونکہ اس نام کو تو اُس کے والدین نے رکھا تھا۔ جبکہ یہ کھڑا ہو کر پیشاب کرنا بھی
نہیں جانتے تھے۔ اُس کے بعد تو آپنے وہ وہ کمالات سیکھ لیے ہیں کہ جا بلیس بھی لاحول
پکار رہا ہے۔ میں حیران ہوں کہ کیونکر پرانا نام اب موزوں ہو سکتا ہے

دیگر عرض یہ ہے کہ خدا پاک ہر ظالم اور خائن اور جابر کو ذلیل و رسوا کرتا ہے۔ اور
اُن ہی لوگوں میں جن میں مکر و فریب سے بیوہ عورتوں، یتیموں، غریبوں اور ناداروں سے
مال دھوکہ سے اٹھا کر کے سیر و تفریح عیش و عشرت میں بیدریغ لٹایا ہو۔ عزت اور شان
بنائی ہو۔ اُن ہی میں ذلت کا مزہ بھی اٹھائیں۔ اس لیے ہر فرعونے را موسیٰ۔ خدا پاک نے
آپ کی ذات کو چن لیا۔ اور اس بے سامان فرعون کے لیے آپ کو موسیٰ بنایا۔ اور اپنی بےکسی
ہوئی غریب مخلوق کو آئندہ کے جھگڑوں سے نجات دلانے کا رستہ نکالا۔ فتح تو یقینی آپکی
[illegible] حضور کے ساتھ رہنے والے خدمت گذار ہوں گے۔ کا افسوس باعث فساد
[illegible] بڑی خوشی ہوئی کہ یہ خط لکھا گیا۔ ہم [illegible] سمجھا ہے اسکے [illegible]

سنبھالتا۔ ایک ایسے شخص کے ہاتھ آیا جس سے قدرت کو بدلا لیتا تھا۔ اور غریبوں کو چند دن کی مار سے بچاتا تھا۔ غریبوں کا پیسہ ایسے آدمی کے پیٹ میں کب تک رہ سکتا تھا۔ شکر ہے اس خط کا چھپا۔ اور رامپوری کی ہانڈی ٹوٹی۔

(تابعدار ملک غلام حسین خاں ٹوانہ چک ۱۰۳ گ ب تحصیل جڑانوالہ ضلع لائل پور)

ضلع منٹگمری

نیاز بے انداز کے بعد عظیم الشان فتح جنگ کی مبارکباد۔ مبارکباد انشاء اللہ آیندہ حضور کی تبلیغ میں سب کانٹے دور ہو جائینگے ہر شخص بزدیہ لیڈر کے خیالات بد سے نفریں ہو گیا ہے۔ مؤمنین کو تو پورا یقین ہو گیا ہے عہد بھی کر رہے ہیں آئندہ ایسے لوگوں کے پھندے میں نہ آئینگے۔ تمام خلق خدا کو گمراہ کر رہے تھے اور بدامنی پھیلا رہے تھے۔ اس احقر ناچیز کی طرف سے تمام پیر بھائیوں اور بزرگان دین کی خدمت میں مبارکباد مبارکباد۔ نیازمند احقر العباد حکیم محمد سلطان نظامی وناچیز خادم محمد اسمٰعیل نظامی۔ مستری کریم بخش اور مستری شمس الدین۔ عبدالرزاق درزی اور اسکے تمام رفقا اور نکا پہلوان صابری درزی اور اس کے لڑکے اور شیخ حسام الدین باقی کئی اہل منٹگمری کی طرف سے السلام علیکم کے بعد مبارکباد مبارکباد

بندہ نے ایک مولوی صاحب اور ایک اپنے بھائی مسمّیٰ اللہ دین مدرس اول چک $\frac{۱۸۲}{۱۰۹}$ ڈاکخانہ چک ۳ ضلع منٹگمری کو بھی تبلیغ کے لیے تیار کر لیا ہے اور انہوں نے آیندہ کو تبلیغ میں حصہ لینے کا مصمم ارادہ کر کے اور وعدہ کیا ہے۔

(خاکسار نیازمند حکیم محمد سلطان نظامی منٹگمری)

کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ

کیونکہ مسٹر محمد علی مرتد ہو چکے ہیں۔ اور آریہ لوگوں کے جال میں پھنس چکے ہیں۔ ظاہری مسلمانی ہے۔ اسلیے میری رائے میں آپ مسٹر محمد علی سے ضرور جوابی جنگ فرما دیں اور جلدی ہی ختم بھی کر دیویں کیونکہ یہ آریہ لوگ اور مسٹر محمد علی کا منشا ہے کہ آپ آیندہ کوئی کام تبلیغ کا نہ کریں سو خداوندکریم

سے دعا ہے کہ خداوند کریم آپ کو کامیابی دیوے جو تمامی مسلمانوں کی کامیابی ہے۔ آپ حق پر ہیں اور مسٹر محمد علی ناحق پر ہیں۔

(عزیز الدین نائب شرف تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڈھ)

مسٹر محمد علی کے نام کوہمری سے

حضرت علی کو گدھے سے تشبیہ دینا یہ آپکی سوانح زندگی میں بڑی نیک یادگار باقی رہیگی۔ روز حشر کا تو فکر نہیں وہاں سوامی شردھا نند آپ کی شفاعت کے لیئے کھڑے ہو جاوینگے۔ پہلے فلاکت زدہ گردش دوران کے مارے ہندوستانی غربا و امرا کا چندہ آریہ اوتار محمد علی نے ہضم کیا اور ڈکار نہ مارا۔ اور کیا کام سنوارا کہ بیچارے ہندوستانیوں کو بے خانماں بنا دیا۔ اور اب اگر مولانا محمد علی اس جنگ سے باز آجاویں تو بہتر ورنہ مجبوراً سوراجی ٹٹو کو زبردست لگام چڑھانا پڑیگا۔

(آپکا خیر اندیش صادق علی بخاری رئیس گھوڑا گلی کوہمری)

ضلع شیخوپورہ

بعد سلام علیکم ملت احمدیہ کے فدویان موضع اسوان ملتمس خدمت والا ہیں کہ فدویان ذیل بحکم آیہ قرآن مجید و کعبہ شریف کے معتقد اور پیرو کار ہیں) اور نیز یدلیڈر علیہ لعنتہ (رامپوری لیڈر) سے سخت بیزار ہیں۔ اور دعا ہے کہ خداوند کریم بطفیل حبیب پاک صلعم جناب کو فتح کامل عطا فرماوے۔ اور آپ کا سایہ مسلمانان ہند پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قائم رکھے اور کام تبلیغ وسیع اور مفید ہوتا رہے۔ آمین۔ آپ خدارا بطفیل حبیب پاک صلعم و طفیل آل نبی و بصدقہ خواجگان چشت کام تبلیغ کو ہمیشہ جاری رکھکر مسلمانان ہند کی حفاظت فرماویں۔ ورنہ مسلمانان ہند کے واسطے ایک سخت مصیبت کا سامنا ہوگا۔ خدارا اپنا کام ہمیشہ کیے جاویں۔ اور ہم فدویان کی بدرگاہ قاضی الحاجات دعا ہے کہ مولائے کریم تمام مسلمانان عالم کو تبلیغ کا شیدا کرے اور آقائے نامدار خاتم النبیین کے دین مبارک کا روز افزوں ستارہ

ترقی پذیر ہو۔ اور یزید لیڈر کے برخلاف جنگ کے لیے ہم فدویان بدل وجان حاضر ہیں انشاءاللہ العزیز۔ اور حکم کے منتظر ہیں۔ والسلام۔

(احقر محمد یامین چشتی نظامی پٹواری مال۔ سردار محمد خاں نقشبندی۔ روشن دین چشتی صابری۔ ولی محمد اویسی۔ حاجی محمد موسٰی نقشبندی قادری۔ دوست محمد اویسی وغیرہ وغیرہ ساکنان موضع اسوان ڈاکخانہ خانقاہ ڈوگران۔ ضلع شیخوپورہ پنجاب۔

شملہ

مولینا محمد علی صاحب کا رویہ اس نازک وقت میں جبکہ تمام عالم اسلامی کو متحد ہو کر کام کرنے کا ہے آپ کے خلاف سخت تکلیف دہ ہے اس سے میرا قلب کیا بلکہ ہر سچے مسلمان کا "دل" ایک مصیبت میں پڑ گیا۔ آج غیر قومیں اس خانہ جنگی سے خوش ہو کر بغلیں بجا رہی ہیں۔ مجھے اکثر غیر مسلم اصحاب کے حلقہ میں بیٹھنے کا اتفاق ہوتا ہے تو بھی میں اس ناگوار بحث کا ذکر ان کی مجالس میں سنتا ہوں اس پیرایہ میں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے گویا کہ تبلیغ اسلام میں یہ ایک خاص رکاوٹ پیدا کی گئی ہے۔ میں حیران ہوں کہ بعض ناعاقبت اندیش مسلم اخبار نویس بھی اندھا دھند محمد علی صاحب کی تقلید کر کے اصلیت سے باہر جا کر گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

(خاکسار عبدالحمید خاں "ایشی" ۲۹ مال روڈ شملہ)

کالکا

خدا نہ کرے کہ وہ وقت آئے کہ مسلمان قرآن شریف اور کعبہ شریف کی حمایت نہ کرے۔ وہ وقت آنے سے پہلے خدا کرے مسلمان دنیا سے کوچ کریں۔ تحریرات سے مسٹر محمد علی کی زیادتی معلوم ہوتی ہے۔ لہذا عرض ہے کہ آپ تبلیغی کام جاری رکھیں۔ انشاءاللہ ضرور آپ کی کامیابی ہوگی۔

(آپ کا خادم قادر بخش موٴمن سیالوی)

ضلع سیالکوٹ

آج کے اخبار میں مولانا محمد علی صاحب کا اعلان جنگ اور آپ کا بیان بھی پڑھا۔ میرے خیال میں مولانا محمد علی

صاحب تا ہنوز سوراج کے دلدادہ ہیں - اور ہندو مسلم اتحاد کو قائم کرنے کا ذریعہ بزدلانہ آریہ سماج سے خوشامدانہ برتاؤ سمجھتے ہیں - اور اُن کی ہر ایک گستاخی اور بدزبانی کو معشوقانہ انداز تصور فرماتے ہوئے ان پر قربان ہونا اپنا فخر اور نام جانتے ہیں - اور ہر زیادتی مابین ہر دو اقوام کو محض مسلمانوں پر ہی تھوپتے ہیں - اور آپ کی ذاتِ اطہر کو اس موجودہ ہندو مسلم نفاق کا منبع اور فاعل سمجھتے ہوئے آریہ سماج میں نام پیدا کرنے اور ہر دلعزیز بننے کی سعی کر رہے ہیں - اُن کا مطلب محض یہ ہے کہ وہ ہندو مسلم اتحاد کو مضبوط تب ہی کر سکتے ہیں - جبکہ شدھی اور تبلیغ کا کچھ عرصہ کے لیے دھیان رُک جاوے اور ہر مذہب وملت کے لوگ اتفاق کر کے سوراج لے لیویں - کاش وہ ستیارتھ پرکاش مصنفہ سوامی دیانند جی کا چودھواں باب پڑھ لیویں اور موجودہ اخبارات آریہ گزٹ گورو گھنٹال وغیرہ کو بھی مطالعہ کریں تو مسلمان ہوتے ہوئے وہ خود سمجھ لیویں کہ ہندو مسلم اتحاد کی جڑ کاٹنے والا کلہاڑا تو آریہ سماج کے پاس ہر وقت رہتا ہے مسلمان بچارے تو برائے نام پھنس جاتے ہیں - اُن کو پتہ لگ جاوے کہ آریہ سماج اگر صلح اور آشتی ہندوستان میں چاہتی ہے تو سب سے پہلے رسول اللہ اور خود اللہ پاک کو خوش تو کر لیویں جن کو انہوں نے تمسخر اور بدزبانی اور بے حد گستاخی سے ناخوش کر رکھا ہے - مگر جس صورت میں کہ وہ آئے دن اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش کے ساتھ اور اور کا بھی اضافہ فرما ہیں مسلمان خدا، رسول، قرآن کے ماننے والے کب اُن سے صلح کرینگے ؟ اگر ہندوستان کی بہتری ملحوظ ہے - تو اِن ہر دو اقوام کی دوستی پیدا کرنے کی کوشش چاہیئے اور دوستی یُوں ہی ہو گی کہ ہر دو اقوام اپنی اپنی غلطیوں پر توبہ کریں اور وہ فتنہ انگیز تحریرات جلا دیویں - تو کوئی وجہ نہیں جو ہندو مسلم اتحاد ایک اصلی معنوں میں نہ ہو جاوے - دوسری صورت میں ہندو مسلم اتفاق کامل طور پر نہیں ہو سکتا -

آپ کی ذاتِ بابرکات میں بھی گستاخی معاف یہی ایک نقص معلوم ہوتا ہے کہ

آنحضور مولانا محمد علی صاحب کے اعلانِ جنگ کا بیان معلوم ہوتا ہے ڈرتے ڈرتے دے رہے ہیں۔ اور ہر جملہ میں خوشامد آمیز الفاظ لکھتے ہیں۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ وہ اپنے نصب العین پر اگر قائم ہیں۔ تو آپ اپنے مقصد پر تُلے رہیں۔ اس میں آپ کو کیا ڈر ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ تمام لوگ کافر ہو جاویں۔ یا سب اوتار ہی ہوں۔ اگر وہ سیاست کو مقدم اور مذہب کو مؤخر مانتے ہیں۔ اور آپ مذہب کو مقدم اور سیاست کو مؤخر۔ تو آپ ایک طرح سے اپنے اپنے عقائد کے مدعی ہو۔ آپ کو کھلات ورش پر اپنے اپنے دلائل واضح کرنے چاہئیں۔ اور ہے بھی یوں ہی کہ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ تب ہی پبلک پر روشن ہوگا کہ اصلی راست رو آپ ہیں یا حضرت مولانا محمد علی۔ اور بس ڈرنے ورنے کی کیا بات ہے۔ والسلام

(آپ کا روحانی خیر اندیش احقر کریم بخش۔ از رہم کھل۔ ضلع سیالکوٹ)

کوٹلی سیدان ضلع سیالکوٹ

ہم جملہ مسلمانان مسٹر محمد علی کی فتنہ پردازی اور دل آزار حرکات اور اور اس کے گستاخانہ یزید اور شمر کے حملے پر جو انہوں نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ زہرا پر کیا ہے سخت نفرت ہیں۔ اور اپنی جان و مال بھی قربان کرنے سے دریغ نہیں کرینگے۔ تاوقتیکہ وہ اپنی موجودہ روش کو تبدیل نہ کریں۔ اس حال کے مناسب مجھے میر و بیر کا ایک مرثیہ یاد آیا ہے ؎

آیا میاں ہوش تو زہرا کا لاڈلا — اللہ رے پیاس تیغ تھی شمر سے کہا

قتل حسین کے لیئے کافر کوئی بلا — تو کلمہ گو ہے کاٹ نہ شبیر کا گلا

یہ موجب شماتت اسلام ہوئیگا — اے شمر تو جہان میں بدنام ہوئیگا

۱۔ رحمت حسین مدرس سیہووال۔ اسسٹنٹ سکریٹری انجمن سادات گیلانیہ کوٹلی سیدان
۲۔ سید فدا حسین ۳۔ سید محمد حسین۔ ۴۔ سید حسن شاہ۔ ۵۔ سید محمد حسین ۶۔ لد غلام عباد شاہ

۷۔ سید شریف شاہ ۔ ۷۔ قطب الدین ۔ ۸۔ رحمت خاں مدرس ۔ ۹۔ سید محمد عالم ۔ ۱۰۔ علی محمد
۱۱۔ عبدالحق نومسلم وغیرہ وغیرہ ۔

سیالکوٹ

(۱) جس دن میں نے ہمدرد میں آپکے خلاف مولانا محمد علی کا مضمون پڑھا تو میرے دل پر ایک چوٹ سی لگی۔ اسکے بعد آپکی طرف سے بھی جو اخبار آتے رہے۔ پڑھتا رہا اور دوسرے لوگوں کو بھی پڑھواتا رہا۔ آپ مہربانی کرکے ۳۱ دسمبر سے پہلے پہلے ہی اس بحث کو ختم کردیویں تاکید ہے اور اپنے اصل کام کی طرف متوجہ ہوجایئے۔ آپ کی اس بحث سے دشمنان اسلام کو ہنسنے اور بغلیں بجانے کا موقع مل رہا ہے۔ شب برات قریب آرہی ہے ابھی سے انشاءاللہ آتش بازی کا کام شروع ہوگا تو کامیابی ہوگی۔ آپ کا وقت بہت قیمتی ہے۔ آپ نے مسلمانوں کے واسطے ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ خدا آپ کو مسلمانوں کے سروں پر سلامت رکھے۔ اصل کام کی طرف توجہ ہونی چاہیئے۔ اس بحث کو آپ ابھی سے خیرباد کہدیں اور مولانا محمد علی صاحب نے جو لفظ دہلی میں ماباپ کانفرنس پر کہدئے تھے وہ نہایت رنجدہ ہیں۔ مولانا صاحب کو توبہ کرنی چاہیئے اور ہم مسلمان کعبہ شریف اور قرآن کریم پر اپنی جان تک نثار کرنے کو تیار ہیں کعبہ شریف اور قرآن کریم سے بڑھ کر مسلمانوں کو کوئی چیز پیاری نہیں۔

(آپکا خادم شیخ اللہ رکھا سوداگر چرم شہر سیالکوٹ راجہ بازار)

(۲) کعبہ اور قرآن مجید کی توہین تو آجکل جن کو ہم کافر کہتے ہیں۔ وہ بھی نہیں کرتے بلکہ قرآن مجید اور کعبہ کی شان تو عجب اور بے مثل ہے۔ دانستہ بشر خواہ کسی مذہب اور ملت کا ہو کسی شائستہ انسان کی تصنیف شدہ کی توہین کرنا ناجائز سمجھتا ہے۔ مثلاً مولانا روم کی مثنوی، گلستاں۔ بوستاں، دیوان حافظ، عالمگیری و دیگر شاہنامہ وغیرہ وغیرہ جن کو نہ صرف اہل اسلام ہی قبولیت اور عزت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں بلکہ ہر غیر اسلام بڑے شوق اور عزت سے دیکھتے اور پڑھتے ہیں۔ قرآن مجید تو الہامی اور آسمانی کتاب ہے

جس نے اس کی توہین کی گویا خارج ایمان ہوا۔ کیونکہ قرآن شریف بھی ایک جزو ایمان کا ہے اور کعبہ جسکا تعلق حج سے ہے اسلام کا ایک رکن ہے۔ گویا ہر دو کی توہین کرنا ایمان اور مسلمانی کی جڑ کاٹنا ہے۔ یہ منافقین کا کام ہے جو بشکل اور بنام مسلمان ہیں اور اندرونی اسلام سے کینہ رکھتے ہیں۔ ہمارے دل میں تو صرف اسلام کی محبت ہے۔ پس ہماری نگاہوں میں اگر کسی کی عزت ہے تو صرف اسلام اور اللہ اور اللہ کے رسول کے واسطے ہے لیکن جب شخص خارج اسلام ہو جائے تو ہم اُن کے دشمن اور وہ ہمارے دشمن ۔ع یار بد بدتر بود از مار بد۔

منافق کی صحبت سے خطرہ جان و ایمان ۔ بُرے سانپ سے صرف خطرۂ جان ہے

رامپوری مولانا محمد علی گو کانگرس کے بڑے لیڈر تو بن گئے۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ کیوں؟ کامیابی صرف نیت پر ہوتی ہے جسکی نیت صرف شہرت کی ہو اور اتحاد کا نام ہو وہ کیسے اتحاد میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ بلکہ اتحاد کرتے کرتے آگے سے بھی بدتر اتحاد پیدا کر لیا۔ رامپوری مولانا محمد علی میں اپنے مسلم بھائیوں میں اتحاد پیدا کرنے کی قابلیت نہیں وہ دیگر اقوام ہند سے کیسے اتحاد کرا سکتے ہیں۔ صرف اُن کا مقصد شہرت تھا۔ پس وہ ہو چکی اب بدنامی باقی ہے جسکے لیے وہ خود تیاریاں کر رہے ہیں۔

رامپوری مولینا محمد علی نے سرکار گورنمنٹ عالیہ سے کیا ہمدردی کی اور کامیابی نہ ہوئی۔ "صرف قید" خلافت اور کانگرس میں کیا مدد انتظام کیا۔ اور کامیابی نہ ہوئی "مایوسی" اب خواجہ حسن نظامی کے تبلیغ اسلام میں رُکاوٹ پیدا کرنے میں کیا ہوگا؟ "حاسد، دشمن اہل اسلام"

جناب قبلہ صاحب آپ اپنا کام جاری رکھیں۔ یہ رُکاوٹ صرف آپکی منزل مقصود پر پہنچنے کی دلیل ہے۔ جیسا کہ ابلیس وقت نزع رشتہ داروں کی شکل میں آکر مومن کی سلامتیٔ ایمان میں رُکاوٹ ڈالتا ہے، ویسا ہی مولانا محمد علی رامپوری میں شیطان گھسکر مولانا کی شکل میں مقابلہ کر رہا ہے۔ شکر ہے کہ آپنے مقابلہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپکو

فتح اور سلامتی ہوگی۔ اگر اس حالت میں مولانا محمد علی نے اہل اسلام کے آگے توبہ نہ کی تو وہ ابلیس کے حامی سمجھے جائینگے جب تک کہ وہ تبلیغ اسلام کے برخلاف رہینگے۔

مجھے یقین ہے کہ آپ ضرور کامیاب ہونگے کیونکہ آپ کی نیت نیک تبلیغ کی ہے پس وہ ہوکر رہیگی۔ خواہ کئی محمد علی پیدا ہوجاویں۔ ہمارے روبرو انسداد آتشبازی کی مثال ہے جس کے مخالف اکثر ہندو تاجر اور مسلم تاجر اور عام نافہم لوگ اور پیچے مخالف تھے۔ لیکن کامیابی مکمل طور پر ہوئی، حالانکہ امید نہ تھی کہ اتنی جلدی کامیابی ہو۔ جو قدیم سے رائج تھی اور تمام ہندوستان میں۔ اور یہ جنگ تو صرف ایک مغرور فاسد بشر کے ساتھ ہے۔ جبکا ایمان ہیچومن دیگرے نیست ہے۔ لہذا خاکسار اپنی تھوڑی اور قلیل آمدنی سے صرف تین روپیہ برائے چندہ جنگ روانہ کرتا ہے۔ امید ہے کہ اس حقیر رقم کو قبول فرماوینگے۔ اور میرے حق میں دعائے خیر کرینگے اور بندہ بھی بارگاہ الٰہی میں دعا کرتا ہے کہ تبلیغ اسلام کی کامیابی کا ثمرہ آپ کو ہر دو جہان میں نصیب ہو۔ اور ان پلید حملوں سے پاک رکھے اور تبلیغ اسلام کی بدولت عمر دراز صحت اور سلامتی رکھے۔ آمین۔

(خاکسار احمد الدین نظامی پنجاب سیکل ورکس سیالکوٹ)

وزیرآباد

(۱) باعث آنکہ ہم مندرجہ ذیل اشخاص مولوی محمد علی صاحب کی توہین آمیز گفتگو سے جو انھوں نے ملاپ کانفرنس میں ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے فرمائی تھی براءت کا اظہار کرتے ہیں۔ اُمید ہے کہ اپنے اخبار منادی میں درج فرمائینگے۔

دافعان:۔ (۱) مولوی رحمت اللہ صاحب (۲) سلطان میر (۳) رستم میر (۴) میاں عبداللہ نانبائی (۵) مولانا عمرالدین صاحب (۶) شیخ کرم رکھا۔ شیخ صدرالدین شیخ رحمت اللہ۔ شیخ عنایت اللہ۔ شیخ عبدالرحمن۔ شیخ عبیداللہ۔ شیخ ثناءاللہ۔ شیخ عبدالرحیم۔ شیخ محمد شریف۔ شیخ فضل کریم۔ عنایت اللہ۔ شیخ عبدالرحیم۔ عبدالرحمن تاجر محمد حسین تاجر شیخ کرم الٰہی۔ حسین بخش۔ شیخ عبدالمجید وغیرہم۔ ان کے سوا غیر کے لکھ

اصحاب بھی آپ کے متفق ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا محمد علی صاحب کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

(۴) اس شہر کے مسلمانوں کی اکثریت آپ کے ساتھ ہے۔ میرا ارادہ تو پبلک جلسہ کے انعقاد کا تھا تاکہ عام جلسہ میں یہ ریزولیوشن کی حیثیت میں پاس ہوجاتا۔ مگر افسوس کہ ہماری کمزوریوں کی وجہ سے جلسہ منعقد نہ ہوسکا لیکن معہذا شہر کی اکثریت آپ کے ساتھ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا محمد علی کو ہدایت کرے کہ وہ ایسی زبان درازیوں سے باز آئیں۔ آمین۔

(نیاز مند عاجز ابو الصدیق حافظ عبد الحمید وزیر آبادی متصل مسجد برتیوالی وزیر آباد)

پوسٹ ساولی مقام کمل پورہ بڑودہ (اسٹیٹ)

علی برادران کی مخالفت اور تبلیغ اسلام میں رخنہ اندازی کی کیفیت سے مطلع ہوا۔ خادم اپنی ناقص رائے میں یہ خیال کرتا ہے کہ ایسے ناہنجار لیڈروں کا ضرور ہی تدارک کیا جائے ورنہ ان کی جرات بڑھ جائیگی جس سے قوم کو نقصان پہنچیگا۔ اب ایسے شریروں سے مقابلہ کرکے ان کی تمام حرکات جس سے قوم تباہ ہورہی ہے اظہار کردیا جائے ورنہ انکی حرص عالمگیر سے بہت سے مسلمان شکار ہوجائینگے

(آپ کا خادم شیخ اسد اللہ نظامی سابق پیش امام مسجد گودھرا)

ریاست بیکانیر

مکرم معظم جناب مولانا مولوی حسن نظامی صاحب نداد الطافہم

بعد السلام علیکم کے عرض ہے کہ اخبار منادی میں دیکھنے میں آیا کہ مولانا محمد علی رامپوری صاحب فرماتے ہیں کہ (اگر کوئی ہندو کعبہ قرآن شریف کو ٹھوکر مارے تب بھی میں ہندو پر ہاتھ نہ اٹھاؤنگا) یہ کلمہ مولانا صاحب کا سنکر نہایت افسوس ہوا۔ اس سے قبل میرے دل میں مولانا صاحب کی بہت محبت تھی بلکہ دعا کرتا تھا کہ خدا ان کو سلامت رکھے لیکن یہ کلمہ مولانا صاحب کے دراصل راست ہیں تو۔ مجھکو محمد علی

رامپوری پر افسوس ہے۔ خداوند کریم ان کو توبہ کی ہدایت دیوے۔ میں کعبہ قرآن شریف کے ساتھ دل سے ہوں۔ محمد علی رامپوری کے ساتھ نہیں ہوں۔

(محمد عبدالحی غلام شاہ تونسہ مقدسہ از مقام سردار شہر ریاست بیکانیر)

مینچن آباد ریاست بہاولپور

خاکسار نے آنخضور والا کے اخبار مبارک منادی ۲۷؍ نومبر ۱۹۲۶ء تقریر دلپذیر پڑھی جسکے پڑھنے سے واللہ اعلم بالصواب اس احقر غلام کے تمام بدن میں رونگٹے کھڑے ہو گئے دل میں کہا کہ اے نالائق تمہارے سردار اور سر کے مالک جن کو کہ نہ دن کو آرام ہے اور نہ رات کو چین سے نیند۔ اپنے نانا صاحب کے احکام کو ہر ایک کافر و مشرک کے گوش گذار و اُن کے دلوں کو مثل موم بنانا چاہتے ہیں۔ اس غلام کی رگِ ہاشمی نے جوش مارا۔ اور ایمانًا آنکھوں سے دل کا خون برسنے لگا اور از حد شرمندگی ہونے لگی اور کہا کہ اے عبدالستار قیامت کے روز رسولِ خدا کیا فرماوینگے کہ تونے دنیا میں کونسا کام ترقی اسلام کی بابت کیا تو کیا جواب دونگا یعنی منہ کالا کرکے خاموش رہونگا اور کیا کرونگا۔

(عبدالستار ہاشمی پوشمین مینچن آباد ریاست بہاولپور)

بہاولپور

مسٹر محمد علی کے اعلان جنگ کی نسبت کمال رنج و افسوس ہے کہ انہوں نے دیدہ دانستہ ایسی حرکت کا ارتکاب کیا جسکو یقینًا کوئی عقلمند اچھا خیال نہیں کرسکتا اور وہ خود بھی اسکا اندازہ کرتے ہونگے لیکن بات یہ ہے کہ جب انسان کے بُرے دن آتے ہیں تو اکثر اس سے ایسی حرکات سرزد ہونے لگتی ہیں۔ کاش اگر وہ اپنی عزت کا خیال کرتے جو ان کو اتفاقًا حاصل ہو گئی تھی تو اسکے برعکس اپنی روش اختیار کرتے لیکن مثل ہے کہ جب . . . . کی موت آتی ہے تو وہ مسجد کا رخ کرتا ہے۔ اس اعلان جنگ کے نتیجہ میں یقینًا ان کی اخلاقی موت کا ظہور ہوگا۔ اب ایسی حالت میں کون مسلمان ہوگا جو اُن کا ساتھ دیگا۔ خدا و رسول کو چھوڑ کر

ان کی کفر نوازی میں شریک ہونا اپنے ایمان کو ضائع کرنا ہے - جسقدر باطل الزام آپ کی نسبت عائد کیے ہیں انکی لغویت خود بخود ظاہر ہو رہی ہے - بلکہ ان کے جسقدر عیب و ثنا کی نظر سے پوشیدہ تھے وہ سب ظاہر ہو گئے ہیں - آئندہ ایسے لوگوں کے دام میں کوئی نہ آئیگا اب بجائے چندہ کے نفرت و لعنت کے پلندہ حاصل کر رہے ہیں - افسوس ہے یہ عقل و دانش - فقط والسلام (نیازمند احمد خاں خانساماں مسٹر ہیڈ فورڈ صاحب سپرنٹنڈنٹ محکمہ نہر ریاست بہاولپور)

جودھپور

(۱) آجکل جو سلسلہ مضامین حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ و مولانا محمد علی صاحب کے درمیان اخبارات میں شائع ہو رہا ہے اسکو دیکھ کر سخت افسوس ہے - نہ معلوم مولانا موصوف کو کیا سوجھی ہے - نیز اُن کے حواری و حمایتی اخبارات کو کہ خواجہ صاحب کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ ایسے لغو اور بے سر و پا الزام و بہتان باندھ رہے ہیں - اس نازک دور میں جبکہ اغیار ہر طرح سے اسلام کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں مولانا کا یہ رویہ سخت قابل اعتراض و نفرت و حقارت پیدا کرنیوالا ہے - میرے والد صاحب قبلہ نے کئی مرتبہ جناب خواجہ صاحب کو مولانا محمد علی صاحب مولانا ظفر علی صاحب و دیگر قوم فروش گندم نما لیڈروں کے متعلق مضمون لکھے مگر افسوس ہے کہ قبلہ خواجہ صاحب نے بوجہ مصروفیت یا اور کسی وجہ سے اخبارات میں شائع نہ کیا - لہذا اگر وہ مضامین خواجہ صاحب کے پاس موجود ہوں تو اُن کو "غریبوں کے اخبار" میں جلد شائع کر دیا جائے - تاکہ قوم کے سامنے ان خود ساختہ لیڈروں کی اصلی قلعی کھل جائے کہ یہ بندۂ زر کس طرح روپیہ اور عزت حاصل کرنے کے لیے اپنے دام تزویر میں غریب مسلمانوں کو پھنساتے ہیں اور پھر بھی اپنی لیڈری کا دعویٰ کر کے آپس میں مسلمانوں میں تفرقہ و جنگ کا باعث ہوتے ہیں - ہمیں خواجہ صاحب کی ذات سے ہرگز ہرگز یہ امید نہیں کہ بقول ان حضرات کے وہ غداری یا جاسوسی ایسی سلطنت کی کریں جس سے وہ اور تمام

دنیائے اسلام فیض اٹھاتی رہی ہے۔

(احقر محمد صمصام الحق عرضی بی ۳ جسونت بلڈنگ ریاست جودھ پور)

(۳) بندہ کبھی اخبار نہیں پڑھا کرتا تھا۔ مگر میرے پڑوس میں چیف کورٹ کے ایک وکیل ہیں اُن کے پاس مدینہ آتا ہے۔ اُنھوں نے ایک روز بہت کچھ الاپ الاپی میں نے اُن کو بند کر دیا کہ اوّل تو جتنا آپ کہتے ہیں وہ سب غلط ہے۔ دوم ہم ہمارے آقائے نعمت و مرشد برحق کی برائی اپنے کانوں سے نہیں سُن سکتے۔ تو اُنھوں نے ایک لبسیط فائل مدینہ اخبار کا میرے دیکھنے کو بھیج دیا۔ میں نے اُس مبارک نام۔ و نامبارک کام اخبار کے مضامین کو پڑھا تو معلوم ہوا کہ مسٹر محمد علی جو تمام دنیا کے دل سخر کرنا چاہتے تھے وہ اتنے متعفن دماغ کے آدمی ہیں۔ اسلام میں تو ۳ روز سے زیادہ بغض یا کدورت رکھنا حدیث شریف میں آیا ہے کہ اپنے باپ بھائی کا گوشت کھانا ہے تو وہ کس مذہب کے آدمی ہیں۔ اور کیوں اس وقت ہمارے راجپوتانہ میں آگ لگاتے ہیں اس طرف آریہ ایک ایک مضحکہ اُڑاتا پھرتا ہے کہ لوح خود گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے حضور سے عرض ہے کہ جہاں تک ممکن ہو۔ اس آگ کو رفع دفع فرما دیں۔ حضور دا تا و بنیا ہیں۔ راجپوتانہ تمام حضور کا مداح ہے کیسی اوچھے گڑھے میں پتھر پھینکنے سے خود اپنے ہی چھینٹے لگتے ہیں۔ اُن کی پوزیشن کا کیا۔ ایک مسٹر ہیں۔ حضور کئی لاکھ بندوں کے مولا ہیں۔ حضور کے چوکھٹ کو لوگ چومتے ہیں۔ اور قدموں کی خاک کو سر پر چڑھاتے ہیں اور اُن کے اوپر کوئی خاک بھی نہیں اُڑاتا۔ جو کرتوت محمد علی کے چھپے ہوں تو وہ بھی عطا ہوں تاکہ یہاں کے معززین جو ہمیں کہتے ہیں اُن کو دکھلائے جاویں۔ ہمیشہ یکطرفہ دیکھنے والے وہی پارٹ لیتے ہیں۔ جب وہ دوسری طرف کے حالات بھی معلوم کر لیتے ہیں تو حق و باطل میں امتیاز ہو جاتا ہے۔

(خادم سید اسد علی نظامی۔ جودھپور۔ مارواڑ)

جے پور

(۱) میرا خدا گواہ ہے کہ کلام پاک جو رسول کریم رحمۃ للعالمین کے ذریعہ پہونچا اور خانہ کعبہ جسکے طواف کا خدا نے حکم فرمایا میں اُسکی نسبت کسی زبان سے توہین کے لفظ سُننا پسند نہیں کرتا اور اگر مسلمان ہوکر ان کی تعظیم نکرے اسکو میں مسلمان باایمان نہیں سمجھتا۔ یہ میرا عقیدہ ہے اللہ اسپر مجھے قائم رکھے۔ اور جو شخص خانہ کعبہ کی خاک اور کنکر پتھر وہاں کا ہو یا کوڑا وہاں کا ہو اپنی جان سے اُسکو بہتر نہ سمجھے (فرش تو خانہ کعبہ کا ایماندار کے لیے بڑی باوقعت چیز ہے) اُسکو میں اپنے خیال سے بہت بُرا سمجھتا ہوں۔ خدا ایسے عقیدہ کے لوگوں پر رحم فرمائے اور توفیق نیک عطا فرمائے۔ اور کیا کہوں۔

(عاصی مرزا خورشید علیخاں عفی عنہ کمیدان پنشنر جے پور)

(۲) میں نے اخبار منادی مورخہ یکم دسمبر دیکھا اُس میں مولوی محمد علی صاحب رامپوری مالک اخبار ہمدرد کا مقولہ جو کسی جلسہ میں یہ فرمایا کہ (اگر کوئی ہندو کعبہ و قرآن کے ٹھوکر مارے تب بھی میں ہندو پر ہاتھ نہ اٹھاؤنگا) (اے اللہ تو مجھے معاف کیجیے کہ میں نے تیرے کلام پاک کے ہمراہ لفظ شریف نہ لکھا۔ اور اسی طرح تیرے پاک گھر کے ساتھ جس کے طواف کا تو نے حکم فرمایا ہے لفظ شریف نہیں لکھا۔ جو محض ضابطہ کے خیال سے اصل مقولہ کے نقل کی پابندی کی وجہ ہے) بخدا میرا کلیجہ کانپتا ہے کہ خدا معلوم ایسے سنگدل لوگوں پہ کیا ادبار آئیگا اور پردے کے ساتھ بیگناہ بھی ملتزم قرار نہ دیے جائیں۔ میں کسی شخص کو خاص طور سے اپنا مخاطب نہیں بناتا ہوں بلکہ اپنا دلی خیال ظاہر کرتا ہوں کہ اگر کوئی مسلمان یا کوئی دیگر مذہب کا شخص ایسے توہین کے لفظ مجھ سے کہے تو میں ہرگز نہ سنوں اور جو نہ کروں اُسکے جواب میں چاہے جان پر ہی کیوں نہ بن جائے مقوڑا اپنے میں دل سے یہ بات کہتا ہوں مجھے کلام پاک کے اور خانہ کعبہ کے مقابلہ میں دوسری کوئی چیز اولاد اور مال تو کیا چیز ہے جان تک پیاری نہیں۔ خدا مولانا محمد علی صاحب

رامپوری کو توفیق نیک عطا فرمائے کہ وہ اس سے توبہ کریں۔ آپ سے یہ عرض ہے
کہ آپ ضرور اس معاملہ میں اپنی پوری قوت کے ساتھ مقابلہ فرمائیں۔ اللہ مددگار ہے والسلام
(عاصی مرزا خورشید علی کمیدان عریضہ نگار پنشنر قوم کمراج عرف دولہ مرزا دہلوی)

العبد محمد حاتم علی خاں ملازم سررشتہ تعلیم انسپکٹری مدارس جے پور

از جانب احقر سید محمد خورشید علی کلارک دفتر صاحب انسپکٹر جنرل بہادر ریاست جیپور

العبد اختر علی علوی مدرس نارمل اسکول جے پور۔ محمود خاں بقلم خود

مضمون واحد تصور فرمائیں۔ تاریخ ۸ دسمبر ۱۹۲۶ء سید محمد خورشید علی۔ محمد تقی ہیڈ ماسٹر دہلوی

العبد حامد حسین خاں عرائض نویس سکنہ جے پور بقلم خود۔ سید بدرالدین مسلمان سکنہ

وایہ تاریخ ۹ دسمبر ۱۹۲۶ء ۔ عاصی واحد علی اہلکار عدالت پنشنر ۹ دسمبر ۱۹۲۶ء

جناب مرزا محمد خورشید علیخاں صاحب کی رائے سے بالکل اتفاق ہے۔ اللہ تعالیٰ
ساعیان کو جو اپنے خیر خواہ قوم و ملت لوگوں ایسے لغو الفاظ سے روکیں جزائے خیر دیگا
ورنہ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔ اگر کسی عامی سے ایسا ظہور میں آتا تو شاید
تعجب نہ ہوتا۔ محمود علی دہلوی سید رحمت علی ساکن جے پور

مرزا خورشید علی خاں صاحب کمیدان پنشنر نے جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل درست
و انصاف پر مبنی ہے۔ کمترین کا بھی ایسا ہی خیال و عقیدہ ہے جیسا کہ مرزا صاحب مذکور
نے لکھا ہے۔ کمترین کو اس سے اتفاق ہے۔

(العبد حامد حسین خاں محرر مرزا شمس الدین بیگ وکیل سررشتہ)

میں مرزا صاحب مرزا خورشید علیخاں صاحب کمیڈان پنشنر نے جو کچھ تحریر فرمایا
ہے اُس سے متفق ہوں۔ ۱۳ دسمبر ۱۹۲۶ء (مجاہد الدین اہلمد اجراء سب ججی)

تحریر مرزا صاحب و مولوی مجاہد الدین صاحب مار نویس سے اتفاق ہے

مضمون واحد ہے میرا یہی عقیدہ ہے ۔ ظہور علی خاں

میں نے میرزا صاحب کی تحریر کو بغور پڑھا جو انہوں نے محمد علی کی تقریر کے متعلق لکھا ہے وہ حقیقت درست ہے۔ میں بھی اس سے متفق ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ محمد علی کو راہِ راست پر آنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(محبوب حسین خاں خلف نواب مقبول حسین خانصاحب جاگیردار)

جو کچھ مرزا صاحب نے لکھا ہے مجھے اُس سے اتفاق ہے۔ محمد حسین

جو کچھ کمیدان صاحب قبلہ نے لکھا ہے اور نیز جناب مولوی مجاہد الدین صاحب نے تحریر فرمایا ہے اُس سے مجھکو اتفاق ہے۔ قرآن پاک اور خانہ کعبہ مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے۔ تاریخ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۶ء (عبدالقادر کلرک)

جالنہ۔ ریاست حیدرآباد

میں اور میرے چند دوست جو صرف اللہ اور اُس کے سچے و برگزیدہ رسول کے حکم کے مطابق صرف اللہ کے کام پر اپنی جان نثار کرنے کے لیے آمادہ ہیں۔ آپ کو اطلاع دیتے ہیں کہ ہمیں کعبہ و قرآن پیارا ہے نہ کہ رامپور کے محمد علی صاحب۔ راقم محمد اسحٰق صدیقی۔ رحمٰن گنج جالنہ دکن

مندرجہ بالا مضمون سے ہم سب کو اتفاق ہے۔ محمد اسحٰق صدیقی۔ اے ابن صدیقی

عثمان علی خاں۔ محمد عبدالرزاق سلیمان خاں۔ شمس الدین۔ فیاض الدین۔ شیخ محبوب عبدالرزاق۔

جموں

(۱) ہم ذیل کے نامبردگان عموماً اور حضور انور کے حلقہ بگوش خصوصاً بلا جبر واکراہ نہایت صدق دل اور ایمانداری سے اس بات کا اعلان ببانگ دہل کرتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان (خواہ وہ کتنی بڑی شخصیت کا مالک کیوں نہ ہو) اگر یہ کہے کہ اگر کوئی ہندو کعبہ و قرآن کو ٹھوکر مارے تب بھی میں ہندو پر ہاتھ نہ اٹھاؤنگا۔ مسلمان کہلانیکا حقدار نہیں لہذا ہم رامپوری محمد علی صاحب کے خلاف نہایت نفرت اور حقارت کا اظہار کرتے ہوئے دنیا کو جتا دینا چاہتے ہیں کہ ہم تادم مرگ کعبہ اور قرآن مجید کے ساتھ ہیں (خواہ ایسا کرنے

میں ہم کو اپنی ناچیز جانیں بھی قربان کر دینا پڑیں)

(جناب سید) غلام حیدر شاہ امام مسجد جموں بقلم خود۔ احقر لشیر محمد خاں نظامی شروانی فیروز الدین ٹین ساز۔ مستری غلام محمد۔ محمد دین۔ عمر دین۔ غلام مصطفےٰ۔ ماسٹر اللہ رکھا ٹیلر جموں۔ شیخ عبد الرشید نظامی۔ محمد یعقوب خاں شروانی نظامی۔ علاء الدین نظامی۔ حبیب اللہ نظامی۔ وسیم احمد نظامی۔ غفور الٰہی نظامی۔ خاکسار غلام رسول نظامی۔ فیروز الدین نظامی۔ محمد شفیع نظامی۔ محمد امین نظامی۔ عبد العزیز بقلم خود جرنیل عبد اللطیف۔ بقلم خود محمد یوسف نظامی۔ غلام حیدر چشتی نظامی۔ قائم الدین نظامی شمس الدین۔ محمد الدین نظامی خیاط۔ شیخ عبد الغنی نظامی بقلم خود

حاجی محمد نظامی بقلم خود۔ محکم دین ٹھیکہ دار چشتی بقلم خود۔ خواجہ قادر بخش رنگریز جموں۔ قدیر خاں رنگریز۔ عبد الرزاق نظامی۔ ظفر فاروق نظامی۔ سر بلند خاں نظامی۔

(۳) جو جو کلمات مولانا محمد علی صاحب نے ہمارے بانیٔ اسلام کے واسطے استعمال کیے اور خانۂ کعبہ اور قرآن مجید کی بیحرمتی ایک ہندو نجس اور ناپاک ہستی کے مقابلے میں کی۔ ایک مسلمان شخص کو اسلام سے خارج کرنے کے واسطے کافی سے زیادہ ہے اور اب میرے خیال میں مولانا محمد علی کو اس نام سے نامزد کرنے میں اسلام کی سخت بے ادبی ہے۔ (آپ کا تابعدار غلام محمد یوسف نظامی)

(۴) محمد علی کی اس فرعونیت سے عام طور پر نفرت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ ہم لوگ احکم الحاکمین کی بارگاہ معلّٰی میں دست بدعا ہیں۔ کہ وہ اپنے حبیب کے صدقے ہندوستانی مسلمانوں کے واحد رہنما کو "تبلیغ اسلام" کی خاطر اس جھگڑے میں جو محمد علی صاحب نے اخبار ہمدرد میں برپا کر رکھا ہے فتح نصیب کرے۔ آمین

انشاء اللہ محمد علی صاحب کو جلد اپنی خوفناک لغزش کا احساس ہو جائے گا اور انشاء اللہ اُن کی رہی سہی قدر و منزلت بھی عوام کے دل سے حرف غلط کی طرح محو ہو جائے گی

اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے حضرت خواجہ صاحب کے قلم حق رقم میں پوری قوت باطل کا پردہ چاک کرنے کی عطا فرمائے آمین۔

(جناب کا حلقہ بگوش احقر بشیر محمد خاں نظامی شروانی)

(۳) آج بتاریخ ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء بروز چہار شنبہ جموں کی جماعت نظامیہ کا غیر معمولی اجتماع بر مکان برادر طریقت شیخ غلام حید چشتی نظامی منعقد ہوا اور باہمی مشاورت سے قرار پایا کہ محمد علی صاحب رامپوری نے ہماری محبوب ترین خدمت اسلام کے خلاف عموماً اور ہمارے پیارے ہادی و مرشد طریقت حضرت خواجہ صاحب کے خلاف خصوصاً اپنے آریہ حریفوں کے بل بوتے پر جو طوفانِ بے تمیزی برپا کر رکھا ہے۔ اسکا حتی المقدور انسداد کرنے اور "تبلیغ اسلام" ایسی مفید اسلام تحریک کو اعدائے تبلیغ کے کمینہ حملوں سے بچانے کا تہیہ کیا جائے اور حضور پُر نور مبلغ اعظم حضرت خواجہ صاحب قبلۂ دارین کی خدمت اقدس میں احکامات اور ہدایات کی ارسالگی کے لیے گذارش کی جائے تاکہ حضور انور کی ہدایات کے مطابق آئندہ منظم طور پر ٹھوس کام کیا جائے اور دشمنان تبلیغ کو ہمیشہ کے لیے ساکت کر دیا جائے۔

دوسری تجویز پر جسکا محرک خاکسار بشیر محمد خاں نظامی اور مؤید جناب ماسٹر حاکم دین صاحب نظامی و منشی عبدالرزاق خاں نظامی متفقہ طور پر قرار پایا کہ "غریبوں کا اخبار" کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کے لیے کم از کم ایک روپیہ فوراً جمع کر کے حضرت اقدس کی خدمت میں جماعت نظامیہ جموں کی طرف سے بھیجدیا جائے۔ چنانچہ گیارہ روپیہ فوراً جمع ہو گئے۔ باقی بھی جمع ہو جانے پر انشاء اللہ تعالیٰ کل ارسال خدمت کر دئے جائیں گے۔ ہدایات کا انتظار ہے۔ خاکپاء بشیر محمد خاں نظامی

خاکسار غلام حید چشتی نظامی۔ یعقوب خان۔ عبدالرشید نظامی۔ حبیب اللہ نظامی۔ محمد غیاث خاں صوبیدار۔ غلام مصطفیٰ۔ محمد شفیع نظامی۔ بندہ سرا احمد خاں۔ حاکم دین۔

ہستری غلام محمد - بندہ غلام قادر خاں - خاکسار غلام رسول نظامی - غلام حیدر نظامی -
محمد الدین نظامی - محمد امین - محمد عمر نظامی - خاکسار فیروز الدین - ظفر فاروق
نظامی - عبدالرزاق نظامی - وسیم احمد نظامی - سلیم احمد خاں نظامی

(۵) جناب ومولانا محمد علی صاحب کی جنگ اور طعن وتشنیع پڑھکر بیحد صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کی حالتِ زار پر رحم فرمائے۔ بندہ بیحد متعجب اور متاسف ہے کہ مولانا محمد علی صاحب جیسے مدعی اصلاح قوم کی جانب سے یہ ناگوار سلسلہ شروع ہوا ہے۔ اور انھوں نے محض ہندو احباب کی خوشنودی کی خاطر اپنی ضمیر کا خون کر دیا۔ اگر یہ واقعی سچ ہے کہ مولانا موصوف نے ملاپ کانفرنس دہلی میں خانۂ کعبہ اور کلام پاک کی توہین کی ہے۔ تو ایسا شخص مسلمان کہلائے جانے کا ہرگز ہرگز مستحق نہیں۔ نظامیہ جماعت جموں کا گذشتہ رات اجلاس تھا۔ جسکی تجاویز علیحدہ غالباً حضور والا کے ملاحظہ کے لیے ارسال کی جاچکی ہونگی۔ احقر کے خیال میں مولانا محمد علی صاحب کے ساتھ جنگ میں بہت وقت نہ لگائیں۔ کیونکہ حضور والا کے محبوب ترین کام تبلیغ وتحفظ اسلام میں تاخیر کا اندیشہ ہے۔ اخبارات اب مجھے بجائے سرینگر کے یہاں بھجوائیں۔ بندہ کو جناب والا کی ذات گرامی پر پورا پورا اعتماد اور بھروسہ ہے۔ خاکسار رحمت اللہ

(۶) ہم کعبہ شریف وقرآن شریف کے ساتھ ہیں نہ کہ رامپوری محمد علی کے ساتھ قبلہ جی اس آریوں کے پٹھو نے تو سب قوم کو تباہ کر دیا تھا۔ جب یہ خلافت کے ممتاز رکن تھے فوج اور پولس کو نوکری حرام کا فرمان فرمایا۔ شکر ہے اللہ تعالیٰ کا کہ اس رامپوری کے پھندے میں نہ آئے۔ میں تو اللہ جانے باقی لوگوں کی طرح جو کہ اب بے روزگار رامپوری کے طفیل ہوئے تھے اور جوان کے بال بچوں کو دعائے خیر کر رہے ہیں۔ ہم نے بھی دعا ہی دینی تھی اور دور نہ تھا کہ گورنمنٹ مسلمان قوم کو فتنہ وفساد کا بانی قرار دیکر آئندہ کیلیے بیخ و بنیاد ہی کاٹتی۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار احسان ہے کہ مسلمانانِ عالم کو اس بات کا

یقین ہوگیا ہے کہ رامپوری صاحب دیدے کے آریہ قوم کے پٹھو ہیں اور تھے - اتنی جلدی ایسے بڑے لیڈر کی کرتوت کا علم اس وجہ سے ہوا کہ آریہ اخبارات اسکی حمایت میں کالم کے کالم چھاپ رہے ہیں اور کوئی مسلمان اس شخص کے کرتوت سے خوش نہیں ہے - علاوہ ازیں اس شخص نے ایسے کلمات زبان سے بحیثیت مسلمان کے نکالے ہیں - اگر کوئی خلاف مذہب اور دشمن اسلام بھی ہوتا تو وہ بھی شرما کر ہی کہتا - مگر رامپوری صاحب نے ذرہ بھر بھی اپنی زبان شریف کو نہ تھاما - اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے - آمین -

(تابعدار صوبیدار محمد غیاث خاں قادری نظامی - جموں)

(۷) محمد علی کے خلاف پبلک جوش روبہ ترقی ہے - انشاء اللہ اب وہ دن دور نہیں جب یہ فرعون بے سامان حق کے سامنے جھک جائیگا - غریبوں کے اخبار کو نہایت شوق سے پڑھا جاتا ہے - مانگ بڑھ رہی ہے - انشاء اللہ حسب الحکم بہت احباب کام کرنے کو کھڑے ہوجائینگے - حضور انور کی فتح کے لیے درگاہ رب العزت میں دست بدعا ہوں -

(حلقہ بگوش بشیر محمد خاں نظامی شروانی)

مظفر آباد کشمیر

جناب والا ہم کو تو کعبہ اور قرآن پیارا ہے - اور ہم تو جناب کے قدم پر جان اور مال بھی قربان کردینگے - اور ہم ہمیشہ دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم جناب والا کو کامیابی عطا فرمائے - اور دشمنوں پر فتحیاب کرے یا اللہ آمین -

(جناب کا خادم رحمت اللہ نظامی ساکن مظفر آباد کشمیر)

حیدر آباد

(۱) ابتک "منادی" "غریبوں کا اخبار" "ہمدرد" اور "خلافت" میری نظر سے برابر گذرتے رہے - اور مابہ النزاع کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اس مناقشہ میں مولانا محمد علی کی زیادتی ہے - مولانا کو لازم ہے کہ وہ ان بے بنیاد الزامات اور ان تمام ناقابل تحریر الفاظ کی پاداش میں جو مولانا نے سوء ادبی سے آپ کی شان میں تحریر فرمائے ہیں آپ سے معافی مانگیں اور اس اقرار کے ساتھ

توبہ کریں کہ وہ آیندہ اس قسم کی فاش غلطی کے پھر مرتکب نہونگے۔ اگر مولانا اپنی ضد پر اڑے رہے تو پھر آپ بھی مجبور ہیں۔ پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کیجئے اور مولانا کی رہی سہی طاقت کا خاتمہ فرمائیے۔ تاکہ آیندہ اسلام اور مسلمان ہندو دوست مولانا کے خطروں سے بالکل محفوظ و مامون ہو جائیں۔

مولانا کو جاننا چاہیے کہ وہ ایک ایسی زبردست ہستی کے مقابلہ میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے اور وہ عظیم الشان ہستی ضرور آپ کو ایک نہ ایک دن ایسا دبا ویگی کہ پھر حشر تک آپ کا اُبھرنا دشوار ہو جائیگا۔ اور جس عزت و اقتدار کو گھٹانے کے لیئے مولانا اپنے دست دراز کر رہے ہیں وہ وہ عزت و اقتدار ہے جو پروردگار عالم نے عطا فرمایا ہے انسانی کوشش اور طاقت اس عزت و اقتدار کو ہرگز ہرگز مٹا نہیں سکتی۔ لیکن ڈر تو یہ ہے کہ کہیں مولانا دوسروں کی آبرو پر حملہ کرتے ہوئے خود ہی شکار نہ بن جائیں۔ ورنہ مولانا کی جو رہی سہی عزت اس وقت مسلمانان ہند کے دلوں میں موجود ہے ہمیشہ کے لیے جاتی رہیگی۔

مورخہ ۱۷ دسمبر کا "غریب" پڑھا اور یہ معلوم کر کے نہایت افسوس ہوا کہ بعض دیسی ریاستیں خفیہ طور پر ان بزرگوار کی مدد کر رہی ہیں جن کی ذات گرامی نے غریب مسلمانان ہند کا لاکھوں روپیہ پانی کی طرح بہایا۔ جن کی ذات ارفع و اعلیٰ نے اسلامی درسگاہوں کو نقصان عظیم پہنچایا۔ اور جن کی زبان مبارک نے یہ الفاظ نکالے کہ "اگر ہندو کعبہ کے ٹھوکر ماریں اور اگر ہندو قرآن مجید کے ٹھوکر ماریں اور اگر ہندو محمد علی کی بیوی کی بیحرمتی کریں تب بھی وہ ہندو پر ہاتھ نہ اٹھائینگے۔ افسوس صد افسوس ان دیسی ریاستوں پر جو اس مایہ ناز اور قابل احترام ہستی کے مقابلہ میں مدد کر رہے ہیں۔ جس نے شدھی کی آگ سے مسلمانوں کو بچایا۔ جس نے اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کو اپنا فرض عین سمجھا۔ جس نے اسلامی ریاستوں کی خیر خواہی کو اپنا شعار بنایا۔ اگر

ناعاقبت اندیش دیسی ریاستوں نے دس ہزار روپیہ مولانا محمد علی کو برسرپیکار رہنے کے لیے دیا ہے تو آپ اسکی فکر نہ کریں۔ پروردگار عالم آپ کی مدد کریگا۔ آپ حق پر ہیں خدا حق کی پچ ضرور کریگا۔ اور بالآخر نتیجہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہوگا۔ کاش دیسی ریاستیں ایسی معتدبہ رقم سے غریب مسلمانان ہند کی مدد کرتیں تو اس سے کہیں زیادہ مفید نتائج حاصل ہوتے فقط (آپ کا خادم میر وارث علی نظامی بی۔ اے حیدرآباد دکن)

(۳) جب سے کہ آپ کا اور محمد علی صاحب کا باہمی نزاع شروع ہوا۔ میں اور میرے کئی دوست احباب مختلف اخباروں کو دیکھنے کے بعد اس حیرت انگیز نتیجہ پر پہنچے کہ مولانا محمد علی جیسا لیڈر بھی خود غرض کینہ پرور اور ناعاقبت اندیش ہے۔

ہم کو یہ خبر نہیں تھی کہ یہ قرآن اور کعبۃ اللہ کی حرمت کو ہندو مسلم اتحاد پر سے قربان کر چکے۔ ہم کو یہ خبر نہیں تھی کہ وہ حرم کعبہ کی ارض پاک کو غسل خانہ کی زمین سے تشبیہ دیں گے۔

ہم کو یہ خبر نہیں تھی کہ وہ تبلیغ کے در پردہ قاتل ہیں۔ ہم کو یہ خبر نہیں تھی کہ وہ تبلیغ کی اور اس کے حامیوں کی بیہودہ السلٹ کرینگے۔ افسوس صد افسوس اب ہم پر اچھی طرح ظاہر ہو چکا کہ وہ اسلام کے ایک ڈاکو ہیں۔

ہم ہی لوگوں میں سے اکثر مولانا کے اوّل اوّل پیرو رہ چکے ہیں اور ابتک مولانا کی ہمارے دل میں بڑی وقعت تھی۔ لیکن افسوس کہ ہم آج مولانا کو ایک ادنیٰ لیڈر کی حیثیت سے بھی برطرف سمجھتے ہیں۔ دو ڈھائی سال قبل مولانا خیر خواہی جتلانے کے پردہ میں حیدرآباد میں آگ لگانے کی غرض سے یہاں آئے تھے لیکن شاندار مراجعت عمل میں آئی اور خدا نے ہم لوگوں کو محفوظ رکھا۔ ورنہ بیشک وہ طلبا کی تعلیم پر خاک اُڑاتے اور اکثروں کو جیلخانہ بھجواتے اور امن کو فتنہ پردازی سے بدلتے۔ ایسے ایسے خیر خواہان ملت و ملک سے خدا بچائے۔ آپ سے ہماری التجا ہے کہ آپ ان کی

ولالت کا مقابلہ نہ کریں بلکہ حسب دستور اپنا تبلیغی کام جاری رکھیں - اپنی کم ظرفی کا جو انھوں نے علی الاعلان ثبوت دیا ہے اسپر سب لوگ مضحکہ اڑا رہے ہیں - میرے کسی معزز دوست نے کیا خوب کہا کہ مولانا نے آپ کی جو مخالفت کی گویا اپنے ہاتھوں اپنی قبر تیار کی -

انشاء اللہ میں اور میرے دوست احباب تبلیغ کے واسطے اس ہفتہ میں حسب حیثیت ضرور کچھ روانہ کرینگے - اور اسکی کوشش سرگرمی سے میرے گھرانہ میں اور میرے دوست احباب میں شروع ہوگئی ہے فقط

(آپ کے فرمانبردار خادم غیاث الدین فیضی و جملہ دوست احباب حیدرآبادی)

(۳) تبلیغ کا کام محض محمد علی کی ہرزہ سرائی کی خاطر کسی حالت میں ملتوی نہیں رکھنا چاہیئے - اگر ہم محمد علی کے جوابات سے اپنی زبان و قلم کو روک لیں تو ہم پر کوئی گناہ عائد نہو گا - ہاں تبلیغ کے کام سے غافل ہو جائیں تو کل خدا کے روبرو ہم کو جوابدہ بننا پڑے گا - اسلیے میرا یہ ذاتی خیال ہے کہ تبلیغ کا کام بدستور جاری رکھنا چاہیئے میں یقین کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ ابتک سلسلۂ تبلیغ میں جو وقفہ محمد علی کی وجہ سے ہوا ہے اسکا مواخذہ بارگاہ رب العزت سے محمد علی کے نامۂ اعمال میں بصورت عذاب ضرور درج ہوگا - میرے آقا! یہ غلام جس قسم کی ہدایات و فرامین صادر ہوں گے اُس کے تعمیل میں ہر طرح سے کمربستہ بدل و جان حاضر ہے -

میرے سرکار! اسی سلسلہ میں میں ایک اور خبر گوش گذار کرنا چاہتا ہوں جو مجھکو عابدی صاحب کی زبانی معلوم ہوئی ہے - وہ یہ ہے کہ عابدی صاحب نے حرمین شریفین کے سفر میں ایک معزز متوطن مکہ معظمہ سے یہ سُنا تھا کہ محمد علی صاحب جب مکہ معظمہ پہنچے تو پہلے وہ سلطان کے مہمان ہوئے - سلطان نے تین چار روز تک حسب اجازتِ شرع ان کی بڑی پر تکلف مہمانی کی - اسکے بعد سے سلطان نے اپنے

فرض کو اٹھا لیا۔ محمد علی صاحب کے معلم عبدالقادر سکندر رہنے مولانا محمد علی کو تا
قیام مکہ اپنا مملوکہ مکان فروخت کر کے ان کے پورے اخراجات کی کفالت کی۔ محمد علی صاحب
نے معلم کو یہ اطمینان بھی دلایا تھا کہ ہم سلطان سے پورے اخراجات اداکرا دینگے لیکن
ابھی وہ کامیاب نہیں ہوئے۔ الغرض مولانا کی وجہ سے ایک غریب معلم کو مالی نقصان
برداشت کرنا پڑا جسکی تلافی مولانا نے نہیں کی۔ یہانتک کہ عبدالقادر سکندر ہندوستان
آگیا ہے لوگ اس سے دریافت کر سکتے ہیں کہ یہ کیا واقعہ ہے۔ مولانا نے حرمین پہنچکر بھی
اپنی پرانی عادت سے باز نہیں آئے۔ یہ اُس شخص کی حالت ہے جسکو ہندوستان کا سب سے
بڑا لیڈر بننے کا خبط ہے۔ (خاکسار حلقہ بگوش محمد یوسف خوش اقبال نظامی)

(۴) قرآن شریف اور کعبۃ اللہ چونکہ جزو ایمان ہیں اسلیئے مجھے اپنی جان سے
عزیز ہیں۔ گمراہوں کو خدائے عزوجل نیک توفیق دے۔ اور اُن کے (قرآن کریم اور
کعبۃ اللہ) کے حامیوں کو اللہ تعالیٰ خاص مدد اور جزائے خیر دے۔ آمین ثم آمین۔

(آپ کا ادنیٰ غلام فیاض الدین عفی عنہ)

(۵) تقدس مآب حضرت خواجہ صاحب۔ السلام علیکم۔ ناچیز قرآن مجید
فرقان حمید و کعبۃ اللہ کا جان و دل سے طرفدار ہے۔ خدائے عزوجل وہ وقت نہ لائے
کہ مسلمان قرآن مجید و کعبہ شریف کی حمایت نہ کریں۔ منکروں کو خدائے پاک نیک توفیق
دے۔ فقط (محمد عبدالحمید)

(۶) مسٹر محمد علی اور دوسرے مخالفین تبلیغ و اشاعت اسلام کا مقابلہ ضرور
کرنا چاہیئے۔ چاہے جو کچھ بھی ہو۔ ہم جان و مال سے بسر و چشم حاضر ہیں۔ جو حکم پیر کا ہوگا
اُس کی تعمیل کے لیے ہر وقت تیار رہیں۔ رامپوری محمد علی سے ڈر کر خاموش رہنے کی
کوئی وجہ نہیں جسطرح مناسب ہو جوابات ترکی بہ ترکی دیتے رہنا چاہیئے۔ جبتک کہ وہ حاضر خدمت
ہو کر توبہ نہ کرلے۔ زیادہ حد ادب۔ (خادمان غلام محی الدین صادق الیقین۔ محمد عبدالغفور نظامی)

(۷) خداوند کریم آپ کو دشمنوں پر فتح دے اور تبلیغ کا کام اس سے زیادہ و عالی پیمانہ پر جاری رہے اور خداوند کریم آپ کے دشمنوں کو نیک توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔ فقط (خادم رحمان علی)

(۸) ہم سب کا حق سبحانہ تعالیٰ کے کلام پاک پر اور مکہ معظمہ زاد اللہ تعالےٰ شرفاً و تعظیماً پر ایمان ہے۔ حضرت نے تبلیغ کا کام جو آغاز فرمایا ہے اُسکو خدا کے لیئے ملتوی نہ فرمائیے۔ ہم دام درم سخن قدم جان و دل سے حضرت کے ساتھ ہیں۔ پروردگار عالم حضرت کو دشمنان اسلام پر فتح عطا فرمائے فقط زیادہ حد ادب

سکینہ نظامی۔ رشید النسا نظامی۔ حمیدہ نظامی۔ محمد مظہر علی محمد ولایت حسین۔ منور نظامی۔

(۹) ضمیر فروش محمد علی رامپوری اڈیٹر ہمدرد کے نامہذب حرکات کا نقشہ اخبارات کے صفحات پر نظر سے گذرا۔ اسکا نام قوم فروشی نہیں تو اور کیا ہے۔ صرف اپنا اُلّو سیدھا کرنے کے لیئے تفرقہ اندازی و افترا پردازی کا مورچہ قائم کر کے اسلام پر دھاوا بولدینا یہ محمد علی کی قومیت کے ہی شایان شان تھا۔ کیوں نہو کہ اب خلافت و سوراجی رذلن کی سر دیازاری کا ظاہر ہے۔

ملت فروش ہندو نواز محمد علی کے انداز بیان سے بیحد رنج و قلق گذرتا ہے۔ دل چاہتا ہے کہ منہ توڑ جواب دیئے جائیں۔ وہ اپنے آئینہ میں سب کو دیکھتے ہیں۔ اگر وہ خاموش نہ ہوا اور صورت مقابلہ کی آن پڑے تو ہر خدمت کا بجالانا اس خادم کا فرض اولین ہوگا۔ حسب ہدایات پوری مستعدی سے کام کیا جائیگا۔

(خادم میر جہانگیر علی)

(۱۰) خط کا انتظار گویا یوم نشور کا انتظار رہے۔ خط کے لیئے جی تڑپتا ہے مگر خط نہیں آتا۔ خدا کے لیے خط تحریر فرمایا کیجئے۔ حلف نامہ صداقت نامہ تھا سچائی کا زندہ

معجزہ تھا۔ آپ کی روحانیت کا ایک بے زبان صحیفہ تھا۔ ایک تجلی تھی کہ کوند گئی۔ ایک برق تھی کہ چمک گئی۔ ایک لہر تھی کہ دوڑ گئی۔ ہر سمت سے مرحبا خواجہ ۔ صداقت خواجہ کی آواز اٹھی۔ دشمن بھی اب جھینپ گئے۔ سبحان اللہ سچے ایسے ہوتے ہیں۔ سچائی ایسی ہوتی ہے کیا کہنے۔

اسلامی ہندوستان آپ کا گرویدہ ہے۔ آپ کی مخلصانہ خدمات کا معترف ہے اڑے وقتوں میں آپ نے اسلام کی وہ خدمتیں کیں کہ صفحۂ تاریخ پر اور مسلمانوں کے قلوب پر آب زر سے کندہ ہیں۔ کس نے اسلام کے لئے اس زمانہ میں نیند حرام کی۔ خور و نوش ترک کیا۔ عیش چھوڑا آرام چھوڑا۔ بخار اور تپ میں بھونتے ہوئے اپنے ننھے ننھے معصوموں کو بستر علالت پر چھوڑے کوسوں اور میلوں کا سفر کیا۔ کس نے نہایت مردانگی سے سوکھے جھاڑ کو تازہ کرنے کا دعوی کیا۔ کس نے برما میں بڑے بت کی زبان سے صداقت اسلام کو منوانے کا اعلان کیا۔ یہ خواجہ ہی تھا۔ یہ حوصلہ، یہ شجاعت، یہ حمیت خواجہ کی ہی تھی۔ کس نے غریب نواز کے آستانہ پر مخالفین سے مباہلہ کیا۔ وہ خواجہ ہی تھا۔ خواجہ! صرف ستر ہزار ہندوستانی پیروان طریقہ ہی نہیں بلکہ مسلمانان ہند آپکے پیچھے ہونگے جب آپ انہیں پکارینگے۔

خواجہ! آپکی صداقت، آپکی سچائی، آپ کا اخلاص، آپ کی ہمدردی کس کو نہیں معلوم۔ کون نہیں جانتا کہ آپ آج ہندوستان کے سب سے بڑے روحانی پیشوا ہیں آپ کی رگوں میں خون ہاشمی ہے۔ آپ کا دل علوی ہے۔ آپ میں اسلام کی روح ہے۔ آپ اسلام کے ہوا اسلام آپ کا ہے۔ آپ سے بڑھ کر کون ہمدرد اسلام اور مسلمانان ہے تو مسلم اسلام کی کیا قدر کر سکیں گے۔ صبر و استقلال آپ کا جادہ ہے ویحق الحق ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون۔ (فقیر عینی کان اللہ لہ)

(۱۱) اخبار خلافت و ہمدرد میں مسٹر محمد علی نے حضور کے دربار میں جو ہذیان بھرائی کی ہے۔ اگر وہ اپنے گریبان میں گردن جھکا کر دیکھیں تو انھیں خود ان کی زاہد فریب صورت

جاسوسی کے پردے میں چھپی ہوئی دکھائی دے گی۔

ابھی زمانہ دور نہیں گیا۔ انھیں کی تحریک نے ماپلوں کو ہزاروں کی تعداد میں سولی پر چڑھا دیا۔ ہزاروں عورتیں بیوہ اور ہزاروں بچے یتیم ہوگئے۔ مگر ان کے ابرو پر کبھی بل نہ آیا۔ جب اسکول کو بائیکاٹ کرنے کی تحریک کی۔ لاکھوں بچے مدرسہ کو چھوڑ چھوڑ کر اپنے اپنے مکان میں بیٹھے رہے مگر انھوں نے کوئی ایسا فعل نہیں کیا جس سے ان کی طالب العلمی میں مدد ملتی۔ یا کوئی کالج کا افتتاح نہیں کیا جسمیں یہ ہونہار تعلیم پاتے بلکہ قوم کا پیسہ اپنے پیٹ کے بنک میں جمع کرلیا۔ اور ہندوستان صورت دیکھتا رہا۔

کیا ان واقعات کو وہ بھول جائینگے۔ اور اس عظیم الشان غداری کو جو ہندوستان کے ساتھ انھوں نے لیڈر ہونے کی حیثیت سے کی تھی اور اُسکو آزاد کرانے کا بیڑا اٹھایا تھا خود حرص و ہوس کے جال میں پھنس گئے۔ اب دوسروں کو مطعون کرنا خود اپنی کہانی کا انکشاف کرنا ہے۔ (راقم سید ظہیر الدین توکلی خنگ سوار نظامی یکے از ملک ارادت حضرت حافظ سید عبد العلی صاحب قبلہ ــ حیدر آباد)

(۱۴۲) میں اور مکان اور سامان اور میری جان کعبہ و قرآن اور اسلام پر سے قربان ہے اور خدا تعالیٰ سچے کو سچا اور جھوٹے کو جھوٹا کردیگا۔ آپ صبر سے کام کیجئے کیونکہ زمانہ بہت خراب ہے۔ فقط (خادم القوم نواب مرزا شہریار بیگ)

(۱۴۳) ہم کعبہ و قرآن کے ساتھ ہیں۔ حضرت کا نصب العین دیکھکر بے حد مسرت حاصل ہوئی۔ اگر طاقت خیال کے متعلق خدا کے قانون سچے ہیں۔ تو آپ انشاء اللہ تعالیٰ ایک روز اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔ اور مسٹر محمد علی کف افسوس ملتے رہینگے۔ ہر بشر کو چاہیے کہ اپنا کوئی مقصد مقرر کرے جیسا کہ صاحب موصوف نے کیا ہے اور اُسی کے تحت میں کام کریں۔ خدا آپ کو اپنے مقصد میں جلد کامیابی دے اور تبلیغ کی فہرست میں آپکا نام چمکتا رہے اور رہیگا۔ آمین فقط

(آپ کا خادم طالب علم محمد عبد الرزاق بن محمد اسمٰعیل صاحب نظامی بلاغی)

(۱۴) محمد علی صاحب نے جو حضرت پر اتہام لگایا ہے وہ کبھی کسی پہلو سے بھی صحیح نہیں ہو سکتا۔ جب سے ابتک اور حضرت کا جواب شائع ہونے سے پہلے بھی دل پر اسکا اثر نہیں ہوا کہ یہ افواہ یا اتہام صحیح ہے۔ جیسے جیسے محمد علی صاحب اس بحث میں مضمون کو طول دے رہے ہیں ویسے ہی اُن سے دل نفرت کر رہا ہے۔ محمد علی صاحب ہرگز اس قابل نہیں رہے کہ اسلام اُن پر ہمدردی کا بھروسہ کرے۔ ان کا غصہ، ان کا کینہ خود انہی کو خراب کر دیگا اور وہ کفِ افسوس مل کر رہ جائینگے۔ غرض کہ حضرت کو ان کی آئیں بائیں شائیں تحریکات کی کچھ بھی پرواہ نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ اول سے زیادہ نیک کاموں کی طرف توجہ کرنا چاہیئے۔ تبلیغ کا کام اعلیٰ اولیٰ ہے ہرگز اسکو ترک نہ کرنا چاہیئے۔ خدا و رسول اسکا حامی و مددگار ہے۔ محمد علی صاحب نے بمقابلہ ہنود اپنے کو مولانا سمجھتے ہوئے پھر اس قدر کفر کے کلام اپنی زبان سے نکالے ہیں کہ کوئی جاہل سا جاہل مسلمان بھی نہ نکالیگا یعنی یہ کہ کعبہ کی بے حرمتی اور کلام اللہ کو عیاذاً باللہ ٹھوکر لگائے اور بیگم محترمہ کی بیعزتی کرے تب بھی ہنود سے کچھ نہ بولیں گے۔ صدقے تیرے ایمان کے۔ ایمان جائے تو جائے مگر ہنود کا دل نہ دکھائیں گے۔ خدا ان کو نیک توفیق دے اور راہِ راست پر لاوے۔ الحاصل میں اور میرا ایمان قرآن کے ساتھ ہے۔

راقم۔ خادم محمد یوسف

---

(۱۵) میں مسلمان اور سید زادہ ہوں۔ میرا ایمان قرآن پاک اور کعبہ شریف۔ میں ان دونوں کا ساتھ تا دمِ زیست دونگا۔ خدا کرے کہ ان دونوں کے ساتھ دینے میں مارا جاؤں آمین یا رب العالمین۔ دعا فرمایئے۔ اور محمد علی صاحب کا ساتھ کفار دینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔ دشمنانِ اسلام پر قہرِ خدا نازل ہوگا۔ میں آپ کی تقلید کو باعثِ نجات سمجھتا ہوں فقط (محمد شاہ عفی عنہ)

---

(۱۶) مسٹر محمد علی نے حضور کے جذبات کو جو ٹھیس لگایا اور شیطنت کا اعادہ کیا ہے آپ اس کا پورا پورا مقابلہ کیجئے۔ یہ کنیز معہ اپنے لڑکوں کے یعنی سید خواجہ فخر الدین۔

وسید خواجہ محی الدین ذہین نظامی - وسید خواجہ نصیر الدین نظامی - وسید خواجہ بشیر الدین نظامی کے جان و مال و تحریر و تقریر سے ہر طرح حاضر اور حضور پر سب کچھ نثار کرنے کو تیار ہیں فقط راقمہ رحمت النسا نظامی

(۱۷) ہم قرآن اور کعبہ کی حمایت میں جان اور مال سے فدا ہونے کے لیے آمادہ ہیں یہ نیدلیڈر کی اس بے سروپا تقریر پر اظہار ملامت کرتے ہیں اور بارگاہ ایزدی سے دعا ہے کہ گستاخ وہابی کی طرح اس بت فروش ملت شکن کو بھی جلد از جلد سزا ملنی چاہیئے۔ آپ تبلیغی کام برابر کرتے رہیے اور ان باطل پرستوں سے اچھی طرح مقابلہ کیجیئے اور ہمارے تفویض جو اسلامی خدمت ہو وہ کرنے کے لیے آمادہ ہیں فقط راقم محمد حیدر علی

(۱۸) یکم دسمبر کا منادی میں جلی قلم والا مضمون (ہر مسلمان جواب دے) دیکھا۔ مجھے کعبہ و قرآن پیارا ہے اور ان کی میں دل وجان سے حمایت کرتا ہوں اور ان پر سے اپنی جان بھی قربان کرنی میرے لیے فخر ہے۔ خدا آپ کا حامی اور مددگار رہے۔ فقط

(محمد عبد العلی - حیدر آباد دکن)

(۱۹) حضور حبوقت حاجی محمد علی صاحب کا پہلا مضمون ہمدرد میں شائع ہوا۔ مجھے بڑا ہی صدمہ ہوا۔ اور میں کافی سے زائد متاثر ہو چکا تھا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ میرا گمان الیقین کے درجہ تک پہنچ چکا تھا کہ آپ سے اسکا جواب بن نہ پڑیگا۔ بارگاہ صمدیت میں دعائیں کرتا تھا کہ اس معاملہ کو نہایت عمدگی سے سلجھا دے۔ ساتھ ہی یہ خیال بھی ہوتا تھا آپ ایک اسلامی سلطنت کے درپے آزار کیسے ہو سکتے ہیں۔ اسی اثنا میں کہنہ خط بھی شائع کر دیا گیا۔ خط کے دیکھتے ہی میں نے کہا۔ محمد علی صاحب نے بڑی عجلت سے کام لیا اور جب انکی تنقید پڑھی اس سے تو کراہت پیدا ہونے لگی۔ اور کئی وقت ان کی شان میں میری زبان نے صلواتیں بھی سنا دیں۔ ان کو اور ہر شخص کو اس امر کا حق بلاشبہ حاصل ہے۔ بلکہ ان پر فرض ہے کہ لوگوں کو دھوکہ سے بچائے۔ خطرے سے محفوظ رکھے۔ لیکن اسکی آڑ میں

فتنہ نہ پھیلائے۔ فساد نہ برپا کرے۔ برخلاف اسکے ہر منصف مزاج شخص، ہر ذی فہم شخص جو غیر جانبداری سے کام لے سکتا ہو۔ اُس کو صاف روز روشن کی طرح نظر آئیگا۔ کہ انہیں محض اللہ کے واسطے، اللہ کے بندوں اور اسلامی ریاست کو آگاہ کرنا یا کسی مکر و فریب یا خطرے سے بچانا مقصود نہ تھا۔ بلکہ ان کی طرز تحریر سے، ان کے ہر ہر لفظ سے صاف دکھائی دیتا ہے کہ اس سے پچھلے واقعات کو بہت گہرائی کے ساتھ تعلق ہے۔ ان کا غصہ ان کا عناد، ان کا حسد، ان کا بغض، ان کا کینہ بتائے دیتا ہے کہ ان سے ان کا سینہ بھرا ہوا تھا۔ تاک میں تو تھے ہی۔ ایسے زرین موقع کو کیسے کام میں نہ لاتے۔ اور وہ بھی نمک مرچ لگا لگا کر۔ بیشک آپ کا خیال ان کے متعلق جو کچھ ہے وہ نہایت درست ہے

اس کا جواب تو آپنے بہت واضح طور پر فرما دیا ہے اور حلفًا بیان فرمایا ہے کہ میری نیت اسلامی ریاست کو تباہ کرنے یا تکلیف میں ڈالنے کی نہیں تھی۔ پھر کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ کیوں تسلیم نہ کیا جائے۔ نہیں وہ شخص جو لا نُسَلِّم جانتا ہو، وہ شخص جو شریر النفس ہو وہ شخص جو فتنہ و فساد میں از سرتا پا ڈوبا ہوا ہو، وہ شخص جس نے اپنی ذاتی اغراض کی تکمیل کے لیے فتنہ کھڑا کیا ہو، وہ کیونکر مان سکتا ہے۔ وہ نہیں مانیگا اور اسکو ماننا بھی نہیں چاہیئے نیتوں کا معاملہ خدا ہی بہتر جانتا ہے، وہی علیم ہے، حلفیہ بیان دینے کے بعد ہٹ دھرمی سے کام لینا اور بیان کو تسلیم نہ کرنا خود اسپر دال ہے کہ فتنہ کا کھڑا کرنے والا فتنہ کو بجھتے دیکھنا پسند نہیں چاہتا۔ آپ اسکا مطلق فکر نہ کیجئے۔ وہی علیم ہے، وہی کارساز حقیقی ہے۔ فتنہ کھڑا کرنے کی سزا ضرور مل رہیگی۔ اگر ایک شخص ہمیشہ شرابخانہ جاکر ایک شراب کی بوتل خرید کرے اور اسکا کام صرف یہ کہ روز خریدے اور لاکر موری میں پھینکدے، بظاہر تو شرابخانہ جانا اور بوتل خریدنا اس امر کا بین ثبوت ہے کہ وہ شرابی ہے اور در اصل اس سے کوسوں دور۔ کیا زندگی میں یا مرنے کے بعد محض اسلیے کہ لوگ اسکو بری نظر سے دیکھتے ہیں اسکو سزا ملیگی؟ ہرگز نہیں۔ اسکے بعد اگر دوسرا شخص بھی ایسا ہی شرابخانے جایا کرے اور شراب پیا کرے

اسکو اگر لوگ پچھلے واقعہ پر محمول کریں تو کیا وہ محض لوگوں کے خیال نہ کرنے پر یا بُرا نہ کہنے پر جزا کا مستوجب ہو سکتا ہے؟ نہیں۔ اسکو تو سزا مل ہی رہیگی۔ سزا جزا لوگوں کے کہنے سمجھنے پر نہیں ملا کرتی۔ آپ ان کے کہنے کا مطلق خیال نہ فرمائیے۔

رہی یہ بات کہ تبلیغ اب کیجائے یا نہ کیجائے؟ حضور کا یہ سوال درست ہے۔ لوگ اگر کہیں فی الواقعی اس سے آپس میں بگاڑ ہوتا ہے محمد علی اس سے ناراض ہیں، فساد بڑھتا ہے، چھوڑ دیجئے، تو کیا آپ اس سے دست بردار ہو جائینگے۔ اس سے اور کسی سے تبلیغ کو کچھ بھی واسطہ نہیں۔ وہ برابر کرنا چاہیئے۔ امداد ملے، نہ ملے۔ جسقدر تبلیغ ہو سکتی ہے ہونے دیجئے۔

منادی میں حضور نے دریافت فرمایا ہے کہ کتنے رامپوری کے ساتھ ہیں اور کتنے قرآن وکعبہ کے ساتھ؟ یہ سوال بھی بیجا معلوم ہوتا ہے۔ وہ کون کم بخت ہے کہ کہیگا ہم رامپوری کے ساتھ اور پھر مسلمان ہیں۔ مسلم تو ہوتا اُسی وقت ہے جبکہ ان پر اسکا ایمان ہوتا ہے۔

میں تو یہ عرض کرتا ہوں کہ خود محمد علی صاحب کی روح کہہ رہی ہے کہ میں قرآن وکعبہ کے ساتھ ہوں۔ اگر محمد علی صاحب نے اپنی نفس پرستی کے نشہ میں کہدیا کہ قرآن وکعبہ کو ہندو ٹھوکر بھی ماریں تو میں ہاتھ نہ اٹھاؤنگا۔ تو وہ ضرور اسکا نتیجہ بھگتینگے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ خصوصًا جبکہ توجہ دلائی جاتی ہو وہاں یہ کہا جائے کہ میں یہ کہتا رہونگا۔ خوب۔ اس حالت پر اسلام کی حمایت کر رہے ہیں۔ ایسے شخص سے کیا خاک حمایت ہو سکتی ہے۔ او خود گم است کرا رہبری کند۔ آپ کا پیچھا چھوڑتے ہی پھر غالبًا ظفر علیخاں صاحب کی باری ہے۔ نمعلوم اور کون کون ہیں۔

ہمدرد میں 'تب' اور 'کب' کے عنوان سے دو خط قریب قریب بلاناغہ شائع ہو رہے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے۔ پھر کیا ہوا۔ 'پھر' کے عنوان سے ایک خط شائع ہو جاتا تو اس کو تکمیل ہو جاتی۔

آخر میں مَیں دعا کرتا ہوں کہ آپ کو دشمنوں کے شر سے بچائے رکھے اور تبلیغی کاموں میں ثابت قدم رکھے۔ اور مولانا محمد علی صاحب کو توفیق دے کہ نکتہ چینیوں سے باز آئے اور

اپنا سارا وقت بجائے نکتہ چینیوں کے اپنے عیبوں کو دیکھنے میں کاٹے اور اصلاح کرے۔

خاکسار صفوی۔ از فیلخانہ حیدرآباد دکن

شیوالہ ضلع پربھنی ریاست حضور نظام

ہند کے اکثر باشندے پتھر پوجتے ہیں ان پتھر پوجنے والوں کو پوجنے والے ہمارے نام نہاد مسلمان مولانا محمد علی ہیں۔ اُسی زمانہ میں "ہندو پرست مولانا" کے عنوان سے کسی رسالہ نے اُن کے تخیلات پر تنقید کی تھی۔

یہاں کے ہندو سناتن دھرمی ہیں مگر آریہ لیڈروں کی تقلید میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے سنگٹھن کا اصول بڑے زور شور سے جاری ہے۔ اگر یہ جڑ پکڑے تو مسلمانوں کو کثیر نقصان برداشت کرنا پڑیگا۔

اس کے مقابلہ میں آپ کا کام جس شد ومد کے ساتھ جاری ہے لائق بیان نہیں۔ جسکی سخت ترین ضرورت ہے۔ ایسی صورت میں مولانا مذکور مخالفت پر کمربستہ ہیں تو گویا امت محمدی صلعم سے انھیں الفت نہیں۔ آپ اپنے بچاؤ کے لیئے جو تدابیر اختیار فرماوینگے وہ مسلمانان ہند کا بچاؤ ہوگا۔ استدعا ہے کہ آپ وہی کریں جو حضور سرور کائنات رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کے مقابلہ میں کیا تھا۔ دعا ہے کہ ؎

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

فقط۔ خاکساران:۔ محمد ظہور علی مدرس۔ محمد امین مدرس۔ محمد ابراہیم تاجر۔ احمد خاں زمیندار۔ ساکنان شیوالہ ضلع پربھنی ریاست نظام

ناندیڑ ضلع حیدرآباد

اگرچہ آپ مجھ ناچیز سے ناواقف ہیں مگر میں چونکہ اکثر آپ کا روزنامچہ واخبار منادی دیکھتا رہتا ہوں بتوسط مکرمی اکرام الحق صاحب عباسی۔ اس لیے آپ کو دل کی آنکھوں سے پہچانتا ہوں۔ اور آپ کی خدمات جلیلہ وجمیلہ جو تبلیغ ومحافظت اسلام ومسلمانان عالم کی ترقی واتحاد پر مبنی ہیں نہایت خلوص

وعزت کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ خدائے کریم آپ کو اس کی جزائے خیر دے اور آپ اپنی زندگی میں تمام مسلمانانِ عالم کو ایک ہی پلیٹ فارم جسکی بنا خلوص، ہمدردی اور اتحاد پر قائم ہو اسلام کی خدمات انجام دینے کے لیے مست و سرشار دیکھ لیں۔ آمین ثم آمین یارب العالمین۔

خواجہ صاحب! میں بوجہ راسخ الاعتقاد مسلمان ہونے کے ہر اُس مسلمان کا ساتھی ہوں اور دوش بدوش خدمتِ اسلام کرنے کو ہمہ وقت حاضر ہوں جسکے دل میں اسلام کی محبت اور کعبۃ اللہ شریف و قرآن مجید کی عظمت ہے اور ہر اُس شخص کا قطعی مخالف ہوں خواہ وہ تمام دنیا کا بادشاہ ہی کیوں نہ ہو جسکے دل وزبان میں کعبہ شریف و قرآن مجید کی عظمت نہ ہو لہٰذا اس معاملہ میں میں رامپور والے مولانا محمد علی صاحب ایڈیٹر اخبار ہمدرد دہلی کا ہرگز شریک نہیں ہوں اور نہ اُن کے اس فعل کو کسی وقعت کی نظر سے دیکھ سکتا ہوں۔ ایڈیٹر ہمدرد کا ایسا اظہار بہت ذلیل ہے۔ دنیا میں بہت سے فرعون ہو چکے ہیں اور ہر فرعون کے لیے ایک موسیٰ بھی پیدا ہوتا آیا ہے۔ لہذا یہ خدمت منجانب اللہ آپ ہی کے سپرد معلوم ہوتی ہے۔

خواجہ صاحب! آپ کا یہ اعلان اُسی وقت شائع ہونا زیادہ مناسب تھا جبکہ مولانا محمد علی ایڈیٹر اخبار ہمدرد نے اپنے خیالات کا اظہار محض ہندوؤں کے خوش کرنے کے لیے دہلی کی ملاپ کانفرنس میں کیا تھا۔ اب آپ کا اس قدر عرصہ کے بعد اس مضمون کو خصوصیت کے ساتھ شائع کرنا اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ چونکہ مولانا محمد علی ایڈیٹر اخبار ہمدرد دہلی نے آپکے خلاف چند غلط مضمون اپنے اخبار میں لکھے ہیں اسلیے اُسکے جواب میں منجملہ اور دیگر جوابوں کے ایک یہ اعلان بھی شائع کیا گیا۔ ؎[1]

میں اپنا طریق عمل اور عقیدہ تو تحریر کر چکا ہوں اور ان چند الفاظ کے ساتھ اس خط کو ختم کرتا ہوں کہ خدائے عز وجل جملہ مسلمانان عالم کو ہدایت عطا فرمائے کہ وہ عمل صالح کریں۔

---

[1] میں نے مسٹر محمد علی کے ان الفاظ پر اُسی زمانہ میں اپنے روزنامچہ کے ذریعہ سے اظہار افسوس کر دیا تھا۔ حسن نظامی

اور باہم اتفاق و محبت کے ساتھ زندگی بسر کریں اور اس چندروزہ زندگی کے لیے جسکا کہ مطلق علم نہیں ہے کہ کب ختم ہو جائیگی ایسے کلمات کفریہ استعمال کریں۔ آمین۔

(طالب دعائے خیر غلامان غلام احقر حیدر محمد خاں ہیڈ کلرک دی عثمان شاہی ملز لمیٹیڈ ناندیڑ۔ ضلع حیدرآباد دکن)

مٹھواڑہ ریاست نظام

میرے پیارے قبلہ! میری جان آپ پر نثار۔ منادی میں محمد علی کی مخالفت کا حال پڑھ کر بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ سچے موتی ہیں۔ اور سچے موتی پر کبھی دھبہ نہیں لگ سکتا۔ میں عورت ذات ہوں۔ مرد ہوتی تو قربان ہونے کے لئے فوراً وہیں آ جاتی۔ اور اب بھی اگر آپ کا حکم ہو تو اپنے لڑکے کو فدا ہونے کے لیے بھیجدوں۔ میرا خون اس وقت جوش کھا رہا ہے مگر کیا کروں بے بس عورت ہوں آپ تبلیغ کے لئے رات دن ایسی سخت محنت کرتے ہیں اور دشمن اُس کا یہ بدلہ دیتے ہیں۔ تبلیغ کا کام جاری رکھیئے۔

راقمہ:- احمدی نظامی از مدرسہ نسوانیہ اردو مٹھواڑہ ضلع ورنگل ملک حضور نظام

سکندرآباد دکن

منادی یکم دسمبر شروع سے آخر تک پڑھا۔ جوا گیا عرض خدمت ہے کہ اگر مولانا محمد علی صاحب نے ایسا کہا ہے "اگر کوئی ہندو کعبہ و قرآن کے ٹھوکر مارے تب بھی وہ ہندو پر ہاتھ نہ اٹھائینگے" بڑا گناہ کیا۔ انھیں اس بے ادبی سے توبہ کرنی چاہیئے۔

مولانا حق اپنے مضامین کو طول دے رہے ہیں۔ نفس مضمون سے ہٹ کر غیر متعلق باتیں بنا رہے ہیں۔ یہ اُن کی شان کے منافی ہے۔ لہٰذا آپ اس جنجال میں نہ پڑیئے۔ ان کی ایسی باتوں کا (جن کا اشاعت اسلام پر اثر پڑتا ہے) جواب دیتے ہوئے آپ تبلیغ میں مصروف رہیے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو بہترین جزا دیگا۔ اور ہر جگہ آپ کو فاتح رکھیگا۔ ہم ہر حکم کی تعمیل کے لیے آپ کے ساتھ ہیں۔ (محمد عبدالکریم)

بھونگہ ریاست کپورتھلہ

اخبار منادی کے ذریعے محمد علی رامپوری دلیس بدر کی خلاف اسلام روش پڑھی۔ وہ اپنی جان پر دولت دنیا کی خاطر ظلم کر رہا ہے۔ میں نے اخبار منادی کا پرچہ حال و سابقہ دونوں عوام کو سنائے۔ اور اچھی طرح اصل معاملہ ان پر ظاہر کیا۔ آہ۔ جب قرآن پاک اور کعبہ محترم کی حرمت کے متعلق محمد علی کا ایمان ظاہر کیا تو لوگوں کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوگئیں اور سب نے صدق دل سے خداوند ارحم سے اسکے حبیب پاک کے طفیل دعا مانگی کہ حافظ حقیقی ہر حالت میں اسلام کا معاون و مددگار رہے۔ اور اعلیٰ حضرت کو محمد علی کو جواب ترکی بترکی دیا جاوے یہ عرض ہم مسلمانان بھونگہ کی طرف سے ہے قبول فرما دیں۔

اللہ تعالیٰ ہم عاجزوں اور رفیقان اسلام پر حضور والا کا سایہ مبارک ہمیشہ رکھے آمین ثم آمین۔ (خادم ازلی گنہگار (سید) عبدالمجید بخاری نظامی۔ بھونگہ ریاست کپورتھلہ)

ریاست کپورتھلہ

مطالعہ اخبارات سے مسٹر محمد علی مدیر (ہمدرد کے موجودہ طرز تحریر کے متعلق مجھے نہایت ہی صدمہ پہنچا ہے۔ خداوند کریم ایسے مولویوں کو نیک ہدایت دیوے۔ جو دنیاوی حرص و ہوا میں پھنسکر اپنے خدا اور رسولؐ کی توہین و تذلیل برداشت کرتے ہیں۔ ہمارا دل ہرگز ایسے الفاظ سننے کی برداشت نہیں کر سکتا۔ اور اگر ایسے ہزار محمد علی بھی ہوں تو ہم ہرگز مسلمان ہونے کی حیثیت میں ایسے مولوی کو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتے۔ ہماری سوسائٹی کو کعبہ اور قرآن شریف پیارا ہے۔ آپ مناسب تدابیر سے ضرور ہی مقابلہ کیجئے۔ تاکہ آئندہ کے لیئے ہر شر سے تبلیغ اسلام کا راستہ صاف ہو جاوے۔ اور اسلامی امور میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ رہ جائے ہم لوگ انشاء اللہ العزیز آپ کے ہر جائز امر کی تعمیل کرنے کے لیئے ہر وقت تیار ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو خدمت اسلام کیلئے زمانۂ دراز تک زندہ اور دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رکھے۔ آمین (دعاگو حافظ رحیم بخش از تلونڈی چودھریاں۔ ریاست کپورتھلہ)

نرسنگھ گڈھ

اس وقت مولانا محمد علی اور خواجہ حسن نظامی میں جو جنگ چھڑی ہوئی ہے وہ ایک بڑے آدمیوں کا معاملہ ہے۔
اور میں جانتا ہوں کہ بڑے آدمیوں کے معاملہ میں ایک چھوٹے آدمی کی بات "دخل در معقولات" سمجھی جاتی ہے۔ لیکن اسوقت ایک بات لکھنے پر تو میری طبیعت نے مجھے نہایت ہی مجبور کردیا ہے۔ وہ یہ کہ ابتک اس جنگ میں میں مولانا محمد علی کو حق پر سمجھتا تھا اور سمجھتا ہوں۔ تاہم یہ خواہش تھی کہ یہ جنگ جلد ایک اچھے نتیجہ کے ساتھ ختم ہوجائے اور مسلمانوں کے لیڈر بجائے آپس میں دست وگریباں ہونے کے قوم کے لیے کچھ کام کریں۔

اس سے پیشتر خواجہ صاحب کو لکھنا چاہا تھا کہ "آپ کے اصول بہت عمدہ ہیں۔ آپکے اندر قوم کے نفع نقصان کو سمجھنے کی صلاحیت موجود ہے۔ اور آپ جلد ایک مفیدِ قوم راستہ اختیار کرلیتے ہیں، اس لیے آپ ہی پیشقدمی کرکے مولانا صاحب سے معافی وغیرہ کی صورت میں اس قضیہ کو ختم کردیجیئے" مگر میں ایسا کرنے نہ پایا تھا کہ خواجہ صاحب کا حلف نامہ پڑھا اور غور کرنے پر بیحد متاثر ہوا اور خیال کیا کہ اب معاملہ چاہے جو کچھ بھی ہو۔ جبکہ خواجہ صاحب نے خدا کو حاضر و ناظر جان کر حلف لیا ہے تو اس حلف نامہ کو صحیح ماننا پڑیگا۔ اور اس سے بہتر کوئی صورت دو مسلمانوں کے اندر معاملہ کو سلجھانے کی ہو بھی نہیں سکتی۔

ابتک ہر وہ شخص جو اخبارات پڑھتا ہے۔ خواجہ صاحب کو غلطی پر سمجھ رہا تھا لیکن اگر اس حلف نامہ کے بعد بھی مولانا صاحب نے اس قضیہ کو ختم نہ کیا تو اسمیں شک نہیں کہ خواجہ صاحب کی ہر دلعزیزی اور بڑھتی جائے گی۔ اور اگر فی الواقع مولانا صاحب کا مقصد محض خواجہ صاحب کی ہر دلعزیزی کو زائل کرنے کا ہی ہوا تو اُن کو کامیابی نہ ہوسکے گی۔ اور اگر اس جھگڑے کو حلف نامہ کے بعد جلد ہی ختم کردیا گیا تو میں کہہ سکتا

ہوں کہ مولانا محمد علی پر جو الزام خواجہ صاحب کی جانب سے لگائے جا رہے ہیں وہ غلط
ثابت ہوں گے اور مولانا کی نیک نیتی مسلمانوں میں بدستور قائم رہیگی۔

چونکہ لیڈر کا فرض ہے کہ قوم صحیح راستہ سے ہٹ رہی ہو تو اُس کو ہدایت کرے
اور قوم کا فرض ہے کہ اُسکے لیڈر کسی غلط راستہ پر جا رہے ہوں تو اُن کو آگاہ کردے۔ پس
اس بنا پر مجھے تھوڑا سا فرض اپنے اوپر محسوس کرکے یہ چند سطور لکھ رہا ہوں۔ ورنہ اگر میں
اس سے غیر متعلق ہوتا تو اسپر عمل کرتا کہ "جو چاہا چلا جو اُن میں تو ہم نے بھی دو گھڑی۔ دیکھا
تماشہ خوب ہی جیسے پہ بیٹھ کر"۔ مگر اسوقت تو یہ حالت ہے کہ دو مسلمان اور وہ بھی پیشوائے
قوم گتھم گتھا ہیں اور اسلیئے ہر مسلمان کا دل کڑھتا ہے۔ فقط

(راقم السطور یوسف حسین بیگ سکرٹری انجمن نظام الاسلام نرسنگ گڈھ)

پالن پور

(۱) پالنپور کے مسلمان رامپوری لیڈر پر لعنت برسا رہے ہیں جنہوں
نے قرآن وکعبہ اور اہل بیت کی توہین کی اور کر رہے ہیں۔ یہاں بھی ایک
رامپوری فرقہ کا ایک منافق موجود ہے جو حضور کی موجودگی کے وقت چاپلوسی سے پیش آتا
ہے۔ اور پس پشت باغی چراغ پا رہتا ہے اُس کی تو میں نے خوب خبر لی۔

بد معاشوں کے حملوں کی پرواہ نہ کیجیئے اور جواب ترکی بترکی بدستور شرافت نسبی کی
حسب عادت ضرور دیا کیجیئے۔ اُن کی طرز کے مطابق دندان شکن جواب دوزخی کندوں سے
دینے والے فرشتہ صفت انسان زمین پر بھی بہت موجود ہیں۔ لطف خداوندی وتائید
رسول مقبول صلعم شامل حال ہے۔ آپ تبلیغ کا کام بدستور جاری رکھیں کسی سے مشورہ
لینے کی ضرورت نہیں۔ معدودے چند گندم نما جو فروش ہی ناراض رہینگے اُن کی پرواہ
نہ کیجیئے۔ باقی سب تبلیغ کی انجام دہی کے لیے حضور ہی کو پسند کرتے ہیں اور رضامند ہیں
تبلیغ کے دشمنوں کو خدا پائمال کرے اور حضور کی عمر نوح پر فتوح میں برکت عنایت فرمائے
آمین یارب العالمین۔ (آپکے غریبوں کے اخبار کا غریب حکیم امیرالدین لقائی نظامی پالنپور)

(۴) ہم صحیح کہنیوالے اقرار کرتے ہیں کہ تادم زیست قرآن اور کعبہ کے ساتھ ہیں۔
متبرک کعبہ و قرآن کے بیحرمت کرنے والے اور بیحرمت کرتے ہوئے دیکھنے والے مسلمان
پر یا بے حرمتی کو ازخود گوارا کرنیوالے مسلمان پر یا بیحرمت کہنیوالے کافر کو دوست سمجھنے
والے مسلمان پر لعنت بھیجتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ ایسے مرتد کو اللہ تعالیٰ توبہ نصیب کرے
یا وہ سخت عذاب الٰہی میں گرفتار ہو۔ آمین یا رب العالمین۔

(بدستخط حکیم امیر الدین آرام لقائی نظامی صدر صدور حلقہ نظامیہ ریاست پالنپور وغیرہ)
ابراہیم شیخ حسین ۔ سید شہاب الدین ۔ زین الدین کمپاؤنڈر یونانی شفاخانہ
پالنپور ۔ محسن رضا ۔ فضل دین ۔ سید محمد نظامی ۔ میاں شمس الدین میاں
قمر الدین ۔ عبد اللطیف ۔ عبد القادر ولد مکہ بھائی بقلم خود ۔ سید سید علی ۔ صوبے دار
حمید حسین پالن پور اسٹیٹ ۔ بکہ بھائی صادق بھائی ۔ امام میاں ابا میاں ۔ رحمو چاند
گلاب خاں نظامی ۔ جان محمد ولی محمد ۔ جمع میاں لال میاں نظامی ۔ سلامت خاں نظامی

راج پیپلا

میں مسٹر محمد علی صاحب سے خوب واقف ہوں جس زمانے میں یہ
بڑودہ اسٹیٹ میں ملازم ہوکر آئے نواب باڑہ میں قاضی صاحب
کے دولت خانہ پر قیام تھا۔ روزانہ مرحوم نواب صاحب کے وہاں آتے رہتے تھے۔ اس
وقت جناب کا کچھ اور ہی رنگ تھا۔ بعد میں مولانا عبد الباری صاحب مرحوم کے مرید ہوئے
اچھے مرید ہوئے جو مرید اپنے پیر کی عزت سے ناخوش۔ جو سیاست کو مذہب پر ترجیح دے
ایسا مرید دنیا میں تو کیا قیامت میں بھی سرخرو نہ ہوگا۔ مسٹر ہمدرد صاحب مرحوم مولانا
عبد الباری صاحب کے ناحق مرید ہوئے۔ مرید نہ بنتے اور خالق باری کا سبق ہی پڑھتے
تو ٹھیک تھا۔ مگر آپنے خوب ٹھیک کر دیا۔ اب چوں نہ کرینگے۔ اور اگر چوں و چرا کی تو پھر منہ کی
کھائینگے۔ مسٹر اگر چپ رہیں تو آپ بھی خاموش رہیں۔ آپ تو صلح کل بزرگ ہیں۔ جامع مسجد
میں مسٹر ہمدرد صاحب نے جو تقریر فرمائی وہ تقریر دل دکھانے کے قابل تو کیا بلکہ جوتے کھانے

کے قایل بھی - مگر واہ رے خواجہ صاحب آپ کا صبر اور آپ کا ضبط۔

(خادم قدیم منشی عبدالرحیم صبر - بڑوودی - راج پیپلا اسٹیٹ)

سیدھی ریاست ریوان

رامپوری محمد علی صاحب کے حالات ور وش نظر میں آئے سخت افسوس ہے - یہاں چھان بین ہوئی - اُن کے اور اُن کے آبا و اجداد کا اثر نہیں پھیل سکتا - اللہ عزّ وجل نے چاہا تو حضور کا ہی بول بالا رہیگا اور اگر رامپوری کا ہر موسٹو محمد علی ہو جائے تو وہ کیا کر سکتا ہے - میں بفضلہ اس کارزار میں ہر طرح حاضر ہوں - حکم ہو تو اصالتاً مع اور ہمراہیان وہاں پہنچوں۔

مجھے اخبار مدینہ کی شرارت کا خیال پہلے معلوم نہ تھا - متحیر تھا کہ چند دنوں سے وہ کیوں کالم کے کالم حضور کے خلاف لکھتا ہے - مگر اب معلوم ہو گیا کہ جو سبب ہے - چندہ وہ واپس ہی نہ کریگا - ۷ار فروری ۳۶ء کو میعاد چندہ منقضی ہو گا - حکم ہو ابھی سے اُسے جلادیا جاوے روپیہ کا خیال نہ کیا جائے آیندہ نہ بھیجنے کو لکھدیا جاوے یا وقت مقررہ تک کچھ نہ لکھا جائے۔

(تابعدار مہدی حسین نظامی ہیڈ کلرک ڈپٹی مجسٹریٹی سیدھی ریاست ریوان)

مانگرول کاٹھیاواڑ

جب میں اپنے پیر مرشد مولانا عبدالباری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں فرنگی محل میں رہتا تھا۔ وہ سال وہ ایام میرے ایسے تھے جیسے کہ ایک نئے پیدا شدہ بچے کے ہوتے ہیں کیونکہ بندہ ۷ر جولائی ۱۹۲۴ء کو حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر مسلمان ہوا تھا - وہاں سے بغرض تبلیغ باہر آتا جاتا تھا مگر مولانا محمد علی انہی ایام میں جیل سے آزاد ہو کر لکھنؤ فرنگی محل آم کھانے کے لیئے تشریف لائے تھے - اس دوران کی ضیافتوں میں ایک دفعہ مجھے بھی شامل ہونے کا موقعہ ملا تھا - اور خاصکر مولانا سے بغرض تعارف حضرت قبلہ نے جب پیش کیا تو آپ کا ارشاد یعنی بڑے ہی کرخت لہجہ میں فرمان یہ تھا کہ تم کیا کام کرتے ہو میں نے کہا تبلیغ کا کام کرتا ہوں تو آپنے بعدہ میں فرمایا کہ ہم آپکو مطمئن کر دینگے کہ اس زمانے میں کسی کو کلمہ پڑھانا گناہ ہے میں نے جواباً ادب سے عرض کیا کہ پہلے تو جناب

ہمارے پیر مرشد حضرت قبلہ ہی نے گناہ کیا کہ مجھے کلمہ پاک پڑھایا۔ تو آپ نے کہا بیشک چلے جاؤ آپ لوگ فساد کراتے ہیں اور تبلیغ کے نام پر فساد کرتے ہیں۔

اگر قبلہ میں آپ کو منصوری کا حال لکھوں جب آپ اپنی والدہ ماجدہ کے ملنے کے لیے منصوری آئے تو مسلمان حیران رہ جائینگے۔ کیا مولانا مذہبی آدمی ہیں؟ فقط

(آپ کا خادم دعاگو غلام محمد قادری) سابق سوامی انند پرکاش

پوربندر۔ کاٹھیاواڑ

مسٹر محمد علی رامپوری کے واقعات جواب تک چھپے ہوئے تھے اُن سے کوئی واقف بھی نہ تھا۔ اور جسکے باعث لوگ دھوکہ میں آکر اُن کے گرویدہ ہوئے تھے بذریعہ غریبوں کے اخبار منکشف ہوئے۔ محمد علی کے الفاظ کعبۂ محترم و قرآن معظم کی توہین کے دل کو ہلا دینے والے ہیں۔ چنانچہ ہر مسلمان کو وہ کعبہ جو پانچ جلیل القدر پیغمبران بالخصوص آقائے نامدار سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے تعمیر ہوا ہے۔ نیز قرآن مجید فرقان حمید جو خدائے عز و جل کو تمام دنیا و مافیہا سے محبوب تر ہے پیارا ہے اور رہیگا۔ ہم ہرگز محمد علی ایڈیٹر ہمدرد سے تاوقتیکہ توبہ نہ کریں۔ راضی نہیں ہو سکتے۔ اور حضور کے ہمہ تن جان و دل سے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ آنحضرت کے تبلیغی کاموں میں یوماً فیوماً ترقی فرمائے آمین ثم آمین۔ حق یہ ہے کہ اگر تبلیغی کام جو انبیاء علیہم السلام کا شیوہ ہے کوئی مٹانا چاہے تو ہرگز ہرگز انشاء اللہ تعالیٰ نہیں مٹ سکیگا کقولہ تعالیٰ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ لہذا حضور کی ذات ستودہ صفات سے قوی اُمید ہے کہ تبلیغی کام میں بدستور سعی جاری رکھینگے۔ اللہ تعالیٰ کامیابی دینے والا ہے۔ فقط

(حضور کا ادنیٰ فرمانبردار عبداللہ حاجی طیب نظامی لال پوریا از پوربندر)

راجکوٹ۔ کاٹھیاواڑ

غریبوں کا اخبار روزانہ اور اخبار منادی پہونچا۔

حالات سے آگاہی ہوئی۔ مولانا محمد علی کی بابت پڑھ کر بہت صدمہ ہوا۔ خداوند کریم ایسے مولویوں کو نیک ہدایت دے جنہوں نے نام کے لفظوں کی بھی مٹی خراب کی۔ آپ مناسب تدابیر سے ضرور مقابلہ کیجئے تاکہ آئندہ کے واسطے ہر شر سے تبلیغ کا راستہ صاف ہو جائے اور اسلامی کاموں میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو۔

(شہر قاضی سید مطیع اللہ مشہور نام موتی میاں عبدالغنی میاں رزاقی قادری راجکوٹ)

نا ندورہ

جو کچھ اخبارات میں ہو رہا ہے کیا عرض کروں کہ کسقدر رنج ہو رہا ہے اعلیٰ حضرت نظام کی مشکلات، برار کے کافروں کی ریشہ دوانیاں اور اسمیں مولانا محمد علی کا نیا فتنہ کھڑا کرنا عجیب قیامت کا سین۔ معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کو مسلمانوں کا کیا انجام کرنا ہے۔

تبلیغ کا کام بند نہ فرمائیے۔ کیجئے اور زور دار کیجئے۔ ابھی تک ۸ ر ماہوار دیتا تھا اور حکم کے مطابق پان بیڑی کی دوکان لگا یا اُسکا منافع بھی ہر مہینے میں ایک ہفتہ کا دیا کرتا تھا۔ اب ایک روپیہ ماہوار دیا کرونگا اور دو ہفتہ کا منافع

غریب مگر از حد زیادہ ہراساں خادم جذبی نظامی)

بمبئی

(۱) واقعی جواب خوب لکھا ہے اور چونکہ اُس میں صداقت اور راستی ہے اسلیے عام مقبولیت اُسے حاصل ہے۔ جناب کا پرچہ جواب جناب تفضل اعلیحضرت افتخار دولت پادشاہ افغانستان وام مملکتہ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔ جناب شوکت صاحب سکریٹری جناب سفیر دولت افغانستان نے اُس کو پڑھ کر سنایا اور ترجمہ کیا۔ لیکن ایک کاپی اعتراضات اور جواب اعتراضات نیز اُس خط کی نقل جو مولانا محمد علی صاحب نے اپنے اخبار ہمدرد میں شائع کی ہے بالکیشر روڈ ۱۱۵ کو بھی اقتان تو قصلیٹ بمبئی کے پتہ سے روانہ فرمائیے گا

(آپ کا نذیر حسن خان نیلم۔ از بمبئی)

(۲) ہمیں کعبہ و قرآن پیارا ہے۔ اور ہم لاہور کے محمد علی کے اس قول پر کہ "اگر کوئی ہندو

ہٹ دھرم (ہمدرد) ہم لوگوں نے ہردو پرچہ یعنی "ہمدرد" و "غریبوں کا اخبار" متواتر کئی روز تک منگوائے اور پڑھے جس سے حق و باطل صاف نظر آگیا۔ ہر وہ شخص جسکو خدا نے تھوڑی سی بھی عقل عطا فرمائی ہے دونوں پرچوں کو پڑھ کر خود فیصلہ کرسکتا ہے کون حق پر ہے اور کون ناحق ہے۔ چنانچہ ہم لوگوں نے بھی یہی فیصلہ کیا ہے کہ آپ حق پر ہیں، خدا آپ کو فتح دے گا۔ آپ اپنا تبلیغ کا کام برابر جاری رکھیے اور ہمارے کل دوستوں کا بلکہ ہر اُس مسلمان کا جس کے دل میں کچھ بھی جوش اسلام کا باقی ہے وہ اس تبلیغی کام میں آپکے ساتھ ہے۔ علاوہ خلافتی و کانگریسی لوگوں کے۔ یہ تو اپنا اپنا خیال ہے اُن کو کانگریس کمیٹی پیاری ہے ہم لوگوں کو خانہ کعبہ و قرآن پیارا ہے ؎

ہر اک کی ہے جہان میں اپنی جُدا پسند　　اُن کو خودی پسند ہے ہم کو خدا پسند

خاکساران:۔ نصر اللہ خاں نظامی بہاری حال مقام کراچی۔ حافظ عاشق حسین الہ آبادی۔ شیخ رحم الٰہی دہلوی۔ میاں واری قالین مرچنٹ انبالوی

---

(۳) آج "منادی" کے بجائے "غریبوں کا اخبار" ملا جسمیں آپ کا حلف نامہ بھی تھا۔ اُس وقت میرے پاس جتنے آدمی بیٹھے ہوئے تھے اُن سب کو یہ حلف نامہ پڑھ کر سُنا دیا۔ آپکے قسم کھانے کا جو اثر اُن کے دل پر پڑا وہ لکھنے سے باہر ہے۔ میری آنکھوں سے تو آنسو گر پڑے، افسوس چند "اقتدار پسند" لیڈروں کی وجہ سے "اسلام کے سچے خادموں" اور "مسلمانوں کے حقیقی بہی خواہوں" کو اس طرح مجبور ہو کر قسم کھانا پڑتی ہے۔

میں ابتدا سے مولانا محمد علی کے اخبار "ہمدرد" کے وہ پرچے جن میں آپ پر حملہ کیا گیا ہے دیکھ چکا ہوں۔ آپکے جوابات اور دیگر موافق و مخالف اخبارات کے بیانات بھی پڑھ چکا ہوں۔ مگر یقین کیجیے میں آپ کو بے قصور اور بالکل بے گناہ سمجھتا ہوں اور جو الزامات آپ پر لگائے گئے ہیں اُن سے آپ کو پاک خیال کرتا ہوں۔ نہ فقط میں بلکہ جو آدمی اس وقت میرے پاس بیٹھے ہوئے ہیں وہ میرے ہمخیال ہیں اور ہم نہایت گہری نظر سے محمد علی کے الزامات اور آپکے جوابات کے مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہونچے ہیں۔　　(آپ کا خادم عبد اللہ عبد۔ منیجر سکول نو آباد کراچی)

(۳) میں مولانا محمد علی کا دل سے معتقد تھا ان کی بڑی بڑی تقریریں سنی تھیں ان کو ہندوستان بھر میں بے مثل و مایۂ ناز رہنما ہستی خیال کرتا تھا۔ آپ کا صرف نام سُنا تھا دیدار کا ازحد اشتیاق رکھتا تھا جو بفضل خدا جب آپ نو مسلم کانفرنس کراچی میں تشریف لائے تھے نصیب ہوا۔ تقریریں سنیں، لطف اُٹھایا۔ آپ اور مولانا میں جو قلمی جھگڑا چھڑ گیا ہے جس نے جہلا میں عموماً اور اخبار بیں طبقہ میں خصوصاً تہلکہ مچا دیا ہے۔ آپکے استفسار "ہر مسلمان جواب دے" کے جواب میں مختصراً عرض ہے کہ کعبۂ شریف و قرآن کریم پر میں دل و جان سے قربان ہوں اور ان کے مقابل میں سیاست اور سوراج پر تھوکتا ہوں اور لعنت بھیجتا ہوں۔ آپ ہر دو بزرگوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس جھگڑے نا مسعود کو جلد ختم کر دیں ورنہ اگر یہی جھگڑے رہے روز تاقیامت باہم تو قوم بچاری کی رہنمائی ہو چکی۔ (نیازمند محمد الیاس لسبیلوی۔ شہر کراچی)

(۴) ہمیں کعبہ و قرآن بہت پیارا ہے۔ اس کے مقابلے میں کروڑوں محمد علی بھی کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ ہم سب کعبہ و قرآن کے ساتھ ہیں اور محمد علی سے بیزار ہیں۔

(الملتمسین:۔ محمد اکبر و نظام الدین۔ کریم بخش و غلام سرور تاجران میوہ از کراچی)

(۵) فدوی قرآن کریم و کعبۂ عظیم کا دل سے طرفدار ہے۔ ایسا کون مسلمان ہے جو محمد علی کا ساتھ دیگا۔ آپ خدا کا کام کر رہے ہیں خدا صاف دلوں کو خوب جانتا ہے۔ ہمیشہ حق کو فتح ہوتی ہے فقط

خاکسار ڈاکٹر برکت علی دندان ساز نیپیر روڈ کراچی

احمد آباد

(۱) مسٹر حاجی فرشتہ مولانا محمد علی نے جب "ہمدرد" کے صفحات میں آپکے خلاف نہیں بلکہ آپ کی آڑ میں اسلام کے خلاف گولہ باری شروع کی، میں طویل سفر سے علیل واپس آیا تھا اسلیے چند روز تک اخبارات پڑھ بھی نہ سکا۔ صرف بھائی پریمی کی زبانی اتنا معلوم ہوا کہ محمد علی نے نہایت ذلیل پیرایہ میں مخالفت شروع کی ہے۔ اتفاقاً بھائی پریمی کو منگرول جانا پڑا اور مجھے اخبار "دین" کا پورا کام ذمہ لینا پڑا۔ اس وقت چونکہ آپ کا جواب شائع ہو چکا تھا جو اخبار "دین" میں گجراتی مسلمانوں کے سامنے پیش کرنا تھا اور اسپر کچھ اپنے بھی

خیالات ظاہر کرنے تھے اسلیئے سب سے اوّل میں نے محمد علی کے کل مضامین (جن کو مضمون کہنا بھی ایک ادبی گناہ ہے) بمشکل تمام پڑھے کیونکہ کبھی تو اتنے بڑے لیڈر کی "عقل باختگی" پر ہنسی آتی تھی کبھی اس کی فحش نویسی پر افسوس ہوتا تھا کبھی اس دیو شکل خود ساختہ پیشوائے قوم کے طمع و حسد اور دروغ گوئی سے لبریز خیالات پڑھکر "انگشت حیرت در دہاں شد" کا مضمون ادا ہو رہا تھا کبھی اس ہندو نواز محمد علی مہاراج کی اسلام فروشی پر رنج ہوتا تھا جو انھوں نے آریہ سماج سے مل کر اور تبلیغ اسلام اور آپکی "خواجگی" مٹا دینے کا وعدہ کرکے کی تھی

ستر ہویں شریف کے موقع پر جبکہ آپ نے اصغری بیگم کے معاملہ پر توجہ فرمائی اور مجلس حاضرین میں کل زائرین اور خاصکر دہلی والوں کو اس معاملہ میں پوری جد و جہد کرنے کی تاکید کی اسی روز مجھے یہ خیال گزرا تھا کہ آپکے اس رویہ سے آریہ سماج میں ماتم برپا ہو جائیگا اور وہ ضرور کوئی نہ کوئی ایسی سازش کرینگے تاکہ مسلمان دوسری طرف متوجہ ہو جائیں اور یہ اپنا کام اطمینان سے کرلیں۔ کیونکہ انھیں ضرور یہ خوف پیدا ہو جائیگا کہ کہیں مسلمان قوم نے اس مقدمہ کی طرف توجہ کی تو اندیشہ ہے کہ مقدمہ میں بطور ملزم کے پھنسی ہوئی آریہ سماج کی مایۂ ناز ہستیاں کہیں جیل خانہ کی چاردیواری میں چکی پیسنے نہ پہونچ جائیں۔ میرا وہ گمان صحیح نکلا اور آریہ سماج نے مسٹر محمد علی کو درپردہ خوش کرکے یہ ایسا فتنہ جگایا جس سے تمام مسلمان اصغری کے معاملہ کو فراموش کر گئے اور اس ناپاک شرارت نے ایک کھلبلی مچا دی کیونکہ یہ تو تبلیغ کے مرکز ہی پر حملہ تھا۔

آریہ سماج اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئی کیونکہ اوّل تو مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنا یہ اسکا اوّلین مقصد ہے اور وہ ایمان فروش محمد علی کے ہاتھوں پورا ہوا۔ دوسری طرف ان کے لیڈر بھی قانونی چنگل سے بچ گئے اور مقدمہ ملزمین کے حق میں اسی فتنہ کے دوران میں فیصل ہوگیا۔ یوں تو پہلے ہی سے چند ایمان فروش ہستیوں کی شرارت سے یہ مقدمہ ادھ موا ہو چکا تھا بلکہ جہاں تک معلوم ہوا ہے اصغری کا اشدہ ہونا، مقدمہ قائم ہونا، مسلمانوں کے روپے بیدردی کے ساتھ خرچ ہونا اور اخیر میں وکلاء کا بھی پھوٹ جانا ان تمام واقعات میں وہی ایمان فروش ہستیاں کام کر رہی تھیں

خیر اس قصہ کو فی الحال یاد دلانے کی ضرورت نہ تھی۔

ہندو پرست، غدار قوم، فریب دہندہ محمد علی کے کل مضامین پڑھ کر میں نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا کہ اس میں آریہ سماجی سازش کے علاوہ بغض و حسد کا بھی بہت بڑا دخل ہے۔ یہ بھی یقین ہو گیا کہ محمد علی کے رہنے سے اقتدار کے بھی فنا ہونے کا وقت اب آگیا ہے۔ اور میں نے تو یہی فیصلہ کر لیا ہے کہ لیڈری کے ان باطل خداؤں کے ہیکل حضرت ابراہیمؑ کی بت شکنی کی طرح توڑنے کی سخت اور پھر سخت ضرورت ہے کیونکہ اب اسکے بغیر قومی جہاز ساحل مقصود پر پہونچنا دشوار ہو گیا ہے۔

آپکے جواب کو اپنے اخبار میں شائع نہ کرنا اور لوگوں کو دھوکہ دیکر نہایت ذلت آمیز طریقہ سے ذاتیات پر اتر آنا اور فرعونی تمرد اور نمرودی غرور کے ساتھ تبلیغ کی تحریک اور "خواجگی" کو مٹانے کی رٹ لگانا یہ تمام ایسی کمینہ حرکتیں بلکہ شرارتیں ہیں کہ اس کے متعلق قوم کو اس سے سخت بازپرس کرنی لازم ہے مجھے "الجمعیۃ" کے اس نوٹ پر از حد افسوس ہوا جسمیں "علمائے کرام" کے مشورے سے اسکے قابل (؟) اڈیٹر نے خدائی فوجدار بنکر آپ کے اعمال کا جائزہ لینے کی خواہش طفلانہ کا اظہار کیا ہے میں تو آج تک اسی خیال میں تھا کہ اعمال کا جائزہ اللہ تعالیٰ ہی لیگا۔ مگر آج معلوم ہوا کہ چند ہستیاں اور بھی اس دنیا میں آباد ہیں جنکو اپنی الوہیت ثابت کرنے کے لیے لوگوں کے "اعمال کا جائزہ" لینے کی ضرورت ہے۔ افسوس! جب ان علمائے کرام کی یہ حالت ہو کہ حق کو چھپانے کے لیے وہ بدتر سے بدترین کوشش کریں اور ذلیل سے ذلیل حیلے تراشنے لگیں اور ساتھ ہی ساتھ "وارث الانبیاء" ہونے کا بھی دعویٰ کریں اور دنیا میں خدائی چلانے کے نشہ میں مدہوش ہو کر اپنے گریبانوں میں نگاہ ڈالنے کے عوض غیروں کے "اعمال کا جائزہ" لینے کو آمادہ ہو جائیں اور نشہ کی حالت میں جو جی میں آئے بکنے لگیں تو پھر بھلا ایک سیاسی مولانا، مذہب سے ناآشنا مولانا، بلکہ مذہب و قوم کے گلے پر خنجر چلانے والے مولانا (مسٹر محمد علی) اگر ایسے پشت پناہوں کی حمایت سے کسی پر اپنے ذاتی نفع کے لیے الزام لگا دیں تو کیا بڑی بات ہے؟

کراچی سے بھائی غلام احمد صاحب نے جو یہ خیال ظاہر فرمایا ہے کہ گاندھی جی کے لیے راستہ

صاف کرنے کے لیے محمد علی نے تبلیغ و اشدھی کی تحریکات پر حملہ کیا ہے۔ میرے خیال میں صحیح نہیں ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ تبلیغ و اشدھی کی تحریکات درحقیقت گاندھی جی کی راہ میں روڑے نہیں ڈالتیں۔ اور میرے خیال میں گاندھی جی جیسا عاقل شخص اگر پے در پے ناکامیوں اور مسلسل بیماریوں کے علاوہ بڑھاپے کی وجہ سے عقل وحواس کی دولت کو محمد علی کی طرح نہیں کھو چکا ہے تو اسے اس بات کا خود اقرار کرنا پڑیگا کہ صرف اشدھی اور تبلیغ کی تحریکات کو فنا کر دینے سے سوراج کی منزل پر پات کلدار سوراجی گھوڑوں کو دوڑایا نہیں جاسکتا۔ جبتک کہ ان لیڈروں کے دماغ میں لیڈری کا فضول سودا ابھرا ہوا ہے اور گاندھی جی کے اقتدار پر جریصانہ نظریں گڑ رہی ہیں ہرگز ہرگز گاندھی جی جیسا بزدل شخص اپنے کام میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ اگر فرض کرو کہ یہ تحریکات ہی ان کے لیے سدِّراہ ہیں تو پھر ان کی عقلمندی اس میں تھی کہ ابتداہی میں جبکہ ان کا اقتدار بھی برقرار تھا ان تحریکوں کا گلا گھونٹ دیتے مگر انھوں نے ایسا نہ کیا تو اب کیا کر سکتے ہیں۔ اور اگر بالفرض یہ خیال کیا جائے کہ گاندھی جی بھی اپنے مٹتے ہوئے اقتدار کی مرثیہ خوانی کے لیے پھر ہندوستان دورا کرینگے اور اس وجہ سے ہی انھوں نے اپنے پٹھو کو اس فتنہ پردازی کے لیے تلقین فرمائی ہے۔ تب بھی واقعات اس خیال کی تردید کر رہے ہیں کیونکہ یہاں تو صرف تبلیغ پر حملہ ہو رہا ہے اشدھی کا نام تک نہیں لیا جاتا بلکہ تحریک اشدھی کے خاص آرگن "تیج" اور "ارجن" وغیرہ اخبارات محمد علی کی اس حرکتِ ناز یبا پر بغلیں بجا رہے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ جہاں تک سنا گیا ہے ہمارے "سوراج کے مہاراج" محمد علی سوامی شردھانند جی سے روزانہ مشورے کر رہے ہیں۔

اگر محمد علی میں اور ان کے حمایتیوں میں ذرا بھی اسلامی غیرت ہوتی اور انھوں نے محض اسلامی خدمت کے خیال سے یہ جھگڑا شروع کیا ہوتا تو ان کو لازم تھا بلکہ ان کا اسلامی فرض تھا کہ وہ آپ کے جواب کو شائع کرتے اور آپنے جو پانچ سوال کیے تھے ان کا حلفیہ جواب دیتے۔ مگر انھوں نے بجائے حلفیہ جواب دینے کے رامپوریت اختیار کی اور باولے ..... کی طرح کاٹنا شروع کیا اور یہ ان کی اور ان کے حمایتیوں کی انتہائی نالائقی تھی حتی کہ علمائے کرام نے بھی خاموشی کے ساتھ "شیطان الاخرس" ہونا گوارا کر لیا۔

میری ناچیز رائے کے مطابق ان تمام اسلام فروش ، غدار راہ حق سے گریز کرنے والی شخصیتوں سے دنیا کو پاک کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ اور اسلیے ان کی باطل خدائی کے خلاف ایک زبردست جنگ شروع کرنی چاہیے اور جبتک کہ یہ سب اپنے گناہوں سے عام توبہ نہ کرلیں یا پھر ان کی باطل خدائی پاش پاش نہ ہو جائے ہرگز ہرگز اس جنگ کو ختم نہ کیا جائے۔

تحریک تبلیغ کو ہمیشہ کے لیے جاری رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے اور اس کے دشمنوں کو ہمیشہ جلاتے ہی رہنا چاہیے۔ افسوس کہ محمد علی کو اتنی بھی تمیز نہ ہوئی کہ وہ اس جنگ کو شروع کرکے اپنے ہی پاؤں کلہاڑی مار رہے ہیں۔ اول خلافت کی تحریک ایک ایسی تحریک تھی کہ اگر اس تحریک کو ایمانداری سے چلایا جاتا اور خودغرضی اور نفس پرستی کو کام میں نہ لایا جاتا تو تمام مسلمان ایک مرکز پر جمع ہو سکتے تھے۔ اب تو خلافت کی تحریک دفن ہو ہی چکی ہے اسلیے اللہ تعالی نے ایک اور موقعہ تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے مرکز پر اکٹھے ہونے کا دیا اور وہ مرکز تحریک تبلیغ ہے۔ مجھے صاف لفظوں میں کہنے دیجیے کہ تبلیغ کی تحریک آپ ہی سے وابستہ ہے اور آپ کی ہی شخصیت اس تحریک کو بے ضرر طریقہ پر چلا کر کل مسلمانوں کو ایک مرکز پر لا سکتی تھی اور کسی حد تک اس میں کامیابی بھی حاصل ہو چکی تھی لیکن شہرت اور اقتدار کے حاسد محمد علی نے اپنی مٹتی ہوئی شہرت اور لیڈری سے مایوس ہو کر اور اپنے نفس سے مغلوب ہو کر آپ پر حملہ کر ہی دیا ، حالانکہ یہ حملہ ناکام ہی ثابت ہوگا اور محمد علی کو چند ہی روز میں اپنی لیڈری کا ماتم کرتے ہوئے دیکھے گی

آپنے مسلمانوں سے سوال کیا ہے کہ آیا ان کو کعبہ و قرآن پیارا ہے یا رامپوری محمد علی؟ مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ سوال پوچھنے کی کیا ضرورت تھی ؟ ہاں اگر صرف جمعیت خلافت و جمعیت علماء کے کارکنان و محمد علی کے حمایتیوں سے یہ سوال کیا جاتا تو مناسب تھا جن کے دل میں محمد علی کی عزت کے سامنے کعبہ و قرآن کی بھی عزت نہیں۔ یہاں گذشتہ جمعہ کے روز بعد نماز جمعہ جامع مسجد میں جناب منشی علی میاں صاحب قریشی شاہ نے " منادی " کے مضامین لوگوں کو پڑھ سنائے۔ آپ کا حلف نامہ بھی گجراتی حروف میں چھپوا کر تقسیم کیا گیا۔ اور " مکتوب غریبا " بھی گجراتی حروف میں چھپوا کر

تقسیم کیا گیا۔ یہ اشتہارات پڑھ کر اور "شادی" کے مضامین سنکر ہر مسلمان کی زبان پر محمد علی کے اس فعل کے لیے "لعنت" کا لفظ جاری ہو گیا۔

چند گجراتی اخبارات میں بھی محمد علی کے حمایتیوں نے "ہمدرد" کے مضامین چھپوانے شروع کیے ہیں اور وہ اخبار والے بھی آپ کا جواب شائع کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ ہم نے بھی تہیہ کرلیا ہے کہ ان شریروں کو بھی حق کو چھپانے کا پورا مزہ چکھا وینگے۔ انشاءاللہ باطل بہت جلد مغلوب ہو جائیگا اخبار "دین" دو ہفتہ سے اسی جھگڑے کے لیے گویا وقف کردیا گیا ہے اور بھائی پریمی نے تہیہ کرلیا ہے کہ جب تک یہ جھگڑا ختم نہ ہو دوسرے مضامین ملتوی کردئے جائینگے۔

آپ کا حلف نامہ ایسا فیصلہ کن ہے کہ اب آپ کے مخالفین بھی محمد علی کو ملزم ماننے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ محمد علی اور ان کے حمایتی ہندو دوستی کے نشہ میں اس حلف نامہ کو بھی خاطر میں لاتے ہیں یا بالکل ہی اسلام سے بیزاری کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ اگر بالفرض انھوں نے پھر قسم کھانے سے گریز کیا بلکہ جہانتک کہ واقعات سے تعلق ہے مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور گریز کرینگے کیونکہ جھوٹا آدمی ہمیشہ اپنی کمزوری کو محسوس کرتا ہے اور اس کا گنہگار ضمیر اس کو ہمیشہ خوف زدہ رکھتا ہے لہذا ایسے لوگ ہرگز خدا کے فیصلہ کی تاب نہیں لا سکتے۔ چونکہ محمد علی اور ان کے حمایتی اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ باطل پر ہیں لہذا وہ ہرگز ہرگز قسم کھانے کو میدان میں نہ آئیں گے کیونکہ ان کو یقین ہے کہ قسم کھاتے ہی عذاب الٰہی نازل ہوگا اور وہ لعنت خداوندی میں گرفتار ہو جائینگے۔

اگر محمد علی اور ان کے حمایتی اس الٰہی فیصلہ پر آمادہ نہ ہوئے تو پھر قوم کو لازم ہے کہ وہ ان سے قطع تعلق کرے اور اگر وہ اپنے آپ کو مسلمانوں ہی میں شمار کرانا چاہیں تو ان کو اس ناپاک فعل کی شرعی سزا دی جائے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو یہ فتنہ ہرگز مٹنے والا نہیں اور چند روز کے بعد دوسری شکل میں رونما ہوگا۔ والسلام۔ (خواستگار دعا۔ بدر نظامی راحتی "مسلم قلم" ایڈیٹر "نظامی")

---

(۲) ہم کو جبتک ہماری جان میں جان ہے کعبہ و قرآن پاک پیارا ہے۔ راہپور والے محمد علی ہمیں ہرگز ہرگز پیارے نہیں۔ (راقم علی میاں قمر بتی شاہ نظامی۔ احمد آباد

(۳) میں اور میرے تمام اہل خانہ واحباب کعبہ شریف اور قرآن شریف کے ساتھ ہیں نیز آپکے اور آپکے کام کے ساتھ ہیں۔ اور آپ کی ہر مدد کے لیے خواہ وہ جانی ہو یا مالی ہو بالکل تیار ہیں۔
اس وقت مفسد اسلام محمد علی رامپوری نے تبلیغ جیسے اہم اور اشد ضروری کام میں جو فتنہ برپا کیا ہے وہ صد قابلِ نفرت بلکہ ہزار قابلِ نفرت ہے کیا وہ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ کے ماننے والے نہیں ہیں اور جمعیت علماء کے علماء نے وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کا مطلب نہیں سمجھا ؟

مفسدِ اسلام محمد علی نے حضور کی نسبت اخبار ہمدرد میں جسے بیدرد کہنا چاہیے جو توہین کی ہے اُس سے آپ کی شان برتر میں سرمو فرق نہیں آیا اور نہ آئیگا۔ مگر حضرت مفسد کی لیاقت ذاتی کا مسلمانوں کو اندازہ ہوگیا کہ یہ اتنے درجہ تک شریف اور لائق ہیں۔

تبلیغ کا کام آپ برابر کیے جائیں اللہ پاک جل جلالہٗ ہر وقت آپ کی مدد کی ہے، کرتا ہے اور کریگا۔ ایسے مفسدانِ اسلام مانند روڑوں کے راستہ میں حائل ہوں تو اُن کی کوئی پروا نہیں وہ سوائے دست حسرت وکف افسوس ملنے کے اور کچھ نتیجہ نہیں نکال سکتے۔ ہندوستان اور بیرون ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو مفسدِ اسلام محمد علی رامپوری کے اس فتنۂ عظیم سے بہت بڑا سبق حاصل کرنا چاہیے اور آیندہ اُن کے کسی کام میں مدد نہ کرنا چاہیئے اور اُن کے عقیدہ اور باطن کو دیکھنا چاہیے کہ وہ اس وقت اسلام کے دشمن آریوں سے معقول رقم لیکر تبلیغ جیسی پیاری چیز کو جو خاص اللہ اور اُس کے برگزیدہ رسولؐ کا کام ہے مٹانے کے لیے ایک سب سے بڑی اور بزرگ ہستی کے سامنے میدانِ جنگ میں آکھڑے ہوئے اور اپنے پاک اور بہترین مذہب سے دست بردار ہوگئے اور کعبہ شریف و قرآن شریف کو علی الاعلان آپنے وہ الفاظ فرمائے جو مسلمان کبھی اپنی زبان سے ان الفاظ کو نہیں ادا کرسکتا اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ ہندوستان میں جو تباہی آئی ہے وہ بھی رامپوری صاحب کی ہی تحریک ہے۔ لہذا ایسے مفسد آدمی سے ہر وقت بچنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

(راقم خادمان خادم بدرالدین نظامی برجی تاجر کتب تین دروازہ احمد آباد)

(۴) ہم دین و اسلام سے زیادہ کوئی شے نہیں جانتے اور محمد علی شوکت علی کیا چیز ہیں اور جو شخص کعبہ و قرآن سے زیادہ ہندوؤں کو بہتر کہے وہ ملعون ہے۔

(راقم عبداللہ بھیلدال ہوٹل احمد آباد)

(۵) مجھے کعبہ شریف اور قرآن مجید اس قدر پیارا ہے کہ مولانا رامپوری محمد علی صاحب اس کے سامنے کوئی چیز نہیں۔ (آپ کا خادم محمد عبدالکریم نظامی۔ خلافت والینٹیر۔ احمد آباد)

بالسندہ ضلع سورت

مجھ کو کعبہ شریف اور قرآن مجید پیارا ہے، کعبہ ہمارا قبلہ ہے اور قرآن شریف ہمارا دین و ایمان ہے۔ جو مسلمان کعبہ شریف اور قرآن مجید سے منحرف ہوگا بے شک وہ کافر ہے۔

رامپور کے محمد علی اہل اسلام ہوکر کعبے کی اور قرآن شریف کی بزرگی کو ہیچ جانتے ہیں۔ تو ان صاحب کو قطعی اسلام سے خارج کر دینا چاہیے۔ اور ان کا نام جو محمد علی ہے وہ بھی بدل دینا چاہیے۔ میں محمد علی کے قول سے بہت بیزار اور میرا خدا رسول بیزار۔ خداوند کریم آپ کو مسلمانوں کی اسلامی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الراقم آپ کا غلام میرن شاہ ظہور شاہ مقام ریاست بالسندہ ضلع سورت)

کھیڑا گجرات

(۱) آپ اور مسٹر محمد علی رامپوری کے درمیان جو جھگڑا ہے اس میں ہم آپ کی رائے میں شامل ہیں اور مسٹر محمد علی کا وہ فعل کہ جو اسلام کے خلاف ہو اسکو ہم نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ انہوں نے آپ پر جو بہتان لگائے ہیں وہ ہماری نگاہ میں بیہودہ ہیں اور اسلام کے تبلیغی کام کو ضرر پہنچانے والے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ تبلیغی کام کو کسی صورت میں بھی نہ چھوڑیں۔

نیازمندان۔ ملک محمد قاسم ملک شرف الدین (بی۔ اے) از محمود آباد۔ ضلع کھیڑا

محمود آباد کھیڑا

آپ اور مولانا محمد علی اڈیٹر ہمدرد کے درمیان جو جھگڑا ہوا ہے اس میں ہم آپکے ساتھ ہیں۔ اور مولانا کا جو بھی فعل اسلام کے خلاف

ہو اس کو ہم نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور جو آپ تکلیفیں اُٹھا کر قوم اور اسلام کی خدمت کر رہے ہیں اس سے آپ کا قوم پر بڑا احسان ہے اور آپ اس کار نیک کو جاری رکھیں۔

(ایسی التماس کرتے ہیں نیازمندان ملک رسول میاں فضل میاں ابراہیم حاجی جمال)

سورہ

مولانا "چندہ" کے بیہودہ الفاظ سُنکر دل پاش پاش ہو گیا۔ غلام جانُ ایمان سے حاضر ہے۔ حکم کا منتظر ہے۔ بدنی، مالی، علمی جو حکم ہو بسر و چشم منظور ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ بحکم خداوند کریم آپکے حکم بجا لانے کے لیے تیار ہوں۔

(دعا بعدار سردار خان نظامی)

گودھرا

ذیل کے حضرات کعبہ و قرآن شریف کے ساتھ ہیں اور محمد علی رامپوری کی تبلیغ کے خلاف تحریروں سے متنفر ہیں۔

محمد صادق نظامی۔ سید امام میاں میر صاحب میاں نظامی۔ قاضی لیسین میاں امیر میاں نظامی۔ شیخ عبدالحمید نھنو بھائی۔ کاریگر محمد سردار گودھرا۔ خطیب حبیب اللہ امیر احمد گودھرا خطیب اکرم اللہ شفیع اللہ گودھرا۔ سید اکبر میاں سراج میاں نظامی گودھرا۔ سید گوہر علی نظامی عبدالرحیم نور بھائی۔ غیاث الدین خسرو میاں قاضی۔ نورالدین جمال الدین قاضی۔ سید احمد علی باقر علی۔ قاضی نظام الدین جمال الدین۔ خطیب سعادت اللہ شفیع اللہ۔ شیخ امیر مودا گودھرا علی بھائی ولد امیر بھائی گودھرا۔ ابراہیم عیسیٰ لڈھا گودھرا۔ حافظ ابراہیم رسول منگی۔ حافظ آدم اسمٰعیل منگی۔ عبدالرحیم یار محمد۔ سید علی احمد علی۔ خلیفہ ماتو امیر گودھرا۔ سر علی حیدر علی سید۔ پنجارا رسول ابراہیم۔ محمد عبداللہ پدستا تود۔ عیسیٰ اسمٰعیل ابراہیم جمال ساجی منصوری۔ محبوب میاں چورامیاں گودھرا

ان چند اشخاص آپ کے طرف میں شامل ہیں۔ دیگر صاحب بھی اسی زمرے میں داخل ہوئے کو تیار ہیں۔ لہذا دیر ہو جانے کی وجہ سے ان اشخاصوں کی صحیح درج نہیں کی گئی۔ اسلیے اہل گودھرا آپ کی طرف سے بہت خوش ہیں۔ مہربانی فرما کر آپ اپنے گروہ میں داخل کر لیجیے

ایسی ہم سبھوں کی امید ہے - امید ہے کہ داخل کریں - فقط

(محمد صادق حسین عبداللہ نظامی گودھرا)

کالول ضلع پنچ محال

غریبوں کے اخبار سے معلوم ہوا کہ مولانا محمد علی صاحب آپ کی ذات مبارک پر فحش گالیاں بکنے کے علاوہ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ زہراؑ کو بھی گالیاں دینے لگے ہیں یہ پڑھ کر نہایت صدمہ ہوا۔ دعا کرتا ہوں کہ پروردگار لایزال رحم و فضل کرے اور مولانا صاحب کو راہ راست بتلادے آمین - مولانا محمد علی صاحب کے لیے خاکسار کے جو خیالات تھے اور اُن سے جو توقعات تھیں وہ حضور کے خلاف اعلانِ جنگ کرنے سے گھٹتے چلے تھے لیکن آلِ رسول صلعم پر مولانا صاحب نے جو حملہ کیا ہے جس سے مولینا صاحب کے ایمان جانے کا خطرہ ہے اور ان کا زوال قریب معلوم ہوتا ہے - علاوہ ازیں مولٰنا صاحب کا یہ کہنا کہ حرم کعبہ سے آپ کا غسلخانہ پاک اور صاف ہے (نعوذ باللہ) گویا زبان شیطان بول رہی ہے - پروردگارِ عالم اپنے قرآن مجید کی - کعبہ کی اور رسول اللہ صلعم کی بیحرمتی نہیں دیکھ سکتا - اور بہت جلد مولانا صاحب کو اس کی سزا بھگتنی پڑے گی - خاکسار کی ذاتی رائے ہے کہ حضور تبلیغی اور اشاعتی سلسلہ کو ہرگز نہ چھوڑیں - برادرانِ اسلام کے لیے یہ امتحان کا موقعہ ہے "سانچ کو آنچ نہیں" مقولہ کے بموجب آپکی پارٹی ضرور فتحیاب ہوگی

مولانا محمد علی صاحب کی خدمت میں بھی ایک عریضہ روانہ کرتا ہوں - جس میں اُن سے عرض کرونگا کہ ایسی فحش کلامی سے دور رہیں - اور کعبۃ اللہ، رسول اللہ صلعم اور قرآن مجید کی بیحرمتی جو اُن سے سرزد ہوئی ہے اُس سے توبہ کریں فقط

(راقم آپ کا خادم سید ذاکر علی سب رجسٹرار کالول (پنچ محال) وایہ ڈیڈول بی - بی)

خانپور دیہ

ہم اہلِ خانپور دیہ، تعلقہ جمبوسر آپ کی خدمت میں ذیل کا معروضہ پیش کرتے ہیں - اسکو غریبوں کے اخبار میں شائع کیا جاوے۔

جب ترکِ موالات کی تحریک شروع ہوئی۔ تب ہم لوگوں نے دو تین مرتبہ میں تقریباً دو سو روپئے خلافت فنڈ میں ارسال کیئے تھے۔ لیکن بعد میں جو واقعات ظہور پذیر ہوئے اس سے ہمیں بہت رنج ہوا۔ تاہم ہمارے دل میں لیڈران قوم اور بالخصوص علی برادران کی وقعت قائم و برقرار تھی۔ گو کہ بعض دفعہ ایسی حرکتیں سُنتے تھے کہ ایک مسلمان اس سے کبیدہ خاطر ضرور ہو۔ ان حرکتوں میں ایک یہ بھی ہے کہ جناب محمد علی نے ملاپ کانفرنس میں بے ادبی کے الفاظ کہے آپ کے روزنامچہ کے ذریعہ ہم نے اُسی وقت یہ خبر سُنی تھی۔ اور ہمیں اُن الفاظ سے ہندو قوم کی طرفداری کی بُو آتی تھی۔ لیکن مولانا محمد علی سے بدظن نہ ہوئے۔ خیال کیا کہ اس میں مولانا کی کوئی مصلحت ہوگی۔

جب آپ نے آریوں کے فتنہ سے مسلمانوں کو بچانے کی کوشش شروع کی اور ہمیں احساس ہوا کہ ترکِ موالات سے بجائے نفع کے مسلمانوں کے حصّے میں ضرر ہی آیا ہے۔ تو ہم آپ کی ہر تحریر غور سے سُنتے تھے اور امید تھی کہ ہمارے لیڈر ضرور کوئی کارگر کوشش کرکے اس فتنہ کو روک دینگے۔ لیکن ہم حیرت میں پڑ گئے کہ ہمارے پیشوا آج تک خاموش کیوں ہیں؟

آخر یہ خاموشی ۷ ار نومبر کو تلاطم بحر کی صورت میں جلوہ گر ہوئی۔ اور جہازِ اسلام کو ایک نیا خطرہ پیش آیا۔ اخبار "دین" میں اس طوفان کی نسبت جو کچھ شائع ہوا تھا۔ وہ ایک یوسف نامی بھائی نے بروزِ جمعہ مسلمانوں کو پڑھ سُنایا۔ سنتے ہی ہر مسلمان کے دل سے یہ آواز نکلی کہ خدایا! مولانا محمد علی کو نیک سمجھ عطا کر۔ اور اس جنگ کو ختم کردے۔ آپنے مسلمانوں سے رائے طلب کی ہے۔ اسلیے ہم باادب ملتجی ہیں۔ کہ تبلیغ کا کام بند نہ ہو۔ اگر مولانا آپ کی شرائط قبول فرمائیں تو ہر مسلمان کا دل ان کے لیے صاف ہے۔ ورنہ اُن کی محبت میں بہت ہی کمی ہوگئی ہے اور ہوتی جائے گی۔

ہر مسلمان کو قرآن شریف و کعبہ شریف مولانا محمد علی سے زیادہ پیارا ہے۔ اور آپ کو ہم بری تصوّر کرتے ہیں۔ ہم ایک چھوٹے قریہ کے باشندے ہیں۔ لیکن ہمارے خیالات جو ہیں

وہ آپ کی خدمتِ اقدس میں پیش کر دئے۔ ہم تین سال سے تبلیغی چندہ بھی دیتے نہیں۔ دُعا کریں

داہل خانپور دیہہ کے کہنے سے رقمطراز آپ کا ادنیٰ خادم:-

منشی آدم ولدِ صالح ولد علی بھائی)

آبو روڈ۔ راجپوتانہ

۱۷ ارنومبر ۱۹۲۶ء کو جبکہ خواجہ صاحب بمبئی گئے ہوئے تھے مسٹر محمد علی صاحب نے خواجہ صاحب کے خلاف نہیں بلکہ دنیائے اسلام کے خلاف ایک بے نتیجہ۔ مہمل اور بے معنی وجہ سے اعلانِ جنگ کر کے لاکھوں کلمہ گویوں کے دل کو مجروح کر دیا۔ کیونکہ خواجہ صاحب پانچ سال سے تبلیغ اسلام کی وہ خدمات نہایت تندہی، صفائی اور راستی سے انجام دے رہے ہیں کہ جسکے لیے ہر مسلمان پیدا ہوا ہے۔ اور جو اسلام کا اہم فرض ہے۔ چونکہ اس بے نتیجہ جنگ سے مقصد تبلیغ اسلام پر حملہ ہے اسلیے ہر ایک مسلمان جو نورِ ایمان سے منور ہے اسے ایک آنکھ نہیں دیکھ سکتا۔ کاش کہ مسٹر محمد علی صاحب قبلہ اس تحریری و تقریری گولہ باری کو مخالفین اسلام پر آزماتے تو فلاح دارین پاتے۔

اگر ہم مسٹر محمد علی صاحب کی تسلی کے لیے یہ مان لیں کہ خواجہ صاحب قبلہ نے جاسوسی کی۔ لوٹ مار کی۔ اور دنیا کو تہ و بالا کر دیا۔ تو اب یہ دیکھنا ہوگا کہ ایسا کب ہوا۔ اگر زید مسٹر محمد علی صاحب قبلہ کے وہ واقعات عوام کے سامنے پیش کرے کہ جو خدمات ملکی و قومی سے پیشتر کیے ہیں تو ظاہر ہے کہ زید کا مقصد مسٹر محمد علی صاحب قبلہ کو پبلک میں مطعون کرنا۔ ان کے وقار کو صدمہ پہونچانا۔ عوام کو مشتعل کر کے ان کی خدمات سے محروم کرنا ہے۔ کیونکہ جب زید کو مسٹر محمد علی صاحب قبلہ کی کوئی لغزش ہاتھ نہ آئی اور ملکی و ملی خدمات کے زمانہ کی کوئی خرابی زید کی آنکھوں میں نہ سمائی تو اُس نے کسی اندرونی کاوش نکالنے کے لیئے وہ واقعات دنیا کو جتائے جو کہ ان کی خدمات سے پہلے کے ہیں۔ اب کیا زید کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس نے مسٹر محمد علی صاحب قبلہ کو محض ذاتی پرخاش کی وجہ سے بدنام کرنے کی ناکام کوشش کی۔ اس سے زید کی حاسد طبیعت کا اندازہ ہونے کے علاوہ یہ بھی پایا گیا کہ وہ مسٹر محمد علی صاحب قبلہ ہی

کا دشمن نہیں ہے بلکہ وہ قوم کا بھی کھلا دشمن ہے کہ جو قوم کو ایسے محسن اور خادم کی خدمات سے
محروم کرنا چاہتا ہے۔ اسلیے زید جس راستہ پر گامزن ہے اُسے اہلِ ہوش جان سکتے ہیں۔
مان لیجئے کہ زید اپنے مصنوعی پروپگنڈے میں خدانخواستہ کامیاب ہوگیا اور دنیا نے زید
کو مسٹر محمد علی صاحب قبلہ کی تمام خدمات سپرد بھی کردیں جو کہ اُس کا واقعی مقصد ہے تو کیا قوم و
ملک کو اب ایسا زبردست، باثر، دیانتدار، صادق اور سب سے بڑی بات یہ کہ بر سہولر کا تجربہ کار
مل سکتا ہے؟ اور اس سے مسٹر محمد علی صاحب قبلہ کی روٹیوں میں ایسی حالت میں فرق آسکتا
ہے جبکہ ہزاروں مسلمانوں کے وہ پیشوا، روحی رہبر اور تاج سر بھی ہوں؟

اگر اس جنگ میں نفسانیت اور کسی اندرونی کاوش کو دخل نہ ہوتا تو مسٹر محمد علی صاحب قبلہ
بھی اپنا حلف نامہ اُسی وضاحت کے ساتھ ضرور مشتہر فرماتے جس طرح سے کہ خواجہ صاحب قبلہ
نے نہایت صفائی کے ساتھ بے لوث طریقہ سے اپنا حلف نامہ تمام مسلمانوں کے سامنے پیش
کر دیا۔ اب اگر مسٹر محمد علی صاحب قبلہ اس زبردست شرعی حلف نامہ پر اعتبار نہ فرمائیں تو کیا وُہ
اسلامی تعلیم پر عمل کر رہے ہیں؟ اور اگر خود بھی حلف نہ اُٹھائیں تو اسلامی دنیا ان کو کیا سمجھیگی؟

میں زمانۂ ترکِ موالات میں قائمگنج کی خلافت کمیٹی کا آنریری جوائنٹ سکریٹری تھا اور
میں نے مسٹر محمد علی صاحب قبلہ کے پروپگنڈے کی ضلع فرخ آباد میں جس قدر اشاعت کی، چندہ
جمع کیا۔ مضامین، نظمیں، ریختیاں لکھیں اور تقاریر کیں، وہ اخباری دنیا سے پوشیدہ نہیں۔
میں ہمیشہ مسٹر محمد علی صاحب قبلہ کا معاون، ہمخیال اور مدح سرا رہا۔ مگر تبلیغ اسلام کی بیخکنی
کی پالیسی کے میں کیا ہر ایک وہ مسلمان جو نورِ ایمان کی لازوال دولت سے مالامال ہے آپکے
خلاف ہوگا۔ کیونکہ یہ پالیسی ہمیں اپنے ہمسایہ دشمن کے مقابلہ میں بالکل ملیامیٹ کر دے گی
اور اسلام کو ضعف پہونچیگا۔

میں خواجہ صاحب قبلہ کا مرید نہیں ہوں بلکہ اُن کی تبلیغی خدمات کا مُرید سمجھو یا معاون
و ہمخیال۔ اسلیے میں شاید اب اپنے دورے بھی شروع کرنیوالا ہوں تاکہ لوگوں کو حتی الامکان

مسٹر محمد علی صاحب قبلہ کے گمراہ کرنے والی پالیسی میں نہ پھنسنے دوں (اللہ کا ارادہ غالب ہے)
اس معاملہ میں میں ہی نہیں بلکہ ہر ایک مسلمان جسے اسلام سے محبت اور اشاعت اسلام سے
عشق ہے وہ خواجہ صاحب قبلہ کی نہیں بلکہ اسلام کی اس خدمت کو اپنے لیے ذریعۂ نجات سمجھیگا۔
اگر ہم تھوڑی دیر کے لیے یہ فرض کرلیں کہ خواجہ صاحب قبلہ نے خدا کے مقابلہ میں مسٹر
محمد علی صاحب قبلہ سے مرعوب ہو کر تبلیغ اسلام سے دست برداری دیدی (خدانخواستہ)
تو کیا یہ خواجہ صاحب قبلہ کی کمزوری نہ ہوگی؟ اور کیا کل کو جبکہ عرصۂ حشر میں ہم سب ہی ہونگے
تو مسٹر محمد علی صاحب قبلہ منہ چھپاتے نہ پھرینگے؟ اور کیا آپ کی یہ سازش جملہ مسلمانان عالم
کی نظروں میں ایک آرین سازش نہیں ہے کہ جس سے اسلام کا سراسر نقصان ہے؟

ان واقعات پر نظر ڈالتے ہوئے مسلمانان ہند پر عموماً اور مسلمانان دہلی پر خصوصاً یہ
فرض عائد ہوتا ہے کہ تماشہ نہ دیکھیں بلکہ ان دونوں محترم و بزرگ ہستیوں کو گلے ملوائیں ورنہ
کل کو ان سے بھی باز پرس ہوگی کہ تم نے اس نازک وقت میں کیوں لڑنے دیا۔ اڈیٹران سے بھی
عرض ہے کہ وہ اس وقت ان دو ناخدایان کشتئ اسلام کو توتو میں میں سے بچائیں ورنہ کشتی
اور اہل کشتی اب غرق ہوا چاہتے ہیں۔ نفرت آمیز اور اشتعال انگیز مضامین سے احتراز
فرمائیں۔ گو اس میں ان کے اخبارات کی بکری میں کمی ضرور آئیگی۔ والسلام۔

(مولوی احمد مجتبیٰ صوفی انصاری رامپوری از آبو روڈ)

پیپاڑ مارواڑ

سنہ ۱۹۱۲ء کی علیگڈھی کانفرنس کے موقعہ پر علیگڈھ میں مجھے جناب
سے نیاز حاصل ہوا تھا۔ اس کے بعد جناب سے کبھی ملاقات نہیں
ہوئی۔ آپ کے تبلیغی مضامین اکثر دیکھتا رہتا ہوں اور اس کے متعلق جو کوششیں آپ
کر رہے ہیں اُس سے بھی واقفیت ہے۔

مولانا محمد علی صاحب نے "ہمدرد" میں جو سلسلۂ مضامین آپ کے خلاف
(بلا وجہ معقول) شائع کیا ہے اُس کو دیکھ کر مجھے سخت حیرت ہوئی ہے۔ میں مولانا محمد علی صاحب کا

بھی مداح اور نیاز مند ہوں۔ مگر اُن کی یہ بے وقت کی راگنی میرے سمجھ میں نہیں آتی

تھوڑی دیر کے لیے میں مان لیتا ہوں کہ انھوں نے جو کچھ الزامات آپ پر لگائے

ہیں وہ بالکل سچ ہی ہونگے۔ مگر آٹھ نو سال کے گڑے مُردے اکھیڑنے کا یہ کونسا موقعہ تھا۔

خصوصًا ایسے وقت میں کہ جبکہ ہندوستان میں غیر مذاہب کے مقابلہ میں آپ نے ایک بڑا

اہم کام شروع کر رکھا ہے اُن کی یہ راستی فتنہ انگیز ضرور ثابت ہوگی۔

(خاکسار محمد عبدالرحمن سوداگران بیپاڑ ۔ مارواڑ)

آمود

(ا) ازطرف کمترین سید احمد قادری وازطرف مسلمانان آمود و پیرزادگان آمود و مشائخان آمود بعد ادائے سلام سنت الاسلام کے معلوم ہو کہ آپ کے

اشاعت اسلام کے سبب سے تمام مسلمان آپ کی طرف رجوع ہیں اور تہ دل سے دعا کررہے

ہیں اور تمام دیندار مسلمان آپ کی اشاعتِ اسلام سے نہایت خوش ہیں اور آپ کی طرف

مطیع ہیں ۔ اللہ اس دینی کام میں آپ کو فتحیابی عنایت فرماوے آمین۔

اس نازک وقت میں آپ اسلام کی پوری ہمدردی و امداد کررہے ہیں۔ اللہ آپ کو

ضرور دنیا و عقبیٰ میں سرخرو کریگا۔ تمام مسلمان دیندار جمعہ کی نماز کے بعد مسجدوں میں اور

درباری مسجد وغیرہ میں آپ کو تہ دل سے دعائے رہے ہیں۔ اللہ آپ کو اس دینی کام پر مضبوط

و مستحکم رکھے آپ خالصًا مخلصًا لوجہ اللہ خدمت اسلام پر کمر بستہ ہیں ضرور انشاءاللہ فتحیاب

ہونگے۔ اگر حاسدِ اسلام و دشمنِ اسلام آپ کے مقابل ہو تو خدا آپکے پلّہ پر موجود ہے۔

ع دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست۔

ہم تمام نیچے نام لکھنے والے مسلمانوں کو قرآن اور کعبہ پیارا ہے۔ رامپوری محمد علی

سے ہم سوکوس دور بھاگتے ہیں۔ اللہ ہم کو بچاوے۔ ہم اس بارے میں اس کا ساتھ ہرگز نہیں

دیتے۔ آپ پر جان فدا کرتے ہیں۔

پیرزادہ آمود سید میاں صاحب میاں ابن دیوانجی میاں ۔ سید ولی میاں ابن نومیاں

پیرزادہ آمود۔ سید محمد صاحب میاں ابن میاں صاحب میاں آمود۔ ٹھاکر جی باوا
بھگوان سنگھ جی آمود۔ ٹھاکر ہمت سنگھ جی اوٹر سنگھ جی آمود۔ ٹھاکر باپو صاحب بیت سنگھ جی
آمود۔ پٹھان شمشیر خاں محمد خاں آمود۔ میمن بلال احمد آمود۔ سیٹھ نور بھائی ولی بھائی
آمود۔ کالو بھائی شبراتی آمود۔ محمد جی ناتھا جی آمود۔ ناتھا جی پونجا جی آمود

(۳) آپکے اشاعتِ اسلام کے کام سے ہم نہایت خوش ہیں۔ اس کو آپ ضرور جاری رکھیں۔ ہم اثنا عشری ہیں۔ ہم کعبہ و قرآن کو از حد پیارا اور محترم سمجھتے ہیں۔ ہم نسل بنت نبی فاطمۃ الزہرا رضہ۔ ابن فاطمہ رضہ پر جان قربان کرتے ہیں۔ ان کی بے ادبی ہم سُن نہیں سکتے ہمارا جگر پاش پاش ہو رہا ہے۔ (ڈاکٹر علی حسین زکاؤالدین آمود)

پھلواری شریف

میں باوجودیکہ آپ کا ہمخیال و ہم مشرب نہیں ہوں۔ مگر پھر بھی دل نے گوارا نہ کیا کہ محمد علی صاحب کی ایسی ناپاک بیہودہ اور گستاخانہ ملاپ کانفرنس دہلی والی تقریر کے اُن جملوں کو جسمیں کعبہ شریف اور قرآن مجید کی شان میں بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے ہیں اور نیز کعبہ شریف کے فرش کو نعوذ باللہ اپنے غسل خانہ کے فرش سے بھی خراب کہا ہے پڑھ کر ساکت رہوں۔ میں ان ناپاک اور توہین آمیز جملوں سے اسلام کی توہین سمجھتا ہوں اور اپنی بیزاری ظاہر کرتا ہوں اور خداوند ذوالجلال والاکرام کے حضور میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ محمد علی رامپوری کو توبہ کی توفیق دے اور صراط مستقیم پر چلائے اور سب مسلمانوں کو نیک کاموں کی توفیق دے۔ آمین

آپ کارِ خیر میں لگے رہیں اور اشاعتِ اسلام موافق کتاب و سُنت کرتے رہیں اگر آپ نے ایسا کیا تو غیب سے آپکی مدد ہوگی اور اگر آپنے خدا و رسول کے خلاف اشاعت اسلام کی تو بیکار ہے اور اللہ آپ کو اچھے کاموں کی توفیق دے اور ہر مسلمان کو تبلیغ کا شیدائی بنا دے۔

(احقر حرمت علی وجد)

پٹنہ

ان دنوں جس طرف نظر اُٹھائیے اور جس اُردو اخبار کو ہاتھ میں لیجیے ایک جنگ و

وجدال نمایاں نظر آتا ہے اور یہ معلوم کرکے کہ ایک محب قوم، مخلص ملت اور ایک اسلامی مبلغ جناب خواجہ حسن نظامی کے خلاف ایک جنگ بے ہنگام برپا ہے سخت افسوس ہو رہا ہے کاش مولانا محمد علی اور اُن کے رفقا، جو درحقیقت مخالف تبلیغ معلوم ہوتے ہیں اپنی تعصب و بغض کی عینک ہٹا کر معاملات پر غور فرماتے تو آج ایک آٹھ سالہ خط پر ایک مفروضہ معنی بیان کرکے قوم کی یہ حالت نہ کرتے۔ کوئی کہتا ہے حسن نظامی غدار ہیں اور کوئی کہتا ہے محمد علی بدمعاش ہیں۔ یا الٰہی یہ معاملہ کیا ہے کہ جن ہستیوں پر کل قوم کو ناز تھا آج وہ غدار اور بدمعاش کے لفظوں سے یاد کیے جا رہے ہیں۔

اگر مولانا محمد علی صاحب کو صرف اور صرف اُس خط کی بنا پر جو مہذب ڈاکو کے دو خطوں کا جواب تھا مخاصمت ہو گئی تھی اور ہے اور اگر خواجہ صاحب کے جاسوس ہونے کے وجہ ہی سے مولانا محمد علی از خود رفتہ ہو رہے تھے اور ہیں تاہم اس طرح پر خواجہ صاحب پر اُبل پڑنا خصوصاً ایسے نازک زمانہ میں اور خواجہ صاحب کی تبلیغی خدمات پر حاسد ہونا اور اس میں روڑے اٹکانا مذہبی اور سیاسی دونوں حیثیتوں سے نہایت نفرت اور حقارت سے دیکھے جانے کے قابل ہیں۔ قبل اسکے کہ مولانا محمد علی صاحب خواجہ صاحب کے رسوخ و اقتدار اور اُن کے تبلیغی خدمات پر حملہ آور ہوتے مولانا محمد علی صاحب کو لازم تھا کہ پہلے مہذب ڈاکو کی خبر لیتے اور اُن کی بُرائیاں اور جاسوسیاں پبلک میں پیش کرکے خواجہ صاحب کو اُن کا ہمراز و ہم مشرب ثابت کرتے۔ نہ یہ کہ خود ہی مولانا محمد علی صاحب نے ایسا جاسوس اور ڈاکو کا ساتھ دیا اور ایک اچھے بھلے کام میں پڑے ہوئے خواجہ صاحب کے ایک گذشتہ فعل جو محض انتقامی تھا میں نئے معنی پیدا کر ذاتیات پر اُتر آئے ع قصور ڈھونڈ کے پیدا کیا جفا کے لیے۔ انسان صحبت سے پہچانا جاتا ہے۔ خواجہ صاحب اگر آٹھ سال پہلے کی صحبت کی وجہ سے غدار مشہور کیے گئے ہیں تو مولانا محمد علی جو آج کل مہذب ڈاکو کے ہمراز و ہم مشرب بنے ہوئے ہیں کس خطاب کے مستحق ہیں؟ زیادہ موجب لعن حسن نظامی ہیں یا محمد علی؟ کیا مولانا محمد علی صاحب

بتلا سکتے ہیں کہ آج وہ وہی محمد علی ہیں جو ۲۱-۱۹۲۰ء میں تھے - ہرگز نہیں - لہذا ایک ہشت سالہ خط کو بہانہ بنانا ایک فعل عبث ہے اور قابل ملامت -

اگر مولانا محمد علی کا ایمان اتنا زبردست ہوگیا ہے کہ خواجہ صاحب جاسوس ہیں اور آج حیدرآباد کی یہ تبدیلیاں ان ہی کی جاسوسی کا نتیجہ ہے اور نیز یہ کہ مولانا کو خدشہ ہوگیا ہے کہ کل خواجہ صاحب دہلی میں بیٹھے بیٹھے امیر کابل پر اسی طرح جاسوسی کرتے ہوئے ایران و ترکستان کی خبر لینے والے ہیں اور اسی ایمان کی بنا پر وہ اتنی عظیم الشان مخالفت کر رہے ہیں تو ایسا ایمان مولانا محمد علی کو مبارک ہو - اسی ایمان کی بنا پر ابھی چند سال قبل وہ ہندوستان کو سوراج دیکر خود وزیر صیغہ تعلیمات ہند اور کمانڈر انچیف وغیرہ ہونے والے تھے لیکن افسوس لِلّٰہ اس قسم کے توہمات سے پبلک کو دھوکا نہ دیجئے اور خانہ جنگی نہ کرائیے - بھلا کجا حسن نظامی اور کجا نظام کی غداری - ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا +

اگر بقول مولانا محمد علی صاحب حسن نظامی نے نظام کے ساتھ غداری کیا تھا تو مولانا محمد علی صاحب نے کروڑوں مسلمانوں اور اپنی قوم کے ساتھ غداری کیا اور کر رہے ہیں - یہ سب خانہ جنگیاں چند سال سے صرف مولانا محمد علی صاحب کے کرشمۂ جانگسل ہیں - کبھی غیر موالاتی بنکر موالاتیوں سے جنگ - کبھی سعودی کے ہمخیال ہوکر غیر سعودیوں سے جھگڑا اور پھر غیر سعودی بنکر سعودیوں سے ہنگامہ - اس طرح سے کوئی گھر بھی مولانا محمد علی کے نشانہ سے نہ بچ سکا - اور اسکا نام قوم کی ہمدردی، پبلک کی بہتری اور مذہب کی پاسداری رکھا گیا - سبحان اللہ اسکے مقابل میں خواجہ حسن نظامی میں کیا کیا عیوب ہیں وہ یہ ہیں -

(۱) سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ وہ ایک ولی اللہ کے نام لیوا ہیں اور گاندھی جی پر مولانا محمد علی کی طرح ایمان نہیں لائے -

(۲) وہ قربانی گاؤ کے حامی ہیں اور مولانا محمد علی کی طرح گئو رکھشا اور گئو دان کو جائز نہیں رکھتے

(۳) وہ تبلیغ اسلام کو فرض العین تصور کرتے ہیں اور اسی کے لیے اپنی زندگی کو وقف کردیا

اور مولانا محمد علی کی طرح حصول سوراج (شیوراج) کے لیے اپنے کو مہاتما جی پر قربان نہیں کیا۔
(۴) وہ مولی اللّھوں کے آستانہ کو بوسہ دیتے اور نیاز و فاتحہ کرتے ہیں لیکن افسوس خواجہ صاحب نے نہ کبھی یزدا داجیل کے ور کو بوسہ دیا اور نہ کبھی امرتسر کے مندر میں نذرانہ داخل کیا۔
(۵) وہ مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق قائم رکھنے کے لیے باوجود موقع ہاتھ آجانے کے فروگذاشت کرتے ہیں اور مولانا محمد علی کی طرح حامیٔ عدم تشدد ہو کر تشدد نہیں کرتے۔
(۶) اور یہ کہ خواجہ صاحب چندہ ہڑپ خاں، قوم لگاڑ پرشاد اور جھگڑالو سنگھ نہیں ہیں وغیرہ وغیرہ

اب تک تو صرف یہی دیکھا جا رہا تھا کہ مولانا محمد علی صاحب کو خواجہ صاحب کے تبلیغی کاموں سے کوئی پرخاش نہیں ہے لیکن اب صاف طور پر خواجہ صاحب کے تبلیغی خدمات سے انکار ہو رہا ہے۔ افسوس۔ گر نہ بیند بروز شب پرہ چشم۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔ للہ وہ حضرات جن کو خواجہ صاحب کے تبلیغی خدمات کا اعتراف نہیں ہے تھوڑی تکلیف گوارا کر کے اور تعصب کو دور کر کے عقل کے ناخن لیں اور پھر خواجہ صاحب کے رسالوں کا مطالعہ کریں، تبلیغی اشتہاروں کو پڑھیں اور اُن کے اخباروں کو معائنہ کریں اگر آنکھ روشن نہ ہو جائے تو میرا ذمہ ہے۔

اب رہا مولانا محمد علی صاحب کا فاطمی سادات پر حملہ کرنا اور تخچر سے تشبیہ دینا تو یہ بھی انھوں نے اپنے پیر و مرشد مہاتما جی کی سنت ادا کیا ہے۔ مہاتما جی نے مسلم قوم کو گنڈا کا لقب دیا اور مولانا محمد علی صاحب نے فاطمی سیدوں کو تخچر کا۔ شاباش ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔

اب آخر میں مجھے خواجہ سے التماس ہے کہ ہرگز ہرگز ان خرافات سے تبلیغی کاموں میں کوئی لغزش نہ آنے دیں اور پوری مستعدی اور استقلال سے اس مبارک کام میں لگے رہیں۔ یہ کام خداوند کریم کا ہے اسی کے فضل و کرم اور امداد پر بھروسا رکھیں۔ اور دوسری گذارش مولانا محمد علی صاحب سے ہے کہ وہ اسماء الرجال شوق سے تیار کریں لیکن اسکا ضرور خیال رکھیں کہ جسطرح دہلی ملاپ کانفرنس میں ہندوؤں سے میل کرنے کے لیے آپ نے کعبہ قرآن شریف اور نبی تک

کی حرمت کا خیال نہیں کیا اسی طرح اسماء الرجال تیار کرتے وقت صرف تھوڑا سا ذاتی لغض و عناد ہی قربان کر دیا کرینگے اور کسی کے رسوخ و اقتدار سے جل کر مسلمانوں میں افتراق اور پھوٹ پیدا کرنے کی کوشش سے باز رہیں گے اور اپنے اخبار کی توسیع و اشاعت کا دوسرا طریقہ سوچیں گے۔ (راقم خاکسار سید ابن الحسن باقر گنج۔ پٹنہ)

بہار

مجکو نہایت افسوس اور صدمہ ہے کہ مسٹر محمد علی صاحب نے ایسے وقت میں جبکہ مسلمانان ہند طرح طرح کی مصیبتوں میں گھرے ہوئے ہیں ایک ایسے ناگوار قضیہ کو چھیڑ دیا ہے جس کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ آج وہ ہندوستانیوں کو مغالطہ دینا چاہتے ہیں کہ خواجہ صاحب نے اتحاد اسلامی کے متعلق غلط اطلاعیں گورنمنٹ تک پہونچائیں۔

حالانکہ جس وقت وہ خط لکھا گیا ہے اُس وقت ہندوستان و یورپ میں انگریزان و دیگر یورپین قومیں پین اسلامزم کو نہایت خوفناک جانتی تھیں۔ عام ازیں کہ ان کا یہ سمجھنا صحیح تھا یا غلط مگر اسوقت اتحاد اسلام کا لفظ یورپینوں کے لیے بہت خوفناک تھا۔ پھر جب یہ کیفیت تھی تو اُس وقت اگر خواجہ صاحب نے کسی کے متعلق یہ کہا تو کیا بیجا کیا۔ میرے خیال میں وہ عین خیر خواہی سرکار نظام تھی کہ ان کے متعلق ایسی غلط فہمی نہ ہوتے پائے۔ مگر آج مسٹر محمد علی صاحب اسکو اس قدر طول دے رہے ہیں کہ گویا کہ ایک زبردست تحقیقات کو دنیا کے سامنے لانے والے ہیں۔

بات کچھ نہیں ہے پہلے ہندوستان کے مسلمان بیچارے سیدھے سادھے تھے۔ خوب خوب بارشیں روپیوں کی ہوتی تھیں مگر اب ان بزرگوں نے قومی کاموں کی ساکھ کو ایسا بربا د کر دیا ہے کہ بظاہر یہ روزگار چلتا ہوا نظر نہیں آتا ہے اسوجہ سے ان کو یہ غلط فہمی ہو رہی ہے کہ شاید تبلیغ کی وجہ سے ہمارا بازار سرد ہے پھر کیوں نہیں ایسی ترکیب کی جائے کہ لوگ تبلیغ سے کنارے ہو کر سمرنا کے مظلوم، تھریس کے مجروح، ہوائی جہاز وغیرہ کے ناموں سے پھر روپیوں کی تھیلیاں انڈیلنے لگیں۔ مگر مسٹر محمد علی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ غریب مسلمانوں

کا ایک ڈیڑھ کروڑ روپیہ سے بہت دنوں تک لیڈری کر چکے اب وہ زمانہ باقی نہیں رہا۔

آپ کے قبل یہ خلفائے راشدین کے پیر و لیڈر محمد علی صاحب۔ ڈاکٹر کچلو، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا حسرت موہانی، مولانا ظفر علیخاں، ہز ہائینس آغا خاں و اپنے مرشد مولانا عبدالباری صاحب مرحوم و ٹرسٹیان علیگڈھ سے بھی خوب لڑ چکے ہیں۔

انشاء اللہ تعالیٰ آپکے مقابلہ کے بعد آئندہ اُن کو معززین ہند کی ٹوپیاں اُچھالنے کا موقعہ نہ ملیگا کیونکہ ؎ جادو وہ سر پر چڑھ کے بولے۔ خود بدولت کی بوکھلاہٹ۔

ہمدرد میں زعفران زار مضامین پیش کر رہی ہیں۔ ایک بے بس غصہ ور کی طرح ڈبمارتے آٹھ آٹھ دس دس کالم سیاہ کر رہے ہیں اور تقریبًا ہر روز کے لیڈر میں سب سے بڑے لیڈر خود بہت سے جرموں کے مقر نظر آتے ہیں۔

ہم نے ہمدرد کے اُس لیڈر کو بغور دیکھا ہے جس میں سادات بنی فاطمہ کی سخت توہین بنی امیہ کے اُس حیلہ کو نقل کرنے سے مسٹر محمد علی صاحب نے کی ہے۔ بہت خیال کیا کہ آخر ش اس قصہ کو نقل کرنے کی ضرورت کیا تھی تو سوائے اسکے اور کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ اس موقعہ سے آپکے سید ہونے پر منہ آئیں۔ مگر مسٹر محمد علی صاحب نے یہ خیال کیا کہ اس حیلہ کے نقل سے تمام سادات بنی فاطمہ کی توہین ہوگی۔ اور تمام دُنیا کے اُن مسلمانوں کی توہین ہوگی جن کو مذہب پیارا ہے۔ مسٹر محمد علی صاحب نے اپنی اس حرکت سے نہ صرف مسلمانوں کی توہین کی بلکہ اسلام کو بھی سخت نقصان پہونچایا۔ بہر حال ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو از مکافات عمل غافل مشو

کے مطابق بہت جلد مکافات عمل سے بہرہ یاب ہونگے اور عجب کیا ہے کہ اس شعر کا وقت آگیا ہو ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنۂ پاکاں زند

ان خلافتی لیڈروں نے ترک موالات کے زمانہ میں نہ معلوم کتنے بھلے آدمیوں کی تذلیل اس طرح کی ہے کہ فلاں خوشامدی ہے، فلاں سی آئی ڈی ہے مگر اب خلیل خاں کے فاختہ اُڑانے

کا زمانہ ختم ہو گیا۔ آپ خدا پر بھروسہ کیجئے اور تبلیغ کے کاموں کو جاری رکھیے۔ صوبہ بہار میں مولوی علی حسین صاحب عاصم ایڈیٹر الاکرام آپ کو حق بجانب سمجھتے ہیں اور وہ اپنے اثر سے زبردست طور پر آپ کی حمایت کر رہے ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے وہ بہت اثر رکھتے ہیں۔ لاکھوں آدمی ان کی عزت کرتے ہیں۔ اس صوبہ میں تقریباً اُن چند بڑے لوگوں میں ہیں جنکی باتوں پر بہت سے لوگ عمل کرنا مفید جانتے ہیں۔ حق کو بہتر جانتے ہیں اور وہ حق کی حمایت کرتے ہیں۔ ہم تحریک کر رہے ہیں کہ وہ اپنے رسالہ الاکرام میں بھی آپ کی حمایت کریں۔ اس رسالہ الاکرام کی صوبہ بہار و بنگال و پنجاب میں خاصی اشاعت ہے۔

(محبوب حسن محلہ خاص گنج بہار شریف)

۲۔ مولانا محمد علی صاحب کے نام کھلی چٹھی

مکرم و معظم مولانا محمد علی صاحب

اضاع اللہ اقبالہ۔ قبل ہی یہ عرض کیے دیتا ہوں۔ کہ میں نہ خواجہ حسن نظامی صاحب کا مرید ہوں۔ نہ مرید ہونے کا ارادہ رکھنے والا۔ نہ اُن سے مجھے کوئی رشتہ ہے نہ قرابت۔ نہ لیڈری میرا پیشہ نہ پروپیگنڈا پھیلانا میری عادت۔

مجھے وہ وقت یاد ہے۔ جب آپ کا نام سُنتے ہی دل سے صدائے مرحبا نکلتی تھی میں ابھی وہ وقت بھولا نہیں کہ جہاں کوئی کہتا کہ مولوی محمد علی صاحب عزت و جاہ و دولت و حشمت نام و نمود کے لیے کام کر رہے ہیں تو میں اس سے بیحد رنجیدہ ہو جاتا۔ مگر آج آپ کا نام سُنتا ہوں تو دلکو تکلیف پہنچتی ہے۔ کیوں؟ آپنے مجھے گالیاں نہیں دیں، مارا نہیں، نہ میرے دل میں آپ کا حسد پیدا ہو گیا۔ کیونکہ اس کا موقع تو وہ تھا جب آپ کو عروج تھا۔ اور نہ یہ وجہ ہے۔ آپ سے کوئی نفع دنیاوی پہنچتا تھا اور اب موقوف ہو گیا۔ بلکہ وجہ وہی ہے جس سے ایک بڑی تعداد آپ سے صرف بدظن ہی نہیں ہوئی بلکہ بُرا بھلا کہہ رہی ہے۔ آج مجھ سے لوگ کہتے ہیں کہ تم کہتے تھے "مولوی محمد علی صاحب بڑے دیندار، قوم کے سچے پیشوا ہیں

اور یہ کرینگے اور وہ کرینگے۔ دیکھتے ہو آج کیا کر رہے ہیں۔ اور مجھے کہنا پڑتا ہے ع خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔

مولنا! اور کچھ نہیں۔ آپکے اعمال نے، آپ کی روش نے۔ لوگوں کے حسن ظن کو سوءظن سے بدل دیا۔ داستان بہت طویل ہے۔ آپ خود ہی غور فرمائیں کیونکہ صاحب البیت ادری بما فیہ۔ ہاں آپ کی اس روش کے متعلق جو اس وقت خواجہ حسن نظامی کے ساتھ ہے کچھ لکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔ آخر انصاف بھی ایک چیز ہے۔ آپ خود خیال فرمائیں کہ بقول آپکے خواجہ سب سے بڑے غدار جاسوس ہی سہی مگر کیا آپ ان کے مالک ہیں۔ اور اگر آپ ایسے ہی دیندار، دیانتدار، حسد سے بری، بغض سے پاک تھے۔ اور ضروری سمجھتے تھے کہ قوم کو آگاہی ہو جائے۔ تو ایک دفعہ شائع کر دیتے پھر چپ چاپ اپنے کام میں لگجاتے۔ مگر جناب آپنے تو وہ طوفان برپا کیا کہ اللہ کی پناہ۔ کیوں نہیں آپ تو سمجھتے ہونگے کہ مدینہ، الجمعیتہ، خلافت، الامان، اتحاد وغیرہ میرے ساتھ ہیں۔ بیچارے خواجہ حسن نظامی تنہا کرینگے کیا؟ مگر یاد رہے۔ سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (انشاءاللہ) خفا نہ ہوں لیجیے، تھوڑی دیر کے لیے یہ بھی مان لیتا ہوں کہ انھیں اخبارات مذکورہ بالا نے جس طرح ابن سعود کے مظالم، قبہ شکنی، گورکنی، وغیرہ پر عوام کے لیے پردہ ڈال رکھا تھا۔ آپ کی چالاکیوں پر بھی پردہ ڈال دینگے اور بیچارے خواجہ صاحب مغلوب بھی ہو جائینگے، قوم چندہ بھی دینا موقوف کر دیگی، مگر نتیجہ کیا ہوگا۔ آپ تو ماشاءاللہ لیڈری کا دعوٰی رکھتے ہیں انجام کار کو بھی تو دیکھنا چاہیے۔ اجی مولنا! نتیجہ سوا اسکے اور کچھ نہ ہوگا۔ کہ خواجہ صاحب کا تبلیغی کام جس نے کتنے کافروں کو مسلمان بنایا، بہتیروں کو مرتد ہونے سے بچایا موقوف ہو جائے گا، آریوں کو بھی خوشی حاصل ہوگی۔ پنڈت مدن موہن مالویہ کو چالبازیوں کا خوب موقع ملے گا۔ حق تو یہ ہے کہ آریوں کے اس پُر زور حملوں کا، ان کے پروپگنڈوں کا، پنڈت مدن موہن کی چالوں کا جسقدر خواجہ صاحب نے جواب دیا۔ اور اس کام میں جتنی خدمتیں کیں۔

مسلمان شکریہ نہیں ادا کر سکتے۔ واقعہ تو یہ ہے کہ خواجہ صاحب کا یہ کام بڑے بڑے مسلمانوں کے لیے قابلِ تقلید ہے۔ انھیں کاموں نے خواجہ صاحب کی طرف تمام مسلمانوں کو گرویدہ کر لیا۔ الا ماشاء اللہ

اب ایسے قابلِ قدر شخص نے جب وحدہٗ لا شریک کی اس طرح قسمیں کھائیں اور حیلہ جوئی وغیرہ کے شکوک بھی صاف طور پر پانچویں نمبر میں دفع کر دیئے۔ تو مناسب تھا کہ آپ مان لیتے۔ یا نہیں تو پھر جیسا انھوں نے اسی طرح کی قسموں کا مطالبہ آپ سے کیا تھا، کھا لیتے مگر لَا یَأْتُوْنَ بِمِثْلِہٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ ظَھِیْرًا۔ خواہ مخواہ آپ جان بچا کر بھاگے یہی وہ باتیں ہیں جن سے شکوک اور قوی ہو جاتے ہیں۔

بے ادبی معاف ہو ایک بات اور عرض کرونگا۔ اصل یہ ہے کہ منم کچھ ایسا سما گیا ہے کہ آپ آپے سے باہر ہیں۔ ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ فلاں اتہام جو مجھ پر لگایا گیا ہے اس اتہام سے بڑھ کر ہے جو حضرت عائشہ رضؓ پر لگایا گیا تھا۔ کہیں اپنے کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے تشبیہ دیتے ہیں اور اپنی لڑائی کے برا سمجھنے والے کو خارجی بتلاتے ہیں ؎

لمثل ھذا یذوب القلب من کمد ان کان فی القلب اسلام و ایمان

کاش آپ کو خبر ہوتی۔ کہ آپ کی ان لڑائیوں کے سبب جو سیٹھ چھوٹانی۔ مولٰنا ظفر علی خاں صاحب۔ مولٰنا ابو الکلام آزاد صاحب۔ خواجہ حسن نظامی صاحب وغیرہم سے ہوئیں قوم کی نگاہ میں لیڈری کس طرح ذلیل ہو گئی۔ لیڈروں کا کہاں تک اعتبار رہا۔ اور مسلمانوں کا کس قدر نقصان ہوا۔

مولٰنا! مضمون طویل ہو گیا۔ ورنہ باتیں تو ابھی بہت سی ہیں۔ آخر میں اتنا اور کہنا ہے۔ کہ میں آپ کو توبہ کرنے کے لیے دق نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ معاملہ آپکا اللہ کے ساتھ ہے۔ یہ بھی نہیں کہتا کہ معافی مانگیں کیونکہ یہ جانیں خواجہ صاحب یا ان کے مرید ہاں اتنا ضرور کہونگا کہ آپ اس جنگ و نزاع سے باز آئیں۔ اور للہ اسلام کے پکے دشمن

آریوں کے لیے خوشی کا سامان نہ پیدا کریں۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔ اے اللہ جو حق پر ہو اُس کی مدد کر اور جو گمراہ ہو اُس کو راہ پر لا۔ آمین

(ابولقمان عبدالسبحان بہاری عفاعنہ الباری ۔ ۱۴ر جمادی الاخری ۱۳۴۵ھ)

داناپور

افسوس ایسے نازک زمانہ میں مسٹر محمد علی صاحب نے فتنہ برپا کیا ہے۔ خداوند کریم راہ راست پر مسٹر ممدوح کو چلاوے۔ آپ اپنے کام میں سرگرم رہیئے۔ دنیا جانتی ہے کہ جو خدمات آپ نے مسلمانوں کے بچاؤ کی کی ہیں اور تبلیغ میں آج تک حصہ لیتے رہے ہیں آپ کا ہر مسلمان مشکور ہے۔

(احقر علی حسین داناپور۔ محلہ لال کوٹھی)

ایڈیٹر ہمدرد کے نام کرائے پسرائے کا خط

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار ہمدرد دہلی دام عنایتہ

بعد سلام مسنون عرض ہے آپ کا کارڈ ملا۔ جس سے معلوم ہوا کہ ہمارا چندہ ہمدرد ۴ر دسمبر ۲۶ء کو ختم ہو جائے گا اسلیئے آپ کا مطالبہ بذریعہ منی آرڈر واجب ہے۔ میں ضرور بھیجدیتا مگر آپکے اخبار میں برابر خواجہ حسن نظامی صاحب کی مخالفت چھپ رہی ہے۔ دو معزز مسلمانوں کی لڑائی کا تماشا دیکھنا میں پسند نہیں کرتا۔ زیادتی کسی کی ہو یہ جنگ نامناسب ہے۔ اسواسطے آپکے اخبار کی خریداری مجھے منظور نہیں ہے۔

میں جانتا ہوں کہ مہذب ڈاکو کون ہے

نمبر ۱ مہذب ڈاکو اڈیٹر و کارکنانِ اخبار خلافت بمبئی کو میں سمجھتا ہوں۔ جب خلافت اخبار جاری ہوا تھا میں نے لکھا کہ میرے نام سے اخبار جاری کیا جائے اور اخبار وی۔پی بھیجا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ میں نے سالتمام کا چندہ ادا کیا مگر روپیہ ہضم و اخبار ندارد۔

نمبر ۲ مہذب ڈاکو اڈیٹر اخبار عصر جدید کلکتہ کو سمجھتا ہوں۔ اس سال میں نے چاہا کہ عصر جدید خرید کروں اور طلب کیا وی۔پی آیا۔ سالتمام چندہ ادا کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ روپیہ ہضم و اخبار

غائب۔ اس تجربہ سے میں مہذب ڈاکو اخبار والوں کو سمجھتا ہوں کہ چندہ ہضم و اخبار غائب کرنیوالا شخص مہذب ڈاکو ہے۔

۳ تیسرے مہذب ڈاکو منتظمان خلافت کمیٹی بمبئی کو سمجھتا ہوں کہ سترہ لاکھ روپیہ مسلمانوں کا چندہ ہضم ہوگیا والسلام فقط

(آپ کا خادم سید یوسف امام)

آرہ (شاہ آباد)

(۱) آپ مسٹر محمد علی کا مقابلہ سختی اور پوری مستعدی سے کریں اس وقت صبر سے کام لینا اور صرف اُن کے الزامات کے جواب پر اکتفاء کرنا ہر نقطۂ نظر سے ناروا اور نامناسب ہے۔ آپ کو یاد ہوگا سیدنا حضرت علیؓ نے جنگِ جمل اور جنگ صفین میں دشمنانِ اسلام کا کیسا مُنہ توڑ جواب دیا تھا۔ موجودہ صورت اس بات کی متقاضی ہے کہ اُن کے خانگی اور ذاتی حالات بھی من و عن پبلک کے سامنے پیش کیے جائیں اور انھوں نے اور ان کے گھر والوں نے جو جو برائیاں اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ کیں ہیں اُن کو گن گن کر سنایا جائے۔

مسٹر محمد علی کو شرم آنی چاہیے کہ انھوں نے صرف حصولِ سوراج اور نیز اپنے ذاتی اغراض کے باعث ایک ایسے شخص کو پبلک کی نگاہوں میں گرانے کی کوشش کی جسکی ذات والاصفات سے اسوقت اسلام اور اہلِ اسلام کی بڑی خدمت وابستہ ہے۔

اسوقت ان کی مثال بجنسہ امیر معاویہ جیسی ہے جنھوں نے محض اپنی سلطنت کی خاطر حضرت عثمانؓ کے خون کا فرضی بہانہ لگا کر حضرت علیؓ کے خلاف جنگ صفین کا نظارہ پبلک کے سامنے پیش کیا تھا۔ افسوس صد افسوس حضرت عثمانؓ کا خون پھر اُگرتا جو کسی زمانے میں حضرت علیؓ کے خلاف حضرت عثمانؓ کے خون کا انتقام لینے کے لیے اہل شام کو دکھایا جاتا تھا "اب" "کب" اور "تب" کی شکل نظر آرہا ہے۔ نماز جمعہ کے بعد پُر درد تقریر کرنی اور عوام کو رولانا یہ بھی کوئی نئی بات نہیں۔ دنیا جانتی ہے حضرت عثمانؓ کی شہادت میں حضرت علیؓ کا کوئی حصہ نہ تھا مگر تب بھی اس تاریخی بات سے کون انکار کرسکتا ہے کہ امیر معاویہ کی تقریر پر جو ہر جمعہ ہوا کرتی تھی۔ اہل شام چیخ چیخ کر

نالہ وبکا کرتے تھے اور حضرت علیؓ کے خلاف انتقام کا جوش اُن کے دلوں میں موجزن ہوتا تھا

میرا مقصد اسکے لکھنے کا محض یہ ہے کہ عوام پر ظاہرہ باتوں کا بہت جلد اثر پڑتا ہے اور رونے رُلانے سے پبلک بہت جلد متاثر ہوجاتی ہے۔ لہذا جب تک مسٹر محمد علی کی کافی قلعی نہ کھولی جائیگی اور صرف اُن کے الزامات کے جواب پر اکتفا کیا جائیگا اہل اسلام سچی بات کے جاننے اور سمجھنے سے قاصر رہینگے۔

میں جانتا ہوں آپ حق پر ہیں اور حق بات ہمیشہ حق ہوکر رہتی ہے مگر مشکل یہ ہے کہ اس میں کچھ وقفہ لگتا ہے اور امت مرحومہ کی موجودہ حالت ایسی ہے جسکے لیے ایک منٹ اور ایک سکنڈ کا دیر سم قاتل ہے۔ کسی صورت کم نہیں۔ فقط

(خادم اسلام سید ظہیر الدین حیدر منتظم انجمن خدمتِ اُردو۔ آرہ۔ شاہ آباد)

(۲) میں آپکے اس تبلیغی کام سے بہت خوش ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک تعالیٰ آپ کو اس میں کامیاب کرے آمین اور آپکے مخالفوں کو شکست دے تاکہ اس نیک کام میں کوئی خلل نہ ہو۔ میں اور میرے احباب ضرور آپ کا ساتھ دینگے کیونکہ میں مسلمان ہوں اور میرے دل میں قرآن اور کعبہ کی عزت ہے نہ محمد علی کے فرش کی۔ آج ایک اشتہار نظر سے گذرا دیکھ کر بہت صدمہ ہوا۔ کہ محمد علی کا غسل خانہ کعبہ سے بھی بڑھ کر ہوگیا۔ اللہ ایمان کو محفوظ رکھے اور ہدایت کی طرف راہ بتا دے۔

(خادم حکیم محمد محی الدین۔ ضلع آرہ شاہ آباد۔ قصبہ سہسرام)

سہسرام

(۱) خداوند کریم آپ کی عمر میں برکت دے اور آپکے حریف مغلوب ہوں۔ ہم سب اپنے مذہب کو حملوں سے بچانے کے لیے آپکا ساتھ دینے کو تیار ہیں۔ غارت گر دشمن اسلام سے خدا بچائے۔ جو شخص قومی چندوں سے سات ہزار روپیے کو اپنی تصویر بنوانے میں خرچ کردے، جو شخص کہ فرانس کے ہوٹلوں میں چھ سو روپیہ روزانہ کی دو وقت ٹفن اُڑائی ہو یا وہ شخص جس نے دوسرے دشمنِ اسلام

قوموں کو بیدار سفری کا سبق پڑھا دیا ہو۔ یا وہ شخص جس نے غریب مزدوروں کے چندوں سے بربادی اڑائی ہو۔ وہ شخص جس نے کافروں کی نیتوں کو کامدعا دیا ہو اور حکم رسول انور قربانی نبیؐ کو پس پشت ڈالدیا ہو یا وہ شخص جس نے کافروں کو مسلمانی مسجدگاہوں میں منبر رسول پر بٹھا دینا جائز رکھا ہو۔ وہ شخص جو یہ کہتا ہو کہ ایک مرتبہ اگر کافر خانہ کعبہ بھی ڈھا دے تو بھی ہم اسکو اپنا بھائی کہینگے۔ ایسے شخص پر خدا کی لعنت ہو اور جو شخص قومی چندوں سے ہمیشہ فرسٹ کلاس میں سفر کیا ہو۔ خدا ایسے لیڈروں پر عذاب نازل کرے۔

نیچے جن حضرات کا نام درج ہے وہ سب یہ کہتے ہیں کہ ہم کو قرآن اور کعبہ پیارا ہے۔ رامپوری محمد علی نہیں۔ جو امت رسول ہیں اُن کو یہ ہی کہنا ہوگا۔

نام حضرات قرآن و کعبہ پر جان نثار کرنیوالے۔ دولت قربان کرنے والے

سید شاہ محمد محبوب عالم صاحب فردوسی۔ شاہ نظام عالم صاحب۔ شاہ نشاط عالم صاحب مرزا عبدالحمید صاحب۔ شاہ امیر عالم صاحب۔ شاہ اصحاب عالم صاحب۔ شیخ غلام رسول صاحب۔ شاہ منظور عالم صاحب۔ مرزا سلطان صاحب۔ عبدالغنی صاحب پیش امام مولا باغ آرا۔ شیخ رحمت علی صاحب۔ بہادر خاں سوار۔ گل رسے خاں۔ امداد خاں صاحب۔ شاہ اظہار عالم صاحب۔ شاہ اقبال عالم صاحب۔ شاہ امتیاز عالم صاحب۔ شاہ امام عالم صاحب۔ شاہ غلام علی صاحب۔ محمد علی خاں صاحب مسٹر نظام صاحب بیرسٹرایٹ لا۔ مولوی عذاقت حسین صاحب وکیل۔ مولوی ابوالفضل صاحب وکیل۔ مولوی محمد حفیظ خاں صاحب۔ نورا خاں صاحب۔ ظہورا خاں صاحب۔ نظیر خاں صاحب عبدالحمید خاں صاحب۔ محمد افضل صاحب سیٹھ۔ میاں جان خاں صاحب۔ عبدالمالک خاں صاحب۔ عبدالحمید خاں صاحب ددیم۔ سید شاہ نجیب الدین صاحب۔ سید شاہ سلیم الدین صاحب۔ سید شاہ بدیع الدین صاحب۔ سید شاہ شمیم الدین صاحب سید شاہ شفیع الدین صاحب۔ سید شاہ غلام یحیی صاحب۔ سید شاہ غلام فیض الدین صاحب

سید شاہ غلام مخدوم صاحب درگاہ بوڑھن - جیلانی صاحب - پیر کمال الدین صاحب
پیر جمال الدین صاحب - کریم خاں ڈرائیور صاحب - معین خاں صاحب - وحید میاں
وصی میاں - شیخ رحیم بخش صاحب - محمد یوسف - قربت خاں - مولوی سعید صاحب
وکیل آرہ - ابن الفضل صاحب - فیض محمد خاں صاحب - حسنین علی خاں صاحب
عبد اللطیف خاں صاحب - سکندر خاں صاحب - محمد ولی خاں صاحب - صدیق
حسن خاں صاحب - شیخ علیم اللہ صاحب - شیخ پیر محمد صاحب - شیخ نور محمد صاحب
محمد مرزا اُمراؤ بیگ - عبد المجید - حاجی رمضان - شیخ رمضان - شیخ اکلو صاحب
عبد اللطیف خلیفہ - ظہور شاہ - عبد الحمید - شیخ رمضان - سید عبد المجید صاحب
سید عبد الحمید صاحب - سید فضل الرحمٰن صاحب - سید حبیب عالم صاحب

موتی پور ضلع مظفر پور

(۱) میں نے درویش پرچہ میں محمد علی کی زیادتی کا حال پڑھا - ازحد افسوس ہوا کہ اس قدر پڑھا لکھا آدمی اور ایسا ابلیس خصلت ہوگیا - میں حضور کے ہر فعل کے ساتھ ہوں - چونکہ آپنے ازحد کوشش کرکے آریہ لوگوں کو جواب دنداں شکن دیا ہے - اور ایسی صورت میں جبکہ آپ کا کوئی مددگار سوا خدا کے اور کوئی نہ رہا تھا - اور محمد علی نے ہمارے ہشیار پور سے قریب قریب ایک لاکھ چندہ واسطے خلافت کے لیگئے اور بالکل کھا گئے - اس طرف لوگ اُن کو ازحد چور اور ہندوؤں کے مرید سمجھتے ہیں اور آپ کے لوگ بالکل مداح ہیں - ہاں ہندو لوگ ضرور روزانہ ہر جگہ بُرا کہتے ہیں آپ ضرور اُن کو جواب دیں

(راقم محمد اسحٰق کمپوتڈر)

(۲) یکم دسمبر کے منادی میں کعبہ و قرآن پیارا ہے یا ارا میدری محمد علیؑ کے زیر عنوان مضمون نظر سے گذرا - اگر کسی ہستی کی بندگی ہے تو اتباع قرآن شریف سے ہے - ایک محمد علی کیا اگر ہزار محمد علی بھی پیدا ہوں اور اس سے بڑھ چڑھ کر لیڈری کریں اور ایک حرف

کلام الٰہی کے برخلاف تحریر کریں تو جس طرح دودھ سے مکھی نکال کر پھینک دی جاتی ہے اس طرح سے پھینک دئے جاویں گے ۔ میں اپنے پیرو مرشد کے ہر حکم کے سامنے سر خم کرنے کے لیے تیار رہوں فقط والسلام

راقم محتاج دعا دفعدار محمد یسین نظامی موتی پور فیکٹری ضلع مظفرپور

سہسرام

مسٹر محمد علی نے جو الزامات حضور کی ذات بابرکات پر لگائے ہیں وہ محض غلط اور بے بنیاد ہیں ۔ محمد علی نے سب سادات فاطمی کو خچر کی اولاد ہمدرد میں لکھا ہے ۔ یہ جملہ ہرگز قابل معافی نہیں ہے ۔ اس دل آزار فقرہ پر میں اپنی نفرت اظہار کرتا ہوں و نیز جلسہ عام کر کے عنقریب آمیز لعنت و ملامت ووٹ پاس کر کے باضابطہ اخبارات کو بغرض اشاعت روانہ کرونگا ۔

(عقیدتمند قدیم مصلح الدین احمد قادری نظامی)

مراد پور ضلع پٹنہ

مولانا محمد علی کا اعلان جنگ اور حسن نظامی کا بیان دیکھ کر تمام ارکان " سائنس لاج " اور ان کے متعلقین اور متقربین اور احباب (جن میں بڑے بوڑھے سب شامل ہیں) حسب ذیل فیصلہ پر متفقہ طور پر پہونچے :-

کہ " جس لیڈر نے قرآن شریف اور اسلام کے خلاف ایسے الفاظ استعمال کیے ہوں وہ ہمارا ہرگز رہنما نہیں ہو سکتا "

جناب خواجہ صاحب ! میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اس فتنہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیے تو بہت خوب ہو ۔ ان کا ایمان نہیں بلکہ ان کا رشک ہر جگہ کام کرتا ہے ۔ لوگ کہتے ہیں یہ جھگڑا تبلیغ کو نقصان پہونچائیگا ۔ مگر میں کہتا ہوں ہرگز نہیں ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ۔

مولانا محمد علی کو ہندوستانی اچھی طرح جانتے نہ تھے ۔ انہوں نے خود اپنی حقیقت لوگوں پر ظاہر کر دی ۔ میری سلطنت کے سکے آپ جیسے کھرے سونے سے بنینگے اور یہ ملمع کی انگوٹھی میری قوم کو جادۂ سلیمانی نہیں دیسکتی ۔ (خاکسار محمد بدر الدجیٰ از پٹنہ)

مرار پور فیکٹری

(۱) جس دن آپکے استفسار کا جواب روانہ خدمت کیا گیا تھا۔ اسی دن ایک کارڈ بغرض دریافت حال جنگ موجودہ مولانا محمد علی کو بھیجا گیا تھا کہ بذریعہ پرچہ ہمدرد اپنے بیانات سے مطلع کیجئے۔ لیکن صدائے برنخاست۔ یہ بے نیازی اور بے پروائی، غرور اور گھمنڈ کی بین دلیل ہے۔ اس لیے آپ نے جو اپنی صفائی تمام مسلمانوں پر ظاہر کردی ہے، آپ حق بجانب ہیں۔ اور مولانا کی لیڈری اب مسلمانوں سے ہٹ کر پانچ لفظوں میں باقی رہ گئی ہے۔ اب مجھکو صرف کہنا یہ ہے کہ بموجب اعلان آنحضرت آج ۳۱ر دسمبر ہے جو آپکے الزامات کے جوابات کی آخری تاریخ ہے۔ لہذا کل آپ اس جنگ کے متعلق کوئی مضمون نہ لکھیں۔ اور تبلیغی کام کو پھر پہلے سے زیادہ قوت کے ساتھ انجام دینے میں مصروف ہوجائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے گا۔

اس لڑائی میں بہت سی حکمت الٰہی کا انکشاف بھی ہوا ہے۔ یعنی اِن کے بعد جو مسلمانوں میں لیڈری کے میدان میں آئینگے۔ مسلمان اُن کا نام پوچھینگے۔ کہ اگر قوم و ملت کا درد لیکر اٹھینگے تو آمنا و صدقنا۔ اور جو ذاتی اغراض اور حصولِ زر کی خاطر لمبا چوغہ پہنینگے تو ع وہ دن ہوا ہوئے جو پسینہ گلاب تھا۔

آپ کے تبلیغی کارناموں کے سب مسلمان معترف ہیں اور دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ بیش از بیش درخشاں کرے۔ فقط (از محمد ایوب خاں دفعہ دار)

(۲) ہم کو کعبہ و قرآن پیارا ہے۔ اور اُس کے بعد اُس کے "پیرو اور عامل"۔ اور اگر درحقیقت مولانا محمد علی صاحب باغوائے دشمنانِ اسلام آپ کے تبلیغی کام کے مخالف ہیں تو خوب زوردار مقابلہ کیا جاوے۔ افسوس صد افسوس ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی یہ ہیں رہنمائے قوم و ملت مسلمانوں کے۔ اپنی ذاتی اغراض کو پیش نظر رکھکر خانہ جنگی علانیہ کرتے ہیں۔ اور دشمنوں کو خوش ہونے اور ہنسنے کا موقعہ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت کامل نصیب کرے۔ (رقیمۂ نیاز محمد ایوب خاں دفعہ دار مقام مُرار پور فیکٹری ضلع مظفر پور)

موتی پور ضلع مظفر پور

اس چار سالہ کارروائی کے سبب جو کہ تبلیغ اسلام کے زیر عنوان آپنے کی ہے ۔ ہر شخص آپ کا معترف اور شکر گزار ہے ۔ موافق و مخالف ہر شخص جسکو ذرا بھی شعور ہے وہ تبلیغی کارروائی کے سامنے سرنگون ہے اور محمد علی صاحب کے دل میں غالباً ابھی قدر و منزلت کا بخار ہے آپ کا بڑھتا ہوا رسوخ ان سے نہ دیکھا گیا اس لیے ہر سوسائٹی اور ہر مجلس و ہر گھر میں آج کل یہی چرچا ہے جسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آٹھ سالہ کارروائی جو کہ خط کے متعلق بھی کثرت رائے اس کو پسند نہیں کرتی اور محمد علی صاحب کی اس کارروائی کو تو ہر شخص جو اُن کا یعنی محمد علی صاحب کے موافق بھی ہے وہ بھی بُرا اور ظلم سے تعبیر کرتا ہے کہ سپہ سالار اعظم تبلیغ اسلام کو کافروں کے سامنے بے موقع اور بے کار بات پر محمد علی نے الجھا دیا ۔ جسکا نتیجہ یہ نظر آتا ہے کہ دشمنان اسلام حملہ کریں اور اس کمزوری سے فائدہ اٹھا دیں (اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے حفظ و امان میں رکھے) میرے آقا ! ہماری دلی تمنا تھی کہ یہاں تک نوبت نہ پہونچے اور تبلیغ کا کام چھوڑ کر تو تویں میں میں وقت برباد نہ کیا جاوے اور اب جب جنگ شروع ہو گئی تو جیسا کہ حضور عالی کا اعلان ہے کہ ۳۱ دسمبر ۱۹۲۶ء کو ختم کر کے پھر تبلیغ کا کام جاری کر دیا جاویگا اور اس کے بعد بھی اگر محمد علی صاحب اپنی لیڈری کا ثبوت دیتے رہیں تو انسداد مفاسد کا ایک محکمہ قائم کر دیا جاوے جو ان کا اور ان جیسے بے ملک نواب صاحبان کی مزاج پرسی کا انتظام کرتا رہے اور تبلیغ کا کام برابر جاری رہے ۔ چونکہ اس فتنہ میں الجھ جانے کے سبب تبلیغ اسلام کی جملہ کارروائی میں قدرے کمزوری آتی ہوگی ۔ اسلیئے بہتر ہے کہ ہر وہ شخص جو اس کام کو محبوب رکھتا ہے اور جس طرح کی امداد کر سکتا ہے فوراً شامل ہو جاوے اور عمل سے ثابت کر دے کہ ہم صرف خط ہی بھیجکر نہیں بلکہ جان و مال سے حاضر ہیں ۔ میں ایک غریب کنبہ دار آدمی ہوں اور غریبوں کے ہر اخبار کے ذریعہ اپنے غریب و امیر بھائیوں سے التجا کرتے ہوئے کہ قلمے درمے ہر طرح سے تبلیغ اسلام کی امداد فرما دیں ۔ مبلغ پانچ روپئے تبلیغ فنڈ میں بذریعہ خواجہ صاحب داخل کرتا ہوں

اللہ تعالیٰ جل شانہ منظور فرمائے۔ فقط والسلام

راقم محتاج دعا دفعہ دار محمد الیسین نظامی موتی پور فیکٹری ضلع مظفر پور)

چھپرہ مکرمی جناب اڈیٹر صاحب السلام علیکم۔ نہ میں خواجہ صاحب کا ملاقاتی ہوں۔ اور نہ طرف دار۔ اور نہ مولانا محمد علی صاحب کا ملنے والا ہوں اور نہ جانبدار۔ مگر موجودہ منازعت جاسوسی پر نظر رکھتے ہوئے گلستان سعدی کی ایک حکایت یاد آگئی۔ اگر مناسب دیکھیں اپنے اخبار کے کسی گوشہ میں جگہ دیدیں۔ تاکہ فریقین کے طرفدار عقل سے کام لیکر جلد از جلد اس قضیہ سے سبکدوش ہو جائیں

حکایت

دو درویش خراسانی ملازم صحبت یکدیگر سفر کردندے۔ یکے ضعیف بود کہ بہر دو شب افطار کردے۔ و دیگر قوی کہ روزے سہ بار خوردے۔ اتفاقاً بر در شہرے بہ تہمت جاسوسی گرفتار آمدند۔ ہر دو را بخانہ در کردند و بگل بر آوردند۔ بعد از دو ہفتہ معلوم شد کہ بے گناہ اند۔ قوی را دیدند مردہ و ضعیف جان بسلامت بردہ۔ مردم دریں عجب بماندند۔ حکیمے گفت خلاف ایں عجب بودے۔ کہ ایں یکے بسیار خوار بودہ است طاقت بینوائی نیاورد ہلاک شد وآں دگر خویشتن دار بود لاجرم بر عادت خود صبر کرد و بسلامت خلاص یافت۔ فقط

محمد سعید کاکوی۔ چھپرہ۔ کریم چک۔ (صوبہ بہار)

اسکے بعد چند اشعار ہیں جن کی غالباً اس وقت ضرورت نہیں۔ آپ کو اختیار ہے جس قسم کی ترمیم مناسب سمجھیں کرلیں۔ خواہ ترجمہ شائع کریں یا ہر دو یا اصل ہی رہنے دیں۔ زیادہ والسلام

روضہ چھپرا جناب مولانا محمد علی صاحب کے قول کے میں بالکل خلاف ہوں۔ یہ قول جناب مولانا محمد علی صاحب کو بالکل زبان پہ نہیں لانا چاہیے تھا۔ تمام مسلمانوں کو اسپر افسوس ہوگا۔

(آپ کا فرمانبردار بندہ محمد اسرائیل روضوی (چھپرا سارن)

ضلع مونگیر

مسٹر محمد علی کے فتنہ پردازی کا علم ہوا۔ خداوند کریم ایسے مسلمان لیڈروں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ عجب زمانہ ہے۔ عوام الناس کشمکش میں ہیں۔ کوئی مسلمانوں کو تو ہب کی جانب بلاتا ہے اور کوئی لامذہبی کا سبق پڑھاتا ہے خداوند کریم ہم فقیروں کو راہ راست پر رکھے۔ آمین

فی الحقیقت خلافت سے دینی حمایت منظور نہیں ہے بلکہ دین محمد رسول اللہ کا ملیامیٹ کرنا خلافتیوں کا مذہب و ایمان ہے۔ اللّٰھم احفظنا۔

قرآن پاک کی بے عزتی، حرم اقدس کا مضحکہ، سیدوں پر آوازیں کسنا، ہندوؤں کے شعائر پر چلنا ان خلافتیوں کا شیوہ و شعار ہے۔ اس فرقہ مردودہ کو اتنی خبر نہیں ہے کہ ارشاد باری کیا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِکُمْ لَا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا عام ومطلق ہے، کافر کو راز دار بنانا مطلقاً ممنوع ہے، اگرچہ امور دنیویہ میں ہو۔ حضرت سیدنا امام اجل حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث لا تستضیئوا بنار المشرکین (مشرکین کی آگ سے روشنی نہ لو) کی تفسیر فرمائی اور اسے اسی آیہ کریمہ سے ثابت بتایا۔ (ابو یعلیٰ مسند اور بیہقی شعب الایمان میں بطریق ازہر بن راشد انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تستضیئوا بنار المشرکین قال فلم ندر ما ذلک حتی اتوا الحسن فسالوہ فقال نعم یقول لا تستشیروھم فی شیء من امورکم قال الحسن وتصدیق ذلک فی کتاب اللہ تعالیٰ ثم تلا ھذہ الآیۃ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِکُمْ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی آیت کریمہ سے کافر کو محرر بنانا منع فرمایا۔

جناب خواجہ صاحب! یہ گروہ بظاہر مسلمان ہے لیکن فی الحقیقت یزیدی لشکر ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لخت جگر خاتون جنت کے نسبی تعلق کو اسنے ناشائستہ جملوں میں یاد کیا ہے۔ یہ معاویہ شاہی الفاظ کسی محب اہل بیت کو نہیں بھا سکتی ہے۔ خدا

ان کے وجود ناپاک سے ہندوستان کو پاک فرمائیے - محترم من! مسٹر محمد علی کی کفریہ باتوں کو بار بار اشاعت نفرمائیں - دل دکھتا ہے، کلیجہ پھٹتا ہے - دین فروشوں کا نام سننا بھی دل گوارا نہیں کرتا ہے - نیز الجمعیۃ کے علماؤں سے فتویٰ طلب نفرمائیں - من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو کے مصداق ہیں - اگر نہ ہوتے تو ضرور مسٹر محمد علی کی واہیات باتوں کا جواب اپنے اخبار میں لکھتے اور عوام کو ایسے مفسد وکفریول لیڈر سے بچاتے - میرا خیال ہے کہ دو حال سے خالی نہیں یا تو الجمعیۃ کے علمار کو دینی حس نہیں ہے یا خدا سے زیادہ مسٹر محمد علی سے خائف ہیں - آپ ہزار بار فرمائیں کبھی فتویٰ شرعی نہیں دیسکتے ہیں -

میں تو تمام خلافت کے حامیوں کو اور الجمعیۃ کے بہی خواہوں کو ابن سعود کا چیلہ چاپہ سمجھتا ہوں اسلیے میں اپنے تمام محبوں کو ان لوگوں کا اخبار پڑھنے سے روکتا ہوں میرے نزدیک خلافت کا وجود نہیں ہے بلکہ سیاست ہے اور اس کی امداد سے اسلام کو نقصان پہنچتا ہے اسلیے خلافت میں چندہ دینا ناجائز سمجھتا ہوں - خداوند کریم مجھکو و میرے سلسلہ کے مریدوں کو اس گروہ ناحق پژوہ کی صحبت سے بچائے - آمین ثم آمین -

(سید شاہ قمر الدین سجادہ نشین خانقاہ ہنڈ ضلع مونگیر)

ناگپور جناب من کعبہ اور قرآن ہمارا دین ایمان ہے - ہم ہرگز ایسے شخص کو پیارا نہیں کہینگے جو ہمارے دین وایمان پر محض ہندوؤں کی خاطر ایسے محبت آمیز الفاظ کہیں - (راقم شیخ بقائی دلال محلہ ٹمکی - سرکل ۲۳ ناگپور)

ازجانب مولوی سید علیخاں سلام علیکم ومضمون کا رڈ واحد تصور فرمائیں -

تبیا ضلع چمپارن بندہ کعبہ شریعت و قرآن شریف کے ساتھ ہے اور جناب کے تبلیغی کاموں پہ دل سے خوش - محمد علی رامپوری کے فعل سے نفرت کرتا ہوں - خداوند تعالیٰ محمد علی کو نیک ہدایت دے -

(محمد عمر خاں محلہ چھاؤنی قصبہ تبیا - ضلع چمپارن)

پنڈری ضلع منڈولہ

مولانا محمد علی کی روش بہت افسوسناک ہوتی جاتی ہے - خدا انھیں توفیق دے - ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے بس اتنی ہی دعا کر سکتا ہے -
(حسن عزیز جاوید)

بھاگلپور

(۱) شادی اخبار کے ساتھ آپ کا بیان آیا تھا جسکے مطالعہ سے حق و باطل کا پتہ چل گیا، امید تھی کہ محمد علی صاحب آپ کی صفائی سے خوش ہو جائیں گے، لیکن غریبوں کے اخبار سے آس یاس سے بدل گئی اور یقین آگیا کہ محمد علی صاحب اپنی فطرت سے مجبور ہیں - ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ محمد علی صاحب قید سے رہائی پاتے ہی اپنے پیر حضرت اُستاذی المحترم مولانا عبد الباری صاحب کی سربازار توہین کرتے جسکا مظاہرہ مجھے امین آباد پارک کی تقریر میں نظر آیا یعنی آپنے اپنی تقریر کے درمیان فرمایا کہ میں گاندھی جی کو اپنے پیر سے افضل اور قابلِ قدر سمجھتا ہوں - کیا ایک مرید کو پیر کی ایسی توہین کرنی روا ہے ؟ ہرگز نہیں - میں خود پیرزادہ ہونے کے باعث یہ کہنے کا حق رکھتا ہوں کہ مولوی صاحب کی یہ جہالت اور بہت بڑی جہالت تھی -

دوسری مرتبہ ان کی کم ظرفی اُس وقت ظاہر ہوئی جبکہ حضرت استاذنا رحمۃ اللہ علیہ نے ابن سعود کی مخالفت میں صدائے احتجاج بلند کی تھی اور یہ دونوں بھائی اس تحریک کے مخالف بلکہ اپنی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے ظاہر و باغ کے ساتھ باہر نکلے تھے اور اسی دوران سفر میں لکھنؤ بھی گئے تھے اور تقریروں میں فرنگی محل والوں کو گالیاں دیا کرتے تھے، چنانچہ اسی حالت جنون میں خلیق الزماں صاحب کی کوٹھی پر لوگوں کو مخاطب کر کے فرمانے لگے "میں باری میاں سے رشد و ہدایت حاصل کرنے کی غرض سے مرید ہوا تھا لیکن وہ بجائے صراطِ مستقیم پر چلانے کے راہ گمراہی پر چلانا چاہتے تھے اسلیے آج میں اُن کی بیعت سے علیحدہ ہوتا ہوں " یہ تھے جلے جوان کی تمردانہ حرکت کا پتہ دے رہے تھے - یہ وہ باتیں ہیں جو میں نے اپنے کانوں سے سنی ہیں اب ایسے مذہب

فروش سے بھلائی کی امید رکھنی میری سخت غلطی تھی، مگر ان کے جبہ و دستار کی یا دنے یہ سب باتیں بھلا دی تھیں۔ اور خطاب حاجی نے دھوکہ میں ڈالدیا تھا لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ جسکا قلب پہلے ہی سے سیاہ ہو اُس کو حج کیا نفع پہنچا سکتا ہے۔ حج تو ایمان پرکھنے کا آلہ ہے، حج نے ان کی حقیقت کو اور بھی بے نقاب کر دیا۔

خیال کرنے کی بات ہے، ایک شخص روضۂ اطہر کی زیارت سے واپس آئے، حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے روضۂ مقدس کو آنکھوں سے دیکھے اور آپ کی یوں توہین کرے نعوذ باللہ من ذالک۔ آہ، کیا خراب اور بدترین زمانہ آیا ہے کہ وہ جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے، اور رسول صلعم کی بیٹی کی یوں توہین کرے۔

سچ کہتا ہوں مجھے تو وہی منظر نظر آتا ہے کہ کوفہ کا ہر شخص آل فاطمہ رض کا دشمن بنا ہوا ہے، جہاں فاطمی مل گئے اور گردن ماری گئی۔ جناب والا! یہ ورہم نادے کیونکر باز آسکتے ہیں۔ انھیں کے تو باپ دادا تھے جنہوں نے حضرت حسن علیہ السلام کو زہر دلوایا جنازہ پر تیر برسایا۔ حضرت حسین علیہ السلام اور آپکے پیارے پیارے بچوں کو بے آب و دانہ کربلا میں شہید کیا، یہ انھیں کی تو اولاد ہیں جنھوں نے حضرت زید الشہید رض اور حضرت یحییٰ رض کو شہید کیا۔ اماموں کو تکلیفیں دیں۔ کہاں تک لکھوں فرق صرف یہ ہے کہ اُن مسلمان نما بے دینوں کی ستم آرائیاں کتابوں میں دیکھتے ہیں اور ان لامذہبوں کے تظلم کا خود شکار ہو رہے ہیں

خدا کی درگاہ میں صدق دل سے یہ دُعا ہے کہ وہ اپنے حبیب احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ہم فاطمہ زہرا رض کی اولادوں کو صبر عطا فرمائے اور آپ کو ان باطل پرستوں پر کامیاب کرے اور آپکے تبلیغی کاموں کو خصوصًا اور مسلمانوں کو عمومًا ان مکاروں اور لاعینوں کی شرافشانیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ والسلام مع الاکرام

(خادم مکرم فخر عالم دمڑیائی)

(۳) کمترین کعبہ و قرآن شریف کے ساتھ ہے۔ ہمدرد کے ایڈیٹر محمد علی سے کوئی

سروکار نہیں۔ حضور کو پورے طور سے مقابلہ کرنا چاہیے اور کمترین مدد کے واسطے حاضر ہے۔ (آپ کا غلام نیکی شاہ نظامی)

پورنیہ

میں آپ کا عقیدتمند نہیں ہوں لیکن آپکے کارنامے ایسے ہیں کہ دل آپ پر پروانہ سے کہیں بڑھ کر نثار ہے۔ آپکے حریف نے آپ کے خلاف شان جو غیر مہذب اور ناشائستہ الفاظ ایک ناجائز اتہام کے باعث استعمال کیے ہیں اُن کو پڑھ کر دل کو سخت اضطراب ہوا۔ ماشاء اللہ آپکے جوابات ہر فرعونے راموسیٰ کیا خوب صادق آتے ہیں۔ خدائے قدوس آپ کو صبر و استقامت بخشے۔ آمین۔

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی ادنیٰ اپنی شہرت چاہتا ہے تو ایک اعلیٰ اور اشرف سے گستاخی کے پیرایہ میں آکر مقابلہ کرنے کے لیے سر اٹھاتا ہے۔ عام اس بات سے کہ اُسکی شہرت مقبول ہو یا مردود۔ یہ مثل مشہور ہے کہ ایک آدمی خانہ کعبہ کی زیارت کو جاتا ہے اور اسکے سر میں یہ جنون پیدا ہوتا ہے۔ کہ میں اپنی شہرت اس احاطۂ حرم میں پیدا کروں۔ چنانچہ کوئی اور طریقہ ہاتھ نہ آنے کے سبب اپنی اس مردود شہرت کے چاہ زمزم میں پیشاب کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یہی قصہ رامپوری لیڈر کا ہے۔ بہرکیف آنرا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک۔

آپ اپنا کام کیے جائیے۔ خدا ہم لوگوں کے سینہ کی بات سے خوب واقف ہے۔ ان خطوط کے بعد اگر مسٹر محمد علی اگر اپنے اس ناجائز ارادے سے باز نہ آئے تو میں سچ کہتا ہوں کہ خدائے برتر لکھتے وقت محمد علی کے قلم کو توڑ ڈالیگا۔ ان کے دل و دماغ گندے ہو جائینگے ان کی آنکھیں اندھی ہو جائیں گی۔ اس لیے کہ باطل کی روشنی حق کی ہوا کے اندر جل نہیں سکتی۔ اور حق کے چراغ کو باطل کے سرد جھونکے بجھا نہیں سکتے۔

(کمترین بندہ ابو رضوان محمد عبد الماجد واعظ (دربھنگوی) حال مقام فوربسگنج ضلع پورنیہ)

ادرہ ضلع مان بھوم

(۱) میں ایک مسلمان ہونے کی وجہ سے آپ کو لکھتا ہوں کہ آپ تبلیغ کا کام ہرگز ہرگز بند نہ کریں ورنہ دشمنان دین

کی بن آئیگی اور ان کو خوب بغلیں بجانے کا موقع مل جائیگا - تمام اہلِ اسلام کو مولانا محمد علی کی فتنہ پردازی سے آگاہی ہوگئی - اگر مولانا محمد علی آخری دسمبر تک اپنی فتنہ پردازی و بدزبانی سے باز نہ آئیں تو آپ کو لازم ہے کہ پہلے نئے حریفوں کا مقابلہ کریں - انکی تحریرات سے صاف پایا جاتا ہے کہ انھوں نے حسد و حرص کا شکار ہوکر یہ نیا بہانہ نکالا ہے ورنہ کہاں جاسوسی اور کہاں حسن نظامی - جس شخص نے کعبہ و قرآن و مسجد کی توہین کی وہ کیونکہ مسلمان کہلا سکتا ہے - مولانا کو دوبارہ مسلمان ہونا چاہیے اور تبلیغ کے واسطے ہم لوگوں کی جان حاضر ہے -

(محمد یار خاں یار کریمی و تاجی حال مقام آدرہ ضلع مان بھوم بی - این - آر -)

(محمد داد خاں یار کریمی و تاجی ادرہ)

(۳) اسلام کی آبرو اور عزت کے لیے اور حضور کے حکم بجالانے کے واسطے ہم مرید اور ہر رفیق حاضر ہے اور جہانتک ممکن ہوگا جان مال سے قربان ہوجاوینگے اور حضور کے حکم کے خلاف سر نہ اٹھاوینگے اور ایسی مستعدی کے ساتھ لڑینگے کہ مخالف کے سب لوگ ٹوٹ جاویں - (محمد اسمٰعیل خاں نظامی اور وخلف بابو اللہ بخش نظامی - ڈرائیور انجن بی این ریلوے آورہ بازار)

درگ (سی - پی)

اخبار منادی سے پڑھنے سے دل کو درد محسوس ہوا - کون مومن فرد بشر ہوگا جو تبلیغ کے خلاف اور کعبہ و قرآن مجید کے ساتھ نہ ہوگا - جو ایسا کریگا اُس کا حشر قیامت کے دن کفار کے ساتھ ہوگا -

(رمضان علی سکرٹیری مدرسہ اصلاح المسلمین کمیٹی درگ)

ساکولی ضلع بھنڈارہ

افسوس کہ مولانا محمد علی صاحب سے بیت اللہ شریف سے واپسی پر جو توقعات مسلمانوں کو تھے وہ نہایت مایوس کن ثابت ہوئے - پہلا حملہ آپنے خانہ کعبہ اور قرآن مجید پر فرمایا تھا ہی - گو علمائے دین نے جن کی آنکھوں پر مولانا نے اندھیری چڑھا رکھی تھی اس سخت بے ادبی پر شرعی نوٹس نہیں لیا

دوسرا حملہ جہاز سے ہندوستان کی زمین پر قدم دھرتے ہی حج کی فرضیت کے خلاف فرمایا۔
مگر شکر ہے کہ مولانا ظفر علیخاں صاحب نے آپ کی زبان بند کردی اور قابلِ حج مسلمانوں کو
گمراہی سے بچالیا۔ تواب تبلیغ اسلام جیسی بہترین سنت کو مٹنے کی آپنے کوشش شروع کردی
مولانا کا ہند اور بیرون ہند میں تبلیغ اسلام کے شاندار کام اور نمایاں کامیابی پر جو اسقدر
قلیل سرمایہ سے ہوئی ہے بمقابلہ تحریک خلافت کے زمانہ کے لاکھوں روپیہ کی رقم کے کام کے
جو غریبوں اور بیواؤں سے اُن کے کپڑے تک فروخت کراکے وصول کرکے غبن کیے گئے جسکا
مطالبہ آج بھی قوم کر رہی ہے شک کرنا بالکل بیجا ہے۔ کاش مولٰنا شک کرنے سے بیشتر اپنی
استعداد و ذہنیت سی آئی۔ ڈی ہی کے ذریعہ اتنا پتہ چلا لیتے کہ تبلیغ اسلام کا کس اصول پر
کیا جارہا ہے تاکہ آپ کی غلط فہمی رفع ہو جاتی۔ میرے خیال میں تو گورنمنٹ نے مولٰنا کی
سی۔ آئی۔ ڈی کی خدمت کی انجام دہی کے ناقابل ہونے کے فیصلہ میں کوئی غلطی نہیں کی۔
جو بات بچہ بچہ جانتا ہے اسکا پتہ مولٰنا نہ چلا سکے حالانکہ اگر کسی شخص سے بھی جسکا نام آپکے شائع
شدہ فہرست امداد تبلیغ میں درج ہوتا دریافت فرماتے تو وہ یہی جواب دیتا کہ میں نے تبلیغی
امداد تو دی ہے مگر یہ رقم تبلیغی لٹریچر کی صورت میں مجھے واپس کردی گئی جس کے عمل نے مجھے
سچا مسلمان بنا دیا۔ میں اپنی مالی حالت کو درست کر چکا ہوں۔ اور الحمدللہ میں اب خود مبلغ
ہوں، میرا بچہ مبلغ ہے، میری بی بی مبلغ ہے، میری ماما مبلغ ہے، میرے محلہ میری بستی اور
میرے ضلع کا ہر مسلمان شخص مبلغ ہے۔ اسلیے میرا کوئی احسان نہیں میں خود مبلغ اعظم کا
احسانمند ہوں کہ انہوں نے میرا دین میری دنیا دونوں سنوار دئے۔ یعنی تبلیغی کام بہت
بڑے پیمانہ پر ہر جگہ ہو رہا ہے۔ ناگری ترجمہ کا کام بھی مولٰنا کی چوٹ سے یقیناً نہ بچے گا۔
مگر جب یہ شاندار کام ختم ہو لیگا تب انشاءاللہ ہر تجربہ کار اُسکے مفید ہونے کا بچشم خود
شاہد ہوگا۔ واقعی حسد و بغض بڑے بڑے قابل انسانوں کو اندھا اور ان کی عقل کو کوتاہ
کر دیتے ہیں۔ مریدوں کا تو یہ حال ہے کہ ہمتی ہوتے ہیں گو ان کا نذرانہ کبھی آپ قبول

ہی فرمالیں - اور آپ اسکو تبلیغ کی مد میں داخل فرما کے مشتہر فرما دیتے ہیں اور اسکی علیحدہ اطلاع بھی فرما دیتے ہیں - اور مولانا کی آنکھوں میں آپ کی وجاہت، آپ کا مکان، آپ کا خورونوش شاہانہ دکھتا ہے - مگر یہ تنی بات نہیں ہے - ہر سچے مسلمان کی شان دشمن کی آنکھوں میں یہی نقشہ کھینچتی ہے اور یہ ہی مسلمانوں کی ترقی کا ایک راز اور اللہ کی مدد کا ثبوت ہے میری تو اب بھی یہ ہی التجا ہے کہ مولانا اپنی دینی بربادی کو اپنے سر پر مسلط ملاحظہ فرمالیں - خدا کے غضب سے ڈریں، توبہ فرمالیں - اور آیندہ دین میں رخنہ اندازی سے اجتناب فرماویں - خدا توفیق و ہدایت دے -

(مقبول الرحیم نظامی)

گوندیا ضلع بھنڈارہ

ہم کو مولانا محمد علی صاحب کے ساتھ بلحاظ مصائب جیل جو آپنے قوم کے لیے برداشت فرمائے پوری ہمدردی ہے اور رہیگی مگر مسلم قوم کعبۃ اللہ اور قرآن مجید کی بیحرمتی کو مطلق گوارا نہیں کرسکتی اور ایسی حالت میں آپ کا ساتھ چھوڑنے پر مجبور ہے - اگر آپنے سیاسی مقاصد کی بناپر بلاارادہ توہین کرکے غلطی کی ہے تو اس کا اقرار فرمالیں اور مسلمانوں کو مطمئن فرمادیں کہ آیندہ آپ محتاط رہینگے - اور ہمیشہ اسلام کو سیاست پر مقدم رکھینگے -

تبلیغ اسلام کا بنیادی اصول ہے - اس تحریک کو کمزور کرنا یا اس کی کسی طریقہ پہ بھی مخالفت اسلام کی جڑ کاٹنا ہے - آپ اس سلسلہ کو فوراً بند فرما دیجیے - ہم کو ہرگز گوارا نہیں کہ یہ تحریک شخصی مخالفت کی بناپر پامال ہو - (اھل اسلام گوندیا ضلع بھنڈارہ) سلطان محمد گوندیا - شیخ داؤد - حاجی عبدالکریم سنی حنفی جبلپوری - غلام حیدر شیخ داؤد - قمرالدین - عبدالصمد خاں - محمد علی - برکت علی - عبدالوحید - تاج الدین

سمستی پور

(۱) مسٹر محمد علی کی اُس شیطانی حرکات سے بیحد صدمہ تھا جو الزامات آپ پر لگائے ہیں - اور قرآن کریم کی اہانت و کعبہ کی بیحرمتی میں جو الفاظ کہے ہیں اسے سنکر عجیب کیفیت طاری ہوئی - جیسے میں ہی جانتا ہوں - خدا اُسے جلد ایمان

نصیب کرے۔ اس کے ان دھواں دھار مضامین کی اشاعت سے آپ ہرگز بددل
نہ ہوں۔ اللہ پر توکل کرکے آپ اپنا تبلیغی کام جاری رکھیے۔ السند او آتشبازی کا کام
جلد شروع کیجیے۔ اگر مقابلہ کا خیال ہو تو اس جھجھک سے جلد از جلد نکلیے۔ زیادہ دنوں
تک پھنسے رہنا تبلیغی امور کے لیے بیحد مضر ہے۔ فقط

الراقم محمد ابراہیم غفر اللہ لہ

(۴) السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مبارکباد۔ ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

ع چراغے را کہ ایزد بر فروزد ۔۔۔ ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

خاکسار محمد نور سائیکل ڈیلر بستی پور

ضلع بھروچ

بندہ نے آپ کا اخبار منادی ۲۴ر نومبر اور یکم دسمبر کا پڑھا
اور تمام حاضرین مجلس کو بروز جمعہ بتاریخ ۴ر جمادی الآخر ۱۳۴۵ھ
کے سنایا گیا۔ جس نے سنا غیرت اسلام نے اسکے اسلامی خون کو جذبات انسانی سے باہر
کر دیا۔ محمد علی کے کفریہ کلمات سنتے ہی غیرتمند مسلمانوں نے جوش اسلام سے کہا کہ قرآن
و کعبہ ہماری جان ہے بلکہ جان سے عزیز ہے اور تکبیر کے نعرے بلند کرتے ہوئے ہاتھ
بدرگاہ مجیب الدعوات اٹھائے اور کہا کہ یا اللہ قرآن و کعبہ کو بے حقیقت سمجھنے والے آریہ سماج
کی رفاقت کرنے والے رامپوری محمد علی کو ہدایت دے کہ وہ اس کفر سے عام توبہ کریں ورنہ
ان پر آسمانی عذاب نازل کر۔ آمین ثم آمین۔ اور بعد دعا کے سب حاضرین مجلس نے
کہا کہ ایسے تبلیغ اسلام کے حریف اور کعبہ و قرآن شریف کو بے حقیقت سمجھنے والے رامپوری
محمد علی اور اس کے دوست آریہ سماجیوں سے مقابلہ کرنا اور اسلام کے دامن کو ایسے نازک
وقت میں حریفوں کے حملے سے بچانا حضرت خواجہ صاحب کو ضرور ہے بلکہ ہر مسلمان پر فرض
ہے۔ فقط از احقر العباد مولوی فیض الرسول از دیہات سنجالی۔ پوسٹ پانولی ضلع بھروچ

کھاراڈہ (۱) ہم سب کو کعبہ معظمہ و قرآن شریف دنیا کی کل چیزوں سے افضل و اعلیٰ ہیں

تو رامپوری مولانا صاحب کس باغ کی مولی ہیں اور ان کی حقیقت ہی کیا ہے - آپ براہ مہربانی اس کارڈ کے مضمون کو اپنے رسالوں میں ضرور ضرور شائع فرماکر ممنون فرمائیے

(رحیم سیٹھ مٹی نزد مسجد سرائے بجواڑہ کشنا)

(۲) کعبہ شریف اور قرآن مجید ہم کو پیارے ہیں - ہم کو رامپوری محمد علی سے کوئی سروکار نہیں ہے - (حبیب کریم اسمٰعیل - اسمٰعیل عبداللہ - سلیمان عبداللہ - عبدالرحیم -

رانچی غریبوں کا اخبار ۲۶ دسمبر ۱۹۲۶ء میں جناب کا مضمون یا خط زیر عنوان "مکتوب غریب" دیکھ کر میں جس رنج و غم کے عمیق دریا میں غوطہ کھانے لگا اسکا اعادہ ان غیر موثر الفاظ میں ناممکن ہے - خاصکر اخیر کی چار سطریں سینہ میں ایک مسلم دل رکھنے والے کے لیے بڑی جگر سوز اور دلخراش تھیں، اسلیے اور محض اسلیے کہ اس آپس کی "میں میں اور تو تو" میں افسوس اسلام اور تبلیغ کا کام بالکل رکا جاتا ہے - نہیں بلکہ مٹا جاتا ہے - اس کا فیصلہ کہ خدائے لایزال کے سامنے اس کے جوابدہ جناب ہونگے یا مولانا محمد علی صاحب مشکل ہے - ہاں اگر غور بین آنکھیں فکر کریں تو اس نتیجہ پر پہونچ سکتی ہیں کہ اگر کوئی شخص مجرم قرار دیا جائے، خواہ اس نے درحقیقت ارتکاب جرم کیا ہو یا نہیں، مگر اسکا پہلا فرض یہی ہوگا - اگر وہ اپنے کو بری سمجھتا ہے کہ الزام کو دور کرنے کے لیے اپنی انتہائی کوشش کو عمل میں لائے - پس الزام سے بری ہونے کے لیے غیر معمولی طور پر جناب کا مصروف ہونا اور جب تک کوئی قطعی فیصلہ نہ ہولے تبلیغ و اشاعت سے دست بردار ہوجانا ایک حد تک غیر موزوں نہیں ہے - مگر یہ روح فرسا اور وحشت خیز خبر مسلمانان ہند کے لیے وہ صدمۂ جانکاہ ہے کہ اس کا اثر اسی وقت زائل ہوسکتا ہے جب جناب پھر اسی جوش و خروش کے ساتھ تبلیغ و اشاعت کا کام شروع کردیں - اس کشمکش، حسرت اور افسوس کی حالت میں جناب کا حلف نامہ دیکھ کر وہ خوشی اور مسرت حاصل ہوئی جو ایک کپتان کو تلع فتح کرنے

ایک امیدوار کو ملازمت مل کر اور امتحان دینے والے کو کامیاب ہو کر بھی نہ ہوئی ہوگی۔ اور حلف نامہ کے پانچویں نمبر نے تو رہے سہے شکوک کو بھی باطل خیالات کی طرح بالکل مٹا دیا۔ اب بھی یقین نہ کرنا اور جناب کو جاسوسی کے بُرے مگر لغو الزام سے کلیتہً بری نہ سمجھنا نا انصافی اور ظلم ہی نہیں ہے، بلکہ میں بلا خوف تردید یہاں تک کہنے کے لیے بالکل مستعد ہوں، کہ ایمانی کمزوری ہے، ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کی محض باتوں کا یقین کرنا چاہیے نہ یہ کہ حلف اور قسم کا۔ اور پھر قسم بھی کیسی قسم کہ اگر جھوٹ یا غلط ہو تو دنیا اور آخرت میں لعنت، اس جملہ میں خدا جانے کیا تاثیر تھی کہ دل کی طرح تمام جسم بھی ہل گیا۔ معلوم ہوا کہ ایک بجلی ہے جو سارے جسم میں اثر کر گئی۔ میں ہی نہیں، میرے سامنے جس جس نے پڑھا اور سنا سب پر ایک ناقابلِ ادا کیفیت طاری ہو گئی۔ کوئی یک بیک چلا اٹھا، کوئی گھبرا گیا، کوئی خاموش سکتہ کے عالم میں ہو گیا۔ غرض کیفیت سے کوئی خالی نہ تھا۔ میں محض یہ معلوم کرنے کے لیے کہ اس حلف نامہ کو دیکھ کر لوگوں کے کیا خیالات ہوتے ہیں کل صبح نو بجے اپنے قیامگاہ سے کچھ فاصلہ پر حسب معمول گیا۔ مولوی خلیل احمد صاحب بی، اے۔ مولوی معین الدین صاحب بی، اے (اول) مولوی معین الدین صاحب بی، اے (ثانی) مولوی غلام حسنین صاحب انکم ٹیکس انفیسر تشریف فرما تھے۔ میں نے جناب کا حلف نامہ مولوی معین الدین صاحب بی، اے (ثانی) کے ہاتھ میں دیا، انھوں نے با آواز بلند پڑھنا شروع کیا۔ حاضرین خاموش ہر ہر لفظ کو سنتے رہے۔ سب سے پہلے مولوی غلام حسنین صاحب نے فرمایا کہ بھائی اس حلف نامہ کے بعد بھلا کس کو شبہ رہ سکتا ہے، پانچویں نمبر پر آپ نے بھی زور دیا، مولوی معین الدین صاحب بی، اے (ثانی) نے فرمایا کہ واقعات بتا رہے ہیں کہ خواجہ صاحب بری الذمہ ہیں اور حلف نامہ تو یقین کی حد سے تجاوز کر گیا۔ مولوی خلیل احمد صاحب بی، اے اور مولوی معین الدین صاحب بی، اے (اول) نے فرمایا کہ ہاں اس حلف نامہ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ خواجہ صاحب کی

نیت بالکل پاک اور خالص تھی، میں اسی طرح دیگر سر برآوردہ حضرات سے ملتا رہا۔ مگر کوئی شخص ہے جو اس حلف نامہ کا یقین نہ کرے۔ یہ صورت میرے لیئے بالکل آسان تھی کہ ایک جلسہ کر کے یا جمعہ کے دن بعد جمعہ جناب کی بریت اور جاسوس نہ ہونے کے یقین کا رزیوشن باتفاق آرا یا بکثرت آرا پاس کرا دیتا۔ مگر ان باتوں کو محض فضول اور عبث سمجھا ہوں اسلیے کہ جو کچھ بحث وتحیص یا جنگ وجدال ہونا ہوتی ہے وہ انتظامی کمیٹی میں ختم ہو جاتی ہے، عام جلسہ میں تو محض تحریک وتائید اور مزید تائید کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہوتا۔ عوام الناس تو صرف اسلیے ہیں کہ ٹھہر ٹھہر کے 'ہاں منظور ہے' کا پُرشور مگر نتیجہ خیز نعرہ بلند کر دیا کریں۔ یا اگر فوری ضرورت پیش آجائے تو ہاتھ اٹھا دیا کریں پس جناب کو یقین کر لینا چاہیے کہ مسلمانان کراچی اور کراچی کیا ہندوستان بلکہ ساری دنیا کے مسلمان آپکے حلف نامہ کا صرف یقین ہی نہیں رکھتے بلکہ آپ کو بالکل بری الذمہ سمجھتے ہیں پس جناب خدا اور اُس کے برگزیدہ اور برحق رسول صلعم کے لیے تبلیغ اور اشاعت کا کام بہت جلد بالکل عزم واستقلال کے ساتھ شروع کر دیں۔ ہمیں رنج وقلق ہے تو اسی کا کہ آہ تبلیغ اور اشاعت کا کام رُکا جاتا ہے۔ مگر میں جناب سے کچھ عرض کرنے کی جرأت کرونگا، بلکہ پوچھونگا اور سوال کرونگا کہ کیا جناب تبلیغ اور اشاعت کا کام خدا اور رسول صلعم کے علاوہ کسی اور ذات کے لیے کرتے تھے؟ آپ یقیناً فرمائینگے "نہیں"، پس میں نہیں سمجھ سکتا کہ دنیا کا کوئی فعل کیوں رکاوٹ کا باعث ہوا۔ ہاں، آپ پر آنچ نہ آنے دینا، آپکی ہر ممکن ذرائع سے تبلیغ واشاعت کے لیے امداد کرنا، ہم مسلمانوں کا فرض ہے۔ پس آپ اپنے فرائض یا خدمت انجام دیں اور ہم اپنے۔

(شمیم سہسرامی۔ حال مقیم کراچی)

ساؤنیر ضلع ناگپور

ہم لوگ کعبہ معظمہ اور قرآن پاک اور حضور اقدس کیطرف ہیں اور رام پور کے محمد علی سے بیزار ہیں جوایسے کفریہ

الفاظ کعبہ شریف اور کلام مجید کی شان میں لکھتے ہیں۔ اور محض دنیاوی طمع کے واسطے اور ہندوؤں کو خوش کرنے کے واسطے آپ کے خلاف ہو کر تبلیغ کے کاموں میں حارج ہو رہے ہیں ؎ آنکہ شیراں را کند روباہ مزاج — احتیاج است احتیاج است احتیاج

افسوس صد افسوس ایک ایسا عاقل شخص جو مسلمانان ہند کا بہت بڑا خیر خواہ لیڈر مشہور ہو چکا ہو آج وہ خدا کو فراموش کر کے آریوں اور اہل ہنود سے امید رکھے اور کلام اللہ شریف اور کعبہ معظمہ کی توہین کرتے ہوئے ذرہ بھی خوف نہ کرے اور محض اپنی عزت توقیر اور طمع دنیائے دوں کے واسطے حضور اقدس سے اختلاف کر کے مسلمانان عالم اور خاص کر مسلمانان ہند کو قعر مذلت میں ڈالنے کی تدبیریں کرے اور یہ خیال نہ کرے کہ ناحق، حق کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ سے بے خبر ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ۔ ہرگز خدا اور اس کے کلام پاک پر ایمان اور یقین ہوتا تو کبھی ایسے الفاظ کفریہ زبان پر نہ آتے۔ خداوند کریم ہم مسلمانان عالم کو سمجھ اور ہدایت دے کہ ایسے شر و فتنہ میں نہ پڑیں اور ایسے شخص اور ایسے گروہ سے بیزار ہو جاویں۔ آمین یا رب العالمین۔ ہم سب برادران اسلام جماعت تحصیل ساؤنیر بلکہ جمیع برادران اسلام ساکن قصبات و مواضعات متعلقہ تحصیل ساؤنیر بھی حضور کے ساتھ ہیں۔ فقط

(خادم دیرینہ عزیز الرحمن نظامی تعلم خود) آدم یوسف کچھی۔ محمد احمد کچھی ساؤنیر عبدالوہاب نظامی بقلم خود۔ قاضی اکبر علی ساؤنیر۔ تنہا میاں۔ محمد اسحاق

بلڈانہ۔ برار

مولانا محمد علی صاحب کی حالت پر مجھے سخت افسوس ہوا۔ خداوند کریم اُن پر اپنا کرم کرے۔ جناب میں تو قرآن شریف اور کعبہ شریف کی حمایت میں ہوں۔ بلکہ اسلام پر جان بھی دینے کو تیار۔ اور کون ایسا مسلمان ہے جو اس بات پر صبر کریگا اور محمد علی کا ساتھ دیگا۔ (فدائے اسلام منیاری دوکان شیخ لعل سوداگر دھاڑ تعلقہ چکلی ضلع بلڈانہ برار۔ دیگر محمد اشرف ساکن دھاڑ)

دھاڑ ضلع بلڈانہ

خدا نہ کرے کہ وہ وقت آئے کہ مسلمان قرآن مجید اور کعبہ شریف کی حمایت نہ کریں اور پولیٹیکل اور دین کے ڈاکو مولانا محمد علی کی حمایت کریں وہ وقت آنے سے پہلے خدا کرے مسلمان دنیا سے نیست و نابود ہو جائیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ مسٹر محمد علی کو اسلام پر قائم رکھے اور محمد علی بجائے آریہ قوم کی حمایت کرنے کے اسلام کی حمایت کریں آمین۔

خاکسار حکیم الدین۔ حمید الدین۔ عزیز الدین بن حسام الدین۔ ان چاروں کی طرف سے یہ خط لکھا گیا ہے۔ ساکن دھاڑ۔ تعلقہ چیکلی ضلع بلڈانہ۔ برار

اکولہ۔ برار

(۱) آکولہ میں جدھر دیکھو اُدھر لوگ آپ کا جواب پڑھ رہے ہیں اور خوش ہو رہے ہیں۔ ارکان خلافت کمیٹی بھی سوائے ایک دو کے سب مولانا محمد علی کے طرز عمل کو حاسدانہ اور عاجلانہ بتلا رہے ہیں۔ آپکے جواب کو لوگ نہایت عاقلانہ اور صلح جویانہ سمجھ رہے ہیں۔

یہاں جناب عبد الستار خاں صاحب وکیل سکرٹیری صوبہ خلافت کمیٹی نے آپکے جواب کی تعریف کی سوائے چند باتوں کے۔ اور انھوں نے ایک مضمون بھی اخبار میں لکھا محمد عمر خاں صاحب جو ایک نہایت دردمند اور تبلیغ و تنظیم کے زبردست حامیوں میں سے ہیں۔ ایک مضمون "لیڈروں کی گمراہی" لکھ کر اپیل کی کہ خدارا یہ جنگ جلد ختم ہو جائے تو اچھا ہے۔ آپکے جواب کی تعریف کی۔

غرض حال یہ ہے کہ "ہمدرد" کی حاسدانہ اور ہذلیات سے آپکے غلاموں کو سخت صدمہ پہونچا۔ کاش مولانا محمد علی سمجھتے کہ وہ کس کے خلاف قلم اٹھا رہے ہیں جو آج لاکھوں دلوں پر حکومت کرتا ہے اور جسکی مجاہدانہ تبلیغی خدمات سے ہندوستان کا بچہ بچہ واقف ہے آپ کا غلام ہر اُس حکم کی سپاہیانہ تعمیل کریگا جو خواجہ کے مرکز سے اسکو ہوگا۔ اور اپنی طرف سے کسی قسم کی زیادتی نہیں کریگا۔ حتی الامکان لڑائی سے گریز کرونگا اور اگر مجھے

حکم مل ہی جائے تو آخر دم تک انشاء اللہ تعالیٰ ثابت قدمی سے لڑونگا۔ خداوند کریم تو ہمیں فتح دے اور باطل کو شکست۔ آمین

میں کعبہ اور قرآن کریم کے ساتھ ہوں۔ مولانا محمد علی کے ساتھ نہیں ہوں۔ افسوس کہ محمد علی صاحب نے ایسے کلمات کہے۔

تبلیغ کے لیے اگر صلح ہوسکتی ہے تو کیجیے ورنہ نرمی کی کوئی ضرورت نہیں۔ آپکے غلام ہر حکم بجالانے کے لیے تیار ہیں۔ (جان نثار خواجہ۔ شیخ حسن نظامی ۔ اکولہ برار)

(۲) مولانا محمد علی صاحب جو ہمدرد میں روزانہ زہر اگل رہے ہیں سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سے ان کا منشا کیا ہے۔ کیا مولانا صاحب کا یہ خیال خام دل میں چکر لگا رہا ہے کہ خدانخواستہ حضرت خواجہ صاحب کے لاکھوں عقیدتمند اور کروڑوں فرزند اسلام ان کی مجاہدانہ قومی خدمات کو فراموش کردینگے۔ ع ایں خیال است و محال است و جنوں۔

محمد علی صاحب پہلے ہی سے ایک خود پرست اور بننے والے انسان مشہور ہیں اور تحریک خلافت میں جن حضرات نے کام کیا ہے وہ انھیں خوب جانتے ہیں۔ وہ ذرہ ذرہ سی بات پر ممبران کمیٹی سے لڑ لیتے تھے اور اپنی ہر جائز و ناجائز بات کو منوانا چاہتے تھے۔ ظاہرا ہم غریبوں کو ان کی خفگی کی ایک ہی وجہ نظر آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب آپنے ایک مسلمان کی حیثیت سے مولانا ظفر علیخاں صاحب سے صلح کرلی اور "مناوی" میں اسکا اعلان کرادیا اسی وقت سے مولانا محمد علی کو آپ کی کھٹک پیدا ہوگئی۔ وہ تو چاہتے تھے کہ ظفر علی خاں سے کبھی صلح نہو سکے مولانا محمد علی صاحب کے موجودہ رویہ کو یہاں بہت ناپسند کیا جارہا ہے۔

افسوس کہ اب ہمارے لیڈروں کو یہی کام رہ گیا ہے۔ یہ مسلمانوں کی انتہا کی بدقسمتی ہے۔ یہاں لوگ آپکے بیان کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ اگر حکم دیں تو ہر جگہ اس کے متعلق جلسے کرا کے مولانا صاحب کی اس دروغ بافی و کذب بیانی کی تردید کرائی جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ حق حق ہوگا اور باطل باطل۔ اب شاید مولانا صاحب کی کرکری ہو رہی ہے جب ہی تو

آپ ہر ایک سے جنگ کرنا چاہتے تھے کیا وہ ۱۹۲۷ء ہی کا میدان سمجھ رہے تھے۔ انھیں ابھی نظامیہ سلسلہ کی قوت کا خیال ہی نہیں ہوا جو ایک مخلص بندۂ خدا اور لاکھوں دلوں کے مالک کے متعلق بازاری زبان میں زہر اُگل رہے ہیں۔ جو چاند پر کوئی خاک ڈالنا چاہے تو اُس کے مُنہ پر گرتی ہے۔ یہ تو فضلِ خداوندی ہے جسکو دے وے۔ اسپر جلنا اور بگڑنا اس سے کیا ہوتا ہے۔ (شیخ حسن نظامی آکولہ)

کامرگاؤں برار

مولانا محمد علی صاحب کی فحش کلامی اور دروغ گوئی دیکھ کر از حد افسوس ہوتا ہے۔ کہ ایک نادان سے نادان بچہ بھی ایسے کمینے پن کی باتیں اپنی زبان سے نکالنے کے لیے ضرور شرمائیگا۔ مولانا کی اس حماقت پر سامعین بھی اظہار نفرت کرتے ہیں۔ علمائے دین پر لازم تھا۔ کہ ایسے گستاخ شخص کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتے۔ جو کعبہ شریف اور قرآن شریف کی بے حرمتی کرنا اپنی شرافت اور فخر سمجھتا ہے۔ مگر افسوس کے سوا چارہ نہیں۔ اب خواجہ صاحب کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے۔ کہ آپ صبر سے کام لیں اور سرور دو جہان حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے جسطرح عرب کی جاہلیت کے زمانے میں اہلِ قریش کی ناقابل سختیاں برداشت کر کر اپنے تبلیغی کام کو جاری رکھا تھا، عمل پیرا ہوں۔ اللہ پاک آپ کو ضرور کامیاب کریگا۔ اور سرور دو جہان کی روح مقدس آپسے ضرور خوش ہوگی آمین یا رب العالمین۔

(حضور کا ادنیٰ خادم محمد بہاء الدین نظامی۔ از مقام کامرگاؤں برار)

کرہ ضلع امراؤتی

ہم تو کعبۃ اللہ و قرآن شریف کے ساتھ ہیں۔ رامپوری محمد علی کے جو کلمات ہیں اُس سے مطلق نفرت کرتے ہیں۔ علماء از روئے مذہب جو کچھ بھی فتوے دیں مگر رامپوری محمد علی نے ایسے کلمات زبان سے نکالکر اپنا رہا سہا اقتدار بھی کھو دیا۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ رامپوری محمد علی کے جھگڑے سے حضور جلد سے جلد فرصت پاکر تبلیغی کام میں مصروف ہو جائیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ بقول شخصے

"ہاتھی جات اپنے چال سے واکو کُتر دا ٹھگت ہیں تو واکو ٹھیکوا دو" مگر کیونکہ انھوں نے بہت بڑی زیادتی کی اور حضور کو بدنام کرنے کی ہی ٹھان لی جسکا جواب ہی دینا حضور نے مناسب سمجھا۔ خیر۔ امید کہ حضور جلد اُس سے نپٹ لینگے۔

رام پوری محمد علی کو معلوم ہونا چاہیے کہ انھوں نے ایسی ناشائستہ حرکت کی جسپر دنیا لعنت کر رہی ہے۔ حضرت مدظلہٗ کو اس قسم سے بدنام کرتے ہیں اُن کی خواجگی اور پیرزادگی نہیں ہٹ سکتی مگر خدا نے چاہا تو بہت جلد بحکم خدا و رسول رام پوری محمد علی پر خدا کی لعنت و پھٹکار بہت جلد پڑنیوالی ہے وہ نوٹ کر لیں۔ فقط

(ہم ہیں آپکے دیرینہ غلام (۱) محمد کفایت اللہ چشتی نظامی صدر مدرس اردو مدرسہ کرہ تعلقہ چاندور (۲) محمد عبدالکریم چشتی نظامی)

کورہا ضلع امراوتی

رام پوری محمد علی نے جو الفاظ استعمال کیے ہیں اُس کی طرف ہم نفرت ظاہر کرتے ہیں۔ ہم قرآن و کعبہ کے ساتھ ہیں۔ جو اس کے خلاف ہو اُس پر خدا کا قہر نازل ہو۔ فقط

(سلیمان حاجی طیب قادریہ از کورہا ضلع امراوتی)

ویراپلی ضلع کڑپہ

رامپوری محمد علی صاحب کی قدر و منزلت جیسی کچھ میرے دل میں ہے وہ خدا جانتا ہے۔ مگر ان کے غسل خانہ کا مضمون وغیرہ پڑھ کر وہ میرے دل سے اُتر گئے۔ اللہ پاک انھیں توفیق رفیق عطا کرے۔ آمین۔ میں اور تمام مسلمانان ویراپلی کعبہ اور قرآن شریف کے ساتھ ہیں۔ رامپوری محمد علی کی تبلیغ کے خلاف تحریک سے ہمیں حیرت اور سخت نفرت ہے۔ ہم لوگ اپنی جان اور مال اسلام پر قربان کرنے کو تیار ہیں۔ یہ جھگڑے کی آپ کچھ بھی پروا نہ کیجیے اور بدستور تبلیغی کام جاری رکھیے گا۔ بیجا الزامات کا معقول جواب دیجیے مگر اس واہیات جھگڑے میں اپنا قیمتی وقت ضائع نہ کیجیے۔ (خاکسار محمد لال خاں ادیب گڈپوی محرر پولس تھانہ و ڈاکخانہ ویراپلی۔ ضلع کڑپہ)

ٹیاگڈھ

ہم لوگ قرآن شریف وخانہ کعبہ کے ساتھ ہیں اور ہمارا تن من دھن، دنیا کی عزیز ترین نعمتیں اس کے اوپر قربان ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ جو شخص خواہ وہ کوئی ہو۔ اسکا حامی ومددگار رہتیں وہ مسلمان نہیں۔ اسلام کا دشمن ہے۔ اس کا منکر کافر ہے۔ اور کہ قرآن شریف یا خانہ کعبہ کے خلاف غیر مہذب کسی قسم کا کلمہ نکالنا کفر تک پہنچا کر کافر بنا دیتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے ظاہری راہ نما، پیشوائے "ہندوستان" مسٹر محمد علی صاحب رامپوری ایڈیٹر ہمدرد دہلی کا بھرے کافروں کے دربار میں صرف کافروں کی خوشنودی کے لیے فخریہ کہنا۔ "کہ اگر ہندو کعبہ کی بے حرمتی کریں اور اگر ہندو قرآن کو ٹھوکر ماریں..... تب بھی میں ہاتھ نہ اٹھاؤں گا"

اور یہ کہنا کہ "میرے..... غسلخانہ کا فرش..... حرم کعبہ کے فرش سے زیادہ پاک صاف ہے"

اور یہ فرمانا کہ " محمد صاحب کے بعد اگر میں کوئی الشان دیکھتا ہوں تو وہ مہاتما گاندھی ہیں" کفر تک پہنچاتا ہے۔ خداوند کریم ایسے گمراہ مسلمانوں کو ہدایت دے اور راہ راست پر لائے آمین۔ آپ کا تبلیغی کام مسلمانان ہند کو ایک خطرۂ عظیم سے بچاتا ہے اور شدھی وسنگھٹن کا قلع قمع کرتا ہے۔ لہذا آپ برائے خدا و بواسطہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا تبلیغی کام ایک سکنڈ کے لیے بھی بند نہ کیجیے۔ ہم لوگ آپ کے تبلیغی کام کی دل سے قدر و تائید کرتے ہیں اور آپ کے تبلیغی کام کے مٹانے والے کو مسلمان اور اسلام کا سخت ترین دشمن سمجھتے ہیں۔ فی زمانہ ہر حال میں تبلیغ اسلام کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اسکا مٹانیوالا منکر و کافر ہے، خواہ وہ کوئی ہو۔

مسٹر محمد علی صاحب (رامپوری ایڈیٹر ہمدرد دہلی) اور ان کے "معتقدین پارٹی" کا ہمیشہ سے یہ شیوہ رہا ہے کہ جس نے ان کی حمایت نہیں کی یا ان کے قول وفعل کا ساتھ نہیں دیا یا ان کے قول وفعل کی ناشائستہ حرکات کی مخالفت کر کے اظہار حق کیا، اسکو "گورنمنٹ کا جاسوس" و "گورنمنٹ کا ایجنٹ" بنا کر جھوٹی مخالفت کرتے رہتے ہیں۔

آج آپ پر گورنمنٹ کی جاسوسی کا جھوٹا اور بیہودہ الزام لگا کر مسٹر محمد علی صاحب اپنے کانگریسی ہندو لیڈروں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور آپ کے تبلیغی کام کو روک کر ہندوؤں کا خیر خواہ بننا چاہتے ہیں، ان کا پرچہ ہمدرد، الجمعیۃ، الامان، مدینہ، خلافت وغیرہ نے جو کچھ آپ کے اور آپ کے تبلیغی کام کے اور آپ کے تبلیغی **رفیقوں** کے خلاف سخت ترین قابل افسوس زہر اگلا ہے اور جھوٹی مخالفت کر کے اعلان جنگ کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب سنگھٹن سورما کامیاب ہونگے اور شدھی کی بدھی بڑھے گی، کیونکہ مثل مشہور ہے کہ "بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا"

آخر میں یہ عرض ہے کہ آپ اس تعصبانہ مخالفتی جنگ سے گھبرائینگے نہیں، حق پرست مسلمانوں کے ساتھ زمانہ سے ہوتا چلا آتا ہے اور ہوتا چلا جائیگا۔ یہ تبلیغ اسلام کے حامیوں کیلئے میدان آزمائش ہے۔ آپ اور آپ کے تبلیغی رفیق اچھی طرح سے مسٹر محمد علی اور انکے "حمایتی پارٹی" کا مقابلہ کریں گے۔ خدا آپ کا اور آپ کے کاموں کا مددگار ہے۔ ہم لوگ خدا سے دعا کرتے ہیں کہ آپ کو آپکے دینی و دنیاوی دشمنوں پر خدا فتح دے آمین۔

اس مضمون کو بعد تصحیح کے اگر مناسب جانیں تو اخبار میں درج فرما کر مشکور فرماویں۔ والسلام

راقمان :- ۱ خادم ابوالحیا محمد حبیب اللہ ستیہ پال "الست بہادر" شاہ آبادی۔ بڑا ستان مٹیا گڑھ۔ ضلع ۲۴ پرگنہ (بنگال)

۲۔ جناب مولوی حکیم عبدالرزاق خاں صاحب چھپروی۔ نیا بازار۔ مٹیا گڑھ

۳۔ جناب حافظ سراج الحق صاحب گورکھپوری۔ 〃 〃

۴۔ جناب چندی خلیفہ صاحب کانپوری۔ لائیٹ کنٹراکٹر۔ 〃 〃

۵۔ جناب منصور خاں صاحب کانپوری۔ زردہ منوفکچرر 〃 〃

۶۔ جناب عظیم اللہ صاحب کانپوری۔ دری کنٹراکٹر 〃 〃

کلکتہ	(۱) ۲۶ نومبر ۱۹۲۶ء جمعہ کی تقریر میں مولانا محمد علی رامپوری نے کہا تھا کہ

خواجہ صاحب نے بہت سے مکانات بنوائے ہیں اور میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ لہذا انصاف بھی یہی کہتا ہے کہ ایک مکان بیچارے مولانا محمد علی رامپوری صاحب کو دیدیجئے۔ تاکہ اُن کے رشک میں کمی ہو۔ والسلام۔ (نظام الدین۔ کلکتہ)

(۴۷) میں رامپور کا رہنے والا ہوں۔ اور کلکتہ میں دوا کا کام کرتا ہوں۔ جس معاملہ میں اور جن صاحب کے متعلق میں یہ خط تحریر کر رہا ہوں وہ بھی میرے ہموطن یعنی رامپور کے ہیں اور اُن سے میں متعدد بار ملاقات بھی کر چکا ہوں۔ حتّٰی کہ جس وقت وہ چھنڈواڑہ میں نظر بند تھے۔ تب بھی میں محض اُن سے ملنے کے لیے اپنے کاروبار کا نقصان کر کے گیا تھا۔ اور پندرہ روز چھنڈواڑہ میں رہا بھی اور راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر ان کے لیے دُعائیں مانگتا تھا۔ اسلیے کہ یہ صاحبان ظاہر میں اسلام کے ہمدرد معلوم ہوتے تھے۔ اور میں ان صاحبان کو مسلمانوں کی ترقی کا ذریعہ سمجھتا تھا مگر افسوس کہ ع موم سمجھتے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا۔ کے واقعات نے کایا پلیٹ دی، دل ٹوٹ گیا۔ اب کس پر اعتبار کیا جائے۔ گذشتہ واقعات کو نظرانداز کر کے اس تازہ جھگڑے کو لے لیجیے۔ کہ جو حضور کے اور محمد علی صاحب کے مابین چل رہا ہے اور جس کے متعلق بہت غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پہ پہنچا ہوں کہ میرے ہموطن مولانا محمد علی صاحب چٹھی وغیرہ کی آڑ لیکر حضور کو بدنام کر کے تحریک تبلیغ کو مٹانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ یہ وہ متعدد بار کہہ چکے ہیں کہ حسن نظامی اور اُسکا کام یعنی یہی تبلیغ واشاعت اسلام میرے راہِ عمل میں ایک روڑہ ہے جسکو میں صاف کرنا چاہتا ہوں (باوجودیکہ یہ سمجھتے بھی ہیں کہ تبلیغ ہر ایک مسلمان پر فرض ہے) تو اب یہ مخالفت حضور سے نہیں بلکہ تبلیغ سے اور تبلیغ سے نہیں بلکہ خدا کے کلام سے اور خدا کے کلام سے نہیں خاص خدا اور خدا کی ساری خدائی سے ہے۔ جسکی وجہ سے میں اور میرا گوشت پوست ہڈی ہڈی اُس شخص کی مخالف ہے جو ایسی مخالفتوں کا مرتکب ہو۔ ایسی حب الوطنی کو دور سے سلام جس سے ہمارا ایمان خراب ہو، جس سے اسلام خطرہ میں پڑ جائے۔ کیونکہ ہمیشہ دنیا میں رہنا نہیں ہے مرنا ہے اور ضرور مرنا ہے۔ لہذا میں از روئے ایمان کہتا ہوں کہ حضور کا کوئی قصور نہیں ہے

بلکہ حضور پر یہ اتہام لگایا گیا ہے بہتان عظیم ہے۔ لہذا حضور حق صداقت کے منکشف کرنے میں حتی الوسع کوشاں رہیے۔ حق گو اور حق جو کی ہمیشہ فتح ہوتی ہے۔ حق حق والوں کو ملتا ہے۔
(دعا کا طالب:۔ احمد نظامی رامپوری ۲ کاش ناتھ ملک لین کلکتہ)

(۴۳) جس طرح آپ سے میں واقف ہوں اسلیے بھی کہ دہلی کا رہنے والا ہوں اُس سے کم میں محمد علی صاحب سے بھی واقف ہوں بلکہ آپ سے تو ملاقات نہیں ہوئی اور محمد علی کلاس فیلو رہے۔ خیر کسی طرح دل گوارا نہیں کرتا کہ آپنے یہ کام جسے مخبری کہا جاتا ہے عداوتاً یا کسی ذاتی مفاد کے واسطے کیا ہوگا۔ اگر اچھی نیت سے کیا ہے تو میں اپنے خیال سے الزام نہ دونگا۔ جو کام اشاعت اسلام کا آپ کر رہے ہیں خدا اُس میں برکت دے اسکی ضرورت ہے بلکہ اشد ضرورت ہے۔ طوطی کی صدا کون سنتا ہے میں جانتا ہوں مگر شاید اور بھی اس خیال کے ہوں اور یہی کہیں۔

محمد علی صاحب جو بھی لکھیں اُس سے واقعی کوئی انقلاب آپ میں نہیں ہو سکتا اور ایسے ہی محمد علی صاحب کی فدائی آپ کی تحریروں سے انکو چھوڑ نہیں سکتے۔ جس نے گزشتہ سالوں کے طوفان بے تمیزی سے مفید نتیجہ نہ نکالا وہ اور کیا سمجھے گا۔ برادران وطن یعنی اہل ہنود کے خوش کرنے کے واسطے ہمارے معزز لیڈروں نے کیا کیا نہیں کیا۔ ماتھے پر قشقہ لگایا۔ کلکتہ کی مسجد میں لالہ جی کو ممبر پر لیجا کر کھڑا کر دیا۔ آج دہلی برادران وطن ہیں جو اپنی ہستی کو ۲۲ کروڑ جانکر اپنے سے تہائی خوشامد کرنیوالے ویسی بھائیوں پر کیا کیا ظلم کیے اور کر رہے ہیں۔

یہ سب کچھ اللہ کے سپرد کرنا ہے اور یہی ایک صورت ہے اور کوئی چارہ نہیں۔ آپ اپنے تبلیغی کام سے غافل نہ ہو جیے۔ اگر خدا کی توفیق شامل حال ہو تو اس تو تو میں میں کو ترک کر دیجیے ورنہ میرے کہنے سے نہ آپ سنینگے نہ محمد علی صاحب۔

اللہ جل شانہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے اور رحم کرے۔ آمین آمین ثم آمین۔
(دعا کا طالب دعا گو خاکسار سعید)

ضلع دربھنگہ

(۱) جب آپ نے اپنا حلفیہ بیان شائع کر کے اپنے آپ کو تمام الزامات سے بری ثابت کر دیا تو مولانا محمد علی کو لازم تھا کہ اس بیان پر اعتماد کرتے۔ مگر خباثت نفس اور ہٹ دھرمی نے ایسا نہیں ہونے دیا۔ اللہ رحم فرمائے۔ خواجہ صاحب ایک نقطہ میں ہی نہیں بلکہ ایک دنیا آپ کے تبلیغی جد و جہد پر فدا ہے۔ کسی کے خاک ڈالنے سے کیا ہو سکتا ہے ع کہیں خاک ڈالے سے چھپتا ہے چاند۔ دست بستہ گذارش ہے کہ صبر وحلم و استقلال کے ساتھ اپنے تبلیغی کام کو جاری رکھتے ہوئے دشمن کو نیچا دکھائیے۔ اللہ آپ کے ساتھ ہے۔ (محمد بشیر الدین موضع ملکی رجواڑہ ڈاکخانہ روسرا۔ ضلع دربھنگہ)

(۲) مایۂ ناز السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ تو اپنی بیتی کہہ رہے ہیں کچھ میری بھی سنیئے۔ جب خدا و خدا کا رسول زبان خلائق سے نہ بچا تو پھر آپ کیونکر بچ سکتے ہیں اور میرا تو یہ مسلک ہے سے

قفا خوریم و ملامت کشیم و خوش باشیم　　　　که در طریقتِ ما کافریست رنجیدن

آپ کس جھنجٹ میں پڑ گئے جلد نکلیے اور اپنا کام کیجیے۔ فقط

(محمد حسین خریدار درویش دین و دنیا و منادی ڈاکخانہ روسرا ضلع دربھنگہ)

مدناپور

مولانا محمد علی نے یہ وار آپ پر نہیں کیا بلکہ اسلام پر کیا۔ انشاء اللہ آپ غالب رہینگے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی غیر قوم کی خفیہ سازش میں پھنسکر اپنے لیڈری کے زعم میں آکر ایسے مشرکانہ کلمات کہے ہیں کہ جن کو سنکر میں اور میرا ایک دوست کشمیری شال مرچنٹ بہت دیر تک روتے رہے۔ آج تک کسی دین باطل کے لیڈروں نے اپنے دھرم کے بارہ میں کسی حقیر لفظ کا بھی نہیں استعمال کیا۔ تعجب ہے کہ ایک دین حق کا لیڈر اپنے دین کی نسبت ایسے مشرکانہ الفاظ زبان سے نکالے۔ انھوں نے اور ان کے مددگاروں نے چند دنوں کے واسطے ہندوؤں سے خوشنودی کا سارٹیفکیٹ لے لیا۔ مگر ہمیشہ کے واسطے دفتر اسلام سے نام کٹوا دیا۔ لہذا اُن کو چاہیے کہ بجائے محمد علی کے اپ اور کوئی نام رکھ لیں

کیونکہ محمد اور علی یہ دونوں تو اُن کے دشمن ٹھیرے۔ وہ کیسے سمجھدار ہیں کہ نعوذ باللہ دشمنوں کے نام سے پکارے جانے کو روا رکھتے ہیں۔ آپ اپنا کام تبلیغ برابر کیے جاویں۔ آپکا حامی اللہ اور رسول اور خاتون جنت ہیں۔ (ایس، ایم عبدالحکیم پوسٹ کاٹائی ضلع مدنا پور (بنگال)

راجشاہی آپ کا اعلان ٹھیک دیکھ دیکھ کر کلیجہ پاش پاش ہوا جاتا ہے۔ لہذا حسب فرمان مصطفوی المستشاد موتمن ناچیز گنہگار کامل خلوص و صداقت کے ساتھ آپ سے مستدعی ہے کہ ہندامت مرحومہ کی گئی گذری حالت پر نظر کرم فرماویں اور جیسا آپنے خود فرمایا ہے اپنے نانا جان صلعم (روحی فداہ) کی شاندار و بیمثل مراعات و رودا داری کی تقلید فرمائیں۔ صلح حدیبیہ کا مافوق الفطرت ضبط و حلم فداکاران اسلام کے لیے بسا غنیمت ہے۔ آپ جب صداقت و ایثار مجسم بن چکے ہیں تو پھر مسٹر محمد علی کی بھلا کیا طاقت کہ گرد و تہمت و افترا سے آپ کا دامن ملوث کر سکیں اور شمع تبلیغ گل کر نیکا دعویٰ تو مسیلمہ کذاب سے لیکر آج تک بشمار سر باختہ افراد نفاق کرتے چلے جارہے ہیں۔ بس یوں سمجھ لیجیے کہ اس تعداد مجانین میں ایک اور اضافہ ہوگیا اور وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ کا ایک اور بین ثبوت آپکو بطور بشارت مل گیا۔ کجا مسٹر کی ہرزہ بافی اور کجا آپ کی شان خواجگی؟ آپ کا بیان تو تردید و براءت کے لیے کافی و وافی ہے اور "مسٹر" پر سے "مولانا" کا ملمع اُتار چکا پھر آپکو اس جھگڑے سے کیا واسطہ؟ خدا کے واسطے شان اسلامی وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا پر نازاں ہوجیے اور ہم گنہگاروں کے توقعات کو پامال نہ فرمایئے۔ (عبدالحکیم پروفیسر)

آسام تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ مولانا محمد علی رامپوری تبلیغ اسلام سے باغی ہو گئے اور انھوں نے ہندوستان کے سب سے بڑے تبلیغی مرکز پر حملہ کر دیا۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے سب سے بڑے تبلیغی مرکز کو مولانا محمد علی کے حملہ سے بچاوے۔ مسلمانوں کو یاد ہوگا کہ مولانا محمد علی جب ایک دفعہ علیگڈھ گئے تھے تو ایک اچھوت مولانا کے پاس مسلمان ہونے کو آیا تھا تو مولانا نے آریوں کے حوالے کر دیا کہ اسکو شدھ کرلو

تو آریوں نے اسکو شدھ کرلیا - مولانا نے اسلیے اسکو مسلمان نہ بنایا کہ کہیں ہندو ناراض نہ ہوجائیں اگر ہندو ناراض ہوگئے تو پھر مہاتما گاندھی کی وزارت اور گاندھی کے بعد ہندوستان کی بادشاہی ملنی مشکل ہو گی - اسلیے اب مسلمانوں کو مٹانے اور ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے مولانا محمد علی نے سب سے بڑے تبلیغی مرکز پر حملہ کردیا - تاکہ ہندو یہ سمجھیں کہ ہندو جو کام خرچ کثیر کرکے نہ کرسکے اُسے ایک مسلمان لیڈر نے آنِ واحد میں انجام دیدیا اور آئندہ وہ بجائے گاندھی کے مولانا محمد علی کو بادشاہ بنائیں تاکہ مولانا کے ہاتھوں مسلمان تباہ ہوجائیں - (محمد حسین مکسویل بازار رمنی پور اسٹیٹ ڈاکخانہ اسیھال ملک آسام)

پیشاور (ا) آج سوامی محمد علی اپنے مشرک آقاؤں کو خوش کرنے کے خیال سے جناب کے خلاف فتنہ پردازی میں اپنے رفقاء کے ساتھ شبانہ روز مصروف ہیں اور اس ہندو پرست رامپوری اخبار نویس کی یہ دلی آرزو ہے کہ جس طرح سے بھی ہوسکے تبلیغ و اشاعتِ اسلام کا سلسلہ بند کر دیا جائے -

مکرمی خواجہ صاحب! یہ کوئی انوکھی بات نہیں - سردارِ دو عالم فخر رسل باعثِ کل رحمۃ للعالمین کے عہد عہد میں بھی منافقوں کے گروہ نے اعدائے دین سے ہر طرح سے عہد و پیمان کرکے موقع بموقع اسلام اور مسلمانوں کے برخلاف منصوبہ بازی کرکے اپنی عاقبت کو خراب کیا - اور بالآخر خسر الدنیا والاخرۃ کے مصداق یہ گروہ بجائے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہونچانے کے خود ذلیل و رسوا ہوا - اگرچہ منافق بظاہر اسلام کا دوست بنے ہوئے نظر آتے تھے اور بزعم خود ایک جماعت کے لیڈر بھی اپنے آپ کو خیال کرچکے تھے لیکن خداوند قدوس کی غیرت نے یہ گوارہ نہ کیا کہ منافق کی کوئی بھی آرزو پوری ہو - اور بالآخر کفار کے عرب کے مقابلہ منافق گروہ علی الاعلان مسلمانوں سے علیحدہ ہوگیا - کیونکہ ان کو یقین ہوگیا تھا کہ اب ضرور اسلام کی کامیابی ہے - ٹھیک اسی طرح آج سرزمین ہندوستان میں آریہ سماج پرستاران توحید پر حملہ کر رہا ہے - منافقین کا ایک گروہ عرصہ سے درپردہ اعدائے

دین سے وعدوعید کرچکا تھا۔ اور خفیہ تدابیر سے مسلم قوم کے جہاز مراد کو تباہی اور بربادی کی خلیج کی طرف دھکیلنا چاہتا تھا۔ اور اعداءِ دین اسلام کے خلاف جب جناب نے تبلیغی کام شروع کر کے دشمنوں کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ تو آج یہ گروہ منافقین علی الاعلان حامیان دین متین مقدس مذہب اسلام کے مبلغین کے خلاف ہو کر اشاعت دین اسلام کے سلسلہ کو بند کرنا چاہتا ہے۔ مکرمی خواجہ! آج ہندوستان کے مسلمانوں کے امتحان کا موقع ہے آپ تسلی رکھیے۔ مسلمان اخیر دم تک آپ کے ساتھ اشاعت و تبلیغ دین کے لیے پروانہ وار شمع توحید و رسالت پر قربان ہونے کو تیار ہیں۔

کیا ہوا۔ کہ اگر عبداللہ ابن ابی سرگروہ منافقین جس طرح کفار مکہ کی حمایت اور دوستی کے خیال سے جان نثارانِ اسلام صحابہ کرام کی جماعت سے علیحدہ ہو گیا۔ آج سوامی محمد علی اپنی پارٹی کے ساتھ مشرکین ہند کو خوش کرنے کے لیے مبلغین اسلام کی جماعت سے علیحدہ ہو گیا تو یقین کیجیے کہ عبداللہ ابن اُبی سرگروہ منافقین عرب کی طرح سوامی محمد علی سرگروہ منافقین ہند خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ کے مصداق ذلیل و رسوا ہو گا۔

پیارے خواجہ! آپ تو سلطان العارفین نظام ملت والدین محبوب اولیاءؒ کے جانشین ہیں تبلیغ اسلام تو آپ کا جدی ورثہ ہے اور مشرکان ہند ہمیشہ سے نظامیہ مشن کی کامیابی کو دیکھ دیکھ کر پیچ و تاب کھاتے ہوئے تھے۔ بھلا یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ آپ نظامیہ مشن کو بند کر دیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مبلغین اسلام کا خود حامی و ناصر ہے۔ یہ الٰہی چراغ کبھی گل نہیں ہو سکتا۔

چراغے را کہ ایزد بر فروزد ہر آنکہ تف زند ریشش بسوزد

ایک مضمون ارسال خدمت ہے۔ غریبوں کے اخبار میں شائع فرما کر فقیر کو مشکور کریں پشاور میں منافقین کے خفیہ کاموں کے طشت از بام ہونے سے مسلمانوں پر حقیقت واضح ہو چکی ہے۔ فقط (نیاز مند صوفی حاجی محمد قادری)

سوامی محمد علی کی مخالفت تبلیغ

دشمنان اسلام پوری مستعدی کی کوشش

کے ساتھ مسلمانانِ ہندوستان کے خلاف شبانہ روز اس کوشش میں مصروف ہیں۔ کہ ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں کو توحید اور رسالت سے منکر کر کے بت پرست بنا دیا جاوے اور اعدائے دین کی یہ دلی تمنا ہے کہ ہندوستان میں ایک بھی متنفس خدائے وحدہٗ لاشریک کو ماننے والا کہیں نظر نہ آئے اور ہندوستان فی الواقعی ہندوستان ہو۔ غرضیکہ آج جگالی کرنیوالے حیوان کے پجاری۔ خداوند قدوس حیّ و قیوم کے پرستاروں کے نام الٹی میٹم دے چکے ہیں۔ کہ یا تو وہ سرزمین ہندوستان سے ہجرت کر کے چلے جاویں اور یا کفر و شرک کی آگ میں بھسم ہو کر اسلام سے دست بردار ہو جاویں۔ اس مقصد میں کامیاب ہونے کے لیے سب سے اول ۱۸۵۷ء کے غدر میں مسلمانوں کو دھوکہ دیکر اپنے ساتھ ملا کر ایک عظیم نقصان مسلمانوں کو پہونچایا گیا جسکا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ خاندان مغلیہ کی آخری یادگار کے چراغ کو بھی گُل کر دیا گیا۔ ایسے اڑے وقت میں جبکہ چالاک دشمن نے برٹش گورنمنٹ اور مسلمانوں کے درمیان منافرت اور بدظنی کی خلیج کو وسیع تر کر دینا اپنا وسیلہ کرنا چاہا۔ اور قریب تھا کہ حکام وقت ہمیشہ کے لیے مسلم قوم سے بدظن اور متنفر ہو جاتے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مسبب الاسباب خداوند کریم نے سر سید علیہ الرحمۃ کو مسلمانوں کے لیے خضر راہ بنایا کہ جس کی کوشش اور سعی سے ہندوستان کی مسلم قوم میں از سر نو پھر اپنی زیست کا خیال پیدا ہوا۔ اور دشمن اسلام کے منصوبے خاک میں مل گئے۔

بعدہٗ ۱۹۱۸ء میں چالاک اور ہوشیار دشمن دین نے عدم تعاون کے ذریعہ مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنا چاہا۔ اور چند ایک نام نہاد لیڈروں کو ساتھ ملا کر ملک میں عدم تعاون کی تحریک جاری کر دی۔ اور اسلامی درسگاہوں پر حملہ کر دیا سوامی محمد علی دشمن کی اس فوج کے جرنیل بنے اور اپنی ناعاقبت اندیشی سے مسلمانوں کو ایک فتنۂ عظیم میں مبتلا کر دیا۔ ایسے سخت وقت میں سر میاں فضل حسین صاحب بالقابہ۔ سر عبدالرحیم صاحب اور دیگر حضرات نے اس فتنہ کی سرکوبی کی۔ جن کی مساعی سے کچھ مسلمانوں کو خیال پیدا ہوا۔ اور ان نام نہاد لیڈروں کے مکائد سے واقف ہونے لگے۔

ایک طرف سوامی محمد علی اس فوج کے کمانڈر تھے جو مسلمانوں پر حملہ آور تھی

دوسری طرف سوامی محمد علی صاحب نے اپنے مشرک آقاؤں کو جامع مسجد کے ممبر پر بٹھایا۔ اور سوامی شردھانند کو اپنا لیڈر تسلیم کیا۔ چالاک دشمنوں نے موقع کو غنیمت سمجھ کر ہندو مسلم اتحاد کا راگ الاپ کر مسلم قوم کو دھوکہ دیا۔ ایسے وقت میں جبکہ سوامی محمد علی صاحب مہاشہ شردھانند کو اپنا پیشوا اور لیڈر بنا کر مسلم قوم کی کشتی کو تباہی اور بربادی کے سمندر میں دھکیل رہا

سوامی شردھانند جب سوامی محمد علی صاحب کی کوشش سے ہندو مسلم کے لیڈر تسلیم کیے گئے اور جامع مسجد دہلی میں سوامی شردھانند کے تقریر کرنے کے موقع پر سوامی شردہانند کے فوٹو لیے گئے۔ ان فوٹو کے ذریعہ فتنۂ ارتداد کے موقع پر دیہاتی لوگوں کو سمجھایا گیا کہ سوامی شردھانند ہندو مسلم لیڈر تسلیم کیے گئے ہیں۔ اور ان کا فرمان ہے۔ کہ تمام ہندوستانی ویدک دھرم اختیار کریں۔ چنانچہ محمد علی شوکت علی بھی ایک کامن فیتھ کو جاری کرنا چاہتے ہیں۔ لہذا سوراج حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ تمام ہندوستانی ویدک دھرم کو قبول کریں۔ اور جو شخص اس کے برخلاف کہے وہ سرکاری جاسوس ہوگا۔ چنانچہ غریب جاہل دیہاتیوں کو دھوکہ دیکر اپنے دام تزویر میں اعدائے دین اسلام نے پھنسا دیا۔ اور جگہ جگہ شدھی کا بازار گرم ہوگیا۔ ایسے وقت میں جب مولوی صاحبان دیہاتوں میں فتنۂ ارتداد کے انسداد کے لیے جایا کرتے تھے، جاہل دیہاتی اُن کو سرکاری مخبر اور جاسوس سمجھ کر انکی سخت مخالفت کرتے تھے۔ بالآخر یہ راز فاش ہوگیا اور مسلم قوم نے اپنی ہستی کو قائم رکھنے کے لیے سوچنا شروع کیا۔ اور مدافعانہ پالیسی پر عمل کرکے سلسلہ تبلیغ و اشاعت شروع کردیا۔ تو سوامی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کار نے اپنے مشرک آقاؤں کو خوش کرنے کے خیال سے تبلیغ اسلام کو بند کرنا چاہا۔ اور سوراج کے سبز باغ دکھا کر مسلمانوں کو پھر تباہ اور برباد کرنا چاہا

سوامی محمد علی صاحب جنہوں نے مسلمانوں سے مختلف چندوں کے نام سے لکھوکھا روپئے حاصل کرکے بغیر ڈکار لیے ہضم کرچکے تھے وہ ہندوؤں کے اسقدر دلدادہ ہوچکے ہیں کہ

وہ چاہتے ہیں کہ مسلم قوم کو بھی اپنی طرح ہندو پرست بنا دیں۔

ایسے نازک وقت میں جبکہ چاروں طرف شدھی اور ارتداد کا بازار گرم ہے اور مشرک قوم اپنی کامیابی اور حصول مقصد کے خواب دیکھ رہی تھی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت اقدس خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ کو اپنے فضل و کرم سے یہ توفیق دی کہ انھوں نے اپنے تبلیغی مشن کے ذریعہ دشمنانِ اسلام کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا اور آج آریہ سماج کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ آریہ سماج کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا اور اُن کی ہمت پست ہو گئی اور اُن کو یقین ہو گیا کہ اگر خواجہ حسن نظامی کا یہ تبلیغی مشن قائم رہا تو ایک دن یہ ہندوستان ضرور اسلامستان بن جائیگا اور آج جہاں اوم کا جھنڈا لہراتا ہے کل کو وہاں پرچم اسلامی نظر آئیگا۔

چونکہ اب آریہ سماج کو یہ ضروری معلوم ہوا کہ جس طرح سے بھی ہو سکے نظامیہ مشن کو بند کرانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ جب ہر ایک طرح کی کوشش کرنیکے باوجود آریہ سماج کو ناکامی ہوئی تو آریہ سماج نے سوامی محمد علی صاحب جیسے زر پرست الناس کو اس کام کے لیے موزوں خیال کیا۔ اور بالآخر سوامی محمد علی صاحب اپنے مشرک کو خوش کرنے کے لیے ناعاقبت اندیشی سے میدان میں کود پڑے اور انھوں نے خواجہ حسن نظامی کے مشن کو بند کر دینے کے لیے اپنا نیا سوانگ بھرنا شروع کر دیا ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش　　من انداز قدت را می شناسم

اب مسلم قوم کو بخوبی معلوم ہو چکا ہے کہ سوامی محمد علی صاحب محض تبلیغ اسلام کو بند کرنا چاہتے ہیں اور صرف اسی لیے انھوں نے خواجہ حسن نظامی سے اختلاف کرنا شروع کر دیا ہے لیکن سوامی محمد علی کو یاد رہے کہ آپ مسلم قوم کی حالت پر رحم کیجیے۔ اور انشاء اللہ العزیز یہ تبلیغ اسلام کا سلسلہ اُس وقت تک بند نہ ہوگا جب تک کہ ایک بھی مسلمان ہندوستان میں باقی ہے فقط۔ (راقم صوفی حاجی محمد جہانگیر پورہ پشاور)

(۲) واضح ہو کہ رامپوری کی اُس گستاخی کو جو اُس نے کعبہ و قرآن کی شان میں کی

پڑھ کر از حد رنج و الم ہوا - افسوس ہے کہ اگر حکومت اسلام کی ہوتی تو محمد علی اپنی حرکت سفلانہ کا خمیازہ ضرور اٹھاتے۔

نہ معلوم آج کل کے مُلّاؤں کو کیا ہو گیا ہے کہ ان تمام واقعات کے ظہور پذیر ہونے کے بعد بھی اُن کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی ۔مسٹر محمد علی کے برخلاف صدائے حق بلند کرنا اور قلم اُٹھانا، گویا اُن کے لیے سمِ قاتل ہے ۔معلوم ہوتا ہے کہ یہ حلوا خور اور محمد علی ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں ۔جس طرح مولانا محمد علی نے خلافت کی آڑ میں اپنا گھر بھر لیا ہے اُسی طرح یہ حلوا خور ملاجن کو صرف حلوا خوری سے واسطہ ہے ۔امامت کی آڑ میں اپنا پیٹ پال رہے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ کہیں محمد علی کے برخلاف قلم اٹھانے سے اُنکی روزی نہ ماری جائے اور یہ نہیں سمجھتے کہ رازق سب کا وہی رزّاقِ عالم صانع حقیقی ہے۔

مگر ان سب معاملات سے قطع نظر کرتے ہوئے چونکہ ہر مسلمان سوائے..... اپنی جان و مال کو لازمی طور پر کعبہ و قرآن سے وابستہ سمجھتا ہے اور اسکے سامنے رامپوری محمد علی کی ہستی کو ہیچ خیال کرتا ہے ۔چونکہ میں بھی مسلمان ہوں ۔اور اسلام کا خون میرے جسم میں موجزن ہے ۔لہٰذا میں رامپوری ٹٹو پر نفریں کرتا ہوا ۔اس کی سفلانہ حرکت پر تاسف کرتا ہوا حضور کے ہر حکم کی تعمیل کو بدل و جان حاضر ہوں۔

(نیاز مند محمد اکرم نظامی احاطہ حسن خان پشاور چھاونی)

(۳) اخبار شادی خاکسار کی نظر سے گذرا جس سے حضور والا د مولانا محمد علی کی جنگ وجدال کا حال پڑھ کر از حد افسوس ہوا ۔جو مسلمان کہلانے کے باوجود کعبہ و قرآن کی قدر و منزلت اپنے دل میں نہ رکھتا ہو بلکہ اس کے ٹھکرانے پر بھی گریز نہ کرے ۔اس سے بڑھ کر دنیا میں قابل نفریں کون ہے ؟

میری فہم ناقص میں اس کو مسلمان کہنے والا بھی مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں جس شخص کے دل میں ذرا بھی احساس ہے وہ زر و مال تو کیا بلکہ جان سے بھی گریز نہ کریگا۔

میں چونکہ مسلمان ہوں اور اسلام میرے رگ و ریشے میں پیوست ہے اس لیے میں مسٹر محمد علی کو قابلِ نفرت تسلیم کرتا ہوا، حضور کے ہر ایک حکم کی پیروی کرنے کو تیار ہوں۔ والسلام۔ (نیاز مند حاجی محمد اسمٰعیل نظامی احاطہ حسن خاں صدر بازار پشاور)

رزمک

السلام علیکم۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر بلیات ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین۔ یکم دسمبر ۱۹۲۶ء کا پرچہ پڑھا۔ مولانا محمد علی کی مخالفت کا ذکر پڑھا نہایت افسوس ہوا کہ ایسے گندم نما جو فروش نام کے مسلمان ابھی تک امت محمدی میں باقی ہیں۔ خداوند کریم مولانا کو ہدایت کرے۔ ان کو چاہیے کہ توبہ کریں۔ ورنہ خداوند کریم ان کو ایسے عذاب میں مبتلا کریگا کہ چھٹکارہ مشکل ہو گا۔ اور آپ کو خداوند کریم اپنے کاموں میں برکت ہمت عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ اور میں اور تمام مسلمان جسمیں ایمان کا قطرہ ہو۔ وہ کعبہ و قرآن شریف کا ساتھ دینگے۔ اور مولانا خداوند کریم سے معافی مانگے۔ اگر نہیں تو خداوند کریم اسکو غارت کرے جیسے کہ پہلے ہو چکے ہیں اور آپ حق پر ہیں۔ خداوند آپ کو فتح دیگا فقط والسلام۔ (طالب دعا محمد اکرم سیفی کیمپ رزمک)

فورٹ منرو

چونکہ حضرت خواجہ صاحب نے تمام مسلمانوں کو اپنے خط میں مخاطب کیا ہے۔ اسلیے ہم عاجز ترین خادمان اسلام اپنی سمجھ کے موافق مندرجہ ذیل جواب عرض کرتے ہیں:۔

ہماری مشترکہ التماس یہ ہے کہ کوئی شخص اہل اسلام میں محض اس وجہ سے مکرم و محترم نہیں ہوسکتا کہ وہ ملک کا بڑا لیڈر ہے یا اس میں مضمون نگاری کی کوئی خاص قابلیت ہے۔ بلکہ مسلمان اس شخص پر دل و جان سے فدا ہوتے ہیں جو سب سے زیادہ اسلام کی خدمت کرے۔ بحیثیت بنی نوع انسان ہونے کے خواجہ حسن نظامی اور مولانا محمد علی دونو ایک جیسے ہیں۔ لیکن خادم اسلام ہونے کی حیثیت میں ہم دستخط کنندگان کی رائے میں زیادہ خصوصیت آپ کو حاصل ہے وہ مولانا محمد علی کو ہرگز نہیں ہوسکتی۔

آپکے تحریر کردہ مقدمہ کی روئداد بغور مطالعہ کرنے کے بعد ہم سب اس رائے کا اظہار نہایت ایمانداری سے الاعلان کرتے ہیں۔ کہ یہ تمام گڑبڑ مولانا محمد علی کی فتنہ پردازی پر دلالت کرتی ہے۔ آپ اس میں خدا کے فضل سے بالکل سچے ہیں۔ اسلیے تبلیغ اسلام کا اہم کام انشاءاللہ آپ اور صرف آپ ہی کرینگے۔ دوسرا کوئی شخص نہیں کرسکتا۔ فقط والسلام۔

خاکسار نذر محمد خاں ٹھیکیدار فورٹ منرو۔ حافظ چاند خاں محرر پوسٹ ڈاکخانہ فورٹ منرو

مجمع بلوچان علاقہ جو دستخط نہیں کرسکتے۔ مجمع مستریان جو دستخط نہیں کرسکتے

کوہاٹ

مسٹر محمد علی لالچی سے مقابلہ کرنا بھی تبلیغ میں داخل ہے کیونکہ ایک مسلم گریجویٹ کو آریہ لوگوں نے زر زمین زن کا طمع دے کر نیم مرتد تو بنا لیا اب اشدھی کرنا چاہتے ہیں۔ میرے خیال میں ننو جاہل ملکانوں کو مسلمان بنانے سے یہ بہتر ہے کہ اس پڑھے ہوئے جاہل کو اشدھی ہونے سے روکنے کے لیے مقابلہ جاری رکھا جائے۔ ورنہ یہ حرص کا بندہ دھرمپال کی طرح آریوں میں ملجاویگا۔ ابھی تو کعبہ و قرآن کی ہندوؤں کے سامنے کچھ حقیقت نہیں سمجھتا۔ پھر معلوم یہ کس قسم کی ترک اسلام کتاب لکھ ڈالے، ابھی تو اس کی درستی کی توقع ہے۔ اسلیے بڑی شدومد سے اسکا مقابلہ جاری ہی رکھا جائے تو اچھا ہے تاکہ مولانا ثناءاللہ کی طرح ترکِ اسلام لکھنے کی آپ کو ضرورت نہ پڑے۔

چونکہ آج کل جنگ کے عنوان کے مضمون ہر اخبار زیادہ لکھتا ہے اسلیے محمد علی کے جنگ چھیڑنے کی ایک وجہ اشاعت اخبار بھی معلوم ہوتی ہے۔ اسمیں بھی لالچ دامنگیر ہے۔ جناب خواجہ صاحب! اِن محمد علی کا تو دن رات یہ وظیفہ ہے یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ۔ پھر ایسے شخص کو اشدھ ہوتے کیا دیر لگتی ہے۔ خواجہ صاحب! گاندھی کو دعوتِ اسلام دینے سے بھی یہ بہتر ہے کہ اسکو مرتد ہونے سے روکا جائے۔ گاندھی کو قرآن پڑھانا پڑتا۔ یہ حافظ ہوکر اندھا ہوا جاتا ہے ؎ اگر بینم کہ نابینا و چاہ است۔ اگر خاموش بنشینم گناہ است۔ فقط (عبدالرزاق نظامی از عدالت ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر ضلع کوہاٹ)

ضلع نینی تال

میرے پاس اخبار الامان آتا ہے جسکی گذشتہ متواتر اشاعت سے جو خبریں آنجناب کے متعلق شائع ہوئی ہیں اُن کو پڑھ کر میری حیرت اور تعجب کی کوئی انتہا نہ تھی اور جب سے اُس مضمون کو دیکھا تھا ایک خلش دل میں تھی۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ ۸ دسمبر ۳۶ء کے رسالہ پیشوا میں آنجناب کا بیان حلفی مع مدلل بحث کے ساتھ شائع ہوگیا۔ جسکے پڑھنے سے تمام شکوک رفع ہوگئے۔ اور پھر وہ انسان جسکو خدا نے عقل سلیم عطا فرمائی ہے ہر دو مضمون کا موازنہ کرکے بہت جلد نتیجہ پر پہونچ سکتا ہے۔ افسوس تو اس امر کا ہے کہ جبکہ اسلام خطرہ میں ہے اور ہر چہار طرف سے اسپر یورش ہورہی ہے ایسے وقت میں اسلام کے مقتدر رہنماؤں کا فرض تھا کہ وہ سب متفق ہوکر جد وجہد کرتے نہ کہ برعکس اسکے آپس کی لڑائی جھگڑوں سے فرصت نہیں ہے۔ جسکو دیکھیے ایک دوسرے پر حملہ کر رہا ہے۔ کیا قیامت کی بات ہے اور اور اسپر جسقدر بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ ہر وہ مسلمان جس نے آنجناب کا بیان حلفی دیکھا ہے اس پر یقین کریگا اور ہر مسلمان کو یقین کرنا چاہیے۔ اور قسم ایک ایسی چیز ہے کہ خواہ وہ جھوٹی کیوں نہ ہو اگر ایک مسلمان قسم کھائے تو اُسپر ہر مسلمان کو یقین کرنا چاہیے۔ میں آنجناب کو اس تبلیغی خدمات کی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم اپنے حبیب پاک کے صدقہ میں آنجناب کو فتح و نصرت نصیب کرے اور آنجناب کا اقتدار روز افزوں ترقی کرے آمین۔ ثم آمین۔

مولانا محمد علی صاحب کی ذات گرامی سے دنیا کا بچہ بچہ واقف ہے۔ نیز اُن کے ہمخیال صاحبان سے بھی دنیا کو بہت کچھ واقفیت ہے۔ جس کے اظہار کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ میں آنجناب کے صبر و تحمل اور سلیم الطبع ہونے کی جس قدر بھی تعریف کروں کم ہے۔ مولانا مظہر الدین صاحب نیز مولانا محمد علی صاحب کا طرز تحریر آنجناب کے متعلق کسقدر بد ترین اور دل آزار ہے۔ برعکس اسکے آنجناب نے خاندانی شرافت اور ذاتی بزرگی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور کس قدر انسانیت اور شرافت کے ساتھ جواب دیا ہے۔ کاش کہ مخالف حضرات اس بیان سے اخلاقی سبق حاصل کریں۔

خیر خداوند کریم ایسے حضرات کو راہ راست پر لائے۔ آمین

آنجناب کی ہستی بھی اس دنیا میں ایک بہترین ہستی ہے۔ اور آنجناب نے جو اسلام کی قابل قدر خدمات انجام دی ہیں اسکو دنیا پھر ایک مسرت کی اور قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے آنجناب نے تبلیغی کام میں جو کچھ تکالیف برداشت کی ہیں اور جس قدر کامیابی آنجناب کو ہوئی ہے اُس کا اندازہ کچھ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو کہ تبلیغ کو ایک خاص فرض سمجھتے ہیں آجکل تبلیغ کی بہت سخت ضرورت ہے جبکہ شدھی کی مسموم ہوا سے ہر جگہ کی فضا مکدر ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ خادم بھی یہاں سے کوشش کر کے کچھ چندہ ارسال خدمت کریگا۔ میں اپنا تعارف کرنا آپ سے صرف اس قدر کافی سمجھتا ہوں کہ ایک مسلمان ہوں اور بسلسلۂ ملازمت یہاں پر ہوں اصلی وطن بانس بریلی ہے۔ (آپکا خادم اکرام از کمشنر ڈاکخانہ رینالہ ضلع نینی تال)

منزی

بحوالہ اخبار منادی یکم دسمبر ۲۲ء بجواب مضمون بعنوان محمد علی پیارا ہے یا کعبہ و قرآن عرض ہے کہ مجھے کو بالکل کعبہ و قرآن پیارا ہے۔ محمد علی ہرگز پیارا نہیں۔ جب میں یہ مضمون پڑھ رہا تھا تو میرے پاس حسب ذیل تین اصحاب بیٹھے ہوئے تھے۔ محمد عبد اللطیف صاحب۔ محمد اکبر خان صاحب۔ محمد شفیع صاحب تینوں حضرات نے اس مضمون کے سنتے ہی فوراً کہا کہ ہم کو کعبہ و قرآن پیارا ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ حضرت صاحب کو جب آپ خط لکھیں تو ہماری رائے بھی ضرور ضرور لکھدیں۔ چنانچہ آپکے فرمان کے مطابق اپنی اور اُن ہرسہ حضرات کی رائے لکھکر ارسال خدمت کرتا ہوں خدا نہ کرے کہ ہم کعبہ و قرآن کو چھوڑ کر محمد علی کے ہمراہ ہو ویں۔ فقط والسلام

(شیخ نبی بخش ڈی تھمنٹ ۱۴ ایم ٹی کمپنی۔ منزی)

رنگون

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ میں خدائے لایزال وحدہٗ لاشریک اور اُسکے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی قسم کھا کر تحریر کرتا ہوں کہ میں کعبۃ اللہ اور قرآن مجید پر اپنی جان قربان کرتا ہوں اور میں محمد علی

رامپوری کا مثلق قائل نہیں ہوں۔ زیادہ حد ادب (راقم خاکپائے اولیائے کرام ہارون محمد۔ انصارات۔ متوطن پونہ۔ حال مقیم رنگون برما۔ برد دکان۔ کے۔ وی۔ احمد)

منگوئی (برما)

(۱) میں آنجناب کو تمام مسلمانان منگوئی (سوائے چند دیوبندی وہابیوں کے) کی طرف سے یہ خط لکھ رہا ہوں۔

ہم سب کی سمجھ میں یہی بات آتی ہے کہ آپ ضرور محمد علی صاحب کے جھوٹے الزامات کا جواب دیں۔

(۱) وہ منافق ہیں (ایسے منافق کو زندہ رکھنا بڑے بڑے نقصانات کا اٹھانا ہے۔

(۲) انہوں نے قرآن، کعبہ، مسلمانان ہند اور حضور نظام کی دشمنی کی ہے۔

(۳) وہ تمام بڑے بڑے مسلمانوں سے حسد رکھتے ہیں۔

اگر آپ اُن کا جواب دیںگے تو کیا یہ تبلیغ سے کم ہوگا۔ ایک دشمن ملت جو کہ ہندوؤں کے سامنے خدا کے کلام پاک اور کعبہ شریف کی بے حرمتی کرے۔ اور برار کی نسبت حضور نظام کی مخالفت بھی کرے اور پھر طرفہ یہ کہ تمام مسلمانوں کو احمق گردانے اور اُن سے حسد اور عناد رکھے کیا باز پرس کیے بغیر ہی چھوڑ دینے کے قابل ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہم سب مسلمان آپ کو یہی صلاح دیتے ہیں کہ آپ جواب ضرور دیں۔ (الراقم فدوی مرزا محبوب بیگ نظامی طالب علم از منگوئی برما)

(۲) میں ایک نومسلم ہوں۔ پہلے ہندو تھا اب اللہ کے فضل سے مسلمان ہوگیا میرے دل کو پڑھ کر بہت رنج ہوا کہ محمد علی نے کانفرنس میں ایسی لغو باتیں دیدہ و دانستہ کہدیں جس کے کہنے کا اُسکو ہرگز مجاز نہ تھا۔ خدا اسے سمجھے۔ مجھے خدا کا کعبہ اور اُس کا کلام پاک محمد علی جیسے دنیا دار انسان سے بدرجہا پیارا ہے اور پیارا رہے گا۔ میں آپکے ساتھ ہوں۔ گواہ رہیے محمد علی کے ساتھ نہیں ہوں۔ کل کو خدا کے حضور میں مجھے نہ بھول جایئے گا اور گواہ رہیے گا والسلام

(الراقم ایک ادنیٰ خادم دین محمد معرفت "منظور" منگوئی۔ پر برما)

(۳) میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں آپ کے ساتھ ہوں اور ایسے منافق صفت انسان کے ساتھ نہیں ہوں جس نے کہ اپنے نام کے لیے مسلمانوں کے ملی اقتدار کو ملیامیٹ کردیا

اور اب آنجناب کی شان کے خلاف اپنے اخبار ہمدرد میں اُدھم مچا رہا ہے۔ خدا اُسے سیدھے راستے پر لائے اور اپنی حالت کو دیکھے۔ (فدوی محمد شفیع۔ میونسپلٹی مکوئی اپر برما)

(۴) افسوس ہے کہ اسلام میں ایسے منافق بھی پیدا ہو گئے ہیں جو کہ ابو جہل کی جہالت سے دس ہزار گنی زیادہ جہالت محض اسوجہ سے کہ اُن کا نام ہندوؤں میں مشہور ہو جائے رکھتے ہیں۔ خدا رحم کرے مسلمانوں پر۔ مجھے تو خداوند تعالیٰ کا قرآن مجید اور کعبہ پیارا ہے اور ایسا نالائق شخص جو کہ اپنے کو مسلمان کہے مگر درحقیقت منافق ہو بڑا خطرناک ہے۔ کیونکہ خداوند عالم نے ایسے لوگوں کو قرآن میں بڑا خطرناک ٹھہرایا ہے۔

میں اللہ کو حاضر ناظر مان کے عرض کرتا ہوں کہ میں آپکے ساتھ ہوں۔ کعبہ کے ساتھ ہوں، قرآن کے ساتھ ہوں اور مؤمنوں کے ساتھ ہوں۔ منافقوں کے ساتھ نہیں۔

(فدوی فقیر مرزا محمود بیگ محمود نظامی چشتی قادری انگوئی)

مکٹیلا (برما)

(۱) ہم لوگ کعبہ و قرآن شریف کے ساتھ ہیں اور دین اسلام ہم لوگوں کا پیارا ہے۔ محمد علی رامپوری سے ہم کو کوئی سروکار و ضرورت نہیں ہے۔ اگر اڈیٹر محمد علی کعبہ و قرآن کا پیارا ہے تو ہم لوگوں کا بھی پیارا ہے۔ جو تقریر انہوں نے دہلی کے ملاپ کانفرنس کے جلسے میں کی ہے وہ ہم لوگوں کے خلاف ہے اور جو کوئی ایسی بے تمیزی کی بات زبان سے نکالے اُسکو ویسا ہی جلسہ میں توبہ کر لینی چاہیے فقط۔ (آپکا خادم سید عبد الخالق)

(۲) جو جنگ آپکے اور محمد علی صاحب کے درمیان جاری ہے۔ یہ ہر طرح مسلمانوں کے واسطے نقصان دہ ہے۔ تجربہ سے معلوم ہوا کہ آپ ہر طرح جنگ کو مٹانے پر رضامند ہیں۔ اسی طرح مولانا محمد علی صاحب کو بھی جنگ کو موقوف کر دینا چاہیے۔ زیادہ یہ جنگ جاری رہنا بہت نقصان دہ ہے۔ اور اگر مولانا محمد علی صاحب نے اس جنگ کو موقوف نہ کیا اور زیادہ عرصہ تک جاری رکھا تو اس سے یہ سمجھا جائیگا کہ مولانا محمد علی صاحب تمام مسلمانوں کے ساتھ

جنگ کرکے قوم کی ہستی کو نیست و نابود کرنے پر کمربستہ ہیں۔ تیسری گذارش یہ ہے کہ میں حیرت سے یہ پڑھ رہا ہوں کہ مولانا محمد علی صاحب نے ملاپ کانفرنس میں یہ الفاظ کہے۔ اگر ہندو کعبہ کی بیحرمتی کریں اور اگر ہندو قرآن شریف کے ٹھوکر ماریں اور اگر ہندو مولانا محمد علی کی اہلیہ کی بیحرمتی کریں تب بھی محمد علی ہندوؤں پر ہاتھ نہ اٹھائیگا۔ میں علمائے دین سے یہ مسئلہ دریافت کرتا ہوں کہ ایک مسلمان اپنی منکوحہ کی بیحرمتی بچشم خود دیکھ کر خاموش رہے۔ ایسے مسلمانوں کے واسطے شریعت کیا حکم دیتی ہے۔ چہارم گذارش ہے۔ تحریر بالا فرمان مولانا محمد علی صاحب کے بموجب۔ خانہ خدا کی بیحرمتی۔ کلام الٰہی کی بیحرمتی۔ اور محمد علی صاحب کی اہلیہ کے بارہ میں جو لفظ ہے یہ مولانا کی بیحرمتی کے علاوہ تمام مسلمانوں کی بیحرمتی ہے۔ علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ اسقدر بیحرمتی کرنیوالے مسلمان کے واسطے شریعت کیا حکم دیتی ہے۔

(راقم اللہ یار خاں از ٹکسیلا)

ٹانگو (برہما)

یکم دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء کا منادی ملا۔ امور دریافت طلب کا جواب یہ ہے

(۱) ہم لوگ چاہتے ہیں کہ تبلیغ کا سلسلہ قائم رہے اور فریق مخالف سے مقابلہ کرنا چاہیے۔ اسکے بارے میں حتی الامکان ہم آپ کی مدد انشاء اللہ تعالیٰ کرینگے۔

(۲) ہم کو کعبہ شریف اور قرآن مجید جان و دل سے پیارا ہے اور جو شخص اس کے خلاف کہیگا، وہ ہرگز پیارا نہیں اور ہمارے دل میں اُس کی ذرا بھی وقعت نہیں ہے۔

(محمد سیف اللہ صدیقی مدرس مدرسہ حمایت الاسلام ٹانگو۔ محمد سعید اللہ غفرلہٗ خطیب کلاں مسجد ٹانگو)

پیگو برہما

میں ناچیز ہوں مگر خانہ کعبہ اور قرآن شریف کا تا زندگی ساتھ دینے کو تیار ہوں۔ محمد علی رامپوری کی طرف نہیں ہیں۔ ہم خدا اور اُسکے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور قرآن شریف اور خانہ کعبہ کی خدمت کرنے کو تیار ہیں۔ محمد علی رامپوری کو اللہ تعالیٰ نیک ہدایت دیوے فقط والسلام

(خادم سید محمد نذیر شاہ نظامی معرفت بالو ابراہیم صاحب نظامی ریلوے کنٹریکٹر پیگو)

جو بنگوک (برہما) یہ چٹان اسلام کی ہے اس سے ٹکراتا ہے کیوں رحم کر اپنے اوپر پتھر سے اپنا سر نہ پھوڑ

ہم کعبہ و قرآن کے ساتھ ہیں - ہم محمد علی سے بیزار ہیں - ہم چاہتے ہیں کہ تبلیغ کا سلسلہ قائم رہے - محمد علی اور ان کے آریہ دوستوں سے سخت مقابلہ کرنا چاہیے - رامپوری کو بھی معلوم ہو جائے کہ اسلام کے شیدائی ابھی دنیا میں موجود ہیں اور قیامت تک موجود رہینگے - ہم آپ کو رامپوری کا پورا مقابلہ کرنے کی اجازت دیتے ہیں - اخبار منادی آج روز مسجد میں لیجا کر سب مسلمانوں کو سناؤنگا فقط والسلام - (ہم ہیں آپکے خادم محمد حسین ماسٹر جو بنگوک (برہما) عبدالغفور حسین پٹیل از جو بنگوک (برہما)

پیا بوئے (برہما) بہت افسوس ہوا کہ آج کل اسلامیوں کا کیا حال ہونے والا ہے کہ جہاں نظر ڈالتے ہیں وہاں بس

خانہ جنگی کے سوا اور کچھ نظر ہی نہیں آتا - آپ جیسے تبلیغ کے شیر سے سیاسی لیڈری کا دعوے کرنے والی لومڑی نے کیا خیال کرکے پنجہ ملانے کا ارادہ کیا ہے - کچھ سمجھ میں نہیں آتا مگر ہاں اسلام کی تباہی نظر کے سامنے ہے - خدا اپنے فضل و کریم سے رحم کرے - آمین

خادم کعبہ و قرآن کا طرفدار ہے اور کعبہ و قرآن پر لاکھوں تو کیا کروڑوں محمد علی رامپوری قربان ہیں - محمد علی کی کعبہ و قرآن کے سامنے حیثیت ہی کیا ہے - خدا محمد علی رامپوری کو ہدایت دے کہ وہ بھی تبلیغ اسلام کا کام کرنے والے پیشواؤں کا غلام بن جائے - آمین -

(آپ کا غلام و مرید عبدالکریم ابا صاحب نظامی - پیا بوئے ضلع میدن - اپر برہما)

یہ سب قلمی خطوط تھے جو دفتر حلقہ مشائخ دہلی میں محفوظ موجود ہیں - ہر شخص اصلی خط دیکھ سکتا ہے -

مطبوعہ خطوط

اب وہ خطوط درج کیئے جاتے ہیں جو روزانہ غریبوں کے اخبار دہلی میں شائع ہوچکے ہیں، اسی واسطے ان کی ترتیب کچھ نہیں ہے۔ یعنی جس طرح اوپر کے خطوط صوبہ وار ترتیب سے درج ہوئے ہیں ان میں یہ ترتیب نہیں ہے۔

مطبوعہ خطوط کے بعد

ان مطبوعہ خطوط کے بعد وہ متفرق خطوط درج ہوں گے جو غریبوں کے اخبار بند ہوجانے کے بعد وصول ہوئے ہیں۔ یہ خطوط بہت زیادہ ہیں۔ اور کتاب بہت بڑھ گئی ہے۔ اسلیے ان خطوط میں سے وہی خط لیے جاتے ہیں جو زیادہ ضروری معلوم ہوں۔

اس کے بعد

غریبوں کے اخبار کے وہ مضامین ہیں جن کا اقتباس شروع کے مضامین میں نہیں ہوا تھا، یعنی اس کتاب کے شروع میں صفحہ ۴۰ تک جو مضامین درج ہوئے ہیں وہ بہت کم تھے۔ اور ضرورت معلوم ہوئی کہ غریبوں کے اخبار سے اور مضامین بھی اقتباس کیے جائیں۔ کیونکہ یہ کتاب بطور تاریخ کے یادگار ہوجائے گی۔ لہذا اس میں ایسے تمام مضامین کا درج ہونا ضروری ہے جو تاریخی یادگار کو قائم رکھ سکیں۔ اور آیندہ نسلوں کو اس جنگ کی حقیقت اچھی طرح معلوم ہوجائے۔

دہلی میں پردیسی فساد کراتے ہیں

دہلی میں رامپور کے رہنے والے محمد علی کچھ سال سے آگئے ہیں اور وہ دہلی والوں سے یا تو چندہ مانگتے ہیں یا دہلی میں فساد کرانے کی باتیں کرتے ہیں۔

مگر جب دہلی کے مسلمانوں پر برا وقت آتا ہے تو گھر میں بیٹھے رہتے ہیں چنانچہ دو دفعہ دہلی میں ہندو

مسلمانوں کی لڑائی ہوئی اور سینکڑوں مسلمان گرفتار ہوئے لیکن رامپوری محمد علی نے ایک دفعہ بھی دہلی کے مسلمانوں کی امداد نہ کی، بلکہ یہ اعلان کر دیا کہ دہلی کے مسلمان قصوروار ہیں، انہوں نے ہندو عورتوں کی چھاتیوں میں چھریاں ماریں اور اس اعلان کی وجہ سے تمام دہلی کے مسلمانوں پر طرح طرح کی آفتیں آئیں۔

لہذا ہر دہلی والے مسلمان کا فرض ہے کہ وہ رامپوری محمد علی اڈیٹر ہمدرد سے کہے کہ جناب جب آپ ہماری مصیبت میں کام نہیں آئے بلکہ ہم کو مصیبت میں پھنسانے کے جھوٹے اعلانات شائع کرتے ہیں تو پھر ہم سے چندہ کس منہ سے مانگتے ہیں۔ جائیے اپنے رامپور کو جائیے۔ دہلی والوں میں فساد نہ ڈلوائیے۔ (راقم محمد اسمعیل از دہلی ۲۷ نومبر ۱۹۲۶ء)

ڈور اور پتنگ

(از جناب مولانا علی محمد صاحب سہیل لدھیانوی)

محمد علی اور شوکت علی — جنھیں دیکھ کر فق تھا رنگ فرنگ
جنھوں نے ہمیشہ بتائید حق — کیا قافیہ خیل باطل کا تنگ
خدا جانے اب ان کو کیا ہو گیا — کہ آپس ہی میں ڈال دی طرح جنگ
عزیزوں کے دل میں وہ بویا ہے بیر — کہ چلتے ہیں آپس میں تیر و تفنگ
مدینے گئے اور مکے گئے — چڑھا لائے دل پہ کدورت کا رنگ
کبھی ان کے دعوے تھے سب با دلیل — مگر اب ہیں کچھ عذر اور وہ بھی لنگ
کراچی میں رو رو کے تقریر کی — بہیں ان کی آنکھوں سے جمنا و گنگ
تأثر کے کچھ مرثیے پڑھ دیئے — رلانے کے خوب انکو آتے ہیں ڈھنگ
شنیدم کہ مردان راہ حجاز — دل دشمناں ہم نہ کردند تنگ
علی بھائیوں کا مگر ہے یہ حال — کہ با دوستاں ہم خلافست و جنگ

زمیندار سے اسلیے ہے عناد — کہ کوبد سر دشمناں را بہ سنگ

خدارا کوئی ان سے جا کر کہے — کہ ناحق کی چھیڑی ہے تم نے جنگ

نہ دانی کہ چوں گربہ عاجز شود — برآرد بچنگال چشم پلنگ

وہی ڈور تم کاٹنے لگ گئے — چڑھایا ہے جس نے تمہارا پتنگ

(زمیندار ۲۰ نومبر ۱۹۲۶ء)

رامپور کے جھگڑالو مرد اور حسن پور کی لڑنوالی بھٹیاریاں

یوپی میں رام پور والے لڑائی جھگڑے میں مشہور ہیں بات بات پر جھگڑتے اور جھگڑا پیدا کرتے ہیں لیکن حسن پور کی بھٹیاریوں کی جنگ حد درجہ دلچسپ ہوتی ہے ذرا ان کی بہار ملاحظہ ہو:-

کھانے پکانے، مسافر کی خدمت اور آٹا چرانے سے فرصت پاکر ایک بھٹیاری دوسری سے کہتی ہے...... اب کوئی کام باقی نہیں ہے کس طرح جی بہلے۔

دوسری:- تو آؤ پھر تھوڑی دیر لڑ کر جی بہلائیں،

پہلی:- واہ لو! یہ خوب کہی لڑے میری بلا

دوسری:- بلا تجھپر تیرے رہتے ہنتوں پر۔

لیجئے اچھی خاصی لڑائی شروع ہو گئی۔ آج کل ہمارے جنگجو لیڈروں کو کوئی کام نہیں رہا۔ قوم کی گاڑھی کمائی کے پیسے اڑا کر صرف لڑنے کا کام رہ گیا ہے۔ آمنے سامنے بیٹھ کر دو دو ہاتھ یہ بھی سہی۔ راقم سیوہاروی

دہلی کے مسلمانوں پر بہتان رامپوری کی فتنہ انگیزی

رامپوری محمد علی نے ۲۶ نومبر ۱۹۲۶ء کے اخبار ہمدرد میں شائع کیا تھا کہ دہلی کے مسلمان جمعہ کے دن جامع مسجد میں رامپوری محمد علی کے خلاف فساد کریں گے، لیکن جمعہ آیا، نماز ہوئی اور اسکے بعد رامپوری محمد علی نے تقریر بھی کی، مگر کوئی فساد نہیں ہوا۔ فساد کیسا کسی قسم کی بدمزگی بھی دہلی

کے مسلمانوں کی طرف سے رامپوری محمد علی کے خلاف نہیں ہوئی۔

تو کیا رامپوری محمد علی دہلی کے مسلمانوں کو جھوٹ موٹ کی تحریر سے فسادی ثابت کرنا چاہتے ہیں، اور کیا رامپوری محمد علی دہلی کے مسلمانوں کو پولیس کی نگاہ میں مشتبہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور کیا رامپوری محمد علی نے یہ طے کرلیا ہے کہ دہلی کے مسلمانوں کو ہمیشہ تباہ و برباد کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ اور کیا رامپوری محمد علی کو دہلی کے مسلمانوں سے باپ مارے کا بیر ہے، کہ پہلے یہ لکھ دیا کہ مسلمانوں نے ہندو عورتوں کی چھاتیاں کاٹیں جسکی وجہ سے دہلی کے سینکڑوں مسلمان بےگناہ جیل خانہ بھیجدیے گئے۔ اب پھر رامپوری محمد علی دہلی کے مسلمانوں کے خلاف اس قسم کی بدگمانیاں پھیلا رہے ہیں تاکہ پولیس دہلی کے مسلمانوں کو گرفتار کرے، اور ان کی ضمانتیں لے لے۔ رامپوری محمد علی کو یہ مناسب نہیں ہے۔ (محمد اسمعیل مٹیا محل دہلی) ۲۸ نومبر ۱۹۲۶ء

دہلی والوں کو کتے کا خطاب

رامپوری محمد علی صاحب نے چٹخارہ کے عنوان سے ایک مضمون ہمدرد ہمدرد میں لکھا ہے، جس میں دہلی والوں کو "چبوترہ کتا" بتایا ہے، اور پیٹ بھر کر دہلی والوں کی ہنسی اڑائی ہے۔ خاصکر دہلی کے مسلمانوں کو رنڈی باز ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ چاوڑی میں دن کو ہندو زیادہ اور رات کو مسلمان زیادہ ہوتے ہیں یعنی مسلمان ہی رنڈی بازی کرتے ہیں۔

رامپوری محمد علی صاحب کے اس مضمون سے ہم سب دہلی والوں کی سخت توہین ہوئی ہے، وہ جس جس کو جی چاہے گالیاں دیں مگر دہلی والوں کو چبوترہ کتا اور رنڈی باز نہ کہیں۔ ہم سب دہلی والے اس خطاب کو رامپوری صاحب ہی کے حوالے کرتے ہیں۔ انہی کو یہ خطاب مبارک ہو۔

اگر آپ میرا خط عزیزوں کے اخبار میں چھاپ دینگے تو بڑی مہربانی ہوگی۔

راقم قدرت اللہ از صدر بازار دہلی

اڈیٹر کی رائے

ہم نے بھی چٹخارہ والے مضمون کو دیکھا۔ محمد علی صاحب نے اپنے آپ کو بھی شاہدرہ کا کتا بتالیا ہے

پھر دہلی والے کیوں خفا ہوں، جو پہلے خود کتنا ناگوار کرلے اسکو دوسرے بھی کتے نظر آئیں تو کیا تعجب ہے،
البتہ محمد علی صاحب کا یہ لکھنا غلط ہے کہ دہلی والوں نے ان کو مرچیں کھلائیں اور خود انکے ہاں عمدہ
عمدہ کھانے کھائے۔ کیونکہ دہلی والوں نے تو ہمیشہ رامپوری محمد علی صاحب کو عمدہ کھانے کھلائے ہیں
اور کھلاتے رہتے ہیں۔ مگر رامپوری صاحب کے ہاں دہلی والے کبھی کھانے نہیں گئے جبکا
طعنہ محمد علی صاحب دہلی والوں کو دیتے ہیں۔

ہم قدرت اللہ صاحب سے عرض کرتے ہیں کہ وہ رامپوری محمد علی کے اس نئے خطاب سے
برا نہ مانیں کہ ایسی باتیں تو محمد علی کی زبان اور قلم سے ہمیشہ نکلا کرتی ہیں۔ (ایڈیٹر غریبوں کا اخبار)

مولانا محمد علی کا نیا پیشہ

مولانا محمد علی اپنے طول طویل مضامین میں جن کا سلسلہ شیطان کی آنت کی طرح بلاضرورت کھنچ رہا ہے
بار بار اس امر کا تذکرہ کرتے ہیں کہ وہ ہر قسم کے کھانے، اچار، چٹنی حتیٰ کہ اوبالی کھچڑی اور جامع
مسجد کی سیڑھیوں کے کباب بنانے، کھلانے، پکانے اور دوکانوں پر تھال لگانے جانتے
ہیں اور وہ خریداروں کو دعوت بھی دے رہے ہیں کہ ان کی دوکان کے مال کو خریدیں لیکن حضرت
مولانا کے لیے طباخی، خانساماں گیری کے یہ پیشے اس زمانہ میں کچھ زیادہ موزوں نہیں ہیں،
ان کی ذات ان عامیانہ باتوں سے بہت اعلیٰ و افضل ہونا چاہیے تھی۔

خدا کے لیے ان پیشوں کو چھوڑ دیجیے کہ ان سے کپڑے میلے اور ریے روپ ہو جاتے ہیں،
اگرچہ خریداروں کی زبان پر چٹخارا ہی کیوں نہ پیدا ہو جائے۔ (سیوہاروی)

مولانا محمد علی کہتے ہیں میرے غسل خانہ کا فرش حرم کعبہ کے فرش سے زیادہ صاف ستھرا ہے

کیا فرماتے ہیں جمعیت علمائے ہند کے مفتی صاحبان،
اور تمام ہندوستان کے مفتیان شرع متین کہ جو شخص اپنے
غسل خانہ کے فرش کو جہاں اسکا پاٹ بھی رکھا رہتا
ہو، جسمیں اسکا بول و براز گرتا ہو، کعبہ شریف کے
حرم مطہر کے فرش سے زیادہ صاف ستھرا کہے تو ایسا

کہنے والے کا ایمان رہا یا نہیں، کیونکہ مولوی صاحبان فرمایا کرتے ہیں کہ اگر کسی مولوی کی جوتی کو حقارت کے ساتھ پکارا جائے تو آدمی کافر ہو جاتا ہے، تو اب مولانا محمد علی حرم کعبہ کی توہین فرما رہے ہیں اور اپنے پاخانہ اور غسل خانہ کے فرش کو حرم کعبہ کے فرش سے زیادہ صاف ستھرا کہہ رہے ہیں تو ایسی حالت میں ان کو مسلمان کہا جائے یا سٹرلائڈ جارج کا اوتار سمجھا جائے امید ہے کہ علمائے دین بہت جلد اس کی نسبت مسلمانوں کو جواب دینگے ورنہ سمجھا جائیگا کہ حضرات علما بھی مولانا محمد علی کے اس بیان میں شریک حال ہیں اور اَلسَّاکِتُ عَنِ الْحَقِّ الشَّیْطَانُ اَلْاَخْرَسُ کی حدیث یعنی حق بات کہنے سے بچنے اور خاموش رہنے والا گونگا شیطان ہے۔ ان پر صادق آئیگی۔ (خاکسار (مولانا) حفیظ الدین سکرٹری انجمن اتحاد اسلام و صدر انجمن محافظ حقوق زردوزان دہلی)

کیا مسلمان کعبہ اور قرآن شریف کی عزت کرتے ہیں

تو پھر کیا وجہ ہے کہ مولانا محمد علی سے ان کے اس بیان کی باز پرس نہیں کی جاتی کہ انہوں نے دہلی کی ملاپ کانفرنس میں سنگم تھیٹر کے اندر جبکہ ہندوستان کے تمام ہندو مسلمان لیڈر موجود تھے، اپنی تقریر میں نہایت گرج کر بلند آواز سے یہ فرمایا کہ **اگر ہندو کعبہ کی بے حرمتی کریں اگر ہندو قرآن کو ٹھوکر ماریں** تب بھی میں ہندوؤں پر ہاتھ نہ اٹھاؤں گا۔

تو اب جمعیت علماء کے مولوی صاحبان اور تمام ہندوستان کے مفتی صاحبان فتویٰ دیں کہ ایسا شخص جو مجمع عام میں ہندو لیڈروں کے سامنے کعبہ شریف اور قرآن مجید کی ایسی علانیہ بے حرمتی کرے وہ مسلمان رہا یا نہیں اور اسلام ایسے شخص کے لیے کیا سزا تجویز کرتا ہے۔ اس معاملہ میں اگر مولوی صاحبان نے مولانا محمد علی کا خوف کیا اور کوئی فتویٰ نہ دیا تو سمجھا جائیگا کہ سب مولوی صاحبان خصوصاً جمعیت علماء کے مولوی خدا سے اتنا نہیں ڈرتے جتنا مولانا محمد علی سے ڈرتے ہیں، اور ان کو کعبہ اور قرآن کی عزت و حرمت کے سامنے مولانا

محمد علی کی عزت و حرمت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ (خاکسار (مولانا) حفیظ الدین سکرٹری انجمن اتحاد مسلمین و صدر انجمن محافظ حقوق زر دوزان دہلی)

دہلی کا نیا اکھاڑہ

نیا حریف ملا ہے جناب "جوہر" کو — مقابلہ ہے اب ان سے حسن نظامی کا
کرشمہ سنج ادھر رامپور کی تہذیب — ادھر مظاہرہ دہلی کی خوش کلامی کا
ادھر یہ فقرہ کہ چمکا ہی آٹھ سال کا داغ — جبین خواجہ پہ انگریز کی غلامی کا
ادھر یہ طعنہ کہ ہے میرے پاس بھی موجود — ہر اک ثبوت تمہاری نمک حرامی کا
ادھر یہ ضد کہ اگر تم نہ مخبری کرتے — وہیں آج نہ ہوتا نظام ٹامی کا
ادھر یہ کد کہ کوئی اور ہی تھا تختہ مشق — تمام میری تدابیر انتقامی کا

میں بیچ میں جو نہ ہوتا تو دیکھتے تم رنگ — مرے سمند قلم کی سبک خرامی کا
کہونگا میں فقط اتنا نہیں ہو گرچہ امید — کہ اعتراف کریں گے وہ اپنی خامی کا
دکن کو شکوہ ہے بڑھ کر حسن نظامی سے — جناب حضرت "جوہر" کی بے لگامی کا
وہ "کھیتی مارنیوالوں" کا ساتھ اگر دیتے — دکن میں آج نہ ہوتا یہ زور ٹامی کا
مگر انھیں تو یہ ڈر تھا کہ دوسرے سر پر — نہ جا رہے کہیں سہرا یہ نیک نامی کا
انھیں نہ یاد رہو، بلگام کو ہی یاد اب تک — مقالہ ان کے ہر اک خطبۂ گرامی کا
ہے تشنہ میر قوافی میں ایک ہی مضمون — مگر وہ ذکر ہے موٹی سی اک اسامی کا

ظفر علی خاں - لاہور یکم دسمبر ۱۹۲۷ء

مسٹر محمد علی نے اسلامی اخبارات زمیندار و سیاست کی جاسوسی کی

مسٹر محمد علی نے خود اپنے اخبار ہمدرد میں تحریر فرمایا ہے کہ میں نے اخبار سیاست اور اخبار زمیندار کے اشتہاروں کے خلاف گورنمنٹ کو اطلاع کی اور اس نے یہ اشتہارات بند کرا دیئے

اسی سلسلہ میں معلوم ہوا ہے کہ اخبار سیاست کے ایڈیٹر صاحب کو سزا بھی ہو گئی۔

تو کیا مسٹر محمد علی نے اسلامی اخبارات کے خلاف جاسوسی کر کے اور ایک اسلامی اخبار کو سزا دلوا کر کسی ثواب کا کام کیا۔

جو شخص دوسروں پر فرضی جاسوسی کے الزام لگاتا ہے وہ خود کیسی شرمناک جاسوسیاں کرتا ہے اس کا حال خود مسٹر محمد علی کی قلم سے لکھا ہوا ہے موجود ہے۔

اب مسلمان غور کریں کہ کیا ایسا جاسوس ان کی لیڈری کے قابل ہے۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ ایسے شخص سے ہر مسلمان کو قطع تعلق کر لینا ضروری ہے اور جو مسلمان مسٹر محمد علی سے تعلق رکھے اُس سے بھی علیحدہ ہو جانا چاہیے۔ (شوکت فہمی اڈیٹر دین و دنیا دہلی)

تبلیغی کام برابر جاری رکھیے سوامی شردھانند کی آرزو پوری نہ کیجیے

حضرت خواجہ صاحب! سلام علیکم۔ اگرچہ مجھے آپ کی خدمت میں حاضری کا تمام عمر میں ایک دو مرتبہ سے زیادہ اتفاق نہیں ہوا۔ مگر میں سالہائے گذشتہ سے آپ کی تبلیغی جد و جہد کو بغور دیکھ رہا ہوں۔

محمد علی صاحب نے جو تازہ فتنہ آپ کے برخلاف شروع کیا ہے میں اسکو قطعی جھوٹ اور محمد علی کی شرارت سمجھتا ہوں۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ سے انتقام لینے کے لیے نہایت کمینے ہتھیار استعمال کیے جائینگے محمد علی کے مکان پر چند آوارہ بدمعاش جن میں کوئی تالی ہوتا ہے اور کوئی رنگریزا اور کوئی مہذب ڈاکو ہوتا ہے تو کوئی شریف بدمعاش، جمع ہو کر آپ کے خلاف نہایت کمینہ سازشیں کیا کرتے ہیں۔ مثلاً آجکل آپکے خلاف ایک نہایت گندہ اور فحش پمفلٹ محمد علی کے مکان پر تیار ہو رہا ہے اور متعدد مرتبہ محمد علی کے آدمی اس پمفلٹ کے متعلق سوامی شردھانند سے مشورہ کرتے دیکھے گئے ہیں۔ دوسری تجویز یہ ہے کہ رامپوری بدمعاشوں کا حملہ آپ پر کرایا جائے جن میں سے اکثر سلسلہ کوکین فروشی دہلی میں مقیم ہیں۔ ایک تجویز یہ بھی ہے کہ آپ کے خلاف کوئی

فوجداری کا مقدمہ شروع کیا جائے غرضکہ یہ معاش یہ چاہتے ہیں جس طرح ہو سکے اپنی کفر نواز پھونکوں سے تبلیغ اسلام کی شمع کو گل کر دیں تاکہ ان کے ہندو آقا خوش ہوں اور ہندوستان میں جو تبلیغ کا شاندار کام ہو رہا ہے وہ بند ہو جائے اور اس طرح تبلیغ فنڈ پر بھی قبضہ ہو جائے اور تبلیغ کا کام بھی ختم ہو جائے لہذا ضرورت ہے کہ آپ بہت ہوشیاری سے اپنا کام جاری رکھیں۔

میں ایک غریب مسلمان ہوں۔ اور خانگی مشکلات کی وجہ سے سردست کچھ مالی امداد آپکے تبلیغی کام کی نہیں کر سکتا صرف پانچ روپے کی حقیر رقم آپ کی خدمت میں اسلیے بھیج رہا ہوں کہ آپ اپنے تبلیغی کام کو جاری رکھیے اور دشمنان اسلام۔ سوامی شردھانند، لالہ لاجپت رائے، پنڈت مدن موہن مالویہ وغیرہ سنگھٹی لیڈروں کو موقع نہ دیجئے کہ وہ نہایت آسانی اور خاموشی کے ساتھ لاکھوں مسلمانوں کو سنہ ۱۹۲۱ع کی طرح مرتد کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

تبلیغ اسلام اور حفاظت و اصلاح مسلمانان کا جو اہم کام آپ انجام دے رہے ہیں خدا کے لیے اس سے غفلت نہ برتیے اور اسکو اسی قوت سے برابر جاری رکھیے جس نے دشمنوں کو حسد کی آگ میں ڈال رکھا ہے۔ (نیازمند حافظ محمد سلیمان از دہلی)۔

صرف تبلیغی رفیقوں سے مشورہ کیجیے

جناب خواجہ حسن نظامی صاحب السلام علیکم!

میں نے آپ کا "مکتوب غریب" غریبوں کے اخبار مورخہ ۱۴ر دسمبر سنہ ۲۶ع میں پڑھا۔ میں خود بھی غریب ہوں اسلیے آپ کے مکتوب کے جواب میں کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔

مسلمانوں کے اس طبقہ کی جو سوراج اور نام نہاد ہندو مسلم اتحاد سے زیادہ تبلیغ و حفاظت اسلام کے کام کو ضروری اور اہم سمجھتا ہے یہ عام رائے ہے کہ آپ کا تبلیغی کام برابر جاری رہنا چاہیے اور اگر آپ معاف کریں تو میں یہ عرض کروں کہ آپنے جو اس خط میں ہر مسلمان سے رائے طلب کی ہے مجھے اس سے اتفاق نہیں ہے۔ آپ کو اس خط میں صرف اپنے تبلیغی کام کرنیوالوں اور چندہ دینے والوں سے مشورہ کرنا چاہیے تھا۔ جو آپ کے کام سے واقف ہیں اور جنھوں نے آپ پر

بھروسہ کرکے آپ کے تبلیغی مشن کی امداد کی ہے

یہ کہاں کا انصاف ہے کہ جن لوگوں نے آپکے کام کی نہ قلمی اعانت کی اور نہ مالی امداد کی آپ ان سے بھی مشورہ طلب کر رہے ہیں کہ تبلیغی کام جاری رہے یا نہیں؟ جو لوگ آج آپ کے خلاف آواز بلند کر رہے ہیں یہ تو وہ ہیں جنہوں نے کبھی آپ کے کام سے اپنی زبانی ہمدردی کا اظہار بھی نہیں کیا۔ یہ تو وہ ہیں جنہوں نے جب کہیں ہندوؤں کی شورہ پشتی کی وجہ سے فساد ہوا تو اپنے ہی بھائی مسلمانوں کے خلاف جھوٹے بیانات شائع کیے جن میں ہندوؤں کو معصوم اور مسلمانوں کو ظالم قرار دیا۔ اور جن کو آپ کی ترقی ایک آن بھی نہیں بھاتی اور جو آپ کے اثر اور رسوخ کو اپنے سیاسی مفاد کے لئے زہر قاتل سمجھتے ہیں۔

پس میری گزارش یہ ہے کہ جن لوگوں نے آپکے تبلیغی کام کی امداد کی ہے آپ صرف انہی سے مشورہ کیجئے اور انہی کی رائے کے مطابق کیجئے۔ اگر وہ حقیقتاً آپ کو جاسوس سمجھتے ہیں اور آپ پر اعتماد نہیں کرتے ہیں تو یقیناً آپ کو تبلیغی کام سے دست بردار ہو جانا چاہیے اور اگر آپکے وہ تمام رفیقان تبلیغ جن میں بڑا حصہ آپکے مریدوں اور ذاتی دوستوں کا ہے اور جن کی مالی امداد اور دماغی مشورہ سے آپنے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں تبلیغ کا پیغام پہونچایا ہے وہ اگر آپ پر اس جھوٹے الزام اور کمینہ شورش کے بعد اعتماد کرتے ہیں تو یقیناً آپ کو کسی کے بھونکنے کی پرواہ نہ کرنی چاہیئے اور پوری قوت کے ساتھ اس سازش کو کچلنا چاہیے جو آپکے بڑھتے ہوئے اقتدار کے خلاف محمد علی اور ان کی ٹھوٹولی نے بغض و عداوت سے شروع کرکے دشمنان اسلام کو ہنسنے کا موقع دیا ہے اور اسی طرح یہ بدمعاش چاہتے ہیں کہ آپ کو ذاتی رنجشوں اور باہمی تفنیوں میں مبتلا کرکے آپ کی توجہ کو اسلام کے سب سے بڑے دشمن آریہ سماج کی طرف سے ہٹا دیں۔ پس خدا کے لیے دشمنان اسلام کی سازش کا شکار نہ ہوجیے اور اپنے تبلیغی کام کو برابر جاری رکھیے۔ محمد علی آج اپنے سوا دنیا میں سب کو بے ایمان سمجھتے ہیں اور ان کا یہ مرض حسد اس درجہ ترقی کر گیا ہے کہ انہوں نے خلافت کمیٹی اور کانگرس کمیٹی اور جمعیت علماء کے تمام اعلیٰ کارکنوں کی پگڑیاں بازاری شہدوں کی طرح اتارنی شروع کردی ہیں۔ انکی آتش حسد کی لپٹوں سے تعجب ہوتا تھا کہ آپ ابتک کیونکر بچے رہے۔

بہرحال میری اور غریب مسلمانوں کی جن کو اسلام پیارا ہے یہ استدعا ہے کہ آپ اس کمینہ سازش سے ہرگز نہ گھبرائیے اور تبلیغ کے کام کو اپنے تبلیغی رفیقوں سے مشورہ کرکے پوری قوت اور پہلے سے زیادہ مستعدی اور وسعت کے ساتھ جاری رکھیے۔ خدا تعالیٰ آپ کو دشمنان اسلام کے جلانے کے لیے عمر نوح عطا فرمائے۔ آمین (خادم (مولوی) جمیل الرحمن لکھنوی از کلکتہ)

اڈیٹر اخبار دین کا خط

حضرت سلامت۔ تسلیم۔ صبح مانگرول سے آتے ہی عریضہ ارسال کر چکا ہوں، آئندہ نمبر سے میں اپنے مضمون کا سلسلہ شروع کروں گا، مجھے یہ جنگ پسند نہیں ہے لیکن جب محمد علی نے نہایت ناپاک طریقے سے ابتدا کردی ہے تو ہمیں فرض ہو گیا ہے کہ جواب دیکر لوگوں کو ان کے دام سے بچائیں۔

(پیر جی اڈیٹر دین سابق ایڈیٹر اخبار خلافت)

مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث کا خط

خواجہ صاحب۔ سلام علیکم۔ اچھے بھلے کام کرتے ہوئے کس جھنجٹ میں پھنس گئے جلدی نکلیے۔

(ابوالوفا ثناء اللہ۔ امرتسر)

اڈیٹر اخبار ماہر دہلی کا خط

کیا مولانا محمد علی بازاری آدمی ہیں؟

دہلی کے اکثر معززین میرے پاس تشریف لاتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے اصحاب ایسے بھی ہیں جو اخبار ہمدرد پڑھتے ہیں، انہوں نے مولانا محمد علی صاحب کے موجودہ طرز تحریر کے متعلق نہایت استعجاب آمیز لہجہ میں کہا کہ ہم تو مولانا محمد علی کو خاص آدمی سمجھا کرتے تھے مگر ان کی بازاری اور عامیانہ تحریر پڑھ کر یہی فیصلہ کرنا پڑا کہ مولانا محمد علی بھی عام اور بازاری آدمی ہیں۔ راقم حکیم محمود علی خاں ماہر اڈیٹر اخبار ماہر دہلی

کلکتہ کا خط

مخدوما خواجہ صاحب! السلام علیکم۔ کلکتہ میں بہت زور کے ساتھ مولانا محمد علی کے آدمی غریب اخبار کو فروخت سے روک رہے ہیں تاکہ غریب کی اشاعت کلکتہ میں بند ہو جائے اسلیے حضور کو تکلیف دیتا ہوں کہ غریب کا اخبار کلکتہ کے ایجنٹ روک

دیویں تو فوراً میرے پتہ سے دو سو پرچے بھجوانے کی تکلیف فرمائیں، بلکہ میں تو یہاں تک تیار ہوں کہ اگر نہ بھی روکیں تو بھی ۵۰۰ پرچے میرے پتہ سے بھجوا دیں تاکہ میں اس جگہ انکے پہنچانے کی کوشش کروں جہاں ضرورت ہو، قیمت بکنے نہ بکنے دونوں صورتوں میں بھیجنے کا وعدہ کرتا ہوں۔

خلافت کمیٹی کے بعض کارکنان بھی پوری کوشش کر رہے ہیں، کہ مولانا محمد علی کی تردید میں جو مضمون ہوں اس کی اشاعت کلکتہ میں نہو، لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ حق کی اشاعت بند نہیں ہو سکتی ہے۔

ایک لفافہ بھی قبل لکھ چکا ہوں تاکہ حضرت بھی کوئی عملی مشورہ دیں۔ بہرکیف ہر طرح سے قربان ہونے کے لیے میں، حکیم احمد نظامی، عبدالغنی نظامی و علی جان نظامی و جمالی نظامی کے ساتھ تیار ہوں۔ میرے مخلص دوست سید محمد عثمان بلخی عرف حافظ عربی چند روز سے نہایت خلوص کے ساتھ مولانا محمد علی کے اعتراضوں کی تردید فرما رہے ہیں۔ حد ادب۔ (محبوب احسن نظامی رپن سٹریٹ منبر ۱ کلکتہ)

پشاور کا خط

مکرم محترم جناب خواجہ صاحب سلمۂ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم۔ نیازمندانہ گذارش آنکہ مولوی محمد علی صاحب کے فتنہ کے باعث ہندو اخبارات کو بہت کچھ حرف گیری کا موقع مل گیا ہے۔ لہذا اگر جناب اجازت فرمادیں تو راقم خود مولانا محمد علی کی ضیافت طبع کے لیے کچھ تحریر کرے، تاکہ اس فتنہ کا انسداد کیا جائے۔ یہ ہرگز اپنی شرارت سے باز نہیں آئینگے اور بہت سے لوگوں کو مغالطہ میں ضرور ڈالیں گے۔

جناب خواجہ کمال الدین احمدی جو چند روز سے پشاور تشریف لائے ہوئے ہیں، انھوں نے راقم سے ان خطوط کی کیفیت دریافت کی جسکے جواب میں بندہ نے جناب کا روانہ کردہ پمفلٹ مولانا محمد علی کا اعلان جنگ اور خواجہ حسن نظامی کا بیان خواجہ کمال الدین صاحب کو دیا جسکو پڑھکر ان کے تمام شکوک رفع ہوئے اور انھوں نے مولوی محمد علی صاحب کی اس حرکت پر از حد افسوس ظاہر کیا، کہ ایک مجاہد اعظم و مبلغ اسلام کے خلاف ہندوؤں کو حرف گیری کا موقع دینا ان کو مناسب نہ تھا۔ لہذا نیازمندانہ گذارش ہے کہ یہ پمفلٹ مذکور جسقدر جناب روانہ کر سکتے ہوں جلد از جلد روانہ کرکے مشکور کریں، کیونکہ از حد ضرورت ہے، از حد تاکید ہے۔ (صوفی حاجی فاروقی حنفی قادری پشاور)

کراچی کا خط

تقدس مآب مرشد نا قبلہ حضرت خواجہ صاحب۔ السلام علیکم۔ بعد ادائے آداب کے نیک روشن ہو کہ کراچی میں خلافتی اور کانگریسی محمد علی کے طرفدار ہیں البتہ غریب مسلمان آپ کے ساتھ ہیں بہت سخت وقت آیا ہے۔ خدا آپ کو اس کٹھن منزل سے پار کرے دشمنوں نے زبردست سازش کی ہے، کیونکہ مہاتما گاندھی کو علی برادران نے بڑی کوشش کرکے باہر نکلنے پر آمادہ کیا ہے جو سُنا جاتا ہے کہ دسمبر کے اخیر ہفتہ میں میدان میں آنے والے ہیں، تو علی براوران کا خیال ہے کہ ہم مہاتما گاندھی کے باہر نکلنے سے پہلے تبلیغ اور اشدھی کے کام کو بالکل بند کردیں تاکہ پھر آسانی سے ہمارا کام چل سکے۔ یہ خط چھپر کراچی کے لوگوں کے دستخط ہیں اخبار میں شائع کرادیں۔ (غلام احمد نظامی از کراچی)

افریقہ کا خط

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب

السلام علیکم۔ اخبار دین احمد آباد میں ہم نے آپ کا مضمون دیکھا ہم سب پر فرض ہو چکا ہے۔ کہ ہم آپ کو لکھیں۔ کہ ہم سب کعبہ و قرآن کے ساتھ ہیں ہم کو فرعون محمد علی پیارا نہیں ہے۔ خدا اسکو ہدایت کرے۔
آپ کو اور آپ کے تبلیغی کام کو خداوندکریم فتح دے۔

راقم شیخ محمد شیخ صادق — حسن حافظ عبد المجید
سید شمس الدین صلاح الدین — از ساؤتھ کوسٹ جنکشن
عبد الرحمن مصطفےٰ پوٹر — افریقہ

لودیانہ کا خط

مکرم بندہ جناب خواجہ صاحب قبلہ و کعبہ دام ظلہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آج منادی مورخہ یکم دسمبر موصول ہوا۔ عنوان ہر مسلمان جواب دے کہ اسکو کعبہ پیارا ہے یا رام پور کے محمد علی پڑھ کر ایک سو ایک مرتبہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھی گئی۔ لعنت ہے اس مسلمان پر جو دنیاوی حرص و ہوا میں پھنسکر اپنے خدا و رسول کی استقدر توہین اور تذلیل برداشت کرے۔ اگر ایسے ہزار محمد علی بھی ہوں تو ہم ہرگز مسلمان ہونے کی حیثیت میں

الفاظ برداشت نہیں کرسکتے، پانچوں وقت بلکہ ہر لحظہ آپ کی دعا ورد زبان ہے، خداوند کریم ایسے مسلمان کے شر سے اسلام کو محفوظ رکھے آمین۔ خاکسار سید کرم شاہ اسٹیشن ماسٹر ریلوے اسٹیشن سانہ وال ضلع لدھیانہ)

بمبئی کا خط محترمی مکرمی خواجہ صاحب، السلام علیکم۔ اخبار منادی کے ساتھ مولانا محمد علی صاحب کا وہ اعتراض اور جناب کا جواب ملا۔ واقعی خوب آپنے تردید و تکذیب فرمائی ہے۔ افسوس کہ علی برادران کی ہستیوں کے لیے جو لوگ تباہ و برباد ہوئے ان سے ان لوگوں نے خوب بیوفائی کی۔ کاش آج پریس خادم کے پاس بھی ہوتا تو سچے واقعات خادم بھی قوم کے سامنے پیش کرنے کے قابل ہوتا، سچ تو یہ ہے کہ خواہ ہز ہائینس آغاخاں ہوں یا سر مہاراجہ محمود آباد، جناب نواب رامپور ہوں یا کوئی دیگر روسا ہند، ایسے افراد کی سرپرستی فرماکر خود بھی آیندہ کف افسوس ملینگے جنہوں نے صدہا مسلمانوں کے گریبان میں ہاتھ ڈالا ہے اور ان کو ذلیل و خوار سمجھا ؎ تکبر عزازیل را خوار کرد بزندان لعنت گرفتار کرد۔ والا مضمون ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ اس قدر مغروری اور رعونت کس برتے پر ہے بجز ان کے ہوا خواہوں کے جو ان کے دستر خوان کے نمک پر وردہ ہوں دیگر لوگوں سے کیا ایسے برتاؤ سے ہر دلعزیزی حاصل کر سکتے ہیں، خدا ایسے بزرگوں پر اپنا رحم فرمائے۔ ہم تو آج بھی ان میں سے ایک حاجی صاحب کی قدر کرتے ہیں، اور وہ بھی ان کی ظاہری ملنساری تپاک کے قائل ہیں۔ اگرچہ دنیا کی ٹھوکروں نے یہ سبق خوب سکھا دیا ہے۔ اور ۲۳ سنہ ۲۴ء میں بھی بہت عقدے کھل گئے جنکا اظہار بھی وقت پر ہوگا۔ میرے پاس بھی ایک ذخیرہ موجود ہے جو برٹرودہ سے ایک صاحب نے بھیجا ہے جو آیندہ ارسال ہوگا۔ (سید نذیر حسین نیلم رکن خلافت۔ صفراوالی گلی بمبئی)

گوالیار کا خط مبلغ اعظم جناب خواجہ صاحب قبلہ، اللہ برترآپ کو دشمنوں پر فتح دے اور تبلیغ کا کام اس سے زیادہ پیمانہ پر جاری ہو۔

رامپوری محمد علی کا ضرور مقابلہ کریں، تبلیغ خدا کا کام ہے اور وہی سچے مسلمانوں کی مدد کریگا۔ ہم آپکے ساتھ جان سے مال سے اور ہر طرح سے ہیں اس کے مقابلہ میں تبلیغ کو ہرگز ہرگز

نہ چھوڑنا چاہیئے۔

اگر ہند و کعبہ شریف اور قرآن مجید کو ٹھوکریں مارے تو جو مسلمان اسکو خاموشی سے دیکھا کرے ہماری رائے میں وہ مسلمان نہیں منافق ہے جبتک توبہ نہ کرے وہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔

ہم کعبہ اور قرآن مجید اور آپ کے ساتھ ہیں، رامپوری محمد علی کو ہم مسلمان ہی نہیں سمجھتے نہ اس کے ساتھ ہیں۔ (ڈاکٹر احمد حسن درانی، مرار ریاست گوالیار)

آگرہ کا خط

مخدومی و مکرمی جناب خواجہ صاحب السلام علیکم۔ اخبار منادی پہنچا حالات سے آگاہی ہوئی۔ مولانا محمد علی کی بابت پڑھ کر بہت صدمہ ہوا، خداوند کریم ایسے مولویوں کو نیک ہدایت دے جنہوں نے نام کے لفظوں کی بھی مٹی خراب کی۔ ہماری سوسائٹی کو کعبہ اور قرآن شریف پیارا ہے، آپ مناسب تدابیر سے ضرور مقابلہ کیجئے تاکہ آیندہ کے واسطے ہر شر سے تبلیغ کا راستہ صاف ہوجائے اور اسلامی کاموں میں سے کسی قسم کی رکاوٹ نہو۔ ہم لوگ انشاء اللہ ہر آپکے جائز حکم کی تعمیل بسروچشم کرینگے (نیازمند عبدالحفیظ خاں محمد عالمگیر اینڈ کو آگرہ)

دہلی کا خط

حضرت سلامت، غریبوں کا اخبار روزانہ پڑھ رہا ہوں۔ آپکا مکتوب بھی پڑھا، کام بند کرنے کی ایک ہی کہی، خدا کے لیے ان مواقعات کو ٹھکرا دیجئے، خدا خدا کرکے تو مسلمان اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوئے ہیں، انسداد آتش بازی کا کام فوراً شروع کیجئے۔ پچھلی مرتبہ کی کامیابی کیا ہمت افزا نہیں ہے، ان چندے کھانیوالوں کے روڑے اٹکانے سے اگر آپ بھی متاثر ہوگئے تو آخر کون ہمارے کام آئیگا۔ موجودہ خلفشار پر لعنت بھیجئے اور اپنا کام اور فراخدلی سے کیجئے

(خادم احمد سعید گلی شاہ تارا دہلی)

ہمارے سمجھدار مہاراج

اگر تم سے کہا جائے کہ اپنے سینہ میں خنجر پیوست کرلو تو تم کبھی تیار نہ ہوگے۔ اگر تم سے کہا جائے کہ اپنی آنکھوں کو بے نور کر ڈالو تو تم کبھی آمادہ نہ ہوگے، اور اگر تم سے کہا جائے کہ اپنے بازو قلم کر ڈالو تو تم ایسا ہرگز نہ کروگے۔ لیکن افسوس تمہارے رہنما ایسا کر رہے ہیں۔ ایک مسلمان لیڈر دوسرے مسلمان لیڈر پر حملہ کر رہا ہے۔ ذاتی بُرائیوں اور کاوشوں

سے متاثر ہوکر اسلام کے سینہ میں خنجر پیوست کر رہا ہے۔ اپنے ہی ایک بھائی کو جو اسکا سیدھا بازو ہے، کاٹ ڈالنا چاہتا ہے اور اپنی قوت کو اپنے ہاتھوں مٹانا چاہتا ہے۔ کیا تم نے ہندوؤں اور آریوں میں بھی کبھی ایسی خانہ جنگیاں سُنی ہیں۔

خدا نے تمھیں بھی ایک سوچنے والا دماغ دیا ہے ورا موجودہ فضا کو دیکھتے ہوئے غور کرو کہ مولانا محمد علی کے وہ اوراق جو مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کر رہے ہیں اور جن کو حضرت خواجہ حسن نظامی کی برائیوں کی تلاش کے لیے وقف کر دیا گیا ہے، مسلمانوں کے لیے کس قدر نقصان دہ ہیں۔ کاش اگر وہی طاقت جو فضول باتوں کے لیے اپنے ایک بھائی کے مٹانے میں صرف کی جا رہی ہے اگر اغیار پر صرف کی جاتی تو کتنی بڑی اسلامی خدمت ہوتی اور یہی چند اوراق کس درجہ مفید ثابت ہوتے۔ مولانا محمد علی اپنے ایک بھائی کو تو ذلیل کرنے کے لیے انتہائی کوشش کر رہے ہیں لیکن اسلام کے جانی دشمنوں نے جب پیارے نبی کو گالیاں دی تھیں اور آپ کی شان میں گستاخانہ مضامین لکھے تھے اُسوقت یہ کہکر خاموش ہو گئے تھے کہ

"اگر ہندو کعبہ کی بیحرمتی کریں اور اگر ہندو قرآن کو ٹھوکر ماریں اور اگر ہندو محمد علی کی اہلیہ کی بے عزتی کریں تب بھی انپر میں ہاتھ نہ اٹھاؤنگا"

چنانچہ آج تک محمد علی اپنے اس قول پر کاربند ہیں۔ مولینا محمد علی سیاست کی خاطر اور سیاسی ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے تبلیغ جیسی اہم تحریک کو مٹانے پر تیار ہو گئے ہیں اور خواجہ حسن نظامی صاحب کی مخالفت پر صرف اس لیے آمادہ ہیں کہ وہ تبلیغ کے نہایت سرگرم کارکن ہیں چنانچہ اُنھوں نے بار ہا کہا ہے کہ حسن نظامی میرے سیاسی کاموں میں ایک روڑا ہے، اسے راستہ سے ہٹانے کی ضرورت ہے مسلمان اگر غور کریں تو انہیں معلوم ہوگا کہ مولینا محمد علی خواجہ حسن نظامی کے دشمن نہیں ہیں تبلیغی تحریک کے مخالف نہیں ہیں، بلکہ وہ اسلام کو مٹا رہے ہیں اور آج بھی اسی طرح مسلمانوں کو مٹانا چاہتے ہیں جس طرح سیاسی تحریک کے زمانہ میں مسلمانوں کی کروڑ ہا روپے کی تجارت کو مٹا کر انہیں دنیا سے نیست و نابود کر دیا۔

مولانا محمد علی نے پین اسلامزم کے سلسلہ میں اپنے اسی جذبہ کو تسکین دینے کے لیئے خواجہ صاحب پر کچھ الزامات تراشے تھے جن کا جواب خواجہ صاحب نے نہایت مدلل طریقہ پر دیدیا اس جواب کے پڑھنے کے بعد ہر وہ شخص بالکل مطمئن ہوگیا جو خواجہ صاحب سے ذاتی بغض نہ رکھتا تھا خواجہ صاحب کی اس تحریر کو پڑھنے کے بعد مولانا محمد علی بھی اگر اپنے دل میں کوئی چور نہ رکھتے ہوتے اور ان کا مقصد محض اپنے خیالات کی صفائی ہوتا تو اسی طرح گلے مل لیتے جس طرح کسی اختلاف کے مٹ جانے کے بعد دو بھائی گلے مل لیتے ہیں، مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ محمد علی نے جواب پڑھنے کے بعد جھنجلا کر گالیاں دینی شروع کردیں جو مولانا کی شان سے بہت گری ہوئی حرکت ہے۔ اور ابھی تک ان کی گالیاں روزانہ ہمدرد جیسے اسلامی اخبار کے کالم سیاہ کر رہی ہیں۔

نہیں معلوم یہ مسلمانوں کی خانہ جنگی کب دور ہوگی۔ موجودہ فضا کو دیکھتے ہوئے اور خواجہ صاحب کی سرگرم کوششوں کو سامنے رکھتے ہوئے اقتضا تو یہ تھا کہ اگر ان سے کوئی غلطی ہو بھی جاتی تو اسے فروگذاشت کردیا جاتا کیونکہ خواجہ حسن نظامی ہی مسلمانوں کے وہ سپہ سالار ہیں جو تن تنہا مخالفین اسلام کی صف میں کھڑے ہوئے لڑ رہے ہیں۔ ہمیں ان کی مدد کی ضرورت تھی نہ کہ ہم ان پر الٹے تیر برسانے لگے۔ مولانا محمد علی کی یہ حرکت، ان کی تند مزاجی، ضدی پن کا نتیجہ ہے جب غصہ کی آگ کم ہوگی تو وہ بھی اپنے کیے پر پچھتائیں گے اور وہ بھی خواجہ صاحب کی اسلامی خدمات کے اسی طرح معترف ہونگے جس طرح آج وہ تمام مسلمان ان کے معترف ہیں جو خواجہ صاحب سے کوئی ذاتی بغض نہیں رکھتے ہیں۔

مسلمانوں کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے، دو بھائی لڑ رہے ہیں، اغیار مسکرا رہے ہیں۔ کیا مسلمان آجکل ہندو پرچے دیکھ رہے ہیں۔ اگر ہندو پرچوں کو بغور دیکھا جائے تو ہر وہ شخص جسکو خدا نے عقل دی ہے۔ مولانا کی اس دانشمندی کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہندو پرچے مولانا محمد علی کے مضامین کو چوں کا توں نقل کر رہے ہیں اور خوب مسلمانوں کے خلاف زہر اگل رہے ہیں۔ غصہ شائستہ سے شائستہ اور مہذب سے مہذب شخص کو بھی دیوانہ کر دیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ غصّہ کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ مولٰنا لیڈری کی منزلیں طے کر چکے ہیں، لیکن دنیائے تہذیب سے اسی طرح نا آشنا ہیں جس طرح ان کی جیب گاڑھی کمائی سے محروم ہے۔ وہ غصّہ کے عالم میں اصل معاملہ سے ہٹ کر فضول گوئی کی طرف متوجہ ہوگئے۔ خواجہ صاحب کے گذشتہ ذاتی بے سر و پا واقعات پر روشنی ڈالنے کی انتہائی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر تھوڑی دیر کے لیے یہی فرض کر لیا جائے کہ یہ تمام واقعات سچے ہیں تو دیکھنا یہ ہے کہ جن بُرائیوں کا گیت اب گا رہے ہیں آیا اب بھی ان میں موجود ہیں یا نہیں اور اگر خدانخواستہ ہیں تو ان باتوں سے اور پین اسلامزم کے اعتراضات سے کیا تعلق۔ یوں قبولِ اسلام سے پہلے حضرت عمرؓ سرورِ دو جہاں ؐ کے جانی دشمن تھے لیکن اسلام قبول فرمانے کے بعد بھی کیا آپ انہیں نعوذ باللہ کافر کے نام سے یاد کر سکتے ہیں۔ بہت ممکن ہو کہ آپ ایسا بھی کر گذریں کیونکہ غصّہ میں آپکے ہوش و حواس بالکل درست نہیں رہتے۔

اگر مولانا گالی نہ دیں تو میں نہایت نرمی کے ساتھ بتا دینا چاہتا ہوں کہ خواجہ صاحب بھی انسان ہیں اور آپ بھی انسان ہیں کم از کم میں آپ دونوں میں سے کسی کو فرشتہ نہیں سمجھتا اور جب آپ دونوں فرشتے نہیں ہیں تو دونوں میں انسان ہونے کی حیثیت سے بغیر زیادہ چھان بین کے بُرائیاں تلاش کی جا سکتی ہیں۔ جس طرح آپ خواجہ صاحب کے ذاتی واقعات پر نہایت شرمناک انداز میں روشنی ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں، اسی طرح میں آپکے واقعات پر آپکے بھائی شوکت علی کے واقعات پر اور آپکے متعلقین کے واقعات پر کافی سے زیادہ روشنی ڈال سکتا ہوں۔ کیونکہ میرے پاس جو مواد موجود ہے وہ آپ کو دلّی سے روپوش ہونے کے قابل کر دیگا اور پھر آپ اپنی گذشتہ زندگی پر اسی طرح ملال کرینگے جسطرح ایک عورت عصمت کے برباد ہو جانے کے بعد ہی دل میں افسوس کیا کرتی ہے۔ لیکن آپ کے یا خواجہ صاحب کے فضول واقعات پبلک میں لانا آپ پر یا خواجہ صاحب پر دھبہ نہیں ہے بلکہ اسلام پر دھبہ ہے اور غیر قوموں کے لیے ایک تماشہ ہے اسلیے میں چاہتا ہوں کہ آپ فضولیات کو چھوڑ کر حقیقت کی طرف آئیے

ورنہ پھر مجھے حقیقت سے ہٹکر فضولیات کی طرف آنے کی ضرورت پیش آجائیگی اور میں مولانا کو قطعی یقین دلاتا ہوں بلکہ چیلنج دیتا ہوں کہ وہ پھکڑ بازی میں مجھ سے نہیں جیت سکتے اسلیے مناسب ہے کہ مولانا بھی **کب** اور **اب** کی آمیزش سے جو **کباب** تیار کرتے ہیں انھیں چھوڑ دیں ورنہ میں بھی مولینا کو اتنی مرچیں لکھدونگا کہ وہ اپنا منہ آپ ہی پیٹ لیں گے۔

(مفتی شوکت علی فہمی اڈیٹر دین دنیا دہلی)

سہارنپور کا خط حضرت خواجہ صاحب السلام علیکم۔ مولانا محمد علی صاحب اڈیٹر اخبار ہمدرد رامپوری کا یہ کہنا کہ اگر ہند وکعبہ شریف اور قرآن شریف کے ٹھوکر مارے تب بھی میں ہندو پر ہاتھ نہ اُٹھاؤنگا۔ نہایت حقارت سے دیکھتا ہوں۔ خداوندکریم مولانا پر رحم فرمائے۔ جبکہ اخبار منادی لوگوں کو آواز بلند پڑھ کر سنتا یا تھا تو ہر اک شخص افسوس کرتا تھا اور مولانا کو ذلت سے یاد کرتا تھا، ایک شخص نے تو مولانا کی شان میں ایسے الفاظ استعمال کیے جنکو کہ میں لکھ نہیں سکتا ہوں۔ (محمد صادق نظامی پرانی منڈی سہارنپور)

دہلی کا خط تبلیغ اسلام کے حامی جناب مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب السلام علیکم محمد رحیم کے پاس اخبار منادی آتا ہے وہ میں نے سنا اور یہاں تک کہ مجھکو رونا آگیا اور مولانا محمد علی کی حالت پر سخت افسوس ہوا۔ خداوندکریم ان کی حالت پر رحم فرمائے۔ میں قرآن شریف اور کعبہ شریف کی حمایت میں ہوں اور یہانتک کہ اسلام پر جان بھی دینے کو تیار ہوں اور کون ایسا مسلمان ہے جو اس بات پر صبر کریگا اور محمد علی کا ساتھ دیگا۔

(فدائے اسلام محمد صدیق۔ گلی قطبی بیگم۔ چرخے والان دہلی)

میرٹھ کا خط مکرم بندہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، فدوی قرآن کریم وکعبہ عظیم کا دل سے طرفدار ہے، زیادہ لکھنا بیکار ہے۔ والسلام (شیخ عبدالغفار۔ لال کرتی بازار چھاؤنی میرٹھ)

لبوان کا خط جناب مولانا حضرت خواجہ صاحب السلام علیکم۔ منادی ۴ نومبر ملا۔ خوشی ہوئی، مگر رنج بھی ہوا، میں نے مولانا محمد علی صاحب کے حالات لوگوں کو سنائے پڑھ کر

سُنائے جس نے سُنا بہت صدمہ ہوا، خیر انشاء اللہ ایک محمد علی صاحب کیا اگر ہزار ہوں تو بھی آپ کی عزت بزرگی کو نہیں مٹا سکتے، خود بخود ذلیل و خوار ہو جائینگے۔ آپ کو دنیا بزرگ مانتی ہے اور مانے گی، کیونکہ خدا کی دی ہوئی چیز کو انسان نہیں مٹا سکتا۔

(فرزند علی راز محلہ دائرہ لیسوان ضلع سیتاپور)

میرٹھ کا خط

مکرمی خواجہ صاحب السلام علیکم۔ فدوی حضور لامع النور کا ہمخیال ہے اور قرآن حمید فرقان مجید و کعبہ شریف کا دلی طرفدار ہے۔ اللہ جل جلالہ و عم نوالہ حضور کے مقاصد دلی میں حسن و خوبی کامیابی عطا فرمائے۔ والسلام۔ (کمترین محمد معین الدین حنفی قادری سلال گرمیرٹھ)

آگرہ کا خط

مکرم معظم حضرت قبلہ خواجہ صاحب دام اقبالہ۔ میں عرصہ سے درویش و منادی کا خریدار ہوں اور جو خدمت میرے امکان میں ہوتی ہے کرتا رہتا ہوں۔ منادی یکم دسمبر میں بعنوان ہر مسلمان جواب دے، جواب عرض ہے۔ کعبہ و قرآن کے مقابلہ میں محمد علی جیسوں کی کیا ہستی ہے، خدا محمد علی کو ہدایت دے اور وہ عقل سے کام لیں۔

(خادم محمد امین پنجاب شو فیکٹری آگرہ)

کراچی کا خط

تقدس مآب مخدومی حضرت خواجہ صاحب السلام علیکم۔ ۱۷ر نومبر سے ۲ر دسمبر تک کے ہمدرد اور غریبوں کے اخبار میں آپ کے تمام مضامین کا مطالعہ کرنے اور مولانا محمد علی کا الزام اور آپ کا جواب دیکھنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مولانا محمد علی کا اس کے سوا اور کوئی ارادہ نہیں کہ آپ تبلیغ اسلام کا کام بالکل بند کر دیں، کیونکہ تبلیغ اسلام کی وجہ سے مولانا کا خیال ہے کہ ہندو مسلم اتحاد اور سوراج حاصل کرنے میں رکاوٹیں پیدا ہو رہی ہیں۔ یہی وجہ تھی جو محمد علی نے ابتدائے وقت سے جبکہ ہندوستان میں شدھی اور ارتداد کا بے پناہ طوفان برپا تھا تو بجائے مدافعت یا تبلیغ اسلام کے کام میں حصہ لینے کے محمد علی نے درپردہ مخالفت کی اور اپنے اخبار کو صرف مہاتما گاندھی کی کہانی کے لیے وقف فرمایا۔ خاص کر ۲ر دسمبر کے ہمدرد سے تو مولانا کا مقصد صاف صاف ظاہر ہو رہا ہے۔

خط کا تو ایک بہانہ بنایا گیا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ ہرگز ہرگز اس فتنہ انگیزی سے باز نہ آئینگے جب تک آپ تبلیغ اسلام کے کام کو بند نہ کردیں۔

اس لیے ہمارا خیال ہے کہ رامپوری مولانا کے لکھنے سے آپ اپنا کام ہرگز ہرگز بند نہ کردیں بلکہ اگر ہو سکے تو ایک بار بھی چند معزز اصحاب کا ایک وفد بھیجکر مولانا کو سمجھایا جائے کہ وہ اس فتنہ انگیزی سے باز آئیں، اس کے بعد بھی اگر وہ ضد پر اڑے رہیں تو اچھی طرح سے مقابلہ کرکے ان کے دماغ سے لیڈری کا غرور نکالا جائے۔ (فضل کریم خاں خادم خلافت۔ عبدالغفور غلام علی ہیں سارے مضمون سے متفق ہوں وفد کی کچھ ضرورت نہیں۔ محمد اسمٰعیل خاں گلاب خاں قریشی محمد یوسف طیب جی، شفیع محمد میر محمد، تاج محمد کاتہ۔ محمد حسین ہیڈ کلرک ڈویژنل کمرشل آفیسر نارتھ ویسٹرن ریلوے کراچی۔ علی محمد آدم کلرک ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ آفس کراچی۔ محمد افضل خاں مینیجر سندہ اسلامیہ ہوٹلس بولٹن مارکٹ کراچی۔ سلطان حسین نظامی کراچی غلام احمد نظامی مالک قومی کتب خانہ کراچی۔ عبدالمالک۔ از منورہ کراچی

دہلی کا خط

مصور فطرت عالیجناب رہنمائے قوم وملت خواجہ حسن نظامی صاحب السلام علیکم مزاج شریف۔ یکم دسمبر کا منادی دیکھا۔ یہ خط میں صرف قرآن مجید اور کعبہ شریف کی حمایت میں لکھ رہا ہوں، خدا نہ کرے کہ وہ وقت آئے کہ مسلمان قرآن مجید اور کعبہ شریف کی حمایت نہ کریں اور پولیٹکل اور دین کے ڈاکو مولانا محمد علی کی حمایت کریں، وہ وقت آنے سے پہلے خدا کرے مسلمان دنیا سے نیست ونابود ہوجائیں۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ محمد علی کو اسلام پر قائم رکھے اور محمد علی بجائے آریہ قوم کی حمایت کرنے کے اسلام کی حمایت کریں۔ آمین۔ (خاکسار محمد رحیم چاندنی چوک دہلی)

نجیب آباد کا خط واحدی صاحب کے نام

مخدومی محترمی، السلام علیکم۔ میں نے اخبار منادی مورخہ ۲۴ نومبر کے آخری صفحہ پر "مسلمانوں کی خانہ جنگی" اور "مسلمانوں میں ہیجان" کے عنوان سے دونوں مضمون آپکے پڑھے اور بے اختیار آپکے لیے دل سے دعائیں نکلیں، یہ کارڈ محض اس لیے بھیج رہا ہوں کہ

مفید کام کرنے کی آپ کو اور زیادہ ترغیب ہو، مجھ کو نیازمند خادم تصور فرماتے رہیں، والسلام مع الاکرام۔

(نیازمند اکبر شاہ خاں اڈیٹر رسالہ عبرت نجیب آباد)

کلکتہ کا خط

حضرت خواجہ صاحب السلام علیکم۔ نہیں عرض کرسکتا کہ آپ پر جو بہتان عظیم لگایا گیا ہے، اسکو پڑھ کر کس قدر دل کو صدمہ اور افسوس ہوا، سلطنت آصفیہ کو نقصان پہنچانے کا ارادہ اور آپ کی ذات! دنیاداری اور اس کا تعلق خواجہ صاحب کی مقدس ہستی سے ایں خیال است و محال است و جنوں۔

نہ معلوم اس اسلام کا کیا حشر ہوگا، جہاں ایسی ایسی گرامی ہستیوں کو یوں بدنام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

بندہ بیحد آرزومند ہے کہ جناب تمام حالات پوست کندہ بیان فرماکر معاندین کی خاموشی دیکھیں

(فہیم الدین احمد نمبر ۵۲ بنیا پوکھر لین انٹالی کلکتہ)

کلکتہ کا خط

اڈیٹر صاحب غریبوں کا اخبار! السلام علیکم۔ غریبوں کا اخبار جاری کرکے آپ نے وقت کی ایک اہم ضرورت کو رفع کردیا ہے، سچ ہے ہر فرعونے را موسیٰ۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

افسوس ہے کہ یکم دسمبر کے بعد سے کوئی پرچہ آپ کا دستیاب نہیں ہوا۔ آج اخبار بیچنے والوں کی زبانی معلوم ہوا کہ اخبارات کا ایجنٹ جس کے پاس آپ اپنا پرچہ بھیجتے تھے اسیر محمد علی نے خفیہ طور پر کوئی دباؤ ڈلوایا ہے کہ وہ آپ کا پرچہ جلا ڈالا کرے اور اخبار بیچنے والوں کو نہ دیا کرے اخبار بیچنے والوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سینکڑوں شائقین اس اخبار کو خریدنے کے لیے آتے ہیں لیکن پرچہ نہ ملنے پر وہ بہت مایوس ہوتے ہیں،

ایک افواہ یہاں یہ بھی مشہور کرائی گئی ہے کہ خواجہ حسن نظامی نے محمد علی سے معافی مانگ لی ہے اور انہوں نے غریبوں کا اخبار بند کردیا۔ گو واقف حضرات جانتے ہیں کہ یہ محض گپ ہی گپ ہے۔ براہ کرم اپنے اخبار کی ایک خاص ایجنسی کلکتہ میں قائم کرنے کا انتظام

کیجئے اور جلد کیجئے۔ (راقم ایک مخلص)

اکولہ کا خط جناب منیجر صاحب غریبوں کا اخبار۔ السلام علیکم، میں ایک غریب آدمی ہوں اور حضرت خواجہ صاحب کا ادنی غلام ہوں، ایک عرصہ سے حسب لیاقت وحیثیت قومی کام کرتا ہوں جسکو خواجہ صاحب اچھی طرح جانتے ہیں، افسوس کہ مولانا محمد علی اور حضرت خواجہ صاحب میں ناگوار بحثیں چھڑ گئیں، مگر اس میں مولانا محمد علی کی انتہائی زیادتی معلوم ہوتی ہے اور ہمدرد میں جو زویلانہ پروپیگنڈا کیا جارہا ہے اسے برار میں عموماً اور اکولہ جو برار کا مرکز سیاست ہے، خصوصاً مضر اثر پڑ رہا تھا، الحمد للہ کہ حضرت خواجہ صاحب کے سنجیدہ اور منہ توڑ جواب نے جو منادی میں شائع ہوا ہے ایک انقلاب پیدا کردیا۔ ہمدرد کا کفر توڑنے کے لیے اکولہ صوبہ برار میں نہایت موزوں مقام ہے۔ (شیخ حسن نظامی محلہ حافظ چاند مسجد اکولہ برار)

حیدرآباد کا تار ہم اپنی جان ومال اور سب کچھ تبلیغ کے لیے قربان کرنے کو تیار ہیں اور آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ شیطنت اور سازش کا پورا مقابلہ کیجئے، پالسو پوسٹر شائع کررہے ہیں۔ راقمان خسرو شاہ، سالکہ خاتون، عبدالرحمن۔ سعید ازلی، سعیدہ بانو، عبدالمنان۔ ۸ دسمبر ۱۹۲۶ء چہار شنبہ

دہلی کا خط جناب مولانا حسن نظامی صاحب! السلام علیکم۔ آپ نے جواب غریب اخبار میں مسٹر محمد علی صاحب کی نسبت تحریر فرمایا ہے۔ اگر انہوں نے اپنی زبان سے ایسے ہی الفاظ نکالے ہیں تو یقیناً وہ اسلام سے خارج ہیں اور مسلمانوں کو ان سے کوئی ہمدردی نہیں ہے فقط والسلام (مسلمانان صدر بازار دہلی)

جموں کا خط قبلہ خواجہ صاحب دام ظلکم۔ السلام علیکم۔ حضور کا ارسال شدہ اشتہار دیکھا، دوبارہ بلکہ سہ بارہ دیکھا، محمد علی نے جو الفاظ کلام پاک اور کعبۃ اللہ کی نسبت بڑی دریدہ دہنی سے ظاہر کیے ہیں، شیطان کے ہزار گند سے بڑھ کر ہیں۔

لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰالِمِیْن

مجھے ایسے بُرے خیال والوں سے ہزار جان سے نفرت ہے، کلام اللہ اور رسول اللہ اور کعبۃ اللہ کے ساتھ ہوں، خداوند کریم آپ کو فتنۂ ارتداد اور اشاعت اسلام کے لیے تازہ دم رکھے، اور فیضان الٰہی جاری رکھے۔ (آپکے روز نامچہ کا مشتاق محمد جان بوٹ مرچنٹ)

کلکتہ کا خط میرے اچھے خواجہ! السلام علیکم۔ ابھی یکم دسمبر کا منادی پورا پڑھ بھی نہ سکا کہ دل کی بے قراری نے خط لکھنے پر مجبور کیا۔ مولانا محمد علی تبلیغی کام کو بند کرنا چاہتے ہیں۔

آہ! خدا ہم غریب مسلمانوں کی آہیں کہاں رکھیگا، ہم قربان ہوجائینگے۔ اسلام کی اشاعت بند ہو، یہ قیامت تک نہیں ہوسکتا، مسلمان مر نہیں گئے۔

افسوس محمد علی آستین کے سانپ نکلے، خدا ہم سب کو دیکھ رہا ہے۔

(عبد الغنی نظامی نمبر ۸ کیبنی بازار خضر پور کلکتہ

گوجرانوالہ کا خط جناب خواجہ صاحب السلام علیکم۔ مولانا محمد علی رامپوری کے کعبہ اور قرآن کی شان میں جو الفاظ منادی میں چھپے ہیں سخت قابل نفرت ہیں اور ہم سب مسلم راجپوت خاندان کے افراد مولانا کے اس رویے کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہم کعبہ اور قرآن کی حمایت اور حرمت دل وجان سے کرینگے۔ آپ لڑائی نہایت استقلال اور استقامت سے لڑیں کہ تبلیغی مشن کو ضعف نہ پہنچے، آپ تبلیغ کے کام کو ہرگز بند نہ کریں۔ اور ہمیشہ کے لیے یہ مبارک کام جاری رکھیں، ہم اس کام میں ہر طرح مدد کرنے کو تیار رہیں۔

(دنیاز مند عبد الحمید گوجرانوالہ گلی مولوی سراج الدین)

طوالت کے خیال سے خاندان کے افراد کے نام نہ لکھ سکا۔

الموڑہ کا خط حضرت المکرم خواجہ صاحب السلام علیکم۔ اخبار منادی پڑھا جسمیں محمد علی سے اعلان جنگ کا پتہ معلوم ہوا، تعجب ہے کہ باوجود تمام واقعات ملعونہ معلوم ہونے کے آپ ایسے شخص کو (حضرت مولانا) کے خطاب سے یاد کرتے ہیں، سوائے آزادی خلافت میں (اپنی نفس پرستی کی وجہ سے) حصہ لینے کے اور کونسی خدمت اسلامی انجام دی، ہاں البتہ

طوق ملعونیت ہنود و مسلم اجلاس میں حاصل کیا، مردودِ طریقت ہوئے۔ غدار شریعت ہوئے اگر ان کی یہی خدمات ان کا عین اسلام اور طرۂ امتیاز ہے تو ایسی مسلمانی سے خدا ہر مسلمان کو محفوظ فرمائے آمین۔ آپ ایسے نمرود صفت لیڈر کا بحیثیت شیر طریقت و خادم اسلام و جانباز مسلم کی طرح نہایت صبر و سکون اور امن کے ساتھ مقابلہ کیجئے گا، انشاء اللہ اللہ کا فضل و کرم ہوگا، کہ آپ غیبی امداد سے کامیاب ہونگے، (اللہ پاک سے بڑھ کر کوئی طاقت قوی نہیں ہوسکتی ہے ایک نہیں پچاس محمد علی نمرود و فرعون صفت بن کر اسلام کا مقابلہ کریں مغلوب ہوں گے، تبلیغ کی خدمات تاحیات مدنظر رہیں، اس میں تساہل نہ ہونے پائے إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ آمین بحق سید المرسلین۔ اگر کسی کو آج کے جھگڑے میں محمد علی کی کفریات کا مطالعہ کرنا ہو تو مولانا احمد رضا خاں صاحب رح کی تصانیف زمانہ تحریک خلافت کی طرف رجوع کیجے۔ (فقیر عاجز صوفی محمد شفیق احمد القادری از الموڑہ)

دہلی میں جلسہ
مسلمانان دہلی کی صدائے احتجاج

دہلی - ۹ر دسمبر کل رات کو دہلی کے مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جسکے صدر مولانا ظفر علی خاں صاحب تھے، جلسہ میں اس مضمون کا ایک ریزولیوشن پاس کیا گیا کہ مسلمانان ہندوستان مسئلہ حجاز میں کسی غیر مسلم طاقت کی مداخلت کو ہرگز ہرگز پسند نہ کریں گے۔

مولانا ظفر علی خاں صاحب کی تقریر کے بعد مولوی محمد اسمٰعیل صاحب غزنوی نے بسلسلۂ تقریر دہلی والوں سے اپیل کی کہ "خدا کے لیے خواجہ حسن نظامی کے کام کو تباہ نہ کیجیے، جو کام اُنھوں نے دس برس پہلے مولوی ظفر علی خاں کے خلاف کیا تھا اُسے معاف کیا جاسکتا ہے اور معاف کردینا چاہیئے۔

خواجہ صاحب نے سنہ ۱۹۱۸ء میں ظفر علی خاں کو نقصان پہنچایا تھا لیکن خدا جانے ہم نے اس سنہ میں کیا کیا کام کیے تھے۔ میں خواجہ صاحب کے ہر کام کی تائید نہیں کر رہا، مگر میں ان کی

تبلیغ کا ضرور حامی ہوں۔ خدارا ان کے تبلیغی کام کو تباہ نہ کیجیے، سارے ہندوستان میں اور کون تبلیغ کا کام کر رہا ہے، تمام ہندو اخبارات محمد علی صاحب اور حسن نظامی صاحب کی جنگ پر ہنس رہے ہیں، کفر کو خندہ زن ہونے کا موقع نہ دیجیے۔

جلسہ کے اختتام پر مولوی ظفر علی خاں صاحب نے اپنی ایک تازہ نظم سنائی جس میں علی برادران کی پالیسی کا مذاق اُڑایا گیا تھا۔ (نامہ نگار)

دتیا کا خط حضرت اقدس مجھے منادی کے پرچوں سے یہ معلوم ہوکر بیحد افسوس ہوا کہ آپ متفکر ہیں، آپ کی امداد غیب سے ہوگی، کیونکہ آپ مسلمانوں کی امداد کرتے ہیں۔

آپ اس بارہ میں عام مسلمانوں کی رائے معلوم کرنا چاہتے ہیں، میرے خیال میں تو وہ مسلمان ہی نہیں جسکو کعبہ اور قرآن پاک کی عظمت کا خیال نہ ہو، جو مسلمانوں کا دین ایمان ہے۔

(بندہ نقی محمد خاں سپرنٹنڈنٹ پولیس دتیا)

جموں کا خط

گل اقبالِ تو دائم شگفتہ ۔۔۔ بچشم دشمنانت خار بادا

قبلہ وکعبہ دو جہان دام ظلکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ادائے آداب کے ملتمس خدمت ہوں کہ حضور عالی کے ارشاد کے مطابق کہ ہر ایک مسلمان جواب دے کہ اسکو کعبہ و قرآن پیارا ہے یا رامپور کے محمد علی، جواباً عرض خدمت ہے کہ عالیجاہ جس شخص کے اپنے الفاظ محض دوسروں کی خوشی کے لیے اور خوشی بھی دوسرے لفظوں میں کمزوری ہوں وہ کبھی دربار خدا و رسول اور اس کے بندوں میں وقعت کی نظر سے نہیں دیکھا جاسکتا، ایک محمد علی کیا بلکہ کروڑوں محمد علی جیسے خدا کے کلام اور خدا کے گھر پر قربان۔ آہ محمد علی لاکھوں پیدا ہوسکتے ہیں، مگر خدا کا کلام اور خدا کا گھر ایک ہے، حاصل مطلب میں خدا کے کلام اور خدا کے گھر کو پیارا سمجھتا ہوں۔

مکرر آنکہ حضور عالی نے تبلیغ کی نسبت بھی دریافت فرمایا ہے۔ عالی جاہ تبلیغ ایک ایسا ضروری کام جسپر گویا اسلام کا دارومدار ہے، اور پھر اس وقت کہ جبکہ طوفان بے تمیزی مچا ہوا ہو اور ہزاروں آندھیاں چل رہی ہوں، تبلیغی کام ایک منٹ بھی نہ رُکنا چاہیے۔ خدا کا نور مٹنہ کی

پھونکوں سے بجھایا نہیں جاسکتا، بلکہ خدا اس کو پورے طور پر روشن کر کے چھوڑیگا۔ والسلام

(عبدالغنی از جموں)

رڑکی کا خط جناب من تسلیم۔ منادی میں محمد علی کی بابت شائع ہوا ہے کہ انہوں نے عام جلسہ میں کہا کہ اگر ہندو قرآن و کعبہ کو ٹھکرا دیں (نعوذ باللہ من ذٰلک) تو میں تب بھی ان پر ہاتھ نہیں اُٹھا سکتا، ایسی حالت میں ہم کبھی بھی ان کا ساتھ دیکر دوزخ میں اپنی قیام گاہ نہ بنائیں گے۔ جب تک وہ بھری محفل میں اپنے اقوال و افعال سے توبہ نہ کرینگے تب تک وہ اسلام کے خیر خواہ نہونگے، میرے خیال میں ان کو دوبارہ مسلمان ہونا چاہیے۔

(مرزا جی۔ ان یشموم عادل بی پی سکول رڑکی)

دارالعلوم دیوبند کا خط حضرت مولینا دام برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۲۴ نومبر ۲۹ء کا اخبار کہ جسمیں مولانا محمد علی صاحب رامپوری نے حضرت اقدس کے متعلق جو کچھ لکھا اسکو دیکھ کر سخت افسوس اور صدمہ ہوا، ابھی اس صدمہ میں کچھ تخفیف نہ ہونے پائی تھی کہ حضرت کا دوسرا پرچہ یکم دسمبر ۲۹ء کا نظر سے گذرا جسکو پڑھکر اس قدر صدمہ اور افسوس ہوا کہ بیان سے باہر ہے۔ آہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جنکو نہ قوم کی بربادی کا خیال، نہ مذہب و ملت کے پامال ہونے کا۔ ڈر بے دھڑک ایسے کفر کے کلمے زبان سے کہدیتے ہیں اور انجام کار کچھ نہیں سوچتے کہ اسکا اثر کہانتک پڑنے والا ہے، خدا کا شکر ہے کہ میں اپنے ارادوں پر مضبوط ہوں، ایک محمد علی صاحب رامپوری کیا دنیا کی کوئی زبردست سے زبردست ہستی خانہ کعبہ و قرآن شریف کی عظمت اور شان میں ذرہ برابر فرق نہیں ڈال سکتی، خدا خود ایسی پاک و مقدس جگہ کا محافظ ہے، اس سے قبل کہ خانہ کعبہ اور قرآن پاک کی عظمت میں فرق آئے، میں ان دونوں پاک اور مقدس چیزوں پر اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار ہوں۔ میں محمد علی صاحب رامپوری کو سخت نفرت اور حقارت سے دیکھتا ہوں۔

(خادم طفیل احمد خاں۔ دیوبند۔ دفتر کتب خانہ دارالعلوم)

لاہور کا خط جناب خواجہ صاحب، السلام علیکم۔ اخبار منادی میں آپ نے جو مسلمانوں سے

استفسار کیا ہے واقعی وہ ایک اہم امر ہے، بحیثیت مسلمان ہونے کے مولانا محمد علی کو یہ کلمہ کفر ہرگز نہیں کہنا چاہیے تھا، میرے اور نیز میرے احباب کے جذبات کو اس سے بہت صدمہ ہوا اور ہم نے اس کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھا۔

دوسرے جو رویہ اُنھوں نے آج کل مسئلہ حجاز کے متعلق اختیار کر رکھا ہے، اور اسی بنا پر جس بے تکلفی سے وہ اپنے ہر مسلمان بھائی سے الجھ پڑتے ہیں۔ نہ صرف اُلجھ پڑتے ہیں، بلکہ سب و شتم پر اُتر آتے ہیں اس پر بھی اظہار نفرت کرتا ہوں، خبر نہیں کہ ان کو کیا ہوگیا ہے، عقل پر کیسا پتھر پڑ گیا ہے، خدا تعالیٰ ان کو توبہ کی توفیق دے اور راہ راست پر عود کرآئیں۔ آمین

والسلام مع الاحترام۔ (محمد اکرام افضل متعلم بی، اے اسلامیہ کالج لاہور)

آگرہ کا خط مکرمی و مخدومی قبلہ حضرت خواجہ صاحب السلام علیکم۔ خداوند کریم آپ کو ہر بلا سے محفوظ رکھے، مخدوم خواجہ بانو صاحبہ کے تندرست ہوجانے سے بہت خوشی ہوئی۔ مولانا محمد علی صاحب کے قضیہ نے جس قدر بدنصیب مسلمانوں کو رنج والم اور ہندوؤں کو بغلیں بجانے کا موقع دیا ہے اس سے اس قدر دل پر کاری چوٹ لگی ہے کہ فدوی کی تحریر سے باہر ہے اور اس وجہ سے مسلمان جسقدر بھی ماتم کریں اور خون کے آنسو روئیں کم ہے۔ خداوند کریم اپنے حبیب کے صدقہ میں مسلمانوں پر رحم کرے اور ایسا نہ کرے کہ تبلیغی کام کو ترک کر کے آپ کو مستقل مقابلہ کرنا پڑے۔ آمین ثم آمین۔ میری ناقص رائے میں معمولی مدافعت کیجائے، کیونکہ حفاظت مسلمین کا کام کسی حالت میں بھی نہ روکا جائے، جب سر سے پانی اوپر ہو جائے تب آپ کو اختیار ہے، فدوی ہر مناسب حکم کی تعمیل کرنے کے لیے بسروچشم حاضر ہے بلکہ کوئی بھی مسلمان تبلیغی کام کا مٹنا برداشت نہیں کر سکتا

(محمد عالمگیر خاں مالک عالمگیر فنٹ ویر کمپنی آگرہ)

الموڑہ کا خط قبلہ و کعبہ حسن نظامی صاحب مدظلہ۔ بعد سلام مسنون معلوم ہو کہ اگر محمد علی رامپوری کے ایسے عقیدے ہیں تو میں سخت بیزار ہوں۔ (حمید کانسٹیبل از کوہ الموڑہ)

سرگودہ کا خط حضرت خواجہ صاحب قبلہ۔ السلام علیکم۔ میری بیوی جو اس وقت

تلاوت قرآن میں مشغول ہیں کہتی ہیں کہ قرآن پاک کی تذلیل (خاکم بدہن) اپنے جیتے جی تو نہیں دیکھ سکتی ہوں، اور ایسا ہی بندہ۔

محمدؐ۔ علیؓ۔ حسنؓ کی لاج رکھیے۔ میاں مجی کو سلام کہیے جو حلال کی روٹی کھاتا ہے

نیاز مند فریدوں بیگ انسپکٹر پولیس

بجنور کا خط

مرشدی و مولائی حضرت خواجہ صاحب! السلام علیکم۔ جناب نے جو خدمات پانچ سال سے تبلیغی کام میں کی ہیں اس سے ہر ایک ذی عقل بخوبی واقف ہے اور اس کے علاوہ چندہ کا حساب کتاب بھی بالکل صاف اور سچائی سے ہفتہ وار اخبار میں شائع فرماتے رہتے ہیں اور اس طریقہ سے حضور نے اس چندہ کو صرف کیا کہ جس سے ہر فرد بشر بخوبی آگاہ ہے میرے خیال سے آجتک کسی لیڈر نے اس طرح سے حساب کتاب صفائی سے نہیں دکھایا۔ خواجہ صاحب آپ خدا کا کام کر رہے ہیں، آپ بدستور اسکو جاری رکھیں اور کسی کی بات کی پرواہ نکریں۔ خدا صاف دلوں کو خوب دیکھتا ہے، وہ حق کی فتح کریگا، اتبک جو جو مظالم آریہ سماج نے مذہب اسلام پر برپا کیے ہیں وہ ایک آپ ہی کی ہستی ہے جو اسکے فرو کرنے میں کامیاب ہوئے اور ان کو بہت سی جگہ نیچا دکھایا، سچ تو یہ ہے کہ ہر ایک لیڈر آرام سے سوتا رہا، مگر اس کے مقابلہ میں ہمارے خواجہ صاحب ہی شیر ببر کی طرح غرا کے کود پڑے اور حریفوں کو مثل جانوروں کے بھگا دیا۔ حضرت والا! آپ تبلیغی کام کو ہرگز ہرگز نہ روکیں اور بدستور جاری رکھیں، کیونکہ اس وقت ہر لیڈر کو بہ نسبت مذہبی کام کے سیاسی کاموں میں زیادہ دلچسپی ہے، اور پھر یہ بھی خواہش رکھتے ہیں کہ ہندو مسلم اتحاد ہو جائے۔

خواجہ صاحب! خاکسار بھی اس تحریک کا حامی تھا، مگر بہت کچھ نقصان اٹھایا، آخر کار اب بندہ بھی جیسا کچھ ہو سکتا ہے جناب کی کتابوں اور اخباروں کو مسلمانوں کو سنا کر اور زبانی تقریر سے تھوڑا بہت تبلیغی کام سے دلچسپی رکھتا ہے جس کے باعث بہت سے مسلمان آپکے اخبار کے منتظر رہتے ہیں اور جب اخبار آتا ہے تو اسکو پڑھ کر یہ غلام سنا دیتا ہے، والسلام

مرزا سبحان بیگ محلہ قاضی پاڑہ۔ بجنور

چھپرہ کا خط بخدمت شریف حضرت مولانا خواجہ صاحب۔ بندہ کعبہ شریف و قرآن شریف کے ساتھ ہے، اور جناب کے تبلیغی کاموں پر دل سے خوش ہوں اور ساتھ ہوں، محمد علی رامپوری کے فعل سے نفرت کرتا ہوں، خداوند تعالیٰ محمد علی کو نیک ہدایت دے۔

شیخ عاشق محمد نقشبندی تاجر عطریات چھپرہ

آسن سول کا خط اخبار منادی میں آنجناب کا مضمون محمد علی صاحب کے بارے میں پڑھا گیا ہے۔ کعبہ اور قرآن شریف کی عزت ہم کو لازمی کرنی ہے، اگر محمد علی صاحب کی زبان سے یہی الفاظ نکلے ہیں جو آپکے اخبار میں درج ہیں، تو ایک مسلمان ہونے کی وجہ سے ہم ان پر بہت افسوس کرتے ہیں، تبلیغ آپ کو جاری رکھنا چاہیے بند نہ کرنی چاہیے۔ خاکسار سے جو خدمت ہو سکے گی حاضر ہے اور بھی بہت سے مسلمانوں نے یہی رائے ظاہر کی ہے۔ اشتہار پڑھکر مسجد میں لگا دئے جاتے ہیں۔ (دوست محمد و محمد اسمٰعیل پنجابی سوداگر چرم آسن سول پکا بازار)

کلکتہ کا خط جناب حضرت خواجہ صاحب، السلام علیکم، چند عرصہ سے میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب رام پوری اپنے اخبار ہمدرد میں سب طرح آپ کے خلاف زہر اگل رہے ہیں کہ جسکا نہ سر ہے نہ پیر ہے، چاند پر خاک ڈالنے سے چاند کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا، چونکہ آپ شریعت رسول پیغمبر پر حاوی ہوکر مخلصانہ تبلیغ کا کام کر رہے ہیں اسلیے میرا اور میرے ضمیر کا پختہ خیال ہے کہ ایک محمد علی کیا اگر ایسے ہزار محمد علی پیدا ہو جائیں تو انشاء اللہ آپ کو کوئی زک نہیں دیکھنا، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میری جان اور میرا مال آپکے ساتھ ہے، اور آپ کے کاموں پر جو بالکل صداقت پر مبنی ہیں اسپر قربان ہے۔ مجھ سے جو خدمت لیجائیگی میں خود اور میرے معاونین میں سے کم از کم پانچسو آدمی آپ کے ہر حکم کو بجا لانے کو تیار ہیں، جو ارشاد ہو تعمیل کی جائے، آپ کسی کی گیدڑ بھبکیوں میں نہ آئیں بلکہ اور زور کے ساتھ اپنا تبلیغی کام کیے جائیے، خدا ہر مخلص کے کام میں کامیابی دیتا ہے، اور انشاء اللہ وہ کامیابی آپ کے سامنے ہے۔

محمد علی کی حالت کو میں ہی نہیں سارا زمانہ جانتا ہے، خدائے پاک آپ کو اپنے مقصد میں کامیاب کرے اور دشمنان اسلام کے جھوٹے اور بودے حملوں سے بچائے۔ آمین۔

(فقیر حقیر حکیم سید عبدالرشید دہلوی نمبر ۱۰۵ اشد ریا ٹپی)

دہلی کا خط مبلغ اعظم حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب۔ السلام علیکم۔ مزاج شریف محمد رحیم صاحب کے پاس اخبار منادی آتا ہے، وہ میں نے پڑھا اور محمد علی کے وہ الفاظ پڑھے جو دہلی ملاپ کانفرنس میں کہے گئے تھے

یہ ایک چوٹ تو لگی ہی تھی کہ غریبوں کے اخبار میں محمد علی کے غسل خانہ والا مضمون پڑھا، پڑھکر جیسا مجھے رنج ہوا ہے میری طبیعت ہی جانتی ہے، میں قرآن مجید اور کعبہ شریف کی حمایت میں ہوں، میری دعا ہے کہ محمد علی راہِ راست پر آجائیں اور ان باتوں سے توبہ کریں۔

(خواجہ اسلام الدین از چوڑی والان دہلی)

احمد آباد کا خط حضور اقدس حضرت خواجہ صاحب، السلام علیکم۔ ذیل کے حضرات کعبہ و قرآن شریف کے ساتھ ہیں اور محمد علی رامپوری کی تبلیغ کے خلاف تحریک سے متنفر ہیں۔

(۱) مولوی علی میاں قریشی شاہ (۲) سید سکندر علی سید امام علی صاحب

(۳) شیخ فقیر محمد نتھن بھائی (۴) پٹھان نیاز محمد خاں حمید خاں

(۵) عبداللہ میاں غلام حسین (۶) شیخ رسول میاں سعید و میاں

(۷) شیخ دوست محمد نتھن بھائی (۸) سید قمبر حسین غلام حسین بخاری (۹) سید حسن علی علی میاں

جرول ضلع بہرائچ کا خط خواجہ صاحب السلام علیکم۔ منادی پڑھا، لوگوں کو سنایا، متفق رائے یہ ہوئی کہ تبلیغی کام ہرگز بند نہ ہونا چاہیے اور رامپوری محمد علی سے ہر قسم کا مضبوط مقابلہ کیا جائے، ہم لوگ آپ کے ساتھ ہمیشہ ہر کام میں تیار ہیں۔ ہم لوگ اپنی جانیں اور مال ہمیشہ اسلام پر قربان کرنے کو تیار ہیں، جو طریقہ محمد علی سے مقابلہ کے لیے لایا جائے فوراً اطلاع فرمائی جائے۔ (شیخ سعد اللہ بتیا کو فروش جرول بہرائچ)

منٹگمری کا خط بحضور عالی شان حضرت خواجہ صاحب دام اقبالکم - نیاز بے انداز

خواجہ بانو کی علالت پڑھ کر دل کو از حد صدمہ ہوا - خداوند تعالیٰ حضرت مکرم کو صحت عطا فرمائے

محمد علی جیسے غدار کا جو پہلے ہم بیکسوں اور بھولے آدمیوں کو اپنا اقتدار حاصل کرنے کے لیے رضا

کار بنا کر سینکڑوں بلاؤں میں مبتلا کرا چکا تھا، اب حضور کے مقابلہ پر اُتر آنا از حد افسوس ہے

خدا خواجہ بانو کو جلد ہی صحت کلی عطا کرے تاکہ حضور فارغ ہو کر دندان شکن جواب دیں، مگر وہ حضور

کی عزت کے سامنے کیا حیثیت رکھتا ہے - (الراقم خادم مستری محمد اسمٰعیل از منٹگمری)

میرٹھ کا خط مکرمی جناب خواجہ صاحب، السلام علیکم - میں کعبہ اور قرآن شریف کے

ساتھ ہوں اور جو ان کا مخالف ہے اُسکے ساتھ نہیں ہوں، خواہ وہ رامپوری محمد علی صاحب

ہوں یا اور کوئی ہوں - (ریاض احمد خریدار درویش نمبر ۲۶۵۸ میرٹھ)

لودھیانہ کا خط حضرت مولانا دام فیوضکم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

التماس ہے کہ جناب نے منادی اخبار میں اعلان کیا ہے کہ مولانا محمد علی نے کہا تھا کہ ہندو

اگر کعبہ اور قرآن مجید کو ٹھکرا دیں تو بھی ان پر ہاتھ نہ اٹھاؤں گا - لہذا ہم قرآن مجید اور کعبہ کو

چاہتے ہیں، محمد علی اور ہندوؤں کو نہیں چاہتے - (حافظ عنایت علی محلہ باجر سوال لدھیانہ)

قصور کا خط مکرمی حضرت مولانا سیدی خواجہ حسن نظامی - السلام علیکم -

اللہ تعالیٰ آپ کو ہر بلیات ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے، آمین - ۲۴ نومبر یکم دسمبر کے پرچہ

منادی پڑھے، مولانا محمد علی کی مخالفت کا ذکر پڑھا نہایت افسوس ہوا کہ ایسے گندم نما جو فروش

نام کے مسلمان ابھی تک امت محمدی میں ہیں، مجھے تو خیال تھا، کہ یا تو حضور کی حق نمائی سے

غارت ہو چکے ہونگے یا ہو جائیں گے، اللہ کرے آمین -

آپ کی جوابدہی مولانا محمد علی کو نہایت ہی قابل تحسین ہے اور مولانا کی علت سخت

بیہودہ اور نفرت کے قابل ہے، انشاء اللہ خدا آپ کے کام میں برکت دیگا، اور آپ کو ہر طرح

ان کی شرارتوں سے امن میں رکھیگا - آپ واقعی حق پر ہیں اور امت محمدیہ کے سچے حقیقی رہنما

ہیں، رامپوری کے طرزِ عمل پہ ہزار نفرین، خدا کرے آپ کے اس نیک اور پاکیزہ عمل سے اسکی
کجروی دور رہو، ورنہ آخر میں اسی کو نقصان ہے۔ ہمیں اس کی نازیبا حرکتوں سے نہایت جوش
اسلامی ہے۔ ہم کعبہ و قرآن پر سب کچھ قربان کرنے کو ہر وقت تیار ہیں، ہمیں محمد علی کے بیہودہ
دنیاوی فعل سے سخت نفرت ہے، خدا آپ جیسے رہنماؤں کی برکت سے ہدایت دے کہ وہ بھولا
بھٹکا آخر ایک مسلمان ہے۔

آپ کا طرزِ عمل ہمیں پیارا ہے۔ انشاء اللہ خدا اور رسول کو بھی منظور ہوگا، اب
خاموشی کا وقت نہیں، استقلال و استقامت جیسی خداوند تعالیٰ نے آپ کو دے رکھی ہے
اسی طریقہ سے کریں، ہم آپ کے حکم کے بندے ہیں اور غائبانہ غلام ہیں، والسلام

(دعاگو چوہدری محمد یوسف شبلی، ڈاکخانہ ڈھولن براہ قصور ضلع لاہور)

آبور وڈ کا

حضرت قبلہ خواجہ صاحب نصر اللہ اعلامہ۔ پہلے پرچوں میں، مدینہ،
الامان، اور ہمدرد نے جو کچھ آپ کے خلاف اڈیٹر صاحب ہمدرد کے آکسا لینے سے اعلان
جنگ کیا ہے، یہ ان مدیران اسلام کی سخت ترین قابل افسوس ایک اندرونی سازش کا پتہ
دے رہی ہے۔ ہمارے لیے اعدائے اسلام ہی کیا کم تھے، کہ جو ہم کو مٹانے کی ہر پہلو سے کوشش
میں ہیں، مگر ہماری کوتاہ نظری نے ہمیں ان کے لالچ زر میں ایسا غرق کیا کہ ہم اسلام کے خلاف
صرف اس وجہ سے ہو گئے، کہ اس میں ہمارا ذاتی مفاد اور شہرت شامل ہے۔

مولانا محمد علی کو اس وقت اس فتنہ کے دبانے کی ضرورت تھی، مگر وہ کسی دوسری طاقت
سے مرعوب ہو کر آپ کے خلاف نہیں بلکہ اسلام کے خلاف اعلان جنگ کا بہانہ تلاش کرتے تھے
ہم اسی روز سے مولانا محمد علی صاحب سے واقف ہیں جبکہ کراچی جیل سے منتقل کیے جاتے وقت
ان سے کسی نے یہ سوال مارواڑ جنکشن پر کیا تھا کہ آپ مہاتما گاندھی کے متعلق اب کیا خیال رکھتے
ہیں اور اس پر مولانا نے فرمایا تھا کہ محمد صاحب کے بعد اگر میں کوئی انسان
دیکھتا ہوں تو وہ مہاتما گاندھی ہیں۔

آپ مخالفین اور معترضین کی پرواہ نہ کیجئے۔ تبلیغ اسلام خدا کا کام ہے وہ برابر آپ کی مدد فرمائیگا، یہ کام غربا اور حامیٔ اسلام کے شیدائوں سے جاری ہوا ہے، آپ ہرگز ہرگز کسی مخالف سے اثر نہ لیجئے، انشاء اللہ اب آپ کے تبلیغی کام کو اور چار چاند لگ جائینگے۔

میں اپنے تمام شیدائے اسلام اور خواہان تبلیغ سے خدا اور اس کے رسول کا واسطہ دیکر عرض کرتا ہوں کہ وہ اب تبلیغ میں سر توڑ کوشش فرما کر متعصبین کو جتلادیں کہ ہم کسی طاقت سے مرعوب ہونے والے نہیں ہیں ؎

اسلام کے پودے کو قدرت نے لچک دی ہے　　ابھریگا یہ اتنا ہی جتنا کہ دبا دیں گے

قریب قریب ہر مسلمان مولانا صاحب کی اس ذاتی عداوت کو جو کہ آپ سے ایک آٹھ سال پیشتر کسی خط کے بہانہ سے کی گئی ہے اسلام کشی کی نظر سے دیکھتا ہے، اور عام طور پر کہا جاتا ہے کہ مولانا محمد علی صاحب ایسے کب ہی خواہ حضور نظام خلد اللہ ملکہ ہوئے تھے کہ گڑھے مردے اکھیڑ کر عوام کو بہلانے اور تبلیغ کے خلاف ہوجانے کے لیے آمادہ ہوگئے، ضرور ہی کچھ دال میں کالا ہے مگر مسلمان لوگ ایسے ناسمجھ اور واقعات عالم پر غور و فکر سے کام نہ لینے والے نہیں جو مولانا صاحب کی اس ترکیب کو گہری نظروں سے نہ سمجھتے ہوں۔ ہمیشہ تبلیغ اسلام یا حمایت دین محمدی کرنیوالوں پر دنیوی آفات آتی رہیں، اور یہ خدائی امتحان ہوتا رہا، مگر ہمیشہ حق کی ہی فتح ہوئی، اس وقت تمام مسلمانوں کی ایک زبردست آزمائش کا وقت آگیا ہے۔ امید ہے کہ ان کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئے گی، اللہ ان کے ساتھ ہے، صبر اور ہمت مردانہ سے اور زیادتی سے اب تبلیغ کا کام ہونا چاہیے۔ والسلام (صوفی انصاری رامپوری از آبورو ڈ)

سورت کا خط

مرشدی، و مولائی جناب خواجہ حسن نظامی صاحب، بعد سلام مسنون گذارش اینکہ یکم دسمبر کا اخبار منادی میں جلی قلم والا مضمون (ہر مسلمان جواب دے) دیکھا، مجھے کعبہ و قرآن پیارا ہے اور ان کی میں دل و جان سے حمایت کرتا ہوں۔

(عبد الرحمن حاجی اسمٰعیل گھنٹہ گھر سورت)

پیشوایان اسلام کی خدمت میں اپیل
منجانب مسلمانان باندرہ ضلع تھانہ

جناب مرشدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ العالی و امام الاحرار الحاج جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب مدظلہ العالی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ ہم قصبہ باندرہ کے مسلمانان آپ ہر دو بزرگواروں کی خدمت میں ملتمس ہیں کہ آپ دونو رہبران اسلام کی قلمی جنگ کو اخباروں میں پڑھ کر ہم مسلمان خون کے آنسو رو رہے ہیں، افسوس صد افسوس ؎

ایک سے ایک زیادہ ہے مچلنے کیلئے   کس کو کس طرح سے سمجھائیں سنبھلنے کیلئے

اے پیشوایان اسلام از برائے خدا و بواسطۂ محمد مصطفےٰ و صدقۂ شہید کربلا اس قلمی جنگ کفر بازی کے سشن کو بند کیجے۔ آہ کس کو کس پر ترجیح دیں، کیا مولانا محمد علی کے قومی کارنامے جو تاریخ عالم میں آب زر سے لکھے گئے ہیں، کیا وہ محو ہو سکتے ہیں اور کیا مرشدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی خدمات جو عین وقت پر جبکہ آریاؤں نے عالم اسلام کے ملیا میٹ کرنے کا تہیہ کر لیا تھا، ایسے موقع پر حضرت خواجہ صاحب نے تبلیغی کام کر کے مسلمانان ہند پر جو احسان فرمایا ہے، کیا فراموش ہو سکتے ہیں، نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ اب کیا آپ دونو حضرات یہ چاہتے ہیں کہ اسپین کی طرح مسلمانان ہند بھی سرزمین ہند سے نابود ہو جائیں، کیا کشتی اسلام حوادثات کے بحر زخار سے پار ہو گئی، کیا جزیرۃ العرب و مقامات مقدسہ بہ منشائے اسلام آزاد ہو گیا، کیا ہندوستان سے تحریک شدھی و سنگھٹن معدوم ہو گئی، کیا ہندوستان آزاد ہو گیا، اگر ان سوالوں کا جواب نفی میں ہے، تو پھر آپس میں یہ قلمی جنگ کیسی، آپ دونو بزرگ کشتی اسلام کے ناخدا ہیں، للہ امت مرحومہ پر رحم فرمائیے، اور آپس کی قلمی جنگ کو بند کیجئے اور دشمنان ملک و ملت کو ہنسی کا موقعہ نہ دیجئے۔ ہم حضرت خواجہ صاحب و مولانا محمد علی صاحب سے ملتمس ہیں کہ ہر دو بزرگوار سلف صالحین کی پیروی کریں کہ کیسے کیسے حادثات گذرنے کے باوجود صبر و تحمل سے کام لیتے تھے۔ ہم دونو بزرگوں کی خدمت میں مکرر التماس کرتے ہیں کہ خدا کے واسطے، اور امام الانبیاء کے واسطے

صحابۂ کرام و شہدائے کربلا و حضرت خاتون جنت کے واسطے اپنی قلمی جنگ و کفر بازی بند فرمائیے

والسلام وما علینا الا البلاغ

(نوٹ) ہر دو بزرگوار اس مضمون کو اپنے اپنے اخباروں میں درج فرما کر مشکور فرمائیں

نیز دیگر اسلامی اخباروں سے درخواست ہے کہ اپنے اخباروں میں مضمون ہذا کو جگہ دیکر ممنون فرماوینگے۔

(۱) غلام فاروق ساکن باندرہ (۲) شیخ امیر شیخ وردو صدر مدرس مدرسہ باندرہ محلہ نوپاڑہ۔

(۳) اسمٰعیل ولد ابراہیم صاحب مرچنٹ (۴) احمد صاحب برہان صاحب سوداگر (۵) بالم

فاضل صاحب خادم خلافت (۶) میرزا محبوب بیگ ابن تاج بیگ (۷) عبدالغنی بشیر احمد

(۸) شیخ باپا میاں شیخ لعل عطار (۹) داداشمس الدین (۱۰) عزیز عبدالقادر صاحب

(۱۱) بابو محمود (۱۲) عبدالحکیم ملک محمد (۱۳) معین الدین ابن شہاب الدین (۱۴) محبوب عبداللہ

صاحب (۱۵) حسین میاں سلیمان میاں (۱۶) شیخ احمد شیخ ہارون (۱۷) شیخ دادا میاں یٰسین

(۱۸) غلام حسین سوداگر۔ وغیرہ وغیرہ (یہ خط مسٹر محمد علی نے شائع نہیں کیا مگر خواجہ صاحب نے غریبوں کی اخبار میں شائع کر دیا) ایڈیٹر

طوالت کے باعث صرف رؤسائے قصبہ کے دستخط لیے گئے۔ فقط۔ مورخہ ۸/۱۲/۲۶ء

میرا سر اپنے مسلمان بھائیوں کے حکم کے سامنے جھکا ہوا ہے مگر جب تک مسٹر محمد علی تبلیغ

کی مخالفت ترک نہ کرینگے، میں تبلیغ کا بچاؤ کیونکر ترک کر سکتا ہوں۔ حسن نظامی

احمد آباد کا خط

قبلہ و کعبہ حضرت خواجہ صاحب۔ بعد ادائے آداب کے عرض یہ ہے کہ حسب ذیل صاحبان کعبہ و قرآن کے ساتھ ہیں۔

محمد حسین خاں سردار خاں نظامی، عبدالرحمن حسو میاں ولال قاسم بھائی فضلو بھائی

محمد میاں رسول میاں ولال نور میاں احمد میاں یوسف بھائی عمر بھائی احمد بھائی۔

عبدالرسول بلو بھائی موٹر ڈرائیور قصاب کریم محمد شیر محمد نظامی۔ محمد عمر غلام محمد احمد بھائی سلیمان

ممبران انجمن نوجوانان کالوپور احمد آباد۔

تمام برادران دین کے لیے دعائے خیر کیجئے گا۔ فقط مورخہ ۲۶ دسمبر ۲۶ء (طالب دعا محمد حسین خاں)

پانولی ضلع بھروچ کا خط

آقائے نامدار جناب خواجہ حسن نظامی صاحب
بفضل خدا سلامت باشید - آمین یارب العالمین - السلام علیکم - آپکے سوال کا جواب
ہمیں قرآن شریف و کعبہ شریف مولانا رامپوری محمد علی سے ازحد پیارا ہے -
ہم اس بارے میں ان کا ساتھ ہرگز نہ دینگے، وہ ہندوؤں پر فدا ہو کر اپنے ہاتھ سے جو
لینا ہوے لیں - (آپ کا ادنیٰ خادم منشی آدم ولد صالح ولد علی بھائی پانولی - بی بی اینڈ
سی - آئی ریلوے ضلع بھروچ)

جموں کا خط

بخدمت جناب خواجہ جی صاحب دام فیضکم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
جناب کا اعلان منادی میں شائع ہوا ہے اسکے متعلق ہماری رائے یہ ہے کہ کعبہ و قرآن کے
سامنے محمد علی کی کچھ حقیقت نہیں - دوسرے لفظوں میں ہم محمد علی سے کعبہ و قرآن کو بدرجہا بہتر
اور افضل مانتے ہیں - مگر رآنکہ تبلیغی کام ایک منٹ کے لیے روکنا مضر ہے - آپ دانا ہیں -
(آپ کا تابعدار غلام رسول شیخ جان محمد اینڈ سنز جموں)

فتح آباد کا خط

جناب عالی گذارش ہے کہ بندہ انشاء اللہ تعالیٰ جہانتک ہوسکے
کعبہ و قرآن کے ساتھ ہے کیونکہ کعبہ و قرآن پر ہمارا ایمان ہے اور جو کعبہ و قرآن کے حق میں ایسا
لفظ کہے یا بے حرمتی کرے اسکے ہم سخت دشمن ہیں، اور جو مسلمان ہو کر ایسے الفاظ منہ سے کہے
اُسکو چاہیے کہ فوراً توبہ کرلے اور ہم بھی خدا سے یہ دعا کرتے ہیں کہ خدا وند اتنے بڑے مسلمان کو
بُری صحبتوں سے بچا - آمین - (مرسلہ تابعدار عمادالدین فتح آباد ضلع امرتسر)

سانگلہ کا خط

مکرم معظم مخدوم جناب خواجہ صاحب، السلام علیکم - اخبار منادی
یکم دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء موصول ہوا، ایسے شخص کے نام کے ساتھ جو کعبہ شریف و قرآن مجید کے متعلق ایسا
قسم کے الفاظ استعمال کرے مولانا کا لفظ لکھتے ہوئے مجکو شرم آتی ہے - افسوس ہے کہ رامپوری
محمد علی نے اس قسم کے الفاظ استعمال کرنے سے اپنی بیہودگی و یادہ گوئی کا ثبوت دیا ہے -
ہم قرآن پاک و کعبہ شریف کے ساتھ ہیں اور ان پر سے اپنی جان بھی قربان کرنا

ہمارے لیے فخر ہے۔ (محمد حسین محمد افضل کلاتھ مرچنٹ۔ سانگلہ)

بنوں کا خط

قبلہ وکعبہ جناب حضرت خواجہ صاحب دام اقبالہ۔ سلام علیکم بعد قدمبوسی کے واضح ہو کہ کل اخبار منادی پہنچا۔ پڑھ کر حالات سے مطلع ہوا۔ بندہ خدا اور اس کے رسول اور کلام پاک کے ساتھ ہے۔ رامپوری برائے نام مولوی کا ڈٹ کر مقابلہ کیجیے، تاکہ اس کے دانت کھٹے ہو جاویں۔ مجھے تو سپیشل کانفرنس دہلی میں محمد علی کی مولوی گری معلوم ہو گئی تھی کیونکہ وہ جا و بیجا ہر ایک مقرر کو بغیر اجازت صدر صاحب صدر کے ٹوکتے تھے جن کا سراسر مقرر پر اپنا رعب ڈالنا مقصود ہوتا تھا۔ ورنہ اور کچھ اصلیت نہ ہوتی تھی۔ اسی طرح اب محمد علی آریوں سے مل کر آپ پر بھی اپنا دباؤ ڈالنا چاہتا ہے خداتعالیٰ پر بھروسہ کر کے مضبوط رہیے۔ اُمید ہے کہ مسلمانان ہند آپ کے ساتھ ہی ہونگے اور خدا بھی ہمارے ساتھ ہے کیونکہ ہم حق پر ہیں۔ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔

(طالب دعا سلطان علی نظامی نقل نویس صدر کچہری بنوں)

لینس ڈاؤن کا خط

جناب خواجہ صاحب السلام علیکم۔ بموجب اخبار منادی مورخہ یکم دسمبر ۲۲ء حسب فرمایش آپ کے میں مجبور ہوں کہ اپنی رائے ناچیز بطور جواب پیش خدمت کر سکوں۔ اگر کوئی ہندو، خواہ عیسائی اور خواہ مسلمان یہاں تک کہ میرا کوئی عزیز سے عزیز ترین شخص بھی کیوں قرآن کی بے عزتی کرے تو واللہ اگر میرا قابو چلے تو اُسکا جینا ہی دشوار کر دوں۔ اور اگر بس نہ چلے حتی الامکان اسکو اس گستاخی کی سزا دوں۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اس شخص سے قطعاً علیحدگی اختیار کر لوں۔ البتہ اگر مسلمان ہو کر باقاعدہ توبہ کرلے اور گستاخی کے بدلے خیرات کا حقہ ادا کر دے تو اس سے مل سکتا ہوں لیکن بدگمانی اس کی طرف سے پھر بھی رہیگی۔ اس معاملہ میں اگر میرے پدر بزرگوار بھی ہونگے تو وہ بھی میری نظروں میں متذکرۃ الصدر بیان کے خلاف ہر گز مخصوص نہ ہونگے۔ محمد علی ہمارے کسی شمار میں نہیں ہیں، گو ان کی خدمات ملکی کا معترف ہوں۔ (ڈاکٹر محمد منصور خاں انڈین ملٹری ہسپتال لینس ڈاؤن ضلع گڑھوال)

منٹگمری کا خط حامیٔ دین مرشد راہ مستقیم جناب پیر صاحب۔ میرے آقا سرکار عالی۔ نیاز بے اندازہ کے بعد گذارش ہے کہ آپ کی شان پر رحمت اور برکات اللہ تعالیٰ کی ہر دم نازل ہوں جس طرح بارش۔ اور سب خواجگان آپکے مددگار رہوں۔

جو حضور نے محمد علی کی بابت اخبار میں شائع کیا ہے اس کو فضول باتیں کرنے دیں۔ حضور کی کچھ شان کم نہیں ہو سکتی۔

جس طرح حضور کے بزرگوار شہادت پاکہ بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوئے ہیں، اسی طرح قلم بھی حضور کی شہادت پاکر مرحبا کہکر اُٹھے اور اسکو بذریعہ قلم اپیغام دیں کہ تو شرارت سے باز آجا اگر پھر باز نہ آئیگا تو اپنے کیے کا پھل کھائیگا، اور آپ کا قدمبوس ہوگا۔ حضور تبلیغ کو بھی اسی طرح جاری رکھیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں قدمبوسی نصیب کرے۔

(خادم حکیم محمد سلطان نظامی منٹگمری)

رام گڈھ کا خط بخدمت اقدس جناب حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب دام برکاتہ السلام علیکم۔ بندہ خداوند کریم کے فضل و کرم سے کعبہ و قرآن شریف کے ساتھ ہے۔ مولانا محمد علی ایڈیٹر اخبار ہمدرد کے ساتھ ہرگز نہیں ہے۔

(بندہ نواب الدین پٹواری حلقہ رام گڈھ چک ۱۶۹ رکھ براچند)

شاہجہانپور کا خط جناب حضرت خواجہ صاحب السلام علیکم۔ التماس ہے کہ میں نے اخبار المیزان مورخہ ۸ دسمبر میں آپ کا اشتہار دیکھا میرا ایمان قرآن شریف اور کعبہ ہے اور یہی شے پیاری ہیں۔ والسلام (سید ولی حسین محلہ دلاذاک یو پی شاہجہانپور)

کالکا کا خط مخدوم مکرم بندہ جناب خواجہ صاحب مدظلہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آنجناب کا اخبار منادی پہونچا اور اس میں جناب کے بیانات بجواب اعتراضات مولانا محمد علی صاحب اڈیٹر ہمدرد پڑھے۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ مولانا صاحب آپ جیسے بزرگوں کے ساتھ بھی حسد و رشک رکھتے ہیں۔ ایزد تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ

اپنے حبیب پاک کے صدقے سے سچے کو کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔
باقی نہ صرف بندہ کو بلکہ تمام سچے مسلمانوں کو کلام پاک و کعبۃ اللہ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں
(آپ کا ناچیز خادم محمد شفیع از کالکا)

دربھنگہ کا خط

خواجہ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا اخبار منادی ہمارے سابق ناظم انجمن مولوی عبدالرحیم صاحب مدرس مدرسہ امدادیہ کے نام سے آتا ہے۔ ہم لوگ باوجودیکہ آپ کے ہمخیال نہیں ہیں۔ مگر پھر بھی دل سے آپ کی قدر کرتے ہیں۔ خدا آپ کے کاموں کی توسیع فرمائے اور آپ کے دشمن کو مغلوب فرمائے۔ میرے نزدیک آپ اپنے کام میں مشغول رہیں، جب خلوص ہے تو چل کر کے رہیگا۔
اور یہ آپ کی مخالفت کرنا اور بھی باعث فخر ہے۔ زمانہ میں ایسا ہوتا آیا ہے لوگ مخالف ہوتے ہیں مگر الحق یعلو ولا یعلیٰ۔ لوگ اس طرف خصوصاً شہر دربھنگہ کے اندر بہت چہ میگوئیاں کرتے ہیں مگر جہاں تک ہوتا ہے جواب دیا جاتا ہے اور آپ کے اخبار کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں اور یہ کہاں نہیں ہوا ہے کہ باطل سے باطل کا ساتھ لوگوں نے دیا ہے۔ اس طرف زائد اخبار مدینہ اور الجمعیۃ آتا ہے، مگر خدا نے چاہا تو حق حق ہو کر کے رہیگا۔ آپ برائے خدا تبلیغ کے کام کو بند نہ فرماویں خدا آپ کی مدد کریگا۔ اگر واقعی محمد علی صاحب نے وہ الفاظ جو آپ کے منادی میں نکلا ہے کہے تو بیشک عنداللہ وہ مواخذہ دار ہیں۔ کون ایسا مسلمان ہے جو کعبہ اور قرآن سے کسی چیز کو اپنے نزدیک پیارا جانے گا۔ اس مضمون کو بعد تصحیح کے اگر مناسب جانیں تو اخبار کے اندر درج فرماویں
(ناظم انجمن سائرۃ الاحباب عبدالرحمن مدرس مدرسہ امدادیہ ڈاکخانہ لہریا سرائے دربھنگہ)

شاہجہانپور کا خط

مخدوم مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اخبار المیزان شاہجہانپور مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۲۶ء میں آپ کا اعلان پڑھ کر جو تعجب کی حالت ہوئی وہ احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ خدا نہ کرے جو ہم محمد علی صاحب رامپوری کا ایسی صورت میں ساتھ دیں۔ جبکہ ان کی زبان سے ایسے کلمے کفر کے نکلیں۔ ہم یقیناً قرآن پاک اور کعبہ شریف پر اپنی جان تک نثار

کرنے کو تیار ہیں۔ (غلام عبدالستار عفی عنہ)

مولانا محمد علی کے نام کھلی چٹھی

مولٰنا السلام علیکم۔ خدا جانتا ہے۔ میرے دل میں آپ کی خاص وقعت ہے اور میں آپ کا بدخواہ نہیں بلکہ خیرخواہ ہوں۔ اور اس مکتوب میں جو کچھ لکھونگا نیک نیتی اور انصاف پسندی سے لکھونگا۔ (۱) گذارش یہ ہے کہ آپ نے خواجہ حسن نظامی پر غداری اور جاسوسی کا جو الزام لگایا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ خواجہ صاحب کانگریسی یا خلافتی مسلک کے متبع نہیں ہیں، بلکہ حکومت اور ارباب حکومت سے ملنا جلنا اور مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کرنا ان کے نزدیک جائز ہے۔ اور اگر یہ جاسوسی اور غداری ہے تو ہمارے آپ کے بہت سے پیشوا اور ہزاروں خان بہادر، نواب بہادر سب غدار اور جاسوس ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ جاسوسی نہیں ہے بلکہ اپنی قوم کی خیرخواہی ہے۔ ہاں اگر خواجہ صاحب نے ظفر علی خاں کے متعلق چیف کمشنر دہلی سے شکایت کی اور اس شکایت کی بنا پر ان کو نقصان پہونچا تو یہ کوئی غداری اور جاسوسی نہیں ہے بلکہ زیادہ سے زیادہ ایک انتقامی جذبہ کے ماتحت ایک غیر مآل اندیشانہ حرکت ہے جو اخلاقی اعتبار سے قابل اعتراض ہوسکتی ہے۔ بہرحال اس لغزش کو آٹھ سال کا زمانہ گزر چکا، حالات اور واقعات بدل چکے ہیں میرا جہانتک خیال ہے خواجہ صاحب اب اس قسم کی چیزوں سے بدرجۂ غایت پرہیز کرتے ہیں اور محتاط ہیں۔ گزشتہ چار سال میں خواجہ صاحب نے جو اسلامی خدمات انجام دی ہیں، اور جس سرگرمی کے ساتھ تبلیغ وحفاظت اسلام کی تحریکوں کو کامیاب بنایا ہے۔ وہ ان کے موجودہ مخلصانہ جذبات اور سچی ہمدردئ اسلام کے شاہد ہیں۔ ان حالات میں آپ کا ان کی مخالفت پر آمادہ ہونا اور آمادہ ہونے کے بعد آپے سے باہر ہوجانا یقیناً غلطی ہے۔ آپ ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیے کہ کہیں آپ اپنے غیظ وغضب سے مغلوب تو نہیں ہوگئے اور آپ نے تبلیغ اور اشدھی کی تحریکوں کو اپنے نصب العین آزادئ ہند کے خلاف سمجھ کر تو خواجہ حسن نظامی کی مخالفت نہیں کی۔ اگر یہ قیاس درست ہے تو آپ فوراً سنبھلیے اور جلد از جلد اپنی گولہ باری کو بند کیجیے کیونکہ اس سے مسلمانوں کو نقصان

پہنچ رہا ہے۔

(۲) دوسری گذارش یہ ہے کہ خواجہ حسن نظامی کا حلفیہ بیان شائع ہو چکا ہے اسکو پڑھکر ہر سمجھدار اور ایماندار شخص نے یقین کرلیا کہ خواجہ صاحب غدار اور پیشہ ور جاسوس نہیں ہیں پس اب آپ بھی اس حلف نامے پر نظر ڈالیے اور اس قصے کو ختم کیجئے۔

میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ احتساب کے کام کو شوق سے کیجیے لیکن ذرا سوچ سمجھ کر غور و فکر کے ساتھ اور عقل و تدبر سے۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی خیال رکھیے کہ اس احتسابی مشین گن کا رُخ صرف دوسروں ہی کی طرف نہ رہے۔ بلکہ کبھی کبھی اپنی طرف بھی کرلیا کیجیے اس لیے کہ کوئی انسان برائیوں اور کمزوریوں اور کوتاہیوں سے خالی نہیں۔

جب آپ احتساب کے کام سے فارغ ہو جائیں اور میں سمجھتا ہوں آپ جلد فارغ ہو جائینگے تو پھر خدا کے لیے اصلاح قوم اور نظم ملت کا کام اپنے ہاتھ میں لیجئے۔ مولانا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ حصول آزادی اور قیام خلافت سے زیادہ ضروری تحریک ہندوستان کے مسلمانوں کی مالی، معاشرتی، تمدنی اور تعلیمی اصلاح ہے۔ جب تک آپ اپنے قلعہ کو مضبوط نہ بنائیں گے اور جب تک آپ اپنے گھر کی شکستہ دیواروں کی مرمت نہ کریں گے آپ کسی جنگ میں کامیاب نہیں ہو سکتے اور کسی حال دشمنان اسلام سے (خواہ انگریز ہوں خواہ ہندو) محفوظ نہیں رہ سکتے۔ پس کامیابی اور اپنی عزت و حیات کی حفاظت کے لیے آپ کا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی مشکلات اور مصائب پر نظر ڈالیے اور بیاہی جنگ و پیکار کو ختم کر کے اپنی ساری قوت اور تمام طاقت مسلمانوں کی اصلاح و تنظیم میں صرف کیجئے۔ والسلام

(مولانا) زاہد القادری (صاحب) ممبر مجلس منتظمہ خلافت کمیٹی دہلی

احمد آباد کا خط

پیارے خواجہ السلام علیکم۔ یہ جھگڑا بہت بے موقعہ پیدا ہوا۔ مگر چونکہ قصوروار محمد علی ہیں اور اُن کی یہ شرارت نفسانیت سے بھری ہوئی ہے۔ لہذا اب اُن کو اور اُن کی پارٹی کو کامل شکست دینی چاہیے۔ ہمدرد کے مضامین بھی میں نے پڑھے اور اس نتیجہ

پر پہنچا کہ ایسے مغلوب الغضب، نفس پرست، کاذب اور دشمنان اسلام سے ساز باز رکھنے والے شخص کے اقتدار کو بالکل مٹا دینا چاہیے۔ تاکہ اسلام کو آئندہ بھی کوئی خطرہ نہ رہے۔ ہم سب اس جنگ میں آپ کے قدم بقدم رہینگے انشاء اللہ تعالی۔ ہمارے جان مال بھی آپ کے قدموں میں حاضر ہیں۔ ہم کعبہ و قرآن کے ساتھ ہیں۔

”مکتوب غریب“ کی نسبت میرا جواب یہ ہے کہ مجرم محمد علی ہیں ان کو قومی سزا دینی چاہیے، اور ایسے مذہب سے بیزار لوگوں کو مذہبی یا قومی کام سے فوراً روک دینا چاہیے انشاء اللہ یہ آخری امتحان ہوگا جس کے بعد آپ کی مخالفت میں کوئی ہستی نہ آسکے گی۔

بدر راحتی مسلم قلم ایڈیٹر رسالہ نظامی احمد آباد

کلکتہ کا خط

مخدومنا و مکرمنا حضرت خواجہ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خلافت کے سکرٹری و کارکن اس قسم کی کوشش کر رہے ہیں کہ شہید سہروردی اور ڈاکٹر عبد اللہ کے ذریعہ سے خواجہ صاحب کے خلاف پوسٹر چھپوا کر چسپاں کر دیا جائے لیکن اس میں وہ کامیاب نہ ہونگے۔ کلکتہ کے ایجنٹ غریب کا اخبار اور درویش خلافت کمیٹی نے بند کرا دیا ہے اور یہاں کے مسلمان بیزار ہو رہے ہیں۔ اسلیے آج ٹیلیگرام بھی غریب کا اخبار اور درویش کیلئے کیا گیا ہے۔

میں اپنی طور پر نہایت اخلاص کے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ ہر صورت میں آپ کے تبلیغی کام کو انجام دونگا۔

رپن اسٹریٹ کے بہت سے مسلمانوں کی رائے محمد علی سے مقابلہ کرنے کی ہے اور ان لوگوں نے کہا کہ ہمکو کعبہ اور قرآن پیارا ہے۔ (محبوب احسن نظامی۔ رپن اسٹریٹ کلکتہ)

میں مسلمان ہوں اور اسلامی خون رگوں میں موجود ہے لہذا کعبہ و قرآن کے مقابل محمد علی کی کوئی وقعت میرے دل میں نہیں ہے۔ مجھکو کعبہ و قرآن پیارا ہے اور میں تبلیغ کا حامی ہوں اور رہونگا۔ (نیازمند سید حافظ عثمان ملیحی عرف عربی۔ کلکتہ

محمد نظام الدین کلکتہ۔ حافظ محمد شمس الدین کلکتہ۔ محمد شفیع بہاری مقیم کلکتہ

جے پور کا خط

جناب من السلام علیکم - عرض یہ ہے کہ ہم لوگوں کو قرآن کا ساتھ دینا ہے اور قرآن پیارا ہے - ہم کو مولینا محمد علی سے کیا واسطہ ہے فقط اسلام سے واسطہ ہے۔ (خادم حبیب خاں جے پور)

ریاست بھاولپور کا خط

حضرت خواجہ صاحب مدظلہ العالی - السلام علیکم

بعد ادائے آداب و نیاز عرض آنکہ اخبار منادی میں مولینا محمد علی صاحب کے اعلان جنگ کے متعلق آپ کا بیان پڑھ کر ازحد افسوس ہوا - کہ مولینا محمد علی آپ جیسے بزرگ اور فداکار تبلیغ کے ساتھ اعلان جنگ کر کے اپنی کمینہ باطنی کا ثبوت دے رہے ہیں - کاش مولینا اس بات کو مدنظر رکھتے کہ اب وقت اور حالات حاضرہ اس قابل ہیں کہ دو رہنمائے قوم آپس میں دست وگریبان ہوں آپ کا یہ فرمانا بالکل درست ہے کہ مولینا محمد علی کو اپنی لیڈری اور اقتدار پسندی کا جو گھمنڈ ہے اس وجہ سے وہ دوسرے کی خواجگی اور ہر دلعزیزی نہیں دیکھ سکتے - حدیث شریف میں آیا ہے کہ مخالف کی طرف تم خود پہلے وار نہ کرو اور بلاوجہ انتقام نہ لو - جب مخالفت کا پانی سر سے پار ہو جائے اور اُن کی طرف سے پہلے وار ہو تو تب تم بھی مقابلہ کے لیے تیار ہو جاؤ - چونکہ مولینا محمد علی نے پہلے وار کیا ہے اور باوجود اس کے کہ آپ جواب باصواب کافی دیچکے ہیں مگر پھر بھی اخبار ہمدرد میں اپنی کمینہ باطنی کا ثبوت دے رہے ہیں - اور باتوں کو توڑ جوڑ کر مخالفت پر پوری طرح آمادہ ہیں - اس لیے آپ کو بھی پورے طور پر مقابلہ کرنا چاہیے - حتیٰ کہ مولانا محمد علی کے جوش انتقام کو قلع قمع کر دیا جائے - حق و باطل کا جاننے والا اللہ ہے اور حق کو ہمیشہ فتح ہے حق کا بول بالا ہو گا اور جھوٹ جھوٹ ہو کر رہ جائیگا - اس بارہ میں ہر مسلمان آپکا ساتھ دیگا تبلیغ کا کام کسی صورت میں بھی چاہے جو کچھ ہو بند نہیں کرنا چاہیے اور کام کو پوری طور پر کر کے دکھلایا جائے تاکہ سب دنیا دیکھ لے کہ نظامیہ تبلیغ کسی صورت میں نہیں رُک سکتی اور اس نے عالمگیر اثر سے اپنا کام کر کے دکھا دیا - ہمیں تبلیغ کے لیے جان و مال سب کچھ قربان کر دینا چاہیے ہاں اگر مولینا محمد علی پوری طور پر آمادہ ہیں کہ وہ نظامیہ تبلیغ کو مٹا چاہتے ہیں نظامیہ تبلیغ

نہ آج تک مٹی اور نہ مٹنے والی ہے اور تا قیامت یہ سلسلہ قائم رہنے والا ہے۔ ہر مسلمان جو تبلیغ کا حامی وفدا کار ہے آپ کا ساتھ دینے کو پوری طرح دل وجان سے تیار ہوگا۔ جیسطرح مولینا محمد علی نے دیکھ لیا ہے کہ نظامیہ مشن کے تبلیغی کارکنوں نے ترک آتشبازی میں جسقدر نمایاں حصہ لیا ہے اسی قدر وہ ان کی مخالفت میں بھی حصہ عمدہ طور پر لے سکتے ہیں اور وہ وہ کام کر سکتے ہیں جو مولینا سے بھی ناممکن ہے۔ نہایت صبر واستقلال سے اگر کام کیا گیا تو مولینا محمد علی صاحب جلد پسپا ہو جائیں گے۔ ابھی ابھی مولینا محمد علی جامع مسجد میں اپنی مظلومیت کا اظہار بھی کر چکے ہیں۔ آیندہ وزرا دیکھنا کیا ہوتا ہے۔ چونکہ آپ نے ہر تبلیغی رفیق کو اپنی اپنی منشا لکھنے کے لیے تحریر فرمایا ہے اس لیے یہ چند سطور مندرجہ بالا ارسال خدمت کرنے کا فخر حاصل کرتا ہوں۔ آپ کی ہر تعمیل حکم کے لیے ہمہ تن دل وجان سے تیار ہوں۔

(قاضی) حسن محوی نظامی خیرپور ٹامیوالی ریاست بھاولپور

فتح آباد ضلع امرتسر کا خط

بخدمت شریف جناب حضرت خواجہ بزرگوار

حضور کے قدموں میں زمیں بوس ہوتا ہوں۔ منادی کے ذریعہ معلوم ہوا جو کچھ کہ مولینا محمد علی کر رہے ہیں، حضور کا جو خیال ہے کہ تبلیغ کو ناپسند کرنے کی وجہ سے مولانا نے جناب کی مخالفت شروع کی ہے، ایسا ہی ہوگا۔ مگر سب سے بڑھ کر اُن کو حسد کی آگ جلا رہی ہے۔ جیسا کہ مولینا نے جامع مسجد میں کہیں تو حضور کے مکانات کا اور کہیں موٹر وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ اتنے بڑے آدمی کی اگر عقل میں سوچنے کا مادہ نہ رہے اور وہ حسد کی وجہ سے اندھا ہو کر جو کہے تو اس کا علاج ہی کیا ہے۔ ذرا بھی مولانا عقل سے کام لیتے تو سوچ سکتے تھے کہ حضور اگر ذاتی تصنیف شدہ کتابوں کی تجارت چھوڑ بھی دیں تو ہزاروں جو مرید ہیں اگر ہر ایک سے دو روپے سالانہ نذر لینا پسند فرمائیں تو بھی ایک لاکھ روپیہ حضور کو مل سکتا ہے اس کا کیا علاج مولانا سوچیں گے۔ خیر جو کچھ ہے تبلیغ کا تو بہانہ ہے صرف حسد کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

مولانا جو ہندوؤں کی خاطر مذہب کو چھوڑ کر سوراج کا خیالی پلاؤ پکار رہے ہیں خدا جانے وہ خود کچھ بننا چاہتے ہیں۔ ورنہ مسلمانوں کی قلیل تعداد کے سر پہ اگر سرکار انگریزی کا سایہ نہ ہو تو اس ملک میں مسلمانوں کو نکال ہی دیا جائے۔ غالباً ان مفتی مولینا کو اس بات کا بھی سنچ ہوگا کہ خواجہ کیوں نہیں خلافت کمیٹی یا کانگریس میں حصہ لیتے۔ اس بات کا خیال دماغ میں کیوں آئے کہ فقرا کو مذہب سے عشق ہے۔ اپنی جانیں قربان کرتے رہے ہیں۔ سیاست سے اُن کو کیا تعلق ہے۔ اتنا بڑا مولنا ہو کر اس قدر بدتہذیب کہ خواجگی دور کردونگا وغیرہ وغیرہ۔ خیالات کا اختلاف اور چیز ہے، یہ حسد ہے جو انکی زبان سے ایسے الفاظ نکل رہے ہیں۔

یکم دسمبر کے منادی سے معلوم ہوا کہ حضور مریدوں اور دوسرے رفیقوں سے دریافت فرماتے ہیں کہ میں کیا کروں مثل مشہور ہے۔ گولی کس کی اور گہنے کس کے۔

اگر جان حضور پر تصدق ہو جائے، تو اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیئے۔ روپے پیسے کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ جو حکم ہو اسکی تعمیل ہو گی۔ (شیخ فضل الدین نظامی دکاندار فتح آباد ضلع امرتسر)

شاہجہانپور کا خط

کرمفرمائے من بندہ سلامت۔ السلام علیکم آنکہ گذارش ہے کہ آج یکم دسمبر ۲۶ء کا پرچہ آیا۔ ایک شخص نے پڑھا۔ سب نے سُنا۔

ہم لوگ اہل محلہ بائزید خیل اپنے پیش امام مشرف علی کے پاس منادی اخبار سُنکر سچے دل سے اقرار کرتے ہیں کہ ہم کو قرآن شریف اور کعبہ شریف پیارا ہے۔ اور محمد علی ہرگز ہرگز نہیں۔ تبلیغی کام کسی طرح بند ہونا اچھا نہیں۔ والسلام

(محمد مشرف علی پیش امام مسجد۔ محلہ بایزید خیل شاہجہانپور (یو۔پی))

بجنور کا خط

مرشدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ العالی۔

بعد سلام مسنون عرض ہے کہ آپ برائے خدا اپنا تبلیغی کام کیے جائیں کیونکہ پروردگار عالم اپنے نیک خوش عقیدہ لوگوں سے خوش ہوتا ہے اور جو کام خالصاً للہ ہوا کرتا ہے اسکی امداد اللہ تعالیٰ غیب سے کرتا ہے۔ آپ محمد علی صاحب کے بے جا حملوں کا جواب نہ دیں وہ سیاسی

خیال کے آدمی ہیں، جب تک درویشوں اور بزرگوں سے جنگ کرتے رہینگے وہ ترقی کی پہلی سیڑھی پر بھی نہ چڑھ سکیں گے نہ فلاح دارین پائینگے اوروں کی رہبری تو کیا خاک کرینگے اُن کے اور نیز اُن کے ہمخیال کا پستی میں گر جانے کا یہی سبب ہوا ہے کیونکہ ان کی رہبری میں ہر خیال میں سچی نہ تھی ٹٹی کی آڑ میں شکار پکڑتے تھے لیکن سیاسی خیالات کے اشخاص اُنہی کا دم خم بھرینگے۔ شروع زمانہ تحریک خلافت میں میں بھی ان کا ہمخیال تھا لیکن عرصہ چار سال سچائی نہ دیکھ کر میں اس گروہ سے دست کش ہو گیا اور درویشوں اور خدا پرست لوگوں کی بات کو ماننے لگا اور اس گروہ سے مجھے بیحد ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ ان کا سایہ میرے سر پر قائم رکھے اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایسے بزرگ منش لوگوں سے فیض پہنچاوے اللھم آمین۔

موجودہ زمانہ میں حضور نے تبلیغی کام میں نہایت زبردست حصہ لیا ہے اللہ تعالیٰ آپکی مدد کریگا، کیونکہ ہمیشہ سچ کی فتح ہوا کرتی ہے۔ میں آپ کو سچا اور خوش عقیدہ خدا پرست اور سنی سمجھتا ہوں اس لیے صدق دل سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ کی فتح ہوگی۔

اگر محمد علی صاحب نے جلسہ میں یہ الفاظ کہے ہیں کہ جن کے دُہرانے سے مجھے شرم آتی ہے تو وہ ہر مومن کے نزدیک گستاخ ہے۔ میں بھی اس سے سخت بیزاری کے ساتھ نفرت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ راہ ہدایت دکھلاوے آپ بھی دعا کریں۔ مولانا روم صاحب فرماتے ہیں ؎

از خدا خواہیم توفیقِ ادب   بے ادب محروم ماند از فضل رب

براے مہربانی ایک پرچہ غریب اخبار مجھ غریب کے نام بھی جاری فرما دیں۔ والسلام

(آپ کا دعاگو حقیر فقیر قاضی علی حسین دبیر ساکن خاص شہر ضلع بجنور محلہ قاضیان)

مسٹر محمد علی نے یہ الفاظ تمام ہندو مسلمان لیڈروں کے سامنے ملاپ کانفرنس دہلی میں کہے تھے۔ حسن نظامی)

فیروزپور کا خط

بحضور عالیجناب مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دام اقبالہ

السلام علیکم ۔ مزاج مبارک ۔

ہمیں رامپوری محمد علی کے ساتھ ہمدردی نہیں ہے بلکہ ہم تو کعبہ شریف اور قرآن مجید کے ساتھ ہیں ۔ زیادہ والسلام (آپکا خادم شیخ جان محمد نظامی ۔ سماو بھائی ضلع فیروزپور)

ایضاً ۔ جس وقت مہاتما گاندھی کا زور شور ملک میں ہوا اُسوقت ساتھ ہی ہمارے قومی لیڈر مولینا محمد علی شوکت علی مولانا ظفر علی خاں، ابوالکلام آزاد سبحانی، حکیم اجمل خاں وغیرہ لیڈران بھی میدان سیاست میں کود پڑے ۔ ہم ان کی کارروائیاں دیکھ کر نہایت خوش ہوئے تھے اور ہمارا خیال تھا کہ اگر ملک کو سوراج مل گیا تو اہل ہنود مہاتما گاندھی کو بادشاہ منتخب کرینگے اور ہم غریب مولانا محمد علی کو اپنا بادشاہ منتخب کرینگے لیکن آگے چل کر ملک کو اس بات کا پتہ چلا کہ درصل یہ کارروائی سوراج کے لیے نہیں ہے بلکہ مسلمانان کو اہل ہنود اپنے میں جذب کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اول اول ہندو لیڈران نے یہ تحریک شروع کی کہ مسلمان ہمارے بھائی ہیں، ان سے چھوت چھات نہیں کرنی چاہیئے ۔ ان کے ہاتھ کا کھانا کوئی بُرا نہیں ۔ بھولے بھالے مسلمان خوش خوش ان کی طرف ہاتھ بڑھانے لگے آخر جب ان کو یقین کامل ہوگیا کہ اہل اسلام کا میلان ہماری طرف ہے تو یک لخت شردھانند میدان میں کود پڑے اور تحریک شدھی شروع کردی ہزار ہا مسلمان مرتد کئے گئے لیکن ہمارے بہادروں نے چوں تک نہ کی ۔ لیکن جن رہنماؤں کا ہمیں آسرا تھا کہ ہمیں بچائینگے وہ کھلم کھلا یہ کہنے لگے کہ ہر مذہب کو تبلیغ کا حق حاصل ہے اور آریوں سے برابر میل ملاپ رکھا ۔ لیکن ہمیں اول سے امید تھی کہ سب سے پہلے ہمارے بہادر محمد علی جھنڈا اسلام ہاتھ میں لیکر میدان میں کودینگے لیکن وہ ایسے سوئے کہ آج تک کروٹ نہ بدلی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل ہنود کے بدمعاش لوگ مسلمانوں کی لڑکیوں کو نکالکر اپنے گھروں میں لے جاکر یہ کہدیتے ہیں کہ ہم نے شدھی کر لی ۔ بیچارے غریب لیڈر اُن کی جان کو رو دھو کر خاموش بیٹھ جاتے ہیں ۔ جب انگریزوں سے سوراج نہ ملا تو دوسری طرف رُخ کرکے ملک کو آمادۂ فساد کیا ۔ ایک تو نجدیوں کے مخالف بن بیٹھے، ایک نجدیوں کے ہمدرد بن کے جنگ شروع کردی ہے ۔ نہیں معلوم اس سے

ملک کو کونسا فائدہ ہے۔ دراصل بُری بات کو بُرا اور بھلی کو بھلا کہنا چاہیے۔ اگر نجدیوں نے بُرا کام کیا ہے تو تمام ملک کو مل جل کر کام کرنا چاہیے نہ کہ آپس میں جوتیاں کھڑکانا چاہیے۔ اصل کام کی طرف تو کسی نے خیال نہ کیا۔ ہمارے لیڈران کا فرض تھا کہ جب شردھانند نے غریب کم علم مسلمانوں کو مرتد کرنا شروع کیا تھا اس کے مقابلے کے لیے کھڑے ہو کر تمام ملکی کام بند کر کے تبلیغ شروع کر دیتے، تاکہ ملک کو مرتد ہونے سے بچاتے

میں مولانا محمد علی صاحب اور دیگر لیڈروں سے دست بستہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ملک میں آپ کی غفلت، آپ کی ہمدردی اہل ہنود کے باعث جسقدر مسلمان مرتد بنائے گئے ہیں بجائے اس کے کہ ان سے خدا باز پرس کر کے دوزخ میں ڈالے سب سے پہلے آپ سے باز پرس ہو گی کہ ہم کو تمام ملک نے اپنا لیڈر مانا تھا۔ آپ نے ان کو گڑھے میں گرنے سے کیوں نہ بچایا۔ کیوں کام تبلیغ شروع نہ کیا۔ میرے خیال میں تو تمام ملک کی بجائے صرف آپ کو ہی دوزخ میں ڈالدیا جائے اور ملک کی رہائی ہو۔ کیونکہ وہ بے علم ہیں۔ چند سال سے جبکہ ہم کو معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے تبلیغ کا کام شروع کیا ہے نہایت خوشی ہوئی تھی اور آریوں پر بھی ان کا خوف چھا چلا ہے اور ملک میں اب بہت کم لوگ شردھانند کے ہاتھ سے مرتد ہوتے ہیں لیکن ہم نے خواہش ظاہر کی تھی کہ اب محمد علی کا اخبار ہمدرد منگوایا جائے۔ نمونہ اخبار کا جو ملا اس میں سب سے اعلیٰ اور عمدہ آپ کی جانب سے خواجہ حسن نظامی کے برخلاف مضمون تھا۔ اگر آپ سوچیں اور سمجھیں تو وہ خواجہ صاحب کے برخلاف نہیں بلکہ اسلام کے برخلاف ہے۔ آپ کا ارادہ ہے کہ اس وقت حسن نظامی کی عزت ملک میں بڑھ چلی ہے اور میری کم ہو چلی ہے کسی طریقہ سے پبلک کی نگاہ سے خواجہ صاحب کو گرادیا جائے لیکن آپ غلطی پر ہیں۔ دہلی میں بیشک آپ انکی عزت کم کر دیں لیکن ملک میں ان کی عزت دن بدن بڑھتی جاتی ہے، ملک اسی کی عزت کرتا ہے جو ملک کی عزت کرے۔ جب آپ سوراج کی خاطر ملک میں کود پڑے تھے اُس وقت آپ کی عزت بڑھتی جاتی تھی۔ جب آپ ناکام رہے، سوراج نہ ملا، آپ کی عزت کم ہونی شروع ہوئی۔ اگر آپ فوراً

اسٹرھی کے برخلاف رخ کرکے تبلیغ کا کام شروع کر دیتے، آپ کی اس سے دس حصہ زیادہ عزت ہو جاتی۔ لیکن اس وقت خواجہ صاحب نے ملک کو مرتد ہونے سے بچانا شروع کیا ہے تبلیغ کا پرچار شروع کردیا ہے ان کی عزت بڑھ گئی ہے۔ ایسے فضول جھگڑوں سے کسی کی عزت کم نہیں ہو سکتی۔ ہاں اسلام کی ایک کمزوری ظاہر ہوتی ہے۔ ہم خواجہ حسن نظامی صاحب کو ڈنکے کی چوٹ سے کہتے ہیں کہ آپ ڈٹ کر تبلیغ کا کام جاری رکھیں اور اگر مولانا محمد علی باز نہ آئیں تو ان کا مقابلہ کریں ملک آپ کے ساتھ ہے (مرسلہ شیخ جان محمد سماوہ بھائی ضلع فیروزپور)

پانولی کا خط

آقائے نامدار جناب خواجہ حسن نظامی صاحب بفضل خدا سلامت باشید آمین یا رب العالمین۔ السلام علیکم۔ ضرور مولانا محمد علی کا جو اسلام کو مفید ہو ایسا مقابلہ کیا جائے اور دنیا کو سچ اور جھوٹ کا خلاصہ دکھا دیا جائے۔ میں انشاء اللہ تا مقدور آپ کے احکام کی تعمیل کرتا رہونگا۔ اب پردے اٹھا دئے جائیں اور دنیا کو روشنی دکھائی جائے۔

(آپ کا ادنیٰ خادم منشی آدم ولد صالح ولد علی بھائی۔ پانولی بی۔ بی۔ اینڈ سی آئی ریلوے۔ ضلع بھروچ۔ دعا کا طالب ہوں۔

کنور پور کا خط

مخدومی مکرمی حضرت خواجہ صاحب السلام علیکم۔ محمد علی اڈیٹر اخبار ہمدرد کے مرتدانہ اقوال کا کوئی مسلمان شریک نہیں ہو سکتا ہے۔ میں الحمد للہ کہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے تحریر کرتا ہوں کہ میں محمد علی اڈیٹر ہمدرد اخبار متوطن رامپور کے اس قول سے سخت بیزار ہوں۔ محمد تضمین علی خاں از کنور پور ضلع بلند شہر

جھنگ کا خط

بخدمت مکرمی و معظمی جناب خواجہ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب کا مضمون تبلیغی کام پر پورش پڑھا اور چند رفیقوں کو سنایا گیا۔ سب کی یہی رائے پاس کی جناب جو کچھ کر رہے ہیں بالکل بجا ہے اور ہم دل و جان سے جناب کے ہمراہ ہیں۔ ہم تبلیغی کام کا بند ہونا کبھی نہ گوارا کریں گے۔ خداوند کریم آپ کو زیادہ ثابت قدم کرے۔

(خاکسار عبد الباقی ناظر وقت مرشد جھنگ شہر (پنجاب)

دہلی کا خط جناب خواجہ صاحب السلام علیکم۔ مزاج شریف۔ مجکو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ محمد ابراہیم عرف ڈبریا ساکن گلی جوتی والی نئی سڑک دہلی نے (جو کہ شاید جوتے والے ہیں) علماء سے آپ کے متعلق فتویٰ لیا ہے کہ آپ ڈپٹی کمشنر کے پاس جاسوسی کی حیثیت سے گئے تھے آپ مسلمان رہے یا کافر ہوئے۔

مگر میرے خیال میں پانچ سال میں جو تبلیغی کام آپ نے کیا ہے وہ محمد علی کیا کوئی اور مسلمان بھی نہ کرسکا۔ میں عربیوں کا اخبار اور منادی وغیرہ پڑھتا رہتا ہوں اور میرے خیال میں آپ کی جاسوسی ثابت نہیں ہوتی۔ اسلیے میں نے مناسب سمجھا کہ اسکی اطلاع آپکو دوں اس بات کی خبر بدرالدین جوتے والوں کو بھی ہے جو (صوفی) غلام محمد صاحب کے بھائی ہیں اور ان کے والد کی آپ سے دوستی تھی، مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ اور جوتے والے اس بات سے سخت ناراض ہیں۔ (آپ کا خادم . . . . ایک مسلمان)

مہی کانٹھ گجرات حضرت خواجہ صاحب دام مجدکم۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ آج فقیر نے مندرجہ ذیل اپنے ضمیر کی آواز محمد علی کو کارڈ پر لکھ بھیجی ہے۔ گو ان کے حق میں یہ نہایت مفید مشورہ ہے مگر امید نہیں کہ وہ اس کو وقعت کی نظر سے دیکھیں۔ اگر مناسب ہو تو آپ اپنے اخباری ذرائع سے (کیونکہ وہ تو اسکو افشا کرنا بھی کسر شان سمجھینگے) ان کے کان تک پہنچادیں۔

نقل ارشاد حضرت صوفی سید ذوالفقار شاہ صاحب زیدی الچشتی ساکن عضاف کوہ آبو حال وارد ماہی کانٹھ گجرات

محمد علی! افسوس تم نے حسن نظامی کی سی قابل تعظیم ہستی کے درپے آزار ہوکر اپنا وقار کھودیا شاید آج فقیر کا یہ کہنا جھوٹ سمجھو گے مگر کچھ دنوں کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ تم کو اس کی تصدیق ہوجائیگی تم میں اور حسن نظامی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ تمہاری عزت تو حسن نظامی کا ادب اور احترام کرنے میں تھی مگر لیڈری کے گھمنڈ نے تم کو اندھا کردیا اب بھی اگر رہی سہی عزت رکھنی ہے تو فقیر کا دوستانہ مشورہ یہ ہے کہ باایمان ہوجاؤ۔ اور اپنی روش سدھارلو۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی حسن نظامی کے شامل حال ہے۔ تمہاری عداوت سے ان کا بال بیکا نہیں ہوگا بلکہ مصداق دیگر

یحیق المکر السیئ الا باھلہ جبقدر برائی کروگے اسکا وبال تم ہی پر پڑیگا۔ گویہ باتیں تمہاری سمجھ سے بالاتر ہیں مگر سچ ہیں۔ زیادہ اللہ ہی اللہ۔ بقلم عبدالکریم۔

روپڑ کا خط

رہبر طریقت، ہادی شریعت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم۔ مزاج شریف۔ الحمدللہ آج منادی آیا اور اپنے ہمراہ میری غلط فہمیوں کے ازالہ کا سامان لایا۔ دو ہفتہ سے جناب کی نسبت جو جو کچھ مولانا محمد علی صاحب اپنے جریدۂ ہمدرد میں شائع فرماتے رہے اس کا غور سے مطالعہ کرتا رہا، اور بہ اقتضائے بشریت جناب کی نسبت خود میرے اور اکثر ناظرین ہمدرد کے دلوں میں شکوک کا محیط بے پایاں متلاطم رہا مگر آج جب منادی کو ہمدرد کے سامنے رکھکر بغور مطالعہ کیا تو غلط فہمیوں اور شکوک کی تاریکیاں نور صداقت کے اُجالے سے کافور ہوگئیں، ہر ہر الزام کا جواب جس صفائی اور وضاحت سے دیا گیا ہے وہ ہر شخص کو یقین دلا دیگا کہ حقیقت کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہمارے فخر قوم جناب مولانا محمد علی صاحب بھی اگر بذات خود نظر انصاف سے اور ہٹ دھرمی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنے عائد کردہ اتہامات کی حقیقت اور ان کے جواب پر غور فرمائینگے تو بعید نہیں کہ ان پر حقیقت آشکارا ہو جائے۔ اس بارے میں مولانا صاحب کو ضرور پے درپے غلط فہمیوں کا شکار ہونا پڑا ہے ورنہ وہ ایک ایسے بہی خواہ قوم کی شان میں اس قدر گرے ہوئے الفاظ استعمال نہ کرتے اور اگر یہ حقیقت ہے کہ حضرت مولانا صاحب محض آریہ لوگوں کو خوش کرنے اور اپنے حوائج کو پورا کرنے کے لیے ایسی باتوں پر اُتر آئے ہیں، تو یقیناً ان کی یہ ضمیر کشی ان کے اور ان کے متعلقین کے لیے خصوصاً اور ان سے عقیدت رکھنے والوں کے لیے عموماً مضر ثابت ہوگی۔ اس بارے میں جناب کا جو طرز عمل رہا ہے وہ خاکسار کو اور خاکسار کے ہمخیال برادران کو نہایت پسندیدہ ہے آپ خدا کے فضل کو شامل حال خیال کرتے ہوئے جادۂ تہذیب میں رکھ کر عوام الناس کی غلط فہمیوں کا ازالہ فرماتے رہیں تا خدا مولانا صاحب کو بھی ہدایت پر لائے اور وہ اس قدر پریشانی ظاہر نہ فرمائیں، مصائب ہر شخص پر آتی ہیں۔

انسان کو چاہیے کہ ان کا مقابلہ کرتا ہے۔ آمین ثم آمین۔

(خاکسار سید محمد محسن ترمذی ادیب فاضل معتمد اعزازی انجمن اخوان الصفا روپڑ)

آریہ سماج کی سازش کا علانیہ ثبوت یہ ہے کہ ہر آریہ اخبار مسٹر محمد علی کی حمایت اور میری مخالفت میں زور شور سے مضامین شائع کر رہا ہے حسن نظامی

فیروزپور کا خط بحضور عالی جناب مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دام اقبالہ۔ السلام علیکم۔ مزاج مبارک۔

ہمیں رامپوری محمد علی کے ساتھ ہمدردی نہیں ہے۔ بلکہ ہم تو کعبہ شریف اور قرآن مجید کے ساتھ ہیں۔(آپ کا خادم خاکسار شیخ جان محمد نظامی۔ سمادھ بھائی ضلع فیروزپور)

دہلی کا خط مکرمی معظمی۔ جناب ہم غریبوں کے اخبار کے اڈیٹر صاحب سلمہٗ۔

آج بتاریخ ۳ ردسمبر ۱۹۲۵ء کو ایک چٹھی ہم نے اڈیٹر ہمدرد کو روانہ کی ہے، غالباً ان کے پاس پہنچی ہوگی۔ نیز یہ چٹھی جناب کی خدمت میں ارسال کرتے ہیں۔ امید کرتے ہیں کہ جناب ہم غریبوں کا پیغام حضور حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب تک پہنچا دیں۔ ہم جملہ مزدور مسکین غریب نادار دہلی کے قرب وجوار کے رہنے والے مسلمانوں کا خالص خیال ہے کہ مجدد و تبلیغ حضرت خواجہ صاحب قبلہ مدفیوضہم کی ذات اقدس سے کبھی کسی مسلمان کی بُرائی نہیں ہوگی۔ اور بفضل ایزدی ہم لوگوں کا کامل یقین اور عقیدہ ہے کہ خواجہ صاحب قبلہ غماز نہیں ہیں۔ خواجہ صاحب میں جسقدر اوصاف ہیں ان کا بیان کرنا ہمارے امکان سے باہر ہے۔

منجملہ تمام خوبیوں کے خدا وند کریم نے خواجہ صاحب قبلہ کو دوراندیشی اور قیافہ شناسی کی قابلیت بھی بدرجۂ اتم عطا فرمائی ہے۔ ہم جاہلوں کے نزدیک اسوقت خواجہ صاحب کو اس شعر پر عمل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے ؎

شہ نے عابد سے کہا بدلہ نہ لینا شمر سے
سر عدو کا ہو نہیں سکتا ہے سر کا جواب

لیکن ہم خواجہ صاحب کو مجبور نہیں کرتے چونکہ ان کی مصلحت تک ہماری رسائی نہیں اگر

خواجہ صاحب جوابات شائع فرماتے رہینگے تو ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اس میں مصلحت ہوگی ؎

بے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید　　　کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

مگر اتنی عرض ضرور ہے کہ ہماری خلش اُس وقت تک کم نہ ہوگی جبتک ہمارے واسطے خواجہ صاحب کوئی معیار قائم نہ فرماویں چونکہ اسپر عمل کرنا ہمارا فرض منصبی ہے۔ والسلام

نیازمندان :۔حسن علی خورشید۔ محمد عمر۔ حفیظ الدین ۔ جمالو۔

مسٹر محمد علی کے نام کے خط کی نقل

مکرمی معظمی بندہ جناب مسٹر محمد علی صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم۔ تقریبًا پندرہ بیس روز سے آپ نے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ کی نسبت جو اپنے اخبار بے اعتیار میں شائع کرنا شروع کیا ہے جسکی وجہ سے ہم غریب جاہل مسلمانوں میں ایک قسم کی سنسنی پھیل گئی ہے۔ اور اسوقت تک ہم نے صبر وتحمل سے کام لیا۔ اب ہم مجبور ہوگئے ہیں اور ہماری غیرت وحمیت ایسی تحریرات دیکھ کر گوارا نہیں کرتی کہ ہم خاموش بیٹھے رہیں، اس وقت آنجناب کو نہایت ادب کے ساتھ متنبہ کیے دیتے ہیں کہ آیندہ آپ ایسے فحش الفاظ کسی پیرزادہ کی نسبت تحریر میں نہ لاویں۔ ورنہ یاد رکھیے کہ اگر اپنا یہی رویہ رکھیں گے تو ہم بخدائے لایزال آپ کو اس رویہ پر ہرگز نہیں چلنے دیں گے اور ہر قسم کی امکانی کوششیں پوری کرینگے۔ ہمارے نزدیک دنیا میں اس سے بدتر کوئی روی ذلیل نہیں جو اپنے آقا کی برائی اپنی آنکھ سے دیکھے اور کان سے سنے۔

آیندہ آپ کو اختیار ہے۔ چار روز کے بعد ہم واقف ہیں۔ آج کی تاریخ میں ایک چٹھی ہم نے غریبوں کے اخبار کے اڈیٹر صاحب کو بھی اسی مضمون کی روانہ کردی ہے۔ امید ہے کہ آپ غور فرمائینگے

نیازمندان :۔علی حسن۔ خورشید۔ محمد عمر۔ حفیظ الدین۔ جمالو۔ جمعداران لیبر پارٹی حاجی احمد علی صاحب ٹھیکیدار دہلی)

حیدر آباد دکن کا خط

قبلہ من السلام علیک۔ آپنے یکم ستمبر کے پرچہ میں تحریر فرمایا ہے کہ میں تبلیغ کے کام کے لیے مقابلہ کروں یا نہیں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ضرور آپ مقابلہ

کیجئے ہم تو جان و مال سے مدد کرنے کو تیار ہیں۔ آپ کوئی بات کا خیال نہ کیجئے۔ ہم تو آپ کے ساتھ ہیں۔ میں نے ٹھیکیدار صاحب کو بالفعل عنا تبلیغ کے کام کے لیے دیا ہے وہ آپ کو منی آرڈر کر دینگے۔ (آپ کی خادمہ سعیدہ بانو نظامی۔ محلہ رسالہ عبداللہ حیدرآباد دکن)

حیدرآباد کا خط

پیارے خواجہ السلام علیک۔ اس سے پہلے دو خط روانہ خدمت کیے تھے۔ یکم دسمبر کا اخبار منادی نظر سے گذرا۔ آپ کا سوال ہے کہ آئندہ محمد علی صاحب سے تحریری مقابلہ تبلیغ وغیرہ کے بارے میں کرنا یا نہیں۔ جواب صاف ہے۔ یعنی اللہ کی راہ میں دشمن اسلام سے ضرور مقابلہ کرنا چاہیے۔ اول تو اللہ تعالیٰ نے بڑی مدد ابتک آپ کو دی اور آئندہ بھی دیگا۔ کیونکہ نیک کام ہے۔ میں اور میرا خاندان پہلے ہی آپ سے حلفیہ اقرار کر چکا ہے جس قسم کی چاہیے مدد کے لیے تیار ہیں۔ البتہ اس سڑے جھگڑے کو اندرون ایک ماہ نکال پھینکدو۔ اسکے بعد کوئی ضرورت نہیں۔ جتنے دنیا میں سچے مسلمان ہیں وہ کبھی آپ کے ہر ایک کام کو جس میں تبلیغی کام بھی شریک ہے شبہ کی نظر سے نہیں دیکھینگے۔ میں اور سعیدہ بانو حبیب بانو و سالکہ خاتون دیہائی خسرو شاہ بالفعل پچیس روپیہ تبلیغ کا کامیابی کے ساتھ کام کرنے کے لیے پیش کرتے ہیں، وصول سے اطلاع دیجئے

محمد علی صاحب کی جنگ کا خاتمہ یکم دسمبر بروز چہارشنبہ کے اخبار ہمدرد میں خود کے ہاتھوں سے ہی ہوگیا۔ سمجھدار انسان آپکے جواب اور ان کے جواب کو دیکھتے ہی معلوم کر لیتے ہیں کہ رہی سہی لیڈری کی عزت کا بھی خاتمہ ہو چکا۔ اب زیادہ خط کو طول دینا بیکار ہے۔

(آپ کا خادم سید عبدالرحمٰن نظامی ٹھیکیدار۔ محلہ رسالہ عبداللہ۔ حیدرآباد دکن)

دہلی کا خط

رہنمائے سالکان پیشوائے عارفان جناب قبلہ پیر صاحب مدظلہ العالی نہایت ادب سے ملتمس ہوں کہ محمد علی صاحب سابق (لیڈر) حال (اڈیٹر) آئندہ (پیر) کی تصنیف کردہ ٹریکٹ ۳۲۳ بخوبی دیکھے مگر یہی مثال پیش آئی کہ آسمان کا تھو کا منہ میں آیا وہ آپ کی قدر کیا جانیں، اگر دہلی کے کسی ناخواندہ آدمی کو آپ کا اخبار سنا تا ہوں تو بخوبی سمجھ

لیتا ہے اور ان کا ٹریکٹ سنتا ہوں تو وہ صاف کہدیتا ہے کہ میرے سامنے محمد علی کا کوئی ذکر نہ کرو کیونکہ وہ قوم فروش ہیں اور مہاتما گاندھی کے گود لیے ہوئے بیٹے ہیں، اور تمام ہندوستان کو جو کچھ نقصان پہنچا ہے اور پہنچ رہا ہے وہ صاحبان موصوف ہی کی بدولت شرافت کے معنی نہیں کہ ایک شخص سیدھی راہ جارہا ہے اور بفضول اس کو دوسرے راستہ پر زبردستی دھکیلا جائے۔ ابھی ابھی کا وقوعہ حسب ذیل ہے۔

ایک سائیکل سوار معہ سامان کے جارہے تھے تو سامان گر گئے ایک معزز راہ گیر انکی جھپیٹ میں گر سے، مگر راہ گیر نے پہلے سائیکل والے کو معہ سامان کے اٹھایا اور اپنے کپڑے وغیرہ کو بعد میں صاف کیا۔ شریف ایسے ہی ہوتے ہیں۔ لہذا آپ بھی محمد علی کی تحریر پر نہ جائیے وہ حاسد ہیں ان سے درگذر کیجئے وہ آپ کی کیا قدر جانیں ؎

ادب ضرور ہے شاہوں کے آستانے پر
سنبھل کے تڑپیو بلبل کہ بال پر نہ ملے

میں بھی آپ کے مضمون کو نہایت شوق سے پڑھتا ہوں کیونکہ آپ کا مضمون محمد علی کی طرح چوٹی کا چندہ مانگنے والا نہیں ہوتا اور اللہ پاک سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو ہمیشہ خوش وخورم رکھے آمین۔ (راقم الحروف بندہ عبدالرؤف عفی عنہ۔ دہلی)

احمد آباد کا خط

قبلہ جناب پیرو مرشد خواجہ حسن نظامی صاحب۔ لبعد عرض آداب کے واضح ہو کہ آپ کا ۳ دسمبر ۱۹۲۶ء کا عجیب کا خط نامہ پرچہ ہم نے پڑھا، اس میں درج کیا ہے کہ ہر مسلمان کو کعبہ یا قرآن پیارا ہے یا رامپور کے محمد علی؟ اسکے جواب میں ہم نیچے دستخط کرنے والے کعبہ و قرآن کو پیارا سمجھتے ہیں۔ زیادہ آداب۔

شیخ عبدالکریم۔ عبدالرسول۔ محمد صدیق ولد عبدالرحیم

باقی بہت سے دستخط گجراتی زبان میں ہیں

کنور پور ضلع بلندشہر کا خط

مخدومی مکرمی حضرت خواجہ صاحب السلام علیکم محمد علی ایڈیٹر اخبار ہمدرد کے مرتدانہ اقوال کا کوئی مسلمان شریک نہیں ہو سکتا ہے۔ میں الحمدللہ

کہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے تحریر کرتا ہوں کہ میں محمد علی ایڈیٹر ہمدرد و اخبار متوطن رامپور کے اس قول سے (اگر ہند و کعبہ و قرآن کے ٹھوکر مارے) تو بہ تو بہ نقل کفر کفر نباشد سخت بیزار ہوں لعنۃ اللہ علی الکافرین۔ (خدا بخش از کنور پور ضلع بلند شہر)

روسڑا در بھنگہ کا خط السلام علیکم۔ مزاج شریف۔ منادی اخبار یکم دسمبر کا وصول ہوا۔ میں اور میرے احباب آپ کے تبلیغی کام کے لیے ہمدم تیار ہیں اور آپ کے ساتھ ہیں۔ اور اب کے جمعہ میں نمازیوں کو منادی کے مضامین سُناوئے جائینگے۔

(بندہ خاکسار ظہیر الدین احسن انصاری نظامی روسڑہ در بھنگہ)

کنور پور کا خط مخدومی مکرمی حضرت خواجہ صاحب السلام علیکم۔ عرصہ سے زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ کیا عرض کروں تین مہینہ سے اہل و عیال کی بیماری اور معاملات کی پیچیدگیوں کی وجہ سے حاضر خدمت نہ ہو سکا۔ اخبارات کے دیکھنے سے یہ معلوم ہو کر سخت افسوس ہوا کہ مسلمانوں کی تباہی اور بربادی نزدیک آتی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مذہب اسلام کو کفار اور کفار پرست لیڈروں کے حملوں سے بچاوے۔ آمین۔

محمد علی اڈیٹر اخبار ہمدرد کے مرتدانہ اقوال اور کردار کا کوئی مسلمان شریک نہیں ہو سکتا۔ میں الحمد للہ کہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے تحریر کرتا ہوں کہ میں محمد علی اوڈیٹر اخبار ہمدرد متوطن رامپور کے اس قول سے (اگر کوئی ہند و کعبہ و قرآن کے ٹھوکر مارے) تو بہ توبہ (نقل کفر کفر نباشد) سخت بیزار ہوں۔ لعنۃ اللہ علی الکافرین۔ خدا محمد علی رامپوری کو ہدایت نیک عطا فرمائے۔ سوراج لیتے لیتے مرتد بھی ہوگئے ۔ دنیا بگڑی تھی سو بگڑی۔ حیف ہے کہ مذہب بگڑا آپ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے طفیل سے ہم مسلمانوں کو ایمان کامل عطا فرمائے۔ فقط۔ عریضۂ کمترین محمد تحسین علی خاں (یعنی نواب کنور تحسین علی خاں صاحب)

کنور پور کا خط مخدومی مکرمی حضرت خواجہ صاحب السلام علیکم

محمد علی اڈیٹر اخبار ہمدرد کے مرتدانہ اقوال کا کوئی مسلمان شریک نہیں ہو سکتا۔ میں الحمد للہ کہ

بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے غور کرتا ہوں کہ میں محمد علی اڈیٹر ہمدرد اخبار متوطن رامپور کے اس قول سے سخت بیزار ہوں اور تبلیغی کاموں اور غریبوں کے اخبار کی امداد میں مبلغ چار روپئے بذریعہ منی آرڈر ارسال ہیں۔ فقط تزئین علی خاں از کنور پور ضلع بلند شہر۔

لکھنؤ کا خط

حضرت مولانا و مقتدانا جناب خواجہ صاحب زاد مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گذارش خدمت عالی میں یہ ہے۔ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۲۶ء کا منادی میری نظر سے گذرا جس میں "ہر مسلمان جواب دے" کا مضمون ہے۔ لہذا میں بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے میرا عقیدہ کعبہ شریف و قرآن شریف پر ہے کیونکہ کعبہ و قرآن پر ہمارا ایمان ہے اور ہم ہمہ وقت اپنی جان و مال سے فدا ہونے کے لیے تیار ہیں۔ ایک محمد علی رامپوری کیا اگر لاکھوں محمد علی پیدا ہوجائیں تو بالمقابل کعبہ و قرآن کے ایک ذرہ برابر بھی ان کی وقعت نہیں کیجا سکتی۔ اوران کی اس تقریر سے جس میں ہندوؤں کی خوشنودی ہے، ہم سخت بیزار ہیں۔ اوران کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ خدا وہ وقت نہ لاوے، اس وقت سے پہلے ہم کو موت دے جو بالمقابل کعبہ و قرآن کے ہم مولانا محمد علی رامپوری کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہوں۔ ہم کو کعبہ و قرآن پیارا ہے۔ اللہ پاک آپ کو جزائے خیر دے جو تبلیغی کام کو انجام دے رہے ہیں خدا اس سے بھی زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ فقط والسلام

(احقر محمد یعقوب عفی عنہ محلہ اصطبل یحییٰ گنج لکھنؤ)

علی گڑھ کا خط

جناب خواجہ صاحب التسلیم۔ منادی مورخہ یکم دسمبر میرے سامنے ہے، مولانا محمد علی صاحب کے الفاظ جو آپ نے تحریر فرمائے ہیں، اگر درست ہیں تو میں مولانا صاحب کا ہر طرح مخالف ہوں۔ جو شخص مسلمان ہوکر قرآن شریف و کعبہ شریف کی عزت و احترام نہ کرے۔ میرے خیال میں اسکو آدمی بھی کہنا جائز نہیں ہے۔

یہ خط اس لیے آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں کہ آپ کو آگاہی ہو اور میں حشر کے دن مولانا محمد علی صاحب کا ساتھی نہ کہلایا جاؤں۔ فقط (بندہ عبدالحی ترکمان گیٹ علیگڈھ)

سہارنپور کا خط

حضرت مخدوم مکرم جناب خواجہ حسن نظامی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہم حسب ذیل اشخاص بحیثیت مسلمان ہونے کے اس رائے پر متفق ہیں کہ جو قرآن وکعبہ کا دشمن ہے یا اس کی عملاً یا قولاً توہین کرے ہم اسکے دشمن ہیں کیونکہ کعبۃ قرآن ہمارا دین ایمان ہے۔ چونکہ جمعہ کے دن زائد آدمی ہوتے ہیں اس لیے چند اصحاب نے یہ رائے دی کہ یکم دسمبر کے پرچہ کا مضمون جمعہ کے دن دیوار پر چسپاں کیا جائے تو بہتر ہے اس وجہ سے اشتہار جمعہ کے دن دیوار پر چسپاں کیا جاویگا تاکہ ہر خاص وعام کی نگاہ سے مضمون گذرے اور امید ہے کہ سینچر کے دن سینکڑوں کی تعداد میں خطوط آپکے پاس پہنچ جائینگے۔

رفیق احمد تبلیغی رفیق سہارنپور محلہ میر گنج

خانقاہ ڈوگران کا خط

بخدمت جناب حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب بعد السلام علیکم کے عرض ہے مولانا محمد علی رامپوری کی بابت جو اخبار منادی میں حضور نے یکم دسمبر ۲۶ء کے پرچہ میں تحریر فرمایا ہے سو پڑھ کر دل کو از حد افسوس ہوا کہ ایک ایسے مسلمان قوم کے لیڈر زرپرستی کی وجہ سے اسلام سے خارج ہو رہے ہیں۔ خداوند کریم مولانا کو راہ راست پر لاوے اگر مولانا راہ راست پر آجاویں تو مبارک ورنہ بندہ جنگ کے واسطے بدل وجان حاضر ہے اور حضور کے مناسب حکم کا انتظار رہیگا۔

بدوں سے بدلہ کاموں کا دنیا ہی میں ملتا ہے ۔۔۔ لڑیں نیکی پہ جو اُن کو خدا امداد دیتا ہے

زیادہ آداب۔ سب حاضرین مجلس کو سلام علیک۔

تابعدار سید فرزند حسن جمعدار انچارج اصطبل مقام خانقاہ ڈوگران

لاہور کا خط

حضور قبلہ خواجہ صاحب دام ظلکم۔ السلام علیکم۔ بعد آداب دست بستہ کے گذارش ہے رسالہ "منادی" میں مولانا محمد علی صاحب سے جنگ کی بابت مشورہ دینا لکھا ہے، میری ناقص رائے میں تو اگر ایسے ایسے کئی ہزار مولانا محمد علی ہوں تو ہم کو بھی مقابلہ کرنا چاہیئے۔ پھر ان کی کیا حقیقت ہے آخر ایک روزہ مسلمانوں سے ہی اپنے گناہوں کی

معافی مانگیں گے۔ فی الحال تو ان کو آریہ ریشہ دوانیوں کا نشا چڑھا ہوا ہے جو کہ چند روز کے لیئے فرعون بے سامان کی طرح اپنی حرکات و سکنات کو موٹی توند کے ساتھ اپنی بدنامی کا وعید ہوتے ہیں۔ خدا سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو نور ہدایت دے اور اپنے غرور اور گھمنڈ اور نام نہاد لیڈری کے دُم چھلّے سے باز آئیں۔ آمین فقط

(آپ کا تابعدار محمد شریف نظامی ڈرافسمین حویلی پوُرا راجپوت اسلامیہ پریس یکی دروازہ لاہور)

پٹنہ کا خط محذومی جناب خواجہ صاحب۔ السلام علیکم۔ لازالت شموس مراتبکم طالعۃً پہلی دسمبر کا منادی پہونچا۔ آپ نے عوام سے رائے لی ہے اس لیے میرا فرض ہوا کہ اپنی رائے سے مطلع کروں۔ آپ محمد علی صاحب سے ضرور اعلان کیجئے اور اسکا جواب اچھی طرح دیدیجئے میرے خیال میں محمد علی صاحب سے سعودی اور شریفی معاملہ میں ہندوستان کے لوگ بدظن ہو گئے۔ اب پھر سرخرو بننا چاہتے ہیں اسلیئے اب ایسی کارروائی شروع کی ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ خاموشی سے عوام الناس آپ سے بدظن ہو جائینگے لہذا جواب ترکی بترکی دیجئے ہم لوگ ہر حال میں مستعد ہیں۔ (ابوالہادی محمد عبدالباری بہار شریف پٹنہ)

ہوشیارپور کا خط بحضور فیض گنجور جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دام اقبالہ جناب عالی گذارش ہے کہ جو مولانا محمد علی رامپوری نے قرآن اور کعبہ کے متعلق کہا ہے ایسے شخص پر صد ہا لعنت خدا کی ہو وے اور خدا اُس کے کُنبے اور اہل و عیال کو نیست و نابود کر دے جو اسلام میں شامل ہو کر ایسے الفاظ سے اسلام پر دھبّہ لگائے۔ ہم جتنے آدمی آپکے مرید ہیں مولانا محمد علی سے جنگ کرنے کو تیار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو اسلام میں شامل نہ کرے جو مسلمانوں کے خلاف جنگ شروع کرے۔

علی محمد ولد غلام غوث موضع شرو عہ ڈاکخانہ خاص تحصیل گڑھشنکر ضلع ہوشیارپور

وزیرآباد کا خط محترمی جناب خواجہ صاحب تسلیم۔ السلام علیکم۔ میری نظروں سے آپ کا اشتہار بعنوان "ہر مسلمان جواب دے" گذرا۔ جسکو پڑھ کر سخت صدمہ ہوا۔ اگر واقعی

مولانا محمد علی صاحب رامپوری ایڈیٹر اخبار ہمدرد نے یہ الفاظ کہے ہیں کہ اگر ہنود کعبہ اور قرآن مجید کو ٹھوکر لگائے تو وہ اس پر ہاتھ نہ اٹھائینگے۔ تو یقیناً انہوں نے خدا اور رسول کے احکام کی خلاف ورزی کی ہے اور میں ہرگز ان کے ساتھ نہیں ہوں اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں سے بچائے جن کے دل میں کعبہ اور قرآن مجید کی عزت نہ ہو۔ میں اپنے ایمان کے مطابق ایسے شخص کو مسلمان نہیں خیال کرتا۔

(الراقم فقیر علی شاہ ہیڈ کلرک محکمہ جنگلات وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ)

مولانا محمد علی اور خواجہ حسن نظامی

مولینا خواجہ حسن نظامی اور مولانا محمد علی ہر دو بزرگ ہندوستان کی اسلامی تاریخ قومیات کے تابناک جواہر ہیں۔ دونو اپنے اپنے مقام پر مسلمانوں کی فلاح و بہبود میں رات دن مشغول و منہمک ہیں۔ مقصود دونوں کا ایک ہے، گو کام کے راستے علیحدہ علیحدہ ہیں۔ ملت مرحومہ کا انتشار و پریشانی ہر اسلامی دل رکھنے والے صاحب درد کے لیے باعث تکلیف و اذیت رساں ہے، اسکو جسقدر مجتمع کیجیے اور زائد اس کے اجزا منتشر و پراگندہ ہوتے جاتے ہیں۔ عجیب انشقاق و افتراق کی لہر ترقی پذیر ہے۔ دوسروں کو کیا کہیں خود اپنوں ہی کا رونا ہے، مسلمانوں کی بدبختی و بدنصیبی کا مرثیہ کہاں تک پڑھا جائے۔ مسئلہ حجاز کی ناگوار و فکر رساں مصیبت سے ابھی فرصت نہیں ملی تھی اور اس مسئلہ نے جو اختلاف آرا آپس میں پیدا کر دیا ہے وہی کیا کم افسوسناک و رنجدہ امر تھا کہ ایک اور جدید فتنہ کا آغاز بعض "نام نہاد عاقبت اندیش" حضرات کی طرف سے پلیٹ فارم پر لے آیا گیا۔

اس جدید فتنہ کے بانی صوبہ متحدہ کے ایک گمنام فرد کی ذات بتلائی جاتی ہے۔ مگر مولانا محمد علی جیسے صاحب فہم و خرد مدبر کی شان تو اس سے کہیں اعلیٰ ہے کہ وہ شفاف کپڑوں اور "خلافت کے جھولے" کو داغدار بناتے۔ ہمارے دل میں مولانا محمد علی

کی انتہائی وقعت و عزت ہے، گو مولانا موصوف کی خدمت سامی میں ہمیں براہِ راست فخر ملازمت حاصل نہیں۔ اور اسی طرح ہم حضرت خواجہ حسن نظامی کو عرصہ سے جانتے اور ان کو ہندوستان کے مشاہیر کی صف میں جگہ دیتے ہیں۔ اس سے قبل کہ خواجہ صاحب میدان تبلیغ میں تشریف نہیں لائے تھے ہم موصوف سے بحیثیت ایک اچھے ادیب اور مشاق انشاپرداز کے واقف تھے، اور ان کی ادبی سرگرمیوں کو وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، مگر اب کہ وہ مردانہ وار تبلیغ کے میدان میں گامزن ہیں اور تمام ہندوستان میں ایک تنہا ان کی ذات ہے جسکو تبلیغی کام سے دلی لگاؤ اور دلچسپی ہے۔ ان کا احترام ایک محبوب سردار کی طرح کرتے ہیں۔ ہمیں اس سے بحث نہیں کہ ان کے اندرونی حالات کیسے ہیں۔ ہمیں تو یہ دیکھنا ہے کہ وہ ظاہر میں کام کیا کر رہے ہیں۔ "تبلیغ کے راجہ" کی ذات پر آج تقریباً تمام ہندوستان کو فخر و ناز ہے کہ ایک شخص تو ان میں ایسا ہے جو مردانہ وار بغیر کسی ذاتی لالچ و رغبت کے ایک بھولا ہوا اسلامی فریضہ بہت تندہی سے انجام دے رہا ہے۔ ہمیں یہ کہنے میں بھی کوئی تکلف نہ ہونا چاہیے کہ جذبہ "ہیچ من دیگرے نیست" کے غیر مآل کارانہ اثر سے اگر آج مولانا محمد علی کا دماغ خالی ہو جائے تو محمد علی بہت احترام و اعزاز کی چیز ہیں اور آئندہ مورخ محمد علی کے کارناموں، ان کے ایثار اور قربانیوں کو جلی جلی عنوانات سے تاریخ کا سرمایہ بنائیگا۔ مگر ایک صفحہ مولانا محمد علی کے تاریک پہلو دکھلانے کے لیے بھی اسکو وقف کرنا پڑیگا، جبکا اسکو بڑی حد تک حق ہے۔

ہمیں اسپیشل خلافت کانفرنس دہلی کے سبجکٹ کمیٹی کا وہ منظر کبھی نہیں فراموش ہوگا جو ہماری آنکھوں نے "ہمدرد آفس" میں مولانا محمد علی اور مسٹر ظہور احمد بیرسٹر الہ آباد کی سو لطفی کے دوران میں دیکھا اور ایسے ہی متعدد پوشیدہ واقعات کو کیونکر بھلایا جا سکتا ہے۔ مولانا محمد علی کو غالباً علم ہے کہ سرداری و برتری عجز و انکسار اخلاق و مروت سے حاصل ہونے والی چیز ہے اور اسی کو "دلوں پر حکومت" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ورنہ کج اخلاقی اور لب و لہجہ کا درشتناک پہلو کبھی لوگوں کے طبائع پر اثر انداز ہونے والی چیز نہیں۔ کیا مولانا محمد علی اس سے بے خبر ہیں؟

واللہ اعلم مولانا محمد علی اپنی ہر دلعزیزی پر اسقدر کیوں نازاں وعزاں ہیں۔ اسپیشل خلافت کانفرنس دہلی کی سبجکٹ کمیٹی کی جس سو ر لطفی کی جانب ہم اوپر اشارہ کرآئے ہیں وہ واقعہ جسوقت پیش آیا ہمارے رونگٹے کھڑے ہوگئے کہ اللہ اکبر یہ آج اُس شخص کی عزت ہے کہ جسکے معمولی اشارے پر کل تک ہزاروں سرفروش اپنی جان قربان کرنے کے لیے آمادہ و مستعد نظر آتے تھے یا یہ عالم ہے کہ ایک معمولی بات پر اسکو بھرے مجمع میں رسوا کیا جا رہا ہے۔ ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ کیوں ہوا؟ جسکا جواب صرف مولانا محمد علی کا عام طرزِ عمل اور رفیق کار کے ساتھ انکی "برابری کا تعلق و خلوص ہے" کمیٹی سے نکلکر راستہ پر ہم نے اپنے راجپوتانہ کے مشہور رفیق سے اس سو ر لطفی پر اظہار افسوس کیا۔ کیا ایسا ہی طرزِ عمل ایک قومی ذمہ وار کارکن یا لیڈر کا ہونا چاہیے۔

آپ اپنے پبلک لیڈروں کی اندرونی کمزور زندگیوں سے واقف و آگاہ نہیں۔ سُنیئے وہ تو ہمارے آپ کے لیے انتہائی داغدار و لائق عبرت سرمایہ ہیں۔ اب کہ مولانا محمد علی کیلیئے کام کا کوئی میدان بجز اخبار "ہمدرد" کی اڈیٹری کے باقی نہیں رہا تھا اسلیے وہ خواجہ صاحب کے تبلیغی مشن کی جانب متوجہ ہوئی اور اس کو درہم برہم کرنا چاہا۔ کیا مولانا محمد علی کو اس نکتہ کا احساس ہے کہ ہر قوت کا استعمال اس کے صحیح محل میں ہو۔ اسٹیم جس سے سمندروں میں جہاز، خشکیوں پر ریل اور کارخانوں میں مشینیں چلتی ہیں اس کو ٹاٹ کی بوریوں میں بھر کر غبارہ بنانے کی کوشش کس قدر فضول و عبث ہے اور ایسا نامسعود عمل کرنا اسکی دلیل ہے کہ آپ کی قوت اور سعی دونوں رائگاں جانے والی چیزیں ہیں۔ مولانا یہ نازک دور ایسے واقعات میں الجھنے کا نہیں تھا، اپنی مصیبتوں کا حال تو یہ ہے کہ چاروں کا کوئی گوشہ دھبے سے خالی نہیں کس کس چیز کو آپ بیان کر کے کس کس پر آپ گریہ کناں ہونگے ؎

آسودہ شبے باید وخوش مہتابے ‌‌‌ ‌ تا با تو حکایت کنم از ہر بابے

مان لیجیے کہ اگر آپ کو خواجہ حسن نظامی کے "مخبر" اور "باضابطہ جاسوس" ہونے کا یقین

ہو چکا تھا تب بھی تو آپ کو ان قدیم مراسم و تعلقات کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے جو حضرت خواجہ صاحب اور جناب کے درمیان (خواہ ظاہرداری سہی) پہلے سے موجود تھے خواجہ صاحب کو بلاکر یا خود تشریف لیجا کر اسکی صحت ضروری تھی تاکہ دریافت فرمانے پر اس خط کے لکھے جانے کا سبب و باعث معلوم ہوتا۔ اگر خواجہ صاحب کے جواب سے جناب کی تشفی و تسکین نہ ہوتی تب بھی آپ کا اخلاقاً یہ فرض تھا کہ ایسے وقت جبکہ خواجہ حسن نظامی ہندو مہاشوں کی "آنکھ کا شہتیر" بنے ہوئے ہیں، آپ اس غیر دلچسپ داستان کو وقتِ دگر پر اُٹھا رکھتے جہاں آٹھ سال گذرے تھے وہاں دو چار سال میں اور کیا مضائقہ تھا۔

آج آپ کی اس جرأت سے ہندو کیمپ میں تعلیں بجائی جارہی ہیں، اور آپ کے اس ناعاقبت اندیشانہ عمل کو "ملک کی سب سے بڑی خدمت" قرار دیا جارہا ہے۔ کیا یہ تحسین و ستایش کے کلمات ان اخبارات کی جانب سے نہیں ہیں جو آجتک مسئلہ برار اور ہر ضروری تحریک متعلقہ قلمروئے نظام اور خود اعلیحضرت نظام کی ذات اقدس پر ہر وقت حملہ کناں اور قلمی جہاد کے لیے ہر وقت و لمحہ مستعد نظر آتے ہیں۔

واللہ اعلم آپ نے اس داستان پارینہ کو کیوں اسقدر اہمیت دیکر حقیقت میں ایک جدید فتنہ کا اقدام فرمایا۔ ملک کا کوئی طبقہ جناب کے اس بے وقت کی راگنی کو پسند نہیں کریگا اب کہ آپ نے خود اپنا دامن اس فتنہ کی مضرت رساں اثرات میں آلودہ کرلیا ہے تو آپ کے لیے بھی اب اس سے محفوظ رہنا ناگزیر ہے، اور یقیناً وہ وقت دور نہیں کہ بہت سی پوشیدہ باتیں منظر عام پر آئینگی یا لائی جائینگی جس سے مولانا محمد علی کی "بڑھی ہوئی شہرت اور عالمگیر ہر دلعزیزی" کو سخت اور عظیم ترین دھکا لگیگا۔ خواجہ صاحب کے خلاف طوفان برپا کردینے کے بعد مولٰنا محمد علی کے لیے اس سے بچنا سخت دشوار ہے۔ پرانے ہشت سالہ و کرم خوردہ خطوط شائع کرنے میں مولانا محمد علی کا کیا مقصد تھا؟ اسکو ہندوستان کی پبلک اچھی طرح سمجھ چکی ہے۔

۲۴ر نومبر ۲۶ء کو میرے بزرگ دوست مولانا نظامی ایڈیٹر "ذوالقرنین" بدایوں نے

ایک باخبر و تعلیم یافتہ مجمع کے روبرو (جس میں خان بہادر مولوی فصیح الدین ایم۔ ایل۔ سی؛ مولانا مراعنب بدایونی اور شفیق محترم خواجہ نظام صاحب بدایونی موجود تھے) "علیگڈھ میل" کا وہ پرچہ مجھکو دکھلایا جس میں خواجہ صاحب کا خط "ہمدرد" سے لیکر شائع کیا گیا تھا۔ ہر شخص نے اپنی اپنی جگہ پر متعجبانہ رنج و افسوس کا اظہار کیا' اور سب لوگ اس نتیجہ پر پہنچے کہ اسوقت کہ معاملات حیدرآباد و دہلی میں یکسوئی پیدا ہو رہی تھی اور خود خواجہ صاحب اسلام کے ایک اہم فریضہ کی تکمیل کی جانب ہمہ وقت متوجہ تھے، مولانا محمد علی کا یہ اقدام کسی طرح بھی حق بجانب نہیں قرار دیا جا سکتا۔

اس مختصر گذارش سے ہمارا مقصود کسی فریق کو مطعون کرنا نہیں ہے بلکہ وقت اور مصیبتوں کی نزاکتوں کا احساس کرانا ہے۔ مولانا محمد علی سے ہمیں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ وہ طبیعت میں صبر و سکون پیدا کریں اور معمولی معمولی واقعات پر "طفلانہ برہمی" کو خیرباد کہدیں تو اچھا ہو۔ ورنہ لوگوں کی نظروں میں جناب کے وقار کو سخت صدمہ پہنچیگا۔ اضطراب آپکے دوستوں اور ہمدردوں کو بے چین کیے ہوئے ہے۔ نیز جناب جن کاموں میں وقت گذاری کرنا چاہتے ہیں ان کے لیے بھی یہ سخت مضر پہلو ہے۔ مولانا محمد علی کو جاننا چاہیے کہ کسی راہ چلتے بھلے آدمی کو گالی دیدینا اس خیال سے کہ وہ شریف آدمی ہے ماریگا نہیں کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ خدا مولانا محمد علی کو مسلمانوں کی صحیح رہبری کے لیے عقل سلیم کے ساتھ تا دیر قائم رکھے۔ آمین۔

اسی طرح ہم مختصراً خواجہ صاحب سے بھی یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ آپ جس اہم مشن کی تکمیل کا فرض اپنے دوش پر بار کیے ہوئے ہیں اس کے لیے اسکی ضرورت ہے کہ آپ ایسی تھکا فضیحتی سے قطع نظر فرمائیں۔ آپکے وقار و احترام کو اس سے کوئی صدمہ نہیں پہنچتا۔ پبلک کھوٹے کھرے کو خود پرکھ لیگی۔ ایسے ایسے معمولی حادثات سے آپ کے استقلال کو متزلزل نہ ہونا چاہیے جس سے سوائے اغیار کو ہنسنے اور کام میں ابتری پیدا ہونے کا اندیشہ ہر لمحہ ہے۔ (مسعود الرحمن خاں ندوی۔ از پیلی بھیت)

مردان کا خط

پیارے خواجہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اخبار منادی پہنچا۔ بالاستیعاب پڑھا کر بے حد درجہ صد مہ و رنج ہوا۔ اسی حیرانی و پریشانی اور حق و ناحق کے تذبذب میں جب میں نے منزل قرآن مجید شروع کی تو پہلے جو آیات میرے پیش نظر و زیر تلاوت آئیں وہ سورۂ توبہ رکوع دویم (یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ و یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا الی آخرہٖ) تھیں۔ جن کے غور و تدبر کے بعد حیرت و استعجاب کی انتہا نہ تھی۔ ایک نظر منادی کے مضامین کی طرف تھی اور ایک نظر قرآن کریم کی ان آیات بینات کی طرف۔ خدا گواہ ہے ایک عجیب کیفیت اور رقت کا سامان تھا، جس کا مرقع پیش کرنا میری طاقت سے باہر ہے۔ ایک فرمان الٰہی تھا جس کا آپ تک پہنچانا میرا فرض ہوا۔ گو کہ آپ پر حق و ناحق کی حقیقت منکشف ہو چکی ہوگی۔ لیکن ان آیات کی بھی کسی وقت تلاوت فرمایئے اور کام کا فیصلہ کر لیجیے۔

اسلام کے تارے خواجہ! خدا کے لیے ہندی اسلام کی ناؤ کو منجدھار سے بچایئے جس کا ناخدا آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہندوستان میں بنا کر بھیجا۔ رحم فرمایئے مسلمانوں کی حالت عزبت و بیکسی پر۔ اگرچہ آپ کو مسلمانوں کی آنکھ کا نور بننے کی خواہش نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کی آغوش منتظر ہے۔ آپ کا پانچ سال سے کام بنظر غور دیکھ کر صدق دل سے بدرگاہ قاضی الحاجات نہایت عجز و تضرع سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ جیسے سچے مخلص اور بے ریا خادم دین چار پانچ اور ہندوستان میں پیدا کر دے۔ اور مولانا محمد علی و دیگر ایسے افراد کو جو ذاتی و ملکی فائدہ کو اسلامی اور قومی مفاد پر ترجیح دیں۔ خاص اپنے فضل و کرم سے صراط مستقیم پر لائے آمین یارب العالمین بحرمۃ سید المرسلین۔ (خادم دین محمد ناصر الدین غفرلہ پیش امام رسالہ گائیڈ مردان)

املساڈ ضلع سورت کا خط

بخدمت شریف جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دام ظلکم۔ السلام علیکم۔ بعد از شوق ملاقات کے واضح ہو کہ اخبار منادی مورخہ یکم دسمبر ۱۹۲۶ء کے اندر جو خبر آپ نے شائع فرمائی ہے (کہ کعبہ و قرآن پیار لینے یا رامپوری) جواب میں واقعی

واقعی مولانا محمد علی نے محض ہندوؤں کی خوشامد اور صرف ذاتی شیخی جتانے کے لیے وہوم مچائی ہو تو خیر ان کی خوشی پر منحصر ہے۔ مگر میں تو ضرور کہونگا کہ مجھے کعبہ و قرآن پیارا ہے مقابل میں خواہ شمشیر کوئی لیے ہوئے ہو تو کیا۔ مولانا محمد علی پر موقوف نہیں فقط جواب کا انتظار

راقم منشی نصر اللہ خان قنسر مقام ابراہیم آباد سکول پرستہ املساڈ ضلع سورت

شاہجہانپور کا خط | مخدوم و مکرم جناب مولانا صاحب السلام علیکم۔

[illegible] اخبار میں ایک مضمون پڑھا تھا بہت افسوس ہوا ہم لوگ قرآن و کعبہ کے شریک ہیں نہ کہ محمد علی اڈیٹر ہمدرد رامپوری کے۔ اطلاعاً عرض ہے۔

محمد یسین شاہجہانپور سوداگر۔ محمد امین سوداگر۔ غلام حسن خان شاہجہانپور بقلم خود

کوٹلی ضلع شاہپور کا خط | ہادی دین مبلغ اعظم حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب

السلام علیکم۔ منادی کا پرچہ پہنچا حضور نے تبلیغ اسلام کی نسبت پوچھا کہ عوام کی کیا مرضی ہے۔ تبلیغ کو مٹانا گویا ساری قوم کو صفحہ ہستی سے ہمیشہ کے لیے مٹانا ہے۔ محمد علی حاسد ہے۔ محمد علی صرف تبلیغ کا نہیں بلکہ ساری قوم کا خونی ہونا چاہتا ہے۔ بہر صورت اسکو مضبوط مقابلہ سے شکست دینا چاہیے۔ اس معاملہ میں دل و جان سے آپ کا ہمخیال ہوں اور جہانتک ہو سکا مالی امداد بھی کرونگا۔ خاکسار گنہگار۔ راجہ اللہ بخش نظامی موضع کوٹلی ڈاکخانہ کٹھہ مصرال تحصیل خوشاب ضلع شاہپور

خواص پور کا خط | سیدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دام ظلکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ہم تو کعبہ شریف اور قرآن مجید کے ہمراہ ہیں۔ مولانا محمد علی رامپوری کے ہمراہ نہیں۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم مولانا صاحب کو ہدایت فرماویں آمین

(مستری عبد الرحمن خواص پور ضلع امرتسر)

کراچی کا خط جناب خواجہ صاحب دام فیوضکم۔ السلام علیکم۔ منادی اخبار آج صبح کے وقت بندہ نے خریدا۔ خریدتے ہی نظر اس اشتہار یا اطلاع و آگاہی عام مسلمانان

پر پڑی - عرض ہے کہ آج کل مسلمانوں کے پاس صرف ایک ہی چیز ہے کہ جو کہ اس پر عمل کرنے سے مسلمانوں کو بہتر سے بہتر بنا دیتی ہے - وہ کلام ربانی جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے ہم تک پہنچی - یہ گستاخانہ الفاظ نہیں اور پھر وہ مولانا کہلانے کے حقدار ہو سکتے ہیں افسوس صد افسوس ایسے مسلمانوں پر جو کہ باوجود مسلمان کہلانے کے یہ الفاظ منہ سے نکالیں خداوند کریم ایسے مسلمانوں پر عذاب نازل کرے۔

جناب مولانا صاحب اپنے پیرو مرشد سے راہ راست پر نہ آئے جن کی دعا سے گنہگار پرہیزگار بنجاتے ہیں، تو ہماری چیخ و پکار سے تو ان کے کانوں پر جوں تک نہ چلے گی۔

جس وقت یہ الفاظ مولانا صاحب کے منہ سے نکل رہے تھے تو مولانا صاحب اسوقت زمین میں کیوں نہ غرق ہوگئے۔ صرف اسی کلام پاک کی برکت سے تو مولانا صاحب کا نام مولانا محمد علی رامپوری ہے ورنہ رامپوری کے ساتھ کچھ اور ہوتا۔

جناب مولانا صاحب کے لیے جناب باری تعالیٰ کے آگے عرض و دعا ہے جو کہ سمیع التعلیم ہے کہ مولانا صاحب کو راہ راست پر لائے آمین - اگر مولانا صاحب اس سے توبہ نہ کریں تو محمد علی کی خدمت میں عرض ہو کہ وہ جلدی اس پر عذر کریں اور شرعی انصاف کی رو سے فیصلہ کریں۔

عرض ہے کہ آپ بھی بزرگ اور خدا رسیدہ ہیں دعا فرمائیں کہ مولانا صاحب راہ راست پر آجاویں اور ان خانہ جنگیوں کو چھوڑ کر ہمدرد قوم بنیں جیسا کہ ان کے اخبار کا نام ہے۔

نیاز احمد کلرک بندر روڈ پوسٹ آفس کراچی

سانگلہ ہل کا خط مکرم خواجہ صاحب دام ظلکم - السلام علیکم - کون ایسا بے غیرت ہے جو ایسے کافرانہ الفاظ سن سکے - لہذا بندہ محمد علی کی ایسی ملعونیت پر اظہار لعنت کرتا ہے۔

(خواجہ منظور سانگلہ ہل)

کھوتھرا ضلع جالندھر کا خط مکرمی جناب خواجہ صاحب! السلام علیکم یکم دسمبر کے پرچے میں مولانا محمد علی کی بابت پڑھ کر اس کی حالت پر سخت افسوس ہوا - خدا سے

جلد سید ہا رستہ دکھائے۔

قرآن اور کعبہ کا محافظ تو وہی خدا ہی ہے۔ جو کہ قیامت تک دونوں چیزیں محفوظ رکھیگا۔ لیکن ہر مسلمان پیان دونوں کی عزت حرمت تعظیم ادب کا رکھنا فرض ہے۔ اگر کوئی شخص ان کی بے ادبی کریگا تو وہ کل مسلمانوں کا دشمن ہے۔ واقعی اگر محمد علی نے بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے تو مسلمانوں کے دل کو رنج دیا۔ اور یہ رنج ان کے حق میں بہتر نہو گا۔ جس کی اسے بہت جلد توبہ و استغفار اور معافی اور کل مسلمانوں سے اپنی اس رنجدہی کی معافی طلب کرنی چاہیے میں اور تمام گاؤں کے سرکردہ شخص آپ کے طرفدار ہیں۔ محمد علی سے بیزار ہیں۔ نیز صلاح و مشورہ کے بارہ میں جو کچھ بھی آپ کر رہے ہیں اور کریں گے عین درست ہے۔ ہمیں اعتماد ہے کہ ہم سے بہتر آپ جاننے والے ہیں۔ ہاں البتہ مدد کے لیے ہر وقت تیار ہیں۔ کوئی دریغ نہیں

(طالب دعا خریدار ۱۳۱ قاضی اصغر علی کوٹھڑان براستہ پھگواڑہ ضلع جالندھر شہر)

احمد آباد کا خط

جناب خواجہ صاحب۔ منادی اخبار میں آپ کا اعلان پڑھا۔ ہم کعبہ قرآن کے ساتھ ہیں محمد علی کے ساتھ نہیں فقط دعائے خیر کیجیے۔ (الراقم شیر محمد شمس الدین احمد آباد)

مادھو گڑھ کا خط

حضرت خواجہ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اخبار منادی کے پرچے میں جو سرخی۔ اگر کوئی ہندو کعبہ و قرآن کے ٹھوکر مارے کے عنوان سے شائع ہوا ہے چنانچہ یہاں کے کل مسلمان اور میں خود کعبہ و قرآن کے ساتھی و جاں نثار ہیں ہمدرد کے ایڈیٹر محمد علی کے کبھی ساتھی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہی ہم لوگوں کا ذریعہ نجات ہے۔

خادم قوم امجد حسین از مادھو گڑھ

وزیر آباد کا خط

محترمی خواجہ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج میری نظر سے آپ کا اشتہار بعنوان ہر مسلمان جواب دے گذرا۔ اور مجھے بیحد شاق ہوا کہ ایک ایسے آدمی کی زبان سے کعبۃ اللہ شریف و قرآن کریم کی شان میں ایسے گستاخانہ الفاظ نکلے ہیں نعوذ باللہ من شرور انفسہم۔ میں ہرگز اندریں حالات رامپوری محمد علی کے ساتھ نہیں بلکہ اسکو ٹھکرا دینے

کے قابل سمجھتا ہوں۔

خاکسار خادم قوم محمد حسین سکول ماسٹر وزیر آباد منجانب میر محمد سلطان وزیر آباد

کلکتہ کا خط

مخدومنا حضرت خواجہ صاحب مدظلہ، سلام مسنون۔ موجودہ مناقشہ کے ناگوار اثرات آپ کے وابستگان کے لیے نہایت تکلیف دہ ہیں، موہوبانہ گذارش ہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو اور جس طرح بھی ممکن ہو اول اسکو ختم ہو جانا چاہیئے۔ پھر بعد میں سمجھا جائیگا۔

کلکتہ بھی مسموم ہو رہا ہے۔ غریبوں کا اخبار خاص ایجنٹوں کے ہاتھوں جلایا گیا۔ مکرر عرض ہے کہ اس رفت و گزشت میں دیر ہرگز نہیں ہونی چاہیے۔

ابو محمد مصلح مدرسۃ القرآن۔ چنگڑی ہٹہ پوسٹ آفس انٹالی کلکتہ

جھابن کا خط

مولانا حضرت خواجہ صاحب دامت برکاتہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مزاج اقدس۔ بندہ بخیریت ہے۔ خیر و عافیت مزاج والا درگاہ رب العزت سے نیک مستدعی۔ احوال یہ ہے کہ اخبار مدینہ و اخبار ہمدرد نے بجدید سلوکی کا مضمون شایع کیا ہے جس سے مجھ جیسے نمک خواروں کو زاید از حد ملال ہوا ہے۔ ان کی یہ پالیسی بار دیگر عظمت اسلامی کے لیے بربادکن ہی نہیں بلکہ اسلامی وقار کو مٹانے والا ہے۔ بالفرض محال اگر یہ صورت واقعی بھی پھر بھی مولانا محمد علی صاحب کو چشم پوشی کرنی تھی، کیونکہ جناب والا آریوں کے مقابلہ میں وہ کام کرتے ہیں جو اسوقت کوئی لیڈر نہیں کر رہا۔ ایسی حالت میں آریہ و ہندو اخبارات جو بھی کچھ آپ کے متعلق بدگمانی پھیلائیں کم ہے۔ امید کہ جلد اس کے تردیدی مضامین شائع فرماکر ان خبروں کا ابطال فرما دیئے گا۔ حکیم محمد صدیق الحسن شفا نظامی ڈاکخانہ جھابن ضلع متھرا

بڑودہ کا خط

جناب معظم و مکرم مرشدی و مولائی حضرت سید خواجہ حسن نظامی صاحب دام عنایتہ۔ بعد از ادائے آداب و تسلیمات کے عرض خدمت شریف میں یہ ہے کہ اخبارات کے ذریعہ معلوم ہوا کہ مولانا محمد علی صاحب سے قرآن شریف اور کعبۃ اللہ کے بارے میں ملاپ کانفرنس کے ہندو مسلمان کے عام جلسہ میں بے ادبانہ الفاظ ظاہر ہوئے تھے اگر ہم کو اسی وقت

معلوم ہوتا تو موقعہ پر جواب معقول دیتے۔ مدت کے بعد بھی جوش اسلامی سے ہمارا خون جوش زن ہوا۔ ہمارے چھوٹے قریہ کے تمام مسلمان باہم اتفاق سے قرآن معظم اور کعبۃ اللہ کے ساتھ ہیں مولانا محمد علی صاحب کو چاہیے کہ اگر وہ دین اسلام والے اور اسکے خیر خواہ ہیں تو اس جھگڑے کو طول دیکر آخری عمر میں اپنی لیڈری پر پانی نہ پھیرائیں اور جلد سے جلد پروردگار کے سامنے توبہ کریں ورنہ پچھتاتا رہیگا۔ (خادم اسلام سید نظر علی عفی عنہ موضع گوٹھڑو ریاست بڑودہ)

آگرہ کا خط

پیرو مرشد خواجہ حسن نظامی صاحب دام ظلکم۔ بعد آداب التماس ہے کہ بتاریخ یکم دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء وصول ہوا۔ پڑھا۔ سب کو عشا کے وقت مسجد محلہ شیخان میں سنایا گیا۔ اس اعلان جنگ کی طرف سے سب کو ازحد صدمہ ہوا۔ مگر مجبوری۔ جیسا کہ آنجناب کا خوشی کے ساتھ مفید و کارآمد کام ہو رہا ہے دنیا کو ظاہر ہے۔ مگر اب در اصل آپ کی تحریر سے کہ بدوں جب بلا مقابلہ کام نہ چلیگا۔ نیز پوسٹر کی بابت سب لوگوں کا بیان ہے کہ ہم لوگ قرآن شریف و کعبہ شریف سے محبت دلی رکھتے ہیں۔ نہ کہ ایسے اڈیٹر ہمدرد محمد علی سے۔ ہم قرآن شریف و کعبہ کے ساتھ ہیں۔ جامع مسجد کی کیفیت بعد جمعہ کی تحریر کرونگا۔ فقط چند اشخاص کے نام تحریر کرتا ہوں جو اسوقت موجود تھے۔ عبدالکریم نظامی۔ عبداللطیف۔ عبدالمجید خاں۔ نوراللہ۔ ظہور الدین۔ امام الدین۔ عبدالوحید۔ شیخ چھوٹے۔ رحیم بخش۔ بشیر الدین۔ عبدالبشیر۔ ننھے میوہ فروش۔ بابو نگینہ وغیرہ

بنارس کا خط

حضرت عالی سلام علیک۔ منادی پڑھکر افسوس ہوا کہ بعض لوگ تبلیغ کو برا کہتے ہیں اور ان میں جناب مولانا حاجی محمد علی صاحب رامپوری بھی ہیں۔ خیر مجکو تو تبلیغ پسند ہے اور میری صلاح یہ ہے کہ پہلے محمد علی صاحب کے حملہ کو روک کر ایسی مدافعانہ کارروائی کی جائے کہ مولانا کی تمام تحریری تقریریں اور جسمانی کارروائیاں ملیامیٹ ہو جائیں اس کے بعد پھر تبلیغی کام شروع ہو۔ مولانا حاجی محمد علی صاحب نے ملاپ کانفرنس میں جو الفاظ اپنی زبان سے فرمائے وہ انہیں کو مبارک ہو۔ معلوم ہوا کہ مولانا دشمن اسلام ہیں اور ابھی جو تازہ حج کر کے آئے ہیں یہ بھی کسی سیاسی مصلحت سے ورنہ جو شخص اپنی زبان سے کہے کہ اگر ہندو کعبہ

قرآن کو ٹھوکر مارے تو بھی میں نہ بولوں گا۔ وہ مسلمان کہا جانے کا مستحق نہیں ہے۔

اور پھر اس کعبہ سے حج کرکے کیونکر حاجی بن سکتا ہے۔ مجھکو تو تبلیغ پسند ہے۔ محمد علی رامپوری اُنہیں کے ہم عقیدوں کو پسند۔ فقط والسلام (عبدالعزیز از بنارس)

شاہجہانپور کا خط

جناب مولانا صاحب السلام علیکم۔ التماس یہ ہے کہ میں نے المیزان شاہجہانپور مورخہ ۸ دسمبر پڑھا ہے جسمیں آپنے ہر مسلمان سے جواب بابت محمد علی صاحب کے مانگا ہے۔ ابتک میں نے یہ الفاظ جو آپ نے ظاہر کیے ہیں کسی اخبار میں نہیں پڑھے ہیں اخبار زمیندار میں جو کہ ان کا سخت مخالف ہے ابھی تک یہ بات نہیں آئی ہے۔ اگر واقعی محمد علی صاحب نے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں تو میں ان کے اس قول سے سخت بیزار ہوں اور میرے دل کو سخت صدمہ ہوگا جب میں دوسرے اخباروں میں بھی پڑھونگا۔ میں تو کعبہ و قرآن کے مقابلہ میں کسی شے کو بھی عزیز نہیں رکھ سکتا۔ میں تو قرآن پاک کو محمد علی صاحب یا کسی مخلوق سے نسبت دینا بھی پسند نہیں کرتا۔ میں اللہ واللہ کے رسول کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ مجھکو تو قرآن پاک و کعبہ پیارا ہے۔ والسلام

(یہ الفاظ دہلی ملاپ کانفرنس میں سب لیڈروں کے سامنے مسٹر محمد علی نے کہے تھے۔ حسن نظامی)

نیازمند احسان الحق سب اورسیر دفتر پارک ماسٹری شاہجہانپور)

حیدرآباد کا خط

حضرت پیرو مرشد صاحب قبلہ دام ظلکم۔ قدمبوسی عرض۔ یہ خادم کعبہ شریف و قرآن شریف کے ساتھ ہے اور آئندہ بھی بفضلہ کعبہ و قرآن شریف کا ساتھ دیگا۔ خدا ہر مسلمان کو یہی توفیق دیوے آمین اور ہر مسلمان کو رامپوری محمد علی کے پھندے اور بلا سے بچائے۔ آمین مرسلہ محمد حیات رفیق نظامی محلہ فیلخانہ حیدرآباد

اندور کا خط

حضرت پیرو مرشد شریعت پناہ طریقت دستگاہ دام ظلکم۔ بعد السلام علیکم ملتمس ہوں۔ نیازمند کعبہ شریف اور قرآن شریف کا ساتھی ہے اور ان کے محافظ کا مددگار ہے۔ رامپوری محمد علی کا ساتھی نہیں ہے زیادہ حد ادب۔ (نیازمند حافظ غلام محی الدین خاں)

منصرم اندور - بذریعہ مکان نمبر ۴۸

احمد آباد کا خط

جناب خواجہ حسن نظامی صاحب! احمد آباد سے لکھنے والا خاکسار جمعیت خاں، عبداللہ خاں وغیرہ سلام علیک۔ بات لکھنے کا یہ ہے کہ مولانا محمد علی صاحب نے اگر یہ لفظ دہلی میں فرمایا ہے کہ قرآن شریف اور کعبہ شریف کے بارے میں جو لفظ فرمائے اس بارے میں ہم خلاف ہیں۔ اسکے جواب میں ہم قرآن شریف کے اور کعبہ شریف کے ساتھ ہیں۔

راقم جمعیت خاں - عبداللہ خاں وغیرہ

لاہور کا خط

مکرمی جناب خواجہ صاحب دام اقبالہ۔ السلام علیکم۔ حسب اعلان اخبار منادی مورخہ یکم دسمبر ۱۹۲۶ء تحریر کیا جاتا ہے کہ مجھے کعبہ و قرآن پیارا ہے۔ مگر ساتھ ہی گذارش ہے کہ آج آپ کو تین سال کے بعد ہوش آیا ہے کہ مولانا محمد علی نے ایسا کفر کیا۔ اگر درحقیقت مولانا محمد علی نے کفر کیا تو آپ نے آج سے تین سال پہلے کیوں نہیں ہمیں مطلع کر دیا افسوس آج ذاتی عداوت کی وجہ سے آپ کو یہ جرأت ہوئی کہ آپ اعلان فرماویں کہ محمد علی کافر ہے اور علماء ہند فتویٰ صادر کرنے والے ہیں۔ اس تمام تر گناہ کے ذمہ دار آپ اور آپ جیسے علماء ہند ہیں۔ جنہوں نے تین سال تک ہمیں بے خبر رکھا۔ ہم آپ کے بیان پر ہم اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ ہمیں کعبہ و قرآن سب سے پیارا ہے۔ اگر درحقیقت آپ کو مسلمانوں کی اصلاح کرنی ہے تو یہ آپس کی رنجش دور کریں، ورنہ اس کا نتیجہ برا ہی ہوگا۔ اگر گندگی پر ڈھیلے مارینگے تو گندگی خود اپنے سر پر پڑے گی فقط (مرسلہ خادم محمد شریف خریدار منادی)

جب مسٹر محمد علی نے یہ الفاظ کہے تھے میں نے اس وقت بھی رسالہ درویش میں ان کا ذکر کردیا تھا جو چھپا ہوا موجود ہے لیکن زیادہ چرچہ نہ کیا کہ شاید مسٹر محمد علی خود سنبھل جائیں حسن نظامی

بزرگوارم! آداب عرض ہے۔ مولانا محمد علی صاحب کے الزامات اور تردید کا صبر سے مطالعہ کیا، اس میں مولانا کا قصور نہیں بلکہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے بلکہ خود مولانا موصوف کی ذلت ہے۔ میں نے نہ صرف ان الزامات اور تردید کو ہی دیکھا ہے بلکہ جناب کے گذشتہ روزنامچہ

کو بھی مدنظر رکھا ہے، جیسی عزت جناب مولانا موصوف کی آپ اب تک کرتے آئے ہیں، اگر آپ کی
جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو ان کے زوال کے زمانہ میں ان کا راز فاش کر کے رکھ دیتا تاکہ ان کو اب
لکھنے کی جرأت ہی نہ ہوتی لیکن حضور نے شریعت محمدی کا پاس مدنظر رکھا ہے خدا جزا دیگا
اب جبکہ مولانا باوجود جھوٹے ثابت ہونے کے بھی اب تک باز نہ آئے اسلئے اب مقابلہ ضروری ہے
تاکہ پبلک اصل حال سے آگاہ ہو کر سچے جھوٹے لیڈروں میں تمیز کر لے۔ اور آئندہ بغیر سوچے
سمجھے تباہ نہ ہوا کرے۔ علاوہ ازیں عرض ہے کہ دنیا میں کوئی بھی مسلمان ایسا نہ ہوگا (خواہ
پولٹیکل خیال کا ہو یا مذہبی) جو کعبہ اور قرآن مجید کے مقابلہ میں رامپوری مولانا کو پیارا سمجھے
سچ تو یہ ہے کہ مولانا ظفر علی خاں نے جس بہادری سے کام لیا، اگر یہ حضرت بھی ایسی بہادری کا
ثبوت دیتے تو ان کی کھوئی ہوئی عزت میں بھی چار چاند لگجاتے۔

(تابعدار غلام نبی نظامی ریلوے پولیس لاہور)

ایک حق پسندانہ آواز

میں اس حقیقت کو صاف ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ
میں خواجہ حسن نظامی صاحب یا مولینا محمد علی کے طرفداروں میں نہیں ہوں بلکہ میری روش
بالکل غیر جانبدارانہ ہے۔ میں اگر ایک طرف خواجہ [illegible] کی تبلیغی جد و جہد اور مخلصانہ خدمات کا
معترف ہوں تو دوسری طرف مولینا محمد علی کی بے مثل قربانیوں، ایثار [illegible] اور صداقت نوازیوں
کا بھی مقر ہوں۔ اس صورت میں میری یہ آواز یقیناً ایک حق پسندانہ آواز ہے۔

کچھ شک نہیں کہ مولانا محمد علی ایک مخلص ہمدرد قوم اور خادم ملت ہیں اور انھوں نے
حمایت اسلام کے سلسلہ میں جیسی جیسی قربانیاں کی ہیں اور جیسی جیسی مصیبتیں برداشت کی ہیں
ان کی نظیر تلاش سے بھی دستیاب نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ مولینا
محمد علی محفوظ عن الخطا ہیں اور ان سے کوئی غلطی سرزد ہو ہی نہیں سکتی۔ انھوں نے اکثر مواقع پر
افسوسناک غلطیاں کی ہیں جن سے مسلمانوں کو ذلیل و رسوا ہونا پڑا تاہم ان کی اسلامی[1] خدمات

[1] خالص اسلامی خدمت مولانا محمد علی صاحب نے کوئی نہیں کی ہندوؤں کی خدمت البتہ انھوں نے ضرور کی اور ہندوؤں کو مسلمانوں پر [illegible]
کر دیا۔ مولانا ناہد القادری صاحب ذرا غور فرمائیں گے تو انہیں ہم سے مطلق اختلاف نہ رہیگا۔ ایڈیٹر غریبوں کا اخبار

قابل قدر اور لائق اعتراف ہیں۔

خواجہ حسن نظامی صاحب کے معاملہ میں جہانتک میں نے غور کیا ہے مولینا محمد علی نے تعجیل اور ناعاقبت اندیشی سے کام لیا ہے اور اُن کو پیشہ ور جاسوس اور غدار ثابت کرنے کی ناکام سعی کی ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ خواجہ صاحب نے ظفر علی خاں کے متعلق چیف کمشنر دہلی سے جو شکایت کی وہ اچھا کام نہیں کیا تھا بلکہ اخلاقی اعتبار سے یقیناً قابل اعتراض ہے لیکن اُس آٹھ سال کے قضیے کو از سر نو ایک فتنے کی صورت میں پیش کرنا اور اس پر ایک غیر مآل اندیشانہ شور و شغب برپا کر کے مسلمانوں کے نظام کو پراگندہ کرنا کوئی دانشمندانہ فعل نہیں ہے۔ بلکہ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ فی الحقیقت مولینا محمد علی کو خواجہ صاحب کے تبلیغی کام سے کچھ نفرت اور خواجہ صاحب کی شہرت پر کچھ غصہ تھا۔ اگر میرا یہ خیال درست ہے تو میں مولینا محمد علی سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ عاقبت اندیشی سے کام لیں اور اس سلسلہ جنگ و پیکار کو ختم کر دیں۔ خواجہ صاحب کی معصومیت کا اگرچہ میں قائل نہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ بحالات موجودہ وہ مسلمانوں کے سچے ہمدرد سچے غمگسار اسلام کے سچے خادم اور تبلیغ کے پُر جوش کارکن ہیں۔ اگر آج سے آٹھ سال پہلے اُن سے کوئی غلطی ہو گئی ہے جس کے ایک حد تک وہ خود بھی معترف ہیں تو اس کی بنا پر اُن کو پیشہ ور جاسوس قرار نہیں دیا جا سکتا اور اُن کی تبلیغی جد و جہد اور اسلامی خدمات کو ٹھکرایا نہیں جا سکتا۔ غالباً مولانا محمد علی اس فلسفہ سے ناواقف نہ ہونگے کہ انسان کی حالت میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔ ایک وقت میں انسان انگریزوں سے موالات کو پسند کرتا ہوا اور دوسرے وقت میں تارک موالات بن جاتا ہے۔

ہمارے اکثر کام ایسے ہوتے ہیں جن میں شروع میں خلوص کو مطلق دخل نہیں ہوتا بلکہ شہرت اور ناموری ہمارا مقصد ہوتا ہے لیکن چند روز کے بعد ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ ہم مخلص بن جاتے ہیں۔ یہ وہ مشاہدات اور انقلابات ہیں جن سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ ان حالات میں مولنا محمد علی کا مشتعل ہو کر خواجہ صاحب کی مخالفت میں سلسل

مقالات افتتاحیہ لکھنا اور ایک آٹھ سال کے خط کو (جسکے مقصود حضور نظام قطعی نہ تھے) غیر ضروری شور و شغب کا مرکز قرار دینا انتہائی ناعاقبت اندیشی ہے۔

اب جبکہ خواجہ حسن نظامی صاحب کا حلفیہ[1] بیان شائع ہو چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں مولانا محمد علی خواجہ صاحب کی طرف سے مطمئن ہو جائیں گے اور اگر اب بھی مطمئن نہ ہوئے تو پھر مرض لاعلاج ہے بہرحال میں مولانا محمد علی کو نہایت خلوص کے ساتھ مشورہ دیتا ہوں کہ خدا کے لیے آپ اس باہمی جنگ و پیکار میں وقت ضائع نہ کیجیے بلکہ مسلمانوں کی اصلاح و تنظیم کا کام اپنے ہاتھ میں لیجیے[2]۔ آج ہندوستان کی آٹھ کروڑ مسلم آبادی میں چار کروڑ نفوس ایسے ہیں جنکو پیٹ بھر کر روٹی بھی نہیں ملتی اور افلاس اور جہالت کی وجہ سے وہ خدا تعالیٰ کی نسبت بیہودہ کلمات بکتے رہتے ہیں اگر آپ نے جلد از جلد اپنے فرائض کا احساس نہ کیا اور غیر ضروری اور لاطائل امور میں وقت برباد کرتے رہے تو یقیناً آپ عدم فرض شناس سمجھے جائیں۔ اس موقعہ پر میں خواجہ صاحب اور اُن کے معتقدین سے بھی یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے جو طرز مدافعت اختیار کیا ہے وہ اصلاح طلب ہے[3]۔ (مولانا) زاہد القادری ممبر مجلس منتظمہ خلافت کمیٹی دہلی

---

[1] حلفیہ بیان بھی محمد علی صاحب کو مطمئن نہیں کر سکتا جو شخص کعبہ کی بیحرمتی گوارا کرنے کو تیار ہو، حضرت علی اور حضرت فاطمہ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہنے سے خوف نہ آئے جو اپنے غسل خانہ کے فرش کو حرم محترم کے فرش پر ترجیح دے وہ حلف کی کیا قدر کریگا۔ وہ کیا جانے کہ خدا کا درمیان میں آجانا کیا معنی رکھتا ہے۔ مولنا زاہد القادری صاحب کو محمد علی صاحب کی نیت کے ساتھ حسن ظن ہے اور انہیں محمد علی صاحب کا تجربہ نہیں ہے۔ (اڈیٹر غریبوں کا اخبار)

[2] یہ تو محمد علی صاحب کے حق میں بد دعا ہے بتیس کروڑ ہندوستانیوں کی لیڈری کرتے کرتے محمد علی صرف آٹھ کروڑ مسلمانوں کی اصلاح و تنظیم کا کام شروع کر دیں۔ محمد علی صاحب کو یہ بھی نہیں۔ اڈیٹر

[3] خواجہ صاحب اور انکے معتقدین محمد علی صاحب اور ان کے معتقدین کے مقابلہ میں انتہائی ضبط سے کام لے رہے ہیں دونوں فریقوں کی تحریرات اسکی زندہ گواہ موجود ہیں۔ ہم محمد علی صاحب کے ساتھ کوئی ذاتی دشمنی نہیں رکھتے بلکہ ان کی جنگ جوئی کے دشمن ہیں۔ وہ جب تک اسلامی لیڈری کے میدان میں ہیں کسی دوسرے خادم اسلام کو کام نہیں کرنے دینگے۔ اس لیے ہماری کوشش ہے کہ ان کو گوشہ نشین بنا دیا جائے۔ ایڈیٹر

فتنہ کے درخت کی دو ٹہنیاں یعنی مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی

دونوں نے مل کے ڈالی ہے اسلامیوں میں پھوٹ
ہے صلح و آشتی سے علی بھائیوں کو ضد

بنگالیوں کا تختہ الٹنے کو پیش پیش
پنجابیوں کی ناؤ ڈبونے کو مستعد

ان کے حریف گنبدِ خضرا کے پاسباں
اُن کے حلیف گومتی والوں کے مجتہد

قوت تباہ نجد کی ہو، اسپہ ہیں مصر
فتنہ بپا حجاز میں ہو، اسپہ ہیں بجد

جس طرح لاشریک لہٗ ہے خدا کی ذات
"ہمدرد" کے مدیر بھی ہیں ماورائے زند

ان کا قلم ہے لغو نگاری میں بے مثال
ان کی زباں ہے بیہودہ گوئی میں منفرد

جھولے میں ہو وہ اینٹ کہ ہر سر ہو پاش پاش
ترکش میں ہو وہ تیر کہ ہر سینہ جائے چھید

منڈلا رہے ہیں آج خلافت کی لاش پہ
دہلی کے اور بمبئی کے موٹے موٹے گد

ظفر علی خاں

سہارنپور کا خط

مکرم بندہ تسلیم۔ جناب نے جو مضمون اس مرتبہ مولانا محمد علی کے اعلان جنگ کی نسبت شائع فرمایا ہے، درحقیقت اسکی اشاعت کی ازحد ضرورت تھی اور پبلک اسلام کو اس خطرہ نادانی سے آگاہ کرنا ضروری تھا۔ مولانا کا مذہب کے مقابلہ میں سیاست کا شیدا ہونا تو اظہر من الشمس ہے۔ چنانچہ شہر سہارنپور میں ۲۴ راگست ۱۹۲۳ء کو جب بلوہ عظیم یوم عشرہ محرم کو برپا ہوا اُس وقت تحریک خلافت و نان کوآپریشن کے طفیل میں علی برادران کا نام نامی اسلامی لیڈروں میں شمار ہونے لگا تھا۔ اس لیے بھولے بھالے غریب مسلمانوں کی جانب سے مولانا محمد علی کو دعوت دی گئی جس کے جواب میں مولانا نے اپنا فرض سیاست ان الفاظ سے حوالہ اخبارات کرایا کہ لوٹ کے وقت مسلمانوں نے محمد علی کو یاد نہ کیا اب مصیبت میں یاد کیا جاتا ہے۔ کیا نہایت افسوس و شرم کا مقام نہیں ہے کہ مظلوم کی فریادرسی اور ہم مذہب کی تشفی کے لیے ان الفاظ کا استعمال واجب تھا؟ لیکن

معلوم ہو گیا کہ یہ طمع کے ہاتھ لاچار ہیں۔ لالچ کے بندہ ہیں، سیاست کے دیوانے ہیں، اہل ہنود کے خوشامدی ہیں، حقیقت کو چھپانے والے ہیں، امداد تو کیا خاک دینگے وہ تو لوٹ کا الزام مسلمانوں پر دور بیٹھے لگاتے ہیں اور اپنا حصہ لوٹ کا مانگتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اب بھی جناب کی سچی دینی خدمت و شہرت سے مولانا نے متاثر ہو کر ۱۲ اگست ۱۹۱۸ء کے خط کو حیلۂ معاش قرار دیا ہو بقول شخصیکہ "باسی کڑھی کو اُبال آیا" "خوئے بد را بہانہ بسیار" اور یہ نہ سمجھا کہ مخدوم ہونا ہی خدمت کی صداقت کا ثبوت ہے "ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد"

عریضۂ نیاز محمد شفیع احمد انصاری عفی عنہ

سانگلہ ہل کے ایک شیعہ رئیس کا خط

حضرت قبلہ خواجہ صاحب السلام علیکم

ابھی مسلمانوں کے دلوں میں ابن سعود عربی کے کرتوتوں کا ناسور بدستور چل رہا تھا کہ ہندوستانی محمد علی رامپوری کے ہرزہ گوئیوں اور افترا پردازیوں نے اُس پر نمک چھڑکنے کا کام دیا ہے۔

قبلہ خواجہ صاحب! اسلامی دنیا اس مصیبت میں آپ کے ساتھ ہے جو آجکل ایک دشمن اسلام کے قلم و زبان سے آپ کو پہنچ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ ہووے۔ میں اس امر سے قطع نظر کر کے کہ امامیہ طریق کا پیرو کار ہوں، جناب کے ہمت تبلیغ اصلاح رسوم اور خدمات اسلام کا صدق دل سے معترف ہوں۔

اور میرا خیال ہے کہ آپ کی سیادت اور انکسار سے بھی کوئی البشر انکار نہیں کر سکتا پس کون مردود ہے جو خدا کے کلام پاک اور کعبۃ اللہ سے منحرف ہو کر اس عدوئے اسلام رامپوری سے تعلق پیدا کریگا اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی بارگاہ عالیہ میں عاجزانہ دعا ہے کہ بطفیل ائمۃ الطاہرین علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی پاک کتاب اور کعبۃ اللہ سے اس عاجز کا تعلق مدامی قائم رکھے۔ اور اس گستاخ کے ساتھ روشناسی تک بھی نوبت نہ آئے جس نے کہ یہ افترا پردازیاں اور بد زبانیاں اپنا شعار بنا کر طبقۂ اسلام میں ایک ہلچل پیدا کر دی ہے۔ والسلام

خاکسار خان دوران خان سانگلہ ضلع شیخوپورہ

الہ آباد کا خط جناب قبلہ وکعبہ دو جہان دام ظلکم۔ بعد سلام علیکم کے گذارش ہے کہ مجھ کو کعبہ و قرآن پیارا ہے رامپور کے محمد علی نہیں۔

آپ کا خادم اکرام حسین نظامی ٹھیکہ وار کیٹ گنج الہ آباد

رائے سینا دہلی کا خط جناب حضرت خواجہ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بڑے ادب کے ساتھ عرض کرتا ہوں، یہ جو حلف نامہ لکھا گیا ہے انصاف اور اسلام یہ کہتا ہے کہ فوراً یقین کرو۔ اگر نہیں کروگے تو مردود ہو، منافق ہو۔ اول تو ایک دنیا کی بات ہے کہ اگر خواجہ صاحب سے شریعت محمدی میں قصور ہو جاتا اور یہ حلف نامہ پیش کیا جاتا تو تمام مسلمانوں کو اس کا یقین کرنا فرض ہے۔ یہ ہم نے مانا کہ ہم اہلحدیث ہیں مگر حلف نامہ دیکھ کر مسٹر محمد علی کو جھوٹا جانتے ہیں۔ مسٹر محمد علی جمعہ مسجد میں ریشمین کپڑے اکٹھے کرا رہے تھے جناب اس وقت مبلغ لوعہ ۲۹ کا کپڑا یعنی جوڑا ریشم کا ہم بھی محمد علی کے گھر دے کر چلے آئے۔ انشاء اللہ خدا سے امید کرتا ہوں کہ قیامت میں مسٹر محمد علی سے ۲۹ روپیہ ضرور وصول کر لونگا۔ اور دعا کرتا ہوں کہ حضرت خواجہ صاحب کے مقابلہ میں یہ محمد علی ضرور نیچا دیکھیں گے۔ میری تحریر کی غلطی کو بنا کر ضرور غریب اخبار میں چھپوا دیجئے گا۔

آپ کا خادم گلاب خاں رائے سینا دہلی

لاہور کا مکرم جناب منیجر صاحب اخبار ہفتہ وار منادی دہلی۔ السلام علیکم مولانا محمد علی ایڈیٹر اخبار ہمدرد مسلمانوں کے کعبہ و قرآن شریف کو اپنی نظر میں کچھ نہیں سمجھتا۔ بندہ بھی آپ کی رائے کے مطابق متفق ہے۔ خداوند کریم اُن کو نیک ہدایت عطا فرمائے۔ خاکسار شیخ دلاور علی معرفت شیخ قادر بخش منشی کوچہ چابک سواران لاہور

دہلی کا خط محترم والا تبار جناب خواجہ صاحب مدظلہ العالی۔ تسلیم بعد تعظیم و تکریم۔ آج کل نہایت تحیر و استعجاب کے ساتھ ان پورشوں کا مطالعہ کر رہا ہوں اور محسوس کرتا ہوں کہ جناب کے قیمتی اوقات کس طرح ضائع ہو رہے ہیں اور اُن معمولات و مشاغل

نیک میں کیسا کچھ خلل واقع ہو رہا ہے جس سے مسلمانان عالم مستفید و مستفیض ہو رہے تھے
میرا خیال ہے کہ آپ کو روحانی اذیت پہنچ رہی ہے۔ لیکن خواجہ صاحب یہ بھی ایک امتحان ہے۔
پائے استقلال کو لغزشوں سے محفوظ و مامون رہنے کی دعا فرماتے رہیئے۔

میرے دل پران حالات کے زیر اثر اتنا گہرا اثر ہے کہ جس کے تصور و خیال سے دل
بیچین ہو جاتا ہے۔ بعض حضرات کی زیادتیاں لائق ذکر اور قابلِ یادگار ہیں لیکن کیا کیا جائے
سخت کلامی کا جواب سخت کلامی سے دینے کی آپ کی خاندانی عادت نہیں۔ دست بگریباں
ہونے کی آپ کو تعلیم نہیں۔ فروعی تلخ اور ترش باتوں کے جواب میں آپ کی طرف سے
صبر جواب کافی ہے۔

چاند پر خاک ڈالنے میں وہ خاک آلود نہیں ہو سکتا۔ کسی کی دشنام آپکی سیادت
آپ کے گراں قدر اسلامی کارناموں میں فرق نہیں لا سکتے۔ آپ کو متسخرانہ پیرایہ میں رسوا
کرنے سے وہ عزت جو خداوندی عطیہ ہے اور کسب و مشقت مرحمت فرمائی گئی ہے زوال
پذیر نہیں ہو سکتی۔ ضبط و تحمل صبر و شکر کو اپنی میراث سمجھتے ہوئے کام میں لاتے رہیئے
اپنے کاموں میں مشغول ہو جائیے خود بخود یہ چرچے کم ہو جائینگے۔ پھر آپ کا انہماک آپ کو
اس طرف متوجہ ہونے سے قطعی باز رکھیگا۔ (آپ کا قدیم نیازمند ابوالقاسم)

سنبھل کا خط

حضرت مولینا مخدومنا دامت برکاتہم۔ السلام علیکم۔ بجز اسکے
اور کیا عرض کروں کہ میں ایک عرصہ سے اخبار ہمدرد دہلی میں محمد علی صاحب کے مخالفانہ
مضامین شائع ہوتے دیکھتا ہوں اور نہایت افسوس کرتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو اہل
اسلام کا لیڈر مشہور کرتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف مضحکہ انگیز مضامین شائع کرکے
دنیائے اسلام میں غیر متوقع تلاطم برپا کر رہے ہیں اور مخالفوں کو نکتہ چینی کا موقع دیتے
ہیں۔ افسوس ہے سے افسوس وہ پابندی ارکان نہیں باقی ، افسوس وہ ہمدردی کا خواں
نہیں باقی ، (مہدی حسین قادری وارثی وقائع نگار سنبھل ضلع مرادآباد)

ضلع شیخوپورہ کا خط

حضرت طریقت قبلہ سید التبلیغ سیدی و مولائی خواجہ حسن نظامی مدظلہ العالی - بعد سلام علیکم مسنون کے گذارش خدمت اقدس ہے کہ فقیر حقیر عاصی پُر تقصیر انشاء اللہ العزیز بدل و جان قرآن مجید و کعبہ شریف معتقد و ساتھی ہے۔ براہ خداوندی حضور فدوی عاصی کے گواہ رہیں۔ عاصی ہر طرح سے حضور کے حکم پر عمل پیرا ہونے کو تیار ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ والسلام

عاصی محمد یامین چشتی نظامی - پٹواری مال موضع رسوال ضلع شیخوپورہ)

فتحپور کا خط

"ایک غریب تبلیغی خادم کا مشورہ"

مصلح قوم و پیشوائے ملت حضرت خواجہ صاحب زاد اللہ شرفہ - سلام مسنون کے بعد التماس ہے کہ احقر اصغر وارثی شاہپوری شہر فتحپور میں آپ کا ایک تبلیغی خادم ہے بمنادی آتا ہے اور اُسکی تحریرات پر عمل پیرا اور دوسرے مسلمانوں کو ترغیب و تحریص دیتا ہے۔

محمد علی صاحب کا اعلان جنگ اور خواجہ حسن نظامی کا بیان بھی نظر سے گذر چکا ہے - تابعدار نے دونوں حضرات کی تحریریں بغور دیکھی ہیں - مطالعہ مضامین کے بعد بندہ جس نتیجہ پر پہنچا ہے وہ حقیقت یہ ہے کہ رامپوری محمد علی گم کردہ لیڈری محض ذاتی نفسانیت اور شخصی غضب کے باعث آپ کے ارتقاء و عروج کی چلتی ہوئی گاڑی میں روڑا اٹکانے کی کوشش کرتے ہیں آپ کا تبلیغی کام انہیں جذبۂ ہندو پرستی کی وجہ سے ایک آنکھ نہیں بھاتا آپ کے بیان میں ہر پہلو اور ہر حیثیت سے صداقت کی بو آتی ہے - عالیجناب نے بین استدلال کے ساتھ جاسوسی، دلالی کا جواب دیدیا ہے - کوئی منصف مزاج مسلمان آپ پر اس بات کا الزام نہیں رکھ سکتا کہ آپنے اپنی طرف سے پیش قدمی کی ہے آپ خانہ جنگی اور فرقہ وارانہ جنگ کے فطرتاً مخالف ہیں - آپ جب دو مسلمانوں کو باہمی جنگ میں مبتلا دیکھتے ہیں تو آپ کا دل کڑھتا ہے آپ کو اور آپ کی روح کو تکلیف ہوتی ہے۔ آپ باہمی جنگ کو مٹانے والے ہیں - مگر جب خواہ مخواہ کوئی آستینیں چڑھا کر برسرپیکار

ہوجائے تو اُس وقت آپ کیا ہر شخص کا یہی طرزِ عمل ہوگا کہ مدافعت کرے۔

آپ نے نہایت خلوص اور سچائی سے لکھدیا تھا کہ اگر محمد علی اِس کے بعد پھر کوئی حملہ کرینگے تو میں مجبوراً میدان میں آؤنگا۔ ورنہ خاموش رہونگا۔ مگر افسوس رامپوری محمد علی اپنی پرانی شخصیت کے زعم میں دوبارہ وار کر بیٹھے جسکا جواب آپ نے منادی مطبوعہ یکم دسمبر ۲۶ء میں دیا ہے۔

میں آپ کا ایک ادنیٰ ترین تبلیغی خادم ہوں۔ میں ہر امکانی کوششوں سے مقابلہ کرونگا۔ آپ بالکل بیخوف ہو کر اور خدا پر بھروسہ کر کے کیونکہ آپ کا قدم حق پر ہے۔ آپ اسلام کے لیے لڑتے ہیں زور کے ساتھ محمد علی کا مقابلہ کیجیئے ہم اور ہمارے رفیق کار ہماری ہماری جان اور ہمارا مال آپ کے لیے ہے نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ کی آوازیں آرہی ہیں، ہندو پرست مسلمان کا خدا نے چاہا بہت جلد قلع قمع ہوجائیگا۔

آریوں کا دوست مسلمان کبھی اسلام کا دوست نہیں ہوسکتا اور نہ اس سے فلاح کی توقع رکھنی چاہیے۔ لہذا آپ مقابلہ کریں۔ ہم آپ کے قدم بقدم سر کٹانے کو تیار رہیں۔

آپ ہرگز ہرگز تبلیغی کام نہ بند فرمائیں، ورنہ دشمنوں کی مُنہ مانگی مراد بر آئیگی۔

آپ اور جوش وخروش کے ساتھ تبلیغی کام کریں، یہ اسلامی کام ہے خدا مدد و معاون ہو۔

آپ کے پوسٹر میں ہر مسلمان سے جواب طلب ہے۔ میرا جواب تو یہ ہو کہ قرآن پاک اور کعبہ شریف پر ہم خوشی سے قربان ہوجائیں گے اور یہ دونوں ہم کو جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ بھلا محمد علی رامپوری سے محبت کی وجہ "چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک" محمد علی کی ہوا ختم ہوگئی۔ اب کسی مسلمان کو وہ پیارے نہیں ہیں۔ ہم قرآن اور کعبہ کو پیارا سمجھتے ہیں۔ یہ ہمارا عقیدہ اسلامی ہے، خدا قائم رکھے والسلام

آپ کا ادنیٰ ترین خادم تبلیغ سید علی اصغر وارثی شاہ پوری از شہر فتحپور

میں انشاء اللہ ایک پبلک جلسہ اسلامی کر کے آپکے جملہ مضامین مسلمانوں کو سُناؤنگا اور

جو ریزولیوشن پاس ہونگے وہ خدمت عالی میں روانہ کیے جائینگے۔ عزبہوں کا اخبار میرے نام روانہ فرمایا جائے۔ اصغر وارثی

مسلم کلب کانپور کا خط

بخدمت گرامی جناب حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب۔ السلام علیکم۔ آج کل آپ پر اور آپ کے کام پر جو حملے اور یورش مولانا محمد علی اور ان کی پارٹی کی جانب سے ہو رہی ہے اُسکو پڑھ کر سخت رنج پہونچا۔ اخبار منادی لائبریری میں رکھنے کے بعد جب دوسرا آجاتا ہے تو اُس کے اشتہار جمعہ مسجد کانپور میں چپکوا دیتا ہوں۔ یہاں تمام مسلمان بہت تشویش میں ہیں اور آپ کے جوابات سُننے کے بیحد منتظر ہیں۔ والسلام

خادم تقی الحسین خاں سکرٹری

لکھنؤ کا خط

مکرمی جناب خواجہ صاحب تسلیم۔ جناب کی شرعی قسم حقیقت اخبار میں پڑھی۔ واقعی اس سے زیادہ صفائی کی کوئی ضرورت نہیں ہوسکتی (جواب کا منتظر ہوں) میں آپ کے رسالہ دین و دنیا کا مستقل خریدار ہوں۔ (محمد طاہر صحت باغ لکھنؤ)

اودھم پور کا خط

بحضور عالی جناب راہ رو راہ نجات خواجہ صاحب دام ظلکم دست بستہ سلام۔ عاجز کے خیال میں کون ایسی ہستی ہے جو اپنے ایمان پر قائم نہ ہو۔ مولانا نے دنیا میں کسی مسلم کا دھیان بھی قائم نہ رہنے دیا۔ جنون ہے جو ان کو ایک ہی طرف رغبت دلائے جاتا ہے، خدا ان سے بچائے آمین۔ عاجز عبدالحی عفی عنہ

علیگڈھ کا خط

سیدی و مولائی اعلیحضرت دام ظلکم العالی۔ یکم دسمبر کے منادی میں حضور کا مضمون تبلیغی کام پر یورش، دیکھا۔ تبلیغ کے لیے جو ہر مسلمان کا فرض ہے سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہوں۔ کام کا جاری رکھنا اور مقابلہ کرنا ضروری ہے۔ ارشاد عالی کا منتظر ہوں ۲۸ نومبر کو دہلی پہنچا۔ وائسرائے کے دفتر کا ایک امتحان تھا۔ شرکت کی ۱۳۰۰ امیدوار تھے کامیابی کے لیے دعا فرما دیجئے اور عزیزہ روحہ سلمہا سے بھی دعا کرا دیجئے۔ انتخاب میں آجانے پر تبلیغ کے لیے ع‍ــــہ روپیہ نذر کرونگا۔ درگاہ شریف حاضر ہوا تھا مگر جناب تشریف نہ رکھتے تھے

دعا کیجیے گا۔

۲۴ر نومبر کا منادی نہیں پہنچا اسلیے مولانا محمد علی صاحب کو جو جواب دیا گیا وہ معلوم نہ ہوسکا، غریبوں کا اخبار اس کا چندہ حسب تجویز وقت ضرورت پر ایک ماہ کے لیے روانہ کردیا جائیگا۔ (حضور کا ادنی خادم محمد صمد نور خاں نظامی جلیسری طالب علم ایم۔اے ایل۔ایل۔بی علیگڈھ)

بارہ بنکی کا خط سیدی و مولائی مخدوم بندہ حضرت خواجہ صاحب مدظلہ العالی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اخبار منادی یکم دسمبر ۲۶ء دیکھا۔ دہلی کی ملاپ کانفرنس میں مولانا محمد علی کی اس تقریر سے ہم کو سخت صدمہ پہونچا جو انہوں نے کعبہ شریف و قرآن مجید کی نہایت بے ادب و گستاخانہ الفاظ میں توہین کی ہے۔ ہم کو اور ہمارے سب گھر والوں کو کعبہ و قرآن پیارا ہے اسی پر ہمارا دین و ایمان ہے ہمکو جان و دل سے پیارا ہے ہم لوگ کعبہ و قرآن کے ساتھ ہیں اور انشاء اللہ رہیں گے۔ والسلام

منشی فیاض الدین صدیقی نمبر خریداری ۱۴۱۴ ڈاکخانہ و مقام کہیتا سرائے ضلع بارہ بنکی)

متھرا کا خط بحوالہ منادی یکم دسمبر ۲۶ء۔ معظمنا و مکرمنا حضرت خواجہ صاحب دام برکاتہم۔ سلام مسنون بصد نیاز عرض ہے۔ یہ معلوم کرکے کہ مولانا محمد علی صاحب نے یہ الفاظ کہے کہ "اگر کوئی ہندو کعبہ و قرآن مجید کے ٹھوکر مارے تب بھی میں ہندو پر ہاتھ نہ اٹھاؤنگا" ان الفاظ سے بخدا دل کو سخت صدمہ پہونچا۔ میں نے اور میرے رفقا خواجہ فرحت اللہ صاحب و صمد نور خاں صاحب وغیرہ وغیرہ موجود وقت نے نہایت نفرت اور حقارت کے ساتھ ان الفاظ کو سُنا اور بہت نفرین کی، حتیٰ کہ میرے اسلامیہ مدرسہ کے بچّے بچّے نے یہ سنکر اظہار ناراضگی کیا۔

مجھے سخت تعجب ہے کہ مولانا محمد علی صاحب جیسے متقدر اسلامی لیڈر کی زبان سے یہ کلمات نکلے۔ ایسے الفاظ منہ سے نکالنے کو وہ کہاں سے دل لائے ہونگے۔ یہ کلمات کفر ہیں۔

کسی مسلمان کی زبان سے ایسے کلمات نکلنا، خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق ہے، مولانا موصوف کی خدمت میں نہایت مؤدبانہ التماس ہے کہ وہ فوراً بدرگاہ خداوند جل شانہ توبہ کریں۔ اور توبہ نامہ بھی چھپوا دیں تاکہ تمام مسلمانوں کے دل میں ان کا عزت اور وقار بدستور قائم رہے اور ایک سچے پکے مومن مسلم کی یہی شان ہے کہ خلاف اسلام فعل سرزد ہو جانے پر نادم ہو کر تائب ہو والسلام مع الاکرام۔ (عریضہ ادب حاجی حکیم اللہ مدرس مدرسہ اسلامیہ صدر بازار متھرا)

سہارنپور کا خط

مخدومی مکرمی خواجہ صاحب سلام علیکم۔ بعد سلام سنت اسلام آنکہ عرض ہے کہ مولانا محمد علی صاحب نے جو رویہ آپ کے ساتھ اختیار کیا ہے اس سے سب مسلمانوں کو بہت رنج ہے اگر ایسے ایسے ہزارہا محمد علی اٹھ کھڑے ہو کر تبلیغی کام میں رکاوٹ ڈالیں تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اسوقت لازم ہے کہ مولانا محمد علی صاحب کا پوری مستعدی سے مقابلہ کیا جائے اور تبلیغی کام اتنے ملتوی کیا جائے کیونکہ جو شخص مخالفین اسلام کی حمایت میں اسدرجہ کوشاں ہو کہ کلام اللہ کی اسکے سامنے کوئی وقعت نہیں ایسے شخص کے شر سے بیخبر مسلمانوں کو بچانا چاہیئے میں صدہا مسلمانوں کی طرف سے یہ خط لکھ رہا ہوں تبلیغ تو محض خدا کا کام ہے، اسکا وہ خود معین و محافظ ہے خداوند عالم آپ کو اسکی جزائے خیر دے۔ والسلام (نیاز مند پیرجی ہادی حسن پسر مہدی حسن قوم پیرزادہ ساکن قصبہ بہٹ ضلع سہارنپور)

بیرپور کا خط

مکرم جناب حضرت خواجہ حسن نظامی۔ السلام علیکم۔ بیرپور سے گھانچی عبد المجید عبد الرحمن کا سلام قبول کرنا۔ بعد آپ نے اخبار منادی کے اندر لکھا ہے اسکا جواب میں اور کل اہل ایمان کعبہ و قرآن شریف کا ساتھ دینگے اور رام پوری محمد علی کا ساتھ نہ دینگے فقط والسلام۔ بقلم گھانچی عبد المجید عبد الرحمن کا سلام علیکم قبول کرنا

آریہ سازش کا ثبوت
ضیاء الحق مہذب ڈاکو کا بڑا اسرار خط

اگرچہ مسٹر محمد علی نے آج تک اس بات کی صفائی نہیں کی کہ انھوں نے میری اور تبلیغ کی مخالفت آریہ سازش

سے شروع کی تھی، تاہم وہ دبی زبان سے اس کا انکار کرتے رہتے ہیں۔ اس واسطے آج میں
ضیاءالحق "مہذب ڈاکو" کے خط کا ایک فقرہ شائع کرتا ہوں جو انہوں نے مجکو ۱۹ اگست ۱۹۲۶ء
کو بھیجا تھا اور جس میں صاف طور سے سُرخ پنسل کا نشان لگا کہ "مہذب ڈاکو" نے یہ فقرے
لکھے تھے کہ "مجھے (اس خط کے ذریعہ) آریہ سماجیوں سنگھٹیوں سے ایک معقول
رقم مل سکتی تھی۔ اور جیسا کہ وہ مجھے پیش کرتے تھے اور کرتے ہیں۔"
یہ خط "مہذب ڈاکو" کے ہاتھ کا لکھا ہوا میرے پاس موجود ہے اور ہر شخص اسکو دیکھ سکتا ہے
اور یہ خط مسٹر محمد علی کو بھی ۱۶ ارنومبر ۱۹۲۶ء کو دیکھنے کے لیے میں نے بھیجدیا تھا۔ تاکہ مسٹر محمد علی
اس بات کو سمجھ جائیں کہ "مہذب ڈاکو" آریہ سماجیوں کا نام لیکر کہ وہ ان کو رقم دینی چاہتے
ہیں، خود مجھ سے کسی رقم کا مطالبہ کرتا ہے۔ مگر مسٹر محمد علی نے اس کے جواب میں مجھے لکھا کہ
"آپ خوب جانتے ہیں کہ ان صاحب (مہذب ڈاکو) سے میں ہمیشہ علیحدہ رہا ہوں آج
کوئی وجہ نہیں جو ان سے مل کر کام کروں۔" تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ
بات ٹھیک تھی کہ مہذب ڈاکو کو آریہ سماجی کچھ روپیہ دینا چاہتے تھے؟ اور کیا یہ بات سچ ہے کہ
مہذب ڈاکو کے ذریعہ خود مسٹر محمد علی نے آریہ سماج سے روپیہ لیکر میری مخالفت شروع کی؟
یہ نہایت ضروری اور اہم سوال ہے۔ کیونکہ مسٹر محمد علی اپنے آپ کو بہت ہی بے لوث ثابت
کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، مگر "مہذب ڈاکو" کے خط کا خود اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا یہ
فقرہ کہ "مجھے آریہ سماجیوں سنگھٹیوں سے ایک معقول رقم مل سکتی تھی اور جیسا کہ وہ مجھے
پیش کرتے تھے اور کرتے ہیں صاف ظاہر کرتا ہے کہ مسٹر محمد علی نے آریہ سماج سے
ایک معقول رقم لیکر یہ کام شروع کیا۔ کیونکہ مسٹر محمد علی ۱۶ ارنومبر کے خط میں مجھے لکھتے ہیں
"آج کوئی وجہ نہیں جو مہذب ڈاکو سے مل کر کوئی کام کروں، مگر خبر نہیں کیا وجہ ہوئی کہ
رات دن مہذب ڈاکو صاحب مسٹر محمد علی کے ہاں رہتے ہیں اور کوئی وقت ایسا نہیں ہوتا
جو مسٹر محمد علی ان کے ساتھ ملکر کام نہ کرتے ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ مسٹر محمد علی اسکا بھی

کچھ جواب نہ دینگے۔ کیونکہ جن سوالات میں وہ لاجواب ہو جاتے ہیں ان کی نسبت ایک لفظ بھی نہیں لکھتے تاہم عام مسلمانوں کی آگاہی کے لیے میں اس کا ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور میں نے اس فقرہ کی اشاعت میں اسی واسطے دیر کی کہ مسٹر محمد علی کا طرز عمل معلوم ہو جائے کہ وہ اپنی تحریر کے بموجب " مہذب ڈاکو " سے مل کر کوئی کام کرتے ہیں یا نہیں؟ آج جبکہ معلوم ہو گیا کہ ۷ ار نومبر سے ۶ ار دسمبر تک کام کرنیکا کوئی وقت ایسا نہیں گزرا جسمیں مہذب ڈاکو مسٹر محمد علی کے قریب بلکہ برابر بیٹھے ہوئے اور ساتھ کام کرتے ہوئے نہ دیکھے گئے ہوں تو ثابت ہو گیا کہ مسٹر محمد علی کی ۱۷ ار نومبر والی تحریر جھوٹی تھی اور انھوں نے مہذب ڈاکو کے ذریعہ آریہ سماج سے روپیہ لیکر میری مخالفت شروع کی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اس شرارت کا سب سے بہتر انتقام لینے والا ہے۔

حسن نظامی

دہلی کا خط، حق و باطل سے پردہ اٹھ گیا

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

(از جناب مولانا عبد اللہ صاحب پیش امام مسجد حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رح مترجم قرآن مجید دہلی)

جب تک حضرت خواجہ حسن نظامی مدظلہ العالی کا جواب محمد علی کے اعلان جنگ پر نہ شائع ہوا تھا، میں محمد علی کی تقریر سے کافی متاثر ہو چکا تھا۔ یہاں تک کہ قریب تھا کہ حضرت خواجہ صاحب کے نائب ملا محمد الواحدی کی خدمت میں خواجہ صاحب کے خلاف اظہار خیالات کرتا۔ گو میرے اظہار خیالات خلاف کرنے سے خواجہ ممدوح کا کچھ نہ بگڑتا، مگر میری زبان ناانصافی کی حامی ضرور ہوتی، مگر الحمد للہ خدائے جلیل نے میرے قلب کو روکا اور خواجہ صاحب کے جواب کو مطالعہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ پورا جواب بعد میں دیکھا گیا۔ ابھی صرف تمہید بھی ختم نہ کی تھی کہ جملہ بدگمانیاں میرے دل سے دور ہو گئیں اور بیساختہ زبان حال سے یہ کہنے کی جرأت ہوئی کہ محمد علی خواجہ صاحب کی محض ان مخلصانہ خدمات کی انجام اور آپ کے ہندوؤں کے بالمقابل اسلام کی حمایت میں سرگرم رہنے کی وجہ سے اس جنگجوئی

پر آمادہ ہوئے۔ چنانچہ محمد علی کے ملاپ کانفرنس والے اقوال کہ اگر کوئی ہندو میری یا میری اہلیہ کی یا قرآن کریم کی یا اللہ کے اُس گھر کی جس کی صفت (مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا) یعنی جس کو خانہ کعبہ کہا جاتا ہے بیحرمتی کرے تو میں ہرگز اس ہندو سے انتقام لینا پسند نہ کرونگا۔ ہمیں صاف بتلا رہا ہے کہ محمد علی کی سیاست پرستی اور ہندو پرستی نے اس قدر مذہب کا خاکہ اُڑایا ہے کہ وہ آج قرآن کریم اور خانہ کعبہ کی بیحرمتی کو صرف حصول سوراج بلکہ حصول چندہ کی غرض سے گوارا کرتے ہیں۔ کیا میں علمائے کرام سے پوچھ سکتا ہوں کہ محمد علی کے یہ افعال و اقوال خارج عن الاسلام نہیں؟ کیا یہ خدا کے دین کی بیحرمتی نہیں کی گئی۔ کیا الرضاء بالکفر کفر نہیں ہے کیا کوئی بھی مسلمان اسکو گوارا کریگا کہ ایک غیر مسلم شخص اس کے سامنے خدا کے خانہ کعبہ کی یا اس کے قرآن کریم کی بیحرمتی کرے اور وہ اسکو محض حصول سیاست یا حصول سوراج یا حصول چندہ کی غرض سے برداشت کر سکے۔ کیا محمد علی صاحب کا صرف یہی ایک جرم ہے کہ **تلک** کی ارتھی کے ساتھ جے کارے کے نعرے بلند کرتے ہوئے مرگھٹ تک گئے۔ خواجہ صاحب کے اس جرم کے بالمقابل جو ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے اسی قدر وزنی نہیں کہ جس قدر کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کفر کے مقابلہ میں چودہ طبق سے زیادہ وزنی ہے۔ کیا مسلمان تبلائینگے کہ محمد علی کے حصول سوراج کے غیر ضروری خیالات نے مسلمانوں کو دوسری قوموں کے ہاتھوں کس ذلت کو پہنچایا ہے۔ شاید کوئی یہ خیال کرے کہ میں خواجہ ممدوح کا مرید ہونگا اسلیے یہ تمام باتیں تحریر میں لایا ہوں۔ یقین جانیے میں خواجہ صاحب کا مرید نہیں ہوں۔ بلکہ میرے اور خواجہ صاحب کے چند عقائد میں بھی اختلاف ہے۔ دیکھنا ہمیں یہ چاہیے کہ صحیح راستہ پر مسلمانوں کو کون چلا رہا ہے اور کس کے دل میں مسلمانوں کی خدمت کا صحیح ذوق اور صحیح لگاؤ جگہ لیے ہوئے ہے۔

ناظرین غور کا مقام ہے کہیں اس بات کا ذکر نہیں آیا ہے کہ نماز جمعہ کے بعد تم آپس ہیں خاصکر ہمارے گھر میں جنگجوئی کیا کرو، یا سوراجی یا سیاسی لیڈر کی تقریر سنا کرو بلکہ

ارشاد یوں ہو رہا ہے کہ تم اپنے اپنے کاروبار میں لگو۔ اور ہم سے ہمارے فضل کی امید رکھو۔

بٹالہ کا محضر نامہ ہم کعبہ و قرآن کے ساتھ ہیں اور ایسے مسٹر محمد علی کے اس قول سے سخت بیزار ہیں جو انہوں نے ملاپ کانفرنس دہلی میں کہا کہ اگر کوئی ہندو کعبہ و قرآن کے ٹھوکر مارے تب بھی میں ہندوؤں پر ہاتھ نہ اٹھاؤنگا۔

ایم فضل کریم سگو بقلم خود۔ محمد سعید بقلم خود۔ غلام بقلم خود۔ (حکیم) محمد عصمت اللہ۔ بابو فضل الدین صاحب بسمل پنشنر۔ وزیر احمد خاں بقلم خود۔ (میاں وزیر احمد خاں) محمد سعید بقلم خود۔ محمد نصیب بقلم خود۔ نشان انگوٹھا سراج الدین زرگر۔ محمد بشیر بقلم خود۔ معراج الدین زرگر۔ چراغ الدین زرگر۔ (ماسٹر عزیز الدین بقلم خود۔ (بیدار حسین) (منیجر مسلم ہائی اسکول بٹالہ) سید حیدر حسن پروپرائٹر وکٹوریا پریس بٹالہ) منشی حاکم علی۔ خواجہ بشیر احمد۔ افتخار علی شاہ۔ سید فیاض حسین۔ سید شبیر اکبر شاہ۔ مسٹر محمد شفیع احمد خاں بقلم خود۔ نشان انگوٹھا اللہ دتہ۔ عبداللطیف بقلم خود۔ محمد شریف بقلم خود مدرس

ہم کعبہ و قرآن کے ساتھ ہیں اور ایسے مسٹر محمد علی کے ایسے قول سے سخت بیزار ہیں جو انہوں نے ملاپ کانفرنس دہلی میں کہا کہ اگر کوئی ہندو کعبہ و قرآن کے ٹھوکر مارے تب بھی میں ہندوؤں پر ہاتھ نہ اٹھاؤنگا۔ (سلطان احمد وجودی)

دستخط میاں بشیر احمد خاں صاحب گرداور۔ میاں عبداللہ خاں ٹھیکہ دار پی ڈبلیو ڈی۔ (رئیس بٹالہ) خیر الدین ہیڈ پرشین ٹیچر ایم۔ بی۔ ہائی سکول بٹالہ۔

میں تصدیق کرتا ہوں کہ مجھے کسی شخصی بحث میں پڑنا بالمقابل قرآن کریم کے سخت گناہ ہے اور میرے خیال میں تو کسی انسان کے قول کی بھی قرآن کریم کے مقابل وقعت نہیں والسلام۔ المرقوم سید حافظ عبدالرحمٰن خطیب بٹالہ

جو کلمات محمد علی نے کہے ہیں ایسے کلمات کہنے والا مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ غلام قادر

خاں فنگہ پرنٹ اکسپرٹ نیرو بی ملک افریقہ۔ سید شبیر حسن۔ میاں سردار خاں زمیندار بقلم خود
محمد یعقوب خاں زمیندار بقلم خود۔ میاں عبدالحمید نظامی بقلم خود (زمیندار) سراج الحق بقلم خود

دہلی کا خط

السلام علیکم۔ حضرت! میں ایک سال سے آپ کے شہر دہلی میں بسلسلۂ تجارت کچھ عرصہ سے مقیم ہوں۔ میں جاہل تو ضرور ہوں لیکن حسب لیاقت خود علم دوست بھی ہوں۔ اس غریبی حالت میں بھی میرے پاس اساتذۂ سلف اور موجودہ کی تصنیفوں کا بہت کچھ ذخیرہ موجود ہے جسمیں کچھ حصہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی تصنیفوں کا بھی ہے۔ حالانکہ خواجہ صاحب موصوف میری صورت سے بھی آگاہ اور شناسا نہیں ہیں لیکن بوجہ ان کی دینی تحریرات کے میرے دل میں خواجہ صاحب موصوف کی ایک خاص وقعت ہے کل یعنی ۲۶ نومبر ۱۹۲۶ء کے ہمدرد اخبار میں میری نظر سے ایک نظم گذری جسمیں شاعر نے ایسے مکروہ اور لغو لفظوں سے خواجہ صاحب کو یاد کیا ہے جو حد شرافت سے گری ہوئی ہیں اور جسکا مطلب محض تعصب کے سوا اور کچھ نہیں پایا جاتا ہے۔ میرے خیال میں خواجہ صاحب ایسے بزرگ کے لیے ان کا استعمال شرعًا ناجائز تھا کیونکہ علاوہ شخصی وقار کے خواجہ صاحب آلِ رسولؐ بھی ہیں، دین کے رہبر کامل ہیں۔ اب لفظیں جو شاعر نے نظم میں دا کی ہیں پیش کرتا ہوں اور ملک کے لیئے انصافًا دریافت طلب ہوں کہ آیا ایک سچے مسلمان کے لیے ان کا استعمال کہانتک درست ہے اور یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اُن کا جائز مستحق کون ہوسکتا ہے۔ آیا خواجہ صاحب یا شاعر خود۔ وہ الفاظ ملاحظہ ہوں:۔ ریا کار، غارت گر، دشمن اسلام، دروغ گو، جاہل فرمائے۔ یہ الفاظ کچھ بُرے ہیں یا نہیں۔ اور کس کے لیے زیبا ہیں۔ آیا اُس کے لائق ہیں کہ جس نے تمام عمر اپنی تبلیغی کاموں میں صرف کی ہو۔ یا وہ شخص جس نے قومی چندوں سے ہمیشہ فرسٹ کلاس میں سفر کیا ہو۔ یا فرانس کے ہوٹلوں میں چھ سو روپیہ روزانہ کی دو وقت ٹھن اُڑائی ہو۔ یا وہ شخص جس نے دوسری دشمن اسلام قوموں کو بیدار مغزی کا سبق پڑھایا ہو۔ یا وہ

شخص جس نے غریب مزدوروں کے چندہ سے بربادی اُڑائی ہو۔ یا وہ شخص جس نے کافروں کی میتوں کو کاندھا دیا ہو اور حکم رسول اور فرمان نبی کو پس پشت ڈالدیا ہو۔ یا وہ شخص جس نے کافروں کو مسلمانی سجدہ گاہوں میں منبر رسول پر بٹھا دینا جائز رکھا ہو۔ یا وہ شخص جو یہ کہتا ہو کہ ایک مرتبہ اگر کافر خانہ کعبہ بھی ڈھادے تو بھی ہم اسکو اپنا بھائی کہینگے۔ میں بیباک سے قسم کھاکر کہتا ہوں کہ ایسے ہی قوم فروش لوگوں نے غریبوں کا بیڑا غرق کر دیا اب بلا میں پھنسا دیا۔ غریبوں کو بھیک منگوا دی، قوم کو محتاج کر دیا۔ اسپر بھی ان کو چین نہ آیا۔ دیکھئے اب کیا کرنا چاہتے ہیں۔

حکیم محمد ذکی ۔ ذکی لکھنوی حال وارد دہلی

لکھنؤ کا خط

اے اسلام کی خدمت کرنیوالے تبلیغ اسلام میں کوشش کرنے والے خواجہ صاحب السلام علیکم۔ خداوند کریم آپکی عمر میں برکت دے اور آپ کے حریف مغلوب ہوں

جسوقت سے محمد علی کے ایسے بیجا حملے کی خبر معلوم کی ہے کہ وہ اسلام کو مٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دل میں جیسی کچھ بے چینی پیدا ہوتی ہے اسکا علم خدا کو ہے اور جن مسلمانوں نے سُنا ہے وہ بھی بے چین ہو گئے ہیں اور اپنے مذہب کو حملوں سے بچانے کے لیے آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہیں۔ میں قرآن پاک اور کعبہ شریف کو ٹھوکر کبھی نہیں مار سکتا جسپر کہ ہمارے مذہب کا دارو مدار ہے اور کوئی مسلمان بھائی جسکو اللہ و رسول قرآن پاک و کعبہ سے محبت ہے۔ اور ایمان ہے ایسا کرنے کو تیار نہ ہوگا۔ میں کیا بلکہ سب مسلمان اپنے آقا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اصولوں کو چھوڑکر کبھی سیاست کے ایک لیڈر کا طرفدار نہیں ہوسکتا ہے جو اسلام کو خیرباد سے یاد کرے اور ہمارے دین و ایمان کو ٹھوکر لگائے۔

میں تعجب کرتا ہوں کہ ایسے مسلمان جو اللہ و رسول کو بھول کر قرآن اور کعبہ کو ٹھوکر مار کر مخالفین اسلام کا ساتھ دے اور اپنے مذہب اور اپنی قوم کو مٹائے اور پھر دعویٰ رکھے کہ ہم مسلمان ہیں۔ قیامت کے دن اس قہار کے سامنے کیا مُنہ دکھائینگے اور کیا جواب دینگے ہم ایک گمراہ کا ساتھ پکڑ کر اللہ اور اُسکے رسول کے گنہگار بننا نہیں چاہتے اور نہ کوئی مسلمان

گوارا کریگا۔ تبلیغی کام کبھی نہ بند ہوگا۔ ہم سب مسلمان اپنی جان قربان کرنے کو تیار ہیں اور رہینگے مجھے کیا ہر مسلمان نہ تو آپ کا ساتھ دیگا اور نہ محمد علی رامپوری کا۔ بلکہ حق پر رہیگا۔ اپنے مذہب، اپنے دین، اپنے قرآن، اپنے کعبہ کا ساتھ دیگا۔ اور لڑکر جان قربان کردیگا۔ آپ قومی خدمت کرتے ہیں، اسلام پر جان قربان کرتے ہیں، اسلام کو حملوں سے بچاتے ہیں۔ آپ حق پر ہیں۔ لہذا ہر مسلمان آپ کی طرف سے جنگ میں شریک ہونے کو تیار رہے۔

بیشک آپ نے بڑے صبر وتحمل سے کام لیا، مگر اب خاموش رہنا غفلت کرتا ہے اور آپ کا بھی جنگ کرنا بجا ہے۔ میں صدق دل سے اپنے مذہب اسلام کو بچانے کے لیے اپنی جان فدا کرنے کو آپ کی طرف سے تیار ہوں اور خداوند کریم آپ کے تبلیغی کام میں امداد کرے۔ امید قوی ہے کہ خادم کو وقت ضرورت پر یاد کریں۔ بسروچشم حاضر ہوکر اسلام پر قربان ہوں گا۔ خداوند کریم اپنے رسول کریم صلعم کے طفیل میں محمد علی کو ہدایت دے اور وہ ان گناہوں سے توبہ کریں۔ راقم آپ کا خادم مصطفٰی بیگ۔ لکھنؤ

حیدرآباد دکن کا خط

مولانائے من سلام علیکم وقلبی لدیکم۔ منادی کے مندرجہ استفسارات کو فدوی نے خود پڑھا اور مختلف مقامات پر گشت لگا کر لوگوں کو پڑھ کر سنایا اور سنائیگا۔ اکثر انجمنوں سے فدوی کا تعلق ہے، اکثر نوجوان تعلیم یافتہ بزرگوار اور اہل الرائے رامپوری محمد علی صاحب کی اس بے توقع بیہل اور مخرب اخلاق دل آزار خامہ فرسائی کو بُری نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہر ذی ہوش کا یہی خیال ہے کہ عالم اسلام پر جو ادبار چھایا ہوا ہے عالم اسلام کا جو حال دگرگوں ہے، اس کے سنوارنے میں ہر پیشوائے قوم ذاتی مفاد سے ہٹکر تن من دھن سے کام کرے نہ کہ وہ ایک نہ ایک شگوفہ چھوڑ کر فتنہ پردازی کے نت نئے سامان پیدا کرے۔ یہی حال جناب جوہر کا ہے۔ یعنی وہ حرف علت ہونے کے باوجود گاندھی جی کی جے پکارنے کے باوصف، آپ اپنے کو پیشوائے قوم کہتے ہیں اور جوہر پیشوائی کے خلاف ایک سچے بہی خواہ اسلام و مبلغ ایمان پر تہذیب سے گرے ہوئے لگاتار حملے کیے جا رہے ہیں۔ حالانکہ دنیا

انھیں منع کر رہی ہے ۔ ہر مسلمان آشتی سے یہی کہہ رہا ہے کہ جناب مولانا جانے دیں ۔ جو ہوا ہوا مگر مولانا کے کان پر جوں نہیں رینگتی ۔ بات کا بتنگڑ مچا کر دنیا میں اپنی ہمدردی کا زور و شور سے اظہار کیے جا رہے ہیں ۔ ایل فیل بکنے سے باز نہیں آتے تو ہر ذی ہوش خدا کا پرایمان ایسے دشمن ایمان سے مقابلہ کرتے ہوئے نہ رکے گا ۔ ہر ایماندار کو ایمان عزیز ہو سکتا ہے نہ کہ فتنہ پرواز محمد علی ۔

آریہ سماج کے پٹھو محمد علی صاحب پر اسلام کے خیر اندیش اور حق و ناحق کا امتیاز رکھنے والے خادم ضرور فتح پائینگے ۔ وہ ہرگز ہرگز یہ مشورہ نہ دینگے کہ اُن کے رہبر اُن کے پیشوا اپنے تبلیغی کام کو ایک ایسے تھالی کے بینگن سے متاثر ہو کر بند کر دیں کہ جسکا طرزِ عمل طشت ازبام ہے جو اسلام کے غریبوں اور بیواؤں تک کا روپیہ بیدردی سے خلافت کے پردہ میں رائگاں اور برباد کر چکا ہے ۔ جس شخص نے اپنے سود و بہبود کے لیے اپنے حقیقی پیشوا کی عزت نہ کی ، جس کی فطرت مفادِ اسلام کو کسی طرح خیال میں نہ لائی ، جسکا خیال ہمیشہ دشمنانِ اسلام کی سود و بہبود میں لگا رہا ، جس کی ذات غیروں کے اشاروں پر پتلی کی طرح ناچتی رہی ۔ وہ حق کے طرفداروں پر ، قوم کے جاں نثاروں پر کوئی ضرب نہیں لگا سکتا ۔ جو کام خدا تعالیٰ کے لیے نہایت صداقت سے کیا جاتا ہے اُسکا نگہبان اس ہی خدائے تعالیٰ کا اثر ہے ۔ برائے خدا حضرت تواد بار اسلام کو مدنظر فرماتے ہوئے اسکی سنوار پر متوجہ ہو جائیں جہاں حق اور اسلام کے دشمنوں سے دنیا بھری پڑی ہے ۔ وہاں ایک رامپوری خردبے دال بھی سہی ۔

"ہر اہل ایمان کو خدا اور خدا کے آثار اور خدا کا رسولؐ پیارا ہے" ہر اہل ایمان کو خدائی دین کی خدمت میں کسی قسم کے بھی ایثار سے دریغ نہیں ۔

اے ایمان کی راہ سے خار و خس دور فرمانے والے رہبر ، رہنما ، ہادی ، حضرت پیشوا خدا گواہ ہے کہ آپ محمد علی کے گھڑے ہوئے اتہام سے الگ ہیں ، آپکی نیت بالکل پاک ہے ۔ جو انسان دنیا میں جیسا ہوتا ہے وہ دوسرے کو بھی ویسا ہی سمجھتا ہے ۔ یہی مثل

رامپوری گردن ڈھیل پر پھبتی ہے۔

اُمید کہ حضرت ایک بے اصل بہتان کے مقابلہ میں اپنا زور تبلیغ از راہ سیادت دکھاکر ہی رہینگے۔ تاکہ دشمن ایمان و دشمن تبلیغ کی سرکوبی ایسی ہو کہ وہ گریبان خجالت سے پھر اپنا سر نجس باہر نہ لاسکے اور فتحمندی کا جگمگاتا سہرا حق گو کے سر رہے۔

جاں نثاران ملت و فداکاران تبلیغ ایک انچہ ایک قدم اپنے مقصد سے اور دینی مقصد سے پیچھے ہٹنا گوارا نہ کرینگے۔ جو اُن کا ارادہ ہے وہی ان کا مستقل ایمان ہے۔

پرسوں پہلے جمعہ کو مسلسل اس خصوص میں حسب تحریک فدوی منجانب مجلس "حمایۃ التقادیر" و "مجلس عظمۃ الفرقان" و "مجلس خزینۃ الآخرۃ" عام جلسے خصوص اس نوع پر تبادلۂ خیالات کرنے کی غرض سے مترتب ہونگے۔ روداد اور عام آراء سے متعاقب باضابطہ اطلاع گذرانی جائے گی۔ زیادہ آداب وجہ ادب بر لب۔

تبلیغ کا فدائی۔ حضرت کا جاں نثار فدوی شاہ علی امید قادری نظامی حیدرآباد دکن)

حیدرآباد کا خط

حضرت قبلہ و کعبۂ من مدظلہ العالی۔ قدمبوسی عرض۔ آپ کا اعلان پڑھا۔ خدا حق کا طرفدار ہوگا۔ غیبی امداد پہنچے گی۔ آپ کشیدہ خاطر نہ ہوں۔ آپ کا ہر خادم جاں نثاری کے لیے تیار ہے۔ ہلالی شاہ کو جان و مال و آبرو نثار کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ آپ اطمینان رکھیں ؎

مال جائے جان جائے آبرو جائے تو جائے
کیا قدم رکھتا ہوں اس کوچہ میں ٹلنے کے لیے

خادم جاں نثار حلقہ بگوش (ڈاکٹر) ہلالی شاہ ہنگولی۔ دکن حیدرآباد

دہلی کا خط

بخدمت شریف علامۂ فطرت حضرت خواجہ صاحب۔ السلام علیکم۔ میں نے جناب کا اخبار منادی اور اخبار غریب پڑھا۔ آپنے جو تحریر فرمایا ہے کہ میں تبلیغ کا کام اگر قوم کہیگی تو بند کردونگا۔ خدا کے واسطے آپ اس کام کو برابر جاری رکھیے اور دشمنان اسلام کو ہنسنے کا موقع نہ دیجیے اور رام پوری محمد علی جو کہ گاندھی جی کے منہ چڑھے چیلے ہیں ان کی مراد

پوری نہ کیجیئے۔ اور جو اسلام سے زیادہ اور کلام فرقان سے زیادہ ہندوؤں کو عزیز رکھیں ان کو موقعہ نہ دیجیئے۔ اور جو اس شعر کی تسبیح صبح شام رٹتے ہوں، اللہ اُن کو راہِ راست پر لائے اور نیک ہدایت دے۔ آمین ثم آمین ؎

اب تو آرام سے گذرتی ہے ۔۔۔ عاقبت کی خبر خدا جانے

خاکسار غلام نظام الدین پسر حاجی محبوب الٰہی محلہ چوڑیگران دہلی

اعظم گڈھ کا خط

مخدومی مکرمی جناب سیدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دامت برکاتہم۔ السلام علیکم۔ رحمۃ اللہ برکاتہ۔ خداوند کریم آپ کو قائم و دائم رکھے آپ جیسی بزرگ شخصیت اور مبارک ہستی کے لیئے صمیم قلب سے ہر وقت یہی دعا نکلتی ہے ؎

تم سلامت رہو ہزار برس ۔۔۔ ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

پرچہ منادی مجریہ یکم دسمبر ۱۹۲۶ء بعنوان ہر مسلمان جواب دے کہ اسکو کعبہ و قرآن پیارا ہے یا رام پور کے محمد علی۔ میں اس سوال کے جواب میں اپنے خیالات کا اظہار ایک مذہبی فرض سمجھکر چند سطور میں کرنا چاہتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ میرے اس جواب کو پرچہ منادی میں جگہ دیکر تشکر کا موقعہ عطا فرما دینگے۔

یہ امر محتاج بیان نہیں کہ خدا کے بندے اسلام کے جوشیدے حضرت سیدنا و مولانا محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خالص محبت رکھنے والے صدق دل سے کلمۂ توحید پڑھنے والے مسلمان کو دنیا میں بجز کعبہ شریف و قرآن مجید کوئی شے بھی محبوب و مرغوب ہو۔ بھلا کیوں نہ ہو اسلام کا دار و مدار در حقیقت انہی دو چیزوں پر وابستہ ہے۔ اگر دنیا میں کعبہ و قرآن نہیں تو اسلام و ایمان نہیں۔ پھر حضرت مسلمان کا وجود کہاں رہا؟ ذرا اس خیال والے بزرگوں سے کوئی پوچھے تو سہی کہ کعبہ و قرآن کے نہ ہوتے ہوئے وہ مسلمان کس بات کے؟ اگر کسی آدمی یا جانور کے سر و پیر کو کاٹ لیا جائے تو زندہ رہ سکتا ہے؟ اگر کسی ہرے بھرے درخت کے بیخ و بُن کو اڑا دیا جائے تو وہ سرسبز و شاداب رہ سکتا ہے؟ کاش کسی دیوار کی بنیاد کو ڈھا دیا جائے تو وہ دیوار کھڑی

رہ سکتی ہے ؟ پس یہی حال دین اسلام کے کعبہ و قرآن کا ہے۔ اگر سرو پیر" بیخ و بن" رکن بنیاد (کعبہ شریف و قرآن مجید) کو ٹھکرا دیا جائے تو بھلا دین اسلام صحیح معنوں میں زندہ کہا جا سکتا ہے؟ بڑے تعجب کی بات ہے کہ مولانا محمد علی صاحب نے کمزوری اور بزدلی کی انتہا کر دی کہ ہمارے کعبہ و قرآن پر ٹھوکر لگے اور ہم ہاتھ نہ اٹھائیں۔ زوف ہے ہماری زندگی پر اور تھوک ہی ہمارے دعوائے مسلمانی پر کہ ہمارے دین کا بیخ و بن اکھیڑا جائے اور ہم کاٹھ کی پتلی بنے ہوئے چپ چاپ تماشہ دیکھیں جس پر طرہ یہ کہ مسلمانی کا دعویٰ بھی رکھیں۔ یا خداوند کریم تو ہمارے دلوں میں اسلامی حمیت و قومی ایثار پیدا کر تا کہ ہم اپنے سچے دین کے تحفظ کے کعبہ و قرآن کیلئے اسلام و ایمان کے لیے اپنی جانیں لڑا دیں تاکہ درجۂ شہادت حاصل کریں یا کہ غازی کہلائیں۔ تیری ذاتِ مقدس کی قسم جانیں لڑا دینگے۔ تیرے مذہب کے متوالے، تیری ملت کے دیوانے۔ یا ارحم الراحمین تو مولانا محمد علی صاحب کے اس خیال کو انھیں تک محدود رکھ اور جمیع مسلمانان جذبات صادق ایمان کامل عطا فرما تاکہ پائے استقلال کو ہرگز لغزش نہ ہو سکے۔ آمین۔ اگرچہ مولانائے موصوف نے ہماری اسلامی حمیت و حرارت کو آریہ سماج کی آڑ میں آزمانا چاہا ہے تو مولانائے موصوف خصوصاً اور آریہ سماج عموماً اس بات کو یاد رکھیں کہ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ ایمان کی روشنی میں ہم کو کوئی چیز ڈرا نہیں سکتی، ہم حق و صداقت پر ہیں۔ ہماری مدد حق کا ساتھی خداوند کریم کریگا۔ مگر ؎

حق بات کیوں نہ کہہ دیں کچھ بے زباں نہیں ہم
باطل سے ڈرنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

ہم سے ہرگز ہرگز یہ نہ ہو سکیگا کہ ہمارے کعبہ و قرآن کو ٹھوکر لگے اور ہم ہاتھ نہ اٹھائیں۔ ہم اپنے جان و مال کو اسلام پر فدا کر دینگے۔ مگر ان کافرانہ حملوں کو برداشت نہ کر سکینگے۔ یا اللہ تو ہمارے ایمان کو پختگی دے کیونکہ ؎

جو صفائے حُسن سے صورت نمائے قوم تھے
دل کے آئینوں سے وہ جوہر فنا ہونے کو ہیں

خواجہ صاحب! میں کعبہ و قرآن کے ساتھ ہوں۔ یقیناً میرا حشر رامپوری محمد علی صاحب کے ساتھ نہ کرائیگا۔ بہتر ہے کہ حضور دعا فرمائیں کہ ہادی مطلق (اللہ) مولانا موصوف کو ہدایت دے کہ وہ اس بیجا کلام سے توبہ کرلیں اور اپنے پائے استقلال کو جو متزلزل حالت میں ہے لغزش سے سنبھالیں تاکہ ہم سب لوگوں کا حشر ایک ہی ساتھ ہو۔ آمین

اسلام کا سچا خادم سید محمد رشید اعظم گڈھی

آرہ (بہار) کا خط مولانا محمد علی صاحب کی خدمت میں عرض مخلصانہ

بخدمت مولانا محمد علی صاحب السلام علیکم

نہ میں نظامیہ سلسلہ کا مرید نہ میں شدھی و سنگھٹن کا قائل اور نہ میں سوراجسٹ پارٹی کا طرفدار پھر یہ عریضہ ارسال خدمت کرنے کی کیا وجہ ہوئی؟ وجہ محض یہ تھی کہ میں مسلمان تھا اور پہلو میں ایک دردمند دل مسلمانوں کے لیے رکھتا تھا۔

خواجہ حسن نظامی کیا ہیں اور کیسے ہیں؟ ان کو مسلمانوں سے کسی قسم کی بھی ہمدردی ہے یا نہیں اور وہ تبلیغی کام صرف اپنے نام و نمود کے لیے کر رہے ہیں یا کیا؟ ان مباحث سے حاشا وکلا اسوقت مجھے کوئی بھی تعلق نہیں۔ مجھے صرف یہ دکھانا ہے کہ خواجہ صاحب کی ہستی اس وقت یعنی جبکہ فتنۂ ارتداد کی آگ چاروں طرف بھڑکی ہوئی ہے مسلمانوں کے لیے کچھ بھی سودمند ہے یا نہیں اور موجودہ زمانہ میں ان کو پبلک کی نگاہ میں گرانے کی کوشش کرنا ایک سچے ہمدرد اسلام کا کام تھا یا نہیں؟

قبل اسکے کہ میں نفس مطلب پر آؤں مجھے یہ کہنا ہے کہ نام و نمود کا شوق ہر انسان کے دل میں فطرتی ہے۔ بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے سبھی اسکے دلدادہ اور عاشق ہیں کوئی بھی ایسا انسان نہیں اور کوئی بھی ایسی ہستی نہیں جو اس انسانی کمزوری سے مبرا ہو۔ فرق صرف اتنا ہے کہ کوئی تو اعتدال کو راہ دیے ہوئے ہے اور کوئی اعتدال سے بھی تجاوز کر گیا ہے۔

اعتدال سے تجاوز بیشک ایک حد تک قابل نفرین ہے مگر اسکا یہ مطلب نہیں کہ ایسے شخص کو دنیا کے بدترین انسانوں میں شمار کیا جائے۔ خواجہ صاحب بھی آخر انسان ہیں اگر یہ ایک کمزوری ان میں ہے تو کوئی بہت زیادہ استعجاب کی بات نہیں۔ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو "ینگ انڈیا" کا ایڈیٹر تک بھی جو خلوص اور صرف خلوص کا پتلا ہے اس جرم کے ارتکاب سے بری نہیں کیا جا سکتا۔ یعنی مہاتما گاندھی۔

خواجہ صاحب کا تبلیغی مشن اس وقت جو کام کر رہا ہے اُس کو دُنیا جانتی ہے۔ خواجہ صاحب مخلص ہوں یا نہوں یہ ایک دوسرا سوال ہے مگر اس بات سے منکر ہونا کہ خواجہ صاحب کا مشن مسلمانوں کیلئے ذرا بھی سودمند نہیں انصاف اور حق کا سراسر خون کرنا ہے۔ اسکو کاش تسلیم بھی کر لیا جائے کہ خواجہ صاحب نے محض اپنے نام و نمود اور ٹکے کمانے کے لیے یہ دھندا جاری کیا ہے تب بھی یہ کہنا پڑیگا کہ اس دھندے سے مسلمانوں کا بہت کچھ فائدہ نکلا۔ اگر کوئی فائدہ ہوا اور اگر کوئی فائدہ کی صورت نہ تھی تو آریہ سماجی گروہ اس شد و مد سے آخر ان کا مقابلہ کیوں کرتا اور ان کو اور ان کے مشن کو زیر کرنے کے لیے یہ پریشانی یہ دردسر، اور یہ کثیر اخراجات اپنے سر بیکار کیوں مول لیتا۔ نتیجہ ظاہر ہوا کہ اس مشن سے کوئی فائدہ ضرور تھا، اور اگر نہ تھا تو کچھ فائدہ کی امید ضرور تھی۔

خواجہ صاحب کی تبلیغی کتابیں اور خواجہ صاحب کے تبلیغی رسالے اور اشتہارات یہ ضرور ہے کہ اُن کے نام و نمود کو بڑھاتے ہیں اور بہت ممکن ہے کہ وہ اسی لیے شائع کیے جاتے ہوں۔ مگر کیا یہ بھی لوگ کہینگے کہ یہ رسالے اور اشتہارات عوام کے لیے بیکار اور لچر ثابت ہوئے؟ کیا عوام پر ان کا کوئی بھی اثر نہ پڑا اور کیا اس قلیل عرصہ میں کتنے مسلمان مرتد اور بے دین ہونے سے بچ نہ گئے؟ ایک انصاف پسند شخص کو یہ کہنا پڑیگا کہ آج اگر خواجہ صاحب کا تبلیغی مشن نہوتا تو ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمان اسلام جیسے پاک مذہب کو الوداع کہکر کفر کی گھنگھور گھٹا میں جا چھپتے۔ میں کہتا ہوں ایسے نام و نمود کا شوق اور ایسے ٹکے کمانے کے

طریقے ہزارہا درجہ اُن مقدس اور پاک طریقوں سے بہتر ہیں جن کا اصل اصول یہ ہو کہ ہندوستان کی بھلائی کے لیے اسلام کی بھلائی کو نظر انداز کیا جائے

کہا جاتا ہے خواجہ صاحب مکار اور غدار ہیں - جاسوس اور چغلخور ہیں - گورنمنٹ کے جاسوس اور حضور نظام کے پوشیدہ دشمن، اُن کو مسلمانوں سے کوئی بھی ہمدردی نہیں اور ان کی ظاہرا ہمدردی صرف ساور ٹونک کے لیے مخصوص - یہ مطلبی آدمی ہیں - یہ بہت بڑے ڈپلومیٹ ہیں اور عوام کو ان سے اس طرح بچنا چاہیے جیسے انسان شیطان سے پناہ مانگتا ہے -

کُل باتوں کو تسلیم کرتے ہوئے کیا مولانا محمد علی صاحب سے یہ سوال نہیں کیا جا سکتا کہ کیوں جناب یہ آپ کو خدائی فوجدار بننے کی کیا ضرورت پیش آئی - آپ کا تو مسلک شانتی اور شانتی ہے - لارڈ بدھا کی تعلیم کے آپ پیرو ہیں - بھگوان گاندھی یا امام الزماں گاندھی کے آپ چیلے اور مرید ہیں وہ آپ کو بیس اور عدم تشدد کا سبق سکھاتے ہیں - وہ ہندو مسلم اور نیز مسلم مسلم اتحاد کے حامی ہیں، وہ باہمی نزاعات کے مخالف ہیں - پھر ایسی صورت میں جبکہ اسلام پر خود چاروں طرف سے حملے ہو رہے ہیں آپ کو ایسی خانہ جنگی میں پڑنے کی کونسی ضروری وجہ لاحق ہوئی ؟ آپ کا تو فرض تھا کہ آپ بجائے اس کے کہ خواجہ حسن نظامی اور ظفر علی خاں صاحب کے بیکار قصوں میں اپنے قیمتی اوقات کو ضائع کرتے ہندوستان کی بھلائی و بہبودگی کے لیے کوئی اور دوسرا طریقہ اختیار کرتے - کسی نے کہا ہے " پاپ چھپر پھاڑ کر پکارتا ہے " اور " گناہ خود بولتا ہے " حسن نظامی صاحب کے بھی کارنامے خود بخود دنیا کے سامنے روشن ہو جاتے اور پبلک کو اُن کے بھی من وعن حالات سے بہت جلد خبر ہو جاتی - ظاہرا کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ آپ جیسا سنجیدہ مزاج اور جوہر شناس اس معاملہ میں اسقدر دلچسپی اور انہماک سے کام لے -

اس میں کسی کو بھی کلام نہیں کہ آپ رہنمائے قوم ہیں، آپ کے دل میں ہندوستان اور اسلام کی سچی ہمدردی ہے اور آپ کے جتنے کام ہیں وہ سب کے سب اخلاص اور راستبازی پر مبنی ہیں مگر اس الزام سے غالباً آپ کا بھی چھٹکارا نہیں کہ نام و نمود کا شوق آپ کے دل میں بھی

بہت زیادہ نہیں تو اعتدال تک ضرور ہے۔ میں اوپر عرض کر چکا ہوں کہ یہ ایک فطرتی بات ہے اور اس کا انسان میں رہنا زیادہ تعجب کی بات نہیں۔

مانا کہ خواجہ صاحب نے ایک طریقہ اپنے نام ونمود کے لیے نکالا۔ اتفاق کی بات تھی کہ نیچر نے ان کا ساتھ دیا اور انہیں اس میں کامیابی ہوئی اور یہاں تک کامیابی ہوئی کہ ایک معمولی کتب فروش اور ایک ادنیٰ مجاور جو کسی زمانہ میں لوگوں کی جوتیوں کی محافظت کرنے کے پیسے وصول کرتا تھا اس قابل بنا کہ "ہمدرد" جیسے اخبار میں ایک سلسلہ وار مضامین اس کے خلاف مولانا محمد علی صاحب جیسے رہنمائے قوم کے قلم سے نکلنے لگے ؎

گرچہ ہے کس کس برائی سے وبے با ایں ہمہ ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے

یہ ان کی قسمت تھی ہم کیا کریں

آنجناب نے بھی اس جذبہ کو حریت قومی اور خدمات اسلامی کی شکل میں پیش کیا اور امید تھی کہ وہ طریقہ بہت زیادہ سودمند ثابت ہو مگر نتیجہ اس کے خلاف نکلا اور ایک زمانے کی جان توڑ کوششیں محض بیکار اور رائگاں گئیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اخبار ہمدرد میں مولانا نے اب تک جسقدر مضامین خواجہ صاحب کے متعلق نکالے ہیں ان کے مطالعہ سے صاف یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو ان سے کوئی خانگی شکایت تھی اور کوئی پرانا کینہ وعناد آپ دونوں حضرات میں تھا۔ اگرچہ یہ ضرور ہے کہ اسکا کافی جواب آپ نے ہمدرد کے کسی ایک پرچہ میں دیدیا ہے اور ہمیں کوئی شک نہیں کہ جواب نہایت معقول اور مدلل ہے مگر کیا کیا جائے اصل بات لاکھ کوئی چھپائے نہیں چھپتی۔

زیادہ رونے کی یہ بات ہے کہ سید خواجہ حسن نظامی (اولاد رسول) کے متعلق صرف واقعہ نگاری ہی پر اکتفا نہ کیا گیا بلکہ اس زور وشور کی رائے زنی کے علاوہ ان کی خاص ذات پر حملے کیے گئے ان کو گندے ناموں سے منسوب کیا گیا اور مقدس ڈاکو، چور، چغلخور وغیرہ وغیرہ کے رکیک خطابات ان کو عطا کیے گئے۔ اگر مولانا موصوف کا محض یہ منشا تھا کہ پبلک کو اس مقدس ڈاکو کی زلف پر پیچ

بجا ہیں اور اُسکے دامِ تزویر میں عوام کو نہ آنے دیں تو اس کی بہت ہی سہل صورت تھی کہ واقعات کو پبلک کے سامنے پیش کرتے اگر مناسب دیکھتے تو اس کی بجا تشہیر بھی کر دیتے۔ پھر پبلک کو اختیار تھا وہ جس نتیجہ پر چاہتی پہنچتی۔ مگر یہاں تو نفس مطلب ان کی بدنامی و رسوائی تھی پبلک کی بھلائی سے کیا تعلق ؟

مجھے افسوس ہے میں نے چند باتیں ایسی لکھی ہیں جو مجھے نہ لکھنا چاہیئے۔ مگر کیا کروں ایک حق بات زبان پر آگئی۔ اگر آپ مناسب تصور کریں تو ہمدرد میں اس خط کو شائع کر دیں۔ میں دوسرے اخباروں میں بھی اسی غرض سے اسی خط کی نقل روانہ کر رہا[1] ہوں۔ تاکہ دوسروں کو بھی کہنے کا موقع ملے ع سُن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا۔

آپ کو اختیار ہے آپ میرے متعلق جو چاہیں لکھیں۔ مگر میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ مجھے کسی پارٹی سے کسی قسم کا بھی سروکار نہیں۔ یہ محض میرے ذاتی خیالات تھے فقط

ظہیر الدین حیدر۔ آرہ (بہار) مورخہ ۲۷ر نومبر ۲۶ء

ضلع لاہور کا خط

مخدوم محتشمی جناب خواجہ صاحب جی مدظلہ۔ السلام علیکم

نہ ہم اُن کے ساتھی نہ کوئی مسلمان۔ اُمید ہے کہ ایسا ہوگا جو اپنے مذہب و ملت قرآن شریف کو چھوڑ کر مولانا صاحب کی پس روی کرے فاجتنبوہ لعلکم ترحمون۔ آمین ثم آمین۔

رہا یہ سوال کہ جنگ کریں یا نہ کریں۔ بجواب عرض ہے کہ ؎

ہر آنکہ بر آید بہ تدبیر کار مدارائے دشمن بہ از کارزار

الصلح خیر ہے لیکن جب کام بگڑتا نظر آئے تو تنگ آمد بجنگ آمد پر عامل ہونا پڑیگا۔ مگر ہماری دلی آرزو اور دعا ہے کہ خداوند عزوجل فریقین کو صلح کی توفیق عطا کرے۔ اللھم ارحم علی احوال المسلمین۔ آمین (خادم اسلام ولی محمد علی محمد عمدۃ الحکما۔ بلوکی ضلع لاہور)

راتور راجی کا خط

مولانا صاحب! بعد نیاز کے عرض یہ کہ جو مسلمان ہوگا اُسکو

[1] یہ خط بھی اخبار ہمدرد نے نہیں چھاپا۔

کعبہ و قرآن پیارا ہوگا۔ ہم کو کعبہ و قرآن پیارا ہے۔ رامپور کے محمد علی نہیں
راقم نیازمند بندہ عبدالغنی خاں

دہلی کا خط

السلام علیکم۔ حضرات! میری نظر سے ۵ دسمبر کے ہمدرد اخبار میں ایک نظم میری نظر سے گذری جسمیں شاعر نے ایک سید اور آل رسول کی شان میں بہت غیر مہذب الفاظ استعمال کیے ہیں جو خلافِ شرافت ہیں۔ چونکہ میں بھی ایک غریب پردیسی سید ہوں لہذا اُن لفظوں کا اثر لیتے ہوئے شاعر کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ایک دن ایسا بھی آنیوالا ہے جسمیں ایک مشاعرہ منعقد ہوگا اور شاعر و غیر شاعر سب کو اُس بزم میں شرکت کرنا پڑیگی وقتی مشاعرہ ہوگا۔ صدر اعلیٰ اسکے رسول مقبول ہونگے۔ حضرت علی اور صحابہ کرام منتظم مقرر کیے جائینگے۔ خود قدرت ہر ایک پر تنقید کریگی۔ میزان عدل استادہ کیجائیگی۔ جس نے جیسی شاعری کی ہوگی ویسی اُس کو داد دیگی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ محمد علی کا پلہ شاعری بہت بھاری ہوگا اسلیے کہ وہ خود ایک جرِ ثقیل ہیں جسکے سبب سے انہیں خفیف ہونا پڑیگا۔ شوکتِ الفاظ کچھ کام نہ دیگی اُن کا قافیہ تنگ ہوجائیگا بلکہ سکتہ کا عالم ہوگا۔ وہ بحرِ ندامت میں غوطہ زنی کرینگے۔ حواس خمسہ پراگندہ ہونگے۔ اُن کی ساری عمر کی شاعری کی تقطیع کیجاویگی۔ قدرت کوئی طرح نہ دیگی۔ اُن کا حال صیغۂ ماضی سے بدل جائیگا۔ واحد کے سامنے اُن کی ساری نظمیں جمع کیجاوینگی۔ فقط
محمد ذکی۔ ذکیؔ لکھنوی حال وارد جامع مسجد دہلی

احمد آباد کا خط

سیدی و مولائی پیر و مرشد پیارے خواجہ السلام علیکم۔
منادی کے مضامین پڑھ کر کل حالات معلوم ہوئے (۱) محمد علی میری نظر میں گنہگار ہیں۔ اس لیئے ان کی قومی سزا یہ ہونی چاہیے کہ آئندہ سے کوئی ملکی و قومی کام میں وہ ہاتھ نہ ڈالیں (۲) تبلیغ کا کام ضرور جاری رہنا چاہیے (۳) میں کعبہ و قرآن کو پیارا سمجھتا ہوں محمد علی کو نہیں والسلام۔ (طالبِ دعا چھوٹو میاں مرادی نظامی)

مکرر آنکہ بھائی غلام رسول کے نام بھی منادی کے بدلے غریبوں کا اخبار جاری کردیا

جاوے، اور اس کے آٹھ آنے کے ٹکٹ ملفوف ہیں ۔ مزید براں محمد علی کے بارے میں جو رائے اس خط میں عرض خدمت کی ہے اس کے بارے میں میری اور منشی شرف الدین کی رائے بھی اتفاق کرتی ہے اور محمد علی سزا کے قابل ہے ۔

راقم بھائی غلام رسول نظامی اور خادم نیازمند شرف الدین نظامی

چھپرہ کا خط

سلطان المبلغین اعلیحضرت جناب خواجہ صاحب مدفیضکم ۔ پس از ہدیہ سلام مسنون اسلام گذارش ہے کہ میں ایک سال سے جناب کے تبلیغی مقاصد کی اشاعت میں اپنی حیثیت و استطاعت کے مطابق تھوڑی بہت خدمت کر رہا ہوں ۔ گو ادھر کچھ دنوں سے اپنی چند در چند مجبوریوں اور خانگی مشغولیتوں کے باعث اپنے حسب منشا کوئی نمایاں خدمت انجام نہ دے سکا ۔ تاہم مقصد سے تغافل بھی نہیں رہا ۔ اسوقت میں جناب کے یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ میں کس طرح جناب کے خدام تبلیغ کی صف میں داخل ہوا ۔ گذشتہ تین سال سے میں جناب کی نقل و حرکت کو بغور دیکھتا رہا ہوں ۔ جناب کے معاملات عمومی پر بھی تنقیدی نظر ڈالی اور خانگی امور میں بھی جناب کا جائزہ لیا ۔ موجودہ اسلامی سیاسیات میں بھی آپکے دماغ کے گوشہ گوشہ پر نظر کی اور تحریک اصلاح مسلمین میں بھی جناب کے دل کی کیفیات کو بنظر غور دیکھتا رہا ۔ لیکن میں حلفیہ عرض کر سکتا ہوں کہ میں نے جناب کو ہر طرح بے مثل و بے نظیر پایا ۔ معاملات میں صفائی نیت کا خلوص، حق کی حمایت، معاملہ فہمی، مسلمانوں سے بے لوث محبت وغیرہ اوصاف سے انکار نہیں کریگا مگر کور دل و بد باطن ۔ ان ہی وجوہ کی بنا پر میرے دل نے فیصلہ کیا کہ میں بھی جناب کے تبلیغی جھنڈے کے نیچے آ کھڑا ہوں ۔ اور الحمدللہ کہ اللہ نے مجھے اس سعادت کی توفیق عطا فرمائی لیکن آج جبکہ مولانا محمد علی صاحب اپنے تمام حواریوں کے ساتھ آپ کے تبلیغی کاموں کی ہمہ گیری کو اپنی دیرینہ عداوت کی بنا پر زائل کر دینے کی فکر میں اپنی پوری طاقت سے کام لے رہے ہیں میرے سابق خیالات کو اور زیادہ تقویت ہو رہی ہے اور آپ کی حسن نیت اور للّٰہیت کا زیادہ گہرا اثر میرے دل پر ہو رہا ہے ۔ میں جناب کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے جناب کی ہر ہر بات سے کلیۃً

اتفاق ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ تا زیست جناب کے ہر حکم کی تعمیل کو حاضر رہونگا۔ مولانا محمد علی صاحب کا یہ حملہ صرف آپکی ذات پر نہیں ہے بلکہ اسکا اصل منشار و مقصد تبلیغ کو ملیامیٹ کرنا اور اسکو اغیار کی نظروں میں بے وقعت کرکے اپنے اثر و اقتدار رفتہ کو از سر نو بحال کرنا ہے۔ لہذا اب، جب کہ مولانا موصوف اس بے وقت کی ہنگامہ آرائی سے باز ہوتے نظر نہیں آتے، مناسب یہی ہے کہ نہایت سنجیدگی و متانت کے ساتھ ان کا پورا مقابلہ کیا جائے اور جب تک یہ اپنی فساد انگیزیوں سے باز نہ آجائیں ان کا پیچھا نہ چھوڑا جائے۔ اس معرکہ میں فتح انشاء اللہ آپ کی ہوگی بجز چند وجاہت پرستوں کے عوام جناب کے ساتھ ہیں مسلمان اب اس قدر سادہ لوح نہیں ہیں کہ وہ مولینا محمد علی صاحب جیسے سیاسی رہنماؤں کی ہندو نوازیوں سے تنگ نہ آگئے ہوں۔ ہر شخص ان کی ان کمزوریوں سے نالاں ہے، ان کا رہا سہا اقتدار بھی اس معرکہ میں ختم ہونیوالا ہے کاش مولینا اب بھی غور فرمائیں اور سمجھیں کہ وہ کس طرف کو جا رہے ہیں، خدا مسلمانوں کی حالت پر رحم فرمائے اور ان کو خود غرضوں کے فتنہ سے محفوظ رکھے۔ آمین

خادم نظامیہ تبلیغ احقر سید محمد قادری نجیبی

کشمیر کا خط

حضرت قبلہ و کعبہ مدظلہ العالی۔ بعد تحیۃ التسلیم و تعظیم عمیم دعائے خیر کے طالب ہیں۔ المرام آنکہ یکم دسمبر کا پرچہ ملا، پڑھکر حالات سے مطلع ہوئے۔ حضور انور نے رامپوری محمد علی کے مقابلہ کی نسبت دریافت فرمایا ہے۔ عرض ہے کہ ہر ایسا شخص جو دنیا کو دین پر مقدم سمجھے اس کا تادم آخر مقابلہ کرنا فرض ہے۔ ہم سب حضور انور کے غلام ہر خدمت کو تیار ہیں۔ جب ایک دفعہ حضور انور کے ہاتھ پر اپنی جان و مال قربان کرنیکا اقرار کر چکے ہیں تو مزید دریافت فرمانے کی چنداں ضرورت نہیں۔

رامپوری محمد علی کو ہم انہیں دنوں میں جانچ چکے تھے جب ماہ بیساکھ میں حضرت امیر خسرو کے عرس شریف پر قدمبوسی کرنے کو حاضر ہوئے تھے۔ رامپوری محمد علی اور ایڈیٹر الامان کا عرس شریف میں شامل ہونا محض کچکول گدائی کو دراز کرکے شکم پوری کرنے کا مقصد تھا۔ ہم تو

اس وقت معلوم کر گئے تھے کہ جب رام پوری صاحب سپیچ کرنے کے لیے کھڑے ہوئے تو حاضرین مجلس جو قوالی کے ذوق و شوق میں ہزاروں کی تعداد میں جمع تھے ایک دو کر کے سب تتر بتر ہو گئے باقی جو چند کس رہ گئے تھے تو رامپوری صاحب نے طولانی تقریر کو قطع کرتے ہوئے جھٹ پٹ حضور کی کلاہ کو لیکر دستِ سوال دراز کرنے کو بڑھے۔ جب ان کے حواری ایڈیٹر الامان صاحب نے دیکھا کہ اس شکم خضو عا کی سیری کے لیئے کچھ بھی نہیں بنا تو خود حضور والا نے کھڑے ہو کر اور کچھ مزید دینے کو کہا۔ اگر حضور انور اس نئے بھکاری کی جھولی میں درم سے برکت نہ فرماتے تو امید تھی کہ اُن کو خالی ہی مُنہ دیکھنا پڑتا۔ ہمیں اسوقت بھی محسوس ہو گیا اور دیکھا کہ جب حضور انور نے رامپوری اور اُن کے حواری صاحب سے ایمان خانہ میں جبکہ بھیّا احسان صاحب نے بطور فرمایش کباب اور پراٹھے منگوا کر کھا چکے تھے، بندگان کا تعارف کرایا تو یہ سُنکر کہ کشمیر جیسے دور دراز پہاڑی سفر کو طے کر کے جناب کی قدمبوسی کے لیے حاضر ہوئے ہیں نارِ حسد کے شعلے آنکھوں سے برسنے لگے۔

اسلام نے سکھایا اور قرآن نے بتا دیا کہ یہ لوگ انہی کے قبائل سے ہیں جنکی نسبت ارشادِ خداوندی ہے وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیَاطِیْنِهِمْ اور اسی قبیل کی دیگر آیات بیّنات۔ ایسے دیمک فی الاسلام کا تا دمِ حیوٰۃ قلع قمع کرنا ضروری اور لابدی ہے۔ یہ بھی خدا کے دین کی حمایت اور تبلیغ ہے۔ جو لوگ اعلاناً اشارۃً وکنایۃً کفار و بدکار کی حمایت اور طرفداری کریں اور دینِ متین پر زخمِ کاری لگانے کے لیے محض اپنے شکم دوزخ کو پُر کرنے کی خاطر ہمیشہ گرگٹ کی چال چلیں ان سے ہمارا رابطہ و اتحاد کیسا، خدا کا حکم تو صریح ہے تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ باقی رہا حضور انور کا مقصدِ حیات وہ خدائی کام ہے جسکے لیے خدا کی طرف سے حضور انور مامور ہیں۔ اس سے پہلے کبھی کسی زمانہ میں کسی دشمن حریف منافق کے روکنے سے رُکا جو اب رکیگا۔ ہمیشہ باطل اور حق کا مقابلہ ہوتا آیا اور ہوتا رہیگا۔ یہ تو پانی کے چند ہوائی بُلبلے ہیں، ان کو قدرت کے دستِ انصاف کا منتظر رہنا چاہیئے۔ منادی کا یکم کا پرچہ مسجدوں

میں سُنایا گیا۔ اور آخری اشتہاری مضمون شائع ہیں لگائے گئے۔ حلقہ چشتیہ نظامیہ و دیگر اہلِ اسلام ہر خدمت کو تیار ہیں۔ احمد یار نظامی وکیل مظفرآباد کشمیر

علیگڈھ کا خط

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔

جناب سیدی مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دام افضالکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب والا جو خدا اور رسول کے خلاف ہو گا وہ شخص گمراہ ہے اور اس کا حشر فرعون و ہامان وغیرہ کے ساتھ ہو گا جیسا کہ قرآن شریف میں وارد ہے۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے لہذا کمترین اور جمیع مسلمانان اور رئیسان سکنہ دتاولی ضلع علی گڈھ ہم سب قرآن شریف اور کعبہ اور خدا رسول اور آپ کے ساتھی ہیں ایسے شخص کے ساتھی ہم کبھی نہیں ہو سکتے جو خدا اور رسول سے پھرا ہوا ہو۔ فقط خادم المسلمین حاجی عبدالغفور پیش امام

مسلمانان خضر پور کلکتہ کا خط

مکرم خواجہ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نظام کے متعلق جو خط مولینا محمد علی نے شائع کیا تھا اُس کا جواب پڑھنے کے بعد اسکی کچھ بھی حقیقت نہیں رہتی، سخت بے چینی تھی، لیکن یکم دسمبر کا منادی پڑھا تو اور بھی طبیعت افسردہ ہو گئی۔ آج مورخہ ۱۰ دسمبر ۲۶ء کو سب مسلمانوں نے متفقہ طور پر حسب ذیل ریزولیوشن پاس کی ہیں جو بغرض اشاعت ارسالِ خدمت ہیں۔

(۱) ہم سب غریب مسلمان جو جمعہ کی نماز کے بعد جمع ہوئے ہیں حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے تبلیغی کام کو بہت ضروری سمجھتے ہیں اور جو شخص بھی اس کام کو نقصان پہونچانے یا بند کرنے کی کوشش کریگا اس کے خلاف اپنی بساط کے موافق جد و جہد سے دریغ نہ کرینگے۔

(۲) اور مولانا محمد علی رامپوری کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے ہم لوگ کبھی بھی ان کی عزت نہیں کر سکتے۔ ہمیں کعبہ شریف اور قرآن شریف اسقدر پیارا ہے کہ دنیا کی کوئی چیز اس سے زیادہ پیاری اور محبوب نہیں بن سکتی۔ کعبہ شریف اور قرآن شریف کی عزت پر ہم اپنے مال اپنی جانیں

اور اپنی اولادیں قربان کر دیں گے لیکن کعبہ شریف اور قرآن شریف کی بیعزتی ہم کبھی گوارا نہیں کر سکتے۔ آپ بفکری اور اطمینان سے اپنا کام کیے جائیے۔ اللہ تعالی کا فضل و کرم آپکے شامل حال رہے۔ یہ دعا ہے۔ راقم مسلمانان خضرپور سید انوار علی پیش امام

حیدرآباد دکن کا خط

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار غریب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

براہ کرم اس مضمون کو اخبار میں جگہ دیکر ممنون فرمائیں۔

اخبار ہمدرد کے کالموں میں دیکھا گیا کہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ کی شان میں بے ادبانہ مضمون نگاری ہو رہی ہے وہ اس درجہ اخباری دنیا میں مقبول ہوئی کہ بھیشم ہندو اخبار اس عذب البیانی جو مداہنت اسلام کا پیش بہا نمونہ ہے تعریف کرتا ہوا پمفلٹ اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہونے کی رائے صائب دے رہا ہے۔ فی الحقیقت محمد علی صاحب کی لیڈری انہی قابلیت اور انہیں اوصاف سے مرصع ہے کہ ہندو اخبار تحسین و احسنت کے ڈھول بجائیں، حضرت قبلہ کے نقش قدم پر نثار ہونے والے مجھ سے ہزاروں بلکہ لاکھوں ہندوستان و دکن میں ابھی زندہ ہیں۔ ادبی دنیا میں محمد علی صاحب کی زباندانی اپنا وہ لٹریچر پیش کر رہی ہے۔ جو لیڈرانہ شان اور ہمہ دانی پر مبنی ہے مسٹر محمد علی صاحب جس خط کو اپنا مایہ ناز بنائے ہوئے ہیں، وہ ان کی نظر میں اگر ایسا ہی تھا تو پبلک کو آگاہ کرنا کافی تھا۔ اس بانگ بے ہنگام اور اس دریدہ دہنی سے ثابت ہوا کہ آپ کو کسی خط سے سروکار ہے نہ آپ ہمدردی سے ہمدرد کے کالم سیاہ کر رہے ہیں بلکہ آپ کا مدعائے دلی یہ تھا کہ خواجہ صاحب قبلہ کے نام نامی کو برا کہیں افسوس جب دنیائے اسلام فتن و فساد میں مبتلا ہے ایک مسلمان جو اپنے پہلو میں اسلام کی محبت اور مسلمانوں کا درد رکھتا ہو ایک ایسے بزرگ کی شان میں جو اسلام کے لیے اپنی جان اور مال کو نذر اسلام کر رہا ہو اور سینکڑوں مسلمانوں کو مدد دے رہا ہو اور آریوں کے مقابل آپ نے زبردست مدافعت کی ہو جسکی نظیر ہندوستان میں نہیں ملتی۔ مسٹر محمد علی صاحب نے ان محاسن کو پس انداز کرکے جو یا وہ گوئی شروع کی ہے کیا دنیائے اسلام کے لیے مرنجان و مرنج ہے

کیا اس سے آپ کی لیڈری اور انشاپردازی کو چار چاند لگجائیں گے۔ کیا آپ کا مسلمانوں کے دلوں میں گھر ہوجائیگا۔ کیا دنیائے اسلام آپ کو اسلام کا زبردست حامی سمجھیگی؟ ہرگز نہیں۔ محمد علی صاحب کے ہمنوا اخبار مدینہ بھی یہی مضمون دلخراش سے رشک وحسد کی مضراب کو بجا رہا ہے پچھلی اشاعت مدینہ میں حسن نظامی کی سرخی کے تحت جو مضمون لکھا گیا اُس کو دیکھکر مسٹر محمد علی تو خوش ضرور ہوئے ہونگے آپ کی خوشی سے کچھ حاصل نہیں۔ اللہ نے جن کو چشم بصیرت دی ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ فرعون کی زبان موسیٰ کی شان ہے حضرت حسن نظامی صاحب قبلہ کی شان ارفع کہاں مسٹر محمد علی صاحب کی شان لیڈری کہاں ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کا دعوٰی جو غریبوں کے اخبار ۴ دسمبر ۲۶ء کی اشاعت میں پیش ہوا ہے اس کا تصفیہ دنیائے اسلام سے ضرور ہوگا کہ خواجہ صاحب قبلہ کے ان کارناموں پر محمد علی صاحب کا یہ حملہ جس واجبیت پر مبنی ہے وہ معلوم ہوجائے۔

اب میری ذاتی رائے یہ ہے کہ مسٹر محمد علی صاحب حسب رائے بھیشم اخبار پمفلٹ تیار کریں[1] تو یقین ہے آریہ سماجی خصوصًا حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ کی وجہ خوب دل کھولکر دریا دلی دکھائینگے اور مسٹر محمد علی صاحب کو کافی سرمایہ ہاتھ لگ جائیگا۔ اور یہ جنگ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مسٹر محمد علی کے لیے اضافہ سرمایہ کا باعث ہوگی۔

مسٹر محمد علی صاحب کا مضمون چٹخارہ اور پھیکی کھچڑی مجھے پسند نہیں۔ چونکہ میں دکن کا رہنے والا ہوں مجھے پلاؤ کی عادت ہے۔ اگر مسٹر محمد علی صاحب فرمائیں کہ میں پلاؤ کھلا سکتا ہوں تو میں بادل ناخواستہ منگوالونگا۔

غلام دستگیر خاں المتخلص بہ رہبر

کلکتہ کا خط

جناب محترم خواجہ صاحب۔ آج تاریخ ۹ دسمبر کو ایک جلسہ خاص واقع نمبر ۲۶ مرغی ہٹہ کمرہ ابراہیم میاں منعقد ہوا۔ مجمع کثیر تھا اور جلسہ کامیابی سے ختم ہوا۔

---

[1] محمد علی صاحب اسوقت تک چھ پمفلٹ شائع کراچکے ہیں۔ بھیشم اخبار کی رائے کہیں وہ رد کرسکتے تھے۔ ایڈیٹر

جلسہ میں یہ بات طے پائی کہ آپ کے اور مولانا محمد علی کے اختلافات کے بارے میں دعا خاص طور سے خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں مانگی جاوے۔ فوراً ہی نماز عصر با جماعت اُسی کمرہ میں ادا ہوئی جس کی امامت مولانا وسیع احمد صاحب دہلوی نے کی۔ بعد نماز بآواز بلند دُعا مانگی گئی کہ خداوندا آپ کے اور مولینا محمد علی صاحب کے اختلافات دور کر دے تاکہ مسلمانان ہند تباہی اور بربادی سے بچیں اور ہر دو صاحبان کو مادۂ تحمل عطا کرے۔ اگر مناسب سمجھیے تو کسی گوشۂ اخبار میں شائع کر دیجیے۔ راقم محمد صالح عرف عبدالحمید

چھاؤنی فیروزپور کے علاقہ کا خط

بخدمت شریف جناب خواجہ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی خدمت اقدس میں بندہ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ہم کو کعبہ شریف و قرآن مجید پیارا ہے۔ ہم کو سب مقامات مقدسہ پیارے ہیں جو شخص ان کی حفاظت کرے ہم اُس کا ساتھ دیوینگے اور شخص کعبہ شریف، مدینہ منورہ، مقامات مقدسہ، قرآن شریف کی بے ادبی کرے یا بے ادبی ہوتے دیکھکر خوش ہوئے یا ان کی بے ادبی کسی سے کروائے ہم اُس شخص کا ہرگز ساتھ نہیں دیوینگے اور نہ ہی وہ ہمارا پیارا ہے بلکہ وہ ہمارا دشمن ہوگا چاہے کوئی بھی آدمی ہو۔ خاکسار غلام نبی

کراچی کا خط

میں باحلف ظاہر کرتا ہوں کہ جب مجھے معلوم ہوا کہ بڑے میاں رامپوری محمد علی نے دہلی کی ملاپ کانفرنس میں کچھ کافرانہ اور گستاخانہ الفاظ قرآن شریف اور کعبہ معظمہ کے بارے میں کہے تھے اس وقت مجھے نہایت رنج ہوا اور میرے دل میں محمد علی کی جو عزت تھی وہ ان الفاظ کے سبب نفرت سے بدل گئی۔ اب میں مسٹر محمد علی کے اس قول سے بیزاری کا اعلان کرتا ہوں اور درگاہ رب العالمین میں التجا کرتا ہوں کہ اس شخص (محمد علی) کو ہدایت دے اور اس کو توفیق عطا کرے کہ وہ خلوص دل سے توبہ کرے۔

محمد حسین ہیڈ کلرک ڈویژنل کمرشل آفیسر

خواص پور کا خط

منبع فیض رسان ہر دو جہان جناب خواجہ صاحب دام ظلکم

بعد آداب گذارش ہے کہ جناب کا اخبار منادی ماہ دسمبر ۲۶ء میری نظر سے گزرا اور دل سخت بیقرار ہوا کہ ایسے علامہ بھی دنیا میں موجود ہیں جیسے آپ نے مولانا محمد علی رام پوری کا اعلان جنگ آپ کے ساتھ لکھا ہے۔ یہ اعلان جنگ آپ کے ساتھ نہیں بلکہ سب محبان اسلام پر اور خاص کر کے اسلام پر ہے۔ میں نے جمعہ کے دن مسجد میں مضمون سنایا تھا حاضرین مجمع کی طرف سے کہا گیا کہ ہم سب کی طرف سے خواجہ صاحب کو لکھ دو کہ ہم خانہ کعبہ کے اور قرآن مجید کے ہمراہ ہیں۔ ہم مولوی محمد علی کے ہمراہ نہیں ہیں۔ مجمع دو نسو کے قریب تھا۔ سیکرٹری فضل الدین

شاہجہان پور کا خط | مخدوم مکرم جناب مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج اخبار المیزان میں ایک مضمون دیکھا جسکو پڑھکر بیحد افسوس ہوا۔ خداوند کریم مسلمانوں کے حال پر رحم فرمائے۔ آمین۔ قرآن شریف میرا ایمان ہے۔ اور میں قرآن شریف و مکہ معظمہ کا ساتھی ہوں۔ خداوند کریم بطفیل اپنے حبیب پاک کے اس خیال میں میرا خاتمہ فرمائے۔ میں اس خیال کے محمد علی اڈیٹر ہمدرد رامپوری کا کبھی شریک نہیں ہو سکتا ہوں اطلاعاً عرض ہے۔ خاکسار دلاور حسین خاں شاہجہاں پور

علی پور کا خط | مکرمی و معظمی جناب خواجہ صاحب السلام علیکم۔ میں نے اخبار منادی پڑھا اور دل کو جوش آیا اور پروردگار سے دعا مانگی کہ یا الٰہی ایسے مسلمانوں کو فوراً غرق کرے۔ ہم کعبہ و قرآن کریم کے ساتھ ہیں۔ ہم محمد علی کے ایسے الفاظ کو پسند نہیں کرتے اور ہمارے خیال میں ایسا شخص کافر مرتد ہے۔ آپ محمد علی کے ساتھ بڑے شوق سے مقابلہ کریں۔ خداوند کریم محمد علی کو جلد ہی آپ کے قدموں پر گراویگا اور یہاں جمعہ کے دن جامع مسجد میں اخبار منادی پڑھکر سنایا جاویگا اور اس کے بارے میں دعا منگوائی جاوے گی۔ زیادہ نیاز

قاضی محمد نواز سکرٹری

جموں کا خط | بگرامی خدمت سیدی و مولائی حضرت خواجہ صاحب قبلہ دام فیوضکم۔

السلام علیکم۔ اخبار منادی یکم دسمبر پہونچکر ملاحظہ ہوا۔ میں تو کعبہ و قرآن کے ساتھ ہوں رامپوری محمد علی کیا ہے جو کہ کعبہ و قرآن کو ہندوؤں سے ٹھوکریں لگوانا چاہتا ہے۔ بذریعہ بھائی محمد حسین نظامی کل جمعہ میں نمازیوں کو حضور کا سوال سنایا جاکر جواب لیا جاویگا۔ جو علیحدہ گذارش ہوگا۔ کیونکہ یہ خاکسار کل سرکاری کام پر جا رہا ہے۔

خاکپائے نعلین وزیر محمد نظامی

الہ آباد کا خط

مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم۔ بعد مزاج پرسی گذارش ہے حسب فرمان مندرجہ اخبار منادی مورخہ یکم دسمبر قلمی ہوتا ہے کہ احقر احمد حسن حنفی سب پوسٹ ماسٹر قرآن شریف و کعبہ شریف کے ساتھ ہے رام پور کے محمد علی اڈیٹر ہمدرد کے ساتھ نہیں ہے۔ میری اور جملہ مسلمین ساکنان کی رائے ہے کہ آپ تبلیغی مشاغل سے دست کش نہ ہوں۔ اور ملعون اڈیٹر اخبار ہمدرد کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ حق کی ہمیشہ فتح ہوا کرتی ہے۔

خاکسار احمد حسن پوسٹ ماسٹر

تلہر کا خط

حضور سیدی مولائی سلطان التبلیغ خواجہ صاحب مدظلہ العالی۔

بموجب اعلان حضور والا عرض ہے میں اور ہر مسلمان جب ہی مسلمان ہیں جب تک وہ خانہ کعبہ اور قرآن کے ساتھ ہے۔ و نیز حضور کا غلام بھی جب ہی ہے جب تک آپ قرآن اور کعبہ کے ساتھ ہیں۔ اس کے بعد خواہ محمد علی صاحب ہوں خواہ کوئی ہو کسی مسلمان کو ہمدردی گوارا نہیں۔ والسلام

آپ کا غلام عبد الرحمٰن شافعی

بخدمت جناب محمد علی صاحب اڈیٹر روزنامہ "ہمدرد"[ل]

اور

بخدمت جناب خواجہ حسن نظامی صاحب

السلام علیکم۔ اس سے قبل کہ میں مقصد تحریر آپ دونوں اصحاب کے گوش گذار کروں، یہ کہدینا ضروری

[ل] میں دہلی کے ایک سچے مسلمان بھائی کی اصلاحی تحریر جو میرے پاس آئی ہے درج اخبار کرتا ہوں اور جو کچھ انہیں درست لکھا ہے اسکے حق کو تسلیم کرتا ہوں۔ محمد علی صاحب کو اختیار ہے وہ جو چاہیں اس کا جواب دیں۔ حسن نظامی

امر سمجھتا ہوں کہ میں آپ دونوں صحاب میں کسی ایک سے بھی کوئی خاص تعلق نہیں رکھتا۔ اس لیے کوئی صاحب یہ خیال نہ کریں کہ میں کسی ایک کی طرفداری کر رہا ہوں کیونکہ آپ دونوں اصحاب کی قومی خدمات سے واقف ہوں۔ اس لیے آپ کو بخوبی جانتا ہوں۔ مگر میں حقیقتاً کہتا ہوں کہ آپ میں سے مجھکو ایک بھی نہیں جانتا۔ اسلیے جو کچھ میں کہونگا وہ آپ دونوں میں سے کسی کی جانب سے نہوگا۔ بلکہ خالصًا مسلم قوم کے مفاد کو مدنظر رکھکر کہونگا۔

مجھکو اس وقت اس مسئلہ سے بحث نہیں ہے کہ آیا خواجہ صاحب غلطی پر ہیں یا محمد علی صاحب نے سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ فرض کرئے یا حقیقت سمجھیے کہ خواجہ صاحب نے مخبری کی اور ہم نے مانا کہ محمد علی صاحب نے اپنا فرض سمجھتے ہوئے اس مخبری کو قوم کے سامنے پیش کر دیا مگر اس کا نتیجہ ؟

میں آپ دونوں اصحاب کی تحریریں پڑھ رہا ہوں۔ دونوں طرف سے مستعدی ظاہر ہوتی ہے۔ آپ میں سے ایک بھی درگذر کرتا معلوم نہیں ہوتا۔ ایک کو اپنی لیڈری کا فکر ہے تو دوسرے کو اپنی خواجگی کا دھیان۔ ایک کے مرید اپنے پیشوا کی حمایت میں سرگرم ہیں تو دوسرا اپنے ہمعصروں (اخباروں کے اڈیٹروں) سے درخواست کرتا ہے کہ اس کی مدد میں منہمک رہیں غرض دونوں پہلو زبردست ہیں گو کہ میں اسکا مجاز نہیں ہوں کہ آپ دانشمندوں کے معاملہ میں کسی قسم کی رائے کا اظہار کروں، مگر چونکہ یہ مسئلہ اب ذاتیات سے بڑھکر قومی صورت اختیار کر گیا ہے۔ اسلیے قوم کا ایک ادنیٰ فرد ہونے کی حیثیت میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اس اندیشہ کا اظہار کر دوں جسکا خوف ہے۔

جب محمد علی صاحب نے خواجہ صاحب کے شائع شدہ خطوط پر بحث شرح وبسط کے ساتھ شروع کی۔ مسئلہ قوم کے سامنے آیا۔ اس سے پہلے قوم بیخبر تھی۔ قدرتًا ہر ایک فرد کا فرض ہوا کہ اسپر غور کرے اور چونکہ ہر ایک کی سمجھ اور ذہنیت ایک دوسرے سے جداگانہ ہے فیصلہ بھی جداگانہ ہوگا۔ اور یقینًا (ان کے علاوہ جو غیر جانبدار رہیں) ایک جماعت محمد علی صاحب کی

جانب ہوگی اور دوسری خواجہ صاحب کی جانب۔ ایک قوم میں دو پارٹیاں ہوگئیں۔ ایک "خواجہ پارٹی" دوسری "محمد علی پارٹی" اور چونکہ دونوں اصحاب اپنے اپنے طبقہ میں کافی اثر رکھتے ہیں۔ دونوں پارٹیوں کا مقابلہ بھی کافی شدّومد کے ساتھ ہوگا۔ اور اسکو اس طرح خیال کرنا چاہیئے کہ دو انجن اپنی پوری قوت کے ساتھ ایک ہی لائن پر ایک دوسرے کے مقابل معہ اپنی گاڑیوں کے کسی اتفاقی غلطی سے چھوڑ دئے جاتے ہیں دونوں کا تصادم ہوتا ہے نہ صرف دونوں انجن تباہ و برباد ہوجاتے ہیں بلکہ ان کے پیچھے جو گاڑیاں ہوتی ہیں وہ بھی چور چور ہوجاتی ہیں۔ پس ٹھیک اسی طرح جس وقت ان دونوں پارٹیوں میں تصادم ہوگا نہ صرف آپ دونوں کی شہرت، اعتماد، اور بھروسہ ہی برباد ہوگا۔ بلکہ قوم کو ایک ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا۔ اس لیے آپ دونوں کو چاہیئے کہ انجام پر ایک دفعہ اور غور کر لیجئے۔

جناب محمد علی صاحب ہم نے آپ کا دعویٰ بھی سُنا اور جناب خواجہ صاحب ہم نے آپ کا جواب دعویٰ بھی پڑھا۔ حقیقت میں آپ دونوں اصحاب بہت قابل ہیں۔ مگر قابلیتوں کا ناجائز استعمال نہ کیجئے۔ برائے خدا آپ دونوں صاحبان قوم پر رحم فرمائیے اور اس ردّوکد کو ختم کیجئے، قوم کی فلاح و بہبودی کی تدابیر سوچئے۔ گو یہ صاف ظاہر ہے کہ میدان دونوں کے لیے صاف ہے۔ لائن بالکل کلیر ہے۔ اسٹیم بھی دونوں میں کافی ہے مگر ابھی درمیانی فاصلہ کافی ہے، تصادم سے بچا سکتا ہے۔ خدارا ہوشیاری سے کام لیجئے اور آنے والی تباہی سے اپنے آپ کو اور قوم کو بچائیے۔

ساتھ ہی ساتھ میں قوم کے دیگر قابل قدر بزرگوں سے عرض کرونگا کہ وہ ان دونوں کو خاموش کرا دیں، یا کوئی مناسب فیصلہ بہت جلد صادر کریں۔ اور اگر آپ نے موجودہ جنگ کو بند نہ کیا اور جاری رہنے دیا تو انجام معلوم وما علینا الا البلاغ

رضی الدین احمد۔ کوچہ استاحامد دہلی

دہلی کا خط

جناب مکرمی مخدومی خواجہ صاحب السّلام علیکم وعلی من لدیکم۔

نہ تم شکوہ گلہ کرتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یہ رسوائیاں ہوتیں

ہم نہیں چاہتے تھے کہ ہماری قوم کے پیشوایان آپس میں برسرِ پیکار ہوں اور دیگر اقوام کو دریدہ دہنی کا موقع ملے اور خندہ زن ہوں۔ مگر خدا کی عجیب شان ہے کہ جب کوئی قوم یا ملک یا بستی برباد ہونا چاہتی ہے تو اپنے اطوار بدل لیتی ہے، خدا کی وحی ہمارے پاس موجود ہے جس سے ہم صراط مستقیم کا پتہ لے لیتے ہیں۔ اور جو شخص صراط مستقیم سے بھٹکا وہی راندہ گیا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ جس کا ترجمہ کسی شاعر نے کیا خوب کیا ہے

خدا کی عادت رہی سدا لا یغیر اللہ ما بقوم
مگر بدلتی رہی ہیں قومیں عمل کی پاداش اپنی پاکر

اس صراطِ مستقیم سے اہل بصیرت کو پتہ چل جاتا ہے کہ یہ شخص دنیا میں ہی ذلیل ہو جائیگا۔ یا عزت والا ہوگا۔ مسٹر محمد علی صاحب نے جو روّیہ اختیار کیا ہے۔ اہل عمل اور دانشمند اس کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور آپ ان صاحبوں کا کہ جن میں خانہ جنگی شروع ہو گئی ہے اور تذلیل کلام تک نوبت پہونچ چکی ہے پسند نہیں کرتے۔ لہذا مجبور ہو کر قلم اٹھانی پڑی۔ ایک زمانہ تھا کہ مولانا محمد علی صاحب کی دنیا جو قدر و منزلت کرتی تھی وہ بھی زمانہ سے مخفی نہیں۔ جو اب حالت ہے وہ بھی طشت از بام ہے۔ فرق اتنا ہے کہ پہلے مولانا محمد علی صاحب کے حواس خمسہ صحیح تھے۔ اب چونکہ حواس خمسہ مفرور ہو گئے ہیں، قوت ناطقہ جہل کے سپرد ہو گئی اور اب دماغ میں فضلہ باقی رہ گیا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ خانہ جنگی شروع کر دی اور یہ لازمی امر ہے فضلہ ہمیشہ فتور پیدا کرتا ہے۔ اب حکیم حاذق کی ضرورت ہے۔ اسکے بغیر چارہ نہیں۔ کانگریس کا خاتمہ ہو گیا اور لیڈری جناب کی فحش کلامی پر تصدق ہو گئی اور مولانا یا مولوی کا خطاب یہ قوم کا عطیہ دیا ہوا ہے۔ اگر یہی رفتار بے ڈھنگی رہی تو قوم واپس لے لیگی۔ یہ کیوں؟ اسلیے کہ نہ تو آپ نے کسی عربی مدرسہ میں باقاعدہ تعلیم حاصل کی نہ سند ملی۔ نہ یہ مستند خطاب ہے

بلکہ قوم کا ہی عطیہ ہے۔ لہٰذا قوم کو ہر وقت حق حاصل ہے کہ وہ اپنے خطاب کو واپس لے لے
اب تک تو مائیوں سے ہی واسطہ پڑا تھا لیکن اب ایک بابو صاحب مل گئے ہیں۔ مشکل بہت
پڑے گی۔ یہ ابر کی چوٹ ہے۔ آئندہ دیکھئے گا۔ ذرا دیکھ بھال کر۔ کل تک تو مولانا ظفر علیخاں
صاحب کی مخالفت میں کالم کے کالم سیاہ کیے جاتے تھے حتیٰ کہ دل میں یہ ٹھنی کہ زمیندار
کو دو چار مہینہ میں بند کر دونگا مگر زمیندار کب ان گیدڑ بھبکیوں میں آنے والا تھا وہ
جناب کو دندان شکن جواب دئے کہ دانتوں پر پسینہ آگیا۔ ادھر سے منہ کی کھائی تو خواجہ
صاحب پر بلائے ناگہانی کی طرح ٹوٹ پڑے۔ مگر شاید آپ کو یہ علم نہ تھا کہ خواجہ صاحب آپ سے
کئی درجہ سبقت لیے ہوئے ہیں۔ آپ ایک اخبار نویس اور خواجہ صاحب عالم۔ آپ خان
بہادر اور خواجہ صاحب سید۔ آپ مغرور جنگجو متکبر۔ اور خواجہ صاحب خوش اخلاق ہر دلعزیز
غریبوں کا معاون قوم کا خادم اسلام کا سچا خیرخواہ ایک شریف مسلمان کی طرح زندگی
بسر کرنے والا صاف گو باطل سوز۔ آپ خود غرض عبید درہم حرص کے غلام مطلب کے
آشنا۔ شاید مولانا محمد علی صاحب ہماری تحریر کو جھٹلا دیں۔ اس کا پہلا ثبوت یہ ہے کہ جناب نے
متعدد مرتبہ جامع مسجد میں لکچر دئے اور نماز بھی جمعہ کی جامع مسجد میں ہی ادا کی۔ ہم نے خوب
غور کرکے اس بات کو دیکھا کہ جب کوئی جنازہ جامع مسجد میں واسطے نماز کے آیا اور اسپر نماز جنازہ
ادا ہوئی تو ہزاروں بندگان خدا نماز جنازہ میں شریک ہوتے تھے۔ اگر نہیں تو مولانا محمد علی
صاحب کو ہی پرہیز رہا۔ اگرچہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے مگر جن کو قوم کے پیشوا ہونے کا دعوٰے
ہے جب وہی بیٹھے سیر دیکھیں تو عوام الناس پر کیا افسوس ہے ؎

آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھو ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہوگی

مولانا آپ ہی انصاف کریں کہ آپ جب مدعی رہبری ہیں اور عمل کی یہ حالت ہے تو
قوم کیا امید کر سکتی ہے کہ آپ کس مرض کی دوا ہیں۔ سوائے اس کے کہ چندہ وصول کریں۔
اور قوم میں تفریق پیدا کریں اور اس طریقہ سے اپنا عروج حاصل کریں۔ ہمیں تعجب آتا ہے کہ

کہ جس خط کو آپ آج قوم کے سامنے پیش کر کے اور دوسرے کی غلطی پیش کرتے ہیں۔ تو آپ نے
پھر آٹھ سال تک اس خط کا کیوں اخفا کیا۔ کیوں کانوں میں تیل ڈالے بیٹھے رہے اور خواجہ صاحب
پر یہ جرم ثابت کرنے کی کوشش نہ کی کہ انھوں نے ڈپٹی کمشنر سے جاسوسی کی۔ ذرا غور کیجیے کہ قوم
کیا نتیجہ نکالے گی۔ آپ نے آٹھ سال تک کیوں راز پوشیدہ رکھا اس میں کوئی بہت گہرا راز
ہے جسکو آپ خوب سمجھتے ہوں گے۔ ہم ان تمام حالات کو پڑھ کر اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ آپکی
یہ منشا ہے کہ مولانا ظفر علی خاں کو خواجہ صاحب کے خلاف بھڑکاؤں کہ خواجہ صاحب نے
آپ کی جاسوسی کر کے آپ کو حیدرآباد سے الگ کرایا ہے حقیقی دشمن آپ کا خواجہ حسن نظامی
ہے۔ میں آپ کا وہی حلیف ہوں اور پچھلے کالموں کی سیاہی کو اس طریقہ سے دھو دوں۔

ہم بھی قائل تیری نیرنگی کے ہیں یاد رہے — او زمانہ کی طرح رنگ بدلنے والے

مگر یہ یاد رہے کہ مولانا ظفر علی خاں۔ مولوی مہر یا سالک صاحب ان چالوں
میں آنے والے نہیں۔ دنیا اندھی نہیں ہے۔ بہرکیف بعض کی نظر میں آپ بُرے ہیں اور بعض
کی نظر میں خواجہ صاحب۔ کیا نتیجہ نکلا۔ کوئی بھی اچھا نہ رہا۔ اور اغیاروں کو ہنسنے کا موقع دیا
بریں عقل و دانش بباید گریست۔ خدارا ذرا عقل و ہوش سے کام لو۔ اور خواجہ صاحب کے
پیچھے پڑ کر تبلیغ کے کام کو ضائع نہ کرو۔ اور قوم کی آنکھوں میں حقیر نہ ہو۔

جہاد سے ہمیشہ مذہب کی زندگی رہتی ہے جسکو کہ خواجہ صاحب نے جہاد قلمی سے
دنیا میں اسلامی کام روشن کر رکھا ہے۔ اگر آپ مخالفین اسلام کا مقابلہ خود نہیں کر سکتے تو
مہربانی کر کے خواجہ صاحب کو تبلیغ کے کام پر رہنے دیں اور آپ چندہ کے کام پر مامور رہیں ورنہ
شاید آتشبازی کے جنازہ کے ساتھ جناب کی لیڈری بھی دریا برد نہ ہو جائے وما علینا
الا البلاغ۔

آپ کا سچا بہی خواہ۔ محمد یوسف سوداگر چرم دہلی

الہ آباد کا خط جناب قبلہ و کعبۂ دو جہان سلامت۔ بعد السلام علیکم عرض پرداز
ہوں۔ آپ کا خادم امراؤ نظامی قرآن اور کعبہ کی طرف ہے۔ اور آپ کا خادم فیاض علی

ونظیرالدین قرآن وکعبہ کی طرف ہے۔

دہلی کا خط

ابھی حنفی وہابی کے جھگڑے کا خاتمہ نہیں ہوا تھا اور برابر طرفین سے گولہ باری ہو رہی ہے کہ ایک دوسری بے بنیاد بات کھڑی کر دی گئی یعنی یہ کہ خواجہ حسن نظامی گورنمنٹ کا جاسوس ہے۔ کم از کم ہندوستان کی پبلک کو اس میں کچھ کیفیت آتی ہے۔ اس جاسوسی کے واسطے محض اتنا ثبوت کافی ہے کہ فلاں شخص فلاں انگریز آفیسر سے فلاں روز ملا تھا اور اس سے انگریزی باتیں کی تھیں بس پبلک کی طرف سے اس کو جاسوسی کا مکمل سارٹیفکٹ مل گیا۔ اب باقی رہ گیا کہ وہ اپنی صفائی پیش کر سکے۔ لاکھ صفائی پیش کرو حلف اٹھاؤ قسمیں کھاؤ اس کا نام جاسوسی کے رجسٹر سے خارج نہیں ہو سکتا۔ خصوصاً ان لوگوں کے دل سے جو گورنمنٹ انگلشیہ کو ہندوستان میں برسر اقتدار نہیں دیکھ سکتے اور اپنا راج ہندوستان میں چاہتے ہیں۔

ایک کہنہ بوسیدہ خط جس کی بابت خواجہ حسن نظامی اپنا حلفیہ بیان بھی دے چکے ہیں کہ وہ ظفر علی خاں صاحب کو جو سلطان دکن کو پین اسلامزم (کے نام سے گورنمنٹ انگلشیہ کا مخالف بنا کر دنیا طلبی کی طرف متوجہ کرنا چاہتے تھے) کی تعلیم دے رہے تھے۔ (اس غرض سے کہ مبادا سلطان دکن پر یہ رنگ چڑھ گیا اور حضور نظام کی طبیعت ادھر رجوع ہو گئی تو بے وجہ گورنمنٹ سے مخالفت پیدا ہو کہ خدا جانے کیا بات پیدا ہو جائے) اور خدا نہ کرے گورنمنٹ حیدر آباد کو کسی روز بد کا منہ دیکھنا پڑے اور یہ فعل خواجہ حسن نظامی کا کسی بدنیتی پر محمول نہیں کیا جا سکتا کہ خواجہ حسن نظامی نے نمک حرامی کی، یا غداری کی یا گورنمنٹ نظام کی بدخواہی کی۔

گورنمنٹ نظام کے موجودہ خیرخواہان اور بہی خواہان اسلام شیخ ہاپوڑی اور مولانا محمد علی صاحب کی خیرخواہی اور مسلم نوازی پر سخت افسوس ہے کہ انہوں نے آٹھ سال تک اس راز سربستہ کو اگر درحقیقت ان کو علم تھا کہ خواجہ صاحب نے غداری۔ نمکحرامی

بدخواہی سلطان دکن کی کی۔ جیسا تحریری ثبوت اُن کے پاس موجود تھا۔ کیوں افشا نہیں کیا۔ یہ بات کچھ دال میں کالا ہونے کا ثبوت دیتی ہے۔ ایسی خیرخواہی قابل شرم ہے۔ اس خط کے آج شائع کرنے والے سلطان دکن کے بدخواہ اور اسلام کے تباہ و برباد کرنے والے ظالم ہیں۔ اگر وہ فوراً اس خط کو شائع کر دیتے تو اس کا کوئی نہ کوئی بندوبست ہو جانا بھی ممکن تھا۔ مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہندوستان میں ابھی اسلامی درد دل میں رکھنے والے بہت موجود ہیں۔ خواجہ صاحب کا چندۂ تبلیغ بند نہیں ہو سکتا اور اگر چار جگہ سے بند ہوا تو آٹھ نئی جگھوں سے وصول ہونے لگیگا۔ خواجہ صاحب خدا کا کام کر رہے ہیں اور محمد علی دنیا کے دھندے اور پیٹ کے جھگڑے میں مصروف ہیں۔ پھر اگر چندہ قطعی بند ہو جائے تو خواجہ صاحب تبلیغ کے کام کو ہرگز بند نہ کرینگے اور بے زر صدہا خواجہ صاحب کے ہمراہ ہو کر پاؤں پیدل پھر کر گاؤں گاؤں جا کر زبانی تبلیغ کرینگے۔ تبلیغ کا کام بند نہ ہوگا ہرگز بند نہ ہوگا اور آپ معہ مہاتما گاندھی کے پہلے کی مانند فیل ہونگے۔

امید کہ اب بھی آپ توبہ کریں اور چند روزہ دنیا کی زندگی میں سوراجیہ کے لیے پاپڑ بیلنے کی بجائے دشمنان دین الٰہی سے مقابلہ کر کے اللہ کے سچے دین کی روشنی کو بڑھانے کی کوشش کریں کہ آخرت میں اسی کا ثواب مل سکتا ہے۔ اللہ نہیں پوچھیگا کہ تم نے حصول سوراجیہ اور وصولی چندہ کی کوشش کی یا نہیں۔ امید کہ ان بے بنیاد باتوں سے حذر کرو۔ مسلمان بنو، مسلمانوں کے واسطے خدا کے ہاں سب کچھ ہے۔ (عبدالکبیر خاں کبیر جلالپوری مصنف کتاب آریہ)

نظامیہ جماعت صوبہ سرحد کے صدر صاحب کا خط

مجاہد و مبلغ اعظم حضرت خواجہ صاحب السلام علیکم آج رسالہ منادی یکم دسمبر ۱۹۲۶ء پہنچا۔ مضامین دیکھے گئے۔ میں خدا اور رسول و قرآن و کعبہ کا پابند ہوں۔ اس کے مقابلہ میں خواہ محمد علی ہوں یا کوئی اور وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ آیت قرآن شریف کے مطابق کارروائی کرنے کو بالکل تیار۔ رسالہ منادی کی

بندش پر دل کو قلق ہے۔ آج ایک کہاوت یاد آگئی اور عرض ہے۔ رمضان شریف میں ایک بیوہ عورت نے امام مسجد سے دریافت کیا کہ آیا مرغی کا شوربا تیار ہو یا حلوہ؟ چونکہ امام صاحب کو دونوں چیزیں مرغوب خاطر تھیں بجواب فرمایا۔ کیا ہر دو اشیاء تیار نہ ہو سکینگی۔

صدر جماعت نظامیہ۔ صوبہ سرحد

خفیہ پولیس کا پرانا راز بقائی صاحب کی تائید کا خط ملک حضور نظام دکن سے

خواجہ حضور پیارے سلامت۔ دست بستہ آداب عرض ہے۔ اس سے قبل دو خط خدمت عالی میں روانہ کر چکا ہوں۔ اخبار منادی میں مسٹر محمد علی آف رامپور نے جو وار آپ پر کیے ہیں اور آپ نے اس کے جو جواب دیئے۔ تمام شروع سے آخر تک معلوم کیے۔ میں حالانکہ کسی قابل نہیں ہوں مگر خدمت اسلام کے لیے آپ نے جو اعلان شائع کیا ہے ہر وقت اس کے لیے پا بر کاب ہوں اور اپنی جان دینے کو تیار ہوں۔

خداوندا تو اس نیک بندے کو جو تبلیغ کا کام کرتا ہے اور اسلام کا سچا فدائی ہے عاشق رسول صلعم ہے۔ قوم کا حامی اور دین اسلام کا خادم ہے فتحمند کر۔ اور اسکے دشمن مسٹر محمد علی رامپوری کو جو تمام اسلامی دنیا کا آج کل دشمن جان بنا ہوا ہے اور جو آج کل ہندوؤں کا غلام اور پیرو ہے اور جو آریہ لوگوں کا متوالا ہے اس پر تمام دنیا کی آفتیں اور آسمانی بلائیں نازل فرما اور جیسا کہ اس شخص نے آج تک ہندوستانی مسلمانوں کو فریب دیکر عروج پایا۔ اسکو اپنی قدرت سے دکھا دے کہ اس دنیائے فانی میں کوئی شخص مکر و فریب سے ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا۔ وہ دنیا اور عاقبت دونوں میں جواب دہ ہے۔ میری عقل ناقص یہی کہتی ہے کہ وہ وقت آگیا ہے جبکہ ایسے مکر و فریب کرنے والے لوگ نیست و نابود ہو جائینگے اور یہی ایک موقع دیا گیا ہے جسکو ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے۔

واقعی وہ بات سچ تھی جو مرحوم بہاؤالدین جو بمبئی سی آئی ڈی کے ایک اعلیٰ افسر تھے

اپنی اثنائے گفتگو میں مجھ سے صاف طور سے کہہ دیا تھا کہ یہ خلافت اور سوراج کے لیڈران تمام اپنا ذاتی بدلہ لینے کو اس شئے کی آڑ میں گورنمنٹ کے ساتھ شکار کھیلتے ہیں۔

عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر پیشوا دہلی نے ایک حیرتناک راز کا انکشاف شائع فرمایا ہے۔ بدل جان اتفاق کرتا ہوں کہ یہ بالکل بقول مرحوم بہاؤالدین صاحب سچ ہے ذرہ بھر بھی جھوٹ نہیں۔ آپ میرے یہ مضمون منادی اور دوسرے اخباروں میں ضرور چھاپیئے گا جو میں نے عزیز حسن صاحب بقائی کی تائید میں لکھا ہے۔ کیونکہ لوگوں کو مسٹر محمد علی رامپوری کی چالیں معلوم ہو جائیں جو ایک ذمہ دار گورنمنٹ عہدہ دار اور ایک اعلیٰ سی آئی ڈی افسر نے اپنے مرنے کے چند روز قبل مجھ سے کہا تھا۔ میں اس راز کو اب تک چھپائے ہوئے تھا محض اس لیے کہ مرحوم چونکہ میرے بھانجی داماد تھے اور مجھسے بہت محبت کرتے تھے اس لیے جب میں نے اُن کو بہت کچھ برا بھلا کہا تب انھوں نے خلافت والوں کی ایسی چالبازیاں تبلائیں جو میں اسوقت تک سچی نہیں مانتا تھا اور میں حیرت میں پڑ گیا کہ یا اللہ یہ کیا ہو رہا ہے جب سے میں نے کھادی اور خلافت والوں کے ساتھ ہمدردی کرنا چھوڑ دی اور انشاء اللہ مرتے دم تک اپنے ظاہری مولانا اور مہاتماؤں سے ہمیشہ بچتا رہونگا۔ یا اللہ تو سب کو نیک توفیق عطا فرما اور دشمنان اسلام کو سزا دے۔

خاکسار خادم اسلام اکرام الحق عباسی ازنا ندیڑ دکن

امراؤتی کا خط

بخدمت شریف رہنمائے اسلام جناب خواجہ حسن نظامی صاحب

(۱) ہماسے کعبہ اور ہمارے جل جلالہ عم نوالہ کی بھیجی ہوئی کتاب کو جو ٹھوکر مارے اُس کا شمار مشرکوں میں ہے گویا مسلمانات ہی نہیں اس کو کافر کہنا بجا ہے (۲) اور جو مشرکوں کا ساتھ دے وہ مشرک ہے۔ د آپ کا غلامان غلام ایل جی یم ڈاکٹر صاحب خان آف برودڑہ

بے پتہ خط

جناب اڈیٹر صاحب "غریبوں کا اخبار" السلام علیکم۔ مزاج شریف مہربانی فرماکر مندرجہ ذیل خط اپنے اخبار میں شائع فرماکر بندہ کو مشکور فرمائیں۔ یہ چھٹی میں نے

بذریعہ ڈاک مولٰنا محمد علی صاحب قبلہ کو بھی روانہ کی ہے۔

بخدمت جناب مولٰنا محمد علی صاحب ایڈیٹر ہمدرد دہلی۔ السلام علیکم۔ مزاج شریف۔ کل شام کو غریبوں کے اخبار میں خواجہ حسن نظامی صاحب کی شرعی قسم پڑھکر دل لرز گیا۔ اگرچہ مہذب ڈاکو کے خط کی تردید جو خواجہ حسن نظامی صاحب نے اپنے بیان میں کی ہو ایک حد تک غیر تسلی بخش ہو۔ لیکن خواجہ صاحب کی شرعی قسم سے دل کے تمام شکوک رفع ہوگئے۔ اور اب کسی مسلمان کو شک و شبہ کرنیکی گنجایش باقی نہیں رہی۔ آپ سے اس کے متعلق عرض کرنا گویا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ لیکن میں آپ سے نہایت ادب کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ جناب بھی خواجہ صاحب کی طرف سے اپنا دل صاف کرلیں۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ کا حکم اور نبی کریم (فداہ ابی و امی) کا ارشاد بھی یہی ہے کہ مسلمان کو لڑائی بھی اللہ ہی کے لیے کرنی چاہیے اور ملاپ بھی اللہ کے لیے۔ مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ جناب نے اخبار کے نظر سے گذرتے ہی تمام شکوک کو دل سے نکالدیا ہوگا اور مسلمانوں کو یہ کہنے کا موقع دیا ہوگا کہ ہمارے محترم پیشوا صحابۂ کرام کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ کیونکہ اس سے پبلک کو صاف ظاہر ہوجائیگا کہ آپکی لڑائی بھی اللہ ہی کے لیے تھی اور صلح بھی اللہ ہی کے لیے ہوئی۔ راقم فضل جلیل

ان صاحب نے پتہ نہیں لکھا مگر ان کو معلوم ہو کہ مسٹر محمد علی کو حلف کا یقین نہیں ہے اس لیے صلح نہیں ہوسکتی۔ حسن نظامی

پشاور کا خط

بخدمت جناب پیارے خواجہ صاحب۔ السلام علیکم۔ یکم دسمبر کے منادی میں جو جواب جناب نے ہر ایک مسلمان سے طلب فرمایا ہے کہ اس کو کعبہ و قرآن پیارا ہے یا رام پور کے محمد علی؟ اس کی وجہ جو جناب نے تحریر فرمائی ہے کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب نے دہلی کی ملاپ کانفرنس میں ہزاروں ہندو مسلمان لیڈروں کے سامنے کہا کہ اگر کوئی ہندو کعبہ و قرآن کے ٹھوکر مارے تب بھی میں ہندو پر ہاتھ نہ اٹھاؤں گا۔

(۲) راقم ایک بہت بڑا گنہگار مسلمان ہے اور دنیا میں ذلیل ترین فرقہ میں شمار

ہوتا ہے تاہم کعبہ و قرآن کے مقابلہ میں مولانا محمد علی کیا اس سے کروڑوں بہتر مسلمانوں کو کعبہ و قرآن کی شان عظمت پر قربان کرنے کو تیار رہوں۔

(۳) تعجب ہے کہ یہ الفاظ ایک ایسے مولانا کے منہ سے نکلے ہیں جس نے محض ابن سعود کا وقار بڑھانے کو قبہ شکنی کا بہانہ بنا کر ہندوستان کے مسلمانوں کو جنگ و جدل کے غار عمیق میں دھکیل دیا اور ایک اسلامی سلطنت کو برباد کرنے کی کوشش میں ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا رہا ہے۔ اور حج جیسے ضروری فرض اسلامی سے لوگوں کو باز رکھنے کی کوشش میں سرگرم ہیں

(۴) مولانا سے کوئی یہ تو پوچھے کہ ابن سعود کی قبہ شکنی سے تو حضور اس قدر رنجیدہ خاطر ہیں کہ حاکم دین کو زیر و زبر کرنا چاہتے ہیں اور جہاں تماچی کو بادشاہ بنا کر خود وزیر اعظم بننے کی خوشی میں ہندوؤں کے ہاتھوں کعبہ و قرآن کو ٹھوکریں مارنے کی بھی پرواہ نہیں کرتے

(۵) مولانا یہ تو بتلا دیں کہ جب جناب کو شوق وزیر اعظمی کعبہ و قرآن جو کہ مسلمانوں کی سب سے بڑی قابل پرستش چیزیں ہیں ہندوؤں سے ٹھوکریں لگوانے پر راضی ہیں تو کیا ابن سعود محض قبہ شکنی پر حجاز سے قابل اخراج ہے۔

فدوی احمد اللہ بقلم خود

حیدرآباد کا خط

سیدی و مولائی حضرت حضرت خواجہ نظامی صاحب مدظلہ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مزاج شریف۔ میں نے "مہذب ڈاکو" صاحب کی شرارت اور مولانا محمد علی صاحب کے "جلے دل کا پھپولا" "اعلان جنگ" اخباروں میں دیکھا بعد ازاں جناب کا جواب بھی جو "غریبوں کے اخبار" میں شائع ہوا ہے پڑھا۔ میں تو "اس کو" آپ کی کرامت سمجھتا ہوں کہ آپ حریف کی گالیوں کو سنکر اور حریف کے "بیہودہ لٹریچر" کو پڑھ کر سکوت اختیار فرماتے ہیں اور کبھی بوقت ضرورت جواب بھی دیتے ہیں تو اس قدر نرم اور اسقدر سنجیدہ کہ سوال اگر سوال فرعون معلوم ہوتا ہے تو جواب جواب موسیٰ۔

ہم بھی جہانتک غور کرتے ہیں یہی معلوم ہوتا ہے کہ مولانا محمد علی صاحب کبھی کسی شخص کی "زیادتی شہرت" اور "بڑھتے ہوئے رسوخ" کو دیکھ نہیں سکتے اور دیکھتے بھی ہیں

تو نگاہِ حسد سے۔ ایسی حالت میں ان کو جناب کی (چشم بد دور) غیر معمولی عزت و شہرت کی وجہ سے
تلووں سے لگی ہوئی تھی مگر ہمت نہ پڑتی تھی کہ آپ کے مقابلہ میں آئیں۔

اب جب "مہذب ڈاکو" کا یہ خط اُن کے ہاں پہنچا تو باچھیں کھل گئیں۔ خوشی سے
گھنڈیاں ٹوٹ گئیں "ایک کام دو کاج" اُنھوں نے دیکھا کہ ادھر" اپنے دل کا چھپا ہوا
بغض کہنہ بھی نکلجائیگا" اور" دوسری طرف سے کچھ مل بھی جائیگا"۔ مگر یہ کاغذ کی ناؤ چلنے
والی نہیں۔ اعلان جنگ کرنے کے بعد ہی دن کا کھانا اور راتوں کی نیند مارے ہیبت کے
حرام ہوگئی ہوگی۔ ہر وقت یہی خدشہ لگا ہوا ہوگا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے" جتنی عزت باقی
ہے یہ بھی رہے کہ نہ رہے"

مولانا نے" دلّی کی ملاپ کانفرنس" میں یہ جو کہا کہ" اگر ہندو کعبہ کی بیحرمتی کریں اور
اگر ہندو قرآن شریف کے ٹھوکر ماریں اور اگر ہندو مولینا محمد علی کی اہلیہ کی بیحرمتی کریں تب بھی
محمد علی ہندوؤں پر ہاتھ نہ اٹھائیگا"

اس کے متعلق صرف اس قدر عرض ہے کہ اگر یہ قرآن شریف و کعبۃ اللہ شریف کی بیحرمتی
دیکھیں اور چپ چاپ" نظر شوق" سے دیکھیں تو وہ جانیں اور ان کا ایمان۔ ہر وہ مسلمان جس کے
دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو بیحرمتی دیکھنا تو اور بات ہے ایسی کوئی بات سُننا تک گوارا نہیں
کرتا جس سے بیحرمتی ظاہر ہو اسکا ایمان اور ضمیر اس کو مجبور کریگا کہ" اپنی اور اُس کی جان"
"خون اور پانی" ایک کردے۔ جناب نے مولانا کو اس کی تلافی کے لیے مجبور کیا تو مولانا نے
جواب میں جو یہ فرمایا کہ" میں تو یہی کہونگا اور اسی طرح کہونگا" بیجا کہا بجائے اسکے یہ کہتے:۔
" میں دنیا میں تو کیا دوزخ میں بھی یہی کہونگا" تو درست ہوتا کیونکہ وہاں بھی ان کے
دوست اور بھائی ہندو موجود ہوں گے جن کی خوشنودی کے لیے یہ الفاظ کہنے ضروری ہیں
عجب نہیں کہ مولانا کا حشر ہندو قوم کے ساتھ ہی ہو، کیونکہ بموجب حدیث شریف" جو شخص
جس سے محبت رکھتا ہے اس کا حشر اُسی کے ساتھ ہوگا" میں نے حبیب درویش میں یہ پڑھا تھا

کہ مولانا محمد علی صاحب نے سوامی شردھانند سے کہا کہ "آپ ایک عزت دار ہو کر حسن نظامی جیسے بے عزت آدمی سے کیوں لڑ رہے ہیں" تو بدن میں آگ سی لگ گئی تھی اور اب جب کبھی اسکا خیال کرتا ہوں تو غصہ اور رنج سے ہاتھوں میں رعشہ پڑ جاتا ہے۔ مولانا کبھی ایسی خوشامدی باتوں سے عزت حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ تو "چاپلوسی" ہے۔ کاش وہ سوامی شردھانند کے چیلے ہو جاتے تو دو فتنہ مل کر کم از کم ایک قیامت تو ہو جاتی۔

غرض مولانا محمد علی صاحب کے "اعلان جنگ" کی ہر فقرہ اور سطر کے ہر لفظ سے "پرانے بغض" اور غصہ کے حسد کا اظہار ہوتا ہے۔ بخلاف اس کے جناب کے بیان سے خلوص واقعات کا اظہار، خانہ جنگیوں کا افسوس، تبلیغ کے نقصان کا خوف ظاہر ہوتا ہے۔ خصوصاً اس عبارت کو پڑھکر جہاں آپنے ہدیت شریعت لکھ کر تحریر فرمایا ہے کہ "چونکہ مولانا محمد علی بھی ایک آبرو یافتہ قومی سردار ہیں۔ اس لئے مجھ پر ان کی عزت لازم ہے" میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ مسلمان دیکھینگے کہ جہاں ان میں ایسے لوگ ہیں جو صرف بغض و حسد کے زیر اثر دوسروں کو مغلظات سناتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ ان کے ہاں اتنے مکان ہیں اور ان کی بیوی کے ہاں اتنا زیور ہے وہاں ایسی پاک ہستیاں بھی موجود ہیں جو سب کچھ صبر و تحمل کے ساتھ سن کر جواب دیتی ہیں اور جواب میں اس بات کی احتیاط کرتی ہیں کہ کوئی لفظ کسی کے "پاک دامن" پر دھبہ ثابت نہ ہو۔

مجھے مولانا سے جو بڑا اختلاف ہے وہ "اختلاف للہی" ہے۔ مولانا نے لکھا کہ میں خواجہ حسن نظامی اور ان کے تبلیغی کام کو نیست و نابود کر دونگا، مٹا دونگا۔ ہم مولانا سے یہ پوچھتے ہیں اور بزور پوچھتے ہیں کہ اگر آپ کو بالفرض اختلاف ہونا چاہیے تو حسن نظامی صاحب سے نہ کہ ساتھ ساتھ ان کے تبلیغی کام سے بھی۔

مولانا کو "ڈنکے کی چوٹ" سنا دیا جائے کہ تبلیغ مذہب خدا کا حکم ہے اور مبلغ خدا کا فرمانبردار، پس جو شخص تبلیغ و مبلغ اسلام کو مٹانے کی کوشش کرے وہ منافق ہے

اور جو منافق ہے وہ ہمارا دشمن۔ خدا نے چاہا تو ہم نے ابتداءً اسلام میں منافقوں کو جو مزہ چکھایا تھا اب بھی چکھا دیں گے۔

مولانا نے یہ جو لکھا کہ خواجگی و برتری مٹا دونگا۔ خواب میں بھی کوئی اس طرح بڑا نہیں سکتا۔ مولانا "مولنا" ہیں، حاجی ہیں، کیا ان کو وہ آیت یاد نہیں کہ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ "خدا جسکو چاہتا ہے عزت اور جسکو چاہے ذلت دیتا ہے" ان کی کیا حقیقت ہے کہ خواجگی و برتری مٹائیں۔ سوائے اسکے کہ اس کو عمر بھر حسد کی نگاہوں سے دیکھتے رہیں۔ بھلا مولانا یہ تو بتائیں کہ جب ان کی شہرت "معلم الملکوت" سے بھی زیادہ تھی۔ خدا تعالےٰ کے سوا کس نے عزت دی تھی اور اب جبکہ وہ گمنامی کے گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں "کس نے ان کی عزت واپس لے لی"۔

واپسی برار اور حضور نظام (خلد اللہ ملکہ) کے متعلق مولانا نے مراد آباد کے جلسہ میں جو کچھ کہا اور بعد ازاں آپ سے جو گفتگو ہوئی۔ وہ سخت مضحکہ خیز ہے جس سے طمع، حرص، لالچ، بچھچھورا پن ظاہر ہوتا ہے۔

صورت حال میں کمترین کا معروضہ یہ ہے کہ:۔ یقیناً مولانا محمد علی صاحب سے جھگڑتے رہیں تو وہ تبلیغ اور قوم کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ حتی الامکان ہم کو چاہیے کہ صبر و ضبط سے کام لیں۔ اور اگر خدا نخواستہ حالات اور واقعات نے مجبور کیا کہ ہم ان کے مقابلہ میں جائیں تو ایسے جائیں کہ بغیر ان کو میدان سے بھگا دینے کے خاموش نہ ہوں۔ ہماری فتح اور انکی شکست ہونا اسقدر یقینی ہے جیسے دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن کا ہونا۔ کیونکہ ہم حق پر ہیں اور وہ ناحق پر۔ ہم خدا کے فرمانبردار ہیں اور وہ خدا کی فرمانبرداری (تبلیغ) کے دشمن میں حلفیہ عرض کرتا ہوں کہ آپ کا غلام فخر الدین آپکے ساتھ ہے۔ محمد فخر الدین نظامی حیدر آباد دکن

اودھ کا خط مرشدی و مولائی حضرت خواجہ صاحب ادام اللہ برکاتہ۔ میں آپ کا نادیدہ معتقد اور ارادتمند ہوں اور زمانہ موجودہ کی اس آویزش کا اثر مجھپر حد سے زیادہ

ہے ۔جو جناب والا اور محمد علی کے درمیان جاری ہے ۔میں ہمیشہ سے ان حضرت کو پیٹ کا کُتا دنیا دار اور متلون مزاج سمجھتا ہوں ۔بہت سے مواقع ایسے گذر چکے ہیں کہ یہ بہت تھوڑے لالچ کے لیے ضمیر فروشی پر تیار ہو جایا کرتے ہیں ۔خود بھی دنیا و دین کا نقصان برداشت کرتے ہیں اور سادہ لوح عالم اسلام کو بھی قعر مذلت میں ڈبو دیتے ہیں۔خدا ان کے شر سے محفوظ رکھے ۔آمین ۔

آپ کی ذات تقدس مآب سے کون ناواقف ہے ۔شدھی کی بڑھتی ہوئی رو کو جس پامردی و جانفشانی کے ساتھ سنبھالا وہ آپ کے سوا کسی دوسرے آدمی کا کام نہ تھا افسوس زمانہ کو کیا ہو گیا کہ موتی اور کنکر میں تمیز نہیں کرتا ۔میں بہت خوش ہوں کہ آپ نے اپنے مستحکم اور مضبوط قلعے سے ایک روزانہ میگزین ایسے دشمنوں کی پامالی کے لیے جاری کر رکھا ہے ۔

سید جعفر حسین چشتی عفی عنہ

دموہ کا خط جناب حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب ۔السلام علیکم ۔ہم لوگوں نے روزنامۂ حقیقت لکھنؤ مورخہ ۹ دسمبر میں پڑھا کہ اس کو کعبہ شریف و قرآن مجید پیارا ہے ۔یا سام پور کے محمد علی صاحب ۔ہم لوگوں کی عرض ہے کہ ہم کو کعبہ شریف اور قرآن مجید پیارا ہے ۔

احقر محمد قاسم ہیڈ ماسٹر اردو اسکول دموہ ۔جناب عبدالرزاق نائب مدرس اردو اسکول دموہ ۔منشی عبدالرزاق صاحب ۔جناب شیخ رحیم و عبدالجبار مدرس اردو اسکول دموہ

حیدر آباد کا خط میرے پیارے دین و دنیا کے مالک ظل اللہ تعالی ۔السلام علیکم و قدمبوسی کے بعد عرض خدمت والا ہے کہ تبلیغ کا کام ضروری ہے ۔ہم دوسروں سے چندہ وصول نہ کریں تو بھی بفضل خدا آپ کی دعا سے اتنے پیر بھائی ہیں جو تبلیغ کا کام انجام پا سکتا ہے تبلیغ کے کام کو روکنا ایک معمولی بات کے لیے ٹھیک نہیں ۔حق کا حق ہی ہوگا ۔

سرکار کی ہر ایک رائے بہتر و برتر ہے ۔خادم اپنی جان و مال سے حاضر ہے جیسا حکم ہوگا تعمیل کے لیے حاضر ہے ۔ محمد عبداللہ مخلص نظامی حیدر آباد دکن

ضلع میانوالی کا خط

جناب خواجہ خواجگان حامیِ کعبہ شریف و قرآن سلامت
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ وبعد دعائے فتحیابی کے عرض ہے کہ جناب کے رسالہ درویش میں
مولانا محمد علی صاحب وام مکتہ کے تمام تفصیلی حالات واعلان جنگ پڑھا۔ وملاپ کانفرنس کے
فقرہ جات جو جناب مولانا کی زبان دُر افشان سے بصورت تیر و تبر کے ظاہر ہوئے ہیں پڑھکر
سخت رنجش قلبی ہوئی۔ خداوند کریم مولانا صاحب کو ہدایت مزید دیوے۔ ورنہ یہ فقرہ جات
ایک مسلم سے کبھی ادا ہونے کی توقع نہیں ہوسکتی۔ پھر سہ روزہ پرکاش لاہور اخبار میں یہ پڑھکر
اطلاع دینا فرض لازمی تصور کرکے اطلاع عرض ہے۔ تاکہ ہمارا حشر مولانا کے ہمراہ نہ ہووے
کون ایسا بیوقوف مسلمان ہوگا جو کعبہ شریف و قرآن مقدس کو بالائے طاق رکھ کر ایک طاقت
بشری رکھنے والے انسان کی طرفداری کریگا (بیزار) بیزار ہزار دفعہ بیزار۔ شپرہ اپنی بینائی کو
تیز سمجھ کر آفتاب پر لعنت کرتی ہے۔ ایک بیت فارسی کا لکھنے کو تھا مگر پھر بھی ایک مسلمان کو
برائے ... مسلمان پر ایسا شعر کہنا یا لکھنا واجب نہیں ہے۔ راقم سید گل عباس شاہ

دہلی کا خط

مخدومنا حضرت خواجہ صاحب دام الطافکم۔ السلام علیکم۔ مزاج بخیر
اس میں کلام نہیں کہ محمد علی اور ان کے معاونین کی بے سری الاپ اور بے وقت کی راگنی سے
اعدائے اسلام کو بہت کچھ تھرکنے اور مٹکنے کا میدان ہاتھ آگیا ہے۔ جسکو ناظرین آریہ اخبارات
بخوبی دیکھ رہے ہیں۔ لیکن دشمنان اسلام کا یہ ناچ و رنگ اور اچھلنا کودنا یقیناً چند روزہ ہے۔
اگر جناب استقلال سے تبلیغی خدمت انجام دیتے رہے تو وہ دن قریب نہیں بلکہ اقرب
ہے کہ دشمنوں کی تمام مسرتیں اور خوشیاں رنج و غم اور حسرت و یاس سے بدل جائیں۔

عالیجاہ! خدا کے لیے آپ ناظم صاحب آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس مولینا ابوالوفا
ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اخبار اہلحدیث کے فرمان پر نظر کیجئے۔ اچھے بھلے کام کو چھوڑ کر آپ کس
جھنجھٹ میں پھنس گئے جلدی نکلیے۔ دیکھو اخبار غریب ۹ دسمبر ۱۹۲۶ء۔ تبلیغ کا کام شروع
کیجئے۔ الندا و آتشبازی کی طرف توجہ فرمائیے۔ چھوڑئیے جنوری کیسی۔ دسمبر ہی سے تبلیغ و

اصلاح کے کام شروع ہونے کی اشد ضرورت ہے۔ مسلمانوں کی حالت بیحد قابل رحم ہو چکی ہے رہے ہمدرد، الامان، الجمعیۃ، مدینہ وغیرہ ان کو جناب عزیز حمید، فہیم اور دیگر خدام کے سپرد کیجئے۔ انشاء اللہ پھر دیکھیے کہ چند ہی رگڑوں میں ایک ایک کس بری بھیانک آواز سے بول کر خاموش ہو جاتے ہیں۔

پس مکرر نہایت ادب سے درخواست ہے کہ جناب تبلیغی و اصلاحی کام کو شروع فرمادیں ایک روپیہ ارسال خدمت ہے۔ سید ممتاز ہاشمی بقلم خود

گھروٹہ کا محضر

بخدمت ہادی و سیدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی رحمۃ و مغفرہ تابعدار رحیم بخش خریدار اخبار منادی چٹ ۱۹۷

السلام علیکم و رحمۃ اللہ کے بعد عرض ہے کہ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۲۶ء آپ کے منادی اخبار میں ایک مضمون بعنوان کعبہ شریف و قرآن شریف پیارا ہے یا رام پور کے محمد علی؟ یہ مضمون بہت سے مسلمانوں نے پڑھا اور سب نے یہی کہا کہ کعبہ شریف اور قرآن شریف ہمیں پیارا ہے۔ ان کے آگے محمد علی رامپوری کوئی چیز نہیں ہے جو ہندوؤں کا رفیق ہے۔ فقط والسلام دستخط چند مسلمانان گھروٹہ۔ تابعدار رحیم بخش گھروٹہ خریدار منادی بقلم خود حشمت علی محمد بزاز گھروٹہ۔ چودھری فضل دین بزاز گھروٹہ۔ مولا بخش ٹھیکہ دار بقلم خود۔ شیخ فضل کریم گھروٹہ بقلم خود۔ شیخ رحمت اللہ بقلم خود۔ شیخ دین محمد بقلم خود۔ شیخ عبدالواحد ایم۔ اے گھروٹہ

کوات کا خط

مکرمی خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ زاد فیوضہ۔ تسلیم کے بعد گذارش ہے۔ درویش یکم دسمبر ۲۶ء میں آپ کا بیان پڑھا۔ اسی بیان کو رسالہ پیشوا ماہ دسمبر ۲۶ء میں نقل کیا گیا ہے۔ اور اسی مطلب کی بحث و گفتگو و صفائی آپ کی جانب سے صفحہ ۲ تک رسالہ پیشوا میں درج ہے اس کے بعد خاص اوراق رسالہ پیشوا میں سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر رسالہ نے صفحہ ۱۲ میں اپنی خاص رائے متعلق تبلیغ آپ کے سوال پر ظاہر کی ہے۔ مجھے بقائی صاحب کی رائے سے کلیۃً اتفاق ہے میں نے خاص تبلیغ کی مد میں اب تک کوئی مدد یا چندہ

نہیں دیا ہے لیکن درویش کا خریدار مقصد تبلیغ کو پیش نظر رکھ کر عرصہ تین سال سے ہوں اسلیے
یہ خلوص دل خواجہ صاحب کی خدمت میں گزارش ہے کہ آپ تبلیغ کے کام کو بلا وجہ این و آں
سوچے ہوئے جس طرح حق و صداقت کے ساتھ کرتے آتے ہیں کیے جائیے جب تک کہ یہ کام
تبلیغ آپ سے کرتے بن پڑے کیے جائیے کہ بزرگان صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا یہی
اصلی مقصد زندگی تھا کہ وہ اپنے فیوض سے اسلام کی روشنی پھیلایا کرتے تھے۔ آپ بھی
انہیں مرحومین بزرگوں کے نام لیوا اور قائم مقام ہیں۔ آپ کے دوسرے مسلمان بھی اس
مقصد تبلیغ کو انجام دینا چاہئیں یا چاہتے ہیں۔ کریں۔ چشم ما روشن دل ماشاد۔ یہ میدان
تنگ نہیں ہے جس سے جو بن پڑے کیئے جائے۔ ہر طور پر فائدہ اسلام ہی کو پہونچیگا لیکن کیا
کچھ نہ جائے اور کرنے والوں کے کام میں روڑا اٹکانے کی فکر و کوشش کی جائے۔ یہ تو کچھ
اچھی بات نہ ہوگی لہذا آپ ہرگز ہرگز تبلیغ کے کام کو ایک منٹ کے لیے بھی روکیے نہیں۔
جس قدر حق و صداقت و نرمی کے ساتھ بن پڑے کیئے جائیے اور خدا و رسول سے اس کے اجر
نیک کے امیدوار رہیئے۔ دنیا والوں سے یہی ملیگا جو اب تک مل چکا ہے۔ فقط والسلام

سید محمد محسن خاں عفی عنہ از مقام کوآت

ناگپور کا خط

از طرف خاکساران عظیم الدین و اعظم علی۔ مرشدی و مولائی جناب
خواجہ صاحب۔ بعد آداب تسلیمات فدویانہ و آرزوئے قدمبوسی کے عرض ہے کہ ہم خادم
دیرینہ آپکے جاں نثار ہیں اور ہر وقت جاں نثاری کے لیئے حاضر ہیں۔ ہم کعبۂ معظمہ اور قرآن
مجید کے ساتھ ہیں اور رامپوری محمد علی سے بیزار ہیں اور اگر وہ آپ کے خلاف ہیں تو ہم
لوگ بھی ان کے خلاف ہیں اور بندگان حضور اقدس کے واسطے جان دینے کیلئے تیار ہیں۔

لونگووال کا خط

مصدر فیض جناب خواجہ صاحب۔ السلام علیکم۔ یکم دسمبر کے
اخبار منادی میں (ہر مسلمان جواب دے) عرض یہ ہے کہ ہم لوگ خدا اور رسول اور اسکے
قرآن شریف پر اپنی جان قربان کرنے کو تیار ہیں۔ اگر مولانا محمد علی یا شوکت علی ایسی

واہیات غلطی کرتے ہیں تو توبہ کریں ورنہ مسلمان ان کو بائیکاٹ کریں۔ ہم لوگ انکی اس نالائقی پر از حد ناراض ہیں۔ شبیر محمد بقلم خود۔ حکیم جمال الدین احمد بقلم خود

لکھنؤ کا خط حضرت صاحب قبلہ تسلیم۔ آپ کے مضامین حقیقت میں پڑھتا رہتا ہوں۔ اور پورے طور سے حضور کا ہم خیال ہوں۔ میرے نزدیک یقینی مسٹر محمد علی صاحب نے اگر ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں تو قابل تقلید نہیں ہیں۔ خدا نہ کرے کہ میرا حشر ایسے لوگوں کے ساتھ ہو جو اسلام کو ایسے برے الفاظ سے یاد کریں۔ (خادم فصیح احمد انصاری لکھنؤ)

رائے بریلی کا خط جناب من۔ سلام مسنون۔ میں اخبار منادی کا خریدار ہوں۔ میں نے اس میں جو باتیں دیکھی ہیں اور اس کے بعد اب عزیب اخبار میں جو جو باتیں دیکھیں نہایت سخت حالت افسوس کی ہے۔ محمد علی کو کیا ہو گیا ہے۔ ان کے دوست ڈاکٹر انصاری صاحب و حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحبان سے کہیے کہ ان کی طبی امداد کریں شاید ان کے دماغ میں کچھ فتور اب بڑھ گیا ہے اسلئے کہ قرآن کریم و حرم کعبہ شریف کے متعلق تو وہ عرصہ ہوا بدزبانی سے اپنا ٹھکانا معصیت گاہ میں بنا چکے ہیں اب آل اطہار رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخیاں شروع کر دیں، کیا بالکل نار جہنم کے خواہشمند ہیں سمجھ میں نہیں آیا ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔ قومی و مذہبی غداری تو کر چکے۔ اب آل اطہار و حرم شریف کی شان میں بدلگامی کرتے ہیں اور سادات آل رسول ؐ کو خچر تبلاتے ہیں۔ اللہ نیک ہدایت دے آمین ثم آمین ان کے نام کے ساتھ کوئی لفظ تعظیمی بڑھانا میں اپنے نزدیک سخت معصیت سمجھتا ہوں۔

محمد ایاز خاں و سید مصطفےٰ حسین و سید مرتضیٰ حسین ساکنان رائے بریلی۔ اودھ

چھاتہ کا خط مخدومی مکرم السلام علیکم۔ غریبوں کے اخبار آج ملے ہیں دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مولانا محمد علی اب اپنی اصلی شکل میں نمایاں ہوئے ہیں۔ میں نے حضرت مولینا اشرف علی تھانوی کی کسی کتاب میں یہ پڑھا ہے کہ سنگ اسود کی یہ خاص خاصیت ہے کہ جو کوئی اسکو چھوتا ہے تو وہ چھونے کے بعد اپنی ازلی طبیعت کو خود بخود ظاہر کرنے لگتا ہے۔ پس

اب وہ حاجی ہوگئے ہیں اور سنگِ اسود کو چھو آئے ہیں لہذا اب وہ اپنی ازلی طبیعت کو چھپا نہیں سکتے۔

احقر عبدالرزاق - چھاتہ ضلع متھرا

اجمیر شریف کا خط

قبلۂ دوجہان مدظلہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

نہایت ادب سے عرض ہے۔ منادی، درویش وغیرہ اخبارات سے مولانا محمد علی صاحب رامپوری کے حالات معلوم ہوئے۔ مجھے محمد علی رامپوری کی ناعاقبت اندیشی اور عقل پر سخت افسوس ہے کہ وہ تبلیغ جیسے اشد ضروری اور پاک مقصد کے درپئے بوجہ اپنی نفسانیت کے اور ہندو نواز پالیسی کے ہو رہے ہیں۔ مجھے کعبہ شریف و قرآن پاک کہ کلام اللہ تعالیٰ کا ہے دل سے پیارا ہے محمد علی کو کہ جس نے کہا کہ اگر کوئی ہندو کعبہ و قرآن کے ٹھوکر مارے تب بھی میں ہندو پہ ہاتھ نہ اٹھاؤں گا میں ٹھوکر مارنے کو تیار ہوں۔ آپ برابر محمد علی مذکور کا مقابلہ پوری پوری طاقت سے کیجئے اور یہ غریب کمینے والا آپ کا حتی الوسع دامے درمے قدمے سخنے امداد اور ساتھ دینے کے واسطے ہر وقت مستعد ہے۔ محمد علی کو ان کی حرکات ناشائستہ کے عوض میں اگر وہ اپنی ان حرکات سے باز نہ آئیں تو ضرور شکست دینا چاہیئے اور ایسی شکست دینی چاہیئے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ذلیل و خوار ہو جائیں۔ اور پھر کبھی ایسی باتیں کرنے کا ان کے مختل دماغ میں خیال تک پیدا نہ ہو سکے۔ والسلام۔

احقر العباد سید محسن علی اجمیر شریف

منڈر گی کا خط

میرے عزیز استاد میرے دینی و دنیوی اُستاد حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی خدمت میں از طرف آپ کا عزیز شاگرد محمد حسین ابن حسن میاں نائب مدرس بمقام منڈر گی تعلقہ گدگ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد دست بستہ گذارش ہے کہ مولانا محمد علی کی حقیقت معلوم ہوتے ہی دل کو بہت صدمہ پہونچا۔ مولانا محمد علی کو ایسی بیجا حرکت سے باز آنے کے لیے اللہ تعالیٰ نیک ہدایت دیوے۔ میں اور یہاں کے چھ سو سات سو مسلمان آپ کا ہی ساتھ دیتے ہیں اس میں کچھ شبہ نہ لادیں۔ مولانا محمد علی سے مقابلہ کرکے ان کو راہِ راست پر لانا چاہیئے۔

حیدرآباد دکا خط

بخدمت شریف جناب مولوی خواجہ حسن نظامی صاحب زاد اللہ عنایتکم

وعمرکم۔ السلام علیکم وعلی من لدیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے اخبار درویش مورخہ یکم دسمبر ۱۹۲۶ء کو دیکھا اس میں آپنے ہر مسلمان سے محمد علی کے بیان کردہ الفاظ کی نسبت دریافت فرمایا ہے کہ سوالات مندرجہ اخبار مذکور کو اچھی طرح پڑھ کر سمجھ کر و غور کر کے جواب دیں۔ اس کی نسبت میرا جواب یہ ہے کہ اگر محمد علی نے کعبۃ اللہ و قرآن شریف کی نسبت ایسے الفاظ بیان کیے ہیں تو وہ مسلمان نہیں رہا۔ افسوس کہ شریعت کا زمانہ نہیں رہا ورنہ یہ شخص لائق .... معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص منافق ہوگیا ہی اسلیے کہ ظاہرا تو مسلمان کہلاتا ہے اور معاملات میں اسلامی مقاصد یعنی تبلیغ وغیرہ کی مخالفت کرتا ہی افسوس ہے کہ یہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ و مکہ معظمہ جاکر آیا ہے پر اس میں اسلامی جوش کچھ بھی باقی نہیں۔ اس کو یہ بھی خیال نہ آیا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا میں تشریف فرما ہوئے تھے تو آپ نے تبلیغ ہی فرمائی تھی۔ اس پاک مقام کے اثرات بھی لیکر نہ آیا بمصداق اس شعر کے ؎ خر عیسیٰ اگر بمکہ رود چوں بیاید ہنوز خر باشد

جس شخص کے دل میں کافروں کی خوشنودی کے لیے کعبۃ اللہ و قرآن پاک کی عظمت نہیں اور اپنی بیوی کی بیحرمتی کی غیرت نہیں وہ کافر بیحیا مردود ہے۔ خدا کے لیے ایسے شیاطینی وساوس ورکاوٹوں میں تبلیغ کے کام میں ہرگز فرق نہ لائیے۔ آپ اسلامی خدمت کیجیے۔ خدائے تعالےٰ آپ کے ساتھ ہے۔ حیدرآباد دکن میں بھی محمد علی کی فتنہ پردازی و شرارت و خلاف تہذیب تحریر کو نہایت ہی بری نظر سے دیکھا جا رہا ہے۔ یہ شخص سلطنت حیدرآباد کا بہت بڑا خیرخواہ اب اسوقت بن گیا ہے۔ کیا اپنی پہلی غداریوں کو بھول گیا۔ جو متعدد جلسوں میں مخالفانہ تقریر کر کے لوگوں کے دل میں حیدرآبادیوں کی طرف سے عداوت و حقارت جما دی تھی۔

مسلمان ہو کر کافروں کی دوستی میں ایسے افعال نہایت ہی شرمناک ہیں۔ میرے اس خط کو درج اخبار فرما دیجئے۔ تاکہ محمد علی صاحب کو کچھ غیرت آجائے۔ راقم محمد وزیرالدین از حیدرآباد

ضلع اعظم گڈھ کا خط

لعالی خدمت جناب خواجہ حسن نظامی صاحب السلام علیکم

بعد سلام مسنون کے واضح ہو کہ جب سے خاکسار نے تبلیغی رفیقوں کی فہرست میں نام لکھوایا ہے بفضلہ تعالیٰ کام اچھا ہو رہا ہے۔ جسقدر اشتہارات آتے ہیں چسپاں کر دیتا ہوں۔ مئو کے ۴۲ میل مربع میں شدھی و سنگھٹن کا چرچا کامیاب نہیں ہوا ہے۔ حالانکہ آریوں نے بہت کوشش کی مگر آپ کے اشتہارات و اخبارات کی وجہ سے کچھ نہ کر سکے۔ برخلاف اس کے چار عورتیں دو لڑکے پانچ مرد مشرف باسلام ہوئے ہیں اور ثابت قدم ہیں۔ خداوند کریم آپ کو تبلیغ کے کام کے لیے زندہ رکھے۔ میں باوجود ترک موالاتی ہونے کے مولانا محمد علی صاحب سے اختلاف کرنا پڑا جو کہ آج کل خواجہ صاحب سے الجھے ہوئے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ محمد علی کی باطل آرائی شکست کھائیگی۔ اور حق کو فتح نصیب ہوگی۔ جس وقت سے کہ مئو میں محمد علی کے متعلق اشتہار چسپاں ہوا ہے پہلے تو سنسنی سی ہوگئی بعد ازاں حقیقت سے لوگ آشنا ہوئے۔ جو لوگ مداح تھے وہ اب مخالف ہو گئے۔ محمد علی کے چند حمایتی ہیں جو کہ اشتہار کو اکھیڑنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور عجب کیا کہ آپ کے پاس بندش کا خط بھی لکھے ہوں یا آیندہ لکھیں۔ امید کہ ہوشیار رہیں گے اور اشتہار کثیر تعداد میں بھیجئے تاکہ در و دیوار پر چسپاں زیادہ تعداد میں ہوں اور محمد علی کی حقیقت الم نشرح ہو جائے۔ راقم عبدالحی مئوناتھ بھجن اعظم گڈھ

الہ آباد کا خط

خواجہ من! درویش کے تازہ پرچہ میں مولانا محمد علی صاحب کے بیجا حملوں کا جواب نظر سے گذرا۔ جس دل میں ایمان اور صداقت کا جلوہ ہے جب اس سے کوئی بات نکلتی ہے تو خلقت کے دلوں پر نقش ہو جاتی ہے۔ آپ نے جو کچھ لکھا ہے اس کے حرف حرف میں صداقت کی جھلک موجود ہے۔

میں ایک مدت سے آپکے ادبی کمالات کا معترف ہوں لیکن کچھ عرصے سے آپکی روحانیت کا بھی مجھپر گہرا اثر پڑا ہے۔ میں نے آپ کو ہمیشہ نیک دل، نیک نیت اور بنی نوع انسان کا سچا خیرخواہ پایا ہے۔ آپکے تبلیغی کام میں بھی مجھے یہی جذبہ کار فرما نظر آتا ہے۔ جو راستہ آپکے نزدیک سیدھا

اور سچا ہے آپ چاہتے ہیں کہ تمام فرزندان آدم اسی راستہ پر آجائیں۔ یہی ان سب کے لیے آپ کی محبت کا ثبوت ہے۔

مولانا محمد علی صاحب کے متعلق آپ کا یہ خیال مجھے بھی صحیح معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے مقابلہ میں دوسرے شخص کی ہر دلعزیزی گوارا نہیں کر سکتے۔ خدا ان پر رحم کرے۔

میرے نزدیک آپ کا جواب قطعی اور مسکت ہے۔ اگر اس کا بھی وہ کوئی جواب دیں تو آپ پھر کچھ نہ لکھیں تو بہتر ہے۔ آپ کا ان کا کیا مقابلہ۔ آپ روحانیت میں سرشار رہیں وہ مادیت کے پرستار۔ (نیاز مند قدیم:۔ حامد اللہ افسر (بی۔اے) میرٹھی

ساؤلی ریاست بڑودہ کا خط

یہ خط بہت طویل ہے خلاصہ یہ ہے:۔

ساؤلی ریاست بڑودہ کی جماعت مسلمین شکر گزار ہے کہ آپ نے ہم سے رائے دریافت کی۔ ہم سب مسلمان محمد علی کے الفاظ سے سخت ناراض ہیں اور کعبہ و قرآن شریف کے شیدا ہیں۔

ہمدردی کی بے مہری

از جناب سید شاہ علی صاحب امید قادری جاگیردار حیدرآباد دکن

چال ظالم کی بساط دہر پر اک نرد ہے
چرخ بازیگر بھی کیا خاصہ کھلاڑی مرد ہے

اُف ارے تیری تفرقہ سازی کہ سب حیران ہیں
غم کی رنگ آمیزیوں سے آج محفل سرد ہے

رو ئیے سر پیٹیے پھر تازہ ماتم کیجیے
ہنسنے والے ہنس رہے ہیں دل میں اپنے درد ہے

دھوم کی ہے فتنہ آرائی تماشائی ہیں غیر
دوست ہیں دست و گریباں مشتعل ہر فرد ہے

چھیڑ بھی مطلب کی غصہ بھی بنایا کر بھی نئے
مختصر یہ قصۂ بے مہری ہمدرد ہے

آئینہ ہے شکل حیران ظالم و مظلوم کی
کس کا چہرہ زرد ہے خاطی کا چہرہ زرد ہے

بھید سارا کھل گیا عیب و ہنر کا چار میں
کس کا دامن پاک ہے دامن پہ کس کے گرد ہے

مدعی کی ہوگئیں بے سود کار ستانیاں
گرم آخر گرم نکلا سرد آخر سرد ہے

جیت لی تو نے ہی بازی رزم کے میدان میں
حق کے ساتھی حق کے شیدا تو ہی سچا مرد ہے

دشمن ایماں کی سب ہرزہ سرائی دیکھ لی
کاتیاں، بیدین، با تو نی بڑا بیدرد ہے

جب کبھی بالکل پتے کی جب کبھی چبھتی ہوئی
آپ کی بھی ذات اے امید سب میں فرد ہے

حضرت جوہر سے خطاب

(از جناب سید شاہ علی صاحب امید قادری جاگیردار حیدرآباد دکن)

اے قوم کے حامی تری اچھی نہیں ہے خودسری
تحسین کے قابل نہیں ہرگز یہ جنگ زرگری

کعبہ سے تو منہ موڑ کر راہ ہدایت چھوڑ کر
دشمن سے رشتہ جوڑ کر جتلا رہا ہے برتری

ایمان کے دشمن ہیں وہ اسلام کے رہزن ہیں وہ
ناداں بڑے پرفن ہیں وہ جنگی ہے تجھ پر افسری

نادانیوں سے باز آ، پھر جا بہر خدا
اے بندۂ جور و جفا پھیلی ہے کیسی ابتری

دنیا میں اچھے کام کر کچھ خدمت اسلام کر
کچھ کوشش انجام کر حاصل ہو جس سے بہتری

دشمن کو تو اپنے سمجھ، ہاں غیر کہنے کو سمجھ
اس چلتے چکے کو سمجھ، جلدی مٹا درد سری

اغیار کی خاطر نہ کر، خوف خدا سے دل میں ڈر
پہنچا نہ اپنوں کو ضرر، مجرم کو بھی کر دے بری

مسلم کی حالت زار ہے، مجبوریوں سے خوار ہے
ہاتھوں پہ بیمار ہے دکھلا یہاں چارہ گری

دنیا ہے تیری گھات میں شورش ہلاکت ذات میں
پڑتا ہے کیوں آفات میں تو زیر چرخ چنبری

ایمان کے رستہ پہ آ، ہاتھ اپنے بھائی سے ملا
تفسیر احکام خدا ہے سنت پیغمبری

امید کی سن لے فغاں پہچان لے سود و زیاں
بھائی نہ کر اب این و آں اک بھول ہے غارتگری

شیرازۂ ملت کا انتشار
باہمی خانہ جنگی پر چند قطرات اشک

ہندوستان میں مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی نے جو خوفناک صورت اختیار کی ہے وہ ہر درد مند مسلمان کو "اشک خونیں" گرانے پر مجبور کرتی ہے اور اصلاحی اور تنظیمی تحریکوں پر اس تباہ کن جنگ و پیکار کا جو اثر

پڑرہا ہے، وہ نہایت المناک اور دہشت انگیز ہے۔ حیران ہوں کہ ملت اسلامیہ کی کشتی جو اس طوفان بلا میں پڑی ہوئی جھکولے کھا رہی ہے وہ ساحل مقصود پر کیونکر پہونچ سکے گی اور وہ رہنمایان قوم جو "اصلاح و تنظیم ملت" کے دعویدار ہیں۔ اس جنگ و جدال میں مصروف ہونے کی حالت میں کیونکر اپنے فرائض انجام دے سکیں گے؟

میں اس حقیقت پر یقین رکھتا ہوں کہ مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی ہمیشہ ان کی ہلاکت اور تباہی کا باعث ہوئی ہے اور اس باہمی جنگ و پیکار نے مسلمانوں کو جتنا نقصان پہونچایا ہے کسی اور چیز نے نہیں پہونچایا۔ بالخصوص آج کل جبکہ ہر طرف سے مخالفین اسلام مسلمانوں پر حملے کر رہے ہیں اور انہوں نے اپنی پوری قوت کے ساتھ مسلمانوں کو کچلنے اور مٹانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ مسلمانوں کا آپس میں لڑنا حد درجہ افسوسناک ہے۔

خواجہ حسن نظامی اور مولینا محمد علی

۸ر نومبر ۲۶ء سے مولانا محمد علی اور خواجہ حسن نظامی میں معرکہ آرائی شروع ہوئی ہے۔ مولانا محمد علی نے خواجہ صاحب کے خلاف جتنے مقالات افتتاحیہ شائع کیے اور خواجہ صاحب نے ان کے جو جوابات دیے میں نے ان سب کو بنظر غائر پڑھا ہے۔

میں ۹ر دسمبر تک بالکل خاموش رہا اور میں نے اس باہمی جنگ و پیکار میں مطلق حصہ نہیں لیا میں سمجھتا تھا کہ دس پانچ دن میں یہ جنگ ختم ہو جائیگی اور فریقین کسی صحیح نتیجہ پر پہونچکر آپس میں مصالحت کر لینگے۔ لیکن افسوس کہ اس باہمی خانہ جنگی نے نہایت خوفناک صورت اختیار کر لی اور مجبوراً مجھے بھی اس سلسلہ میں کچھ لکھنا پڑا۔ میں نے ۹ر دسمبر کو مولانا محمد علی کے نام ایک خط لکھا جس میں میں نے ان کو خواجہ صاحب کے "حلف نامہ" کی طرف توجہ دلائی اور ان سے درخواست کی کہ خدا کے لیے اب اس قصہ کو ختم کیجیے۔ لیکن مولانا نے اس خط پر کوئی توجہ نہ کی اور غالباً مجھے خواجہ حسن نظامی کا طرفدار قرار دیا۔ پھر ۱۲ر دسمبر کو میں نے مولانا محمد علی کے نام ایک کھلی چٹھی شائع کی اور اس میں باہمی خانہ جنگی کے مضر اثرات پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا سے التجا کی کہ آپ خواجہ حسن نظامی کے حلف نامے پر غور کیجیے اور اس باہمی جنگ و پیکار کو طوالت

نہ دیجئے لیکن اس کا بھی کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ آج پھر چند معروضات پیش کرتا ہوں۔

خواجہ صاحب کی ۱۹۲۳ء میں "سجدۂ تعظیمی" کے جواز و عدم جواز کی بحث میں میں نے خواجہ حسن نظامی صاحب کی سخت مخالفت کی تھی لیکن جب انہوں نے تبلیغ و حفاظتِ اسلام کا کام شروع کیا تو میں نے تمام اختلافات کو دفن کر کے خواجہ صاحب سے مصالحت کر لی اور ان کے تبلیغی کام کی قلمی اعانت کی اور گذشتہ چار سال میں انہوں نے جو عظیم الشان تبلیغی خدمات انجام دی ہیں۔ میں ان کا معترف ہوں۔

تاہم جب ۱۴ نومبر کے ہمدرد میں مولانا محمد علی نے خواجہ صاحب کا "۱۲ اگست ۱۹۱۸ء" کا لکھا ہوا "زیر بحث" خط شائع کیا اور اس کے متعلق مولانا نے مسلسل پانچ چھ طویل لیڈنگ آرٹیکل لکھے تو میرے دل میں خواجہ صاحب کی طرف سے کسی قدر سوءِ ظن پیدا ہوئی لیکن جب خواجہ صاحب کا حلف نامہ تک شائع ہو گیا جس میں لکھا تھا کہ "میں حسن نظامی اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ ۱۲ اگست ۱۹۱۸ء کے خط میں جو الفاظ میں نے لکھے تھے ان کا یہ مطلب نہیں تھا کہ میں نے حضور نظام کے خلاف اور ان کو نقصان پہونچانے کے لیے چیف کمشنر دہلی سے مخبری و جاسوسی کی۔ میں نے تمام عمر کبھی حضور نظام یا کسی مسلمان بادشاہ کے خلاف چیف کمشنر دہلی یا وائسرائے یا گورنر یا کسی اور سرکاری افسر سے مخبری و جاسوسی نہیں کی۔ میں نے شروع سے آج تک کبھی کسی قسم کے محکمہ جاسوسی کا کوئی کام نہیں کیا نہ اس محکمہ سے کبھی میرا تعلق ہوا نہ اب ہے۔ میں نے تمام عمر کسی مفید اسلامی تحریک کو کسی قسم کا نقصان پہونچانے کے لیے کوئی علانیہ یا خفیہ کام نہیں کیا۔ میں نے اس بیان میں اگر کسی قسم کی چالاکی یا الفاظ کی ادھیڑ بُن یا حیلہ جوئی کی نیت رکھی ہو اور جھوٹ بولنے کا ارادہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ کی لعنت اس دنیا میں اور آخرت میں مجھ پر نازل ہو۔" تو مجھے قطعی یقین ہو گیا کہ ۱۲ اگست ۱۹۱۸ء کا زیر بحث خط درحقیقت جاسوسی اور مخبری سے تعلق نہیں رکھتا اور خواجہ صاحب نے جو چیف کمشنر دہلی سے شکایت کی تھی اس کا مقصود حضور نظام نہ تھے بلکہ ظفر علی خاں تھے۔

مولانا محمد علی کی ضد — میں اپنی کھلی چٹھی مطبوعہ ۱۲ر دسمبر میں اس بات کو لکھ چکا ہوں کہ میرے دل میں مولانا محمد علی کی ایک خاص وقعت ہے اور میں ان کی بے مثل قربانیوں اور ان کے ایثار اور ان کی ملی خدمات کا معترف ہوں بایں ہمہ خواجہ صاحب کا حلف نامہ شائع ہونے کے بعد میں مولانا محمد علی کی موجودہ روش کو اچھا نہیں سمجھتا اور ان کی تحریروں کو سخن پروری پر محمول کرتا ہوں۔ مجھے مولانا کی طرف سے یقینی توقع تھی کہ وہ غور و فکر کے بعد "حلف نامے" کو قبول کر لینگے اور اس پر اعتبار کر کے بحث و تحمیص کے سلسلے کو ختم کر دینگے لیکن افسوس یہ توقع غلط ثابت ہوئی۔ مولانے اپنے غیظ و غضب کی بنا پر حلف نامے کو بھی ٹھکرا دیا اور اس کو بے اثر ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔

مولانا محمد علی سے درخواست — بہرحال اگر مولانا محمد علی نے محض "حسبۃً للہ" خواجہ حسن نظامی کی مخالفت کی ہے اور خواجہ صاحب کے ۱۹۱۸ء کے خط کو اپنے نزدیک جاسوسی اور مخبری سے متعلق سمجھکر ان کو حضور نظام کے خلاف جاسوسی اور مخبری کا ملزم ٹھیرایا ہے تو مولانا محمد علی کو چاہیئے کہ وہ خواجہ صاحب کے حلف نامہ کو غور و فکر کے ساتھ پڑھیں اور اس پر اعتماد کر کے باہمی خانہ جنگی کا خاتمہ کر دیں۔

اے فریقین بجا ہو تو میری مانو — جو نقیضیں ہیں گذشتہ کی انہیں جانے دو
مختلف گر ہیں مسالک تو تخیل ہو ایک — اہل اسلام کو للہ نہ ٹکرانے دو

(مولانا) زاہد القادری (صاحب) رکن مجلس منتظمہ خلافت کمیٹی دہلی

مسلمانوں کی قسمتوں کا فیصلہ

خواجہ حسن نظامی اور مولانا محمد علی کی نہ ختم ہونے والی جنگ کا سلسلہ ایک طوفان کی صورت اختیار کرتا چلا جا رہا ہے اور وہ وقت قریب ہے کہ جب یہ جنگ اپنے ناگوار نتائج غریب مسلمانوں پر برآمد کریگی۔ دو طاقتور ہستیاں برسرپیکار ہیں، جنگ کا ایک طوفان بپا ہے، چاروں طرف سے ختم کرو ختم کرو کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔ یہاں تک اس جنگ کا اثر ہوا کہ میرٹھ کے اخبارات کے ایجنٹ

نے مجھ سے کہا کہ لوگوں نے ہمدرد صرف اس لیے خریدنا بند کر دیا کہ وہ اپنے زخمی دلوں کو مولانا
محمد علی کی تحریروں سے اور زیادہ زخمی نہیں بنانا چاہتے چنانچہ اخبارات جو کچھ توں بٹے رہتے ہیں
لوگوں کا خیال ہے کہ یہ شخصی جنگ ہے۔ میں جانتا ہوں اور یہ مانتا ہوں کہ یہ جنگ
ایک حد تک شخصی ہے یعنی مولانا محمد علی نے خواجہ صاحب کے خلاف جذبات جو دبے ہوئے
تھے ان کو ایک دم سے نکال پھینکا ہے اور خواجہ صاحب کے خلاف جو کچھ لکھ سکے یا لکھ سکتے ہیں
لکھ رہے ہیں۔ ان کو لکھنے سے غرض ہے۔ خواہ مہذب ہو خواہ غیر مہذب۔ چند لوگوں نے جب
ان کی غیر مہذب تحریروں کی طرف اور ان کی اس جھگڑا بازی کی جانب توجہ دلائی تو انہوں
نے لکھ دیا کہ عام پبلک ایسے ہی مضمون چاہتی ہے اسی لیے میں اسی رنگ میں لکھونگا یہ ایسی
ہی بات ہے کہ عام پبلک مولانا محمد علی سے درخواست کرے کہ تم ننگے ہو کر ناچنے لگو تو کیا وہ تیار
ہو جائینگے۔ میرے خیال میں تو وہ کبھی تیار نہ ہوں گے لیکن ضد کی اور بات ہے شاید تیار بھی ہو جائیں
ذرا سی بات تھی اسے افسانہ کر دیا۔ آخر ایسا کیوں کیا گیا۔ عام نگاہیں اس محرم راز
محبوبہ کے بند قبا کھولنے سے عاجز ہیں وہ سطحی طور پر خواجہ صاحب کے الزام کو سامنے رکھ رہی ہیں
لیکن اگر آج ان کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس راز کے پردے میں **خلافت کی محبوبہ**
چھپی ہوئی ہے اور ان الزامات کے ذریعے خواجہ صاحب اور دوسرے تبلیغی کارکنوں کو راستہ سے
ہٹا کر خلافت کی محبوبہ کو حاصل کرنا مقصود ہے تو مولانا محمد علی کی رہی سہی سب خاک میں ملجائیگی۔
ہر چھوٹے بڑے مسلمان کو میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ جنگ خواجہ حسن نظامی اور محمد علی
کی جنگ نہیں ہے بلکہ اب اس جنگ میں تمھاری اور ہماری قسمتوں کا فیصلہ ہے۔ اب دو صورتیں
تمھارے سامنے ہیں ایک تو یہ کہ مسلمان علیحدہ اپنی قوت کو زندہ کریں اور خود اس قابل ہوں کہ
وہ غلامی اور ہندوؤں کی خوشامد اور افلاس سے آزاد ہو جائیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ
پھر وہ عارضی اتحاد پیدا کریں اور اُن چھریوں کو جنہیں دنیا ہندو کہتی ہے پھر گلے سے لگا لیں۔
اگر پہلی صورت اختیار کرتی ہے یعنی اپنی قوت کو علیحدہ بنانا اور ہندوؤں کی فتنہ پردازی

سے محفوظ رکھنا ہے تو اسلام کے دامن کے نیچے آجاؤ اور اپنے لیے ایک ایسا لیڈر یا رہنما منتخب کرو جو اسلام کے دشمنوں سے تمھیں ہر وقت بچائے اور تمھاری اصلاح کرے۔

اور اگر تمھیں دوسری صورت پسند خاطر ہے تو خلافت کی تحریک میں مٹنے کے لیے تیار ہو جاؤ اور سیاسی لیڈروں کے بچھائے ہوئے اندھے جال میں پھنس جاؤ۔

(مفتی سید) شوکت علی (صاحب) فہمی ایڈیٹر رسالہ دین و دنیا دہلی

جالندھر کا خط

جناب خواجہ تبلیغ کے راجہ۔ السلام علیکم۔ یکم دسمبر کے "منادی" میں آپ نے ہر مسلمان سے پوچھا ہے کہ تمھیں کعبہ و قرآن پیارا ہے یا مولانا محمد علی رامپوری اڈیٹر ہمدرد۔ پس میں بحیثیت ایک مسلمان کے کہتا ہوں کہ مجھے کعبہ و قرآن پیارا ہے نہ کہ مولانا محمد علی رامپوری اور میرے خیال میں ہر مسلمان کا یہی فیصلہ ہوگا۔

بیشک محمد علی نے بہت سے اچھے کام کیے ہوں گے۔ لیکن اب اُن کے تمام کام خاک میں مل گئے اور اسی طرح شیطان نے بہت دیر تک سجدے کیے۔ لیکن آخر آدم کو سجدہ نہ کرنے پر تمام خاک میں مل گئے۔ جو آدمی قرآن و کعبہ پر ہندوؤں کو ترجیح دے اس کا ضرور کوئی نہ کوئی مقصد ہوگا۔ میرے خیال میں محمد علی کا یہ مقصد ہے کہ مسلمانوں میں تو ہر دلعزیزی ملتی نہیں (اور ملے بھی کیسے ہر ایک سے گالی گلوچ سے پیش آنا) ہندوؤں کی آبادی زیادہ ہے۔ ان میں ہی سہی لیکن انھیں یہ معلوم نہیں کہ ایک مومن کی طاقت غیر مسلم سے دس گنا ہوتی ہے۔ خدا انھیں ہدایت دے۔ والسلام۔ محمد صدیق

اکولہ۔ برار کا خط

مرشدنا حضرت خواجہ صاحب۔ السلام علیکم۔ آج ہی غریبوں کا اخبار آیا تبلیغ کے لیے حسب حیثیت و حسب الحکم عہ روانہ کرتا ہوں قبول کیجیے کیا کروں اللہ تعالیٰ نے مجھے امیر نہیں بنایا ورنہ میں اکیلا آپ کے اس کام کو اٹھا لیتا۔

"ہمدرد" کی غیر مہذبانہ تحریر سے اس قدر آپ کے غلاموں کو تکلیف ہو رہی ہے جو بیان سے باہر ہے۔ میں نے بار بار ہمدرد پڑھا لیکن سوائے ذاتیات کے اور رشک و حسد کے

کچھ نہ پایا۔ افسوس اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ دے۔ ہر کام کے لیے بسر و چشم حاضر ہوں۔

غلام شیخ حسن نظامی

نگینہ ضلع بجنور کا خط

مکرمی و مخدومی حضرت خواجہ صاحب دام فیوضکم۔

بعد سلام مسنون آنکہ عرض خدمت فیضدرجت میں یہ ہے کہ غریبوں کا اخبار موصول ہوا تھا میں نے تو بغور پڑھا ہے لیکن بہت سے اشخاص کو سنایا اور دیکھنے کو دیا۔ نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ سب یہ کہتے ہیں کہ تبلیغ کا سلسلہ ضرور رہنا چاہیے کیونکہ یہ فریضۂ خداوندی اور سنّت رسولؐ اللہ ہے۔ ہم سب تبلیغ کے حامی ہیں۔ قرآن ہمارا ایمان ہے اور کعبہ کا احترام صدق دل سے کرتے ہیں اور جو اس کی بیحرمتی کا خواہاں ہو اس کے ہم دشمن ہیں۔ چاہے اس معاملہ میں کتنی مخالفت ہو۔ لیکن خدا کے حکم بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ پر ہمارا ایمان ہے۔ جو اس کے خلاف ہم اس کے خلاف۔ قرآن و کعبہ کے احترام پر جو حملہ آور ہو اس پر ملامت ہے۔ اور کیا لکھوں۔ جس وقت یہ باتیں سامنے آتی ہیں دماغ میں ہیجان پیدا ہو جاتا ہے۔ خدا مخالفین کو ہدایت دے اور راہِ راست دکھائے۔ خادم آپ کا تابعدار ہے۔

خادم (حکیم) سید محمود اختر

ضلع بستی کا خط

محب الاسلام و انیس المسلمین ادام اللہ برکاتہٗ۔ سلام مسنون

یکم دسمبر ۱۹۲۶ء کے اخبار منادی مطالعہ کرنے کے بعد گزارش و اقرار کرتا ہوں کہ مجھے قرآن سے پیارا کوئی کلام اور کعبہ سے پیارا کوئی مقام نہیں ہے۔ میں بصدق دل اور ایمان سے اقرار کرتا ہوں کہ میں قرآن شریف و کعبہ کا ساتھ دیتا ہوں اور امیدوار ہوں کہ قرآن کریم قیامت کے دن میرا شفیع ہو گا۔

خادم سخاوت علی

بھنڈارہ کا خط

مکرمی جناب خواجہ حسن نظامی صاحب۔ السلام علیکم۔ آپ کا

اعلان پڑھ کر مجھکو بہت رنج و افسوس ہوا کہ مولانا محمد علی صاحب رامپوری نے کعبہ شریف اور قرآن شریف کی شان میں گستاخی کر کے تمام مسلمانوں کے دلوں کو صدمہ پہنچایا

خدا اور اُس کے رسولؐ کو بھی ناراض کیا۔ جب تک مولانا صاحب توبہ نہ کرینگے میں اُن کا ہرگز ساتھ نہیں دونگا۔ فقط

محمد محب الرحیم

حیدرآباد کا خط

مبلغ اعظم مرشدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ و کعبہ مدظلہم۔ مودبانہ آداب وقدمبوسی عرض ہے۔ اخبار ہمدرد مورخہ ۳۰ نومبر صفحہ ۴ کالم ۳ میں محمد علی نے حضرت اقدس کی شان میں جن مکروہ الفاظ اور کفر نویسی کی جسارت کی ہے وہ ناقابل عفو ہے۔ اس مضمون کا ایک ایک لفظ غلاموں کے لیے سوہان روح ہے۔

عالیجاہا! جب تک ہم زندہ ہیں اور ہماری رگوں میں شریف خون ہے تو یہ الفاظ ہم کسی کی زبان سے نہیں سن سکتے ہے

گستاخ بہت شمع سے پروانہ ہوا ہے سر چڑھتا ہے موت آئی ہو دیوانہ ہوا ہے

محمد علی شاید چاہتے ہیں کہ خواجہ صاحب کا جو عزووقار حیدرآباد میں قائم ہے وہ مٹا یا جائے، مگر اُن کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عزت بزرگی خدا کی دی ہوئی ہے۔ اگر ہزار محمد علی پیدا ہو جائیں تو نہیں مٹا سکتے۔ خود بخود ذلیل و خوار ہوں گے۔ آپ کو دنیا بزرگ مانتی ہے اور مانے گی۔ کیونکہ خدا کی دی ہوئی عزت کو دنیا کی کوئی ہستی وہ بھی محمد علی جیسی ذلیل ہستی نہیں مٹا سکتی ع جو چپ رہیگی زبانِ خنجر لہو پکاریگا آستیں کا۔

ہم نمک خواران سلطنت آصفیہ ملکی و حضور نظام حضرت عثمان علی خان بہادر بادشاہ جاہ کے اشارہ ابرو پر اپنا جان و مال قربان کرنے کو تیار بیٹھے ہیں۔ اور ہم نے اپنا ایمان آپ کے سپرد کر دیا ہے تو کسی کی کیا مجال ہے جو ہمارے ایمان کو متزلزل کر سکے " قربان نگاہے ہے تو شوم بازنگاہے "

محمد علی جس نے دھوان دار اسپیچیں دیکر مکر و فریب کا جال بچھایا اور مسٹر گاندھی کو ٹٹی بنا کر اس پردہ میں انھوں نے شکار کھیلا۔ لکھو کھا روپیہ ہماری گاڑھی کمائی کا اُس نے وصول کر کے ممالک غیر کی سیاحت کی، خوب نفیس سوٹ پہنے، موٹروں میں پھرے۔ ہم

جیسے آدمیوں نے بیوقوف بن کر اُن کی موٹر کو ڈھکیلا، بڑے بڑے نامی گرامی ہوٹلوں میں ٹھہرے۔ صرف اس چیخ پر کہ اتحاد پیدا کر لو اور اتفاق سے رہو واہ "چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی" نتیجہ یہ نکلا جو ظاہر ہے۔

اُنہوں نے نسب نامہ حضور والا کا نہیں لکھا بلکہ وہ نسب نامہ اُنہیں کے لیے موزوں ہے کیونکہ وہ موٹے تازے اور لحیم و شحیم ہونے کے علاوہ جو جو حرکات اُن سے سرزد ہو رہی ہیں وہ حیوانوں سے بدتر ہیں۔

اخبار مدینہ کے لیے میں نے خریدار فراہم کیے تھے اور اس اخبار کی میری نظروں میں بڑی وقعت تھی۔ مگر میں نے "مارِ آستین" کے عنوان سے حضور والا کے خلاف جو مضمون دیکھا اپنے ارادہ کو ملتوی کر دیا۔ کیونکہ فی زمانہ ہم کو ایسے اخبار کی ضرورت ہے جو ہمارے عقائد و ایمان کو برقرار رکھ سکے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا بدر الحسن جلالی گورنمنٹ کے خلاف مضمون لکھ کر حراست و گرفتاری و قید فرنگ سے کپکپا کر فوراً ہی گورنمنٹ سے معافی مانگ کر اپنی دال روٹی یعنی اڈیٹری پر قائم و برقرار رہے۔

بہر حال ہم اپنا جان و مال قربان کرنے کو تیار و آمادہ ہیں۔ محمد علی سے برابر مقابلہ فرمایا جائے۔

میر محمد بدیع الزمان نظامی

خسرو شاہ کا خط

میرے سرکار روحی فداک۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

یکم دسمبر کا منادی پڑھا، دیر تک گریہ طاری رہا۔ کیا واقعی مسلمانوں کی تباہی کا وقت آگیا؟ میں تو سمجھتا ہوں کہ نہیں۔ اس وقت تک نہیں جب تک کہ آپ کے ہاتھ میں اتباع نبوت کا نیزہ موجود ہے مسلمان تباہ نہیں ہو سکتے۔ یہ بلکہ ہم فدائیوں کی آزمائش قوت عمل کے لیے قدرت نے برپا کیا ہے اور اس لیے بھی کہ عامۃ المؤمنین امان الہند کے طلوع شمس روحانی کو نہ دیکھ سکنے والے شپرہ چشم دجال کی اصلی شکل دیکھ لیں۔ میرے آقا

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد ۔۔۔ میلش اندر طعنۂ پاکاں زند

آپ نے منادی میں تبلیغی رفیقوں سے مشورۃً دریافت فرمایا ہے۔ سرکار میں رفیقِ تبلیغ نہیں ہوں۔ میں نے کوئی کام نمایاں آپ کے محبوب تبلیغ کا نہیں کیا جس سے سخت شرمسار ہوں۔ مگر چونکہ کہلاتا تو ہوں بندۂ سرکار تمھارا۔ اسلیئے کہتا ہوں کہ لبّیک نحن انصار اللہ یا ابن رسول اللہ۔ (غلامان غلام (حکیم) خسرو شاہ حسنی نظامی)

دہلی کا خط | لیاقت علیخاں اور صداقت علیخاں

راوی۔ یہ دونوں صاحبان بہت معزز آدمی ہیں اور مسلمان قوم ان کو اپنا بڑا اور بزرگ سمجھتی ہے۔ ان دونوں صاحبوں نے قوم کے واسطے کارہائے نمایاں کیے ہیں۔ لیاقت علیخاں بڑے لائق اور تعلیم یافتہ آدمی ہیں اور انھوں نے اپنا کام قوم کی بہبودگی اس طرح شروع کی۔

لیاقت علی خان (۱) مسلم قوم نے خود تک کئی راہیں پیدا کیں۔ جن کو ہم زبان میں (فنڈ) کہتے ہیں اور اُن کا مختلف نام رکھا۔ مثلاً خلافت، سمرنا، حج، تار، طرابلس، غالب، ہمدرد، کامریڈ وغیرہ وغیرہ اور پھر جلسے کی صورت میں رونما ہو کر فرمایا۔

(۲) ہندوؤں کو اپنا بڑا بھائی سمجھو اور ہمارے بڑے بھائی کی شان بڑھانے کو یہ مختصر فقرے اپنی زبان فیض بیان سے بھی فرمائے کہ ہندو (نعوذ باللہ) قرآن کو یا کعبہ کو ٹھوکریں ماریں یا محمد علی کی عورت پر بھی .... دست اندازی کریں تو بھی میں ان کو کچھ نہ کہوں

راوی۔ خدا معلوم مسلمانوں کی غیرت کیا اسوقت خواب میں تھی جو یہ الفاظ سُن سکی۔

دوسری دفعہ آپ اپنی زبان فیض ترجمان سے فرماتے ہیں کہ دیکھو قوم ہم تان کو اوپریٹر ہو گیا ہے۔

قوم حضرت یہ تان کو اوپریٹر کیا چیز ہے۔ ہم تو صرف اتنا سمجھتے ہیں کہ تان معنی روئی ٹکو اور اوپر ملا کر روئی ٹکو اوپر ہوا اور ٹر کیا چیز ہے شاید کوئی انگریزی کا لفظ ہے۔

لیاقت علیخاں۔ دیکھو قوم یہ تان کو اوپریٹر بہت بڑا لفظ ہے اور یہ بہت معنی خیز ہے

اس کے اُردو زبان میں معنی یہ ہیں کہ گورنمنٹ کی نوکری چھوڑ دو اور دیکھو مسلمانو! جیلخانہ چلے جاؤ چنانچہ ہم بھی جاتے ہیں۔

راوی۔ کیوں جناب لیاقت علی خاں صاحب یہ تو بتائیے آپ نے قوم کے ساتھ کیا کیا سلوک کیا۔ سوائے اسکے کہ ہزاروں طریقے سے روپیہ لیا، روزگار چھڑوائے جن پہ ہمارے بڑے بھائی صاحب میاں ہندو مامور ہو گئے۔ جیلخانہ بھیجکر عزتیں لیں۔ ہجرت کا مسئلہ چھیڑ کر مذہب کی توہین کی۔ یعنی ہجرت وقت سے تعلق رکھتی ہے۔ آپ نے ایسے بے وقت ہجرت کا راگ الاپ دیا۔ یعنی جو لوگ ہجرت کر کے گئے وہاں جا کر ایسے ذلیل ہوئے کہ نکال دئے گئے۔ بعض غیرت کے مارے واپس نہ آئے تو بھیک مانگ کر اپنا پیٹ بھرتے رہے۔ بعض سردی اور برف کی وجہ سے جان بحق تسلیم ہوئے، بعض کو سرکار نے دھمکایا جبپر آپ نے کہا دیکھو گورنمنٹ اگر تم کو دھمکائے تو چُپ رہو۔ کیونکہ میرے دوست مسٹر گاندھی کا حکم ہے کہ شانتی کرو شانتی۔ میاں لیاقت علیخاں صاحب آپ کو معلوم بھی ہے ہجرت کس طرح ہوتی ہے اور کیوں ہوتی ہے سنیئے ہجرت کا قاعدہ یہ ہے کہ پہلے اپنے بچے اور عورتیں اور بوڑھے امن کی جگہ روانہ کر دئے جائیں اور پھر خود چلیں۔ اگر دشمن روکیں تو ایسا لڑیں کہ یا تو وہ نہیں یا خود نہیں اور اگر نہ روکیں تو اپنے بال بچوں میں رہ کر دوسری جگہ آرام سے زندگی گذاریں۔ کیوں جناب یہ ہجرت کیسی کرائی تھی۔ یہ بھی کہدو گے کہ علماء نے فتویٰ دیا تھا۔ میاں ہم کو سب معلوم ہے۔ بیچارے مولویوں کو پالیسی اور ٹریک کے لفظ سُنا کر گھبرا دیا اور مصلحت وقت کے دھوکے میں آ کر گھبرا گئے۔ حالانکہ ہم مولوی دیوبندی صاحب سے پہلے ہی پوچھ آئے تھے کہ جناب ہندوؤں سے ملیں یا نہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم کو ہندوؤں سے انگریز اچھے ہیں۔ کیونکہ یہ اہل کتاب تو ہیں لیکن وہاں تو لیاقت علی خاں صاحب نے وہ مولوی لوگوں کو ڈرایا کہ بیچارے فتوے پر فتوے دینے لگے۔ غرض تو یہ ہے کہ میاں لیاقت علی خاں صاحب تم اچھے رہے اور ہماری جوتی ہمارا ہی سر کرتے رہے۔

کیا جناب لیاقت علی خاں صاحب آپ بتا سکتے ہیں کہ میں نے فلاں نیکی قوم کے شا
کی یا کوئی اور شخص بتا سکتا ہے کہ لیاقت علی خاں صاحب نے یہ نیکی قوم کے ساتھ کی لبس صرف
اتنا کہوں گے کہ میں نے ہر ایک کام میں کبھی ارادہ برائی کا نہیں کیا۔ لیکن میری ہر تحریک فیل
ہو گئی جو مسلمانوں کے حق میں بُرا ہوا۔ تو جناب پھر آپ کی لیاقت تو کس کام کی رہی جو آپ سے
ہر دفعہ غلطی کا ہی ظہور ہوا۔ یا یہ کہئے کہ آپ نے خود جان کر غلطی کی۔ غرض صحیح معنوں میں ایسی کوئی
نیکی قوم کے حق میں نہیں ہوئی۔ امان الرحمٰن راز۔ کوچہ چیلان۔ دہلی

منوڑا کا خط

سیدی و مولائی حضرت خواجہ صاحب السلام علیکم۔ ہمدرد کا پہلا
پرچہ جس میں آپ کے خلاف ایک مضمون بعنوان "حیرت انگیز انکشاف"
شائع ہوا تھا، منوڑا پر سب سے پہلے میری نظر سے گذرا۔ مجھے اسے پڑھ کر نہایت حیرت ہوئی۔
اور ساتھ ہی افسوس ہوا کہ مولینا محمد علی صاحب کا اس وقت کسی متعدد رہنما پر الزام لگانا اسلامی
حلقہ کے لیے تباہی کا باعث تھا، وہ پرچہ میں نے کسی کو نہ سنایا۔ کیونکہ مجھے یقین تھا کہ آپ
اپنا بیان شائع فرمائینگے اور اگر آپ نے کوئی غلطی کی ہے تو اعتراف فرمالیں گے۔ ورنہ
الزامات کی تردید کرینگے۔ چنانچہ آپ کا بیان شائع ہوا۔ اور میں نے اسے منادی کے ضمیمہ میں
نہایت خوشی سے پڑھا۔ پہلے اپنی اہلیہ سے مولانا صاحب کے بیجا الزام اور آپ کے عاقلانہ بیان
کا تذکرہ کیا۔ پھر میں نے منوڑہ پر تمام مسلمانوں کو اُن کے گھروں پر حاضر ہو کر مولانا محمد علی
کے الزامات اور آپ کا جوابی بیان خود پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد سے غریبوں کے اخبار
کا میں مستقل خریدار غلام احمد صاحب نظامی مالک قومی کتب خانہ کے ذریعہ سے ہو گیا۔
اور اس کے پرچے روزانہ منوڑا کے مسلمانوں کو سناتا رہا۔ حوالدار صاحب شیخ
فصاحت علی، بابو بشیر احمد، بابو شفیق احمد، سردار خاں صاحب، صوبیدار قاضی
برہان دین صاحب اور تمام مسلمانان منوڑا اس سے متاثر ہوئے ان سب کی طرف
سے ایک علیحدہ محضر آپ کی خدمت میں ارسال ہے۔ اسکو مہربانی فرما کر شائع فرماویں۔

مجھے ذاتی طور پر اس کا نہایت رنج ہے کہ مولینا نے آپ کے تبلیغی کام کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کر لیا ہے۔ اس طرح وہ اسلام کی جڑ پر کلہاڑی مار رہے ہیں۔ مولانا کی نسبت جو کچھ لوگوں کو حسن ظن تھا وہ سب اُن کی ان ناشائستہ اور غیر اسلامی حرکات سے جاتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ مولینا کو توفیق دے کہ وہ اسلام کے سچے فداکار بن جائیں اور اپنی گزشتہ غلطیوں کا اعتراف کر کے توبہ کر لیں۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو مسلمان متوڑا پر بستے ہیں ان میں آپکے لٹریچر اور تبلیغی کام کی اشاعت انشاء اللہ پوری طرح ہوگی اور ۳۱ دسمبر تک جو کچھ بھی آپ تحریر فرمائینگے اور جو کچھ بھی چھپاں کرنے کا ہوگا اُس پر باقاعدہ عمل ہوگا اور آجتک ہو رہا ہے۔

یہاں بعض اصحاب ایسے بھی ہیں جو دل سے آپ کی صداقت کے قائل ہیں مگر کسی مصلحت سے وہ زبان و قلم پر نہیں لاتے اور وہ مصلحت میرے خیال میں صرف یہ ہے کہ یہاں کراچی میں بھی چونکہ مولانا محمد علی کی پارٹی آپ کے خلاف پروپگنڈا کر کے لوگوں کو گمراہ کر رہی ہے اور ان صاحبان کے چند دوست بھی اس تحریک میں شریک ہیں۔ اسلیئے اسلامی مفاد پر اپنی دوستی کو قربان کرنے کی یہ لوگ جرأت نہیں رکھتے۔

آپ کا تابعدار عبدالمالک

متوڑا کا دوسرا خط

مکرم و محترم حضرت خواجہ صاحب السلام علیکم۔ مولانا محمد علی آج کل جو کچھ آپکے خلاف لکھ رہے ہیں ہم مسلمانان متوڑا (کراچی) نے اسکو نہایت رنج اور افسوس سے سنا۔ اس وقت آپ کی محترم ہستی جو اسلام کی خدمت کر رہی ہے اور جس طرح تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں آپ کی محبت اور ہر دلعزیزی اپنا گھر کر رہی ہے۔ مولانا موصوف کی حاسد طبیعت اس کو دیکھ نہ سکی اور جس طرح دوسرے رہنماؤں کے ساتھ مشغول پیکار ہوتے رہے ہیں۔ آپ سے بھی الجھ پڑے۔ مگر اس پہاڑ سے ٹکرا کر مولانا کی رہی سہی لیڈری کا بھی خاتمہ ہو جائیگا انہوں نے جو کلمات کفر ملاپ کانفرنس میں کہے تھے۔ ہم سب مسلمانوں کو اس کا نہایت

رنج ہے۔ ہم ان کو کسی طرح برداشت نہیں کر سکتے۔ ہم قرآن مجید اور کعبہ شریف کی عظمت کا اقرار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ مولانا کو توبہ کرنے کی توفیق دے۔ آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ اپنے تبلیغی کام میں ویسے ہی مشغول رہیں جیسے آج سے پہلے رہتے تھے۔ ہم سب مسلمانان منوڑا آپ کی خدمت پر سر تسلیم خم ہیں۔ جو ارشاد ہوگا اس پر باقاعدہ عمل ہوگا۔ آپ کا حلفیہ بیان پہنچ گیا ہے، صداقت دلوں پر نقش ہوگئی ہے۔ سب کو سنا کر چسپاں کر دیا گیا ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مسلمانوں کے بکھرے ہوئے شیرازہ کو باندھ دے۔ آمین۔ والسلام۔ عبدالمالک

صوبہ دار قاضی برہان الدین۔ حوالدار الیاس خاں۔ سردار خاں۔ حوالدار شیخ فصاحت علی ابراہیم خاں۔ محمد ابراہیم۔ زین الدین۔ عظیم الدین۔ عبدالرحمن اجمیری۔ عبدالحمید

(دیگر مسلمانان منوڑا کے نام عدم گنجائش سے درج نہیں ہو سکے)

لاہور کا خط

مرشدنا قبلہ و کعبہ (خدا آپ کو مولانا جوہر کے شر سے محفوظ رکھے)

السلام علیکم، اخبار منادی اور ہفتہ وار غریبوں کا اخبار ملا۔ آپ کی اور مولینا محمد علی کی جنگ کا حال پڑھ کر دل کو از حد قلق ہوا۔ مسلمانوں کو آپس میں ایک ہونا چاہیئے نہ کہ یوں خانہ جنگی میں مشغول۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ پہل محمد علی صاحب کی طرف سے ہوئی اور آپ حق بجانب ہیں۔ اگر محمد علی صاحب آپ سے صلح کریں تو فبہا ورنہ میری رائے ہے کہ آپ زور شور سے مقابلہ کریں تاکہ یہ روڑا راستہ سے نکل جائے اور تبلیغی کام میں حارج نہ ہو۔ آخر میں دست بدعا ہوں کہ خدا آپ کو اس دشمن ملت سے بچائے اور آپ مقابلہ میں کامیاب ہوں۔ آمین

غریبوں کا اخبار اور منادی لوگوں کو پڑھ کر سنا دیا گیا اور ان کے اشتہارات دیواروں پر چسپاں کر دئے گئے۔ تمام لوگ آپ کے طرفدار ہیں۔ سراج الدین احمد

امرتسر کا خط

حضرت مولنا خواجہ حسن نظامی صاحب دام فیضکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف۔ آپ کی اور مسٹر محمد علی صاحب کی جنگ کے حالات چند روز سے اخبارات میں دیکھ رہا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ جنگ مسلمانوں کے لیے نقصان رساں ہے، مگر جہاں تک میرا خیال ہے آپکو ایسے ذرائع اختیار کرتے چاہئیں جن سے تبلیغی کام میں اس جنگ کی وجہ سے کسی قسم کی کمی واقع نہ ہو۔

مسٹر محمد علی صاحب کا بیتِ ربانی و کلام یزدانی کی عزت وحرمت کے خلاف الفاظ استعمال کرنا دو حال سے خالی نہیں ۱۔ یا تو مسٹر محمد علی کی ایمانی کمزوری ہے جو ان کی زبان سے ایسے کفریہ کلمات کا اظہار ہو رہا ہے ۲۔ یا کسی غیر مسلم دشمن اسلام سازش کی سازباز ہے۔ بہرحال مسٹر موصوف کے لیے لازم ہے کہ وہ جلد از جلد اُن کلمات اور اپنے اعتقادات کا توبہ نامہ شائع فرمادیں۔ ورنہ خطرہ ہے کہ کل (قیامت) کو وہ دربار رب العزت میں اُس کے جواب دہ ہوں۔

جس شخص کی زبان وقلم سے بیت اللہ شریف اور قرآن مجید کی تقدیس وتحریم کے خلاف اظہار ہو رہا ہو وہ تطہیر حجاز کیا خاک کر سکتے ہیں بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلطان ابن سعود کی موجودہ مخالفت مسٹر موصوف کی صرف ذاتی عناد اور نفسانی خواہشات پر مبنی ہے۔ بہرحال دعا ہے۔ خدائے تبارک وتعالیٰ مسلمانوں کو راہِ ہدایت کی رہنمائی فرمائے۔ آمین۔ خاکسار ابو عبدالمجید محمد مہر الدین عفی عنہ امرتسری

شہر ملتان کا خط

قبلہ وکعبہ "غریبوں کے اخبار کی دونوں اشاعتیں موصول ہوئیں۔ ہمارے پنجاب میں ایک مثل مشہور ہے کہ جب کتے کی موت آتی ہے تو مسجد پر آ کر پیشاب کرتا ہے۔ چنانچہ اسلامی شریعت کے مطابق اگر آنکھ کا بدلہ آنکھ اور کان کا بدلہ کان لیا جائے تو محمد علی ہی کی (سوقیانہ) زبان میں کہہ سکتا ہے کہ رامپوری کتے نے اصحاب کہف سے بیعت توڑ کر ہندی کافروں کی حمایت میں عرب کے سرحدی خانوں پر بھونکنا شروع

کردیا ہے۔ لیکن چیلوں کے کہنے سے ڈھور نہیں مرتے۔ حق کی نصرت پر اللہ تعالیٰ ہے اور باطل کو بہر صورت کیفر کردار تک پہنچاتا ہے

اہلبیت اور کلام خدا سے کوئی مسلمان منحرف نہیں ہو سکتا۔ ہم سب کی باتیں ان کی محبت و نصرت و اشاعت میں فنا ہوں۔ محمد علی صاحب سادات کو تو خچر سے تشبیہ دیتے ہیں، لیکن دوسروں کی آنکھوں کے موہوم تنکے کی طرف اشارہ کرنے سے پہلے ذرا اپنی آنکھ کے شہتیر کو بھی دیکھ لیویں تو کیا خوب ہو۔ فقط حد ادب۔ (سید اکبر علی بخاری)

برہما کا خط

خواجہ صاحب۔ حامئ دین متین۔ السلام علیکم۔ کس قدر افسوس اس عبارت کے پڑھنے سے ہوا جو کہ مولانا محمد علی نے ملاپ کانفرنس میں کہی۔ اللہ کی پناہ۔ ان لوگوں نے کعبہ اور قرآن کو ہندی لیڈری سمجھ رکھا ہے اپنے آپ کو لیڈر کیا سمجھا خدا اور اس کے رسول کی بے حرمتی اپنا مقصود کر رکھا ہے اس پر طرفہ ماجرا یہ کہ آپ سے عناد۔ اللہ اکبر مسلمانوں کی حالت کیا نازک ہو گئی ہے، شرم و حیا نابود ہو گئی ہے اور وہ وہ باتیں کر رہے ہیں جیسے ایک کافر بھی نہیں کر سکتا۔ خدا سید ھے راستے پر لا دے۔ میں محمد علی جیسے منافق سے خداوند کردگار کے کلام پاک اور کعبہ شریف کو پیار ا اور محبت کی نگاہوں سے دیکھتا ہوں۔ محمد علی منافق اپنے گھر میں رہے خدا اُس کے شر سے بچاوے

خاکسار مرزا منظور احمد بیگ مرچنٹ اینڈ کنٹراکٹر

چھپرہ کا خط

بخدمت شریف جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دام اقبالہٗ۔ بعد ادائے آداب قدمبوس۔ گذارش یہ ہے کہ مسلمانوں کو کعبہ و قرآن شریف سے بڑھ کر کیا ہے۔ خداوند کریم ہر مسلم قوم کو ہدایت نیک عطا کرے۔ جو لوگ کہ آپ کے تبلیغی کام میں رخنہ انداز ہوں خدا پاک ان کو اصلاح دے تاکہ وہ بھی لوگ تبلیغی کام انجام دیں۔ آپس میں لڑ جھگڑ کر لیڈری کو بھی و قوم کی سرداری کو بھی خاک میں ملا یا۔ دوسروں کو بھی ہنسنے و تالی بجانے کا موقع دیا۔ گذشتہ سنوں کا واقعہ لیکر الجھنا یہ کونسا طریقہ ہے۔ آپ اپنا تبلیغی کام

کیے جائیے۔ اللہ آپ کو اسکا اجر عطا کریگا۔ یہ تو قومیں ہیں کب تک ہونگی، ایسا نہو کہ تبلیغی کام پر دھبہ آئے۔ ہر مسلمان آپ کے لیے دعا گو ہے۔ اللہ پاک آپ کے تبلیغی کام میں برکت دے

حافظ محمد شمس الہدیٰ صاحب گنج چھپرہ

بہار شریف کا خط

مبلغ اعظم حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم۔ مزاج شریف۔ اخبار منادی خاکسار کی نظر سے برابر گذرتا رہتا ہے۔ ہم کیا کوئی مسلمان بھی مسلمان ہونے کی حیثیت سے ایسے سخت الفاظ سننے کی تاب نہیں لاسکتا ہے جیساکہ مسٹر محمد علی صاحب رامپوری نے ملاپ کانفرنس کے مجمع عام میں کہا کہ "اگر ہندو قرآن مجید کے ٹھوکر مارے اور کعبہ شریف کی بیحرمتی کرے تب بھی میں ہندوؤں پر ہاتھ نہ اٹھاؤنگا" حیف ہے ان کی مسلمانی پر۔ اسلیے جواباً عرض ہے کہ میں حرمت قرآن و کعبہ پر جان دینے کیلئے تیار ہوں اور ایسے کفرانہ کلمے بکنے والے کا ہرگز ہرگز میں ساتھ نہیں دیسکتا۔

آپ تبلیغی کام بند نہ کیجیے۔ تبلیغ اسلام کی مخالفت کرنیوالے ایک روز خود ہی ذلیل و خوار ہو کر رہینگے انشاء اللہ۔

خاکسار محمد ضمیر الدین احمد بہار شریف

ساگر کا خط

بخدمت جناب محترم و مکرم حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب السلام علیکم

آج کل مولانا محمد علی نے آپ کے خلاف جو طرز عمل و طرز تحریر اختیار کیا ہے۔ وہ کسی حالت میں ان کو زیب نہیں دیتا۔ موجودہ فضا میں جبکہ اسلام چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغے میں پھنسا ہوا ہے ان کو ہرگز ایسا نہ کرنا چاہیے کہ آپ سے خانہ جنگی بڑھائی جائے اور ایک تن من دھن کے قوم کی رات دن خدمت کرنے والے محسن کے کام میں روڑے اٹکائے جائیں لہذا ہم کعبہ شریف اور قرآن مجید کے ساتھ ہیں اور ہمارے ہم خیال یہاں کے بہت سے مسلمان بھائی آپ کے ساتھ ہیں اور ہماری رائے ہے کہ آپ برابر تبلیغ کا کام جاری رکھیں۔ فقط

خاکسار ماسٹر عبداللہ رکھا و یعقوب ابن علی محمد

حیدر آباد کا خط

قبلۂ جان و دانی مدظلہ العالی۔ بعد از ادائے مراسم نیازمندی

عرض ہے کہ دنیائے حضرت قبلہ پر حاسدوں کے حملہ سے بجید فکر و ملال نیازمند کے دامنگیر ہوگیا ہے۔ فی الحقیقت مسٹر محمد علی نے حضرت قبلہ کے اعزاز و بزرگی پر حاسدانہ برتاؤ شروع کیا ہے مگر وہ اس سے غافل ہے کہ ع دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست مال تو کیا چیز جان بھی نذر کرنے کے لیے آمادہ و حاضر ہیں ع مانبدۂ تو ایم کہ بے زر خریدہ

محمد نذیر بلالی شاہ نظامی

لکھنؤ کا خط

معظم و مکرم جناب قبلہ خواجہ صاحب سلام مسنون۔ موجودہ واقعات کو سنکر جو کچھ رنج اور صدمہ ہے تحریر کرنا محال ہے۔ کیا خدا نے ہم کو اسی دن جب کہ روپے کے لالچ اور رسوخ کی ہوس میں قرآن پاک اور کعبہ مطہر کی ایسی بیحرمتی کی جائے ہمکو زندہ رکھا ہے۔

خدا اپنے بندوں پر رحم کرے جبکہ قابل اور بڑے لیڈروں میں اپنا شمار کرنے والے ایسے گستاخانہ اور لغو الفاظ تحریر کردیں میرے خیال میں دنیا کا کوئی مسلمان ایسی صورت میں رامپوری لیڈر کا ساتھ دینا تو درکنار مسلمان جاننے میں تامل کریگا۔ ہم خوشی سے آپ کا ساتھ دینے پر تیار ہیں۔ خدا آپ کی اس کوشش جو اس نیک کام کے واسطے آپ صرف کر رہے ہیں آپ کو کامیابی دے بقول شخصے۔ چیونٹی کی جب شامت آتی ہے تو پر نکلنے لگتے ہیں۔ یہی حال محمد علی کا ہے کہ تبلیغ کی مخالفت کر کے اپنی شامت کا سامان کرتے ہیں۔

نیازمند ممتاز علی خاں لکھنؤ

حیدرآباد کا خط

حضرت پیر مرشد شریعت پناہ و طریقت دستگاہ دام ظلکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد از آداب و قدمبوسی کے التماس خدمت شریف میں یہ ہے کہ خادم قرآن پاک و کعبہ شریف کے ساتھ ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ خادم آئندہ بھی بفضل خدا قرآن شریف و کعبہ شریف کا ساتھ دیگا۔ چونکہ رامپوری محمد علی دشمن اسلام ہے اور اللہ تعالیٰ آپکے تبلیغی کام میں کامیابی دے اور رامپوری محمد علی کے فتنہ و مکاری سے تمام بھائی مسلمانوں کو بچائے آمین یا رب العالمین (آپکا خادم فقیر منشی سید کمال الدین قادری وچشتی حیدرآبادی)

مادہو گنج کا خط

پیشوائے طریقت رہنمائے راہ شریعت جناب مولانا حسن نظامی صاحب دام اقبالہ۔ بعد سلام علیک کے واضح ہو کہ آپ کا اخبار منادی تبلیغی رفیقوں کی نظر سے گذرا۔ ہم لوگ رائے دیتے ہیں کہ آپ حتی الامکان لمسئے جلد سے جلد محمد علی صاحب سے مقابلہ شروع کر دیجئے اور ان کے سوالوں کا جواب پوری مستعدی کے ساتھ دیجئے۔ ہم لوگ جان مال تبلیغ پر قربان کرنے کو آمادہ ہیں۔ اور ہم لوگوں کو اطلاع دیجئے کہ اس معاملہ میں کیا کام اور کس طرح کی امداد کریں۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ مولانا محمد علی صاحب ایک ذی عقل اشرف المخلوقات ہوتے ہوئے جن کی دھوم اس دنیا میں ہو چکی ہو۔ اور بچہ بچہ نے محمد علی جے شوکت علی پکار چکا ہو۔ وہ شخص کہے ہی نہیں بلکہ لکھے کہ میں تبلیغی کام کو حرف غلط کی طرح مٹا دونگا۔ کیا محمد علی صاحب ابھی پرانا خواب دیکھ رہے ہیں اور وہی صدائیں جے جے کی ان کے کانوں میں گونج رہی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو وہ خواب سے بیدار ہو کر نئی ہوا کا رُخ پہچانیں کہ زہر آمیز ہے یا فائدہ مند جو مولانا حسن نظامی صاحب کی ذات بابرکات سے وہ کام تبلیغ کی صورت میں ظاہر ہوا کہ مرے ہوئے اسلام کو زندہ کر دیا اور ان کا غذی سنجیوں نے اس کی بیماری کو دور کر کے چلنے پھرنے کی طاقت عطا فرمائی صحت تو خدا کی امداد سے پوری عطا ہو گئی۔ مگر قوی توانا ہونے کی دیر ہے اور جھنڈہ اسلام جو مدت سے گرا ہوا تھا دوبارہ کھڑا ہو رہا ہے۔ غالباً آدھے سے زیادہ تو کھڑا ہو گیا۔ اور کچھ ہی دنوں میں پورا کھڑا ہو کر چمکنے لگیگا اور دوسرے مذہب کی مصنوعی جھنڈیوں کو اپنی خدائی چمک سے نیست نابود کر دیگا۔ اور دنیا پر روشن کر دیگا کہ دیکھو مجھکو کھڑا کرنے والا نظامیہ خاندان سے ہے۔ کیا مولانا محمد علی صاحب تبلیغی کام کی اچھائی سے واقف نہیں ہیں؟ نہیں وہ اسکی خوبی سے اچھی طرح واقف ہونگے۔ کیونکہ وہ ایک ذی عقل آدمی ہیں خدا کی قسم اگر یہ تبلیغی کام نہ جاری ہوتا۔ تو چند آدمیوں کو چھوڑ کر یہ ۷ کروڑ کی تعداد مرتد کی صورت میں نظر آتی۔ بلکہ اس ہندوستان میں اسلام کا نام و نشان تک باقی نہ رہتا۔ اور تواریخیں اس قصہ کو

ہمیشہ گایا کریں۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی حالت اسپین کے واقعہ سے سبقت لیجاتی تبلیغی
کام کچھ ایسا خوش اسلوب ہے کہ میں ہی نہیں بلکہ ہر گوشہ گوشہ کا بوڑھے سے بچہ تک اس کی
داد دیتا ہے اور تبلیغ تبلیغ پکارتا ہے۔ جبکہ ایک کم عقل دیہاتی آدمی تبلیغی کام سے دلچسپی
اور ترقیٔ اسلام سمجھتا ہو۔ تو پھر مولانا محمد علی صاحب ایڈیٹر اخبار ہمدرد کو کیا ہوا کہ ہم لوگوں
کے پیشوا ہوتے ہوئے شرع اسلام کو بالائے طاق رکھکر یہ کہنا کہ اگر ہندو کعبہ شریف کی
بے عزتی کریں اور کلام پاک کو ٹھوکر سے ماریں (وغیرہ وغیرہ) تو بھی میں ان سے
وہ سلوک کرونگا جو ایک عزیز پیارے کے ساتھ کرنا چاہیئے۔ ان کو تو چاہیے تھا کہ تبلیغی کام میں
حصہ لیتے اور ترقیٔ اسلام پر توجہ دیتے نہ کہ یہ کہیں اور دیکھیں کہ حسن نظامی کے تبلیغی کام کو
حرف غلط کی طرح مٹا دونگا۔ مولانا محمد علی صاحب سمجھ لیں کہ یہ تبلیغی کام حسن نظامی صاحب کا
بذات خود نہیں ہے بلکہ اسلام کی خراب اور نازک حالت بزرگان دین سے نہ دیکھی گئی۔ اور
حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ اور پیران پیر دستگیر حضرت شیخ
عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بلکہ خود حضور مقبول احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
(وغیرہ وغیرہ)، اپنے مقبروں سے بیتاب و بیقرار ہو کر نکل پڑے اور حسن نظامی صاحب کے
دل میں ترقیٔ اسلام کی رغبت دلا کر اٹھا کھڑا کر دیا۔ اور خود پوشیدہ طور سے امداد کرنے لگے
بھلا جس کام میں ان بزرگوں کی مدد ہو۔ انسان کی کیا طاقت کہ حرف غلط کی طرح مٹا دے

جناب مولانا محمد علی صاحب اڈیٹر اخبار ہمدرد سے ہم ایسے بے عقل مسلمانوں کے سوال

ہم لوگ بحیثیت مسلمان اور مذہب اسلام کے مولانا صاحب سے یہ سوالات کر سکتے ہیں
کہ آپ اتنے بڑے اسلامی لیڈر ہوتے ہوئے جبکہ بوڑھے بچہ تک گوشہ گوشہ میں جے
جے پکارتا ہو۔ اسلام کی بہبودی کے لیے کیا کام کیا۔ دوسرے اس مدت دراز میں اسلام
کو کس درجہ پر پہنچا دیا۔ تیسرے بذریعہ ان لفظوں کے اگر ہندو کعبہ شریف توڑ ڈالیں قرآن

پاک کو ٹھوکروں سے ماریں مسلمان عورتوں کی بیعزتی کریں (وغیرہ وغیرہ) مسلمانوں کے دلوں
کو زخمی نہیں بلکہ پاش پاش کیا تھا۔ ان کے زخموں کو کس مرہم کے پھائے سے اچھا کیا۔
چوتھے کیا وجہ یہ کہنے ہی کی نہیں بلکہ لکھنے کی ہے کہ حسن نظامی کے تبلیغی کام کو حرف غلط کی طرح
مٹا دونگا۔ آپس کی خانہ جنگی میں اسلام کو نیست نابود کرنے کا کہاں پر خدا نے حکم دیا ہے
اگر ہو تو اس آیت سے اس ناچیز و حقیر کو بھی اطلاع دیجئے گا۔ مولانا صاحب خاطر ملول
نہ کیجئے گا بلکہ ٹھنڈے دل سے ان سوالات مذکور کی بنیادیں سمجھا دیجئے گا۔ تاکہ آپ کی بچی
بچائی لیڈری میں دھبّہ نہ آئے اور بالکل مسلمانوں کی نظروں میں حقیر نہ ہو جائیں۔

ہم لوگوں کی رائے کا خلاصہ مولینا خواجہ حسن نظامی صاحب کو

ہم لوگ رائے مذکورہ بالا میں آپ کو راغب کرتے ہیں کہ محمد علی صاحب سے مقابلہ شروع
کر دیجئے۔ چپ رہنے اور ان کے سوالوں کا جواب دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔

حاضرین کمیٹی میں سے چند اشخاص کے نام

حکیم محمد بشیر الدین صاحب۔ قادر بخش صاحب۔ محمد صدیق احمد صاحب۔ قادر بخش
صاحب۔ وزیر احمد صاحب۔ چھوٹے صاحب۔ اللہ بخش صاحب۔ ظہور احمد صاحب
بلاقی حسن صاحب۔ صغیر احمد صاحب۔۔

یہ خط ان سب کی اجازت اور خواہش سے بھیجا جاتا ہے آپ اس کو
شائع کر دیں اور جس طرح چاہیں شائع کر دیں۔

(مرسلہ نصیر احمد۔ مادھو گنج ضلع ہردوئی)

سہنور کا خط

جناب اڈیٹر صاحب غریبوں کا اخبار السلام علیکم میں نے ہمدرد
اور غریبوں کا اخبار دونوں پڑھے بالآخر میں جس نتیجہ پر پہنچا وہ قطعۂ ذیل میں ظاہر کر دیا والسلام

سنی ہے یہ خبر کیسی المناک — کہ مولانائے ایم اے ہیں جی سفّاک
مٹا کر اقتدار خواجہ صاحب — بٹھاتے پھرتے ہیں وہ اپنی پھر دھاک

مگر یہ لاکھ شور و غل مچائیں | کجا یہ اور کجا وہ خواجۂ پاک
مسلمان سب انہیں پہچانتے ہیں | بباطن زہر ہیں ظاہر میں تریاک
پڑے گی ڈھول کی بابِ شب یہ | چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اظہار سہنوری

علاقہ احمد آباد گجرات کا خط

معظم و مکرم حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب

دام اقبالہٗ۔ بعد سلام علیکم عرض یہ ہے کہ یہ حقیر آپ کے رسالہ منادی کا ایک خریدار ہے اس ذریعہ سے محمد علی رامپوری نے آپکے مقابلہ میں اعلان جنگ کے بارے کی کیفیت سے واقفیت ہوئی۔ یہ حقیر آج تک آپ کے دیدار سے مشرف نہیں ہوا۔ گو آرزو مند ہے۔ اسی طرح محمد علی صاحب کو بھی نہیں دیکھا اور نہ خدا دکھائے۔ ہاں البتہ آپ کی تصنیف کردہ کتابیں میلاد نامہ۔ محرم نامہ۔ یزید نامہ۔ قبروں کے غیبی نوشتے وغیرہ اسلامی دینداری اور دینداروں کے لیے مفید سمجھتا ہوں۔ اسلیے خریدی ہیں اور فرصت کے وقت پڑھتا ہوں اور اپنے بچوں کو پڑھنے کی تاکید کرتا ہوں۔

رامپوری محمد علی صاحب کی طرف سے دیندار لوگوں کے یا ان کی اولاد کے لیے مجھے کوئی مفید کتابیں کتاب فروشوں سے دستیاب نہیں ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام کی جو خدمت کر رہے ہیں اس کا اجر عطا فرمائے اور آئندہ خدمت کے لیے مزید توفیق عطا فرمائے اور اپنے لیے انتہا فضل و کرم سے آپکی مدد فرمائے۔ آمین آمین

اخباروں سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد اور ایک مسلمانوں سے رائے طلب ہونے کے سبب سے ایک ادنیٰ مسلمان کی حیثیت میں عاجز کی طرف سے یہ نوشتہ ہے کہ:۔

کعبہ شریف اور اللہ کے پاک کلام۔ کلام شریف کو ہندو کی ٹھوکر لگتی دیکھنا گوارا کرنے والا مسلمان مسلمانی سے کتنا تعلق رکھتا ہے اسے تو مسائل سے کامل طور پر واقفکار شخص تفصیل وار بتا سکتا ہے۔ مگر پھر بھی میں ایک ادنیٰ مسلمان کی حیثیت سے اور اپنے ضمیر

کی اپیل سے کہتا ہوں کہ ایسا شخص مجھے مطلق پیارا نہیں ہے۔ مجھے تو اللہ تعالیٰ کا گھر بیت اللہ اور قرآن شریف اللہ کا پاک کلام پیارا ہے اور اللہ تعالیٰ ان دو اپنی نعمتوں کے ساتھ میرا حشر فرمائے ایسی دعا کرتا ہوں آپ بزرگ بھی آمین فرمائیں۔

غریبوں کے اخبار کے ساتھ آپ کا حلف نامہ چھپا ہوا آیا ہے اُسے شائع عام جگہ چسپاں کر دیا ہے۔ اب آخر میں اللہ کی جناب میں دعا یہ ہے کہ یا فتاح تو اپنی قدرت عظیم سے حق کو باطل پر غالب کر دے۔ الٰہی آمین۔ راقم سید احمد علی۔ میر صاحب دستخط میر صاحب میاں ساکن قطب آباد ضلع احمد آباد (گجرات)

آسام کا خط جناب محترم بزرگوار پیر و مرشد سیدنا حضرت خواجہ صاحب السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ حضور کا اعلان اخبار منادی کہ ہر ایک مرید جواب دے کہ تبلیغ جاری رکھی جاوے یا بند کر دی جائے سو حضور مسلمان تبلیغ کے لیے پیدا ہوا ہے۔ ہمارے آقا حضرت محمد رسول صلعم نے اور صحابہ کبار رضی نے تبلیغ کے واسطے اپنی جانیں قربان کر دیں۔ حضور کا ہر ایک مرید اپنے تن من دھن سے تبلیغ کے واسطے اپنی جان تک قربان کرنے کو تیار ہے۔ ایک محمد علی کیا اگر ہزار محمد علی بھی ہوں تو بھی حضور تبلیغی کام بند نہ کریں۔ ہر ایک مرید آپ کا ساتھ دیگا۔ اور میں اپنی حقیر خدمت پیش کرتا ہوں۔ حضور جو حکم دینگے حضور کے ہر ایک حکم کی تعمیل کرنے کو ہر وقت تیار ہوں بلکہ ہر ایک مسلمان حضور کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہے۔

محمد حسین نظامی اسپہال آسام منی پور

مولانا محمد علی ہمدردوں کا خوشامدی ہے

ہر ایک مسلمان کو اللہ اور اُس کا رسول قرآن و کعبہ پیارا ہے۔ رامپور کا مولانا محمد علی ہرگز پیارا نہیں۔ کیونکہ مسلمان محمد علی رامپوری کو پیارے نہیں۔ اگر محمد علی رامپوری کو اسلام اور مسلمان پیارے ہوتے تو کعبہ و قرآن اور بزرگان دین کی بے حرمتی ہرگز نہ کرتا۔ ہر ایک مسلمان مولانا محمد علی کو حقارت اور خواجہ حسن نظامی کو عزت کی نگاہ سے

دیکھتا ہے (الراقم محمد حسین نظامی منی پور اسٹیٹ آسام)

مولانا محمد علی جواب دیں کہ آپ نے مسلمانوں کی بہتری کا کونسا کام کیا؟

مولانا محمد علی نے گاندھی کا ساتھ دیا تو کیوں دیا اس میں اسلام کی اور مسلمانوں کی کونسی بہتری تھی اس کے سوائے کہ آپ کی بڑائی ہوئی؟ آپ نے سوراج کے واسطے مسلمانوں کو ہندؤں کا غلام بنایا تو مسلمانوں کو ہندوؤں سے کونسا فائدہ پہنچا؟

محمد علی رامپوری نے خلافت کا نام لیکر مسلمانوں کو تباہ برباد کیا اور جو روپیہ جمع کیا وہ کونسے مسلمانوں کے فائدے کے کام آیا؟

مولانا محمد علی نے جو کام کیا صرف اپنی بڑائی کی خاطر کیا۔ مہاتما گاندھی کا ساتھ دیا مسلمانوں کو دبایا۔ ہندوؤں کو بڑھایا تو اپنی بڑائی کیواسطے تاکہ مہاتما گاندھی کی بدولت ہندو مولانا کی بھی عزت کریں اور خلافت کا نام لے لیکر مسلمانوں کو بھی اپنے ساتھ ملاکر ہندوؤں کا غلام بنایا۔ مسلمان بھی دھوکہ میں آگئے اور خراب ہوگئے۔ مولانا خدارا جواب دیں کہ آپ نے جو کچھ کیا واقعی اسلام اور مسلمانوں کے لیے کیا یا محض خود کو بڑا بنانے کے واسطے کیا۔ ایمان سے جواب دیں۔

کیا مولانا! مسلمانوں کو آپ نے ہمیشہ جھوٹا نہیں کیا؟ کیا آپ نے مسلمانوں کو جھوٹا بناکر ہندوؤں کا غلام نہیں بنایا؟ کیا ہندوؤں کا غلام بناکر مسلمانوں کی گردن نہیں کٹائی؟ مسلمانوں کی عورتوں بچوں کی جو بےحرمتی ہوئی آپ کی وجہ سے نہیں تو کس کی وجہ سے ہے؟ جیساکہ ہندو اب کہہ رہے ہیں ایسا پہلے بھی کبھی ہوا۔ ہرگز نہیں ہوا۔ تو سب آپ کی وجہ سے ہے۔ نہ آپ مسلمانوں کو دباتے اور نہ مسلمانوں کی یہ حالت ہوتی۔

مولانا آپنے اپنے کو خلافت کا فدا کار بناکر مسلمانوں کو طرح طرح سے تباہ و برباد کرنے کی کوشش کی تھی۔ ہجرت کس نے کرائی۔ علیگڈھ کالج کس نے توڑنا چاہا۔ اب ہندوستان بھر کے سب سے بڑے تبلیغی مرکز پر آپنے حملہ نہیں کیا۔ کیا آپ کی نیت اس مرکز کو توڑنے کی نہیں ہے؟

اگر نہیں ہے تو کیوں ایک معمولی بات کو اتنا طول دیا گیا۔ آپ کے دل سے ہندوؤں کی خاطر خدا کا خوف بھی جاتا رہا۔ آپ خداوند کریم کو کیا جواب دینگے۔

کیا آپ کو اسلام اور مسلمان پیارے نہیں رہے؟

اگر آپ کو اسلام کی محبت ہوتی تو آپ مسلمانوں کو تباہی اور بربادی سے بچاتے۔ کیا آپ پر تبلیغ فرض نہیں۔ کیا آپ مسلمانوں کو مٹتا دیکھ کر خوش ہوں گے۔ اگر آپ واقعی مسلمان ہوتے اور اسلام پر جیسا کہ آپ اپنی زبان مبارک سے اپنے آپ کو اسلام کا فدا کار بتلاتے ہیں تو ہندوؤں کے مقابلہ میں آتے اور تبلیغ اسلام کرتے ساور خدا اور اس کے رسول کو خوش کرتے لیکن آپ کو تو مہاتما گاندھی اور تمام ہندو پیارے ہیں۔ اگر آپ گاندھی اور ہندوؤں کی طرفداری نہ کریں تو ہندو ہرگز آپ کو مہاتما گاندھی کے بعد ہندوستان کا بادشاہ نہ بنائینگے۔ کیا مولانا یہی وجہ ہے یا اور جو آپ ہمیشہ ہندوؤں سے ڈرتے رہتے ہیں۔ راقم محمد حسین نظامی منی پور آسام

مولینا محمد علی رام پوری کو حضرت خواجہ حسن نظامی سے کیوں حسد ہے

مولانا محمد علی نے خواجہ حسن نظامی کی مخالفت کیوں کی؟ اسلیے کہ خواجہ صاحب کے تبلیغی اشتہارات اعلانات اب ہر ایک اخبار میں درج ہوتے تھے۔ مولانا محمد علی کو باوجود کئی دفعہ اعلان کرکے اتنا چندہ نہ ملتا تھا جتنا کہ خواجہ صاحب کو بغیر مانگے لوگ خود بخود دیتے تھے۔ خواجہ صاحب سے ہندو تبلیغ کی وجہ سے جلتے تھے اور مولانا محمد علی خواجہ صاحب کو تبلیغ سے ظاہرا طور پر منع نہ کر سکتے تھے اور اندر ہی اندر کوئی بہانہ کوئی موقع کی تلاش میں تھے۔ اندر ہی اندر مولانا ناسور کی طرح پکتے رہے حضور نظام کی چٹھی کا بہانہ اسلیے بنالیا کہ اسوقت تمام مسلمان حضور نظام کو ہمدردی کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ورنہ واقعی مولانا کو حضور نظام سے ذرہ بھر بھی محبت ہوتی تو برار کے بارے میں ضرور اپنی آواز بلند کرتے۔ ہندوؤں نے حضور نظام کے واسطے کیسے کیسے آوازے کسے۔ لیکن مولانا کو ذرہ برابر خیال نہ آیا۔ کیونکہ مولانا حضور نظام کے ساتھ ہندوؤں کو ایسا

کرتے دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔ اب مولانا کو اسلیے جوش آیا کہ ہندوؤں کو خوش کرنے کا
ایسا موقع پھر سے بڑے تبلیغی مرکز کو تباہ و برباد کرنیکا نہیں ملیگا۔ اس وقت مسلمان حضور نظام
سے ہمدردی ظاہر کر رہے ہیں اسلیے خواجہ صاحب سے ہٹانے کا موقع اور خواجہ صاحب پر
حملہ کرنیکا ایسا موقع پھر نہیں ملیگا لیکن مولانا مسلمانوں کو خواجہ صاحب پیارے ہیں کیونکہ
اس آڑے وقت میں خواجہ صاحب نے وہ کام کرکے دکھایا جو آپ کروڑوں روپیہ خرچ
کرکے مولانا نہ دکھا سکے۔ (محمد حسین ہنی پور اسسٹیٹ آسام)

گاندھی آشرم میں مسٹر محمد علی نے کہا تھا اسلام چھوٹ جائے مگر گاندھی نہیں چھوٹ سکتا

تاریخ ۶ رمئی ۱۹۲۶ء کو جبکہ احمد آباد میں ملاپ کانفرنس ہوئی

جس میں مسز نائیڈو سروجنی اور رمالویا جی وغیرہ لیڈر موجود تھے اُس وقت میں بھی مولانا
محمد شفیع صاحب بیرسٹر یوپی کے ہمراہ بطور والنٹیر گاندھی آشرم میں موجود تھا۔ وہاں پر
ایک ہندو لیڈر نے مولانا محمد علی صاحب سے بطور طعن کے سوال کیا کہ مولانا صاحب!
مہاتما گاندھی جی کے متعلق آپکے وہی خیالات ہیں یا بدل گئے؟ کیونکہ آپ بار بار کہا کرتے
تھے کہ اسلام چھوٹنا ممکن ہے۔ مگر گاندھی چھوٹنا ممکن نہیں۔ اُس وقت آپنے بڑی
دلیری سے جواب دیا۔ گاندھی کسی حالت میں نہیں چھوٹ سکتا۔ اسلام چھوٹ
جائے تو کوئی پرواہ نہیں۔ (مرسلہ شیخ محمد ولد عبدالکریم۔ والنٹیر خلافت کمیٹی احمد آباد گجرات)

ریاست پونچھ کا خط

بخدمت جناب حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف
ہم کو کعبہ شریف اور قرآن شریف کے ساتھ پیار ہے۔ اور ہاں کو اپنا دین و ایمان سمجھتے ہیں
زیادہ والسلام (غلام احمد قوم بٹ۔ سردار کمیٹی خادم قوم پونچھ۔ عزیز جو درزی۔
ماسٹر حبیب جو درزی۔ ملک محمد یعقوب سٹوڈنٹ۔

حیدرآباد کا خط

اعلیٰ حضرت مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ مدظلہ العالی - مرشد برحق - قبلۂ اکرم السلام علیکم

محمد علی کی تفرقہ پردازی دیکھ کر سخت رنج ہوا - اور آج زمانہ میں جبکہ اسلامی جہاز ڈگمگا رہا ہے ایسے نامور لیڈر کا نفاق ٹھیک نہ تھا - مختصر یہ کہ بندہ کعبہ و قرآن شریف کی حمایت میں ہے جو کہ ہر مسلمان کا ایمان ہے نہ کہ محمد علی رامپوری کی طرفداری میں جو کہ در پردہ رام رام کہہ رہا ہے - والادب - (غلام خواجہ سید قاسم علی نظامی از حیدر آباد دکن)

بمبئی کا خط

حضرت قبلہ جناب خواجہ صاحب السلام علیکم - آپ کا اشتہار محمد علی کے متعلق آج صبح کی نماز کے بعد میری نظر سے گذرا - وہ اشتہار ذکریا مسجد کے بورڈ پر لگا ہوا تھا جسکو پڑھ کر بیحد صدمہ گذرا - اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے اور راہ راست پر لاوے - اُن کے جواب کے متعلق میں اُن کا پکا دشمن اور خلاف ہوں - علماء صاحبان کو فتویٰ دینے میں کیا عذر ہے - براہ کرم علماء موصوفین جو کچھ فتویٰ دیں اُس سے اس خاکسار کو بھی مطلع فرمائیے گا - آپ کا بیحد احسانمند ہونگا - اور میرے لائق جو کچھ کار خدمت ہو اُس سے اطلاع دیجئے - میں آپ ہی کے وطن کا ایک ادنیٰ باشندہ ہوں -

ایم - اے سلطان چکلا اسٹریٹ بمبئی

شوکلی و ملی

(از سرکوب لکھنوی) مسٹر محمد علی اور حضرت خواجہ صاحب کی مخالفت کے موضوع پر "غریبوں کے اخبار" میں نثر کے مضامین تو بکثرت شائع ہو چکے ہیں - مگر نظم کے مضامین کو قلت گنجائش کی وجہ سے زیادہ حصہ نہیں دیا جا سکا لیکن ایک بگڑے دل شاعر نے اس باب میں اپنے احساسات کچھ ایسے انداز میں منظوم کیے ہیں کہ ہم چلتے چلتے بھی ان کے لیے تھوڑی سی جگہ نکالنے پر مجبور ہو گئے ہیں - یہ "پُرلطف" نظم اگر دوسرے اخبارات میں نقل ہو کر زیادہ باعث تشہیر ہو - یا لڑکوں کی زبان پر چڑھ کر حضرات "شوکلی و ملی" کی "مدح سرائی" کا ذریعہ بنے تو اس کے لیے ہمیں "قصوروار" نہ سمجھا جائے -

"بےقصور" تمامتر اُن جذبات عامہ کے پیرہن کا ہوگا جو شاعر نے مذکورہ بالا مخالفت کے جسم پر نہایت موزونیت سے چُست کر دیا ہے۔ یا اس کے لیے ظرافت کی وہ چاشنی پر "تقصیر" قرار پائیگی جسپر زبان خلق مدتوں چٹخارے لیتی رہیگی۔ بہر نوع ہم اس پُر لطف نظم کو نذر ناظرین کرتے ہیں۔ جو امید ہے کہ ضرور خراج تحسین وصول کرے گی۔ (اڈیٹر) غریبوں کا اخبار دہلی

تشہیر کے شیدائی شوکتؔ و محمدؔ
چندہ کے تمنائی شوکتؔ و محمدؔ

کرجائیں ہڑپ قومیں پھر پیٹ رہے خالی
ہیں دیو یہ صحرائی شوکتؔ و محمدؔ

تہذیب متانت کی اور دین و دیانت کی
یہ پھاند گئے کھائی شوکتؔ و محمدؔ

اسلام کے دشمن ہیں، ایمان کے رہزن ہیں
ہیں باعث رسوائی شوکتؔ و محمدؔ

صفین کے میداں میں ہمراہ خوارج کے
کرتے ہیں صف آرائی شوکتؔ و محمدؔ

ہے سبط پیمبر سے دعوائے ہم آہنگی
پاگل ہیں کہ سودائی شوکتؔ و محمدؔ

خاتون قیامت کی اولاد نبی محمد
کہتے نہ حیا آئی شوکتؔ و محمدؔ

صورت میں نظامی کے خالق کا عذاب آیا
چوٹ آپ نے اب کھائی شوکتؔ و محمدؔ

سر کوب کی یہ بانی، "ہمدرد" کی ہے نانی
ہاں بول مرا بھائی، شوکتؔ و محمدؔ

مولینا محمد علی پر قرآنی عتاب

اس فتنہ پردازی ہی کے زمانہ میں جناب مولانا محمد علی صاحب نے اپنے اخبار ہمدرد کی ایک اشاعت میں قرآن مجید کی اس آیت کا ذکر کیا ہے وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَنَابَغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا (ترجمہ) تجسس احوال نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کی ٹوہ میں رہو اور نہ ایک دوسرے کی عداوت کرو اور نہ ایک دوسرے کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھو) لیکن اس آیت کو نقل کرتے وقت مولانا یہ بالکل بھول گئے کہ انھوں نے خواجہ حسن نظامی کی مخالفت میں قرآن مجید کے چاروں احکام کی خلاف ورزی کی ہے۔ انہیں سوچنا چاہیئے

کہ اس حرکت سے اُن پہ قرآنی عتاب نازل ہوگا۔ راقم رضا راشد از کوچہ پنڈت دہلی

کلکتہ کی خواتین کا خط

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب۔ خدمت شریف میں بعد از سلام کے عرض ہے۔ ہم عورتوں کی سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ محمد علی صاحب کو آٹھ برس کا پرانا خط اس زمانہ میں پیش کرنے کی ضرورت کیا تھی اور حضور نظام کا اس میں کون سا فائدہ تھا۔ اور حضور نظام کی مصیبت کے بانی خود حیدر آباد کے امرا ہیں اور سب سے بڑھ کر ہندوؤں کا پروپگنڈا[1] ہے۔ حسن نظامی صاحب کے خط کا کیا قصور ہے۔

عیب پوشی سے خدا خوش ہوتا ہے، کسی نیک بندے کو قصداً ذلیل کرنا اچھے لوگوں کا کام نہیں ہے۔ ہم عورتوں کو آپ کے تبلیغی کام سے نہایت خوشی ہے۔ خدا اور اُس کا رسول آپ کا مددگار رہے۔ آپ ہرگز کام بند نہ کریں۔

حاجی محمد علی سر عبد الرحیم کے فقط اس وجہ سے مخالف ہو گئے ہیں کہ مسلمان سر عبد الرحیم کو اپنا خیر خواہ سمجھتے ہیں کیونکہ سر عبد الرحیم نے فسادات کلکتہ کے وقت مسلمانوں کی مدد کی تھی اور اسی لیے اخبار ہمدرد نے سر عبد الرحیم کی بہت برائی کی تھی۔

ہم لوگ کعبہ و قرآن کے ساتھ ہیں۔ محمد علی پر لعنت خدا کی ہو جس نے مسلمانوں کے کعبہ و قرآن کی کافروں کے سامنے حقارت کی۔

حسن آرا　　رضیہ بی بی　　عائشہ بیگم　　دلاری بی بی　　از کلکتہ

ایڈیٹر صاحب روزنامہ حقیقت کا خط

مخدوم و معظم جناب خواجہ صاحب زاد مجدہٗ آپ نے غریبوں کے اخبار کے ذریعہ سے ہر مسلمان سے جو سوال کیا ہے، اس کا جواب میری طرف سے تو کئی بار حقیقت میں شائع ہو چکا ہے۔ تاہم اب علیحدہ اس خط کے ذریعہ سے بھی اس کا اظہار کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اس معاملہ میں مولانا محمد علی کو راستی پر نہیں سمجھتا اور نہ یہ باور کر سکتا ہوں کہ آپ کے

[1] وہ پروپگنڈا جس کے محمد علی خود ہمیشہ حامی و مددگار رہے۔

خلاف انہوں نے جو مہذب ڈاکو کا خط شائع کیا ہے اس سے وہ آپ کو سرکاری یا غیر سرکاری جاسوس ثابت کر سکتے ہیں۔ مولانا محمد علی صاحب کی میرے دل میں کافی عزت ہے لیکن اُن کی ضدّی اور غصّہ ور طبیعت نے اُن کو بے انتہا نا عاقبت اندیش بنا دیا ہے۔ جھوٹی شہرت اور عارضی ہر دلعزیزی حاصل کرنے کے شوق میں انہوں نے مہذب ڈاکو کے خط کو شائع کر کے اپنے دوستوں کی نظروں میں بھی کچھ وقعت حاصل نہیں کی ہے۔ اس خط کے بارے میں دہلی اور لاہور کے احباب اور اصحاب بے تعلق سے گفتگو کرنے کے بعد مجھے پورا اطمینان ہو گیا ہے کہ آپ اس معاملہ میں قصور وار نہیں ہیں۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہونگا کہ چیف کمشنر صاحب دہلی کے پاس آپ اپنی خوشی سے مولانا ظفر علی خاں کی شکایت کرنے نہیں گئے تھے بلکہ مہذب ڈاکو صاحب کے پیہم اصرار کی بنا پر آپ نے ایسا کیا جیسا کہ خط کے مضمون سے عیاں ہے۔ آپ سے یہ غلطی ضرور ہوئی لیکن اس کو "جاسوسی" کہنا یہ صرف اُنہی لوگوں کا کام ہو سکتا ہے جو خواہ مخواہ آپ کو بدنام کر کے آپ کے اُس عظیم الشان تبلیغی مشن کو برباد کرنا چاہتے ہیں جسکے لیے آپ نے اپنی زندگی وقف کر دی ہے۔

آپ مطمئن رہیں کہ آپ کو زبردستی مولانا محمد علی صاحب اور اُن کے ہمنوؤں نے نشانۂ ملامت بنایا ہے۔ انشاء اللہ نتیجہ آپ کی کامیابی اور سرخروئی ہوگا اور آپ کے مخالفین کو زک اُٹھانا پڑے گی۔ لکھنؤ کے مسلمانوں میں گروہِ عظیم آپ کے ساتھ ہے۔ خدا کرے کہ اس ناحق کی پیکار کا نتیجہ یہ ہو کہ مولانا محمد علی کی جھگڑالو طبیعت کی اصلاح ہو جائے۔

خیر طلب انیس احمد عباسی ایڈیٹر "حقیقت" لکھنؤ

مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کا خط

جناب خواجہ صاحب مکرم و معظم

السلام علیکم۔ ۲۳ و ۲۸ دسمبر کے غریبوں کا اخبار پڑھنے کے بعد سے طبیعت کچھ اسقدر رنجیدہ و برانگیختہ ہو گئی ہے کہ اظہار نہیں کر سکتا۔ حقیقتاً مجھے یقین ہو گیا ہے کہ مسلمان اب

ہندوستان میں عزت و آبرو کی زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ مولانا محمد علی صاحب نے جو الفاظ جناب والا کی شان میں استعمال کیے ہیں وہ شاید ذلیل سے ذلیل تر انسان بھی کبھی اپنے کمینہ سے کمینہ دشمن کے لیے کبھی استعمال نہ کریگا۔ جھوٹ کیوں بولوں کہ اس سے مولانا کی رہی سہی عزت جاتی رہی کیونکہ اسکا خاتمہ تو زمانہ ہوا ہو چکا تھا۔ مگر ان الفاظ نے ایک مستقل نفرت میرے دل میں ان کی طرف سے پیدا کر دی ہے۔ میں ہر بات انکی بھولجاؤنگا۔ ہر قصور ان کا معاف کر دونگا مگر یہ الفاظ جو ان کی طینت کا پتہ دے رہے ہیں کبھی نہ بھولونگا۔ لعنت نامہ کا آخری حصہ پڑھ کر تو بیتابی حد سے گذر جاتی ہے اور بے اختیار دل چاہتا ہے کہ میں بھی ہر طرح کی گالیاں لکھکر ان کے نام بھیجدوں مگر اس انتہائی غصہ میں بھی ایسے شرمناک الفاظ منہ پر نہیں آتے۔ اور اگر میں ایسا کروں بھی تو پھر ان میں اور مجھ میں فرق ہی کیا رہ جائیگا۔ میں نے اس لعنت نامہ کی متعدد نقلیں کر کے اپنے دوستوں کو متفرق مقامات پر بھیجدی ہیں تاکہ سب محمد علی صاحب کی ذات بابرکات سے واقف ہو جائیں اور ان سے ہمیشہ اپنی عزت کی خیر منائیں۔ ۲۵ کے اخبار میں جو مضمون "یونیٹی لیڈر اور اسکا کم فی لشکرت" کے عنوان سے جناب نے رقم فرمایا ہے اسکا آخری حصہ اسقدر موثر الفاظ میں لکھا گیا ہے کہ دل چاہتا ہے کہ ہر قوت جناب کی خدمت گذاری میں صرف کر دی جائے۔ صرف مجھے ایک جگہ اختلاف ہے کہ جہاں آپ نے فرمایا ہے کہ آپکے ساتھی بیکسی و بے بسی کی حالت میں ہیں۔ واقعہ بالکل مختلف ہے بے کس و بے بس تو محمد علی صاحب کے ساتھی ہیں۔ وہ زمانہ گیا جب خلیل خاں فاختہ اڑایا کرتے تھے کبھی ایک زمانہ تھا کہ ایک لفظ محمد علی صاحب کے خلاف نکلا اور ایک جم غفیر نے آگھیرا۔ اب کوئی انکی تائید میں بولتا ہے تو وہ عجیب الخلقت سمجھا جاتا ہے۔ موجودہ فیشن ان کو برا بھلا کہنا ہے نہ کہ ان کی تائید۔ بہت گل چھرے اڑائے اب کچھ نتیجہ بھی بھگت لیں۔ مجھے تو ان کی حالت زار پر رحم آتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ وہ اپنی اس کج روی سے باز آئیں۔ بات یہ ہے اب تک ان کو بہت

سیدھے سادھے آدمیوں سے واسطہ پڑا۔ ابوالکلام صاحب کا پیچھا اٹھا یا وہ ایک کونے میں گوشہ نشین ہوگئے۔ شیخ چھٹانی کو اپنی تجارت سے اتنی فرصت کہاں تھی کہ وہ ان کے منہ لگتے ان کو یہی بہت تھا کہ مزید گالیوں سے بچاؤ کی صورت ہو جائے۔ ظفر علیخاں نے حتی المقدور اپنی عزت کے لیے کشمکش کی سلیمان ندوی ایک علمی آدمی ٹھیرے "طرز تحریر" پر ایک چلتا ہوا فقرہ کس کر خاموش ہو رہے۔ محمد علی جناح کو تو ان کی خبر بھی نہ ہوتی ہوگی کہ یہ جناح کے خلاف بک کیا رہے ہیں۔ وہ ایک لاپروا ٹھیرے۔ کبھی پڑھ لیا تو جواب دینا بھول گئے اور کبھی جواب لکھ بھی دیا۔ تو پریس تک پہنچا ایک کارے دارد ٹھیرا۔ پہنچا پہنچا ورنہ میز تک ہی رہ گیا۔ اور بہت سے ادنیٰ اونیٰ آدمیوں کو ذلیل کرتے کرتے اسقدر شیر ہو گئے کہ اپنی حیثیت کو بھول گئے۔ یہ تو بہت خوب ہوا کہ آپ سے آ ٹکرائے۔ ورنہ یہ جنون کا بھوت کبھی سر سے نہ اترتا۔ جب تک اونٹ پہاڑ کے نیچے سے نہیں گذرتا اپنے آپ کو ہی سب سے اونچا سمجھتا ہے۔ شریفوں کی عزت کا خون رنگ لایا ہے۔ آپ کو کیا خبر کیسے کیسے کونوں سے آپ کی تائید ہو رہی ہے۔ اگر آپ سب کو مجتمع کر لیں تو شاید مولانا صرف بکرے ذبح کرنے کے مولانا ہی رہجائیں۔ آپ کی مندرجہ بالا تحریر سے کچھ کچھ مایوسی ٹپکتی ہے۔ آپ ذرا ہراساں نہ ہوجیے گا۔ اگر مولانا آپ کے سامنے نہ جھکے تو ان کی بچی کھچی آرزوؤں کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو جائیگا۔ جب کبھی صحرا نوردی کو نکلینگے تب پتہ چلے گا کہ دہلی میں بیٹھے بیٹھے انھوں نے اپنے گھر کو کس اچھی طرح آگ لگائی ہے۔ حق کو ہمیشہ فتح ہوتی ہے۔ شیخ عبداللہ کے چانٹے سے لیکر جناب والا کی جناب میں گستاخی تک ہزاروں کی عزت کا خونِ انتقام جوش زن ہے بجز تسلیم ان کے لیے کوئی راہ نہیں۔

میں پھر ایک مرتبہ عرض کرتا ہوں کہ محمد علی صاحب کے لعنت نامہ کو پڑھنے کے بعد سے اتنک طبیعت میں کچھ عجب تلاطم بپا ہے۔ اور اسپر آپ کا ۲ دسمبر والا مضمون جلتی آگ پر تیل کا کام کر گیا۔ یہ آپ کو کیا مٹائینگے خود مٹ کر رہ جائینگے۔ یقین رکھیے اس چیونٹی کو

آج کے بعد سے ہمیشہ ہاتھی کے سونڈ کی ہی فکر رہیگی - اب جب تک آپ سے نہ مل لیں یہ ہندوستان میں تو کچھ کر نہیں سکتے - اسکا یقین رکھیے۔

چند معروضات ہیں اگر آپ اسپر کچھ غور فرماویں تو باعث عزت افزائی ہوگا۔

۱- آج مجھکو خیال پیدا ہوا کہ ایک مضمون " دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا کو دیکھ " کی سرخی پر لکھوں جو ہمدرد کے مضامین کے توڑ پر اور ان کا ہمرنگ ہو - اوّل تو شاید میری قابلیت اتنی نہو کہ میرا مضمون ان کا ہموزن ہو جائے - مگر سُنا ہے کہ فریاد کی کوئی لے نہیں ہے اور جو کچھ بھی بک جاؤنگا - اگر جذبہ سچا ہے تو اثر ہو ہی رہیگا - دوسری بات یہ ہے کہ ہمدرد کے پورے پرچے نہیں مل سکے - علیگڈھ تعطیلات کے ختم تک پہنچونگا اور اسکے بعد ہی لکھ سکونگا - غالباً اسوقت تک آپ جنگ ختم کر دینگے اور میرا لکھنا بیکار ہوگا - پھر جو حکم ہو۔

۲- اس طویل سفر میں ریل میں بے انتہا ملاقاتیں ہوئیں - ریل میں بھی لوگ ملے - میں خود بھی ہر جگہ محض آپ کے لیے ہر مشہور شخص سے ملا - ہندوستانیوں کو برائی میں لطف آتا ہے - آپ کے خط پر بچاؤ کیا جائے تو بے اثر ثابت ہوتا ہے - لیکن اگر محمد علی صاحب کی بری عادتوں کا ذکر کیا جائے تو سب آپ کے موافق ہو جاتے ہیں - میں نے اپنے اس طرز عمل کو بہت کامیاب دیکھا - میں نے سب کو سمجھایا کہ حسن نظامی صاحب و محمد علی میں بحث خط کی نہیں ہے کیونکہ یہ معاملہ ایسا ہے ہی نہیں جسپر بحث کیجائے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ حسن نظامی صاحب کسی قومی پروگرام کے اسوقت موافق نہیں - وہ چاہتے ہیں کہ پہلے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ ہندوؤں کے ساتھ ملکر حکومت کر سکیں موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی حالت اس قابل نہیں کہ وہ سوراج کے لیے کوشاں ہوں - مسلمان اور ہندوؤں میں سمجھوتا ہو سکتا ہے، ان میں اتحاد ناممکن ہے - سمجھوتے کے لیے ہم قوت ہونا ضروری ہے اور خواجہ صاحب چاہتے ہیں قوم پرستوں کے گروہ کے علاوہ

مسلمانوں کا ایسا بھی ایک گروہ ہو جو صرف مسلمانوں کی حالت کو سنبھالے۔ ممکن ہو تو
مسلمانوں کا الگ بینک ہو جس سے وہ قرض لے سکیں۔ ان کی تعلیمی حالت ٹھیک کی جائے
اور پھر جب تک شدھی سنگھٹن نہ ٹوٹے تبلیغ بھی جاری رہے۔ ہندوؤں میں بھی لیڈروں کے دو
گروپ ہیں ایک قوم پرست اور دوسرا فرقہ وارانہ۔ دونوں بظاہر ایک دوسرے کو
برا سمجھتے ہیں مگر ان کا اثر نہیں گرنے دیتے اس طرح وہ ترقی کیے جاتے ہیں۔ خواجہ صاحب
بھی کبھی محمد علی پر حملہ نہ کرتے اگر وہ سیدھے اپنے قومی کاموں میں مصروف رہتے اور خواجہ
صاحب کو کسی ایک فرقہ وارانہ پروگرام پر عمل پیرا ہونے دیتے۔ مگر کیونکہ خواجہ صاحب کی
پالیسی مسلمانوں کے حسب دلخواہ تھی اور مسلمانوں میں اُن کا رسوخ بڑھ چلا تھا محمد علی صاحب
اس کی برداشت نہ کر سکے اور حسب عادت خواجہ صاحب کو بھی ذلیل کرنے کیلئے تیار ہوگئے
مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ محمد علی تمام دنیا سے مسلمانوں کو لڑانا چاہتے ہیں
وہ کہتے ہیں کہ ہندوستان میں انگریزوں سے بھی لڑیں اور آپس میں
میں بھی لڑیں اور ہندوؤں سے بھی لڑیں مگر خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ یا تو انگریز ہندوستان
سے بالکل چلے جائیں تاکہ مسلمان اپنے حقوق برابری کے ہندوؤں سے بزور قوت منوالیں
یا انگریزوں کی شخصی حکومت رہے تاکہ مسلمانوں کا بھلا ہوتا رہے۔ یہ کانگریس والے نمائندگانہ
حکومت انگریزوں کی زیر سیادت چاہتے ہیں۔ گاندھی تو سوراج کے معنی ہی نہیں بتاتا۔
کانگریس کبھی نہ چاہیگی کہ ہندوستان سے انگریز جائیں۔ وہ تو چاہتے ہیں کونسلیں اور اسمبلیاں
بنوالیں جنمیں ہندوؤں کی تعداد زیادہ ہو جو اپنے مسلم کش فیصلے انگریزی فوجوں کے ذریعے
سے منوالیا کریں۔ اور یہ ہندو جبتک انگریزوں کو ہند سے نہ جانے دینگے جبتک اپنی قوت
مضبوط نہ کر لینگے۔ اس لیے خواجہ صاحب نے طے کرلیا ہے کہ ہو تو کھلا سمجھوتہ ہو کہ ہندوستان
آزاد کرالیا جائے یا پھر جیسے انگریز ہیں رہیں یہ بیچ کی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔ اور
کیونکہ ہندو مقابلہ کے لیے مضبوط ہو رہے ہیں اسلیے مسلمانوں کو بھی تیار رہنا ضروری ہے

لڑنے کے لیے نہیں بلکہ برابر ہوکر حکومت کرنے کی قابلیت کے لئے۔ اگر آپ کو اس خیال سے موافقت ہو تو پھر تو بہت ہی خوب ہوا۔ یہ بات میں نے دیکھا کہ بہت اثر کر گئی۔ اگر آپ انہیں خیالات کا ایک پمفلٹ شائع کریں تو بہت لوگ پسند کرینگے جسمیں آپ لکھیں کہ آپ قومی پروپیگنڈا روکنا نہیں چاہتے وہ بھی ہوتا رہے اور یہ بھی۔ آپ محمد علی کی کوئی مخالفت اُن کی نالائقیوں کے باوجود نہ کرینگے۔ اگر وہ آپ کے فرقہ وارانہ پروگرام کے بیچ میں نہ آئیں اور اگر محمد علی اس میں دخل اندازی کرینگے تو آپ بلا رعایت اس قومی پروگرام کے مٹانے پر آجائینگے جو فرقہ وارانہ پروگرام کو روکے۔ کیونکہ مسلمانوں کی اصلاح ہر قومی پروگرام کی کامیابی سے زیادہ ضروری ہے۔ مسلمان سنبھل جائیں خواہ سوراج نہ ملے۔ وہ سوراج کس کام کا جسمیں مسلمانوں کے لیے سوائے ذلت کے کچھ نہو۔ اگر آپ جناح وغیرہ سے ملکر ڈاکٹر کچلو سے طے کرلیں تو اچھا ہوگا کہ تنظیم و تبلیغ کی شاخیں خلافت کمیٹی کی طرح ہر مقام پر قایم کردی جائیں اور ظفر علی خاں پنجاب میں اور آپ اور کچلو یو۔ پی میں دورہ کرلیں تو بہت اچھا ہوگا۔ ایک دو جلسہ ہر مقام پر تبلیغ اور تنظیم کے ہوجائیں۔ بس محمد علی صاحب کا خاتمہ ہوا جاتا ہے۔ وہ کانگریس میں اتحاد کے لیے ایک پروگرام تیار کررہے ہیں۔ اور مجبوراً آپ کے خلاف میدان میں آجائینگے۔ پھر آپ میٹھی نیند آرام فرمائیے محمد علی اپنی حماقتوں سے اپنی تباہی کے ذریعے خود ڈھونڈ لینگے۔ اس وقت مسلمان جوش میں بھرے ہوئے ہیں اور جو کوئی فرقہ وارانہ اصلاحات کی مخالفت کریگا اُسکے یہ دشمن ہوجائینگے۔ میں بنارس الہ آباد، لکھنؤ گیا تھا اور میں اچھی طرح اور کامل اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر آپ تبلیغ و تنظیم کی شاخیں قائم کرگئے تو پھر آپ کو محمد علی صاحب سے مقابلہ کرنے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ محمد علی خود ٹکراکر سر پھوڑ لینگے۔ مسلمان اسوقت کسی قومی پروگرام کے ماننے کو تیار نہیں۔ ہر قسم کے لوگ گو وہ ہزار آپ کو بُرا سمجھتے ہوں ہزار آپ سے نفرت ہو مگر آپ کا اس معاملہ میں ساتھ دینگے۔ آپ اس پر خوب زور دیجئے کہ سوراج کے معنی کانگریس بتائے آیا وہ کامل

آزادی چاہتے ہیں یا انگریزوں کی زیر سیادت ؟ جبتک وہ اس بات کو صاف نہ کرینگے مسلمان اسپر غور نہیں کر سکتے۔ میرا خیال یہ ہے کہ محمد علی صاحب کو ان کے کیے کی کافی سزا ہونی چاہئے۔ ڈاکٹر کچلو آپ کا بڑا ساتھ دینگے۔ آپ مل کر اُن سے مفصل گفتگو کیجئے۔ میرا سلام بھی کہدیجئے۔

۳۔ ایک کارٹون سمجھ میں آیا ہے۔ "مولانا چندہ" والے صاحب کو میں نہیں پہچانتا۔ اگر آپ اُن تک میرا خیال پہنچا دیں تو عنایت ہوگی۔

ایک جہاز ہو جسکی تشبیہ مسلمانان ہند سے ہو اور سخت طوفان بپا ہو اور جہاز معلوم ہوتا ہو کہ اب ڈوبتا ہے۔ ایک بحر دور فراموش فرقہ وارانہ اصلاحات کی ہو۔ دوسرا راستہ اتحاد کا ہو جس میں بڑی بڑی برف کی چٹانیں اُچھل رہی ہوں۔ ملاح ظفر علیخاں ابوالکلام، چھوٹانی، جناح، کچلو، ندوی ہوں۔ آپ ..... یعنی جو جہاز کو موڑ رہا ہوتا ہے ہوں۔ محمد علی غضبناک بنے، آستینیں چڑھائے اُچھل رہے ہوں۔ گھونسے سے ظفر علی خاں، ابوالکلام، چھٹانی گر گئے ہوں، ندوی گال سہلا رہے ہوں، جناح پھسلنے کے بعد اُٹھ رہے ہوں اور کچلو، محمد علی کو سمجھا رہے ہوں اور محمد علی کے منہ سے کف گرتے جاتے ہوں اور آپ سے کہتے ہوں کہ "اے جاسوس کدھر لیے جا رہا ہے راہ اتحاد سے چل"۔ کچلو کہہ رہے ہوں کہ دیکھو جہاز ٹکرا جائیگا۔ عوام میں عبدالرحیم سب پریشان کھڑے ہوں کہ کیا ہوتا ہے۔

۴۔ ملاٹوں کو آپ اپنے ساتھ شریک کرلیں تو بہتر ہے۔ میں یہ تو سمجھتا ہوں کہ یہ سب سخت کم عقل ثابت ہوئے ہیں اور ابھی تک دقیانوسی خیالات کے بندے ہیں ایک نئی روشنی کا مذہبی پیشوا ان کی عقل مبارک میں آ ہی نہیں سکتا۔ فرنگی محل، بدایوں، دیوبند کے مولویان کی سمجھ میں آپ ہرگز نہ آتے ہونگے۔ اور ابھی تک وہ حدیثوں کے زیر و زبر کی بحث میں اس بری طرح مشغول ہیں اور ان کے لیے کٹے مرتے ہیں کہ ان کا باہمی اتحاد بھی کم ممکن ہے

تاہم اگر وہ اپنی اپنی جگہ تنظیم اور تبلیغ کی مجالس قائم کرلیں تو بہت ہے خواہ کچھ نہ کریں۔ اُن کی عقل مبارک میں صرف اتنا آجائے کہ تقاریر کے لیے یہ اچھا مضمون ہے۔ جب محمد علی صاحب ان کی بے دلیل کائیں کائیں سے ٹکرا ئینگے تو لطف آجائیگا۔ اور شاید محمد علی صاحب کی مخالفت یہ مولوی صاحبان بھی کچھ کر بھی گذریں۔ اس وقت آپ ڈاکٹر کچلو کو پکڑئے۔ یہ آپکی بڑی مدد کرینگے۔ یہ اور آپ ملکر تو غضب ہو جائینگے۔ آپ کے خط کا تو لوگوں پر ذرہ بھر بھی اثر نہیں ہے، کوئی آپ کو جاسوس وغیرہ نہیں سمجھتا۔ مسلمانوں کو سوائے ہو ہو ہا ہا کے آتا کیا ہے۔ ان کو تو مزہ آرہا ہے۔ بس افسوس یہ ہے لوگ ہمدرد پڑھنے لگے ورنہ یہ ایک سُستی ہوئی بات تھی کہ "ہمدرد" بھی نکلتا ہے۔ مگر لطف یہ ہے کوئی خریدتا نہیں۔ گالی نامہ پڑھنے کو سب تیار ہیں مگر پیسہ کون خرچ کرے۔

ہمارے یہاں علیگڈھ میں تو محمد علی کی طرفدار بہت مشہور شخص ہوگئے ہیں۔ بعد عصر سے چلتے ہیں پہچانے جاتے ہیں صاحب، وہ محمد علی کے طرفدار جا رہے ہیں۔ محمد علی صاحب کے خلاف تین باتیں بہت کارگر ہوتی ہیں (۱) سب لیڈروں سے لڑ پڑے (۲) خط کا دیر میں آٹھ سال بعد شائع کرنا۔ (۳) قومی پروگرام پر اڑنے رہنا۔ اگر انہیں باتوں کو خلاصہ کیجائے تو بہتر ہے۔ آریہ سے میل وغیرہ کا ذکر نہو۔ محض یہ کہا جائے اس سے اُن کو مدد پہنچتی ہے تو ایسا پمفلٹ متوسط طبقہ کے لیے بہت مفید ثابت ہوگا۔ یہ کہنا کہ آریہ سے روپیہ لیکر آریہ سے مل گئے ہیں بہت لوگوں کو ناگوار ہے۔ یہ بات معمولی درجے کے لوگوں پر اثر کرسکتی ہے مسلمانوں کی ترقی میں روڑا اٹکانا ہی کافی بڑا جرم ہے اس میں ایسی باتوں کے شامل کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

اس جھگڑے کا آپ پر کچھ اثر نہیں پڑا۔ حد سے حد لوگ آپ دونوں کو برا کہتے ہیں میرے دوستوں کے متعدد خطوط میرے استفسار کے جواب میں آئے ہیں کہ اُن کے یہاں آپ کے متعلق کیا رائے ہے۔ سب اسیر متفق ہیں۔ عروج احمد خاں حامد خاں غلام احمد خاں

تعلقدار کریم نگر جن کے دولت کدہ کا نام آپنے "وادی ایمن" رکھا ہے۔ تعطیلات میں حیدرآباد گئے ہیں اُن کا خط آیا ہے اس میں دو صفحہ محض آپ کے ذکر سے بھرے ہوئے ہیں جسکے خاص حصے نقل کرتا ہوں۔

"خواجہ صاحب و محمد علی (صاحب لکھ کر کاٹ دیا ہے) کے جھگڑے نے یہاں بھی کافی اہمیت پیدا کرلی ہے۔ راستہ میں بہت سے حضرات سے بحث کرنیکا سابقہ پڑا۔ میں نے دیکھا لوگ دونوں سے بدظن ہیں۔ فرق صرف اسقدر ہے کہ محمد علی سے زیادہ اور خواجہ صاحب سے مقابلۃً کم۔ لوگ کہتے ہیں کہ محمد علی کو ہم پہلے سے ذلیل سمجھتے تھے۔ چور ہے لچا ہے۔ اس نے خواجہ صاحب سے محض ذاتی عناد وبغض پر لڑنا چاہا۔ محمد علی کا یہ فعل بیشک لائق ستائش نہیں۔ محمد علی کو سوائے گالیاں بکنے کے کچھ نہیں آتا۔ لیکن ان باتوں کو نظرانداز کرتے ہوئے خواجہ صاحب کو تو اس قسم کا جواب اور حلف نامہ شائع کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اُن کو خاموش رہ کر اپنا کام کرتے رہنا چاہیے تھا۔ وہ سب چھوڑ کر اپنی محافظت کی فکر میں پڑ گئے۔ محمد علی کے حیدرآباد میں آدھے زیادہ لوگ خلاف بلکہ دشمن جانی کہوں تو مناسب ہے۔۔۔

۔۔۔۔۔ تم نے بہت اچھا کیا کہ غریبوں کے اخبار کا فائیل بھیجدیا۔ اسکے اڈیٹر کون ہیں؟ اور ان کی دہلی میں کیا حیثیت؟ ۔۔۔۔ تو اب واقعہ یہ ہے میں محمد علی سے بہت برانگیختہ ہوں - - - - - - - - - - میں ہمیشہ سے ان کے خلاف تھا اور اب بھی اپنی رائے پر قائم ہوں۔ معراج (عروج کے چھوٹے بھائی جو محمد علی کے بہت طرفدار تھے) بھی سخت غصہ میں ہیں۔ اب سر پیٹتے ہیں کہ کیوں ہم نے ان کی پیروی کی۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ تم نے محمد علی کے گھر کا نقشہ خوب کھینچا ہے۔ محمد علی کا غرور تعجب ہے ابتک باقی ہے۔ بڑے قوم کے لیڈر بنتے ہیں مگر ملنے کے لیئے اجازت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور دوسری طرف خواجہ صاحب "مجسم اخلاق" ہیں۔

میں نے تمہارا خط والد صاحب قبلہ کو بھی سُنایا۔ وہ محمد علی کی اس حرکت پر بہت

طیش میں آئے۔ والد صاحب محمد علی کے سخت خلاف ہیں، اسلیئے نہیں کہ خواجہ صاحب سے حسن ظن ہے یہ کبھی خیال نہ کرنا" غرض اسی طرح کے خیالات کا اعادہ بار بار کیا گئے ہیں۔

غریبوں کے اخبار کا میں نے ایسا انتظام کر لیا ہے کہ جہاں ہوتا ہوں آجاتا ہے۔ ابھی آیا ہے پڑھ کر خط ختم کر دونگا۔ اس اخبار سے معلوم ہوا کہ جنگ آپنے ملتوی کر دی ہے۔ مگر میری رائے ہے کہ تبلیغ کو جنگ سے کوئی مطلب نہیں اگر اب اسکو انتظام میں لے آئیں تو بہت اچھا ہو۔

میں آخر میں جناب والا سے تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ معاملات کو خوب سمجھتے ہیں اور میری رائے پر سوائے ایک مہربانانہ نظر کے کوئی خاص اثر نہیں لیا جا سکتا یہ ہی میرے لیے کافی ہے۔ اُمید ہے جناب والا اس کو گستاخی سے تعبیر نہ کرینگے۔ جب مالک پر مصیبت آتی ہے خادم اپنی اپنی عقل کے موافق رائے دے ہی گذرتے ہیں خواہ وہ آقا کو کتنی ہی ناگوار گذریں۔

میں پھر ایک مرتبہ معافی کا خواستگار ہوں۔ آپکا خادم نواب احمد ساکن حیدر آباد دکن

کلکتہ کا خط

جناب خواجہ حسن نظامی صاحب۔ السلام علیکم۔ مزاج شریف

ایک عرصہ سے آپ کے اور مولانا محمد علی صاحب کے درمیان جو جنگ جاری ہے۔ اُسکا مفصل حال برابر اخبار منادی و رسالہ درویش اور اخبار ہمدرد سے معلوم ہوتا رہتا ہے۔ نہایت افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ ایسے نازک زمانہ میں جبکہ اسلام چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغہ میں گھرا ہوا ہے بجائے اسکے کہ اُس کو دشمنوں کے حملہ سے بچانے کی متفقہ کوشش کیجاتی مولانا محمد علی صاحب نے آپ سے اعلان جنگ کر کے دشمنانِ اسلام کو اس بات کا عمدہ موقعہ دیدیا ہے کہ وہ ہم لوگوں کو آپس کی خانہ جنگیوں میں مشغول پا کر اپنا کام نہایت مستعدی سے انجام دیں۔ آپ کا حلف نامہ جسمیں آپنے شرعی قسم کھائی ہے اُسکو دیکھ کر اب کسی ایماندار

مسلمان کے لیے بھی اس میں شک وشبہ کی گنجایش نہیں رہتی۔ خیال تھا کہ حلف نامہ دیکھکر ایک مخلص اور سچے مسلمان ہونے کی حیثیت سے مولانا محمد علی بھی اس جنگ کو ختم کر دینگے مگر نہایت ہی افسوس کا مقام ہے کہ مولانا ممدوح نے ابتک اسپر عمل نہیں کیا۔ نہ معلوم اس کی کیا وجہ۔ شاید وہ آپ کی شرعی قسم پر اعتبار نہ کرتے ہوں۔ مگر میرے خیالِ ناقص میں تو جب ایک مسلمان خدا کو حاضر و ناظر جانکر قسم کھائے تو اُسکا یقین کرنا ضروری ہی نہیں بلکہ فرض ہے۔ اگر وہ جھوٹی قسم کھائیگا تو خداوند عالم خود اُس کو دین و دنیا دونوں جگہ ذلیل و رسوا کریگا میں مولانا محمد علی سے دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ خدا کے لیئے ایسے نازک وقت میں جبکہ مسلمانوں کی حالت خود ہی ابتر ہو رہی ہے، اس قسم کی جنگ آزمائی فرما کر اُن کو اور پستی میں نہ ڈالیے بلکہ جو وقت اور قوت آپ اس میں صرف کر رہے ہیں قوم کی اصلاح و ترقی میں صرف کیجیے تاکہ کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہو سکے۔

براہ کرم مندرجہ بالا مضمون درویش اور منادی میں شائع کر دیجیے گا۔ فقط

محمد ابراہیم از کلکتہ ۱۱ کولوٹولہ اسٹریٹ

تشنہئ کرم نگر

حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب کے التوا رِ جنگ پر اظہار تشکر

جناب اڈیٹر صاحب رسالہ درویش۔ السلام علیکم

اگر میرے ان ناقص خیالات کی جگہ جناب کے پرچہ میں کسی جگہ آسانی کیساتھ نکل سکتی ہے۔ تو براہِ کرم درج فرما کر مشکور فرمائیں۔ مجتبیٰ حسین انصاری

باوجودیکہ حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب نے شرعی طور پر قسم کھالی ہے لیکن پھر بھی اکثر اخبارات ممدوح کے خلاف لکھ رہے ہیں۔ دنیائے اسلام میں صرف یہی ایک ہستی ایسی ہے جو کچھ نہ کچھ مسلمانوں کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو کندھا دے رہی ہے اور اسلام

کا سچا ہمدرد اگر کسی کے دل میں ہے تو وہ حضرت خواجہ صاحب کا دل کہا جا سکتا ہے اگر حضور رسول مقبول صلعم آج زندہ ہوتے اور اُن سے دریافت کیا جاتا کہ فی زمانہ کون شخص ایسا ہے جو اسلام کے جھلملاتے ہوئے چراغ کو بجھنے سے بچا رہا ہے تو شاید حضور پر نور کی مقدس انگلی حضرت خواجہ صاحب کی طرف اٹھ جاتی۔

لیکن بکمال تاسف یہ عرض کرنا پڑتا ہے کہ ایسی ہی مقدس ہستی کا وقار کم کرنے کے لیے ہمارے اسلامی اخبارات آج اپنی ایڑی چوٹی کا زور صرف کر رہے ہیں۔ اگر مسلم اخبارات کا یہی ایک فریضہ ہے جب تو میں کیا کوئی بھی کچھ نہ کہیگا لیکن اگر اس کے علاوہ بھی اُن کے کچھ اور اخباری فرائض ہیں تو میرے خیال میں اُن کو پورے طور پر اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کر کے اُس طرف متوجہ ہو جانا چاہیئے۔ برادران اسلام! خدا کے لیے مسلمانوں پر اب مزید بلائیں نہ نازل فرمائیے کہ موجودہ آفات ہی ہم کو تباہ و برباد کر دینے کے لیے کافی سے زیادہ ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جب خواجہ صاحب نے قسم کھالی ہے تو پھر وہ کونسی وجہ ہے جو اخبارات کو مخالفت پر مجبور کر رہی ہے اور وہ کونسا جذبۂ قومی ہے جو عداوت پر شید انیان قوم کو اُبھار رہا ہے۔ اگر ایمان اور قسم سے زیادہ قیمتی کوئی چیز کسی مسلمان کے پاس ہے تو میں افسوس کرتا ہوں کہ دنیا اُس کو پیش نہیں کر سکتی۔ تھوڑی دیر کے لیے بقول حضرت مولانا محمد علی صاحب کے یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ خواجہ صاحب نے حضور نظام کے ساتھ غداری کی اور اُن کو نقصان پہونچایا تو کیا خواجہ صاحب پر کفر کا فتویٰ عائد کر دیا جائیگا اور اُن کو مذہب سے خارج کر دیا جاویگا۔ اعلیحضرت حضور نظام اسمیں شک نہیں کہ ہندوستان میں ایک اعلیٰ شخصیت رکھتے ہیں اور ایسے منصف مزاج عادل رعایا پرور غریب نواز اور غیر متعصب بادشاہ کے نام کی عزت و وقار قائم رکھنے کے لیے ہر مسلمان کا سر اُسکی ہتھیلی پر ہے لیکن اگر کوئی بدقسمت مسلمان حضور نظام کے خلاف کسی سازش کا ارتکاب کرے تو کیا وہ مذہبًا کافر گردانا جاویگا پھر میری سمجھ میں

نہیں آتا ہے کہ اس معاملہ کو کیوں اسقدر اہمیت دیجا رہی ہے۔

میں خواجہ صاحب کا طرفدار نہیں ہوں۔ اور شاید جسقدر میں سختی اور کامل استقلال کے ساتھ اُن کے بعض عقائد کا مخالف ہوں غالبًا ہندوستان میں کوئی بھی نہ ہوگا لیکن سچی بات کہنے میں نہ تو میں کبھی رکا ہوں اور نہ خدا اُس روز کے لیے مجھکو زندہ رکھے جس روز میں اپنے ضمیر کو کسی کی بیجا طرفداری میں مجروح کروں۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب سے اُن کی بیمثل اور اعلیٰ خدمات قومی کے لحاظ سے مجکو جو گہری عقیدت ہے اُس کو میرا دل جانتا ہے اور اس وقت بھی میں مولانا ممدوح پر اپنے خون کا آخری قطرہ قربان کر دینے کو آمادہ ہوں اور مجھے دنیا کی کوئی قوت مولانا کی جائز طرفداری کرنے کے لیے روک نہیں سکتی ہے۔ لیکن میں نہایت مودبانہ جناب مولانا ممدوح کی خدمت میں عرض کرنے کی جرأت کرونگا کہ اس معاملہ میں آپ نے کسی قدر زیادہ جلد بازی، ناانصافی اور بیجا نیز غیر مہذب خامہ فرسائی سے کام لیا۔

آپ کا جو زور قلم ابن سعود کو حرم محترم سے نکالنے اور حصول سوراج میں صرف ہونا چاہیے تھا افسوس اُس کو آج آپ مسلمانوں کے ایک قائدِ اعظم لاجواب اور لاثانی رہنما کے خلاف صرف فرما رہے ہیں جو نہ صرف آپ کی شان کے خلاف ہے بلکہ اس شعر کے بھی بالکل مصداق ہے کہ ؎

کیا ملا تم کو مرے عشق کا چرچا کر کے ۔۔۔ خود بھی رسوا ہوئے آخر مجھے رسوا کر کے

آخر میں مَیں جناب خواجہ حسن نظامی صاحب کی خدمت میں اُن کی دانشمندانہ اور صلح کل طرز روش پر ہدیۂ تبریک پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔ فقط

خاکسار مجتبیٰ حسین انصاری گوروی ثم سیتاپوری حال مقیم قصبہ متھنی مہادیو پور ضلع کریم نگر

لاہور کا خط

مکرم و معظم مدظلکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رسالہ درویش مورخہ یکم جنوری ۲۶ء جسمیں حلف اور مفصل بیانات درج تھے مینے پڑھ لیئے

کے بعد اپنے عزیز و اقارب و دوستوں میں حتی الامکان سرکولیٹ کر دیا تھا۔

ہم سب کو خصوصاً اور دیگر مسلمانان لاہور کو عموماً مسٹر محمد علی کی غیر مہذبانہ تحریروں مخالفت اور جنگ سے جو انہوں نے حج سے واپس آکر آپ سے ناحق شروع کیں جن سے غیر مسلم اقوام خوش ہوتی ہیں اور مسلمانوں پر ہنستے ہیں سخت رنج ہوا۔ جو اصلی وجہ محمد علی کی آپ سے مخالفت و جنگ کی آپنے درویش میں تحریر فرمائی وہ عام رائے میں مولانا محمد علی کی تحریری حلف بالمقابل آپ کے حلف کے شائع نہ ہونے سے پایۂ یقین کو پہونچ گئی معلوم ہوتی ہے اُس ارض مقدس کی یہ بھی ایک کرامت سمجھی جاتی ہے کہ جب انسان بقصد حج وہاں جائے اور اپنی اندرونی برائیوں اور خرابیوں سے جن سے انسان خود ضرور واقف ہوتا ہے اگر ارض پاک میں پہونچکر تائب ہونے کا خیال اور کوشش نہ کریں تو اُن اندرونی خرابیوں کو اسقدر خود بخود ترقی ہو جاتی ہے کہ وایسی پر انسان اُن کو روکنے یا دُنیا سے چھُپانے کے بالکل ناقابل ہو جاتا ہے اور شد و مد سے اُن کا اظہار ہونے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر رحم کی نظر فرمائے اور آپ کو عظیم الشان تبلیغی کاموں میں بدستور سرگرمی و جوش سابقہ کے ساتھ مشغول رہنے میں کامیابی عطا فرماتا رہے۔ دُعا ہے کہ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے آپکو غیر مسلموں اور دشمنوں کے شر و فساد ظاہری اور باطنی سے ہر وقت ہمیشہ محفوظ و مامون رکھے۔ آمین۔

سلسلۂ تبلیغ کی رُکاوٹوں کے انسداد کے لیے جو چندہ ہو رہا ہے اسمیں براہ نوازش میری طرف سے مبلغ پانچ روپیہ داخل فرمادیں جسکا منی آرڈر میں نے آج خدمت اقدس میں روانہ کر دیا ہے۔ قادرِ مطلق خداوند کریم آپ کا ہمیشہ محافظ و معاون رہے۔ آمین۔

قدیمی نیاز مند احقر برکت علی عفی عنہ از لاہور۔ موچی دروازہ

حیدر آباد دکن کا خط

ہمدرد کے ایک غلط اندراج کی صحیح تردید

بخدمت شریف جناب ایڈیٹر صاحب اخبار ہمدرد دہلی

مورخہ ۱۸ / جمادی الثانی ۱۳۴۵ھ مطابق ۲۴ / دسمبر ۱۹۲۶ء روز جمعہ کے اخبار ہمدرد صفحہ سات کالم دوم "ختم خواجگی" کے زیر عنوان مولوی سید شاہ علی صاحب قادری اُمید نظامی جاگیردار کے خط مندرجہ غریبوں کے اخبار پر کسی عبدالکریم قادری کی اطلاع مدیں صراحت شائع فرمائی گئی ہے کہ کسی انجمن سے اُمید صاحب کا تعلق نہیں ہے اور مجلس عظمت الفرقان وغیرہ دینی انجمن ہیں، جن کو دوسرے اغراض سے علاقہ نہیں اُمید صاحب نے اس خصوص میں ہم سے استمزاج ہی نہیں کیا لہذا غریبوں کے اخبار میں جو اُمید صاحب کا خط شائع ہوا ہے وہ بے اصل ہے۔ ا

"انجمن خزینۂ آخرت کے معتمد نے اخبار ہمدرد پڑھنے کے بعد اس خبر کی کھوج میں اپنا قیمتی وقت اسلیے صرف کیا کہ جو بہتان مولانا اُمید صاحب قادری پر عاید کیا گیا ہے وہ کس حد تک صحیح ہے اس خصوص میں ہم اہل انجمن اپنی معلومات سے جناب کو مطلع کرتے ہیں آپ ان حالات سے صحیح نتیجہ اخذ فرمالیں"

محمد عبدالکریم — نام ہے قادری نہیں بلکہ قاری کہلاتے ہیں، پہلے یہ صاحب تجارت پیشہ تھے اب مسجد ٹیپو خاں میں پیش امام ہیں۔ امامت کی ماہوار محکمہ صرف خاص سے پاتے ہیں۔ حال ہی میں اُن سے موذنی کی خدمت کے متعلق بعض فرد گذاشتوں کے مد نظر جواب لیا گیا۔ نیز ماہوار بر آمندہ ہو کر جناب اُمید ہی کی بدولت ایصال ہوئی، ان صاحب کے کیرکٹر پر ہم روشنی ڈالنی نہیں چاہتے ورنہ بہت کچھ لکھتے کہ جناب کیا مشہور ہیں، البتہ قرآن شریف پڑھانے کا ان کو شوق ہے اپنے نام کی شہرت چاہتے ہیں اور سرکار سے ماہوار ہونے کی ان کو تمنا ہے۔ تعلیم قرآن کے تحت بے تعداد منگے لیتے ہیں۔

سید علی شاہ قادری — نام اُمید تخلص، پیشہ جاگیرداری، رکن خلافت بھی ہیں، ایجوکیشنل کانفرنس کے ممبر بھی ہیں، اکثر انجمنوں سے تعلق رکھتے ہیں، انجمن خزینۂ آخرت اور رونیکٹ باشی سبھا آپ کی خاص طور سے رہین منت ہے۔ آپ کو نواب خان بہادر کا خاندانی خطاب ہے، خاندانِ

قطب شاہیہ کی آپ یادگار ہیں، تفریق جماعت کے خلاف ہمیشہ اُخوتِ اسلام کے اسباق آپ کے مطمحِ نظر رہتے ہیں۔ آپ کی ذات ایک سرگرم کارگزار ہے، کبھی دنیادار تھے اب پکے دیندار ہیں۔

ان حالات کے بعد ہم ذرا انجمن عظمت الفرقان کی حقیقت بھی آشکارا کرتے ہیں۔

انجمن عظمت الفرقان | کا وجود صرف اس قدر ہے کہ ماہانہ پہلے جمعہ کو ایک اشتہار دیا جاتا ہے اور جو لوگ جمعہ کی نماز پڑھنے مسجد میں آتے ہیں اُسکا سولھواں حصّہ بھی نہیں رہتا مجلس میں نصیحت کی پوٹ کھلتی ہے، کلام اللہ پڑھنے اور قرأۃ پڑھنے کے اسباق دیے جاتے ہیں۔

دارالتقاریر | انجمن ہذا کی شاخ ہے جس میں چند افراد بے سروپا تقریر کرتے تھے اسکے بعد محفل برخاست ہوجاتی تھی، انجمن اولیٰ کی انجمن ثانی شاخ کہلاتی تھی۔ درصل انجمن میں کوئی شریک تھے، نہ انجمن میں کوئی رکن تھے، نہ انجمن میں کوئی دفتر تھا، مسجد کے تحت کا موقوفہ بنگلہ اور اور مسجد کے صحن کی ایک شطرنجی، عبدالکریم صاحب کے لیے آلہٗ کار تھی، احباب کا اجماع، چار خوری، قرأۃ کا ترنم خیز لہجہ، جملہ کائناتِ انجمن یہی تھی اور بس۔

باعث تحریک | مولوی قاری سیّد روشن علی صاحب قادری النظامی شیخ التجوید مدرسہ نظامیہ و اُستادِ شہزادگانِ حضرت اقدس و اعلیٰ خلداللہ ملکہ۔ انجمن کے ان افتادہ اسباب کی سنوار پر مولانا امید صاحب کی معاونت حاصل کیگئی تو مولانا نے بنظر اصولِ عامہ انجمن کی انعقاد کے لیے ایک ضابطہ مرتب کیا۔ صدر، نائب صدر، معتمد، منتظم، ارکان، شرکاء، خزانہ دار وغیرہ کے خدمات وضع کیے جسمیں حسب ارشاد صدر انجمن حضرت شیخ التجوید صاحب قبلہ مولانا اُمید صاحب بہ اصرار معتمد انجمن ہائے صدر بنائے گئے اور آج تک وہ معتمد انجمن ہائے صدر ہیں۔

جلسہ ہائے انجمن | اس وقت جبکہ رئیس الاحرار مولانا محمد علی صاحب اور خضر تبلیغ حضرت حسن نظامی صاحب میں باہمی مناقشہ بپا ہوگیا تھا تو مولانا اُمید صاحب نے جو کچھ بھی کوشش

کی، حیدر جلسے منعقد کیے، جن جن سے تبادلۂ خیالات کیا، اُس کا کوئی سیاسی مقصد
نہ تھا بلکہ صاف صاف اسلامی مفاد کے اسباق تھے۔ باہمی منافرت اور بے اصل سلسلہ
جنبانی کے خلاف سیدھی سادھی تفہیم تھی۔ چنانچہ انجمن خزینۂ آخرت و وینکٹ باشی
سیہانے بھی اُمّید صاحب کی تحریک میں حصہ لیا اور انجمن ہائے صدر کے پانچسو شرکاء
اراکین بھی شریک بزم اُمّید رہکر حق و ناحق اور جھوٹ و سچ کے امتیاز میں ہمیشہ مولانا
اُمّید صاحب کے ممد و معاون رہے ہیں، ہم کو بخوبی علم ہے کہ مولانا اُمّید صاحب کچھ
دنوں سے باہر تشریف لیگئے ہیں اور ہم کو یہ بھی علم ہے کہ وہ تقریبًا دو ماہ تک حیدرآباد میں
نہیں آئینگے۔ بدیں وجہ ہم نے ارکان انجمن کی تحریک پر اصلیت و غیر اصلیت کے متعلق
مولانا اُمّید صاحب اور عبدالکریم صاحب پیش امام سے دریافت حال کیا۔ اور دوسرے
بزرگوار سے بھی حقیقت معلوم کی۔

مولانا اُمّید صاحب نے بوجہ غیر حاضری بلدہ اپنی جائے قیام سے ذریعہ پتہ صرف یہی
جواب دیا کہ مخالفین نے خلاف واقعہ لکھا ہے، آپ خود بھی واقف ہوں، میں واپسی پر
تحقیقات حال کے بعد معاملہ کی اصلیت اور عدم اصلیت پر قلم فرسائی کرونگا۔

محمد عبدالکریم صاحب محمد عبدالکریم صاحب پیش امام کا بیان ہے کہ اُنھوں نے ہمدرد کو
کوئی خط نہیں لکھا چونکہ وہ لکھنے سے معذور ہیں ممکن ہے کہ اُمّید صاحب کے کسی چالباز
بھیدی کا یہ کام ہو۔

اس خصوص میں ہم اور ہمارے شرکاء انجمن ہائے خزینۂ آخرت و وینکٹ باشی سیہانے
ایک خصوصی اجلاس منعقد کیا، اس اجلاس منعقدہ میں متفقہ طور پر یہ طے پایا کہ معاملہ
کی بے اصلی سے جناب والا کو مطلع کیا جائے، اظہارِ حال کے سوائے بعض خصوصی کوائف
بھی ہم نے درج مراسلۂ ہذا کر دیا ہے، جس سے اصل جز کی اصلیت اور بے اصلیت کا صحیح
اندازہ ہو سکے گا، باقی امورات کا جواب مولانا اُمّید صاحب فائز ہوتیکے بعد خود ہی دے لینگے

۲۔ مثنیٰ ہذا بگرامی ملاحظہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب بغرض انکشاف واقعات گذرانا گیا۔

۳۔ شلث بخدمت شریف جناب مولانا مولوی سید شاہ علی صاحب قادری اُمید جاگیردار لغرض انکشاف حقیقت بذریعہ پوسٹ مرسل ہے۔

۴۔ رابع قاری عبدالکریم صاحب پیش امام مسجد کو اطلاعاً دیا گیا۔ فقط

محمد عبدالغفور معتمد انجمن خزینۂ آخرت وسکرٹری ایکنٹ باشی سبھا

باڑہ پٹنہ کا خط

جناب خواجہ صاحب تسلیم۔ پنڈت محمد علی اور آپ سے جو بحث ہوئی اُس میں واقعی آپ کی کوئی خطا نہ تھی۔ اگر نظر غامض سے دیکھیے تو ایک انسان کا خطا سے مبرا ہونا یہی بہت بڑی خطا ہے ؎

بات رکھ لی مرے پنڈت نے گنہگاروں میں   اس گنہ پر مجھے مارا کہ گنہگار نہ تھا

یہ اکسفورڈ کالج کا مہاتما آخر بشر ہے، باوجودیکہ پنڈت جی نے بہت ضبط سے کام لیا مگر جب ضبط نہو سکا چلا اٹھا بقول برق اروی ؎

روک لیتے تو ابھی مُنہ کو کلیجہ آتا   ضبط کی تاب نہ تھی زور سے چلا اٹھا

وہ دیکھتا ہے کہ ایک غریب جلد بند کا خلف الرشد کرسئ عرش پر رونق افروز ہے۔ یہ واقعہ ۱۹۲۴ء کا ہے، اسی سنہ عیسوی میں آپ کو عروج ہوا تھا یا معراج کہیے ؎

داخل سخن اپنا یہ تعلّی میں نہیں ہے   روشن ہے کہ تکرار تجلی میں نہیں ہے

آپ کی اس دلیری اور پرواز پر اُس نے صبر سے کام لیا۔ ٹکٹک دیدم دم نکشیدم والا مضمون رہا۔ ایک برس کے بعد جو پھر نظر اٹھا کر دیکھتا ہے تو خواجہ صاحب کمرۂ قاب قوسین میں شمع طور بنے ہوئے متجلی ہیں، اسوقت بھی پنڈت مہاراج دھرما اوتار نے بڑے ضبط سے کام لیا اور واقعی یہ اُسی کا کام تھا۔ اب ۱۹۲۶ء کا دور دورہ ہے پنڈت جی جو اپنے دو نین سے دیکھتے ہیں تو وہی حسن نظامی جو جوتی چٹخاتا پھرتا تھا،

محبوب الٰہی رحؒ کے درگاہ کا مجاور خلوت دوئی قندئی میں نعلین پہنے ہوئے مست و دیوانہ وار جھوم رہا ہے۔ طریقۂ فقر میں محبوب الٰہیؒ کا کیا درجہ ہے، پنڈت جی نے اسکو نہیں سمجھا انکو تو صرف اپنے اس اشلوک سے کام ہے ؎

جیئے رگھو نندن جیئے سیارام ہم بھی ہونگے وزیر نظام

حیدر آباد میں گھسنا تو ملنے ہی کا نہیں وزارت تو بہت دور ہے۔ پنڈت جی ہنوز دلی دور است۔ خواجہ صاحب! اپنے کام میں مصروف ہوجیئے اسلام کی کشتی ڈوب رہی ہے۔

واقعہ معصومہ بیگم اہلیہ ابوالبرکات برق اروی ونواسی پروفیسر سید عبدالغفور شہباز مرحوم محلہ نواب کوٹھی بہ مکان خان بہادر مولوی عبدالمجید صاحب رئیس اعظم باڑہ پٹنہ

قصبہ سوار ریاست رامپور کا خط

مصدر مکارم اخلاق و مظہر مراحم اشفاق جناب حضور خواجہ صاحب لبط اللہ مرتبتہٗ۔

السلام علیکم۔ مزاج شریف۔ بہزاراں عجز و نیاز کے گذارش پرداز خدمت والا ہوں۔ نیازمند نے گو آپ کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔ ایک عرصۂ دراز سے ملاقات کا آرزمند اور خوش عقیدہ رکھتا ہوں اور ہر وقت دست بدعا ہوں۔ آجکل جو آپ دینی خدمات انجام دے رہے ہیں اُس میں آپ کو اللہ صاحب کامیاب اور ثابت قدم رکھے۔ گو میں بھی آپ سے بقول مولانا حاجی محمد علی صاحب کسی قدر بدظن ہو گیا تھا کہ آپ نے ایک اسلامی ریاست کو نقصان پہونچایا۔ گو یہ امر آپ کی شان سے خلاف اور غیر ممکن سا معلوم ہوتا تھا۔ لیکن انسان خطا اور بھول کا بنا ہوا ہے۔ ممکن تھا کہ آپ سے بہ تقاضائے بشریت کچھ غلطی ہوگئی ہو یا ہونہار امر ہو نیوالا ہوا اور آپ کا حیلہ ہو گیا ہو۔ لیکن میں نے جس روز آپکا حالت نامہ شرعی دیکھا بخدا سچ عرض کرتا ہوں دل کانپ گیا اور دل میں ایک جوش پیدا ہوا اور آنسو نکل پڑے اور خدا کا شکریہ ادا کیا کہ دنیا میں ابھی ایمان والے موجود ہیں۔ جب ایک مسلمان ایسی قسم کھائے جس سے ایمان کو نفع نقصان پہونچے تو پھر کون وجہ ہے کہ

اُسے یقین نہ لایا جائے ۔ جھوٹا حلف وہی شخص اٹھا سکتا ہے کہ جسمیں ایمان کا ذرہ بھی نہ ہو دل کا حال خدا ہی جانتا ہے باقی شریعت ظاہر ہے ۔ براہِ کرم تبلیغ سے غافل نہ ہو جیے گا ۔ اور اس باہمی جنگ سے فراموشی اختیار فرمائیے گا حدیث مَنْ سَکَتَ سَلِمَ پر عمل کیجئے گا، فریق ثانی بھی مجبوراً خاموش ہو جائینگے ۔ میں مولا محمد علی صاحب کو بھی اچھا جانتا ہوں ۔ اِن ہر دو برادران نے بھی جس روز سے اسلامی خدمت میں قدم رکھا ہے اور بہت صعوبتیں اٹھائی ہیں بیحد محبت رکھتا ہوں ۔ گو وہ پہلے اسلام کے نام سے گھبراتے تھے لیکن زمانہ ہمیشہ یکساں نہیں رہتا ہے ۔ اللہ صاحب اُن کو بھی دینی خدمات میں کامیاب اور ثابت قدم رکھے اور باہمی جنگ سے روکے ۔

خواب ۔ میں نے آج شب کو آپ کو خواب میں دیکھا کہ میں رسالہ دیکھ رہا ہوں اور آپ کچھ کاغذ پہ مینار کا سا نقشہ بہت اونچا بنا رہے ہیں اور اپنے کام میں مشغول ہیں ۔ حتیٰ کہ مجھ سے بھی گفتگو نہیں کی ہے ۔ میں نے بھی سوچا کہ آپ کے تبلیغی کام میں بول کر کیوں ہرج کروں

المرسل ذلیل العبید صوفی محمد عبد الحمید قادری المجددی

کمپالہ افریقیہ کا خط

بخدمت اقدس جناب خواجہ صاحب ادام اللہ برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ والا نامہ شرف صدور لایا ۔ مشکور فرمایا ۔ یاد آوری کا شکریہ ۔ خط ہذا کے ساتھ بنک کا ڈرافٹ نمبر ۶۵۱/۱ مبلغ مالیللعیہ کا ارسال خدمت ہے ۔ جسکی تفصیل علیحدہ فہرست پر داخل ہے ۔ وصولگی سے مطلع فرمادیں ۔

محمد علی رامپوری کے بے بنیاد الزامات جو اس نے آپ کی ذات پر لگائے ہیں دل کو انحد رنج ہوا ۔ تمام حالات عزیزوں کے اخبار سے معلوم ہوئے ۔ اور آپ کے جوابات بھی پڑھے ۔ مگر بہت بہتر ہوتا اگر آپ ان جھگڑوں میں نہ پڑتے ۔ آپ جس کام میں لگے ہوئے تھے اُسی میں لگے رہتے ۔ مگر خیر جیسا آپنے اعلان کیا ہے کہ دسمبر کی ۳۱ تاریخ تک آپ جواب

دیگر خاموشی اختیار کرینگے۔ امید ہے کہ آپ ایسا ہی کرینگے۔ اور اس معاملہ کو زیادہ طول نہ دینگے۔ جتنا وقت آپ کا جوابوں میں صرف ہوگا۔ اتنا وقت تبلیغ میں ہی صرف ہو تو ٹھیک ہے۔ برادرم فخرالدین نظامی اور دیگر برادرانِ اسلام کی بھی یہی رائے ہے جو بندہ نے لکھدی ہے اور محمد علی رامپوری کی اس حرکت کو خاصکر میں بہت ہی برا محسوس کرتا ہوں خاصکر ایسی حالت میں جبکہ آپ تبلیغ میں مصروف ہیں۔ اور آپکی ذاتِ اقدس سے اسلام کو کتنا بڑا فائدہ پہنچ رہا ہو۔

کاش کہ محمد علی رامپوری کو بھی اسلام کی قدر ہوتی۔ آج تک محمد علی رامپوری سے جہانتک مجھے معلوم ہے کوئی کام تبلیغ کا ظاہر نہیں ہوا۔ سوائے اسکے کہ انھوں نے ہمیشہ لیڈری کو ہی افضل سمجھا۔ اور اسی کی آڑ میں آپ کی ذاتِ اقدس پر حملہ آور ہوئے۔

خداوند کریم کی درگاہ میں احقر دست بدست دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صراطِ مستقیم پر چلاوے۔ آمین والسلام (آپ کا ناچیز خادم علی احمد نظامی از کمپالہ)

بی بی نگر وکن کا خط

سیدی ومولائی مرشدی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ وکعبہ دام اقبالہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج درویش مورخہ یکم فروری ۱۹۲۶ء پہونچا۔ پرچہ کا ایک حرف نہ پڑھا گیا، دل تڑپ اٹھا۔ آنکھیں روزنامچہ کو ڈھونڈھنے لگیں۔ حضرت کی خیریت کی کیفیت پڑھ کر شکر پروردگار بجالایا درویش کے صفحہ (۱۷) روزنامچہ میں حضور نے ہر مرید سے سوال فرمائے ہیں کہ وہ مریدی سے راضی ہے، یا فسادِ محمد علی سے کچھ شک رکھتا ہے، دل رونے لگا کہ حضرت کے مرید اور پھر شک و شبہ۔ معاذاللہ من ذٰلک) حیدرآباد میں فدوی کے ذریعہ جسقدر لوگ داخل سلسلہ ہوئے وہ اور دوسرے پیر بھائی جو حیدرآباد میں ہیں اور مجھ سے ملتے ہیں، وہ سب مثل پہاڑ کے ہیں نہ محمد علی کی فتنہ انگیزی سے وہ متاثر ہوئے نہ اپنے راسخ الاعتقادی میں ذرہ برابر شک لائے۔ فدوی کے گھر میں سب حضرت کے مرید ہیں۔ غلام مثل پروانہ دار سرکار پر

اپنا مال اور اپنی جان ہزار بار تصدق کرنے کو تیار ہے۔ محمد علی سے شیطان بے ایمان کے تحریرات کا مجھ پر میرے ملنے والوں پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اور اس وقت میرے پاس تین مرید حضرت کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ (۱) شرف الدین نظامی۔ (۲) شیخ بندگی نظامی (۳) غلام رسول خاں نظامی۔ یہ تینوں حضرات میرے ہر لفظ سے متفق ہیں۔ میری عرض یہ ہے کہ یہ میرا خط اخبار منادی میں شائع فرمادیں کہ مخالفین کو علم ہو جائے کہ سرکار کے غلاموں پر ایسی شیطانیت اثر نہیں کرسکتی اور ان شیطانوں کو یہ شعر سنا دینا کافی ہے ۵

نقش قدم پہ پیر کے رہبر نثار ہے
آؤ دکن میں دیکھ لو ثانی ایاز کا

حلقہ بگوش خادم جان نثار غلام دستگیر خاں نظامی المتخلص بہ رہبر حیدرآبادی نائیک کہوڑگری اسٹیشن بی بی نگر سرکار عالی

(۱) خط کے مضمون سے میں دل و جان سے متفق ہوں۔ محمد علی کی باتوں کا میں اعتبار نہیں کرتا۔ محمد شرف الدین۔ (۲) خط کے مضمون سے میں متفق ہوں اور شیطان محمد علی کی باتوں کا میں اعتبار نہیں کرتا۔ غلام رسول خاں نظامی

کلکتہ کا خط

محترم جناب خواجہ صاحب السلام علیکم۔ مہربانی فرما کر ذیل کی کارروائی جلسہ منعقدہ مسجد چنیا پاڑہ ۲۰ر جنوری ۳۲ء کو اپنے اخبار منادی میں شائع فرما کر ممنون فرمائیے

اپنے ہاتھ سے اپنا ہی فیصلہ

جلسہ مسجد چنیا پاڑہ کلکتہ ۲۰ جنوری ۳۲ء میں مندرجہ رزولیوشنس پاس ہوئے۔

۱۔ ہم لوگ گورنمنٹ کی پالیسی کے خلاف جہاں تک اسکا تعلق اعلیٰ حضرت حضور نظام حیدرآباد خلداللہ ملکہٗ سے ہے سخت احتجاج کرتے ہیں۔ ہمارے دلوں کو یہ خبر پاش پاش کررہی ہے کہ گورنمنٹ ہند حیدرآباد کی اندرونی پالیسی میں مخل ہو کر اس کے حقوق کو پامال کرنا چاہتی

ہے۔ ہم گورنمنٹ سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے جذبات کا اندازہ کرے اور ریاست کے متعلق اپنا وہ طرز عمل جو ہندوستان کے ایک بڑے عنصر (اسلامی آبادی) کو پامال کررہا ہے جلد از جلد تبدیل کرے۔

۲۔ ہم لوگ خواجہ حسن نظامی صاحب مبلغ اعظم کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ موجودہ لغو تحریریں جو بعض اخبارات ان کے خلاف شائع کر رہے ہیں محض ذاتی کدورتوں کا پتہ دے رہی ہیں۔ ریاست حیدرآباد پر گورنمنٹ کا ظلم خواجہ صاحب سے کچھ تعلق نہیں رکھتا جو الزام ان پر لگایا گیا ہے اس کی کامل تردید خواجہ صاحب نے کردی ہے، اسکے بعد کسی شک کی گنجائش نہیں رہتی۔ البتہ جن کو ذاتی خصومت ہو اور ان کو حسد نے دل صاف کرنے کی توفیق نہ دی ہو اور کلام الٰہی کا واسطہ (حلف نامہ) ان کے نزدیک لارڈ ریڈنگ کے الفاظ سے زیادہ وقعت نہ رکھتا ہو ان کو اپنی طبیعت کا اختیار ہے۔ ہم ہرگز ہرگز ایسے شخص کی توہین کو اطمینان کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتے۔ جس نے اسلام کی عظیم الشان خدمت کی ہو۔ اور اب بھی کرتا ہو۔

۳۔ ہم لوگ چونکہ خواجہ صاحب سے بدظن تھے اسلیے اخبار ہمدردی پڑھ کر بغلیں بجا لیا کرتے تھے۔ لیکن دیکھیے خدا کی شان اسی اخبار نے ہم کو یکطرفہ فیصلہ کرنے پر مجبور کردیا۔

افسوس مولانا محمد علی صاحب وہ مولانا محمد علی نہ رہے جو کبھی پہلے تھے۔ اگر ہندوستان اپنے سچے خادم کے ضائع ہونے پر ماتم کرے تو بجا ہے۔ جب سے مولانا محمد علی صاحب کو "مولانا" کا مستقل خطاب ملا ہے، اسلامی تہذیب اور اخلاق کی ان سے دوری ہوتی شروع ہوگئی۔ اب کیا حال ہے؟ ہمارے ہادی اعظم نے جس بدتہذیبی سے منع فرمایا ہے وہ ان میں اس حد پر ہے:۔

(۱) "مکار" "غدار" "چغلخور" "جاسوس" "فریبیوں کا سردار" "امام الشیاطین"

یہ وہ الفاظ ہیں جو انھوں نے اپنے اخبار ہمدرد مورخہ ۱۸ر جنوری ۱۹۲۶ء میں ایک ایسے شخص کے

لیے استعمال فرمائے ہیں جس نے کئی لاکھ ہندوؤں کو مسلمان کیا ہو۔ افسوس یہ الزام اور خطابات اس شخص کے لئے لکھے گئے جس نے گجرات میں دو ہندو ریاستوں کے حکمرانوں کو مسلمان کیا ہو۔ جو اسلام کی تبلیغ ہندوستان کے ہر گوشہ میں اب بھی کر رہا ہو اور سب سے بڑی بات یہ کہ جس نے اپنی صفائی حلف نامہ سے کر دی ہو۔

(ب) افسوس مولانا کو بھی "اپنے کو سب سے بڑا دیکھنے کے خیال" نے نہ چھوڑا۔ جس کے شکار اکثر ایسے عروج کے لوگ ہو جایا کرتے ہیں۔ مولانا سید سلیمان ندوی جیسے مسلم قابل لیڈر سے بگاڑ کیوں ہوا؟ علماءِ فرنگی محل سے شکر رنجی کی کیا وجہ؟ ڈاکٹر کچلو کی خدمت اسلام (تنظیم) میں خلل اندازی کا کیا سبب؟ تازہ واقعات میں سے یہ چند مثالیں شاہد ہیں کہ مسٹر محمد علی صاحب اپنے سامنے کسی کے اقتدار کو نہیں دیکھ سکتے۔ چاہے وہ اسلام کی کتنی ہی اہم خدمت کیوں نہ کرتا ہو۔

۴۔ ہم لوگ مسٹر محمد علی صاحب اڈیٹر ہمدرد کی اس نقصان دہ بے وقت راگنی سے اظہار نفرت کرتے ہیں۔ شاید ان کو اندازہ نہیں کہ ہندوستان کے مسلمان اس وقت کتنے خطرہ میں ہیں۔ آریہ سماج ہماری گذشتہ اسپین کی مصیبتوں کو ہمیں یاد دلا رہا ہے ہم ہندوستان چھوڑنے پر مجبور کیے جا رہے ہیں۔ ہم پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ اسلام کی آغوش کو چھوڑ کر آریہ مذہب اختیار کریں۔ ہماری تعلیمی ترقی میں رکاوٹیں ڈالی جا رہی ہیں۔ ہمارے سامنے ہر صیغہ کی ملازمت کا دروازہ بند کیا جا رہا ہے۔ اور خصوصاً آجکل جبکہ دہلی میں سوامی شردھانند کے مقدمہ کے متعلق سخت ہیجان ہے۔ اور آریہ سماجی ہندو بڑے بڑے لیڈروں کی آبرو ریزی کے درپے ہیں۔ اور ہائے افسوس ایسی حالت میں مسٹر محمد علی صاحب پوری مستعدی سے آپس میں نفاق پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ ہمدرد جسکو صحیح معنوں میں مسلمانوں کا ہمدرد ہونا چاہیے تھا آج وہی ایسے نازک وقت میں ان میں نفاق ڈال کر ان کے شیرازہ کے منتشر کرنے کی کوشش کر رہا ہے

صرف اسی کام کے لیے اسکے لمس کو غیر معمولی وسعت دی جا رہی ہے۔

جو اسلام ایک کو دوسرے کا بھائی بنانے آیا تھا آج اسی اسلام میں ایک بھائی اپنے دوسرے بھائی کو کھا جانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اے اللہ رحم کر۔

راقم (سید) جمیل قریشی ڈاسنوی (صدر جلسہ)

۱۲ ڈمزن لین چنیا پاڑہ۔ کلکتہ

کھاگا کا خط

ے توانم آنکہ تیا زارم اندروں کسے ۔ حسود را چہ کنم کو ز خود برنج درست

جناب اڈیٹر صاحب۔ بعد تسلیم آنکہ نقل مضمون مورخہ ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء چکیدۂ قلم مسٹر محمد علی صاحب نظر احقر سے بعد عرصۂ دراز گذرا۔ جیقدر صدمہ و رنج و اندوہ و ملال اور غم میرے قلب کو ہوا، اسکا اظہار غیر ممکن ہے۔ محمد علی صاحب نے عرصہ آٹھ نو سال میں مسلمانان ہند کے فوائد و نقائص کے لیے جو تدابیر کیں وہ اظہر من الشمس ہیں۔ اُن کا مداح تہ دل سے علیگڈھ کالج ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ کسی مسلم لیڈر کی توہین کی جائے مگر صاحب ممدوح کے الفاظ ناگفتہ نسبت اولاد بی بی فاطمہ زہراؑ بنت حضرت محمد رسول اللہؐ نے اس امر پہ مجبور کیا کہ مسٹر موصوف کی اصلاح کے لیے ایسے الفاظ استعمال کیے جائیں جن سے اُن کو (محمد علی صاحب کو) صدمہ نہ ہو لیکن ایسے ضرور ہوں جن کو سنکر یا پڑھ کر اُن کے خیالات کی درستی ہو جائے۔ اور وہ آیندہ ایسے کلمات ناشائستہ اپنی زبان مبارک سے نکالنے کی جرأت نہ کریں۔ افسوس آج وہ وقت آگیا کہ خود مسلم لیڈر سادات کی فضیلت بیکار خیال کرتا ہے اور اولاد بی بی فاطمہؑ زہرا کو خچر کے لقب سے یاد کرتا ہے۔ مروان نے بھی یہ لفظ استعمال کیا تھا جسکی پاداش میں آج تک مسلمانانِ عالم اسکا نام مکروہ طور پر لیتے ہیں سادات ہمیشہ سے مظلوم ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ کے زمانہ سے ابتک اُن کو طرح طرح کے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن اُنھوں نے ہمیشہ صبر کیا۔ اب بھی صبر کرنا چاہیئے اور دشمنوں کے حق میں دعائے خیر کرنا لازم ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے آخری

وقت تک باوجود انواع و اقسام تکالیف کے اپنے دشمنوں کو راہِ راست پر لانیکی کوشش کی
کیا مسٹر محمد علی صاحب کو نہیں معلوم کہ سادات ان کے الفاظ سُننے کی تاب نہیں رکھتے
کیا وہ نہیں سمجھتے کہ ایسے مکروہ الفاظ سے سادات کے قلوب مجروح کو صدمۂ عظیم ہوگا۔
مسٹر موصوف ایسے روشن دماغ لیڈر کے قلم سے ایسے گستاخانہ مضامین کا نکلنا بلاشک
اشتعال انگیز ہے۔ میں نے مان لیا کہ میرے معزز لیڈر حسب دعویٰ خود دیے سیل
ہیں لیکن اُن کو یہ حق نہیں کہ کسی خاندان کے صحیح النسبی پر دھبّہ لگائیں مسلمانانِ عالم
کا فرض ہے کہ اپنے پیغمبر آخرالزماں کے نامِ نامی و اسمِ گرامی کا احترام کریں اور اہل بیت
کی محبت موجب نجات اور اُن کی عزت باعثِ رضامندیٔ خدا و رسول اللہ خیال کریں
اُن کے نام پر اپنی جانیں قربان کرنے کو تیار رہیں۔ رہا قصّۂ اعمال۔ اعمال کی سزا و
جزا خداوند بزرگ و برتر سب کو بروزِ حشر دیگا۔ ہاں تلقین و اصلاح کی کوشش ہر مسلم
کو چاہیے لیکن دل خراش الفاظ میں نہیں۔ میں مسٹر ممدوح کا ہمیشہ مدح خواں رہا۔
غالباً سنہ ۱۹۲۰ء میں میں نے اخبار مشرق کے پرچہ میں ایک مضمون صاحب موصوف
کے خلاف پڑھا۔ جسمیں اُن کے ترک سکونت رامپور کا تذکرہ اُن کے معمولی شخص ہونے کا
نقشہ اور گورنمنٹ ہند و مسلمانان ہندوستان کے نقصان وہ امور کا اظہار تھا۔
غرضیکہ اسی قسم کی نکتہ چینیاں دیکھ کر میری ہمدردی نے اس بات پر مجبور کیا کہ اسکا جواب
دیا جائے لیکن میرا جواب غالباً مشرق کے پرچہ میں کسی وجہ سے شائع نہیں ہوا۔ افواہاً یہ
بھی سُنا گیا کہ محمد علی صاحب نے حضرت مولانا عبدالباری صاحب لکھنوی کے خلاف بھی لکھ دیا
یہ خبر غیر مستند تھی اسلیے اسپر کچھ لحاظ نہیں کیا۔ سرفراز میں مسٹر موصوف کے خلاف مضمون
نکالا گیا۔ اسپر بھی اعتماد نہیں کیا۔ خواجہ حسن نظامی صاحب سے بھی جھگڑے ہوئے اسپر
بھی مجھکو اعتراض کا کوئی حق نہ تھا۔ لیکن مکروہ لفظ نجس سُنکر ضبط نہوا۔ میرے خیالات
بہت خراب ہو گئے۔ اب مجھکو بجائے محبت کے ان سے شکایت ہے۔ میں مسٹر موصوف کو

اسلام کا سچا ہمدرد و سادات کا حامی و مددگار خیال کرتا تھا لیکن ع خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم ۔ اگر کوئی مسلمان سادات کو نظر حقارت سے دیکھے اور اپنے کو اُن سے افضل تر خیال کرے تو یہ سراسر غلطی ہے ۔ سادات کی عزت و وقعت تا حشر کم نہیں ہو سکتی انکو ذلیل کرنے والے با عزت نہیں ہو سکتے ۔ بقول شیخ سعدی ؎

سنگِ بد گوہر اگر کاسۂ زریں شکند ۔۔۔ قیمتِ سنگ نیفزاید و زر کم نہ شود

میں نے یہ شعر تمثیلاً عرض کیا ۔ کسی طرف خاص طور پر میرا اشارہ نہیں بقول غالب ؎

آزادہ رو ہوں اور مرا مسلک ہے صلح کل ۔۔۔ ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے

روئے سخن کسی کی طرف ہو تو روسیاہ ۔۔۔ سودا نہیں جنوں نہیں وحشت نہیں مجھے

مسٹر محمد علی صاحب کو میں اب بھی مسلم لیڈر خیال کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اُن کی غلطیاں معاف کرے اور اُن کے دل میں سادات کی محبت و عزت پیدا کرے ۔ جبکہ مسلم لیڈر بھی خانہ جنگیوں پر آمادہ ہے تو اس کے فالورس کا خدا حافظ ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ۔ خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی نے اسی زمانہ تا پرساں کے لیے صدہا سال بیشتر بطور پیشینگوئی فرمایا ہے ؎

ایں چہ شوریست کہ در دورِ قمر می بینم ۔۔۔ ہمہ آفاق پُر از فتنہ و شر می بینم

غالباً محمد علی صاحب کو شعر حسب ذیل کا خیال نہیں ہے ۔ اب میں یہ شعر لکھکر استدعا کرتا ہوں کہ وہ آیندہ اس کو بروقت تحریر و تقریر مدنظر رکھینگے ؎

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دُعا کردن ۔۔۔ اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

قانون شہادت کی رو سے ابتک بار ثبوت خواجہ صاحب پر تھا لیکن اب صفائی معقول ہونے سے مقدمہ حسب دستور و قانون خواجہ صاحب کے موافق فیصل ہونا چاہیے بہرحال خواجہ صاحب محمد علی صاحب کو پھر موقع دیتے ہیں کہ اُن کے صفائی کی تردید فرمائیں اسوقت بار ثبوت محمد علی پر ہے ۔ لیکن ثبوت قابل پذیرائی ہونا لازم ہے ۔ اس شعر پر مضمون

ختم کرتا ہوں ؎

خواب سے بیدار کر یارب مسلمانوں کو اب چشم بینا سے اٹھا دے انکے غفلت کا نقاب

شریف الحسن رضوی سبزواری از کہاگا

رانی پور سندھ کا خط

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ ۔ محبی اخویم سیدی خواجہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ آپ کے اشتہارات وغیرہ ہمیں پہونچے جن کو پڑھکر طبیعت کو دُکھ پہونچا ۔ آج ہم نے محمد علی کو خط لکھا ہے کہ وہ اپنے اخبار ہمدرد کا پرچہ مجریہ ۳۰ نومبر ۱۹۲۶ء ہمیں روانہ کرے ۔

یہ اسلیے نہیں لکھا ہے کہ آپکے قول پر اعتماد نہیں ہے ۔ بلکہ اطمینان قلب اور سند لینے کے غرض سے اخبار کا وہ سا پرچہ طلب کیا گیا ہے

امید ہے کہ جواب آنے پر ہم آپ کو مفصل لکھینگے ۔ اور ہر طرح پر آپکے ہمقدم رہینگے زیادہ خیر والسلام (خادم سجادہ جدی زین اشرف ابو محمد السید صالح با رشا آفندی القادری گیلانی الحسنی الحسینی سجادہ نشین ۔ رانی پور شریف ۔ ریاست خیرپور میر سندھ)

محمد علی کو جو خط لکھا گیا ہے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے

ہمیں خواجہ حسن نظامی صاحب کی طرف سے چند اشتہارہ پہونچے ہیں جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آپ نے سادات بنی فاطمہ رضؓ کی نسبت وہی سب وشتم استعمال کیے ہیں جن کو بنو امیہ نے نوے سال تک سنت بنا رکھا تھا ۔ مگر چونکہ اسوقت نہ تو بنو امیہ کی سلطنت ہے کہ جس سے یہ خیال کیا جائے کہ آپ جاگیر یا منصب حاصل کرنے کی غرض سے ایمان جیسی چیز کو خیرباد کہہ رہے ہیں ۔ اور نہ ہی آپ ابو سفیان یا مروان کی اولاد میں سے ہیں جس سے یہ خیال کیا جا سکے کہ آپ شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مظلوم اولاد سے تیرہ سو برس کے بعد پھر اپنے بزرگوں کا انتقام لیکر دل کی آگ کو ٹھنڈا کر رہے ہیں ۔ کیونکہ جہانتک ہمیں معلوم ہوا ہے آپ نسبًا پٹھان ہیں ۔ لہذا اس خط کے پہونچتے ہی اپنے اخبار ہمدرد مجریہ ۳۰ نومبر ۱۹۲۶ء

کا پرچہ بھجوا کر ہمیں حقیقت حال معلوم کرنیکا موقعہ دینگے۔ اگر آپ نے پرچہ مذکورہ نہ بھیجا تو یقین کیا جائیگا کہ واقعی آپ نے بنو امیہ کی صد سالہ سنت کا احیاء کر کے پیغمبر اسلام علیہ السلام اور اسکی اولاد کو ستایا۔ فقط

میں مریدی سے نہیں پھرا

میرے پیر و مرشد سیدی و مولائی حضرت خواجہ صاحب ظلکم السلام علیکم۔ آپ کا والا نامہ صادر ہو کر کاشف مافیہا ہوا۔ آپ کی خیر و عافیت کا حال معلوم کر کے بیحد خوشی حاصل ہوئی۔ اللہ پاک کا ہزار ہزار شکر ہے۔ مولینا محمد علی نے جو جھگڑا اور فساد آپ کے خلاف شروع کیا تھا اس نے میرے دل پر کوئی اثر نہیں کیا۔ پھر بدگمانی کا تو ذکر ہی کیا۔ میں جیسا پہلے آپ کا معتقد تھا ویسا اب بھی ہوں بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ یہاں مانا ودر میں یا مانگرول میں آپ اور مولینا محمد علی کی نسبت جب کوئی بحث چھڑ جاتی تو میں ہمیشہ آپ ہی کی طرفداری کرتا رہتا تھا۔ ایسے بحث مباحثے میری عقیدتمندی کی بنیاد کو کبھی متزلزل نہیں کر سکتے اور نہ آپ سے بدگمان کر سکتے ہیں۔ آپ کی اس تحریر سے کہ "آپ کو اپنی بیعت سے آزاد کر دوں" میرے دل کو سخت صدمہ پہنچا۔ آپ میرے پیر ہیں مرشد ہیں اور یقین جانیے کہ دنیا کی کوئی شے اس سے مجھے ہرگز منحرف نہیں کر سکتی۔ اگر ساری دنیا آپ کی مخالفت پر تل جائے۔ آپنے جو کچھ میری نسبت سنا ہے وہ واقعات کے خلاف ہے۔ آپ اسپر اعتماد نہ کیجئے گا۔ میں پھر عرض کرتا ہوں کہ آپ میرے پیر ہیں اور میں آپ کا ادنیٰ مرید۔

اللہ پاک کے فضل و کرم سے اور آپ کی دعا سے میں خیریت سے ہوں اور آپ کی خیر و عافیت کا طالب ہوں اور بارگاہِ الٰہی میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ پاک آپ کو مخالفین کے شر و فساد سے ہر طرح محفوظ رکھے آمین فقط

طالب دعا فیض محمد خاں نظامی حضور اسسٹنٹ ریاست مانا ودر
کاٹھیاواڑ

رنگون کا خط

(از طاہر محمد ابو بکر صاحب معرفت ایچ۔ ایس، اے غنی صاحب ایڈورڈ اسٹریٹ رنگون)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۰ رہبر اسلام سیدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی تسلیم مزاج شریف۔ آج فجر ہمارے یہاں جناب ہارون صاحب انصاف تشریف لائے۔ اُن کی زبانی رامپوری محمد علی کا آپ کے خلاف "اعلان جنگ" کا حال معلوم ہوا۔ خدا کی قسم۔ سب حاضرین کا دل لرز اٹھا کہ "رامپوری محمد علی" نے اور قرآن مجید اور کعبۃ اللہ کی بیحرمتی اور وہ بھی ہندوؤں کے ہاتھ کرائے۔ لاکھوں وقت خدا کی لعنت ایسے رامپوری محمد علی کے اوپر ہو۔

ہم سب احباب آپ کے تبلیغی کام کے دلدادہ ہیں۔ آپ اپنا کام پوری قوت کے ساتھ کیے جائیں۔ ہم سب آپ کے ساتھ جان و مال قربان کرنے کو آمادہ ہیں۔ ہم لوگ قرآن مجید اور کعبۃ اللہ اور دین اسلام کے لیے انشاء اللہ اپنی جان لڑا دینگے۔ رامپورکا محمد علی جو قرآن مجید اور کعبۃ اللہ اور اہل بیت کو اپنے دل میں کچھ نہ سمجھتا ہو۔ ہمارے نزدیک ایک فرعون سے بھی بدتر ہے۔ آپ نے جو اس رامپور کے محمد علی کو "یزید لیڈر" کا خطاب دیا ہے بہت موزوں ہے۔ زیادہ حد ادب۔ ہم ہیں خاکپائے صوفیائے کرام:۔

میمن عبد الغنی سلطان نظامی۔ عبد الکریم طیب۔ سیٹھ طاہر محمد ابوبکر۔ ولی محمد حسین عبد الکریم عبد الرحمٰن۔ عبد الحکیم کنٹر پشاوری۔ سید لعل محمد آنہ تر ساپوری۔ عبد القادر مدراسی عبد السبحان بیڑی والا۔ میمن محمد داؤد۔ میمن عبد الستار احمد۔ میمن عبد الغفار حاجی محمد میمن نور محمد احمد۔ ماسٹر محمد امداد خاں۔ محمود پشاوری۔ پیر بخش پشاوری۔ یوسف پشاوری غلام حسین قاسم منصور سورتی۔ شیخ یوسف اسمٰعیل قیصر سورتی۔ غلام جیلانی پشاوری

یہ خط ہم لوگوں نے جناب انصاف صاحب سے لکھوایا ہے فقط والسلام

بسواں سیتاپور کا خط

جناب خواجہ صاحب۔ السلام علیکم۔

بدنہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سُنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہی ویسے سُنے

کئی ہفتوں سے آپکے خلاف دیگر اخباروں میں مضامین پڑھ کر افسوس ہوا میں آپ کے تبلیغی کام کی دل سے قدر کرتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ خدا آپ کو اپنے مقصد میں کامیاب کرے۔ اس پر آشوب زمانہ میں جبکہ اسلام اپنے ہر پیرو سے چاہتا ہے کہ جو گونگے ہیں وہ بولنے لگیں، جو اندھے ہیں وہ دیکھنے لگیں۔ جو بیٹھے ہیں وہ کھڑے ہو کر اسلام کی آخری تبلیغ کا کام انجام دینے لگیں۔ ایسے پر آشوب زمانہ میں جو کچھ آپ کام کر رہے ہیں اسمیں میں آپکی تعریف نہیں کرتا کیونکہ یہ تو ایک مسلمان ہونیکی علامت ہے اور ایک مسلمان پر فرض ہے جو آپ انجام دے رہے ہیں مگر ہاں خدا کے واسطے اسلام کے چہرہ پر جو بدنما داغ ہے وہ آپس کی جنگ سے گہرا نہ ہونے دیجئے۔ آپ کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا چاہیے۔ کافر آپ کو گالیاں دیتے ہیں۔ پتھر مارتے ہیں، اونٹ کی اوجھڑی آپکی پشت مبارک پر رکھتے ہیں۔ مگر نبی کریم اسکا کیا جواب دیتے ہیں فتح مکہ کے بعد سب کو حضور جمع کرتے ہیں اور فرماتے ہیں لوگو خبردار ہو جاؤ جو سلوک حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا، وہی آج میں تمہارے ساتھ کرتا ہوں۔ اور تم کو معاف کرتا ہوں۔ ان واقعات پر نظر کیجئے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بھی تبلیغ ہی فرماتے تھے۔ آپ کو اذیتیں دی جاتی ہیں مگر آپ کچھ جواب نہیں دیتے ہیں۔ اسلام تمام دنیا میں پھیل جاتا ہے۔ چاند پر گرد و ڈالنے سے گرد نہیں پڑتی اسی طرح آپ کچھ جواب نہ دیجئے خدا آپ کی مدد کریگا۔ ہم لوگ دل سے آپ کے تبلیغی کام کے شریک ہیں۔ مگر خدا کے واسطے اخباری دنیا میں آپ ذاتیات پر حملہ نہ کیجئے خدا سمیع اور بصیر ہے۔ حق حق ہے اور جھوٹ جھوٹ۔ افسوس میں کسی قابل نہیں ہوں مگر آپ کا ادنیٰ خادم ہوں اور ہر طرح آپ کی اسپرٹ میں مؤید ہوں امید کہ آپ مجھکو

بھی تبلیغی امداد فرمائینگے جسکی یہاں اشد ضرورت ہے۔ میں جاہل ہوں۔ غالباً اس تحریر میں جو غلطی ہوگی اُسکو معاف کیجئے گا۔

اے مسلم خوابیدہ اُٹھ اور سوئے سما دیکھ

چھائی ہوئی اسلام پہ کیسی ہے گھٹا دیکھ

خادم الاسلام۔ قاضی ابو سعید محمد یعقوب حسین صدیقی سکرٹری انجمن اسلامیہ بسواں

ادونی مدراس کا خط

بخدمت شریف جناب فیضمآب معلی القاب سیدی مولائی خواجہ صاحب دام اقبالکم۔ ازجانب باشندگان ادونی علاقہ مدراس بعد تسلیم بصد تعظیم و تکریم کے گذارش یہ ہے کہ بسلسلہ فساد محمد علی درویش یکم فروری ۱۹۳۲ء روزنامچہ کے ذریعہ ہر مرید کی صفائی کے لیے آپ نے اعلان شائع کیا ہے اسلیے ہم سب بالاتفاق تہ دل سے اپنی اپنی اندرونی عقیدتمندی کا اظہار کرتے ہیں۔ آپکے متعلق ہمیں نہ کسی قسم کا شک ہے نہ گمان۔ بلکہ صدق کامل ویقین اوفر ہے۔ ہم ہر طرح جان و مال اولاد آپ پر قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔ برائے خدا ہمارے نام مریدوں کے دفتر سے خارج نہ فرمائیے اور جن جن فرضی مریدوں نے آپ کی ذات ستودہ صفات پر بذریعہ اخبارات درازیاں کر رہے ہیں و ابلیسانہ حرکات سے پیش آ رہے ہیں۔ اس کا ہم سب کو سخت رنج ہے۔ فقط زیادہ حد ادب۔

آپ کے خدامان و کنیز:۔ سید قاسم حسینی پیر مشائخ جاگیردار سجادہ نشین بدرگاہ عبدالقادر سنگم۔ کوتال۔ حافظ دادا میاں نظامی۔ مستری محمد صاحب نظامی مولانا بشیر احمد صدیقی نظامی۔ بی۔ عبدالرزاق نظامی بی۔ سی۔ عبدالرحیم نظامی۔ مولانا عبدالملک عرف خداوند صاحب ہوتوری نظامی۔ امیر النساء بیگم صدر محلہ نظامی۔

خرطوم سوڈان مصر کا خط

بخدمت شریف جناب مولائی خواجہ حسن نظامی صاحب دام اقبالہ۔ بعد سلام علیکم کے

عرض کرتا ہوں کہ اخباروں سے معلوم پڑا کہ مولانا محمد علی نے آپ کے برخلاف جنگ
شروع کر دیا ہے اور آپ نے منادی اخبار میں لکھا ہے کہ تبلیغ کا کام بند کر دوں یا جاری
رکھوں۔ ہم سب سوڈان کے مسلمان ہندی بھائی آپ کو لکھتے ہیں کہ آپ تبلیغ کا کام
جاری رکھیں اور مولانا محمد علی سے بھی جنگ جاری رکھیں۔ انشاء اللہ خدا کے فضل سے
فتح آپ کو ہی ہوگی۔ اور جو مدد آپ ہم لوگوں سے مانگیں ہم مدد دینے کے لیے تیار ہیں۔
مولانا محمد علی کے پاس ابھی چندہ کرنیکے لیے اور کوئی تجویز باقی نہیں رہی تو انہوں نے یہ کام
شروع کر دیا ہے۔ پہلے خلافت کا مسئلہ اٹھایا تھا اور خوب چندہ جمع کیا اور سب فضول خرچ
ہوگیا اور آج تک کسی کو معلوم نہیں کہ اتنا روپیہ کہاں گیا۔ اور پھر بھی شریف حسین کو
حجاز سے نہ نکال سکے اور اب ابن سعود کے نکالنے کیلئے کوشش کی تھی اور چندہ جمع کیا
اور سیر بھی اور حج بھی کر آئے اور ہندوستان میں آکر بڑے لمبے لمبے ریزولیشن پاس کرائے
تاکہ ابن سعود کو حجاز سے نکال دیں۔ مگر یہ اُن کا خواب ہے۔ وہ بالکل اُسکو حجاز سے
نہ نکال سکیں گے۔ ابھی معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے پاس چندہ جمع کرنے کے لیئے اور کوئی
تجویز نہیں رہی تو انہوں نے ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے یہ کام شروع کر دیا۔
اگر وہ پہلے ہی جب انہوں نے خلافت کا کام شروع کیا تھا، اگر صاف نیت سے کرتے
اور صرف چندوں کے کھانے کے لیے نہ کرتے تو وہ ضرور کامیاب ہو جاتے۔ میرا تو
دل یہ کہتا ہے کہ اگر ہندوستان کے مسلمانوں کو آپ جیسے تین چار آدمی کام کرنیوالے
مل جاتے تو آج مسلمانوں کو یہ تکلیفیں پیش نہ آتیں۔ اب مولانا محمد علی کچھ بھی کریں۔
جو فرق مسلمانوں کے دلوں میں خلافت فنڈ کی طرف سے پڑ گیا ہے وہ نہیں نکل سکتا۔
اور اگر وہ ہندوؤں سے کچھ بھی کریں تاکہ اتحاد ہو جائے آخرکار ہندو مسلمانوں کو
دھوکا ہی دینگے۔ جو حق پہ ہوگا خدا اُسی کو فتح دیگا۔ والسلام علیکم۔

آپ کا تابعدار مرید
شاہ محمد نظامی

حضرت خواجہ حسن نظامی توجہ کریں اور محمد علی کے حملہ کے سبب تبلیغی کام ترک نہ کریں

(۱) کیا آپ نے تبلیغ و انسداد ارتداد کا کام بموجب آیات قرآن شریف

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُم مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وغیرہ پارہ دوم رکوع ۸ع اور إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَن تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ پارہ ۲۸ ع

اور وَإِن نَّكَثُوا أَيْمَانَهُم مِّن بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنتَهُونَ ۝ أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَّكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُم بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ أَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ أَحَقُّ أَن تَخْشَوْهُ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ پارہ ۱۰ رکوع ۷ع اپنے ہاتھ میں نہیں لیا۔

(۲) آپ بموجب آیۃ قرآن شریف الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللّٰهِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝ پارہ ۱۰ رکوع ۸ع عمل پیرا نہ تھے۔

(۳) کیا آپ نے بموجب آیۃ قرآن شریف وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ پارہ ۴ رکوع ۲ع مومنوں اور مسلمانوں کو اس طرف نہیں بلایا تھا

(۴) حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے عہد خلافت میں ابوعبیدہ رضؓ کے بجائے جرنیل کمانڈنگ چیف اسلامی فوج کا خالد بن ولید رضؓ کو نہ بنایا گیا تھا؟ کیا ابوعبیدہ رضؓ اسلامی خدمت

خدمت میں کوتاہی فرماتے رہے ؟

(۵) کیا حضرت عمرؓ فاروق کے زمانہ خلافت میں خالدؓ بن ولید کے بجائے ابو عبیدہ رضؓ کو سپہ سالار نہ بنایا گیا تھا۔ اور خالدؓ کے کیا الفاظ اُس وقت ان کے مبارک دہن سے نکلے کیا یہ الفاظ نہ تھے "خالد سپہ سالاری کے وقت بھی اسلام کا جان نثار تھا۔ اور اب بھی جان نثار ہے"

(نظر بدور باش) خدانخواستہ اگر مسلمان خواجہ حسن نظامی کے برخلاف فیصلہ دیویں تو بھی خواجہ صاحب کو ان فرائض اسلامی سے جیسا کہ میں ما اتاہ تک لکھ آیا ہوں۔ دست کش نہیں ہونا چاہیئے اور اسی طرح کام کرنا چاہیئے۔

قابل توجہ محمد علی صاحب و دیگران مسلمانان

(۱) کیا ہندوؤں نے جتھا نہیں کیا ہے کہ تمام دیگر اقوام کو ما سوائے ہندوؤں کے یا تو ہندوستان سے نکال دیا جاوے۔ یا ہندو دھرم میں ان کو ملا لیا جاوے۔

(۲) اگر مذکورہ بالا قول درست ہو۔ تو کیا مسلمان قوم پہ یہ الفاظ حاوی ہیں یا نہ۔

(۳) اگر مسلمان قوم پہ حاوی ہوئے تو کیا مسلمانان کو بموجب آیات قرآن شریف مندرجہ ما متعلق حضرت خواجہ حسن نظامی عمل پیرا ہونا چاہیے یا نہ۔ جواب قرآن شریف سے ہو۔

(۴) اگر کوئی جواب قرآن شریف سے ۳ کا نہ مل سکے تو ایسے اشخاص مسلمانان جو تبلیغ و انسداد ارتداد میں خلل انداز ہوں کیا وہ کفاروں کے زمرہ میں شمار نہ ہونگے ؟

(۵) کیا ایک جاسوس مسلمان کفر کی حد تک پہونچ سکتا ہے؟ اور وہ کس وقت ؟

(۶) جاسوس مسلمان کی توبہ قابل قبول ہے یا کیا ؟

(۷) انسداد ارتداد میں خلل انداز مسلمان اگر کافروں کے زمرہ میں شمار

ہونگے تو ان کی توبہ کس طرح قابل قبول ہوگی ؟

جوابات قرآن شریف سے ہوں۔

خیر خواہ قوم مسلم قاضی میراں بخش عفی عنہ (صدر جماعت نظامیہ صوبہ سرحد)

بنوں کا خط

خواجہ پیارے! ہم تو خدا اور رسولؐ و قرآن کریم کے ساتھ ہیں۔ اور آپ کے رفیق ہیں، آلِ رسول صلعم کے غلام ہیں۔ تبلیغ کے کام کو کسی طرح بند نہ فرماویں۔ ان بکواسیوں کی بکواس پر کان نہ دھریں۔

صوبہ سرحد کے تمام لوگ محمد علی رامپوری سے بیزار ہیں اور اس پر تبرا کرتے ہیں۔ جس فرقہ کے پیشوا کی برہنہ عورتوں کی تصاویر دیکھ کر رال ٹپک پڑتی ہے۔ اور برہنہ تصاویر کو راحتِ جان سمجھ کر ہر وقت کمرہ میں آویزاں رکھے۔ وہ اللہ والوں سے کیا جنگ کریگا۔ اللہ مسلمانوں کا حامی ہے۔ ان گستاخوں کو خود ان کی گستاخی قعرِ ذلت میں دھکیل دیگی۔ بندہ ہر خدمت کے لیے حاضر ہے۔ فقط والسلام

اگرچہ خصم تو گستاخ میرود حالے ۔۔۔ تو شاد باش کہ گستاخیش عناں گیرد

داقد غلام ازلی سیف الاسلام احمد ابدالی نظامی قریشی ناظم نظامیہ تبلیغی انجمن صوبۂ سرحد بنوں

لکھنؤ کا خط

اس ملعون کی تحریر جسکا ذکر آپ نے "حملہ" کی سرخی کے اشتہار میں کیا ہے اس کے متعلق کل شام کو یہاں کے اہل محلہ کا ایک جلسہ قرار پایا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کارروائی پرسوں ارسال خدمت کرونگا اور اس ملعون کو بھی روانہ کرونگا کہ جس نے ہم کو ایسا صدمہ پہونچایا ہے کہ ہمارے ہی قلوب جانتے ہیں۔ خیر منتقم حقیقی بہت جلد دنیا میں بھی اس کو اسکا نتیجہ دکھلا دیگا اور آخرت میں تو جہنم کی قہار آگ اور وہ ہوئے ہی گا۔

عاصی سید ابن حسین عرف اعن مجتہد ہوس۔ رکاب گنج۔ دال منڈی لکھنؤ

امرتسر کا خط

بخدمت شریف مولوی خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی زاد عنایتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مزاج شریف - جناب کا مطبوعہ مکتوب پہونچا من اولہ الیٰ آخرہ اُسکو غور سے دیکھا - اگر نفس الامر میں یہی واقعات ہیں جو جناب نے اس مکتوب میں شائع کیے ہیں تو جواباً میری طرف سے فتویٰ ہے کہ مولوی محمد علی عرف مسٹر محمد علی صاحب کا دعویٰ قابلِ قبول نہیں ہے اور قومی اور مذہبی عدالت میں قابل اخراج ہے اور آئندہ جبتک کہ مسٹر محمد علی شرعی توبہ نہ کرے اور آپ کی اور دوسرے بھائیوں کی ایذا رسانی جو کی ہے اُسکی تلافی نہ کرے، تب تک کسی قومی اور ملکی اور سیاسی و مذہبی امور میں دخل نہ دے۔

آپکی چٹھی سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ چیف کمشنر صاحب دہلی کو بطور جاسوسی کے آپ نے اطلاع دی تھی۔ آپ جیسے پہلے خدمت اسلامی شب برات وغیرہ میں بذریعہ اشتہارات وغیرہ کے کرتے ہیں آئندہ بھی کیجیے۔ واقعی آپ کی دل آزاری اور دل شکنی ہوئی قال اللہ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۔ مسٹر محمد علی کو اس کی تلافی کرنی چاہیے اور بہتر یہ ہے کہ فریقین یعنی آپ اور وہ اس تنازع کا تصفیہ شریعت سے کرالیں۔ قرآن و سنت میں جو فیصلہ ہو اُسکو فریقین منظور کرلیں۔ قال تعالیٰ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ۔ دہلی کے کسی قابل اہل علم کو یا علماء دیوبند میں سے کسی کو یا علماء لاہور یا امرتسر یا سہارنپور وغیرہ سے کسی کو منصف مقرر کرکے فیصلہ کرالیں تاکہ یہ نزاع ختم ہوجاوے اور تفرقہ دور ہوجاوے اس سے اور کوئی صورت بہتر تصفیہ کی نہیں معلوم ہوتی۔ کاربار لائقہ سے یاد فرمایا کریں۔ راقم حکیم حاجی ابو تراب محمد عبد الحق مالک و اڈیٹر اخبار اہل سنت والجماعۃ امرتسر

ثالثہ ہم کعبہ و قرآن کے ساتھ ہیں اور مسٹر محمد علی رامپوری کے اس قول سے سخت بیزار ہیں جو انہوں نے ملاپ کانفرنس دہلی میں کہا کہ ہندو اگر کعبہ و قرآن کے ٹھوکر مارے تو بھی میں ہندوؤں پر ہاتھ نہ اٹھاؤں گا۔

جو کچھ مسٹر محمد علی رامپوری نے اپنی زبان سے نکالا ہے اُس کے بموجب وہ مسلمان کہلانے کا حق دار نہیں ہے۔ بقلم خود الٰہی بخش ٹھیکہ دار بھٹا نکوئی از بٹالہ

احمد دین انجن ڈرائیور بقلم خود۔ کرم الدین بقلم خود محلہ بھٹیاری بٹالہ۔

میری رائے باقی اصحاب کے متفق ہے۔ مہر محمد شریف بقلم خود۔ محمد جان حجام بقلم خود

نشان انگوٹھا رحیم بخش بٹالہ۔ محمد اسمٰعیل انجن ڈرائیور بقلم خود۔ بقلم خود فضل دین

نشان انگوٹھا نبی بخش دیوانیوال۔ نشان انگوٹھا علی محمد دیوانیوال۔ نشان انگوٹھہ فضلدین

قاضی عبداللہ شاہ بقلم خود۔ محمد صدیق بقلم خود۔ ابراہیم

رامپوری محمد علی سے قطع تعلق کا عہدنامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم سب مسلمان بغیر کسی ذاتی رنجش کے محض اسلامی حکم کی بموجب اللہ تعالیٰ کے سامنے عہد کرتے ہیں کہ ہم نے رامپوری محمد علی ایڈیٹر اخبار ہمدرد سے ان کے ان گناہوں کے سبب جو ذیل میں درج ہیں۔ اپنا ہر تعلق قطع کر دیا۔

جب تک کہ رامپوری محمد علی مجمع عام میں توبہ نہ کریں اور ہر جگہ توبہ نامہ شائع نہ کریں۔ اُس وقت تک ہم مسلمان نہ انکی تقریر سُنینگے، نہ تحریر پڑھیں گے، نہ ان کو چندہ دینگے، نہ اور کسی قسم کا تعلق ان کے ساتھ قائم کرینگے۔ اور جو شخص رام پوری محمد علی سے ان گناہوں کے علم کے بعد تعلق قائم کرنے پر اصرار کریگا اُس سے بھی مذکورہ تمام امور میں قطع تعلق کر دینگے۔

رامپوری محمد علی کے گناہ

(۱) انہوں نے دہلی ملاپ کانفرنس میں کہا "اگر کوئی ہندو کعبہ و قرآن کے ٹھوکر مارے تب بھی میں اس ہندو پر ہاتھ نہ اٹھاؤں گا۔"

(۲) انہوں نے ۳۰ نومبر ۱۹۲۶ء کے ہمدرد میں اپنے قلم سے لکھا کہ فاطمی سادات

نچر ہیں اور کہتے ہیں ہماری ماں گھوڑی تھی۔ (اس فقرہ میں حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کی توہین ہے۔)

(۳) انہوں نے حج سے واپس آکر عام تقریر میں کہا کہ حرم کعبہ کے فرش سے میرے غسل خانہ کا فرش زیادہ صاف ستھرا ہے۔

(۴) انہوں نے ایک کروڑ روپیہ خلافت کے چندہ کا اور بیشمار روپیہ غالب کی قبر، کامرٹہ، کانپور کی مسجد، طرابلس، بلقان وغیرہ چندوں کا کھالیا۔

(۵) انہوں نے مراد آباد کے جلسہ جمعیت علماء اور بلگام کے جلسۂ خلافت میں مسلمان بادشاہ حضور نظام کے حق واپسی برار کی ہندوؤں کو خوش کرنیکے لیے مخالفت کی۔

(۶) انہوں نے مسٹر گاندھی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بڑا بزرگ اور امام مہدی کہا۔

(۷) انہوں نے ہندوؤں کے مندر میں اپنے ماتھے پر تلک لگایا۔

(۸) انہوں نے ایک کافر کی ارتھی کو کندھا دیا اور رام رام ست ہے کہا۔ اور کفار کی کفریہ باتوں کا ساتھ دیا۔

(۹) انہوں نے مہاراجہ محمود آباد اور سر آغا خاں اور کئی دیسی ریاستوں سے ہزار ہا روپیہ خفیہ طور پر مسلمانوں کی خدمت کے نام سے لیا اور مسلمانوں کا کچھ کام نہ کیا

(۱۰) انہوں نے مسلمانوں کو جیلخانہ بھجوایا، نوکریاں چھڑوائیں۔ اسلامی تعلیم گاہیں توڑیں، خطاب واپس کرائے اور خود خفیہ طور پر انگریزوں سے ملتے جلتے رہے اور خفیہ پولیس کے ایک بڑے عہدہ کے اُمیدوار رہے۔

(۱۱) انہوں نے آریہ سماج سے مل کر تبلیغ اسلام کو مٹانا چاہا اور مٹانیکے کام کیے۔

ان گیارہ گناہوں کے علاوہ ان کے اور بھی بیشمار قومی گناہ ہیں جن پر مسٹر محمد علی اصرار کرتے ہیں، اور ان سے توبہ نہیں کرتے۔ اسلیے ہم رامپوری محمد علی سے محض

اللہ تعالیٰ کے لئے قطع تعلق کرتے ہیں۔

حکیم اللہ دتا بقلم خود ولد امام الدین بٹالہ

(شیخ) غلام محمد دوکاندار ولد غلام مہدی بٹالہ۔ شیخ ماہی ولد شیخ غلام حیدر بٹالہ

عبدالرشید اڈیٹر اے۔ جی اوفس لاہور ولد شیخ عظیم بخش بٹالہ

ممتاز حسین ولد غلام عباس بٹالہ۔ سید منظور علی ٹھیکیدار چوب ولد سید احسان علی شاہ بٹالہ

مفتی رحیم بخش ضلعدار محکمہ نہر ولد مفتی حسین بخش ساکن بٹالہ ضلع گورداسپور

مفتی محمد حسن پٹواری نہر ولد مفتی شہاب الدین۔ بٹالہ ضلع گورداسپور

مفتی محمد بشیر کلرک ولد مفتی رحیم بخش ضلعدار۔ بٹالہ ضلع گورداسپور

مفتی محمد حسین ہیڈ ماسٹر ولد مفتی مولا بخش۔ ساکن بٹالہ محلہ مفتیان

حاجی مولا بخش امام مسجد قریشی ولد فضل الدین۔ ساکن لاہور۔ انارکلی جیا گڑھ محلہ

محمد طفیل دوکاندار بٹالہ ولد محمد بوٹا۔ محمد لطیف دوکاندار ولد میاں قطب الدین بٹالہ

عبدالوحید خاں پبلیشر ولد شیخ عبدالعزیز صاحب۔ بٹالہ ضلع گورداسپور

عبدالعزیز کلرک نہر امرتسر ولد چوہدری کرم الٰہی۔ بٹالہ محلہ میاں صاحب

محمد طفیل کلرک ٹیلیفون امرتسر ولد چوہدری لعل خاں ساکن امرتسر

فضل حسین موٹر ڈرائیور ولد محمد بخش۔ بٹالہ

میاں محمد یعقوب خاں زمیندار ولد میاں فضل احمد خاں نظامی کوچہ میاں دین محمد صاحب بٹالہ

میاں نور احمد خاں پنشنر ولد میاں دین محمد صاحب بٹالہ محلہ میاں دین محمد صاحب

بشیر احمد بقلم خود ولد محمد شفیع ساکن بٹالہ محلہ میاں دین محمد صاحب

سید زاہد حسین صاحب میونسپل کمشنر پریزیڈنٹ انجمن امامیہ بٹالہ ولد سید

بہادل شیر صاحب مرحوم جاگیردار۔ دروازہ بھٹیاری بٹالہ

چوہدری کریم داد سٹوڈنٹ اسلامیہ کالج لاہور ولد لے۔ اے چوہدری بٹالہ دروازہ کھجوری

(میاں) عبدالحمید خاں (زمیندار) ولد میاں فضل احمد خاں نظامی کوچہ دین محمد صاحب بٹالہ

سلطان عالم اوورسیر ولد چودھری عنایت اللہ ساکن بٹالہ کھجوری دروازہ

سید ذوالفقار علی ہمدانی بوٹ مرچنٹ ولد سید باقر حسین صاحب ساداتِ ہمدانہ محلہ بٹالہ

محمد دین مالک اسلامیہ سوڈا واٹر فیکٹری ولد حاجی حسین بخش ساکن بٹالہ محلہ ہمدانیاں۔

عنایت حسین بوٹ مرچنٹ ولد شیخ محمد وارث۔ محلہ شبہ بٹالہ

اکبر حسین محرر چنگی ولد صفدر علی شاہ۔ بٹالہ ضلع گورداسپور محلہ ساداتِ ہمدانیاں

فضل حسین محرر چنگی ولد شیخ غلام مرتضیٰ بٹالیہ ضلع گورداسپور محلہ قاضی اسمٰعیل

قاضی عبداللہ شاہ بقلم خود ولد قاضی نور احمد بٹالہ محلہ قاضی موری

اے۔ ایچ ہمدانی ولد ایم۔ ایچ ہمدانی۔ اڈیٹر پنجاب اکونٹنس۔ لاہور

شیخ دلاور حسین بقلم خود دکاندار ولد شیخ غلام محمد ساکن بٹالہ محلہ ہمدانیاں

عبداللہ خاں ٹھیکہ دار پی ڈبلیو (ڈی پنشن) ولد میاں شیر محمد۔ بٹالہ محلہ لوریاں

غلام محمد سوداگر چرم ولد میاں کریم بخش ساکن بٹالہ

سلطان احمد وجودی ایڈیٹر استانی ولد میاں غلام محی الدین صاحب کوچہ دین محمد صاحب بٹالہ

سردار خاں زمیندار ولد میاں فضل احمد خاں کوچہ میاں دین محمد صاحب مرحوم بٹالہ

(چودھری) عباس علی خاں (زمیندار) ولد حسنین علی خاں کوچہ میاں دین محمد صاحب بٹالہ

(میاں) بشیر احمد زمیندار ولد میاں امیر احمد خاں کوچہ میاں دین محمد صاحب بٹالہ

(میاں) عبدالحمید خاں (زمیندار) سکرٹری انجمن مسلم راجپوتان بٹالہ ولد میاں نور احمد خاں

مفتی محمد اکرم ولد مفتی اللہ بخش۔ بٹالہ محلہ مفتیاں۔

ڈاکٹر صاحبزادہ سید شبیر حسن قادری رئیس بٹالہ ولد صاحبزادہ سید شمس محی الدین صاحب رئیس اعظم بٹالہ۔ محلہ میاں صاحب بٹالہ

عزیز الدین ولد شیخ نواب الدین محلہ پوریاں۔ دروازہ پہاڑی بٹالہ ضلع گورداسپور

غلام دستگیر امام مسجد ولد فتح محمد صاحب کوچہ میاں دین محمد صاحب بٹالہ

جان محمد داروغہ صفائی ولد میر الخش ساکن محلہ پوریان بٹالہ

محمد اسلم میر منشی احمد بخش ولد منشی محمد بخش ساکن محلہ کوچہ میاں دین محمد صاحب بٹالہ

سید صادق حسین ولد سید جہان شاہ ساکن خاص قصبہ بٹالہ

بڈھا حجام وجراح آپ کا غلام ولد ولد اللہ ساکن اچلی دروازہ بٹالہ

صفدر علی سب انسپکٹر ولد فرخ علیشاہ ساکن قصبہ بٹالہ محلہ سادات ہمدانی

صاحبزادہ سید اعجاز حسین قادری ایم - بی - ایچ ولد صاحبزادہ سید شمس محی الدین

محلہ میاں صاحب بٹالہ

عبدالرحمن منشی کارخانہ صابن ولد منشی محمد اعظم - محلہ میاں دین محمد صاحب مرحوم بٹالہ

عبدالقادر سند یافتہ دیوبند فی الحال از نارووال ولد مولوی شیر محمد صاحب ساکن نارووال

ضلع سیالکوٹ مسجد جامع

محمد الدین ساہوکار ولد حمد الدین ساکن شہراب پورہ تحصیل بٹالہ

صاحبزادہ سید مشتاق حسین ولد صاحبزادہ سید شمس محی الدین - بٹالہ ضلع گورداسپور

شمشاد علی تعلیم خود ایجنٹ وکیل ولد شرف الدین ساکن بٹالہ

میاں فیض پیر امام مسجد ولد میاں فضل الٰہی ساکن رندھیر باگریاں ضلع سیالکوٹ حال وارد بٹالہ

ہم کعبہ و قرآن کے ساتھ ہیں

عبدالرحمن حاجی محمد - بلڈانہ برار آدم گیگا - اکیاب برما

عثمان میاں ملا اوبیرا ضلع گجرات

ملک عبدالرحمن ورالپورا گجرات

ملک خان جہان میاں نتھو میاں وطن دھوتہ

شیوا الدکن کا خط | دولت آصفیہ کے خیرخواہوں کا امتحان

تقدس مآب مولانا محمد علی صاحب قبلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ادب سے بارگاہ جناب میں عرض ہے کہ آج کل مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب کے ایک آٹھ سالہ خط کو پیش نظر رکھکر دلالی اور غداری کے عنوان سے خوب جھڑپ ہو رہی ہے۔ خواجہ صاحب سنہ ۱۹۱۸ء میں گورنمنٹ کے مخبر ہو نگے۔ مگر موجودہ فضا بتاتی ہے کہ خواجہ صاحب جاسوس نہیں رہے شاید اس وقت مفلسی نے انہیں مجبور کیا ہو۔ اب تو بقول آپ کے بڑے بڑے مکانات کے مالک ہو گئے ہیں اس لیے ایسے کمینہ پیشے کی انھیں اب ضرورت باقی نہ رہی ہوگی۔ آٹھ سال قبل کے گناہوں کو پیش کر کے جاسوسی کا الزام لگانا کہاں تک واجب ہو سکتا ہے۔ کیا عجب ہے کہ آپ یا میں دس سال قبل بڑے بڑے گناہ کئے ہوں۔ اُن گناہوں کی پاداش میں اُن کے موجودہ بہترین اور سبق آموز کام پر حملہ کرنا کونسا شریفانہ فعل ہو سکتا ہے۔ اگر خواجہ حسن نظامی صاحب حقیقت میں جاسوس اور دلال ہیں تو انھیں کسی دوسرے وقت کیلئے چھوڑ دیجئے۔

کیا آپ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ ہندؤں نے پونہ بمبئی میں اعلیحضرت بندگان عالی متعالی کے خلاف کیسے کیسے تجاویز پاس کیے اور کیسا زہر اگل رہے ہیں

اخبار مدینہ اپنے ۹ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء کے صفحہ (۶) کالم (۲) اور سطر (۵) پر یوں رقمطراز ہے کہ ہمارے آقا ولی نعمت اعلیحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ نے فرمایا کہ "حکومت سے دست بردار ہو جاؤں گا لیکن اس قسم کی باتیں برداشت نہ ہونگی"۔ اے زمین تو پھٹ جاتا کہ ہم اُس میں سما جائیں۔ اے آسمان تو ٹوٹ کر ہمیں پاش پاش کر دے۔ اللہ اللہ ہماری فلاح ہمارے آقائے نامدار کے قلب مبارک پر ایسی جاگزیں ہو گئی ہے کہ اپنی حکومت اور سلطنت سے دست بردار ہونے

پر تلے ہوئے ہیں اور ہمیں بے سہارا چھوڑنے کا خیال فرما رہے ہیں۔ کاش ہم کو ایسے الفاظ سننے کے قبل موت آجاتی کہ ہمارے ولی نعمت کس یاس اور مایوسی کے ساتھ اپنے دلی ارادے کا اظہار فرما رہے ہیں۔ اس پرآشوب زمانہ میں اگر آپ بجائے خواجہ حسن سے تو تو میں میں کرنے کے دوسرا طریق کار اختیار فرما کر اپنی شہرت کا از سر نو ڈنکا بجاتے۔ اور ہند کے آٹھ کروڑ مسلمانوں کی زبان اور قلم سے ظاہر کرادیتے کہ "ہندوستانی مسلمان آقائے تاجدار حضرت سلطان العلوم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے قدوم میمنت لزوم پر قربان ہونے کے لیے تیار ہیں لیکن حضرت اقدس و اعلیٰ کی زبان فیض ترجمان سے ایسے مایوس کن الفاظ ایک سکنڈ کیلیے نہیں سن سکتے" جو ایسے وقت میں زیادہ کارآمد ثابت ہوتا۔ اور حقیقی معنوں میں آپ کو مسلمانوں کا دردمند سمجھا جاتا۔ اگرچہ آپ اعلیحضرت بندگان عالی کے تخیلات عالیہ پر غور کرتے ہوئے کوئی اچھا اور نرالا اسلوب لیکر میدانِ عمل میں پھاندتے مگر افسوس کہ ریاست حیدرآباد (جو خالص اسلامی ریاست کہی جانے کے قابل ہے) کے مشکلات میں معاونت کرنیکی بجائے خواجہ صاحب کا کچا چٹھا کھولا جا رہا ہے جو ایک مدبر اور ہمدردِ قوم کے شایانِ شان نہیں۔

تمام مسلمان خواجہ صاحب کو جانتے ہیں آپ بے فکر رہیے اُن کی وقعت آپ سے زیادہ نہ کرینگے بشرطیکہ آپ کی سعی سے ہند کے مسلمان اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے پسینہ گرنے کی جگہ خون بہانے اور اپنے مال، دولت، اہل و عیال کو موجودہ تاجدار دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے قدموں پر تصدق ہو جانے پر آمادہ کیئے جائیں جبکا اقرار زبان اور قلم سے ملک کے گوشہ گوشہ سے نکلکر ہمارے آقائے تاجدار کی تسلی و تشفی کا باعث ہو کہ جب تک ہماری رگوں میں خون اسلامی جوش زن ہے اور جب تک ہم کلمہ گویان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اُس وقت

تک اپنے خون کے آخری قطرہ سے بھی دریغ نہ کرینگے۔ اپنی آنکھوں سے نقاب اُلٹیے اور حقیقت کی جانب زور قلم صرف کیجیے۔ اسلام کی کشتی امید و بیم کے بھنور میں ڈگمگا ڈبکوں کی گردان کر رہی ہے۔ اگر آپ اور آپ کے ہوا خواہوں کو حقیقی بہبود منظور ہے تو آپ کی شانِ عظمت شوکت ۲۲ء یا ۲۳ء کی طرح آفتاب تاباں بنکر چمکیگی اگر آپ اپنے کو حقیقی فدائی ثابت کرنا چاہتے ہیں تو آئیے اور جلد آئیے جس سے آپکی دنیا سنور جائے گی اور آپ کا دین میں بول بالا ہوگا۔ چندہ آپ کا نجات دہندہ نہیں ہوسکتا بلکہ یہی اخلاص جسکا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے باعث نجات حقیقی ہوگا۔

یا اللہ! مولانا کو بجائے مسلمانوں میں پھوٹ کی کوشش کرنیکی طاقت عطا کرنے کے اعلیٰحضرت شہریار دکن کا سچا بہی خواہ اور خیر خواہ بناجسکے وہ اس وقت بھی بھی نظر آرہے ہیں۔

اگر آپ ایسا نہ کرسکے تو مجھے اجازت دیجیے کہ جناب مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب کی خدمت میں عرض کروں کہ براہِ کرم معزز اڈیٹر صاحب ہمدرد کو اپنے چیلوں کی فہرست میں منسلک فرمالیجیے۔ اگر یہ سعادت مندی کے ساتھ آپکے آغوش میں پھولیں پھلیں تو اپنی خلافت انہیں کے سپرد کرکے اللہ میاں کے بلاوے پہ لبیک کہہ کر سدھارئے۔ تاکہ آپکے بعد مدتوں کی حرص و آز "خواجگی" کے یہ مالک بنکر مسلمانوں کو لوٹیں جسکی انہیں بہت خواہش معلوم ہو رہی ہے۔

مولانا محمد علی صاحب کی جنگ جویانہ طبیعت کے جوابات پر اپنی پوری اسپرٹ صرف کرنیکی بجائے حضرت اقدس اعلیٰ کی مدد و اعانت کے نعرے مسلمانانِ ہند سے لگوائیے۔ جب معلوم ہو جائیگا کہ عملی میدان کس کے لیے کشادہ ہے اور کون ہمارے آقائے نامدار کا بہی خواہ اور کون جاسوس و غدار۔

اب ہم ادبًا دونوں حضرات کا امتحان لیا چاہتے ہیں نہ کہ گذشتہ رونا رو کر

مسلمانوں کی بہی خواہی کا دم بھرا جائے۔

امید کیجاتی ہے کہ میری یہ تحریر حسب وقت بھی پہونچے درج اخبار فرمائی جائیگی اور عمل کا دروازہ کھول کر بہی خواہی کا زندہ ثبوت پیش کیا جائیگا۔ آپ کی ذات نے زمانہ ماضی میں حضرت اقدس و اعلیٰ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی حمایت میں حصہ لیا ہے تو کوئی عجوبہ نہیں وہ آپ کا اسلامی شیوہ تھا اب دیکھیں کون غدار ہے اور کون سچا خیر خواہ۔ والسلام

خاکسار محمد ظہور علی مدرس شیوالہ ضلع پربھنی دکن

ریاست جودھپور کا خط

غریبی خدا کو پیاری ہو۔ امیری کون بچاری ہو

میں خواجہ حسن نظامی صاحب کا معتقد و روشناس نہیں اور نہ اُن کی کسی کتاب اور اُن کے حلقہ کے کسی رسالہ و اخبار کا خریدار ہوں، اُن کے عقائد سے میں کسی قدر مخالف الخیال ہوں کیونکہ دیوبندی عقائد کا عامل اور وہاں کے علمار کا متبع ہوں۔

میں نے موجودہ جو فروش گندم نما خود رو بعض مسلمان لیڈروں کے متعلق ایک مضمون حوالہ قلم کیا تھا جسکا عنوان "ہندی مسلمان و نجدی سلطان" تھا۔ اخبار "زمیندار" کو بھیجنا چاہتا تھا۔ میرے مقامی دوست سید جمیل احمد صاحب طاہر حسنی الحسینی (جو "مدینہ" بجنور میں نظمیں چھپواتے رہتے ہیں) نے باصرار لیکر "مدینہ" کو بھیجدیا جسکو کئی ماہ گذر گئے اشاعت نہیں پایا۔ اور امور تو "مدینہ" کے مسلک کے موافق تھے لیکن اس مضمون میں تمامحصہ سگ زرد برادر شغال کے زبون حالات کا اندراج تھا۔ چونکہ "مدینہ" اُن کا ایجنٹ اور بھنوا ہے اسلئے اشاعت سے باز رہا۔ مگر تدین کے لحاظ پر باوجود ٹکٹ رکھ دینے کے بیرنگ بھی واپس نہ کیا۔

نظام عالی مقام کے معاملہ میں مقابل دونوں فریقوں کے مضامین اخباروں میں ہر شخص کی نظر سے گذر رہے ہیں۔ ہر شخص کو نتیجہ کا اخذ کرنا اور رائے دینے کا حق اس

موقع پر ضروری ہے۔ خواجہ حسن نظامی صاحب نے سلطنت اسلامیہ آصفیہ کیلئے بقدر امکان خود آٹھ دس سال پیشتر جو کچھ کیا تھا وہ حق بجانب اور عین صواب تھا۔ میں اور دوسرے دور اندیش بہی خواہانِ اسلام ایسا ہی کرتے کیونکہ موجودہ خودنما خودپرست خواستگار چندہ خودساختہ لیڈروں کی کج فہمی خام خیالی بزعم باطل خیرخواہی اسلام موہوم اور لایعنی ہے اور ہتی۔ بازی۔ بازی بازیش بابا ہم بازی کے وہ مصداق ہیں۔ اُن کی لغو حرکات بیجا ستانیوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک حد تک مفلس بنایا۔ تمام چلتے ہوئے اسلامی شعبے دارالعلوم اسلامیہ دیوبند و مظاہر العلوم سہارنپور و علیگڈھ کالج و ندوۃ العلما لکھنؤ و مدرسہ امینیہ دہلی و حمایت اسلام لاہور اور جا بجا کے ہزارہا دینی مدارس و یتیم خانوں، کتب خانوں کو اُن کے مصارف میں سدِ راہ ہو کر نہایت کمزور و حقیر بنایا۔

خواجہ حسن نظامی نے کبھی نہ مسلمانوں سے اوروں کی طرح بیہودہ چندہ کیا اور نہ اُس میں خیانت کی۔ اپنے مریدوں معتقدوں سے ہر شخص کو بخوشی تحفہ تحائف لینے کا حق ہے اور یہ جائز ہے۔ تبلیغی سلسلہ میں حقیر چندے جو کچھ لوگوں نے بخوشی بھیجے اُن کا مصرف خیر اور نہایت اعلیٰ اظہر من الشمس ہے۔ اُن کی ابتدائی یا موجودہ کوتاہی اگر کوئی کسی کے لیے باعث اختلاف ہے تو وہ بشریت انسانی ہے اور وہ ہمہ دانی کے مدعی بھی نہیں ہیں اور نہ وہ کسی کے لیے مضرت رساں اور رنج دہ ہیں۔ مثلاً وہ عورتوں سے بالمشافہہ گفتگو وقت ضرورت کرنے اور مضمون نگاری میں عورتوں کو اظہار نام کرنے کے لیئے رائے رکھتے ہیں اور مجھ کو اس سے بحد اختلاف ہے مگر ہر شخص جان سکتا ہے کہ پسند اپنی اپنی نگاہ اپنی اپنی۔ کہ انہوں نے کیا لیا اور میں نے کیا کھویا۔ اس کے مقابلہ میں برادران عملی کی حالت زار ناگفتہ بہ سرتا پا غم و الم ہے۔ خدا محفوظ رکھے اسلام کو اس بلا سے۔

آٹھ سال بعد ہاپوڑی ڈاکو کا ایک خط چھاپ کر حضور نظام کے لیے خیرخواہی کا کیا تیر مارا۔ بوسیدہ

خیال کو تازہ کر کے جبکہ اغیار بلا وجہ آصفیہ سلطنت کی تخریب میں لگے ہوئے ہیں اُن کو دیوانہ راہوئے لبس است یا سرود مستان یاد دہانیدن کا مصداق بید رد محمد علی بنے۔ من گھڑت تاویلیں معمولی خط پر گمراہ کن دوڑانا فعل عبث ہے۔ گورنمنٹ انگلشیہ کو موجودہ ہندی طاقت کے مقابلہ میں نوجوان نظام کو کسی پھندے میں پھنسا دینا ایسا ہی ہوتا جیسا کہ ان خدائی فوجداروں کے کہنے پر خلافت کمیٹی گاندھی کمیٹی میں بلکہ ہزارہا مسلمانوں نے ناحق قید خانے بھگتے، گھر بار تباہ کیے، جورو بچے مصیبت میں مبتلا کیے، عیاروں کو اپنا قیمتی مال مفت نذر کیا، ہجرت سے بربادی پیدا کی، روزگار ترک کر کے مصیبتوں کا اضافہ کیا، اغیار کو مساجد کے منبروں پر مکارانہ قشقہ لگا کر اسلام اور توحید سے مرمٹایا۔ بچوں کو پڑھائی سے کھویا۔ غدر کے بعد اس مرتبہ پھر اپنی قوم کو بدنام اور مراعات سے دور کیا۔ کیا اس رہی سہی نشانی دکن کو بھی میاں محمد علی ایسا ہی دیکھنا چاہتے تھے۔ اب رہا میاں ظفر علی کا حیدرآباد سے علیحدہ کرانا یا ہو جانا کوئی بیجا نہ تھا۔ وہاں سے علیحدگی کے بعد بھی دو صد روپیہ ماہانہ منصب بے مشقت حاصل ہوا۔ میرے دوست منشی سراج الدین احمد صاحب مرحوم بانی و موجد "زمیندار" کو خود اس فرزند ظفر سے بے حد اختلاف رائے تھا جسکے قلمی مسودات میرے پاس مرسلہ مرحوم اس وقت تک موجود ہیں کیونکہ میں اُن کے خیالات سے متفق اور "زمیندار" میں اظہار خیال کرنیوالا تھا۔ مرحوم نے ایک ضمیمہ شائع کیا تھا اور ظفر علیخاں کی بابت نواب محسن الملک مرحوم کو اُس ضمیمہ میں یہ شعر درج کیا تھا ؎ نواب من تو کلبۂ احزاں ندیدۂ - رنج و عیال گریۂ و طفلاں ندیدۂ - لہذا اگر خواجہ حسن نظامی نے ظفر علیخاں کے خیالات کو اُلٹ دیا تھا تو کیا بیجا کیا تھا۔

ہاپوڑی ہا پوڑہ کہنہ مشق عمر عیار مثل امیر علی ٹھاکو کے ہے۔ اُسکی پمفلٹ بازی رام پور، بھوپال پہ ہی ختم نہ ہوگی بلکہ وہ ہر ریاست میں اپنا خیمگل دراز کرتا ہوا پھرا۔ وہ

عرصہ ہوا راجپوتانہ میں بھی اپنے کیفر کردار کو پہونچا تھا۔

محمد علی کے ہمدرد بعض نامہ نگار و اخبار خواجہ حسن نظامی کی پارٹی پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ محمد علی کی نسبت اُن کی طرف سے خفیفی الحرکاتی کا اظہار رہے لیکن افسوس کہ وہ واقعات وجرائم کی تردید نہیں کرتے۔ حسن نظامی کی طرف سے نہایت متین ومسکت تحریرات شائع ہوتی ہیں اور ہمدرد "ہمدرد" میں نہایت ناشائستہ و ناملایم الفاظ کے ساتھ اعلان جنگ اور مکارانہ حملہ کا اعادہ کیا ہے۔ خدا نے بڑا فضل کیا کہ اس اعلان جنگ سے ان بہادران زٹلی کی گمراہ کن اور زرستانی ترکیبوں کا بھانڈا پھوٹا اور مخلوق خدا کو پناہ ملی حسن نظامی نے اپنے کیئے کی سزا پائی کہ وہ رواداری کرتے رہے یا اُن سے مرعوب تھے بھائی محمد علی عربی پڑھے نہ لکھے مسٹر منشی کے بجائے مولوی نہیں بلکہ مولانا محمد علی ان کو یاد کیا کرتے تھے۔ ان کی محفلوں میں شامل ہوکر مسلمانوں سے زرپاشی کرایا کرتے تھے۔

بہرحال غریب حسن نظامی بیقصور رہے اور محمد علی سراسر گمراہ کن اور ناحق پر۔

(۱) علیگڈھ کالج کی بیخ و بنیاد ہلا کر محمد علی نے محسن کشی کی تھی۔ (۲) محمڈن یونیورسٹی کو ماتبدجا ؤ لا اسلام پر ضرب کاری لگائی۔ (۳) والدہ خود کو بڑھاپے میں بیچا ہے کیا۔ بے غیرتی کا سبق دیا، اسلامی مسئلہ کو ضعیف کیا، والد مرحوم خود کو روحانی اذیت پہنچائی (۴) لڑائی میں امداد ترکیہ کا فنڈ، پھر سمرنا فنڈ، پھر یورپ کی روانگی کا فنڈ، پھر خلافت کا فنڈ، پھر دو مرتبہ مکہ معظمہ کے وفد کے فنڈ، پھر مہاجرت کا صیغہ، پھر مدینہ منورہ کی روشنی اور چراغ کا فنڈ وغیرہ سے اور خلافتی نوٹ کا سکہ چلا کر قریب ایک کروڑ کے غریب اور امیر مسلمانوں سے براہ مکر و فریب حاصل کیا، جسکا مصرف اور حساب اجتک (۵) خود نو مسلم کلال ہوکر دونوں بھائیوں نے پشتینی مسلمانوں جان و مال کعبہ پر لٹانے والوں کو خدام کعبہ کی دعوت دی گویا مرتد سے مسلمان بنانا چاہا۔ یہ بھی ایک حصول زر کا ڈھکوسلا تھا۔ زیادہ فخر قید ہونے پر ہے مگر اس کے بدلہ میں والدہ خود کو دہ بدہ پھرا کہ

خوب تحفے اور چندے حاصل کیے۔ (۶) اپنے آلۂ کار اور ریاسان حاشیہ بیں سے سیٹھ
چھوٹانی خزانچی بنائے۔ جنھیں تیس لاکھ بظاہر اور نہ معلوم کتنا چندہ دیوالہ کے نام سے
ناپید و ہڑپ کیا۔ کس نے اُسے خزانچی کیا تھا اور کب چندہ دہندگان سے رائے
لیگئی تھی۔ (۷) مکہ معظمہ کے جانے سے پیشتر ابن سعود کے حامی اور دُعاگو تھے جب
مسلمانوں کو اُس سے مختلف الخیال پایا تو حصول چندہ کے لیے اُس پر تبرّا بازی
شروع کردی۔ (۸) آپ نے مسلمانوں کے روپیہ سے سارے کنبہ کو حج کرایا اور بات وہاں سے
یہ بُرائی کی لائے کہ نجدی سلطان نے سڑکیں شفاخانہ باغ باغیچہ، نہریں، میوزیم
تھیٹر زمانہ جدید کے موافق جاری نہیں کیے۔ چھ سو برس سلطنت کی اور ترکوں ہی نے
وہاں کچھ نہ کیا۔ چھوٹا سا سلطان چند دنوں میں کے آمدی کے پیرشدی ہو جاتا۔
مکہ معظمہ میں ہر مسلمان ادائے فریضہ کے لیے جاتا ہے۔ وہاں کی زحمت و کدورت بھی
باعثِ رحمت خیال کرتا ہے۔ آپ کی عیش و عشرت کے لئے رامپور، دہلی، کلکتہ، بمبئی
لندن و پیرس کافی و وافی ہے۔ مکہ معظمہ جاکر بیش قرار چندوں سے آپ نے کونسا
کارنمایاں کیا وہ تو واپس آکر بُلائے برعکس پھر بھی رو رو کر چندہ کے لئے دستِ سوال دراز۔
آپ کی بہن یا کسی عورت کو منیٰ کے میدان سے واپسی پر کسی شتر سوار کی ہل چل سے ٹکر
لگی اس پر بہت نوحہ خوانی کی۔ نہ معلوم ایسی نازک ادا کو وہاں کیوں لیگئے تھے۔ بیگمات بھوپال
نے بھی وہاں بدوؤں کے مقابلہ آوری و لوٹ کھسوٹ پر آکر ہندوستان میں یہ واویلا
داہ و بُکا نہ کی تھی۔ آپ کی گھر والیوں کو دلّی کے کمروں کی برہنہ تصاویر کی اشاعت
باعث تسکین قلب و شب ہو سکتی ہے۔ میاں شوکت ڈیل ور گنبد آواز و رفش
ہم نے بیس سال ہوئے جب کانفرنس علیگڈھ میں ہوئی تھی تب وہاں ایک رات
کو جہل مرکب کی محفل میں زنانہ پارٹ کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اب دونوں بھائی
مسٹر سے ایک دم مولوی نہیں مولانا بن گئے۔ گاندھی کو پیشوا بنائیں، تشقہ لگائیں

ملحد کو جامع دہلی کے منبر پر بٹھائیں اور علوم عربیہ سے بالکل نابلد زمانہ کا انقلاب اور اوپچ ہے۔ بریں عقل و دانش بباید گریست۔ کہ پیدا کند نوزوہ خرچ بیست۔
برعکس نہند نام زنگی کا فور۔ میرے پڑوسی کہنہ مشق ڈاکٹر احمد خاں صاحب کا قول ہے کہ مجھکو دعوے سے کہتا ہے کہ اگر شوکت علی چندروز تہجد گزار بنے تو اُسکا شکم گنبد نما مثل قبہ قبر پرستان ہرگز باقی نہیں رہ سکتا جیسا کہ مکہ معظمہ میں اُس کو ضرور تہ نماز پڑھتے ہوئے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے کہ پیشانی سے پہلے پیٹ زمین پر ٹکتا تھا۔ یہ دونوں بھائی بجائے مسٹر کے اس وجہ سے مولوی بن گئے ہیں کہ اس ترکیب سے غریب مسلمانوں کو لوٹتے رہیں ؎

اندکے پیش تو گفتم دل غم ترسیدم تا ملامت نشود ورنہ سخن بسیار است

فقط۔ الراقم اثیم خادم شاہ زادہ پیرزادہ محمد اویس احمد صدیقی الفاروقی تھانوی حنفی چشتی صابری از مقام دارالسرور بایدہ جودھ پور۔

پٹنہ کا خط

خواجہ صاحب دام عنایتہ۔ نہ آپ سے مجھے کوئی خاص قسم کا تعارف ہے اور نہ آپ کے دیدار کا مجھے موقعہ حاصل۔ بہرکیف میں آپ کے تبلیغی کام سے واقف ہوں اور یہی چیز آپ کو میری نگاہوں میں نمایاں کر رہی ہے۔ ممکن ہے اگر میں اپنے خاندان کے اسلاف کو آپ کے پیش نظر کردوں تو کسی حد تک تعارف کی رسم ادا ہو جائے۔

میں حضرت زبیر عم رسالت مآب صلعم کے خاندان سے ہونیکا شرف رکھتا ہوں اور حضرت مخدوم شرف الدین بہاری آبا و اجداد میں سے تھے۔
حضرت مولینا عبدالرحیم زبیری الیاشی علیہ الرحمۃ جو اسلامی خدمات کی بنا پر اور غلط فہمی کے باعث کالا پانی ہو آئے تھے جن کا مجملاً ذکر منشی جعفر تھانیسری مرحوم کی تاریخ کالا پانی میں ذکر ہے میرے دادا تھے۔

میں آپ کے تبلیغی کام کو تحسین کی نگاہوں سے اور اُن ہندو نما مسلمانوں یا مسلمان نما ہندوؤں کو جو ایسے ضروری اور اہم کام میں خلل ڈالتے ہیں نفرت کی نگاہوں سے دیکھتا ہوں۔

خواجہ صاحب! اسلام سچا ہے۔ یہ دنیا میں پھیل کر رہیگا۔ عدو اسکی بڑھتی ہوئی موجوں کو نہ روک سکینگے بمثل مشہور ہے چاند کا تھوکا مُنہ پر آتا ہے۔ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ۔ (آپ کا معتقد (پیرزادہ) محمد شمویل سنبہری)

مراد آباد کا خط

مخدومی مکرمی۔ السلام علیکم۔ میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ خدا نے آپسے تبلیغ کا وہ کام جسکی مسلمانوں کو ضرورت تھی لیا۔ یعنی میں آپ کو محمد علی صاحب کے واقعاتی بحث کو پس پشت ڈالتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ درحقیقت یہ آپ کا اُن کا مناقشہ مسلمانوں کیلئے باعث رحمت ہوا نہ باعث زحمت۔ بلا مناقشہ پیدا ہوئے اسقدر آزادی سے بلا خیال کسی دلشکنی کے آپ ہرگز یہ تمام امور مشرح نہیں فرما سکتے تھے تو مسلمان اپنے گزشتہ کردار کو کس طرح غلط سمجھتے اور مسلمانوں کو مسلمان خیال فرماتے ہوئے نہ آپ اُن کو کوئی تلقین و تبلیغ فرماتے تو وہ کیسے معلوم کرتے کہ اُن کو کن امور سے بچنا تھا اور ہے۔ مسلمانوں کو نہ صرف اسکی بلکہ اسکے ساتھ اُن تمام پہلوؤں کا جاننا ضروری تھا اور اُن کو اس قسم کی تبلیغ کی خود ضرورت تھی

اس وقت مسلمان اس حالت میں ہیں کہ خود اُن میں تبلیغ کی ضرورت ہے۔ وہ ضرورت خدا نے آپ سے پوری کرائی اور اپنا کام آپ سے لیا جو انبیاء اور پیغمبروں سے لیا جاتا رہا ہے۔ اس سے زیادہ آپ کے لیئے باعث تشکر اور کیا چیز ہوسکتی ہے اور چونکہ مسلمانوں کو اس سے بیحد فائدہ ہوا اگر محمد علی صاحب اس قسم کا مناقشہ نہ پیدا کرتے تو آپ سے یہ کام انجام نہ پاتا۔ اسلیے میں محمد علی صاحب کا بھی مشکور

ہوں۔ خاکسار احمد حسن نواب پورہ - مراد آباد

پاک پٹن شریف کا خط

مکرم و محترم برادرم جناب خواجہ صاحب زاد عنایتہ
السلام علیکم - مسٹر محمد علی نام نہاد لیڈر نے اگر
بنی فاطمہؓ کو نجس تحریر کرکے اہل بیت اطہار کی بے ادبی اور دلی خباثت کا ثبوت دیا
ہے تو اس میں کیا تعجب ہے - آپ کو معلوم نہیں کہ کربلائے معلّٰی میں صرف بہتر تن
اہل بیت کیار اور دوسری طرف ہزارہا تعداد یزیدیوں کی تھی - وہی نسبت اُن کی
اولاد میں اب بھی موجود ہے مگر اولاد اہالیان یزید کا کوئی بس نہیں چلتا، اسلیئے
قلم و زبان سے اظہار ہو جاتا ہے ؎

یک حسینؑ نیست کو گردد شہید ورنہ بسیار ند در دنیا یزید

ایک عرصۂ دراز تک فرقۂ خوارج کی طرف سے حضرت جناب علیؑ مرتضیٰ اسد اللہ الغالب
پر سب و شتم نہیں ہوتا رہا تو اب اگر اُن کی اولاد کی طرف سے آلِ رسولؐ کے حق میں
ایسی ناپاک بے ادبی ہو تو اسپر کیا افسوس ہے - والسلام
خاکسار سید نادر شاہ عفی عنہ از درگاہ معلّٰی مولانا سید بدر اسحاق رحمۃ اللہ علیہ

پیٹرا ملی ریاست بڑودہ کا خط

سیدی و مولائی خواجہ صاحب
ہم پیٹرا ملی کے مسلمان آپ کی خدمات اسلامیہ کے
معترف ہیں اور محمد علی رام پوری کے الزام و رکاموں سے بیزار ہیں -

(۱) سردار بچو میاں چشتی نظامی قادری دربار پیٹرا ملی (۲) دستخط پیش امام پیٹرا ملی
اسم محمد حسن (۳) ملکی غلام علی جمع بھائی (۴) منصوری چاند بھائی صدیق بھائی
(۵) میمن جمال بھائی ولی بھائی (۶) پٹھان دوست محمد ملتان (۷) میمن سلیمان
عمر بھائی (۸) سید نور محمد میاں میر صاحب میاں (۹) مولوی جان محمد ولی محمد
(۱۰) منصوری علی بھائی نظامی (۱۱) سید حسین میاں علی شاہ میاں -

ڈونگر پور کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم

اَللّٰہُ نِعْمَ الْمُجِیْبُ لِمَکْتُوْبِ الْغَرِیْبِ

دینِ نبی کے حامی خواجہ حسن نظامی — پھولو پھلو دوامی خواجہ حسن نظامی

جو جو ہیں رتبے والے ہیں تیرہ داں تمھارے — کیا جانے کوئی عامی خواجہ حسن نظامی

تقویت اور رونقِ اسلام کو ہے تجھ سے — اعدا کو تلخ کامی خواجہ حسن نظامی

ہندوستانیوں میں لاریب مغتنم ہے — ہستی تری گرامی خواجہ حسن نظامی

سچے ہیں جو مسلماں کیونکر نہ فخر سمجھیں — کرنا تری غلامی خواجہ حسن نظامی

تم آلِ مصطفےٰ ہو فرزند مرتضےٰ ہو — اظہر ہے اسم سامی خواجہ حسن نظامی

جو جو ہیں بندۂ حق اور اُمتی نبی کے — سب ہیں ترے سلامی خواجہ حسن نظامی

لے لیکے سب سے چندہ جو خود ڈکار جائے — کیا اُس سے ہمکلامی خواجہ حسن نظامی

ایسوں کی سُن کے باتیں آزردہ دل نہ ہونا — لیڈر ہوں یا سوامی خواجہ حسن نظامی

جوں خار ہے کھٹکتی ان دشمنوں کے دل میں — حضرت کی نیکنامی خواجہ حسن نظامی

سیدانِ معصیت میں کا ناک ہو کے بمبر — کی جس نے بدلگامی خواجہ حسن نظامی

کھا کھا کے تازیانے غیبی وہ رام ہوگا — بھولیگا تیز گامی خواجہ حسن نظامی

اب دورِ آخری میں تبلیغ کی مہم پر — زیبا ہے خوش خرامی خواجہ حسن نظامی

اشفاق حکم حق سے اب فیصلہ تمھارا

لکھ ڈالے گا تمامی خواجہ حسن نظامی

ع شخصے از غیب بروں آید و کارے بکند

اَیُّھَا النَّاظِرِیْن! پوشیدہ نہ رہے کہ یہ گوشہ نشین زاویۂ گمنامی، خلوت گزین حجرۂ ناکامی فقیر حقیر سراپا تقصیر ہیچمدان آفاق احقر العباد محمد اشفاق یوسفی نقشبندی چشتی قادری باشندۂ قصبہ بلاسپور ریاست رام پور یو پی جو آج کل بسبب قدردانی اراکین انجمن

اسلامیہ ریاست ڈونگرپور راجپوتانہ خدمتِ اعلیٰ مدرسی انجمن اسلامیہ پر مامور رہے
اخبار الامان میں مسٹر محمد علی رامپوری کا تبصرہ دیکھا جسمیں خواجہ حسن نظامی عم فیضہ کو
گورنمنٹی جاسوس قرار دیا ہے اور یہ جتایا گیا ہے کہ حضور نظام حیدرآباد دکن کی مخبری
کر کے خواجہ صاحب نے اُن کو نقصان پہونچانا چاہا۔ چنانچہ اس خبر کے مطالعہ کرنے سے
دل پر کچھ خلافِ معمول اثر ہوا۔ ساتھ ہی اسکے تھوڑے خوض سے ظاہر ہوگیا کہ یہ تبصرہ
نہیں بلکہ حاسدانہ حملہ ہے جو خواجہ صاحب کے روز افزوں عزّ و وقار کا مسٹر محمد علی نے
سدّ راہ بنانا چاہا ہے۔ یہ بھی تشویش پیدا ہوئی کہ مسٹر مذکور نے خواجہ صاحب جیسے
صلح پسند سے کیوں پرخاش پیدا کی۔ ساتھ ہی اس کے یہ بھی خیال لاحق ہوا کہ آیندہ
ان فریقین کے حالات اور مضامین دیکھے جائیں اور دونوں کے طرزِ عمل سے گناہ و
بے گناہی کا تفحص کیا جائے۔ بنابریں بعد اس کے تنقیدی نظر سے مضامین منادی
و درویش و پیشوا پڑھنا شروع کیا اسمیں غریبوں کا اخبار شائع ہوا اُسکو بھی بنظر غور
دیکھا۔ چنانچہ پھر تو عجیب و غریب تماشہ نظر آنے لگا اور مسٹر محمد علی ایک نہایت بے ادب
خارج از تہذیب نظر آئے۔ میں حلفیہ کہتا ہوں کہ بخدا مجھے آج تک خواجہ حسن نظامی سے
ظاہر کسی قسم کے تعلقات نہیں ہیں بلکہ اتبک تو میں اُن کا صورت آشنا بھی نہیں لیکن
وہ ہم ہیں ایک ہی ناؤ پر سوار۔ اور میں باطنًا اُن کے حال سے بخوبی واقف ہوں کیونکہ

محبت جادۂ دارد نہاں در خلوتِ دلہا ۔ چو تارِ سبحہ گم گردیدایں رہ زیرِ منزلہا

مگر میں مضمونِ ہذا بلا رو رعایتِ فریقین حسب الحکم الٰہی لکھ رہا ہوں۔ ناظرین کو اس امر
پر وقوف پاکر ضرور تعجب ہوگا کہ میں نے یہ مضمون مسٹر محمد علی کے خلاف باوجود ہموطن ہونیکے
لکھا لیکن یہ صورت منجانب اللہ خواجہ حسن نظامی کی بیگناہی کا بیّن ثبوت ہے۔ میں
مجبورًا آج اپنے ہموطن پر قلم مخالفانہ اُٹھاتا ہوں اور دستِ غیب گویا میری مشین
طبیعت کا اسپرنگ گھما کر صداقت کا ریکارڈ میرے قلم کی سوئی سے بجواتا ہے۔

ع شخصے از غیب بروں آید و کارے بکند۔

دیکھئے اب چشمِ عبرت سے ذرا	رامپوری شیخ جی کا ماجرا
خانداں نے اُن کے خاں پایا لقب	اور گذارا وقت با عیش و طرب
سب سے والیِ ریاست خوش رہے	اچھے اچھے عہدے ہر اک کو دیئے
خیرخواہانِ ریاست میں شمار	ان سے ہر اک کا تھا با عز و وقار
گاندھوی فرقہ ہوا جب آشکار	اور خلافت فنڈ کا شور و شرار
جب یہ دونوں بھائی اسمیں ملگئے	چندہ لینے پر بجز بی پل گئے
چھوڑ سوٹ اور بنکے قومی لیکچرار	کرلیا حیلہ سے پیدا اقتدار
عام خلقت میں بچھا کر دام کید	کرلیا دلہائے ہندستاں کو صید
قوم کو نادار و مفلس کردیا	لے لیا جو بھی کسی نے زر دیا
جب خلافت کی نہ شورش کم ہوئی	دولت برطانیہ برہم ہوئی
ہے رئیسِ رامپور از پیشگہ	خیرخواہِ دولتِ برطانیہ
اسلیئے دونوں کو خارج کردیا	شہر سے اور کچھ نہ مال و زر دیا
خانداں میں ان کے لیکن کوئی بھی	ایسا بد باطن نہ نکلا آدمی
بدمعاشوں نے بھی بے خوف و خطر	یوں نہ تھا حملہ کیا سادات پر
سب عزیز ان کے تو تھے اہلِ ادب	پر یہ مولانا پہ کیا ٹوٹا غضب
اُن کو بیہاد باش اب کہنے لگے	پیر و مرشد جو ہیں اک مخلوق کے
فاطمہ رضؓ کی نسل کو خچیہ کہا	حسرتا واحسرتا واحسرتا
کیا خدا ان سے نہ لیگا انتقام	میل جول ایسوں سے ہے مطلق حرام
اسکا میں قرآن سے دونگا ثبوت	کہتا ہوا اشفاق حیؔ لا یموت

قولہ تعالیٰ:۔ تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

(اس کے بعد فلسکیپ کے تین صفحہ کا مضمون اور تھا جسمیں آیات و احادیث کی دلائل نہایت عمدہ طریقہ سے لکھی تھیں مگر جگہ کی کمی کے سبب اُس کو درج نہ کیا جا سکا۔)

حیدرآباد کا خط

حضرت خواجہ صاحب قبلہ گاہی ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ میں آپ کی ایک پندرہ سالہ مرید لڑکی ہوں۔ آپ نے حیدرآباد کے مریدوں پر مخالفت کا شبہ کیا تھا ۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر کوئی مرید عورت مرد کو میری طرف سے شبہ ہو تو میرے پاس خط لکھے ۔ یقین کیجیے میرے دل میں آپ کی طرف سے کوئی شبہ نہیں ہے ۔ نہ حلف نامہ آنے کے پہلے تھا ۔ کون مسلمان ہے جو آپ کا حلف نامہ دیکھنے کے بعد بھی دل میں کچھ شبہ باقی رکھے ۔ محمد علی قرآن پاک کو نہ مانتے ہونگے ۔ اس گھر کے بہت آدمی آپ کے مرید ہیں ۔ ان کے نام لکھتی ہوں جو بعد قدمبوسی کے عرض پرداز ہیں کہ ان کے دل میں آپ کیطرف سے کوئی شبہ نہیں ہے ۔ میں نے ان کو حلف نامہ سنا دیا تھا ۔

(۱) بسم اللہ بی نظامی (۲) محمد اسمٰعیل نظامی (۳) صاحب بی نظامی

والد کو جاگیرات کے جھگڑے سے بہت کم فرصت ملتی ہے ۔ وہ اخبارات بہت کم دیکھتے ہیں مگر ان کو بھی آپ کی تائید کرتے سُنا ہے والسلام ۔ (ص ۔ ن ۔ ب) نظامی

ٹوٹا نگانیکہ افریقہ کا خط

میرے جد امجد حضرت خواجہ صاحب دام فیوضہم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ مزاج اقدس موۃ بانہ معروض ہوں کہ محمد علی کا خبث اور حضور کا بیان پرچہ رسالہ درویش میں پڑھ دیکھا گیا ۔ ٹانگانیکہ کے مسلمان محمد علی کی لغو تحریرات کے مخالف ہیں ۔ اور امید ہے کہ یہاں کی انجمن اسلامیہ آیندہ چندہ برائے تبلیغ روانہ کیا کرے گی ۔

پائے خاک خواجگان چے ۔ عطا محمد نظامی ۔ برٹش ایسٹ افریقہ

علیگڈھ کا خط

ہادیِ دین مرشد راہ متین پیر صاحب دام اقبالہٗ

السلام علیکم۔ آپ پر اللہ کی رحمت ہو۔ آپ کی تحریر بالکل میرے لیے درست ہے کہ محمد علی کے مضمونوں سے پیر بھائیوں میں کسی قسم کی بدخواہی نہیں ہے۔ آپ بجا فرماتے ہیں۔ میرے دل میں آپ کی طرف سے کوئی شبہ نہیں ہوا اور نہ ہے۔ بلکہ آپ کے خلاف جو ناسمجھ گفتگو کرتے ہیں بجائے نفرت کے اور محبت بڑھتی ہے جسکی بابت میں جناب کو لاہور میں اطلاع دے چکا ہوں۔ محمد علی کی تحریر سے وہ لوگ ضرور شاکی ہوئے ہونگے جن کے دلوں میں پہلے ہی سے روگ ہے۔ (دعا کا طالب خاکسار خورشید علی خاں نظامی)

حیدرآباد کا خط

حضرت قبلہ و کعبہ مدظلہم العالی۔ السلام علیکم و قلبی لدیکم یزید پلید نے جو کچھ لکھا اور جو کچھ لکھ رہا ہے یہ اُس کی خباثت نفسی کا محض اظہار ہے۔ یزید پلید لکھتا ہے کہ ہم طرفین سے یکساں ہیں یعنی جانبین سے کافر ہیں۔ اس لعین کو یہ بھی خبر نہیں کہ سلمان نے انا سلام ابن اسلام کیوں کہا سلمان نے اس وجہ سے فرمایا تھا کہ حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی نسبت فرمایا تھا سلمانُ منا اھل البیت اہل بیت سے اپنی نسبت کرنی بے ادبی جانی اور اسلام کا فرزند کہا تھا۔ پلید نے جامی کا شعر تو سنایا مگر فرمان رسالت بھولا حرمت الجنۃ علے من اذانی فی آلی (ثعلبی عن علی) (ان النسا بکم ینقطع یوم القیامۃ الا نسبی وصہری) ان فاطمۃ احصنت فرجہا فحرمہا اللہ و ذریتہا الی یوم القیامۃ علے النار۔ اخرجہما الطبرانی فی الکبیر۔ خود ان کے ملا جامی کہتے ہیں ؎

دوستدار رسولؐ و آل ویم　　　دشمن خصم بد خصال ویم

اخرج ابن حجر فی الصواعق والمعالی عن الامام الباقر علیہ السلام فی تفسیر ھذہ الآیۃ اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰھُمُ اللہُ مِنْ فَضْلِہٖ انہ قال نحن الناس فی ھذہ الآیۃ یہ تو آپکے آباءو اجداد کی سنت ہے کہ لوگ آلِ نبی پر رشک و حسد کریں اس یزید نے کوئی نیا نہ کیا۔ سیدنا علی کو اُس مروان اللعین

ابن اللعین نے جس گندہ لفظ سے تشبیہ دی تھی اور اس یزید ابن یزید نے جسکو آپ سے مخاطب ہوتے ہوئے دُہرایا ہے وہ ان دونوں پلیدوں کے خاتمہ وکفر پر دال ہے کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے واللہِ ما یُبغضك احد الا وقد شارکت اباہ فی اُمّہ رواہ الخطیب والدیلمی عن ابن عباس وقال السیوطی رجالہ ثقات اور دوسری جگہ فرمایا یا علی لوان امتی ابغضوك اکبھم اللہ علی مناخرھم فی النار (حاکم عن علی) سیدنا علی کا دشمن اور توہین کرنے والا ولد الزنا اور جہنمی ہے اور اس جناب کی شان میں اس کافر نے یہ لفظ کہے جسکی نسبت فرمان نبوی یہ ہے (۱) علی سید المؤمنین (۲) علی اصلی (طب) (۳) علیؓ نفسی (طب) (۴) علیؓ نظیری (طب) (۵) علیؓ اخی (طب) (۶) علیؓ منی (ن) (۷) من کنت مولاہ فعلی مولاہ (۸) علی منی بمنزلتی من ربی (طب) (۹) ان اللہ قد غفر لك ولذریتك ولمحبیك (ابوحنیفہ، دیلمی، طبری عن ابی ایوب) آپ اور سادات مغفور و مرحوم ہیں اور ابن ملجم اور یزید کی نسل جو بھی علی کا اور ان کی آل کا دشمن ہے وہ لعنتی ہے۔

علی کی اولاد بمجوائے حدیث یا علی انت ابو ولدی (نسائی عن زید بن ثابت) خاص رسول اللہ صلعم کی اولاد ہے۔ رسول اللہ کی اولاد کی توہین کرنے والا مسلمان نہیں

فقیر عینی نظامی

بغداد کا خط

از درگاہ دستگیر غوث الاعظم سید شیخ عبدالقادر الجیلانی

مبلغ اعظم عالیجناب خواجہ حسن نظامی مدظلہ العالی

السلام علیکم وعلیٰ من لدیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعض اخبارات سے معلوم ہوا کہ آج کل آپ کے اور ملا محمد علی یا مسٹر محمد علی کے درمیان کوئی غیر متوقع بحث چھڑی ہے جو نہایت

غیر موزوں اور بے موقع ہے۔ اخبارات کے مضامین سے جہانتک معلومات بہم پہونچی ہیں، آپ بیگناہ اور طرف ثانی هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ کا مصداق نظر آتا ہے۔ عمومی احباب نہایت متاسف ہیں کہ یہ موقع تو کام کرنے کا تھا نہ کہ خانہ جنگی کا۔ جمیع احباب کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے نازک وقت میں کہ اسلام چاروں طرف سے غیر مسلموں کے نرغہ میں ہے۔ رؤسا اسلام کو ہدایت کی توفیق عطا فرمائے۔ خصوصًا مبلغ اعظم اور تبلیغ کو رونق کما حقّہ دے کہ حاسد سرنگون ہو۔

امید ہے تاحال حالت میں سکون و اطمینان ہو چکا ہوگا۔ کہ قرائن سے ظاہر ہے بُرے بول کا سر جلدی نیچا ہوتا ہے۔ اللّٰهم انصر الاسلام والمؤیّدین و المبلغین۔ آمین

پیر حسین صاحب کے پاس جسقدر رسالے و جرائد پہنچتے ہیں اُن سب سے یہی ظاہر ہے کہ آپ سچے ہیں۔ لہذا تبلیغ کو کسی حالت میں پس پشت نہ ڈالنا چاہیے والسلام

خادم درگاہ دستگیر غلام الثقلین غلام محمد

مولانا چندہ

(از جناب ابوالاثر حفیظ صاحب جالندھری)

جانا بھائی لانا چندہ	وہ آئے مولانا چندہ
قوم نے ان کو لیڈر مانا	اس کا ہے جرمانا چندہ
آخر اک دن کہہ دیتا ہے	لیڈر کو دیوانا چندہ
جتنے ہیں یہ کھدر والے	سب کا تانا بانا چندہ
پھر ہمدرد نکل آیا ہے	لیگا ایک ایک آنہ چندہ
وہ ہر روز نئی تحریکیں	وہ مل کر کھانا چندہ

چھوٹے بھائی بڑے کو اک دن   ق   چاہتے تھے سکھلانا چندہ

بولے بھیا قوم ہے بھولی   آسان ہے ہتھیانا چندہ

آنکھیں تھوک سے تر کر لیجے   ہو جو منظور منگانا چندہ

اور نہیں تو دیکھئے مجھ کو   یوں لیتے ہیں دانا چندہ

تو ند بڑھائیں، تو ند بڑھائیں   چاہتے ہیں جو کھانا چندہ

کراچی کا خط

مجھے صدمہ ہے محمد علی صاحب کو ایسا خطرناک رویہ آپ کے خلاف اختیار نہ کرنا چاہیے تھا۔ اگرچہ ہندوستان کے بہت ایمانداروں میں سے ہیں لیکن وہ اپنا وقار کھو بیٹھینگے اور کہیں کے نہ رہینگے میں آپ سے تبلیغ کے کام کو گذشتہ سے زیادہ زور کے ساتھ کرنے کی استدعا کرتا ہوں کیونکہ غیر ہمارا مضحکہ اڑا رہے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اردو نہیں جانتا، گجراتی جانتا ہوں۔ اور انگریزی میں صرف شدھ بدھ ہے اسلئے غلطیاں معاف۔ (آپکا وفادار ایم ای پولس کراچی)

میرٹھ کا خط

(ج) اور (ج)

محمد علی کو جو سوجھی امنگ   دیا خواجہ صاحب کو اعلان جنگ

انھوں نے بھی کیں خوب تیاریاں   ہوئے جب وہ مجبور ولاچار و تنگ

اور ایسا مصالحہ اکھٹا کیا   مخالف کا کٹ جائے جس سے پتنگ

لگیں چھپنے ہمدرد میں گالیاں   ہوا قافیہ لیڈری کا جو تنگ

ہم لیڈروں کو گتھا دیکھ کر   یہ کہنے لگا مجھ سے اک شوخ و شنگ

کہ نیرنگیاں دیکھئے خلق کی   بگڑتا ہے اس طرح عالم کا رنگ

پڑھے لکھے اس جنگ کو دیکھ کر   ہے کم جسقدر بھی ہوں حیران و دنگ

کوئی بھی نہیں کیا جو سلجھا سکے؟   یہ گتھی کہ جس سے ٹھنی ہے یہ جنگ

بہرکیف تم دیکھ لینا کبھی | جو قایم رہا جنگ کا یہی رنگ
کہ جو ہر کی جو لیڈری کی ہے تیغ | اُسے کھا کے چھوڑیگا اک ورزنگ

صوفی صدیقی نظامی

بانکے پور پٹنہ | سر علی امام کی خوشدامن صاحبہ کا خط

جناب خواجہ صاحب قبلہ و کعبہ۔ السلام علیکم۔ میں غریبوں کا اخبار اور ہمدرد و مدینہ وغیرہ برابر دیکھ رہی ہوں۔ جہاں تک میں نے خیال کیا سوائے مسلمانوں کی بربادی کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلنے والا ہے۔ ایک بوسیدہ خط کو شائع کر کے فقط ایک بزرگ کی توہین کا مقصد نکالا گیا ہے۔ میں مدینہ کی پُرانی خریدار ہوں۔ پہلے ہی مضمون مارآستین کو دیکھ کر میں نے اڈیٹر مدینہ کے پاس نیاز رسول کے نام سے ایک خط اس مضمون کا روانہ کیا کہ وہ مسلمانوں کی بربادی میں حصہ نہ لے اور خواجہ صاحب قبلہ کے شان میں ایسے بدترین الفاظ نہ لکھے مگر مدینہ نے نہ اپنی سخت کلامی چھوڑی نہ اُس نے اُس خط کو شائع کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب سے اُس کو دیرینہ بغض تھا جو ایک خط کو آڑ بنا کر اُس نے دل کی بھڑاس نکالی۔ اب میں مدینہ کو بائیکاٹ کر رہی ہوں اور اڈیٹر مدینہ کے پاس اس مضمون کا خط لکھ رہی ہوں جسکی نقل آپ کے ملاحظہ کے لیے روانہ کر رہی ہوں کیونکہ وہ ایک متعصب اخبار ہے وہ میرے خط کو شائع نہ کریگا

راقمہ آپکی ناچیز کنیز والدہ محمد کریم وارثی نظامی

اس خط کی نقل جو اخبار مدینہ کو بھیجا گیا تھا

اڈیٹر صاحب تسلیم۔ میں مدینہ ۱۶۸۰۳ کی پُرانی خریدار ہوں۔ مجھے اخبار مدینہ بے حد پسند تھا۔ مگر اس وقت مجھکو مجبوراً اسکی خریداری سے پرہیز کرنا پڑا۔ اس اخبار نے مولانا محمد علی صاحب اور حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے جھگڑے میں نہایت بیرحمی کے ساتھ نامنصفانہ پہلو اختیار کر رکھا ہے۔ ایک اڈیٹر کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ہر رائے

پر منصفانہ کلام کرے اور کسی جانبداری کا اعلان نہ کرے۔ خواجہ صاحب قبلہ کے تبلیغی کارنامے
ایسے نہیں ہیں جو حرف غلط کی طرح ایک بوسیدہ چٹھی کی خاطر مٹائے جائینگے۔ خواجہ صاحب
قبلہ کی شان میں ایسے توہین آمیز کلمے مجھ سے سُنتے نہیں جاتے ہیں۔ میرے چندہ کی
میعاد کو شاید ایک ماہ اور باقی ہوگا۔ مہربانی فرما کر میرے نام مدینہ کی وی۔ پی روانہ
نہ فرمائیے گا۔ میں ہر اُس اخبار کو بائیکاٹ کرونگی جس نے مسلمانوں کی بربادی میں حصہ
لیا ہو۔ اس جھگڑے میں نہ خواجہ صاحب کی بربادی ہے نہ مولانا محمد علی صاحب کی
بربادی ہے۔ اگر کچھ نقصان اور بربادی ہے تو وہ کل مسلمانوں کی ہے جو آپس میں
دست گریبان ہوکر اپنی طاقت کو منتشر کر رہے ہیں۔ پان اسلامزم کے حامیوں کو
سوچنا چاہیئے کہ پان اسلام زم کس شے کا نام ہے اگر اسکے یہی معنی ہیں کہ بیرونی مسلمانوں
سے اتحاد بڑھایا جائے اور ہندوستان میں بیٹھکر ہندوستانی مسلمانوں سے لیڈری
کی خاطر بیر رکھکر اُن کی دھجیاں اُڑائی جائیں تو ایسے پان اسلامزم سے علیحدگی چاہیئے
پہلے پان اسلامزم کا سلیقہ سیکھنا چاہیئے تو پیچھے اس کا نام لینا چاہیئے۔ ہم نے بیرونی
مسلمانوں کے ساتھ بھی جو اتحاد کیا۔ اُسکا بھی حشر دیکھ لیا ہے۔ پہلے ترکوں کے ساتھ
پان اسلامزم کی پینگ بڑھائی گئی۔ پھر عزل خلافت کے بعد جو حشر ہوا وہ معلوم ہی ہے۔
پھر ابن سعود کے ساتھ اتحاد بڑھایا گیا اور لانبے چوڑے مضامین مسلمانوں کی خوش
قسمتی کے شائع ہونے لگے۔ پھر انہدام قبہ کے بعد جو اس اتحاد نے روز بد دیکھا وہ
معلوم ہی ہے۔ حال میں مصر کی ایک سیاح خاتون ہندوستان میں وارد ہوئی
تھیں۔ بے پردگی کے باعث اُن کا بھی استقبال نکتہ چینی اور ہجو کے ساتھ ہوا۔ وہ
بھی سب کو معلوم ہے۔ جب سلیقہ ہی نہیں ہے اتحاد اسلام کا تو پھر کس منہ سے
دعویٰ پان اسلامزم کا کیا جاتا ہے جس میں ذرہ بھر بھی بوئے اتحاد اسلام نہیں پائی
جاتی ہے۔ اگر حقیقت سے دیکھئے تو لیڈر قوم کا خادم ہوتا ہے وہ اپنا اثر پبلک پر ساتھ

نرمی کے پھیلاتا ہے - لیڈر کے لیئے شیریں زبانی درکار ہے - وہ اپنی شیریں بیانی سے دشمن کو دوست بنا لے سکتا ہے - مولنا محمد علی کو جھگڑنے کا مرض ہوگیا ہے - ہر شخص کو سخت سُست سُنا کر اُنہوں نے اپنے سے بدظن کر دیا ہے - اور اسی سبب اُن کی عزت بھی گھٹ گئی ہے - لیڈر کیلئے تحمل، بردباری، صبر، نرمی لازمی ہے - لیڈر کو چاہیئے کہ ہر جھگڑے سے علیحدہ رہے اور مدعی مدعا علیہ اُس کے پاس بطور اپیل کے قضیہ پیش کرے اور وہ ایک منصف مزاج جج کی حیثیت سے اُس کا فیصلہ کرے کہ کوئی فریق اُسکے فیصلہ کے آگے چوں چرا نہ کر سکے -

مولانا محمد علی کے تازہ فتنہ نے مسلمانوں کے صحیح دماغ کو خراب کر رکھا ہے اور بہترین دماغ والے لوگ بھی اچھے کاموں کے بجائے آپس کی تُو تُو مَیں مَیں میں اپنا دل و دماغ خرچ کر رہے ہیں - معاذ اللہ جب لیڈر ایسے غضبناک ہوں تو عوام الناس کا کیا پوچھنا ہے - خدا مسلمانوں کی حالت پر رحم کرے اور اُن کو عقل سلیم عطا کرے - کہ وہ کوئی فتنہ اُٹھانے کے قبل اُس کے انجام پر غور کرنے لگیں -

راقمہ والدہ محمد کریم - خریدار مدینہ ۱۶۸۰۳

سہرسا ضلع بھاگلپور کا خط

معظم و محترم خواجہ - السلام علیکم - عرصہ سے میں آپ کا تبلیغی رفیق ہونے کے علاوہ آپ کی اسلامی خدمت کو اچھی طرح جانتا ہوں - آپ کی بدنامی پھیلانیوالوں کو دشمن اسلام سمجھتا ہوں - درحقیقت وہ سب آپکی حسد نہیں کرتے بلکہ اشاعت اسلام کو روکنا چاہتے ہیں - میرے علاقہ میں آپکی شکایت سے لوگوں کو سخت پریشانی تھی - مگر غریبوں کے اخبار کو پڑھ کر سبھوں کو کامل تشفی ہوگئی اور مسٹر محمد علی پر از حد افسوس اور صدمہ ہے کہ وہ ایسے نازک وقت میں کیا فتنہ ونسا و جسکو دشمن اسلام نے اسوقت تک کیا ہے بھول گئے اور آپس ہی میں خانہ جنگی کرنا اُن کو پسند ہے - میں نہیں سمجھتا

کہ اس وقت اُن کی عقل سلیم کہاں ہے کہ غیر قوم کو ہنسنے کا موقع صرف اُن کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ اپنی اسلامی خدمت کو بدستور سابق جاری رکھیں گے اور موجودہ فتنہ و فساد کو تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ کا اظہار تصور فرمائینگے ہمیشہ سے اسلامی خدمت کرنیوالے کو مصیبتیں آئی ہیں اور انہوں نے برداشت کیا ہے میں بھی شاہ نظامی کا محب صادق ہوں اور آپ کو بزرگ سادات میں سے مانتا ہوں لہذا چند جملے پیش خدمت کرتا ہوں۔ والسلام۔

رقیمۂ نیاز (حاجی) محمد عبدالاحد۔ تبلیغی رفیق سہرسا

ضلع ملتان کا خط

بجناب معلی القاب حضرت مولائی وسیدی جناب خواجہ صاحب دام اقبالہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مضمون پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ کتنے جو صلے بڑھ گئے ہیں حالانکہ خاص حدیث میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان مبارک سے فرمایا ہے:۔

قال علیہ السلام من اھان الی فقد اھاننی ومن اھاننی فقد اھان اللہ تعالیٰ ومن اھان اللہ تعالیٰ دخل الکفر والنار خالدین فیھا ابدا

میرے آقا سید قوم صابر اور شاکر ہے۔ میں بھی نسل سادات خوارزم سے ہوں اور حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب کی بیعت میں ہوں۔ مجھکو جو صدمہ ہوا ہے وہ ہر ایک نسل سادات فاطمی کو دل سے معلوم ہوگا۔ مگر آپ برائے خدا اپنے کام تبلیغ کو ویسے ہی دل وجان سے کوشش فرماویں۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہی رسول پاک اس موذی کی نسل برباد کریگا جو سادات کا دشمن ہے۔

مشتاق دیدار سید سرور شاہ چیوں ضلع ملتان

مانڈلہ برہما کا خط

بخدمت شریف جناب خواجہ حسن نظامی صاحب

بعد السلام علیکم کے، معلوم ہو کہ ہم کو کعبہ اور قرآن پیارا ہے۔ مولانا محمد علی رامپوری

نہیں۔ اور آپ مقابلہ کرو ہم بھی مشورہ دیتے ہیں فقط والسلام

محمد شفیع قصّاب بی روڈ مانڈلہ یرہما

علیگڈھ کا خط

مکرم و معظم عالیجناب مصوّرِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ۔ السلام علیکم۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ محمد علی رامپوری نے "قرآن کریم و کعبہ شریف کے بارے میں جو الفاظ نکالے ہیں وہ واقعی ہر مسلمان کے لیے ناقابلِ برداشت ہیں۔ میں محمد علی رام پوری کو ایک گناہ عظیم کا مرتکب خیال کرتا ہوں۔ خدا ان کو راہِ راست پر لائے۔ آپ خدا کے واسطے تبلیغ اسلامی ہرگز بند نہ کیجیے اور محمد علی کی بیہودہ گوئیوں کا ہرگز کچھ خیال نہ کیجیے۔

محمود ہمایوں برٹے۔ سرائے حکیم۔ سڑک نمائش علیگڈھ

ملتان کا خط

بخدمت معظم مکرم حضرت خواجہ صاحب دام فی موہبۃ الواہب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عرض خدمت ہے کہ خاکسار بہمراہی جم غفیر اہلِ اسلام پُرزور الفاظ میں عرض گذار ہیں کہ ایماناً و احتساباً ہم لوگ مع اعتراف اپنے قصور علی وغیرہ کے اعتقاداً حضرت کتاب مقدس قرآن حکیم اور مرکز اسلامی کعبہ مکرمہ کے ساتھ ہیں۔ تازیست ہمارا یہ عہد ہے اور جناب سے اور کل سچے مسلم مقتدا سے ہمارا عقد بیعت ہے۔ اڈیٹر ہمدرد صاحب ہوں یا کوئی دوسرا جب اُس نے حرمت ان ہر دو واجب الاحترام میں فرو گذاشت کی ہے اُن سے ہم لوگ تازیست بیزار بیزار بیزار ہیں بعض مخلص احباب کا نام حسب ذیل ہے:۔

مولوی محمد فیض اللہ صاحب۔ حکیم مولوی خدابخش صاحب۔ حاجی کریم بخش صاحب حاجی غلام قادر صاحب۔ حاجی گل محمد صاحب۔ میاں کریم بخش صاحب زرگر۔ میاں محمد رمضان صاحب خیاط۔ مولوی عبدالعزیز صاحب۔ مولوی نور محمد صاحب۔ وغیرہ وغیرہ قریباً تین سو کس۔ (مسکین ابو محمد عبدالحق از ملتان محلہ قالین بافان)

سیدنی پور بنگال کا خط

خدمت شریف میں بعد قدمبوسی کے اس غلام کا دست بستہ عرض یہ ہے کہ یہ ناچیز خاکسار غلام کعبہ و قرآن کے ساتھ ہے۔ ہمدرد کے اڈیٹر رامپوری محمد علی کے ساتھ ہرگز و ہرآئینہ نہیں کبھی نہیں۔ ان کے کلام سے سخت بیزار ہوں۔

(۱) احقر خاکپا عبدالستار ساکن میاں محلہ سیدنی پور۔ ملک بنگالہ

(۲) خاکسار محمد سلطان خاں بقلم خود

کلکتہ کا گمنام خط

خواجہ صاحب خدا کے واسطے رحم کیجئے۔ اس ختم ہونیوالی لڑائی کو جلد ختم کیجئے۔ آہ! کیا یہ لڑائی ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں کا خاتمہ کردیگی۔ معلوم تو ایسا ہی دیتا ہے۔ خواجہ صاحب یہ آپ کی ذات خاص پر ہی حملہ نہیں ہے، بلکہ سات کروڑ مسلمانوں پر حملہ ہو رہا ہے۔ افسوس محمد علی جن کو مسلمان کہتے شرم آتی ہے، صرف آپ ہی پر حملہ نہیں کر رہے ہیں بلکہ ہندوستان سے ملکر سارے مسلمانوں کا فیصلہ کر رہے ہیں۔ افسوس صد افسوس یہ لڑائی سے مسلمانوں کا دماغ چکرا رہا ہے۔ یا خدایا! کیا مسلمانوں کی یہ تباہی دیکھنے کے واسطے میں زندہ ہوں۔ ہائے افسوس ایک منٹ دنیا میں رہنے کو جی نہیں چاہتا ہے۔ خواجہ صاحب میں سچ کہتا ہوں اس یزیدی حملہ سے آپ بھی اتنے پریشان نہیں ہونگے جتنا میرا دماغ چکرا رہا ہے۔ ہائے معلوم ہوتا ہے کہ پاگل ہو جاؤں گا۔ کاش میں اس لڑائی کے پہلے مر ہی جاتا۔ اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتا۔

خواجہ صاحب! میں التجا کرتا ہوں کہ آپ ان کمبخت رامپوری کو جلد مٹا دیجئے۔ دنیا کے سارے مسلمان اس نام سے سخت بیزار ہو رہے ہیں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ بہت جلد اس لڑائی کا فیصلہ کر دینگے۔

میں کئی ایک وجہ سے اپنا پتہ نہیں دیسکتا۔ (دنیا سے بیزار ایک دل جلا مسلمان)

کلکتہ) واضح رہے کہ میرے واقف کار جتنے مسلمان کلکتے میں ہیں سب آپ کے ساتھ ہیں اور محمد علی سے بیزار ہیں۔

امرتسر کا خط

مکرمی ام جناب خواجہ صاحب السلام علیکم
میں غریبوں کا اخبار دیکھ رہا ہوں۔ میں بحیثیت مسلمان ہونے کے یہ عرض کرنا اپنا فرض جانتا ہوں کہ آپ کا ساتھ دینا ضروری ہے۔ جناب محمد علی صاحب اخبار ہمدرد دہلی میں آپکے خلاف مضامین طبع کر رہے ہیں۔ اور ہندو نوازی میں ہر امکانی سعی کر رہے ہیں، ان کا رویہ خلاف تعلیم اسلام کے ہے میں آپکے حلف نامہ کو درست جانتا ہوں۔ افسوس ہے کہ محمد علی صاحب نے ہمارے شعائر کی کچھ پرواہ نہ کی اور غیر مسلمانوں کو خوش کرنے کی امکانی اعانت کر رہے ہیں۔ اندریں صورت جیسا کہ اخبارات میں دیکھنے میں آ رہا ہے جناب حاجی محمد علی صاحب مسلمانوں کے لیڈر نہیں ہو سکتے ہیں۔ ان کو اپنے رویہ کو بہت جلد بدلنا چاہیئے۔ ورنہ میں علمائے کرام سے استفسار کرتا ہوں کہ آپ خوابگاہِ آرام سے بیدار ہوں اور اسلامی فرض کو پورا کریں۔ خدا اس بکھرے ہوئے شیرازے کو مضبوط اور یکجا کرے ۔

بکھرتا جاتا ہے شیرازۂ ارکانِ اسلامی — چلینگی بادِ کفر کی یہ آندھیاں کب تک

خادم حاجی ابوالفقر حکیم شمس الحق خاں حکیم حاذق مالک شفاخانہ فیضِ عام وسکرٹری کمیٹی امرتسر و سب اڈیٹر اخبار اہل سنت والجماعت امرتسر

یاری پورہ کشمیر کا خط

مکرم معظم جناب خواجہ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد از سلام واضح ہو کہ غریبوں کا اخبار آتا رہتا ہے اور پڑھا جاتا ہے۔ مگر دل میں یہ صدمہ ہے کہ مولانا محمد علی صاحب اڈیٹر اخبار ہمدرد ایک مسلم لیڈر ہو کر دل آزار بکواس کرتے رہتے

ہیں جس سے تمام مسلمانانِ ہند کیا تمام مسلمانانِ دنیا کے دلوں کو صدمہ پہنچ رہا ہے اور جگہ جگہ پر مولانا کے برخلاف اظہارِ نفرت کیا جاتا ہے۔ میں تو تمام مسلمانانِ ہند کی خدمت میں بلند آواز سے گذارش کرتا ہوں کہ اوّل تو مولانا صاحب کو سمجھایا جائے کہ خداوند کریم کی درگاہ میں توبہ و استغفار کرے۔ اور اپنے گناہوں کی معافی مانگے۔ خداوند کریم کی درگاہ وسیع الوسیع ہے۔ ورنہ تمام مسلمانانِ دنیا خواہ وہ اہلِ شیعہ ہیں یا اہلِ سنی ہیں۔ یا اہلِ حدیث ہیں۔ یا احمدی کہلاتے ہیں۔ مولانا محمد علی اڈیٹر اخبار ہمدرد سے قطع تعلق کریں۔ اور مولانا کو خارج از دائرۂ اسلام سمجھا جائے۔ اب رہا جو کچھ کہ اُنکی غرض ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ کبھی پوری نہ ہوگی اور جناب کی خدمت تبلیغ ہمیشہ ترقی کرتی چلی جائیگی اور کرتی بھی ہے۔ اگر ہماری دنیا کے مخالف جناب کے تبلیغی کام کو مٹانا چاہیں۔ ہرگز مٹ نہیں سکتا۔ البتہ میں بزورِ آواز میدان میں نکل کر کہہ رہا ہوں کہ کہ وہ دن بھی قریب ہے۔ کہ تمام دنیا دیکھیگی کہ مولانا محمد علی کا بیڑا خود اپنے ہاتھوں سے ڈوبے گا۔ اور ذلیل و رسوا ہوگا فقط والسلام (جناب کا صادق تابعدار محمد نصر اللہ خاں مینیجر کشمیر مسلم ہمدرد ایجنسی یاری پورہ کولہ گام کشمیر

بھوج پور کا خط

بخدمت فیضدرجت پیر دستگیر مرشد کامل خواجہ حسن صاحب دام ظلکم العالی۔ از طرف جمیع مسلمانان موضع

بھوجپور جدید ضلع شاہ آباد۔ سلام مسنون مستجاب باد۔ حضور والا آپ کا تبلیغی پرچہ بتوسل علی بخش نظامی میاں صاحب ڈرائیور جو آپکے سچے عقیدت مند ہیں ہم مسلمانان موضع مذکور کو موصول ہوکر کاشف مدعا ہوا اور مندرجہ کیفیات سے آگاہی ہوئی۔ مسٹر محمد علی صاحب کی باہمی جنگ کے متعلق بھی کل راز افشا ہوتے گئے اور اُن کی ناحق پرستی کل ظاہر ہوگئی۔ یقینی ہم لوگ کیا بلکہ کل اہلِ اسلام مشرق سے غرب تک اور جنوب سے شمال تک جو شرع شریف کے پابند ہیں اُن کے نزدیک حرکت بیجا مسٹر موصوف

کی ناگوار و ناپسند بلکہ قابل لعنت و ملامت تصوّر کی جاتی ہے۔ بہرکیف ہم لوگ مدام علی الدوام دست بدعا ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ حضور کو اپنے حبیب کے صدقہ سے سرخروئی اور فتحیابی دیوے اور کل سکنائے بھوجپور جدید جو متشرع ہیں، آپ کیلئے اپنی جان و مال کو نثار کرنے کے لئے اللہ کے واسطے تیار رہیں۔ پس عقیدتمندوں کو اپنے تبلیغی پرچہ اور مفصل کیفیتوں سے سرفراز و ممتاز فرماتے رہینگے تاکہ موجب خوشی و مسرت کا ہووے۔ حضور من یہاں پر مسلمان پانسو گھر ہیں جو جاں نثاری کے لیے سچے دل سے حاضر ہیں۔ (آپ کا خادم نعمت اللہ خاں سکریٹری جامع مسجد بھوجپور جدید ضلع شاہ آباد) سید رحمت اللہ مدرس۔ ڈرائیور علی بخش نظامی بھوجپور جدید ضلع شاہ آباد

تحصیل جڑانوالہ ضلع لائلپور کا خط

پیارے خواجہ صاحب۔ السلام علیکم آپ اسلام کی ڈگمگاتی کشتی کے ناخدا ہیں۔ اور مسلمہ بات ہے کہ ہندوستان کے واحد لیڈر آپ ہی شمار کیے گئے ہیں جسکا اعتراف کفار و مشرکین بھی کر رہے ہیں۔ ورنہ انکو سات آٹھ کروڑ مسلمانوں میں سے کسی سے عداوت اور بغض کا خیال نہیں۔ آپ ہی کے خلاف وہ شور و غوغا کر رہے ہیں سمجھتے ہیں کہ شیوۂ انبیاء اور طریقۂ مرسلین پر ایک شخص ہی اسلام کی خدمت کر رہا ہے۔ اور اعلائے کلمۃ اللہ میں مصروف ہے۔ ورنہ باقی سب خواب خرگوش میں مستغرق ہیں خدا آپ کو دیر تک سلامت رکھے۔

جو لوگ آپ کے خلاف کارروائیاں کرتے ہیں۔ اور فی سبیل اللہ دشمنی کرتے ہیں وہ آپ خدا پر چھوڑ دیں۔ انشاء اللہ وہ مُنہ نہیں ذلیل و رسوا کریگا۔ باوجود ان مخالفتوں کے آپ کی عزت و حرمت بڑھ رہی ہے۔ دنیا خوب دیکھ رہی ہے کہ مشرکین کیا کر رہے ہیں اور کرنا چاہتے ہیں۔ اور مسلمان حاسد اور اُن کے رفقاء آپ کی شہرت کے برخلاف کیا کرنا چاہتے ہیں۔ مگر سب کو ذلت کے بغیر کچھ ہاتھ نہیں آسکتا۔ صداقت کا ساتھی اللہ ہے اور

آپ سچے ہیں۔ یہ بہت بڑی عنایت ایزدی ہے۔ کہ آپکے لاکھوں مخالف بن گئے اور ایسے لوگوں کے ہمیشہ سے مخالف زیادہ ہوا کرتے ہیں جو اللہ والے ہوتے ہیں۔ جس میں کچھ کمال ہوتا ہے اُسی سے حسد بھی کیا جاتا ہے۔ یہ اخباری ٹرٹر سے آپ درخشانی آب تاب میں فرق نہیں پیدا ہو سکتا۔ بلکہ ناواقفوں سے بھی تعارف کا باعث ہو جاتا ہے۔ اور آپ کے شیدائیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اور دن دونی رات چوگنی نیک نامی وشہرت ترقی کر رہی ہے۔ کوئی عقلمند آدمی آپ کے خلاف مشرکین کے الزامات اور حاسدوں کی ریشہ دانیوں کو صحیح نہیں مان سکتا۔ اور دل میں وہ خود بھی سمجھتے ہیں، مگر بخل اُنہیں راہ راست پہ نہیں آنے دیتا۔ (تابعدار ملک غلام حسین ٹوانہ تحصیل لائل پور)

ضلع مظفر پور بہار

جناب خواجہ صاحب تسلیم۔ آپ خود انصاف فرمائیں اکسفورڈ کالج میں جاکر بچارے نے کس کس مشقت سے تعلیم حاصل کی۔ کہاں ہندوستان کجا لندن۔ آپ نے تارٹ کی چٹائی پر بیٹھکر شمس بازغہ پڑھا اور وہ بھی مکمل نہیں۔ عربی لٹریچر میں بھی آپ کی تکمیل نہیں ہے کامریڈ اخبار کا اڈیٹر جیسے طرز تحریر اور انگلش لٹریچر کا وہ زور شور ہو کہ مشرق سے مغرب تک تھرّا اٹھے۔ اب بچارے درویش کے اڈیٹر جنیدہ پر آپ کا کارخانہ اس حالت پر بھی آپ نے وہ نام مارا کہ مسٹر محمد علی تو کیا بڑے بڑے سر بسجود ہیں۔ جو رتبہ آپکے نعلین پاک کو حاصل ہے وہ اُسکی کھوپڑی مبارک کو بھی نہیں آخر محمد علی لبشر ہے اُسکا حسد کرنا حق بجانب ہے۔ محمد علی کوئی فرشتہ نہیں ہے۔ بلکہ اسوقت ہندوؤں کے بہت بڑے گروہ کا سر برآوردہ رہتا ہے۔ محمد علی اور شوکت علی کی جے آج تک مندروں میں گونج رہی ہے۔ کتوں کو بھونکنے دیجئے۔ آپ اپنے تبلیغی کام میں مصروف ہوں۔

بخت بدنے تو تجھے لاکھ مٹانا چاہا ۔۔۔ رہ گیا نام ترا گنبد گردوں کے تلے

ابوالبرکات برق اردو کلرک رجسٹری آفس سوہ ضلع مظفر پور

شیو بو برہما کا خط

مسلمانان شیو بو برہما
ہم کعبہ و قرآن کے ساتھ ہیں

(۱) حامد عثمان (۲) اسمٰعیل (۳) جمع داود (۴) صالح محمد جمع (۵) موسیٰ جیلا (۶) عمر اسحاق (۷) عیسیٰ اسمٰعیل (۸) اسمٰعیل جوسب (۹) آدم جوسب (۱۰) حبیب غنی (۱۱) شکور بھائی (۱۲) عبد الکریم لال محمد (۱۳) ابراہیم حامد (۱۴) ابو جال (۱۵) حبیب سلیمان (۱۶) محمد شفیع (۱۷) ابراہیم شہامت (۱۸) صدیق شہامت

آدرہ بی این آر کا خط

یہ شعر ایسے منکروں کے واسطے زیبا ہے ۔
مکے گئے مدینہ گئے بن کے آئے حاجی پر بُرے

کام ہیں ایسے پھنسے پھر پاجی کے پاجی = میری جماعت کے چند ممبران کے نام حسب ذیل ہیں:۔

محمد یار خاں یار سرگروہ جماعت کارکن ۔ منشی فضل احمد صاحب نائب جماعت ۔ قوال محمد بخش صاحب برنچ نائب جماعت ۔ منیر الدین صاحب فیٹر ممبران جماعت عبد الرحیم صاحب ممبران جماعت ۔ رسول بخش صاحب ممبران جماعت ۔ مستری حبیب صاحب ممبران جماعت ۔ محمد حیات صاحب ممبران جماعت ۔ مولوی عبد الباری صاحب ممبران جماعت ۔ حفیظ اللہ صاحب ممبران جماعت ۔ شیخ چھدی صاحب محمد نثار خاں ممبران جماعت و احمد حسین صاحب ممبران جماعت

چند ہندو صاحب کے نام

بسنت راؤ صاحب ممبران جماعت ۔ سج کرن صاحب ممبران جماعت ۔

اس جماعت نے گذشتہ عید کے دن عام فقیروں کی طرح گھر گھر سے چندہ وصول کر کے روانہ کیا تھا اور ایک لفافہ بھی چندہ روانہ کرنے کے بعد روانہ کیا تھا۔

اب یہی جماعت کے ممبران خدا و رسول کو پہچان کر اور حق ناحق جان کر اخبار ہمدرد

واخبار خلافت، اخبار مدینہ و اخبار الجمعیۃ کی تحریرات سے کما حقہ آگاہ ہو کر ان تمام منکران پر جو خواجہ حسن نظامی پر برخلاف اتہام لگا رہے ہیں لعنت اور ہزار لعنت کرتے ہیں اور خدائے پاک سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ منکران تبلیغ پر تو اپنا قہر نازل کر آمین ربنا آمین اور یہ بھی آگاہ کرنا ہے کہ یہ جماعت کوئی نظامیہ نہیں ہے نہ نظامیہ تبلیغ کی دشمن بلکہ دوست ہے۔ اس جماعت کا ہمیشہ یہی کام ہے کہ ہر نیک کام میں مدد کرے۔ اسی واسطے خلافت کمیٹی کھڑکپور کے حکم کے مطابق اس جماعت نے خلافت فنڈ انگورہ فنڈ سمرنا فنڈ وغیرہ نہایت جانفشانی سے وصول کیئے مگر اب خلافت فنڈ وغیرہ سے دست بردار ہو کر تبلیغ فنڈ کے لیے ہمہ تن حاضر ہے۔ ہم تمام گھر گھر جا کر اسلام کی خاطر بھیک مانگنا اپنا فخر سمجھتے ہیں فقط۔ خادم خاکسار حقیر فقیر محمد یار خاں یار کریمی وتاجی چشتی قادری حال مقام آدرہ بازاری این آر ضلع پیرولیا۔

ریاست باؤنی کدورہ کا خط

مکرمی و محترمی خواجہ صاحب دام اللہ تعالیٰ ظلکم العالی۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میرے خیال میں اگر مولانا محمد علی صاحب کو مسلمان ہو کر دنیائے اسلام میں رہنا ہے تو جلد از جلد توبہ کر کے آپ سے معافی مانگیں ورنہ ان کو کوئی اور مذہب اختیار کر لینا چاہیئے جسکی وہ پوری طرح پابندی کر سکیں حلف نامہ بھی میں نے جامع مسجد میں چسپاں کر دیا تھا۔ والسلام

سید محمود احمد امام شاہی جامع مسجد باؤنی کدورہ اسٹیٹ (بندیلکھنڈ)

بحرین فارس کا خط

جناب حضرت والا خواجہ صاحب۔ السلام علیکم
مولانا محمد علی نے جو آپ پر الزامات کا طومار باندھا ہے۔ شرمناک رویہ اختیار کیا ہے۔ کاش مولینا صاحب کسی غیر مسلم قوم پر یہ ہتھیار اٹھاتے تو کچھ اسلامی خدمت بھی ہوتی۔ اور خدا سے بھی اجر حاصل ہوتا۔ خداوند کریم انہیں صراط مستقیم پر لائے۔ آپ اپنا تبلیغی کام ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ دشمن قوم کو ہنسنے کا موقع نہ دیں مخالف

قوم کی تو خواہش یہی ہے کہ خواجہ صاحب تبلیغ کا کام بند کر دیں لہٰذا آپ اس جھنجھٹ کو چھوڑیں اور اپنے کام میں سرگرم رہیں۔ ہم سب آپ کے تبلیغ کے لیے دلی ہمدردی رکھتے ہیں۔

آپ کا نیاز مند سید جان محمد شاہ اور سیر۔ بحرین۔ (فارس)

دیال گڑھ کا خط

سیدی و مرشدی جناب خواجہ صاحب مدظلہ العالی۔

السلام علیکم۔ منادی کے اخباروں کے ذریعہ جو بد تہذیب بداخلاق۔ کمینہ پن۔ بے ایمانی۔ کفر پرستی مسٹر محمد علی رامپوری کی ظاہر ہوتی ہے۔ وہ انہیں کو مبارک رہے۔ ان کے کفر کے کلمات کو ہم مسلمان کبھی نہیں سن سکتے۔ اور نہ ہی میرے دل میں ان کی رائی بھر عزت ہے جو کعبہ اور قرآن شریف کی بے حرمتی کرنیوالا ہو میں اس شخص سے سخت ترین بیزاری ظاہر کرتا ہوں۔ خواہ مسٹر محمد علی ہو، یا کوئی اور سلام سے گمراہ کن مرد ہو۔ میں آپ کا ادنیٰ غلام ہونے کی حیثیت سے عرض کرتا ہوں کہ ہم مسلمان کبھی پسند نہیں کرتے کہ ایک سکنڈ کیلئے بھی تبلیغی کام بند ہو جائے۔ لہذا میری گذارش ہے کہ تبلیغی کام نہایت زوروں سے شروع رہے اور پہلے سے وہ گنا ہو جاوے اور فرعون نما مسلمان کو نہایت سنجیدگی سے جواب دینا چاہیئے اور چند دنوں میں اس کام کو ختم کر کے تبلیغ کا کام شروع کر دینا چاہیئے۔ انشاء اللہ چندہ چند یوم تک تنخواہ ملنے پر دوانہ خدمت کرونگا۔

جناب کا غلام عبدالسلام خان نظامی۔ دیال گڑھ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور

ساگواڑہ مولانا مظہر الدین صاحب کے نام کھلی چٹھی

مولانا مظہر الدین صاحب نے اپنے اخبار الامان مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۶ء کے صفحہ ۳ کے کالم نمبر ۲ میں بزیر عنوان (خواجہ حسن نظامی کی جنگ کے لیے اپیل) تحریر فرمایا ہے کہ خواجہ حسن نظامی نے غریبوں کے اخبار میں مسلمانوں کو فرعون، نمرود، لالہ اور سوامی کہا جو شخص مسلمانوں کو ایسے لقب سے یاد کرے اور دل سے ایسا سمجھے تو مذہب اور ملت کے علماء

سے دریافت کرو کہ وہ شخص مسلمان ہے یا کافر۔

لیکن اگر مولانا قبل اسکے کہ اپنے رہوار قلم کو میدان عیب جوئی میں سرگرم کرتے ذرا ابھی سوچ لیتے تو اس قسم کی پوچ تحریر ہرگز نصیبہ تحریر میں نہ لاتے مگر وہ آجکل اپنے رامپوری دوست کی حمایت کا پھریرہ بلند کئے ہوئے ہیں جو انصاف اور انکے درمیان حائل ہے پھر کس طرح وہ منصفی کے میدان میں اپنے خامۂ روسیاہ کی باگ کو موڑ سکتے ہیں۔

افسوس کیا مظہرالدین صاحب اس قدر جلد وہ فقرے جو اُن کے محب رام پوری صاحب کی زبان ناشایاں سے نکلے ہیں فراموش کر گئے۔ میں صرف اُن سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ شخص جو مشرکوں کے عام مجمع میں یہ الفاظ ادا کرے کہ :۔

(۱) اگر ہندو قرآن اور کعبہ کو ٹھوکر ماریں تب بھی میں اُن پر ہاتھ نہ اُٹھاؤنگا۔

اور (۲) فاطمی النسل کی اولاد خچر یا گدھے ہیں۔

اور (۳) میرے غسل خانہ کا فرش، فرش حرم کعبہ سے زیادہ صاف ستھرا ہے۔

نعوذ باللہ من ذٰلک۔ تو کیا وہ مسلمان کہنے کے قابل ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے اور مسلمان کہلانیکے قابل نہیں ہے۔ ایسے غیر مسلم شخص کو اگر خواجہ صاحب نے لالہ، سوامی یا نمرود وغیرہ کے لقب سے یاد کیا تو کیا برائی ہے۔ اصطلاح ہندی میں لالہ اور سوامی بڑے آدمیوں کے القاب مانے گئے ہیں اور نمرود اور فرعون بھی جلیل الشان بادشاہوں میں سے گذر چکے ہیں۔ اگر ایسے القاب بھی آپ اپنے دوست کے لیے گھٹیا سمجھتے ہیں اور اس میں اُنکی کسر شان خیال کرتے ہیں تو مبلغ اعظم خواجہ صاحب کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اُن کیلئے اس سے بھی اور بڑھیا القاب تلاش کریں جو اُن کی شایان شان ہوں۔

مولانا صاحب! مقتضائے انصاف تو یہ تھا کہ آپ اپنے رفیق کو جوانہوں بالکل شتر بے مہار ہو رہے ہیں راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے اور اُس بدلگامی

سے جو چاروں طرف دو لتیاں جھاڑ رہے ہیں پرہیز اور توبہ کرنیکا مضمون شائع کرتے اور اگر وہ اس سے باز نہ آتے تو پھر شرعی فتویٰ طلب کرتے لیکن برعکس اسکے خواجہ صاحب کے خلاف ہی کفر کے فتوے طلب کر رہے ہیں۔ یہ کارروائی کس حد تک واجب اور درست ماننے کے قابل ہے اور عوام الناس کے نزدیک کہاں تک آپ منصف قرار دیے جا سکتے ہیں۔ کیا خواجہ صاحب کے الفاظ مسٹر محمد علی صاحب کے اُن فقروں سے بھی زیادہ سخت اور قابل نفرین ہیں جن کو میں اول درج کر چکا ہوں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو مجھے بتلائیے کہ آپنے اپنے اخبار کے اسوقت تک مندرجہ صدر لغویات سے پرہیز کرنے یا اُنکے خلاف فتویٰ دینے کیلئے کس قدر کالم وقف کیئے ہیں۔ مگر مجھے یقین ہے کہ آپ ایک سطر بھی اس قسم کے مضمون کی نہیں تبلا سکیں گے۔ پھر یہ پھبتی کیوں۔ اور اگر اسکا نام حمایت نہیں ہے تو کیا ہے۔ ذرا آپ اپنے دولت خانہ کے دریچہ سے سر نکال کر تو دیکھیئے کہ آج کل آپکے ایک طرفہ مضامین کیسی وقعت عوام میں حاصل کر رہے ہیں۔ لہذا ضرورت ہے کہ جب تک آپ اخبار کے اڈیٹر ہیں اور اپنے مضامین قابلِ وقعت عوام بنانا چاہتے ہیں تو انصاف کی باگ ہاتھ سے نہ دیجیئے اور پھبتی کو ہرگز ہرگز کام میں نہ لائیے فقط والسلام۔ راقم محمد حسین خاں سرشتہدار عدالت و سکریٹری ضلع ساگواڑہ ریاست ڈونگرپور

ساگواڑہ کا خط

مخدومی و مکرمی خواجہ صاحب ادام اللہ فیضہم۔ میں یکا یک سرکاری چند روز سے ڈونگرپور گیا ہوا تھا اور پرچے غریبوں کے اخبار مورخہ ۳۰ نومبر سے ۸ دسمبر تک کے مجھے وہیں دستیاب ہوئے۔ ۵ دسمبر کے صفحہ ۴ کا مضمون پڑھ کر ازحد قلق ہوا اور جب عام مسلمانوں کو یہ مضمون دلگداز پڑھ کر سنایا گیا تو ہر ایک کے دل میں ایک جوش کی لہر پیدا ہو گئی اور مولانا محمد علی صاحب پر لاحول ولا قوۃ اور نعوذ باللہ من ذالک کی چاروں طرف سے بوچھاڑ ہونے لگی اور بعض بعض اصحاب نے تو وہ سخت الفاظ رامپوری صاحب

کے خلاف استعمال کیے کہ جنکو حوالہ قلم کرنے سے مجھے عار آتا ہے۔

اور اسی طرح اشتہار زیرِ عنوان (حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ زہرا پر حملہ) اور پرچے اخبار موصوف تاریخ ۹ سے ۱۴ تک کے پڑھ کر اور بھی زیادہ صدمہ ہوا جو مجھے یہاں واپس آنے پر ملے۔ یہاں بھی چند صاحبان نے اُن پرچوں کو دیکھا اور سُنا اور مولانا موصوف کے خلاف سخت نفرت کا اظہار کیا۔ مختصر یہ کہ عوام الناس ڈونگرپور اور قصبۂ ہذا کے چند مسلمانوں کے دل میں جنھوں نے یہ واقعات معلوم کیے رام پوری دوست کی طرف سے ایک زبردست نفرت کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اور ہر ہیار سوہ ملامت کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔

واقعاتِ موجودہ کو مدِ نظر رکھکر خیال کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کی دماغی قوت جواب دے چکی ہے اور اب اُن کی عقل بصیرت اس قابل نہیں رہی کہ دوست اور دشمن میں تفریق کر سکے۔ اور اُن کی یہ حرکات ناشائستہ دو صورتوں کا اظہار کر رہی ہیں۔ اوّل تو یہ کہ اُن کو خلجان یا اور کوئی خلل دماغی کا عارضہ ہو گیا ہے اور اُن میں نیک و بد کے تمیز کی قدرت نہیں رہی ہے اسلیے اُن کے قراہتداروں یا محبّوں کو چاہیئے کہ فوراً کسی تجربہ کار ڈاکٹر یا حکیم سے اُن کا معائنہ کرائیں اور معالجہ میں تاخیر نہ کریں ورنہ مرض مذکور میں اور اضافہ ہو جانیکا احتمال ہے۔

یا دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ صاحب موصوف کی آریاؤں سے سازش ہے جو قرینِ قیاس ہونے کے لیے مولانا کے وہ الفاظ جو دہلی ملاپ کانفرنس میں اُن کی زبان بے لگام ادا کر چکی ہے۔ موجود ہیں۔ اور آریہ اخبار بھی اُن کی حمایت میں لمبے چوڑے مضامین شایع کر رہے ہیں۔ پس نتیجہ یہ اخذ ہوتا ہے کہ وہ آپ کو تبلیغی کام سے تغافل میں ڈالکر اس ناجائز اور بے نتیجہ جنگ میں مصروف کر دیں اور قوم آریہ و دشمنانِ اسلام کو ارتداد کا خوب موقع دیں۔ لہذا نہایت ادب سے گذارش ہے کہ

آپ اس پردہ پوش پالیسی کی تہ میں توجہ سے نظر ڈالکر تبلیغی کام کو جہاں تک ممکن ہو جلد سے جلد جاری کر دیں اور اس مجہولانہ حملوں کی تردید سے حتی الامکان پرہیز اور خاموشی اختیار کریں بمصداق اس مصرعہ کے کہ ع جواب جاہلاں باشد خموشی

کیونکہ عوام الناس آپ سے بھی واقف ہیں اور مولانا موصوف کے اوصاف حمیدہ کو بھی جانتے ہیں۔ جنہوں نے غریب مسلمانوں کو خوب جیلوں کی سیر کرائی ہے اور چندہ کی بھرمار سے نادار کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی ہے۔

بصورت تاخیر از تبلیغ دشمنانِ اسلام جو ایسے موقعوں کے ہمیشہ منتظر رہتے ہیں بیچارے جاہل اور غریب مسلمانوں کو اپنے دامِ تزویر میں پھنسا کر (خدانخواستہ) جہنم کا کندہ بنا دینگے اور دنیا و آخرت کہیں کا بھی نہ رکھینگے۔ فقط

نیازمند محمد حسین خاں سرشتہ دار عدالت وسکریٹری ضلع ساگواڑہ ریاست ڈونگرپور

حیدرآباد دکن کا خط

عالیجناب تقدس مآب مبلغ اعظم سید اکرم حضرت قبلہ وکعبہ مدظلہ العالی۔

لعنت ہے اس مسلمان پر جو پنجتن کی پاک کی توہین کرنیوالے کو پیارا سمجھے۔ ہم جان و مال سے کعبہ شریف، قرآن اور آپ کا ساتھ دینے کے لیے حاضر ہیں۔ رامپوری محمد علی کے لیے بہ تعمیل حکم دعا ہے کہ یا اللہ! تو محمد علی کو ہدایت دے کہ وہ اس کفر سے توبہ کریں ورنہ اپنا آسمانی عذاب نازل کر آمین۔ اور حضور والا کو جیسا کہ صورتِ عیسیٰ سیرتِ موسیٰ عنایت ہوئی ہے ویسا ہی عمر نوح صبر ایوب اور دشمنِ اسلام ثانی یزید پر فتح و نصرت عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ خاکساران سید محمود قادری۔ اہلیہ سید محمود قادری۔ جیلانی شاہ نظامی محبوب بانو نظامی۔ مہر جہاں نظامی۔ سعید نظامی۔ وحید نظامی

گوگی دکن کا خط

حضورِ اقدس! قدمبوسی۔ مولانا محمد علی صاحب کے خیالات "ہمدرد" میں اور اس کا جواب حضور کیطرف سے

رسالہ مولوی میں جو شائع ہوا تھا، پڑھنے کے بعد خود بخود یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مولانا نے حضور کو بدنام کرنے اور تبلیغی کاموں کو روکنے کی جو کوشش کی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ ان کو کسی کی ترقی و برتری ناپسند ہے۔ گویا ان کا رشک بڑھتے بڑھتے حسد سے مبدل ہوتا گیا ہے۔ تاہم بھی میں حضور سے باادب عرض کرتا ہوں گو "صاف گو صاحب" کا عقیدہ نہ ہو مگر میں حضور کو مافوق الانسان ہستی مانتا ہوں۔ خدا کے واسطے خدا اور اسکے رسولِ اکرم صلعم کے کام جو حضور کے زبان و قلم سے انجام پا رہے ہیں ترک کر کے مولانا کے اعلانِ جنگ پر مقابلہ کی تیاری میں اپنی پاک زندگی کو صرف نفرمائیے۔ گو تھوڑے دن کیلئے ہی کیوں نہو۔ خدا منتقم حقیقی ہے۔ ضرور اور جلد یہ قصہ پاک ہو کر رہیگا۔

خادم نصیر الدین سرمست نظامی۔ صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ گوگی ضلع گلبرگہ شریف

برما کا خط

جناب معظم و محترم بندہ دام ظلہ۔ پس از تسلیم و نیاز آنکہ آپکا اشتہار مطبوعہ ۱۱ دسمبر ۲۶ء محبوب المطابع پریس دہلی ایک شخص پنجابی وضع مسافر سے جو کمایون روڈ اسٹیشن پر موجود تھا اور مکٹیلا ڈسٹرکٹ کے سمت بہ انتظار آمد ریل موجود تھا اسکے بکس مسافرت پر ایک بنڈل اشتہار پلیٹ فارم پر دکھلائی دیا جس کے اوپر حسن نظامی موٹے حروف میں لکھا تھا۔ اسے دیکھ کر میں نے مسافر سے پوچھا کہ یہ کیسا اشتہار ہے؟ اس نے ایک فارم نکالکر مجھے دیا جسکی پیشانی پر موٹے حروف میں یہ جملہ مندرج تھا (حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ زہرا پر حملہ) مسٹر محمد علی نے سب بنی فاطمہ سادات کو خچر اور گھوڑے کی اولاد لکھا ہے۔ اخبار ہمدرد دہلی مورخہ ۳۰ نومبر ۲۶ء صفحہ ۲ کالم ۲ اور ۳ میں ۔ اولاً تو مجھے کچھ حیرت ہوئی ازاں بعد پورا اشتہار پڑھا۔ جب اشتہار پڑھ چکا تو شخص مذکور نے مجھ سے کہا کہ صاحب اسپر کچھ تعجب نہ کیجئے۔ آج کل ہندوستان میں یہی کچھ پروپگنڈا ہو رہا ہے اور عام مسلمانوں میں فساد پھیلانا اور آتش اشتعال بھڑکانا مقصود ہے اور کچھ نہیں۔ اس کے منہ سے یہ الفاظ سن کر اور بھی زیادہ تعجب ہوا۔ اسی اثنا

میں ریل آگئی۔ اشتہار کو جیب میں ڈال احباب سے ملنے چلا گیا۔ بعد روانگی ریل مکان کو واپس ہوا اور پھر باطمینان اشتہار کو پڑھا۔ اور مسلمانانِ ہند کی حالت پر کمال درد ہوا۔ رنج ہوا۔ مروان کا واقعہ تو آپ کو یاد ہے مگر کیا یہ معلوم نہیں کہ کیا مروان کی اولاد دنیا سے مفقود ہو گئی۔ یا اُس کے متبع دنیا میں موجود نہیں ہیں۔ حضرت علیؓ پر تو مدتہائے دراز تبرا بر سر منبر ہوتا رہا ہے تو کیا وہ اپنے کو مسلمان شمار نہیں کرتے تھے۔ مروان کی اولاد و متبع ہنوز بہت کثرت سے ہیں۔ بالخصوص ہندوستان میں۔ ابن سعود کے حالات روز روشن کی طرح اخبارات میں روزمرہ مندرج ہو رہے ہیں کہ جس نے بنی سادات تو در کنار جنت البقیع میں امام حسنؑ اور جناب فاطمۃ الزہرا وغیرہ بزرگان دین کے مزارات و قبور تک کھدوا کر پھینک دیئے ہیں۔ پھر محمد علی کا یہ فقرہ کہنا یا لکھنا جائے تعجب نہیں۔ جنہوں نے حضرت علیؓ کو شہید کیا۔ امام حسنؓ و امام حسینؓ کو شہید کیا، شیرخوار بچوں تک کو شہید کیا اور اور اُن کی بیٹیوں اور بی بیوں تک کی بے حرمتی کی وہ بھی مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے تھے اور آج تک کرتے ہیں۔ اور ایام محرم کو جو یادگار مظلوم کے ایام ہیں۔ بدعت کہتے ہیں اور مسلمانی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ شیعہ بیچارے انہیں مظالم کا ہر سال مظاہرہ کرتے ہیں جن کو تیرہ سو سال گذر گئے۔ میں تو شوکت علی محمد علی کو اُن کے مولد و مسکن رام پور سے جانتا ہوں اور اُن کی تمام عمر کے کارناموں سے کما حقہ واقف ہوں۔ ہر متمرد و متعصب و ظالم کا دنیا میں جو نتیجہ ہوا ہے وہ بھی ظاہر ہے۔ حضرت علیؓ و اہل بیت اطہار پر تو ہمیشہ مظالم توڑے گئے اور اُن کے فضائل کو ہمیشہ سے مٹایا گیا اور مٹایا جا رہا ہے اُتنا ہی اور زیادہ اُن کے فضائل میں اضافہ ہوتا گیا اور ہوتا جا رہا ہے۔ آفتاب پر خاک ڈالنے سے وہ چھپ نہیں سکتا۔ اس قسم کی گالیوں و استہزا سے اُن کا و سادات کا مرتبہ گھٹ نہیں سکتا۔ بلکہ حق و صداقت کا خاص طاقت سے ظہور ہو رہا ہے۔ محمد علی کی اس گستاخی و دریدہ دہنی کا جواب ایک شخص دے سکتا ہے۔ کچھ دشوار نہیں ہے۔ مگر یہ مادی طاقت کا جواب

ہوگا - ہماری خواہش ہے کہ قدرت سے اُن کی دریدہ دہنی کا جواب ملے تو سادات کو اُسوقت خوش ہونے کا اچھا وقت ہوگا - ایسے ورندہ دہنوں کا آخر کار نتیجہ ایسا ہی ہوتا ہے - صبر درکار ہے - آپ سید ہیں اولاد رسول ہیں - صبر کرنا آپ کا میراث ہے - محمد علی کو قدرت کے حوالہ کردیجئے - اور کرشمۂ قدرت کے منتظر رہیئے - میرے پاس اخبار ہمدرد و خلافت و نجات وغیرہ اخبارات آتے ہیں دیکھا کرتا ہوں - آپ کا اشتہار یہاں ہر دو پارٹیوں میں یعنی شیعہ وسنی پارٹیوں میں خوب پھیل رہا ہے اور شب جمعہ مجالس شیعہ میں پڑھا جاتا ہے اور طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہورہی ہیں ہنوز عوام میں تذکرات ہیں خواص خاموش ہیں اور کسی نتیجہ پر پہونچنے کی کوشش میں ہیں - دیکھئے پردۂ غیب سے کیا ظہور ہوتا ہے - میں خانڈلہ مسلم لائبریری کا ممبر ہوں - ۱۵ر جنوری ۱۹۲۷ء کو جاؤنگا اور میٹنگ کال کرکے رزولیوشن پیش کیا جاویگا - دارالمطالعہ میں آپ کا منادی اخبار بھی آتا ہے جو میری نظر سے گذرتا ہے شاید یہ اشتہار وہاں بھی پہونچ لیا ہوگا - جلسہ کی جو کارروائی ہوگی اُس سے آپ کو اطلاع دیجاویگی زیادہ نیاز - الراقم خاکپائے سادات سید علی اکبر از ڈاکخانہ منیا ضلع جوکی اپرہما

اخبار مشرق گورکھپور	اخبار حقیقت اور مسٹر محمد علی

یہ بات صرف مسٹر محمد علی ہی کے قلم سے نکل سکتی ہے کہ اخبار حقیقت کو جناب خان بہادر قاضی سید عزیزالدین احمد صاحب دیوان ریاست دتیا نے جاری کرایا ہے اسلیئے کہ اخبار حقیقت کو جاری ہوئے صرف ۸ سال پورے ہوئے ہیں اور اس وقت جناب قاضی صاحب سرکاری ملازمت سے الگ نہیں ہوئے تھے - اس کے سوا ہم سے زیادہ کوئی واقف نہیں ہے - جناب قاضی صاحب مسٹر انیس احمد کو جانتے بھی نہیں تھے -

مسٹر انیس احمد جس خاص وجہ سے "ہمدم" سے الگ ہوئے اسکی کہانی بہت مشہور ہے، وہ قابل تھے اور لٹریچر سے ان کو ذوق تھا، ان کے دل میں خیال آتے ہی "حقیقت"

شائع ہو گیا۔ اس کی صحافت اور روش کو دیکھ کر قاضی صاحب کی طرف سے اگر اظہار تلطف کیا گیا تو صرف جناب قاضی صاحب کی قابلیت اور ذوق کی تعریف ہو سکتی ہے مگر ہم نہیں سمجھتے کہ اس میں مسٹر انیس احمد یا ان کے گل فروش صاحب کو برا ماننے کی کونسی بات ہے۔ عربی کا ایک قول ہے:۔

اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ

کہ "انسان اپنے معیار پر دنیا کو دیکھتا ہے" مسٹر محمد علی نے ہمدرد کیلئے پہلی اشاعت میں دس دس روپیہ کا حصہ دار ہم لوگوں کو بنایا اور دس روپیہ میں ایک پیسہ بھی کسی کو واپس نہیں دیا۔

عالی جناب مہاراجہ صاحب بہادر محمود آباد کے الطاف فراواں کا ذکر ہی کیا ہے ان کے خوانِ کرم سے ہم ایسے اہلِ وطن شاید محروم رہے ہوں، ورنہ مسٹر محمد علی کی طرح سیکڑوں نے فیض اٹھایا ہے اور ایک زمانے میں مسٹر انیس احمد بھی درباری اور حضوری میں تھے۔ لیکن بدقسمتی ہر شخص کے ساتھ رہتی ہے ؎

گر کر تری نظر سے گئے ہم جہان سے　　کیا اُس کا حال ہو جو گرے آسمان سے

ہم مسٹر انیس احمد کی خودداری اور تمکنت کی تعریف کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ حسن نظامی کی طرح وہ موردِ عتابِ مولانا ہوں۔

خواجہ صاحب کی نسبت تو ہمارا خیال ہمیشہ یہ رہا ہے کہ ان سے لڑنا جھگڑنا اور ان کی ہجو کرنا گناہ سمیٹنا ہے کیونکہ ان کا واسطہ اور تعلق جس سرکار سے ہے وہ بڑی سرکار ہے، بے ادب اور گستاخ سرسبز نہیں ہو سکتے۔ مگر اس زمانے میں مسلمان وہی ہے جو گاندھی پرست ہو۔ گاندھی جی کو بالقوہ پیغمبر کہے۔ امام وقت بتائے اور آیت و حدیث کے تعلیمات کو ان کے ارشادات پر نثار کرے اور وہی قوم پرست ہے ع

خبرم نیست کہ منزل گہِ مقصود کجا است

حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہ زہراؓ اور تمام بنی فاطمہؓ کی شان میں مسٹر محمد علی ایڈیٹر ہمدرد دہلی کا لکھا ہوا مضمون

"گستاخی"

یعنی ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء کے ہمدرد اخبار سے مذکورہ مضمون کی حرف بحرف نقل مع تبصرہ و مجموعہ مضامین متعلقہ

جسکو جنوری سنہ ۱۹۲۷ء میں ضیاء الاسلام ڈاکٹر سید زیرک حسین رضی امروہوی نے ایک رسالہ کی صورت میں شائع کیا تھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام علیکم۔

ہندوستان کے ہر شیعہ سنی اور ہر اُس فرقہ کے مسلمانوں کو جو اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں آگاہ کرنے کیلئے مسٹر محمد علی کا لکھا ہوا مضمون ان کے اخبار ہمدرد مورخہ ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ و ۳ سے نقل کیا جاتا ہے جس میں ایک حرف کی بھی کمی بیشی نہیں کیگئی ہے تاکہ ہر پڑھنے والا انصاف سے غور کر سکے اور آخر میں اپنی رائے محض مضمون کا مطلب سمجھانے کو لکھدی ہے۔ (خاکسار سید زیرک حسین رضی امروہوی)

بڑے "ذات شریف" اور بڑے "بدمعاش"

(از محمد علی)

پیشتر اسکے کہ میں نے ایک حرف بھی خواجہ حسن نظامی کی مخبری کے متعلق لکھا ہو، میں جانتا تھا کہ وہ اپنے "بیان صفائی" میں اپنی بریت کے لیے کیا طریقہ اختیار کرینگے، گو میں

اعتراف کرتا ہوں کہ مجھے اس وقت اسکا مطلق اندازہ نہ تھا کہ وہ اس قدر رکیک حرکات کے
بھی مرتکب ہونگے۔ میں جانتا تھا کہ وہ اور اس قبیل کے تمام مجرم بجائے اپنی صفائی کے
میری روسیاہی کی کوشش کرینگے۔ میں یہ بھی جانتا تھا کہ خلافت کے چندہ کا ضرور ذکر
ہوگا، اسلیے کہ اس گورنمنٹ نے جسکے پاس وہ جاسوسی کرنے گئے تھے، چھوٹانی سیٹھ کے
سوا سولہ لاکھ چندہ خلافت کو اپنے کاروبار میں لگا دینے اور ضائع کر دینے کے بعد، یہ طریقہ
پہلے ہی سے ایجاد کر لیا ہے کہ اس چندہ جمع کرنے کو جس کے بغیر کوئی پبلک کا کام چل ہی نہیں
سکتا ایک عیب اور جرم سمجھا جائے، حالانکہ گورنمنٹ خود اربوں روپیہ نت نئے ٹیکسوں
کی شکل میں وصول کرتی ہے، اور لائق سے لائق پبلک کے کام کرنیوالوں کے ذاتی اخراجات
کی شرح سے کہیں زیادہ شرح سے اپنے بیوقوف نوکروں کو تنخواہ اور بھتہ
دیکر اسے اڑا دیتی ہے، اور یہ سب کچھ "ہم خرما و ہم ثواب" ہے۔ میں یہ بھی جانتا تھا کہ میرے
متعلق کہا جائیگا کہ میں اپنے مسلمان بھائیوں کے رسوخ و شہرت، اثر و ہر دلعزیزی پر رشک
و حسد سے جلا کرتا ہوں، اور مجھے اُن سے سخت رقابت پیدا ہو جاتی ہے، اور وہ اور اُن کے
کام مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتے، میں یہ بھی جانتا تھا کہ جس طرح پہلے ان کی پارٹی کے مہروں
میں سے ایک پیادے نے مجھے "آبرو باختہ لیڈر" کا لقب دیا تھا، وہ بھی ارشاد فرمائینگے
کہ اب ان کی آبرو کیا ہے۔ اس متاعِ گم شدہ کے حاصل کرنے کیلئے یہ میرے تیرے مُنہ
لگتے پھرتے ہیں۔ حال ہی میں ظفر علی خاں صاحب کی زرگیری پر جو مجبوراً مجھے لکھنا پڑا
تھا، اور اس کے جواب میں یہی الزام انھوں نے اور ان کے ٹٹوؤں نے ڈرتے ڈرتے اور
ذرا دبی زبان سے مجھپر لگایا تھا، اس کے بعد میں جانتا تھا کہ خواجہ صاحب بھی میری مالی حالت
کی مسلسل خرابی اور "ہمدرد" کے پیہم نقصانات کی بنا پر ضرور فرمائینگے کہ "ہمدرد" کی اشاعت
بڑھانے، اور حضور نظام سے کچھ اینٹھنے کیلئے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے۔ میں یہ بھی جانتا تھا
کہ خواجہ صاحب اپنی دنیاداری پر دین کا پردہ ڈالکر مسلمانوں کو میرے خلاف یہ کہکر اشتعال

بھی دلائینگے کہ یہ بے دین ہے، یا کم از کم یہ کہ دین کو سیاسیات کا ماتحت بنانا چاہتا ہے
اور ہم جیسے دینداروں کا دشمن ہے۔ اور یہ تو میں بخوبی جانتا تھا کہ خواجہ صاحب، جن کی
ہر دلعزیزی ظفر علیخاں صاحب اور "زمیندار" اور بہت سے اور ہندو مسلم لیڈروں
کی طرح، ہندو مسلم مناقشات کی منت پذیر بھی ہے اور باعثِ تکوین و تولید بھی، ضرور
فرمائینگے کہ یہ شخص ہندو پرست ہے اور مسلمانوں کا دشمن، اور ان کو ہندوؤں کے ہاتھوں
پٹوائے کٹوائے اور مروائے دیتا ہے، اور میں اس حسن خاتمہ کو بھی جانتا تھا کہ آخر میں
ارشاد ہوگا کہ میں مولانا محمد علی صاحب کا بیحد احترام کرتا ہوں اور ان سے با ادب عرض
کرتا ہوں کہ للہ مسلمانوں پر رحم کیجئے اور باہمی تفریق کو نہ بڑھائیے، مسلمان آج کل
ہندوؤں کے نرغہ میں ہیں، شدھی اور سنگھٹن عروج پر ہیں۔ مالوی جی اور لالہ جی،
سوامی جی اور منجے اور ان کی بیشمار ذریات کا زور ہے، مسلمانوں کی اقتصادی حالت
ان کی سیاسی حالت سے بھی بدتر ہے۔ اتحاد اور اتفاق باہمی کی اشد ضرورت ہے، اور سب
دھندے چھوڑ کر آپ بھی اس طرف لگ جائیے اور ہمارا ہاتھ بٹائیے۔ میں یہ سب کچھ جانتا تھا
اور خواجہ صاحب کے بیان میں کوئی ایسا "راز افشا" نہیں ہوا جس سے میں ذرا بھی "حیران"
ہوا ہوں۔ کاتبوں اور مطبع کے لیئے تو یقیناً سہولت ہو جاتی اگر میں غالب کے اصول پر عمل کرتا
کہ ؎

قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھوں
میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں

لیکن یہ یقیناً میں نہ جانتا تھا کہ یہ مشہور خواہر زادہ حضرت نظام الدین اولیاؒ میرے
حسب و نسب کو بھی اپنے مشرب کی تلمیحات کا نشانہ بنائینگے، اور اپنی سیادت کا ڈنکا خود
ہی بجائینگے۔ حالانکہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ اسلام وہ مذہب ہے جس نے پیغمبر اسلام اور خود
خدائے اسلام کے حکم کے مطابق عجم پر عرب کے، اور اسود پر احمر کے فضل کو مٹا دیا اور
سب کو بتا دیا کہ ؎

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابنِ فلاں چیزے نیست

خواجہ صاحب کے ہاں قوالی کی چوکیاں آئے دن جامی کی غزلیں گایا کرتی ہیں، پھر ترک نسب کیا جامی ہی کا شعار ہونا چاہیئے، نظامی کے لیئے کوئی دوسرا شعار ہے؟ کیا اُنھوں نے کبھی نہیں سُنا کہ حضرت سلمانؓ فارسی سے پوچھا گیا کہ تمہارا نسب کیا ہے؟ تو فرمایا کہ سلمان ابن اسلام ابن اسلام۔ میں خواجہ صاحب کی "خواجگی" اور "خواہرزادگی" کا احترام کرنے کو موجود ہوں اور ان سب سے زیادہ ان کی "دخترزادگی" کا کہ وہ سیّد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگر گوشہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد ہیں۔ لیکن لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی، قیامت کے دن کوئی کسی کا بوجھ نہ اُٹھائیگا، سب طرف "نفسی" "نفسی" کا شور ہوگا۔ شریف حسین کی سیادت تو خواجہ صاحب سے بھی زیادہ غیر مشتبہ ہے لیکن جب اسکو میں نے جامع مسجد کی ایک تقریر میں شریف بے شرف کہا، اور ایک عرب نے مجھے ٹوکا کہ اتق اللہ، وہ آلِ رسولؐ ہے اور تو آلِ رسولؐ نہیں تو میں نے جواب دیا کہ ہاں، وہ بیشک آلِ رسولؐ ہے، مگر جس رسولؐ نے اپنی عترت ہم میں چھوڑی اُس نے اپنی سُنّت بھی ہم میں چھوڑی ہے، اور اسکی سُنّت میں یہ حدیث بھی ہے کہ فاطمہ نامی ایک امیر گھرانہ کی لڑکی چوری کے الزام میں ماخوذ ہو کر آئی اور صحابہؓ کرام نے آنحضرت صلعم سے سفارش کی کہ اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے، اسپر آپ بہت برافروختہ ہوئے اور فرمایا کہ اسی طرح یہود تباہ و برباد ہوئے کہ جب کوئی غریب کوئی گناہ اور جرم کرتا تھا تو اسکو تو سخت سے سخت سزا دیجاتی تھی، مگر کوئی امیر وہی گناہ اور جرم کرتا تھا تو کوئی "حیلۂ شرعی" یا عذر ڈھونڈکر اسے چھوڑ دیا جاتا تھا، یا کم سزا دی جاتی تھی، یہ فاطمہ تو الگ رہی، اگر فاطمہؓ بنت محمدؐ بھی یہ جرم کرتی تو اس کا ہاتھ ضرور کاٹا جاتا۔ لارڈ ریڈنگ نے، جن کے پلنگ کے سرہانے خواجہ صاحب نے ان کے زخمی ہوجانے پر ایک تعویذ لیڈی ہارڈنگ کو بھیجکر لٹکوایا تھا

اور میرے پاس اس خبر کو اپنے "تبلیغی مشن" کے سلسلہ میں شائع ہونے کے لئے بھجوایا تھا
(اور یقیناً وہ آج اسی کے طفیل میں زندہ ہیں) ایک ٹی الی ملک کو، جو سید نکلے، ایک قصہ ایران کا
سُنایا۔ اس ملک میں "بست" کا ایک قاعدہ تھا، یعنی کوئی شخص اگر کسی سفارتخانہ میں آکر پناہ
لے لیتا تھا تو اسے حکومت ایران کی عدالت کے سپرد نہیں کیا جاتا تھا۔ ایک شخص بار بار جرم
کر کے برطانوی سفارتخانہ میں پناہ گزین ہو جایا کرتا تھا اور اس طرح اپنے کیفر کردار کو نہ پہنچایا جاتا تھا
مستغیث اور عام لوگ بار بار اسکا تعاقب کرتے ہوئے برطانوی سفارتخانہ کے دروازہ تک آتے
تھے، مگر قدم نہ بڑھا سکتے تھے، اور ہر بار لاچار ہو کر لوٹ جایا کرتے تھے، ایک بار لارڈ ہارڈنگ نے
جو ایران میں برطانوی سفیر تھے اس کی اس روز کی پناہ گزینی سے تنگ آکر سفارتخانہ کے کاؤسول
کو حکم دیا کہ اسے خوب پیٹو، تب ہی یہ باز آئیگا۔ چنانچہ یہ "بست" کے خوگر اور پناہ یابی کے ہلے
ہوئے خلافِ توقع خوب پیٹے گئے۔ لارڈ ہارڈنگ سمجھے کہ اب تو لوگ جوان حضرت سے نالاں
تھے بہت خوش ہوئے ہونگے، مگر ان کی حیرت کی انتہا نہ تھی جب انہوں نے ترجمان سے سنا کہ
ایرانیوں نے سفارتخانہ کو گھیر لیا ہے، اور ان کے خلاف سخت مظاہرہ اور محاصرہ کر رہے ہیں
انہوں نے ترجمان سے پوچھا کہ آخر اسکا سبب؟ جواب ملا کہ آپ کو معلوم نہیں؟ یہ سید یعنی اولادِ
رسول ہے! لارڈ ہارڈنگ نے کہا تو اس مردود کو پھر پٹواؤ۔ اگر کوئی معمولی شخص ایسی حرکات کرتا
تب بھی وہ قابلِ معافی نہ تھیں، چہ جائیکہ ایسا شریف خاندان اور عالی دودمان اور ایسی حرکتیں
کرے۔ یہ تو پیغمبرِ اسلام کے نام کو بھی بٹہ لگاتا ہے۔ بیشک جو میرا طرزِ عمل اور طرزِ تحریر ہے
وہ بقول خواجہ صاحب کے میری ہی "ذات اور قومیت کو زیبا ہے" اور اس سے زیادہ کیا مستحسن
امر ہوتا کہ خواجہ صاحب اسی لہجہ اور اسی انداز سے جواب لکھتے جو ایک سید کے لیئے زیبا ہے" مگر
افسوس ہے کہ نہ انھوں نے ایسا کیا، نہ میں نے، بہی" ایسے فحش الفاظ استعمال کیے ہیں کہ حلال
خوروں کے شراب خانہ میں کسی کلال نے بھی ایسے الفاظ شراب پیئے ہوئے حلال خوروں سے
نہ سُنے ہونگے" میری" "ذات" (اگر اس لفظ کو "شخصیت" کے معنوں میں لیا جائے، جو

اس کے عربی میں معنی ہیں) تو خود خواجہ صاحب کے ۱۲ ر نومبر کے خط کے مطابق ان کی "فضیلت"
سے "بالاتر" ہے اور میری "عظمت" ان کے لیے "ادنیٰ معاملات سے بہت اونچی" ہے۔
اگر خواجہ صاحب "خواہر زادہ" صاحب اور "دختر زادہ" صاحب نے ہندوؤں کی تقلید میں، اور آریہ
سماج کی مخالفت کے جوش میں سناتن دھرمیوں اور "ورن آشرم" والوں کی دیکھا دیکھی
"ذات" کو "جات پات" کے معنوں میں لیا ہے، اور "قومیت" کے قریب بھی، معلوم بھی ہوتا ہے (
گو خواجہ صاحب کو اس "ہندیت" اور "ہندویت" سے نفرت ہونی چاہیئے) تو انہیں معلوم ہونا
چاہیئے کہ میری "برادری" میں (جو اخوت اسلامیہ سے ایک بہت ہی کم وسیع اور بہت محدود شے
ہے) لوگ "برادری" سے باہر شادی نہیں کیا کرتے، اور ہمارا خون جیسا بھی ہو صدیوں سے بغیر
میل کے چلا آتا ہے۔ یہ طریقہ روح اسلام کے مطابق نہ بھی ہو، مگر چونکہ یہ امر واقعہ تھا میں نے
ظاہر کر دیا۔ اگر کوئی شخص "برادری" کے باہر شادی کر لیتا ہے تو پھر اس شادی سے جو اولاد
ہوتی ہے اسکی کھپت "برادری" میں نہیں ہو سکتی، ان کا شادی بیاہ "برادری" کے باہر کرنا
پڑتا ہے۔ ہم نجیب ہوں یا نہ ہوں مگر جو کچھ ہیں طرفین سے یکساں ہیں، اور ہمیں خچر کی تقلید
کرنیکی ضرورت نہیں پڑتی کہ جب اس سے پوچھا کہ نسب بتلاؤ تو کہا میری ماں گھوڑی تھی۔
نہ میں خواجہ صاحب کی طرح نمک حرام ہوں، نہ حرام خور۔ لیکن خواجہ "غریب نواز" ثانی کی نوازش سے
ہوئی ایک غریب "ذات" اور "قوم" کی طرح "حلالخور" بھی نہیں ہوں اور کلال بھی نہیں ہوں
نہ شراب پیتا ہوں، نہ کسی کو شراب پلاتا ہوں۔ میں خواجہ صاحب کی طرح زاہد ہونیکا تو دعویٰ
نہیں کر سکتا، مگر غالب کے اس مخاطب کی طرح ضرور زاہد ہوں جسکی "شراب طہور" کی انھوں
نے اس قدر تحقیر کی ہے اور فرمایا ہے کہ ؎

زاہد نہ خود پیو نہ کسی کو پلا سکو
کیا بات ہے تمہاری شراب طہور کی

میں نہیں کہہ سکتا کہ شراب پیئے ہوئے حلالخوروں کے شرابخانہ میں کلال کے سامنے

کیسے فحش الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب وسیع المشرب بزرگ ہیں۔ انہیں یہ حقیقتیں ہے مزہ معلوم ہوں تو کیا عجیب ہے۔ مگر اتنا میں بھی جانتا ہوں کہ "درویش" اور "مولوی" جیسے "مذہبی" رسالوں کو تو جانے دیجئے: میں خواجہ صاحب کے نزدیک اپنے "غیر مذہبی" اور اور بخیٹ "سیاسی" اخباروں میں بھی وہ الفاظ استعمال نہیں کر سکتا جو اکثر ان "مذہبی" رسالوں کے اشتہاروں میں ان کی "اونچی دوکان" کے بعض "گندے پکوانوں" کے خریداروں کا شوق و ولولہ بڑھانے کے لئے استعمال کیے جاتے ہیں، اور جن کا نمونہ "ہمدرد" مورخہ ہ مورخہ میں سخت مجبوری کی حالت میں (میں) نے یہ دعا کرتے کرتے دینا گوارا کیا تھا کہ خدا کرے کوئی عورت اور کوئی لڑکا اس خاص پرچے کو نہ پڑھے۔ خواجہ صاحب منجملہ اور چیزوں کے بفضلہ تعالیٰ مفسر قرآن کریم بھی ہیں، لیکن اگر آپ نے یہ آیت نہ بھی پڑھی ہو کہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (تم میں سے سب سے زیادہ عزت آبرو والا وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ خدا ترس ہو) تو "واعظ قوال" سے یہ تو ضرور ہی سن لیا ہوگا کہ ؎

ذات پات پوچھے نا کوئی ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے

مجھ جیسی "ذات" اور "قومیت" والا اگر غداری اور نمک حرامی کرے، اور چغلیاں کھاتا اور جاسوسی کرتا پھرے تو ایک ہی سزا کا مستحق ہوگا، مگر لارڈ ہارڈنگ کا اصول کہیں قیامت کے دن بھی برتا گیا، اور ایسی گناہوں کی سزا آلِ رسولؐ کے لیے دوگنی ہوگئی تو خواجہ صاحب اور سید صاحب "خواہر زادہ" صاحب اور "دختر زادہ" صاحب کے لیے تو قیامت ہی ہو جائیگی اس ذات پات کے سوال اٹھانے سے زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ لوگ کہینگے خواجہ صاحب بڑے "ذات شریف اور بڑے بد معاش" ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ ہم خود اپنے اعمال اور اپنے انجام کی فکر کریں اور اپنے آباؤ اجداد کو اس بحث میں نہ گھسیٹیں تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (وہ ایک جماعت تھی جو گذر گئی اور ان کا کیا ہوا ان کے کام آئیگا اور تمہارا کیا ہوا ہی تمہارے کام آئیگا، اور تم

ہیں سے ان کے کیئے ہوئے کی کچھ پوچھ گچھ نہ ہوگی۔

اس مضمون کا مطلب

جن مسلمانوں کو اصلی قصہ کی خبر نہیں ہے اُن کے سمجھنے کے لیئے یہ لکھا جاتا ہے کہ ۱۷ رنومبر ۱۹۲۶ء کو مسٹر محمد علی ایڈیٹر اخبار ہمدرد نے ایک خط شائع کیا جو خواجہ حسن نظامی نے ۱۲ اگست ۱۹۱۸ء میں ہاپوڑ کے ایک شخص کو لکھا تھا اور جس میں یہ ذکر تھا کہ میں نے ظفر علیخاں ایڈیٹر زمیندار کی نسبت چیف کمشنر دہلی سے کہدیا تھا اور چیف کمشنر نے گورنمنٹ پنجاب کو اطلاع دیدی ہوگی کہ ظفر علیخاں حضور نظام کو پان اسلام ازم کے سبق پڑھا رہے ہیں۔ اور غالباً اسی وجہ سے ظفر علیخاں حیدرآباد سے علیحدہ کیئے گئے ہیں۔

مسٹر محمد علی نے یہ ثابت کرنا چاہا کہ خواجہ صاحب نے حضور نظام کے خلاف جاسوسی کی تھی۔ اور خواجہ صاحب نے ۲۰ رنومبر کو جواب لکھا کہ میں نے حضور نظام کی جاسوسی نہیں کی بلکہ ظفر علیخاں کی شکایت کی تھی اور اس کی نسبت خواجہ صاحب نے اپنا حلف نامہ شائع کیا کہ میں نے کبھی حضور نظام کیا کسی مسلمان بادشاہ کے خلاف جاسوسی نہیں کی۔ نہ جاسوسی کے محکمہ سے میرا تعلق ہوا، نہ ہے۔

چونکہ مسٹر محمد علی نے ۱۷ رنومبر سے ۲۶ رنومبر تک اپنے اخبار میں روزانہ نہایت فحش اور شرمناک اور غیر مہذب الفاظ استعمال کیے تھے اور خواجہ صاحب نے کوئی لفظ فحش وغیر مہذب تو کجا ناشائستہ بھی نہ لکھا تھا اس لیئے ۲۰ رنومبر کے جواب میں خواجہ صاحب کے قلم سے یہ فقرے نکلے:۔

> "میں فاطمی سیّد ہوں اسلیئے میرے قلم سے کوئی غیر مہذب فقرہ نہیں نکلا مگر مسٹر محمد علی نے ایسے فحش الفاظ لکھے جو انہی کی ذات و قومیت کو زیبا ہیں۔ ایسے الفاظ تو حلالخوروں کے شرابخانہ میں شراب پیئے ہوئے حلالخوروں سے کسی کلال نے بھی نہ سُنے ہونگے"

خواجہ صاحب کے یہ الفاظ مسٹر محمد علی کو ناگوار ہوئے اور انہوں نے ۳۰ نومبر کے پرچہ میں یہ مضمون شائع کیا جو اوپر درج کیا گیا ہے۔

خواجہ صاحب نے اس فقرہ میں اپنی نسبت سید ہونے کا ذکر تو ہے مگر مسٹر محمد علی کی قومیت و ذات انہوں نے کچھ نہیں لکھی۔ بلکہ بطور تشبیہ اور مثال کے محض یہ لکھا کہ "حلالخوروں کے شرابخانہ میں شراب پیتے ہوئے حلال خوروں سے کسی کلال نے بھی ایسے الفاظ نہ سنے ہونگے۔

خبر نہیں مسٹر محمد علی نے یہ کیونکر سمجھ لیا کہ خواجہ صاحب نے اُن کو "کلال" لکھا ہے۔ یہ مانا کہ اُن کی قومیت "کلال" ہے لیکن خواجہ صاحب نے یہ نہیں لکھا کہ آپ کلال ہیں اور میں سید ہوں بلکہ مثال میں "کلال" کا لفظ آگیا اور "چور کی ڈاڑھی میں تنکا" والی بات ہوگئی کہ مسٹر محمد علی آپے سے باہر ہوگئے۔

لارڈ ہارڈنگ کے تعویذ والے بیان میں مسٹر محمد علی نے قوسین کے اندر ایک فقرہ لکھا ہے کہ "(اور یقیناً وہ آج اسی کے طفیل زندہ ہیں)" اس کا مطلب یہ ہے کہ جب لارڈ ہارڈنگ وائسرائے ہند پر دہلی میں بم پھینکا گیا تو مسٹر محمد علی کی ہمخیال سوراج پرست پارٹی نے حکام سے کہا تھا کہ یہ بم حسن نظامی کی سازش سے پھینکا گیا ہے۔ اور اس بنا پر خواجہ صاحب کو قانونی محاسبہ اور بدگمانی کا عرصہ تک شکار ہونا پڑا تھا۔ مسٹر محمد علی لکھتے ہیں کہ تعویذ کی جان بچی ورنہ تم کو بھی پھانسی ہوتی۔

اور لارڈ ہارڈنگ کا وہ قصہ کہ اُنہوں نے ایک سید کو پٹوایا، اس نیت سے لکھا ہے کہ مسلمانوں کو خواجہ صاحب کے مارنے پر مقرر کر دیا گیا ہے جو روزانہ انکی تلاش میں پھرتے رہتے ہیں۔

اصل مقصد

اب میں ناظرین کو اصل مقصد کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ مسٹر محمد علی نے پہلے تو خود ہی تشریح کر دی کہ:- "حسن نظامی کو میں دخترزادہ

اس وجہ سے کہتا ہوں کہ وہ سید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگر گوشہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد ہیں۔"

اور اس کے بعد لکھا کہ " ہمارا خون جیسا بھی ہے صدیوں سے بغیر میل کے چلا آتا ہے" یعنی حسن نظامی کا خون بغیر میل کے نہیں ہے۔ مگر میں نہیں جانتا کہ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؓ کا رشتہ بے میل کیونکر تھا جس پر یہ طعن کیا جاتا ہے کیونکہ وہ دونوں تو ایک ہی نسب کے تھے۔

اس کے بعد لکھا ہے" ہم نجیب ہوں یا نہ ہوں مگر جو کچھ ہیں وہ دونوں طرف سے یکساں ہیں" اس کا مطلب بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ" دونوں طرف سے یکساں ہیں" اسکے کیا معنی ہوئے؟ غالباً وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ فاطمی سادات دونوں طرف سے یکساں نہیں ہیں۔

اس کے بعد لکھا کہ" اور ہمیں خچر کی تقلید کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی کہ جب اس سے پوچھا کہ نسب بتلاؤ تو کہا میری ماں گھوڑی تھی" یہ فقرہ وہ ہے جو" مروان" نے ایک فاطمی امام سے کہا تھا کہ تم لوگ اس پر فخر کرتے ہو کہ ہم فاطمہؓ بنت رسول اللہؐ کی اولاد ہیں۔ جیسے خچر کہتا ہے کہ میری ماں گھوڑی تھی۔

اور اسی فقرہ کی نسبت مجھے سب" فاطمی سادات" اور سب" مسلمانوں" کو متوجہ کرنا ہے کہ آیا اس فقرہ کے ذریعہ مسٹر محمد علی نے حضرت فاطمہ زہراؓ اور حضرت علیؑ اور تمام بنی فاطمہؓ کی توہین کی یا نہیں؟ کیونکہ مسٹر محمد علی کے مضمون میں سب نے ابھی پڑھ لیا کہ انہوں نے خود اپنے قلم سے لکھا کہ تم دختر زادہ یعنی سید اور رسول اللہ کی جگر گوشہ فاطمہ زہراؓ کی اولاد ہو اور اسکے بعد مکرر" دختر زادہ" کا فقرہ لکھا جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ خواجہ صاحب کے فاطمی نسب کا بار بار اشارہ کرتے ہیں۔ اور پھر خچر والا فقرہ لکھا جس سے بالکل عیاں ہے کہ انہوں نے بنی فاطمہؓ کو اولاد فاطمہؓ زہرا تسلیم کرنے کے بعد جان بوجھ کر دلی ارادہ سے خچر کہا۔ اور ناظرین کو معلوم ہے کہ خچر کی نسل گدھے اور گھوڑی کے میل سے پیدا ہوتی ہے تو خچر کہنا کیسے گستاخانہ مطالب پیدا کرتا ہے اس کو میں اپنے قلم سے لکھنا گوارا نہیں کر سکتا۔

اگر محض حسن نظامی کو کہا جاتا

اگر محض خواجہ صاحب کو گالیاں دی جاتیں تو میں سب بنی فاطمہؑ اور سب مسلمانوں کو اس طرف متوجہ نہ کرتا کیونکہ وہ خواجہ صاحب کا اور مسٹر محمد علی کا ذاتی معاملہ ہوتا مگر چونکہ مسٹر محمد علی نے پوری وضاحت اور پوری تفصیل سے یہ بات لکھی ہے کہ وہ سید جو اولاد فاطمہؑ زہرا بنت رسول اللہ ہیں۔ دختر زادہ ہیں اور اسلیئے "خچر" ہیں کہ اپنا نسب عورت سے ملاتے ہیں مرد سے نہیں ملاتے۔ اس لیئے یہ مسئلہ از حد غور طلب ہو گیا ہے۔

میں کیا چاہتا ہوں

میں یہ مضمون اس لیے شائع نہیں کرتا کہ بنی فاطمہؑ اور مسلمان مسٹر محمد علی کے مقابلہ میں خواجہ صاحب کی حمایت اور مسٹر محمد علی کی مخالفت کریں کیونکہ اس ذاتی قضیہ سے سب بنی فاطمہؑ کو کچھ تعلق نہیں ہے، بلکہ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اگر اس مضمون سے بنی فاطمہؑ کو اور مسلمانوں کو حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کی توہین ثابت ہو تو مسٹر محمد علی کو اس کی تلافی پر مجبور کیا جائے۔ اور مسٹر محمد علی کے خوف سے مرعوب ہو کر اپنے ایمان اور ضمیر کو پامال نہ کیا جائے۔ یہی فقرے آریہ سماج اور عیسائی فرقوں کے منہ پھٹ لوگوں کے ہاتھ میں ہتھیار بن جائینگے اور وہ ہمیشہ کہا کرینگے کہ ایک بڑے مسلمان لیڈر نے ایسا لکھا تھا اور کسی مسلمان نے اسکی تردید و مخالفت نہ کی تھی تو اس لیئے یہ بات سچی ہے کہ سب بنی فاطمہؑ "خچر" کی مثل ہیں۔

مولانا شیخ محمد علی صاحب

افسوس ہے کہ اخبار ہمدرد مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۲۶ء اور دوسرے اخبارات میں جناب مولوی شیخ محمد علی صاحب (امام الجمعہ والجماعۃ شیعیان دہلی جن سے میں بخوبی واقف ہوں) کا ایک مضمون اسی ۳۰ نومبر کے مضمون کی نسبت شائع ہوا ہے جس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ مسٹر محمد علی نے اس مضمون میں سب بنی فاطمہ کی توہین نہیں کی بلکہ صرف خواجہ حسن نظامی کی ذات کے بارے میں یہ مضمون لکھا گیا ہے اور خواجہ صاحب خواہ مخواہ تمام بنی فاطمہؑ کو اپنے ذاتی جھگڑے میں ملوث کرنا چاہتے ہیں۔

میں شیعہ ہوں اور فاطمی سید ہوں اور میرا تمام خاندان سیّد ہے اور مجکو یا میرے اعزا کو خواجہ صاحب کی کوئی ناروا پاسداری منظور نہیں۔ مگر میں نے جہاں تک غور کیا مجھپر اور میرے اعزا پر تو یہی اثر ہوا کہ اس مضمون سے تمام بنی فاطمہ اور حضرت سیدہ معصومہ اور مولائے کائنات کی توہین ہوتی ہے۔ اور خواجہ صاحب کے اعتراض کرنے سے پہلے جناب سیّد سلیمان شاہ صاحب پھلواری کے صاحبزادہ جناب سید غلام حسنین صاحب نے غریبوں کے اخبار میں اس پر توجہ دلائی تھی اور شمس العلما مولانا محمد حسین صاحب آزاد مرحوم دہلوی کے پوتے نے اخبار مذکور میں ایک مضمون شائع کرایا تھا۔ اور بعد میں سید شبیر حسین صاحب قتیل لکھنوی سابق ایڈیٹر روزانہ اخبار ستارہ لکھنؤ نائب ایڈیٹر اخبار ہمدرد دہلی نے بھی اسکے خلاف مضمون شائع کرایا تھا اور یہاں تک لکھا تھا کہ اُنھوں نے ہمدرد اخبار کی اڈیٹری محض اسی مضمون کے صدمہ کے سبب ترک کردی۔

آخر الذکر دونوں اصحاب پکے شیعہ ہیں اور دونوں نے مسٹر محمد علی کے اس مضمون کو گستاخانہ اور تمام بنی فاطمہ کی توہین کا مضمون خیال کیا لیکن نہ معلوم کس بنا پر شیخ محمد علی صاحب اسکی مخالفت فرماتے ہیں۔ بہرحال اب وہ مضمون حرف بحرف سامنے موجود ہے۔ ناظرین خود فیصلہ کرلینگے کہ یہ مضمون محض خواجہ صاحب کی ذات کے متعلق ہے یا تمام سادات بنی فاطمہ اور ائمہ اہل بیت کے متعلق۔

خاکسار۔ رضی

توہین بنی فاطمہ سے مشتعل ہوکر
میرے دل پر کیا گذری

(ایک نامور شخصیت کے قلم سے جن کی علمیت و قابلیت ادبی دنیا میں شہرۂ آفاق ہے) رضی

میں مرنجاں مرنج گوشہ نشین، سیاست سے دور، تنظیم و سنگھٹن کے شور و شر سے الگ، پبلک لائف سے محترز اور شہرت و نمود سے متنفر اپنے گھر میں بیٹھا تھا کہ ایک صاحب نے آکر بیان کیا کہ محمد علی نے

۳۰ر نومبر کے ہمدرد میں بنی فاطمہؓ کی سخت توہین کی اور اُن کے نسبی فخر کو "خچر" کی تقلید لکھا ہے۔ میں نے
کہا ایسا نہیں ہوسکتا۔ محمد علی مسلمان ہیں اور مسلمانوں کے لیڈر سمجھے جاتے ہیں۔ وہ عترتِ رسول
مقبولؐ کے متعلق ایسا کبھی نہیں لکھ سکتے۔ آجکل اُن میں اور خواجہ حسن نظامی میں تبادلۂ خیالات
ہو رہا ہے اُنھوں نے خواجہ صاحب کی ذاتیات پر کوئی حملہ کیا ہوگا۔ بنی فاطمہؓ سے اُن کی مراد
نہ ہوگی۔ جن میں مجھ جیسے گنہگار ہی نہیں بلکہ لاکھوں بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ موجود ہیں
اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ آلِ رسولؐ ہیں۔ اُن صاحب کے مصر ہونے پر میں نے کہا کہ آپ مجھے
جب تک اخبار مذکور نہیں دکھائینگے اُس وقت تک میں آپ کی بات کو صحیح نہیں سمجھونگا۔ آخر
تین چار دن کے بعد ۲۹ر اور ۳۰ر نومبر کے دو پرچے جن میں نسبی بحث و تکرار تھی مجھے دیکھنے کو
ملے۔ میں نے مضمونِ زیرِ بحث کو پڑھا اور کئی بار پڑھا اور آخرکار مجھے ماننا پڑا کہ محمد علی نے فی الحقیقت
بنی فاطمہؓ کی شان میں سخت بے ادبی اور گستاخی کی ہے اور نہایت توہین آمیز صورت میں
اُن کے نسبی فخر و شرف کو مٹانا چاہا ہے۔

خواہ سید اور بنی فاطمہؓ ہونے کی بنا پر خواہ ایک مسلمان کی حیثیت سے یہ مضمون پڑھ کر
مجھے سخت اشتعال اور اندوہ و ملال پیدا ہوا۔ میں نے آسمان کی طرف سر اُٹھایا اور میرا دل
پکارا کہ خدایا تیری آزمائشیں کب ختم ہونگی۔ کوفیوں نے ہم سے دغا کی، یزید نے ہمارے مورثِ
اعلیٰ کو شہید کیا، بنی امیہ نے ہم پر ستم کیے۔ عباسیوں نے ہمارا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹا دینا
چاہا۔ اب تو ہمارے دل میں نہ سیادت کا جذبہ ہے، نہ خلافت کا ولولہ ہے، نہ سلطنت کی آرزو
ہے، اب تو لے دے کے ہمارے لیئے اتنا شرف باقی رہ گیا ہے کہ ہم تیرے محبوبؐ کے نام لیوا کہلاتے
ہیں۔ لیکن اغیار کو ہمارا اتنا شرف بھی گوارا نہیں کہ وہ ہماری نسبی فضیلت کو "خچر" سے مشابہت
دیکر ہمارا مذاق اُڑاتے ہیں اور ہماری "دخترزادگی" کا تمسخر کرتے ہیں۔

اس کے بعد میں نے اخبار ہمدرد پھر پڑھا اور پھر مجھے اشتعال پیدا ہوا اور میرے
دل میں خیال آیا کہ اس توہین کا انتقام لینا چاہیے اور جس طرح اس شخص نے سادات کی عزت

کو خاک میں ملانا چاہا ہے اُسی طرح میں اسکی عزت کو خاک میں ملاؤں۔ میں اُسے ایک خط لکھوں اور اُس میں نہایت فحش گالیاں قلم بند کروں لیکن ان فحش گالیوں کی بنا پر مجھ میں اور حریف میں جو نئے رشتے پیدا ہوتے تھے اُن کو عالی نسبی نے گوارا نہیں کیا۔ علاوہ بریں جوشِ انتقام نے کہا یہ تو محض معمولی بات ہے۔ جہلا کا طریقہ ہے کہ وہ گالیاں دیکر اپنا غصّہ فرو کر لیتے ہیں ایک لکھے پڑھے آدمی کو اس سے تند طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔ بہتر ہے کہ میں اُسے فدوی کی ہجو لکھکر بھیجوں جسکا ایک شعر ہے ؎

کچھ کشکئی ہے بیٹی کچھ کٹ گیا ہے ڈورا　　　دم داب سامنے سے وہ اُڑ چلا النڈورا

بھڑوا ہے مسخرا ہے سودا اسے ہوا ہے

پھر یاد آیا کہ سودا کی ہجو زیادہ پُر زور ہے اُسے لکھنا چاہیئے مثلاً "یا رو یہ ابن ملجم پیدا ہوا دوبارہ" یا میر کی کلیات سے کچھ اشعار نقل کروں جیسے یہ شعر ہے کہ:۔

ہزار شانہ و مسواک اور غسل کرے　　　ہمارے عندیہ میں تو ہے وہ خبیث و پلید

یا ؎　بگڑی اپنی سنبھالیئے "جوہر"　　　اور بستی نہیں یہ دلّی ہے

اس کے بعد مجھے سید انشا کی یہ ہجو یاد آئی جو اس موقع کے لیے نہایت موزوں ہے اور حرف بحرف واقعات پر چسپاں ہوتی ہے ؎

"بخدا وندی ذاتے کہ رحیم ست و کریم ست و علیم ست و حلیم ست و حکیم ست و عظیم ست و سلیم ست و قدیم ست و شریف ست و لطیف ست و خبیر ست و بصیر ست و نصیر ست و کبیر ست و رؤف ست و غفور ست و شکور ست و ودود ست و مراخلق نمود ست و بود خالقِ آفاق۔ قسم میخورم اکنوں کہ مرا ہیچ ز ہجو تو سر و کار نبود ست ولے از طرفت گشت شروع این ہمہ اقوالِ مزخرف بشنوائے مرد کتا داں! اندر و ہنت شاشۂ عالم مضمونِ زبونِ تو کہ مجموعۂ دشنامِ غلاظ ست و شداد ست گزشت از نظر من۔ ایں لحظہ بنا چار بتر اہجو نمودم کہ دلم خوں شدہ و جوشید و بلرزید و بہ پیچید و طپید و جگر آتش شدہ

در سینۂ سوزانِ من خستہ دل و مضطر و حیراں - اندر دہنت شاشۂ عالم؛

اگر از نطفۂ ابلیس باشی - دلِ ہیچو منِ "سید" نہ خراشی کہ ز اولادِ حسینؑ ست و
نجیب الطرفین ست و شریف ست و لطیف ست و فصیح ست و بلیغ ست و لبود
محسنِ بر حق کہ بجز لطف و کرم بخشی و تعریفِ کمال و صنعت پیش کسے گاہ بیاں
ہیچ نہ کرد ست و ترا بود ثنا خواں - اندر دہنت شاشۂ عالم"؛

اس کے بعد خیال آیا کہ یہ نظمیں اور ہجویں تو پرانی ہوگئیں، ایک تازہ نظم لکھنی چاہیئے - چنانچہ اس خیال کے ساتھ یہ مصرعِ طرح بھی ذہن میں آگیا کہ ع "جوہر" ہے تو، لیکن یزید و شمر کی تلوار کا - بدکار کا - مُردار کا - بیزار کا، فی النار کا (ردیف و قافیہ)

طبعِ رسا اپنی پوری طاقت کے ساتھ نظم لکھنے کے لیئے تیار تھی لیکن پھر خیال آیا کہ یہ طرزِ انتقام بہت قدیم ہے - جدید طریقے کے مطابق چند کارٹون بنوا کر شائع کیے جائیں - اب ذہن مصوری کی خدمات انجام دینے لگا - چند کارٹون فوراً تیار ہوگئے - ایک کارٹون میں یہ دشمنِ سادات زبانِ حال سے اس مشہور مصرع کے معنی سمجھا رہا ہے کہ "یہ وہ جامہ ہے کہ جسکا نہیں سید ہاں اُلٹا" ایک کارٹون میں اُسے ایک رامپوری اُستاد "مالم یُسَمّ فاعلہ" کا مطلب بتا رہا ہے - ایک کارٹون میں جو لندن کے ایک ہوٹل سے تعلق رکھتا ہے گلستاں کے اس جملہ کی تفسیر ہوتی ہے کہ "در عہدِ جوانی چنانکہ اُفتد دانی" پھر ایک کارٹون حافظ کے اس لفظ شعر کا ترجمان ہے کہ "حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے" ایک کارٹون پہ یہ مصرع چسپاں ہوتا ہے کہ "دامِ تزویر میں آ ہی گئے طائرکیں" اسکے بعد ایک کارٹون نے حافظ کے اس دعوے کو ثابت کیا ہے کہ :- "نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا" پھر ایک آخری کارٹون ہے جس میں "نام مجوزہ" اپنا سر دھن رہا ہے : اور کبھی گنگناتا ہے کہ "نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم - خسر الدنیا خسر العقبیٰ" اور کبھی کہتا ہے کہ "ایں ہم رفت و آں ہم رفت - آں ہم رفت - رفت، رفت، رفت"

ہجویں بھی خوب تھیں، کارٹون بھی خوب تھے، لیکن اس کے باوجود طبع انتقام طلب کو قرار نہ آیا اور میں نے دل میں کہا کہ یہ سبّ و دشنام کچھ نہیں، یہ عامیانہ انداز ہے نہایت معقولیت کے ساتھ اس منکرِ فخرِ سادات کو جواب دینا چاہئیے۔ میں نے پھر مجدّد کی عبارت پڑھی اور خیالاتِ ذیل میرے دماغ میں آنے لگے:۔

"سادات کو آلِ رسول کہا جاتا ہے اور اسلیئے کہا جاتا ہے کہ وہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی قرۃ العین حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہیں یعنی سادات کا آلِ رسولؐ اور تمام مسلمانوں میں ممتاز و محترم ثابت ہونا اس امرِ واقعہ پر مبنی ہے کہ وہ بنی فاطمہؓ ہیں اور اُن کا نسبی فخر باپ پر نہیں بلکہ ماں پر یعنی بنتِ رسولِ مقبولؐ حضرت بتولؑ پر منتہی ہوتا ہے (نقل کفر کفر نباشد) اس ظالم نے سادات کے اس نسبی فخر کو "خچر" سے مشابہت دی ہے، "خچر" کا باپ "گدھا" اور ماں "گھوڑی" ہوتی ہے، پس وہ گویا لکھتا ہے کہ سادات کی حالت "خچر" کی طرح ہے یعنی جب "خچر" اپنا نسب بتائیگا تو یہ نہیں کہیگا کہ میرا باپ گدھا ہے بلکہ یہ کہیگا کہ میری ماں گھوڑی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ گدھوں پر وہ اپنی نسبی فضیلت قائم کرنے کیلئے ماں کی نسبت کا اظہار کریگا۔ اسی طرح سادات اپنی نسبی فضیلت ظاہر کرنے کے لیئے ماں کا نام لیتے ہیں اور باپ کا نام نہیں لیتے اور اسی لیئے وہ اپنے آپ کو بنی فاطمہؓ کہتے ہیں۔

اس سلسلہ میں ظالم نے قرآن و حدیث سے یہ ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی ہے کہ اسلام میں نسب کوئی چیز نہیں ہے بلکہ جو کچھ ہیں وہ اعمالِ حسنہ ہیں۔ بدطینت لوگوں کا قاعدہ ہے کہ جب وہ دوسروں میں کوئی ایسا وصف دیکھتے ہیں جسکو اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتے تو پھر اُس وصف کو ہیچ ثابت کرنیکی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ ممکن ہے کہ اس ظالم کی طرح اور بھی بعض رذیل النسب لوگ ایسے ہوں جو محض اس وجہ سے کہ خدا نے اُن کو نسبی شرافت عطا نہیں کی نسبی شرافت کو ہیچ قرار دیں۔

اس نے اپنے دعوے کے ثبوت میں عہدِ نبوّت کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک سارقہ

کوجب حضورؐ نے سزا دینی چاہی تو صحابہؓ نے سفارش کی، اس سفارش پر حضورؐ نے فرمایا
کہ محمدؐ کی بیٹی فاطمہؓ بھی ہوتی تو سزا سے نہ بچتی۔ یہ واقعہ بالکل صحیح ہے لیکن اس سے آلِ رسولؐ
اور غیر آلِ رسولؐ کی برابری ثابت نہیں ہوتی بلکہ فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ حضورؐ نے
عدل و انصاف اور قانونِ شریعت کی پابندی دکھانے کے لیئے حضرت فاطمہؓ کا نام لیا
جس سے صاف ظاہر ہے کہ اُس وقت آپ سے بڑھ کر کوئی ایسی ہستی نہ تھی جو قابلِ ذکر ہو۔

اس موقع پر یہ لکھتا ہے کہ "رسولؐ نے اپنی عترت کے ساتھ اپنی سنت بھی ہم میں چھوڑی
ہے" پیروئ سُنّت کے لیے اُسے رسولِ مقبولؐ کی یہی حدیث یاد آتی ہے جس سے وہ اہلِ بیتِ
اطہار اور اغیار کی مساوات اور بنی فاطمہؓ کی تنقیص و تحقیر ثابت کرنی چاہتا ہے، لیکن اگر وہ
پیرو سنّت بننے کا مدعی ہے تو اُن افعال و اقوال کی روح بھی اپنے اندر پیدا کرے جو سرکارِ دو
عالم سے حضرت علیؑ حضرت فاطمہؑ، حضرات حسنینؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق وقوع میں آئے
ہیں۔ کیا احادیثِ نبوی میں یہی ایک مفہوم پایا جاتا ہے کہ فاطمہؓ بنتِ رسولؐ اور دیگر مسلمان
عورتیں یکساں ہیں۔ کیا حضرت سیدہؓ کی فضیلت اور حضرات حسنین علیہما السلام کی سیادت
احادیث سے ثابت نہیں ہوتی، اور ثابت ہوتی ہے تو کیا اس ظالم کے نزدیک پھر بھی آلِ رسولؐ
اور غیر آلِ رسولؐ میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔

حضورؐ نے تو اللہ کے حکم سے یہ بھی فرمایا ہے کہ "اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ" (میں تمہاری
طرح ایک انسان ہوں)، تو کیا نعوذ باللہ یہ ظالم آلِ رسولؐ کی طرح رسولؐ کی فضیلت کو بھی
تسلیم نہیں کریگا اور یہ عقیدہ رکھیگا کہ اُس کی ناپاک ہستی اور پیغمبرِ اسلام میں کوئی فرق نہیں ہے۔
اسمیں ذرا بھی شبہ نہیں کہ حضورؐ نے بار بار اہلِ بیتؑ کو عمل کی تاکید فرمائی ہے لیکن اس سے یہ مدعا
نہیں نکلتا کہ نسب کوئی چیز نہیں ہے بلکہ حضورؐ کے ارشاد کا یہ مدعا ہے کہ اہلبیتؑ میں عمل کا جوش
پیدا ہو اور وہ محاسنِ اعمال و اخلاق سے آراستہ ہوں۔ اسی طرح اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ
سے تقوے کی تکریم ثابت ہوتی ہے نہ کہ نسب کی تنقیص۔ اس آیت میں اُن دل شکستہ لوگوں کی

تسکین مضمر ہے جو شریف النسب نہیں ہیں کہ کہیں وہ یہ سمجھ کر کہ ہم رذیلوں کو کون پوچھے گا اور ہمارے اعمال کا صلہ کیا ملیگا اور زیادہ قعر پستی میں نہ گر جائیں اور اعمال حسنہ سے باز رہیں۔ اس ظالم نے اسلام پر جو الزام لگایا ہے کہ وہ چھوٹے، بڑے، امیر غریب، بھنگی اور سید سب کو ایک کرنا چاہتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اسلام اُن لوگوں کو جو پستی میں ہیں اُبھارنا چاہتا ہے لیکن اُن لوگوں کو جو بلندی پر ہیں پست نہیں کرنا چاہتا۔ اُس کا منشاء یہ ہرگز نہیں ہے کہ بلند کو گرا کر پست کی برابر کر دیا جائے بلکہ وہ پست کو اُبھار کر بلند کی برابر لانا چاہتا ہے۔ اس فرق مراتب کو قرآن و حدیث میں پکار پکار کر بتایا گیا ہے۔ کیا یہ شخص جو دوسروں کو قرآن دانی کے طعنے دیتا ہے واقف نہیں کہ قرآن میں جابجا آیا ہے کہ "نابینا اور بینا برابر نہیں" اور "وہ لوگ جو مُنہ کے بل چلتے ہیں اور وہ لوگ جو سیدھی راہ پر چلتے ہیں برابر نہیں"۔ وہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ سے اہلبیتؑ کی نسبی شرافت کی تنقیص کا مغالطہ دینا چاہتا ہے لیکن کیا اُس نے آیتِ تطہیر نہیں پڑھی ہے اور کیا اُسے قرآن و حدیث میں آلِ رسولؐ کی فضیلت کہیں نظر نہیں آئی ہے؟

یہ ظالم کس ناز و تبختر کے ساتھ نسب کی اہمیت گرانے کے لیے جامی کا یہ مشہور شعر نقل کرتا ہے کہ ؎

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی | کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

لیکن کیا اُسے کلیاتِ جامی میں اس شعر کے سوا کوئی اور شعر نظر نہیں پڑا۔ اُس نے وہ صدہا اشعار کلیاتِ جامی میں نہیں پڑھے جن میں آلِ رسولؐ اور بنی فاطمہؑ کی مدح سرائی کی گئی ہے اور کیا اُس نے جامی علیہ الرحمۃ کا یہ مشہور قطعہ نہیں سُنا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اصل و نسب کو کس قدر اہمیت دیتے ہیں ؎

ہر کہ ناکس بود ز اصل و سرشت | تبقالیب دہر کس نہ شود
سگ مگس را اگر کنی مقلوب | قلبِ آں غیر سگ مگس نہ شود

اور پھر جامی سے بھی صدیوں پیشتر کیا حضرت سعدیؒ کی یہ مناجات اُسکے کانوں تک نہیں پہنچی کہ ؎

الٰہی بحقِ بنی فاطمہؑ | کہ بر قولِ ایماں کنی خاتمہ
اگر رد کنی دعوتم ور قبول | من و دست و دامانِ آلِ رسول

کیا یہ ظالم کبھی نماز نہیں پڑھتا، اور نماز پڑھتا ہے تو اُس میں درود نہیں پڑھتا اور درود پڑھتا ہے تو اُس میں آل محمدؐ کا ذکر نہیں ہوتا۔ پھر آلِ محمدؐ سے وہ بنی فاطمہؑ کو مُراد لیتا ہے یا "بی اماں" کے بیٹوں کو؟

میں اعمالِ حسنہ کا قائل ہوں۔ بیشک انسان کی عزت اور ذلت اعمال پر موقوف ہے لیکن میں اس سے پوچھتا ہوں کہ اعمال صاحب عمل کے ساتھ فنا ہو جاتے ہیں یا اُسکے بعد بھی باقی رہتے ہیں؟ اگر اسکے جواب میں وہ کہے کہ اعمال صاحب عمل کے ساتھ فنا ہو جاتے ہیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ بزرگانِ دین کی اب کوئی عزت نہیں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ اعمال حسنہ باعث عزت ہیں۔ اور وہ اُن کے ساتھ فنا ہو گئے۔ لیکن یہ جواب بالکل غلط ہوگا کیونکہ بزرگانِ دین کی ہنوز عزت کی جاتی ہے۔ اگر اس کا جواب یہ ہو کہ اعمالِ حسنہ کا اثر صاحب عمل کے بعد بھی باقی رہتا ہے تو اُسے سادات کی عزت اور نسبی شرافت تسلیم کرنی پڑیگی۔ کیونکہ اگر حضرت علیؑ حضرت فاطمہؑ حضرات حسنینؑ اور ائمہ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اعمال حسنہ کا اثر اب بھی باقی ہے، اور جب وہ قابلِ تعظیم و تکریم ہیں تو اُن کی طرف منسوب ہونے والی ہر شئے واجب التعظیم ہے۔ اگر حضرت فاطمہؑ کی جانماز اپنی کہنگی، بوسیدگی، بدنمائی اور کم قیمتی کے باوجود قابلِ تعظیم و ادب ہے تو اُن کی اولاد بھی اپنی تمام برائیوں کے باوصف محض اس لیے واجب التعظیم ہے کہ وہ اُن کی اولاد ہے۔

لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (ایک دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا) پر میرا ایمان ہے لیکن اس آیت سے ظالم مذکور نے سادات کی نسبی تنقیص کے متعلق جو استدلال کیا ہے وہ غلط اور بالکل غلط ہے۔ آیت مبارکہ کے یہ معنی ہیں کہ ایک شخص کے جرم کی سزا دوسرے کو نہیں ملیگی۔ ایک شخص کی غلطی کا ذمہ دار دوسرا شخص نہیں ہوگا۔ بلکہ اس خیال کو بہا نکت صحت دے لو کہ بیٹا کوئی خطا کریگا تو اُس کی سزا ماں باپ کو نہیں دی جائیگی لیکن اس آیت سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ کائنات میں نسبت و اضافت کا جو قانون رائج ہے اور ہر ذرہ اور ہر شئے سے اُسکی شہادت مل رہی ہے وہ غلط ہے۔ آگ کے قرب سے گرمی، اور برف کے قرب سے سردی، عطر کے قرب سے خوشبو

اور نجاست کے قریب سے بدبو کا محسوس ہونا یقینی اور فطری ہے۔ ماں باپ اور اولاد میں توارث کا سلسلہ اس آیت کے باوجود جاری ہے، یہ توارث صرف روپئے پیسے اور مادی مملوکات میں نہیں ہوتا، بلکہ تقدس، عزت، ناموری اور ہر فضیلت میں ہوتا ہے اور اس طرح ہوتا ہے جس سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا لیکن یہ شخص ہی ایسا ناشخص ہے کہ اس امر بدیہی سے انکار کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ سادات رسول مقبول صلعم حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاطمہؓ کی مقدس و مطہر نسبتوں کے باوجود کوئی عزت نہیں رکھتے۔

سب سے زیادہ حیرت کی یہ بات ہے کہ یہ شخص سادات کو جس "دختر زادگی" کا طعنہ دیتا اور اُن کی فضیلت نسبی کو خچر کے مشابہ بتاتا ہے خود بھی اُسی پر فخر کرتا ہے اور اس مفاخرت لایعنی میں اپنے اخبار کے کالم سیاہ کرتا ہے۔ چنانچہ وہ "ہمدرد" مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۲۶ء کے صفحہ ۲ کالم ۳ پر اپنے ایک نانا کا ذکر کرتا ہے جن کا نام نواب درویش علی خاں تھا اور اُن کی نسبت یہ ظاہر کرکے کہ وہ دہلی میں وزیر تھے اپنی خاندانی امارت و نجابت کو ثابت کرنا چاہتا ہے۔ کیا اپنے نانا پر یا بالفاظ دیگر اپنی ماں پر یہ فخر کرنا خچر کے مانند نہیں ہے۔ "خچر" کے متعلق تو معلوم ہے کہ اُس کا باپ گدھا ہے لیکن یہ شخص اپنے باپ یا دادا کا نام بھی نہیں لیتا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ "خچر" کے ماں باپ میں جو تناسب ہے اُس سے کہیں زیادہ ناگفتہ بہ تناسب اس کے ماں باپ میں پایا جاتا ہے۔

اس عبارت میں وہ ایک جملۂ معترضہ کے طور پر خطوط وحدانی میں لکھتا ہے کہ (کم از کم قوالوں خواجہ سراؤں اور چاوڑی بازار کی "آبادی" لکھتے وقت" یہ مغرور انشا پرداز" بھول جاتا ہے

نوٹ :- یہاں کی عبارت میں سید صاحب کی اجازت کے بغیر جدا کردی کیونکہ زیادہ جوشیلی تھی۔ (رضی)

یہ نسبی شرافت کو ہیچ سمجھنے والا یہ تو کہتا ہے کہ میں "حلالخور" نہیں ہوں اور "کلال" نہیں ہوں لیکن یہ نہیں بتاتا کہ پھر وہ ہے کیا؟ جس طرح اُس نے درویش علی خاں کو اپنا جد فاسد ظاہر کیا ہے اسی طرح وہ کسی فقیر علیخاں یا کلب علیخاں کو اپنا جد عالی بھی قرار دے اور میرے خیال میں اُسے اس تصنیف میں کچھ زیادہ دقت نہ ہوگی جبکہ وہ جامی کی نصیحت ترک نسب پر خواہ مخواہ عمل کرنے کیلئے

تیار ہے۔

۳۰ر نومبر کے ہمدرد میں اس نے سادات کو تحقیر سے مثال دیتے ہوئے فخریہ لکھا ہے کہ "ہم لوگ برادری سے باہر شادی نہیں کرتے، ہمارا خون جیسا بھی ہو صدیوں سے بغیر میل کے چلا آتا ہے ہم نجیب ہوں یا نہوں مگر جو کچھ ہیں طرفین سے یکساں ہیں"۔ سبحان اللہ برادری کے باہر شادی بیاہ نہونا، اور اس لحاظ سے خون کا بغیر میل کے ہونا اور طرفین سے یکساں ہونا کیسا کچھ باعث فخر ہے اس ظالم سے کوئی کہے کہ جس بات پر تجھے فخر ہے اُس پر تو ایک کُتا بھی فخر کر سکتا ہے اور "ہمدرد" کے کالموں میں چھپوا سکتا ہے کہ اُس کا خون صدیوں سے نہیں بلکہ ابتدائے آفرینش سے بغیر میل کے چلا آتا ہے۔

نوٹ:۔ یہاں کی عبارت بھی سید صاحب کی اجازت کے بغیر خارج کر دی گئی کیونکہ زیادہ سخت تھی۔(دضی)

بہر حال سادات و بنی فاطمہؓ کے متعلق اس شخص کی ژاژ خائیاں اور ہرزہ سرائیاں دیکھ کر اور اُن سے اسکی شخصیت کا جو اندازہ ہوتا ہے اُسے پیش نظر رکھکر اور اُس کے ہاتھ میں مروانی ہتھیار کو مشاہدہ کر کے کون کہہ سکتا ہے کہ اگر یہ شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد میں ہوتا تو فرقۂ خارجیہ کا بانی ابن ملجم نہ ہوتا اور حضرت امام حسینؑ کے زمانہ میں ہوتا تو اس کے کارنامے شمر اور ابن زیاد سے کم ہوتے، اور حضرت ابن زبیرؓ کے وقت پیدا ہوتا تو آج تاریخ حجاج بن یوسف کی جگہ اسی کا نام پیش کرتی۔

ایسا دنداں شکن اور حریف افگن جواب لکھنے پر قادر ہونے کے خیال سے مجھے اپنی فتحیابی پر خوش ہونا چاہیئے تھا۔ مگر آہ! میں خوش نہیں ہوا۔ کیونکہ میرا حریف ایک ہستی ہے جس نے محمدؐ اور علیؑ دو پیارے ناموں کی پناہ حاصل کی ہے۔ وہ پناہ جس نے تیس ہزاری باغ کی بلبل سے یہ شعر کہلوایا تھا کہ ؎

ناصر علی بشام علی برده پناه | ورنه بذوالفقار علیؑ سر برید مست

میں یہ سب اور ان سے بھی زیادہ کلمات اہانت آمیز استعمال کر سکتا تھا لیکن حضرت

عیسیٰ علیہ السّلام کا ایک واقعہ یاد آیا کہ حضور یہودیوں کے ایک مجمع کی طرف سے گذرے اُنہوں نے آپ کو سخت الفاظ کہے لیکن آپ نے نرم الفاظ سے جواب دیا۔ حواریوں نے اس ملاطفت کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ "اُن کے پاس جو کچھ ہے وہ پیش کرتے ہیں اور میرے پاس جو کچھ ہے میں پیش کرتا ہوں"۔ ساتھ ہی مجھے حضرت حسن بصریؒ کی معاملت کا خیال آیا کہ ایک شخص نے حضرت کو غائبانہ بُرا بھلا کہا تھا آپ نے اُسے خرموں کا ایک طبق اس پیام کے ساتھ بھیجا کہ بلغنی انک اھدیت الی حسناتک فاردت ان اکافیک علیھا فاعذرنی فانی لا اقدر ان اکافیک علی التمام (یعنی شکریہ کہ تم نے اپنی نیکیاں میری طرف منتقل کی ہیں میں نے اُن کے بدل کا ارادہ کیا ہے مگر معاف کرنا کافی معاوضہ میرے امکان میں نہیں)

میرے دل میں صلاحیت دیکھ کر شیراز سے آواز آئی کہ "اگر مردی اَحْسِنْ اِلیٰ مَنْ اَسَاءَ" اور آسمان کے فرشتے پکارے "اَلْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ" اہلبیتؑ اطہار کی رحمتیں یاد آئیں اور رحمۃ للعالمین کے صبر وتحمل کا تصور بندھا جسکا نتیجہ یہ تھا کہ میرا دل پگھلنے لگا، میری آنکھیں پُر آب ہو گئیں۔ میری روح عرش کے روبرو جُھک گئی اور میں نے جناب الٰہی میں دعا کی "خداوندا! محمد علی تیرا بندہ ہے، تیرے رسولؐ کی اُمت میں ہے، نخوت وغرور اور ناوانی وحماقت سے بنی فاطمہؑ کی اہانت کا مرتکب ہوا ہے جس سے ایک فتنہ برپا ہو گیا ہے، اے فتنوں کے دبانے والے! تو سادات کو صبر دے اور اس احمق کو عقل دے کہ وہ اپنی غلطی پر نادم اور آئندہ کے لیے محترز ہو۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

راقم ایک "سیّد"

خواجہ حسن نظامی کے دو پوسٹر

(پہلا پوسٹر)

حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ زہراؑ پر حملہ	مسٹر محمد علی نے سب بنی فاطمہؑ کو "خچر" اور "گھوڑی" کی اولاد کہا۔! کیا دنیا میں کوئی غیرت والا فاطمی سیّد زندہ ہے؟

کیا دنیا میں علیؑ کے شیعہ باقی ہیں؟ کیا دنیا میں اہلِ بیتؑ کے محب موجود ہیں؟

مسٹر محمد علی نے اپنے اخبار ہمدرد دہلی مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ کالم ۲ اور ۳ میں حسن نظامی کے فاطمی نسل ہونے پر حملہ کرتے وقت مروان کا وہ فقرہ اپنی طرف سے استعمال کیا جو مروان نے ایک امام کے سامنے کہا تھا۔ مسٹر محمد علی نے کہا سب بنی فاطمہؓ خچر ہیں کیونکہ خچر سے اسکا نسب پوچھو تو جواب دیتا ہے کہ میری ماں گھوڑی تھی۔ اسی طرح بنی فاطمہؓ کہتے ہیں کہ ہماری ماں رسول اللہ کی بیٹی فاطمہ زہراؓ تھیں۔ اس دل آزار فقرہ میں جو کچھ فاطمی سادات کو کہا گیا اور جو کچھ حضرت علیؑ اور فاطمہ زہراؓ کو کہا گیا ہے اُسکو زبان قلم پر نہیں لاسکتا۔ بس اتنا ہی کافی ہے کہ میں نے اخبار مذکور کا پورا پتہ اور حوالہ نقل کر دیا۔ یہ مضمون مسٹر محمد علی کا اپنا لکھا ہوا ہے اور انہی کے دستخطوں سے شائع ہوا ہے۔ تو اب میں ہندوستان اور تمام دنیا کے فاطمی سادات سے سوال کرتا ہوں کہ کیا وہ زندہ ہیں؟ اور اپنی مظلومہ ماں کی توہین کا عوض لینے کی ان میں طاقت ہے؟ اور کیا ہندوستان اور دنیا میں حضرت علیؑ کے شیعہ زندہ ہیں جو اپنے آقا کی یہ علانیہ توہین پڑھ کر خاموش ہیں؟ اور کیا اہل سنت مسلمانوں میں محبان اہل بیتؑ باقی نہیں ہیں جو حسینؑ مظلوم کربلا کی والدہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی بیٹی کی نسبت یہ الفاظ سن رہے ہیں اور پڑھ رہے ہیں اور چپ چاپ بیٹھے ہیں۔ اگر بنی فاطمہؓ کی غیرت مردہ ہو گئی ہے۔ اگر ان کے فاطمی خون میں خرابی پڑ گئی ہے، اگر شیعہ محض نام کے رہ گئے ہیں، اگر سنی بنتِ رسولؐ اللہ کی عزت کو بھول گئے ہیں تو خیر ورنہ کھڑے ہو جائیں اور ہر مقام پر جلسے کر کے مسٹر محمد علی کے اخبار کے خلاف اظہارِ ناراضی کریں۔ اور مسٹر محمد علی کو اس گستاخی پر نفرت کے خط لکھیں اور مہاراجہ محمود آباد سے سوال کریں کہ کیا وہ مسٹر محمد علی کو دو ہزار روپیہ ماہوار اسی لیے دیتے ہیں کہ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؓ کو مسٹر محمد علی گالیاں دیں۔

حسن نظامی

درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ محبوب الٰہیؒ دہلی

بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدہ فاطمہ زہرا کی چشم مبارک کے آنسو

یاد کرے اُمتِ اسلام معصومہ و مظلومہ فاطمہ زہراؑ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنج والم۔ ساری عمر چکیاں پیسیں، فاقے کیے اور دو لال حسنؑ اور حسینؑ دُکھ بھری گود میں پالے۔ وہ حسنؑ حسینؑ جو نانا کے کندھے پر سوار ہوتے تھے، جن کے ہونٹ لبِ رسولؐ سے روزانہ چومے جاتے تھے۔ مگر یاد کرے اُمتِ اسلام حسنؑ کو زہر سے حسینؑ کو خنجر سے تمام کر دیا گیا اور بنتِ رسولؐ کی بھری پُری گود خالی رہ گئی۔ حسینؑ کے جوان بیٹے علی اکبرؑ کے بھی سینہ میں برچھی ماری اور حسینؑ کے دودھ پیتے بچے علی اصغرؑ کا گلا بھی تیرِ ستم سے خون خون کیا۔ فاطمہ زہراؑ کی لڑکی زینب اور پوتے عابدؑ بیمار کے ہاتھوں میں رسیاں باندھیں، خیمے جلائے اور چُن چُن کر سب کو ذبح کر ڈالا۔ فاطمہ زہراؑ بنتِ رسولؐ کے غمزدہ چہرے کا خیال کرو۔ ان کا سب کچھ لوٹ لیا گیا، مگر ان کی اولاد نے اسلام کے لیے سب کچھ برداشت کیا اور صبر و شکر کے عملی پیکر بن گئے۔ آج انہی بنتِ رسولؐ فاطمہ زہراؑ کو "رامپوری یزید" نے ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء کے اخبار "ہمدرد" میں گالیاں دیں اور ان کی اولاد کو "خچر" اور "گھوڑی" کی اولاد لکھا اور شائع کیا۔ دیکھو بنتِ رسولؐ کی آنکھوں میں آنسو ہیں، وہ عرش کا پایہ تھام کر فریاد کر رہی ہیں، وہ اپنی بیکس اولاد کو، بے بس سیدوں کو حسرت سے دیکھ رہی ہیں کہ انکی ماں کو ایسے بُرے الفاظ لکھے گئے اور وہ کچھ نہ کر سکے، وہ آنسو بھری آنکھ کی زبانِ حال سے فرماتی ہیں۔

میں ہمیشہ مظلوم رہی اور اب تک مظلوم ہوں۔ اے پروردگار! اے ظالم و مظلوم کے جاننے والے! اے ہم غریبوں اور بیکسوں کی عزت و ناموس کو بچانے والے! تجھی سے فریاد ہے! تو ہی میرے حسینؑ کی اولاد کا مددگار ہے تیرے سوا نہ کوئی کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہو، نہ ہو سکے۔ بس تو ہے، تو تھا اور تو ہی رامپوری یزید نام کے فرضی محمد علی گاندھی کے چیلے سے انتقام لے۔ اماں! اماں! ہم زندہ ہیں سیدہ! سیدہ ہم حاضر ہیں سب فاطمی بھائی ایک جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائینگے اور اپنی مظلوم ماں کی توہین کا بدلہ لیکر رہینگے۔ آپ جی بھاری نہ کریں کہ دنیا ابھی فاطمہؑ سے خالی نہیں ہوگئی ہے ... نظامی ... [illegible] سنہ ۱۹۲۶ء

لڑائی کا خرچہ

مسٹر محمد علی کے جھگڑے میں جسقدر لٹریچر شائع ہوا، اس کا خرچہ تبلیغی فنڈ سے نہیں لیا گیا، نہ خود میں نے اپنے پاس سے خرچ کیا بلکہ مریدوں۔ اور تبلیغی رفیقوں اور ذاتی احباب کے چندہ سے اس خرچ کی کفالت کی۔

اس چندہ کے لیئے غریبوں کے اخبار میں جو کچھ شائع ہوا اُس کو بھی درج کتاب کیا جاتا ہے غریبوں کا اخبار بند ہونے کے بعد بھی عرصہ تک چندہ آتا رہا۔ پہلے ارادہ تھا کہ یہ چندہ کتاب نمونہ جنگ صفین کی تیاری میں خرچ کیا جائے اسی لیے اس کتاب کی قیمت چار آنہ مقرر کیگئی تھی۔ مگر تبلیغی ضروریات کو مقدم سمجھا گیا اسلیے جسقدر روپیہ اس نے چندہ کا خرچ سے بچ رہا تھا وہ سب کا سب تبلیغی فنڈ کو دیدیا گیا۔ اور کتاب کی قیمت چار آنہ کی بجائے دو روپے مقرر کر دی گئی۔

افسوس ہے کہ ان چندہ دینے والے حضرات کا نام اس کتاب میں درج نہ ہوسکا جنہوں نے اخبار بند ہونے کے بعد روپیہ بھیجا تھا۔ کیونکہ اسکی آمد علیحدہ درج نہیں ہوئی بلکہ تبلیغی فنڈ میں اسکا اندراج ہوا۔ امید ہے کہ چندہ دینے والے بھائی معاف کرینگے۔

حسن نظامی

حسن نظامی کے مضامین

اگرچہ اس کتاب کے شروع میں بھی میرے مضامین درج ہوئے ہیں۔ مگر وہ سب مسٹر محمد علی کے الزام کی تردید وصفائی میں ہیں۔ مسٹر محمد علی کے خلاف میں نے جو کچھ لکھا اور غریبوں کے اخبار میں شائع ہوا وہ ابتک اس کتاب میں درج نہیں کیا گیا تھا۔ یا درج ہوا تو بہت مختصر اور ضمنی طریقہ سے تھا۔ اور میرا خیال تھا کہ میں صرف مسلمانوں کی رائے لکھوں اپنے مضامین درج نہ کروں۔ لیکن لڑائی ختم ہونے کے بعد مولوی عبدالماجد صاحب بی اے دریاآبادی نے اور مولوی ظفر الملک صاحب ایڈیٹر الناظر نے اور مولانا شفیق صاحب عمادپوری

نے میرے خلاف نہایت سخت مضامین شائع کرائے اور شکایت کی کہ میں نے مسٹر محمد علی کی شان میں غیر مہذب اور حد سے زیادہ ناشائستہ الفاظ استعمال کئے اور مسٹر محمد علی کو مجبوراً ان توہین آمیز مضامین کے جواب میں لکھنا پڑا۔

مذکورہ حضرات کا اعتراض اُسوقت ہوا کہ میں لڑائی ختم کرچکا تھا، اس لیے اس اعتراض کی تردید میں نے نہ کی اور خاموش رہا۔ مگر کتاب میں اسکے جواب کی ضرورت معلوم ہوتی ہے اور وہ جواب یہی ہے کہ میں اپنے ان تمام مضامین کو نقل کردوں جنپر غیر مہذب توہین آمیز، اور ناشائستہ ہونے کا الزام لگایا گیا ہے، تاکہ ناظرین ان کو غور سے پڑھیں۔ اور منصفانہ فیصلہ کرسکیں کہ میرے ان مضامین میں ناشائستگی اور بے تہذیبی کی کونسی بات ہے۔

میں نے ان مضامین کو اسی سلسلہ کی موافق درج کیا ہے جس سلسلہ سے یہ روزانہ غریبوں کے اخبار دہلی میں شائع ہوئے تھے۔ میں نے سب ہی مضامین درج کردئے ہیں تاکہ یہ نہ کہا جاسکے کہ ناشائستہ مضامین کو درج نہیں کیا گیا۔ البتہ کارٹون درج نہیں کیے کیونکہ کتاب میں اتنی جگہ نہ تھی۔

مذکورہ حضرات نے گاندھی جی کا شاگرد ہونے کے سبب بالکل جھوٹ لکھا ہے کہ مسٹر محمد علی نے میرے مضامین کے جواب میں سخت مضامین لکھے کیونکہ مسٹر محمد علی نے ۱۷ر نومبر ۱۹۲۶ء سے میرے خلاف سخت مضامین کا سلسلہ شروع کیا تھا اور یہ مضامین ۸ر دسمبر ۱۹۲۶ء کے بعد شائع ہوئے ہیں۔

ناظرین جب مسٹر محمد علی کے مضامین کا خلاصہ پڑھینگے جو اسی کتاب میں "لغات محمد علی" کے عنوان سے درج ہوا ہے تو ان کو معلوم ہو جائیگا کہ جو شرمناک اور ناشائستہ الفاظ مسٹر محمد علی نے میرے خلاف لکھے ہیں میں نے انکے جواب میں کوئی سخت لفظ مسٹر محمد علی جیسا ان کے خلاف نہیں لکھا۔

عبدالماجد صاحب بی۔ اے میرے پرانے دوست ہیں مگر مسٹر محمد علی نے ان کو اودھ

خلافت کمیٹی کا سردار بنا دیا ہے اسواسطے انہوں نے حق کو ترک کر کے میری مخالفت شروع کر دی۔ اور نہایت سخت مضامین میرے خلاف لکھے۔

ظفر الملک صاحب کے حملہ کا مجھے کچھ افسوس نہیں ہے کیونکہ وہ محمد علی سے زیادہ حسد پیشہ واقع ہوئے ہیں اور آج نہیں ہمیشہ وہ میری مخالفت کرتے رہتے ہیں شفیق عماد پوری کا اعتراض بھی محض اسوجہ سے ہے کہ شفق صاحب کو بڑھاپے میں اقتدار حاصل کرنیکا شوق ہوا ہے اور مسٹر محمد علی کے ذریعہ لیڈر بننا آسان معلوم ہوتا ہے۔

بہرحال میں اپنے مضامین درج کرتا ہوں جن سے معترضین کے الزام کی حقیقت ہر شخص کو معلوم ہو جائیگی۔

حسن نظامی

روپیہ دو جان کی ضرورت نہیں

میرے مریدوں اور تبلیغی رفیقوں اور دوسرے مسلمانوں کے تار اور خط آئے ہیں کہ ہم آپکے ساتھ ہیں اور جان مال قربان کرنے کو حاضر ہیں۔ چنانچہ ان کی یہ تحریریں اس اخبار میں شائع ہو رہی ہیں۔

اسواسطے آج میں ان کو اطلاع دیتا ہوں کہ ان کی جان تو انکو مبارک رہے اس کی اسوقت کچھ ضرورت نہیں ہے مگر ان کے روپے کی ضرورت ہے تاکہ تبلیغ کو رامپوری فرعون کے حملہ سے بچایا جائے۔ لہذا ہر مرید اور ہر دوست اور ہر تبلیغی رفیق اور ہر مسلمان جسکو میرے کام سے اتفاق ہو حسب حیثیت مالی امداد کرے اور کم از کم ایک روپیہ بھیجدے، کیونکہ تبلیغ کو حریفوں کے حملے سے بچانے کے لیے اس وقت ہزار ہا روپے کا خرچ ہے، غریبوں کے اختیار میں جو کچھ خرچ ہو رہا ہے اسکا اندازہ صرف اس بات سے ہو سکتا ہے کہ تبلیغی رفیقوں کو اخبار بھیجنے میں صرف ایک دن میں دو سو روپئے محصول ڈاک میں خرچ ہوتے ہیں۔ کاغذ لکھائی چھپائی اور روانگی کے عملہ کا خرچ اس کے علاوہ ہے۔

ایسی حالت میں کہ میں نے اب تک ایک پیسہ تبلیغی فنڈ سے خرچ نہیں کیا اور رسالا

خرچ اپنی ذات سے کر رہا ہوں ضرورت ہے کہ میرا ہر مرید اور میرے سب دوست اور سب تبلیغی رفیق اور سب مسلمان اس کام میں میری مالی مدد کریں۔ حسن نظامی

امداد شروع ہوگئی

سب سے پہلے برہما سے کشفی شاہ نظامی نے چار سو روپے بذریعہ تار بھیجے ہیں اور یہی کشفی شاہ ہیں جو سب تبلیغی رفیقوں سے زیادہ مجھے تبلیغی کاموں میں مالی امداد دیا کرتے ہیں۔

حیدرآباد سے سعید ازلی نظامی اور سعیدہ بانو نظامی کی امداد بھی آگئی ہے اور دوسرے بھائیوں کی امداد بھی آرہی ہے جسکی فہرست اسی اخبار میں شایع ہوتی رہیگی۔

بظاہر یہ میری ذاتی لڑائی معلوم ہوتی ہے۔ مگر یہ ذاتی لڑائی نہیں ہے بلکہ تبلیغ پر حملہ ہے، جسکو روکنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

اور اگر ذاتی لڑائی بھی ہوتی تب بھی میرے مریدوں اور میرے ذاتی احباب پر فرض تھا کہ وہ جس طرح شادیوں میں دیتے ہیں اس کام میں بھی دیں۔

مگر یہ تو اسلام کا کام ہے کہ حریفوں نے تبلیغ کو مٹانے کے لیے سازش کی ہے اور تمام ہندوستان میں ایکہ کیا ہے کہ سب ملکر حسن نظامی کے تبلیغی کام کو مٹادیں۔

ایسی حالت میں جو مسلمان میرے تبلیغی کام سے مطمئن ہوں وہ اس حملہ کے بچاؤ کے لیے میری مدد کریں۔ کہ نہ تو تبلیغ فنڈ میں اتنی گنجایش ہے کہ میں اسمیں سے خرچ کروں نہ یہ تبلیغی فنڈ کا ایک پیسہ اس کام میں خرچ کرنا چاہتا ہوں نہ اب تک خرچ کیا ہے۔

اسواسطے ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء تک کے خرچ کے لیئے فوراً ہر مرید اور ہر دوست اور ہر تبلیغی رفیق کو اور ہر مسلمان کو مالی امداد کے لیئے کوشش کرنی چاہیے۔ حسن نظامی ۱۱ دسمبر ۱۹۲۶ء

میرے گھر کی امداد

میری بیوی خواجہ بانو نے اپنی طرف سے اور اپنے بچوں کی طرف سے جو امداد دی ہے وہ اس خرچ میں سے ہے جو میں ان کو گھر کے خرچ کے لیئے دیتا ہوں اور اس کی تفصیل یہ ہے:۔

خواجہ بانو (صہ) ۔ حور بانو (عا) ۔ حسین (عہ) ۔ علی (عہ) ۔ روح (عہ) ۔ زید (عہ) ابن عربی (عا) ۔ خواجہ بانو کے والد (عا) ۔ دادی (صہ) ۔ منڈی والی بوا (عا) ۔ حمائی عہ ۔ پیارے میاں (منتظم لنگر درگاہ) عا ۔ واحدی صاحب صہ ۔ منشی عبدالحمید خاں صاحب صہ ۔ خاتون بنتِ واحدی صاحب عہ ۔ رابعہ بنت واحدی صاحب عہ ۔ احمد مجتبیٰ ابن واحدی صاحب عہ ۔ غزالی خاں عا ۔ جمالی صاحب عہ ۔ بقائی صاحب ایڈیٹر پیشوا صہ ۔ فہمی صاحب ایڈیٹر دین دنیا عا ۔ محمد انوار صاحب ہاشمی مالک رسالہ دین و دنیا عا ۔ فقیر عشقی بانو صاحبہ اہلیہ بھیا فقیر عشقی عا ۔ ڈاکٹر بانو اہلیہ ڈاکٹر محمد عمر صاحب عہ ۔ منشی قربان علی صاحب ایڈیٹر اردوئے معلّی دہلی عہ ۔ مرزا محبوب بیگ صاحب مالک محبوب المطابع دہلی عا ۔ مستری محمد اسمٰعیل عشقی نظامی عہ ۔ مستری حبیب خاں نظامی عہ ۔ حسن انیس عہ

حسن نظامی ۱۱ دسمبر ۱۹۲۶ء

تبلیغی بچاؤ کا فنڈ

آج مسٹر محمد علی کے حملہ سے تبلیغ کو بچانے کے لیے حسب ذیل رقمیں اور خط وصول ہوئے ہیں۔

(۱) حجن بوا سبزی منڈی دہلی میں رہتی ہیں۔ ان کے صاحبزادے خلیفہ محمد اسحٰق و خلیفہ شوق محمد وغیرہ سبزی منڈی میں میوہ کے مشہور سوداگر ہیں۔ یہ بڑی عابدہ زاہدہ اور حامیٔ اسلام خاتون ہیں اور رات دن نیک کاموں کی امداد میں مصروف رہتی ہیں۔

مسٹر محمد علی کے حملہ سے متاثر ہو کر اُنھوں نے ایک طلائی اشرفی تبلیغی بچاؤ کے فنڈ میں بھیجی ہے۔

(۲) میری بڑی لڑکی حور بانو نے منت مانی تھی کہ خواجہ بانو کو نمونیہ سے صحت ہو تو سوا روپیہ تبلیغ کی نذر ہوگا۔ آج اس نے عہر منت کے تبلیغ کو اور دو روپے تبلیغی بچاؤ کے لیے دیدیے جسکی اطلاع شائع ہو چکی ہے۔

خواجہ بانو نے بھی اپنے اور بچوں کے روپے جن کی اطلاع شائع ہوئی تھی دیدیے۔

منشی عبدالحمید خاں صاحب ایڈیٹر اخبار ہذا کے پانچ روپے بھی وصول ہو گئے۔ اور بقیہ رقمیں بھی وصول ہو رہی ہیں۔

(۳) ڈاکٹر محمد عمر صاحب مٹیا محل دہلی میں مشہور ڈاکٹر ہیں اور اُن کے علاج کی تمام دہلی میں دھوم ہے، اُن کی اہلیہ محترمہ کلثوم بیگم صاحبہ نے میری تحریک یا اطلاع کے بغیر فتح نظامی فنڈ کے نام سے چندہ شروع کر دیا ہے اور اسکی پہلی قسط وصول ہو گئی ہے۔

ڈاکٹر بانو نے ایک خط بھی بھیجا ہے جو یہاں درج کیا جاتا ہے جس سے مستورات کے اس جوش کا اندازہ ہوتا ہے جو اُن کے دلوں میں مسٹر محمد علی کے خلاف موجود ہے۔

وہ خط یہ ہے:۔

جناب خواجہ صاحب۔ میں نے دو ماہ سے تبلیغ کا چندہ نہیں بھیجا تھا، اس سبب سے کہ کبھی آپ یہاں نہ تھے اور کبھی میں نہ تھی۔ اپنا اور اپنے بچوں کا چندہ ایک روپیہ تین آنے ماہوار کے حساب سے دو روپے چھ آنے اور چار آنے بہن اکرامی بیگم کے کُل دو روپے دس آنے بھیجتی ہوں

محمد علی نے جو طوفان اور بہتان آپ پر اٹھایا ہے اسکا حال اکثر ہم گھروں کی عورتوں کو بھی معلوم ہے۔ میں اکثر جلسوں میں گئی ہوں۔ نہایت مفلس اور غریب بھولی بھالی مسلمان عورتوں کو بہشت کے سبز باغ دکھا کر جسقدر بیدردی سے اس پارٹی نے لوٹا ہے کوئی صحیح الدماغ شخص ایسے لوگوں پر کب اعتبار کر سکتا ہے کہ وہ سلطنت آصفیہ کے مٹ جانے کا ذرا بھی درد دل میں رکھتے ہونگے۔ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور ہیں اور کھانے کے اور۔ غریب مسلمانوں کو جال میں پھنسانے کے لئے محمد علی کا یہ نیا شگوفہ ہے۔ کیونکہ جبتک اسلامی سلطنتوں کی محافظت کا چکمہ محمد علی کے قبضہ میں نہ ہو، محمد علی کو بڑے چندے نہیں مل سکتے اس وقت ٹرکی، ایران، مصر، مراکو کہیں کا پھندا اس انوکھے شکاری کے ہاتھ میں نہیں تھا۔ اسلیئے اس نے بہت کچھ سوچ سوچ کر اور دوسرے ہم مشرب ہم پیالہ اور ہم نوالہ لوگوں کے ساتھ پہلے سے سمجھوتہ کر کے آپ پر یہ بہتان اٹھایا ہے۔ اسمیں میرے دونوں بیٹھے والا مضمون

پوشیدہ ہے۔ کہ اگر حضور نظام حلقہ میں آگئے تو محمد علی کی وہاں سے عمر بھر کی روٹیاں ہو گئیں اور اگر وہاں داؤں نہ چلا تو عامۃ المسلمین میں تالیف قلوب کرکے پھر کسی موقعہ پر اُن سے بڑے بڑے چندے لینے ہیں۔ یا یہ بھی نہ پھنسے تو حسن نظامی سے لڑ کر آریوں سے مطلب برآریاں ہو جاوینگی اسلیئے اب اسکو جواب دینے کے لیے آپ کو پوری کوشش کرنی ہے کہ یہ جہال کا لکھو کہیں سارے چھتّے کو خود کھا کر یا باہر کے دشمنوں کو اپنا حمایتی بنا کر مسلمانوں کو تباہ نہ کرادے۔ میں نے تو آج سے عزم مصمّم کیا ہے کہ علاوہ معمولی تبلیغی چندہ دینے کے ہر روپیہ جو بھناؤں گی اُس میں سے ایک پیسہ اس مقابلہ کیلیئے "فتح نظامی فنڈ" میں دونگی۔ چنانچہ جب سے یہ ارادہ کیا ہے ایک سو پچیس پیسے جمع کرکے بھیجتی ہوں۔ آیندہ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہیگا۔ خدا کرے میری اور بہنیں بھی اسمیں میری شرکت اور تقلید کریں اور میں تو اب جن جن سے ملونگی اُن سے کہونگی۔

تبلیغی فنڈ ۱۲؍ - فتح نظامی فنڈ ۱؍۱۵ کل ۳؍۱۱ ارسال ہیں۔

راقمہ کلثوم (اہلیہ ڈاکٹر محمد عمر صاحب مٹیا محل دہلی)

(۴) صوبہ سرحد کے شہر بنوں سے سلطان علی نظامی نے ایک پُرجوش خط کے ساتھ دس روپیئے تبلیغی بچاؤ کے لیے بھیجے ہیں۔

(۵) ایک مسلمان ٹھیکہ دار صاحب نے کانپور سے لکھا ہے کہ محمد علی کے حملہ کا جواب پوری مضبوطی سے دیجئے۔ میں بالفعل ایک ہزار روپے روانہ کرتا ہوں۔ اور تمام خرچ کا آدھا حساب میرے ذمہ رکھیئے۔ یہ خط دستی آیا ہے اور ایک ہزار روپے وصول ہو گئے ہیں۔

(۶) بُوا کریما ایک غریب اور متوکل خاتون ہیں۔ عرصہ سے درگاہ شریف میں فقیرانہ اور درویشانہ شان سے رہتی ہیں اور مسٹر محمد علی کے حملہ کے مضامین روزانہ سنتی ہیں۔ انہوں نے بھی دو روپے اس مقابلہ کے لیئے دئے ہیں۔ یہ دو روپے دو لاکھ روپے سے بڑھ کر ہیں کہ ایک متوکل بی بی نے دیئے ہیں۔

تبلیغی بچاؤ کے چندہ کی فہرست

ریاست بھوپال کے ایک مسلمان صاحب دو سو چالیس روپے

ریاست دتیا کے ایک مسلمان صاحب - ایکسو روپے - مولانا سید ممتاز علی صاحب پہاڑی بھوجلا دہلی عہ - بابو دیدار بہادر صاحب دہلی عہ - سید اخلاق حسین صاحب فریدآبادی عہ محمد نظام خلف مستری عشقی نظامی عہ - مستری عثمان نظامی ریاست ریوال عہ جناب ملا واحدی صاحب معہ اطفال عہ (گذشتہ رقموں میں اضافہ کردیا ہے) اہلیہ محمد سلیمان صاحب دہلی عہ - رؤف مرزا صاحب دوکاندار دہلی عہ - حشمت علی صاحب زردوز دہلی عہ - سید نعیم الحسن صاحب بریلوی مقیم دہلی عہ - آغا ندا حسین صاحب عہ مقبول محمد خاں صاحب چپراسی دہلی عہ - عبدالرؤف صاحب قبالہ نویس دہلی عہ اخبار ہمدرد کے ایک ملازم صاحب عہ - مہر بخش صاحب پنجابی پھیری والے عہ - ایک پشاوری میوہ فروش دہلی عہ - صدر کے ایک پنجابی سوداگر صاحب دہلی دو سو روپے عہ سبحان اللہ صاحب معمار کانپور عہ - عظیم بخش صاحب پان فروش کانپور عہ - اہلیہ عظیم بخش صاحب پان فروش کانپور عہ - سلطان مرزا صاحب سرمہ فروش کانپور عہ - شیخ عطاء اللہ صاحب دوکاندار کانپور عہ - شیخ صفدر صاحب معمار کانپور عہ - کرم اللہ خاں صاحب ٹھیکہ دار ریلوے للتپور عہ - محمد غریب حسین صاحب فرڈ ورکشاپ لہ عہ - ایک شیعہ رئیس صاحب لکھنؤ ما عہ - لکھنؤ کی ایک شیعہ بیگم صاحبہ عہ - شیعہ بیگم صاحبہ کے سنی ملازم صاحب عہ - جماعت سادات نے ضلع مظفر نگر سے جمع کیا عہ

حیدرآباد کے نیک بھائی

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اُن بھائیوں کو جنہوں نے حیدرآباد دکن میں بہتان کی شورش کے ایام میں امر حق کی اشاعت وحمایت میں کام کیا - ان کے نام یہ ہیں :-

خوش اقبال نظامی - محمد عبداللہ مخلص نظامی - فخر اللہ شاہ صاحب نظامی

شاہ امید نظامی ۔ مولانا حاجی عابدی شاہ صاحب نظامی ۔ رکن الدین صاحب واتا نظامی
سعید ازلی نظامی ۔ میر جہانگیر علی نظامی ۔ خسرو شاہ نظامی ۔ سالکہ خاتون نظامی ۔ سعید
بانو نظامی ۔ رحمت النساء نظامی ۔ عبدالباری نظامی ۔ علی نظامی ۔ عبداللہ نظامی ۔
صادق الیقین نظامی ۔ سید خواجہ فخرالدین ۔ سید خواجہ معین الدین ذہین نظامی ۔ سید خواجہ
نصیرالدین نظامی ۔ سید خواجہ بشیرالدین نظامی ۔ انجمن فیض عام سکندرآباد دکن وغیرہ ۔

یہ پرچہ آخری ہے ۔ اہم مضامین زیادہ ہیں ، جگہ کم ہے ۔ اور تبلیغی بچاؤ کی رقمیں اور نام
زیادہ ہیں ، اس لئے نہایت اختصار کے ساتھ درج کیا جاتا ہے ۔ یعنی سوائے چند خاص
ناموں کے باقی وہ سب بڑی فہرستیں جو ایک شخص نے بہت سے لوگوں سے جمع کر کے بھیجی ہیں
ایک ہی نام سے درج کی جاتی ہیں ۔

بذریعہ ملنسار نظامی دہلی ۵؍ ۔ بذریعہ غزالی حافظ دہلی ۵؍ ۔ بذریعہ سید مہدی عباس صاحب
لکھنؤ للعہ ۔ بذریعہ کریم اللہ صاحب ناگپور ۱۱؍ ۔ بذریعہ حافظ نجم الدین صاحب بنارس عہ
بذریعہ رئیس گیا عہ ۔ از شمس الدین نظامی ٹھیکہ دار رنگون ۱؍ ۔ رنگون کے ایک
زمیندار بادی مسلمان ایک ہزار روپے ۔ بمبئی کے ایک میمن بھائی عما ۔ میرٹھ کے
ایک قاضی صاحب عہ ۔ لاہور کے ایک مشہور مسلمان عما ۔ جموں کی نظامیہ جماعت
فی کس ایک روپیہ (ابھی رقم نہیں آئی اطلاع آئی ہے) ۔ سورت کے ایک سنی بوہرہ صاحب
ایکہزار روپے ۔ از سعید ازلی نظامی حیدرآباد عہ ۔ بذریعہ احمد صاحب معرفت
حافظ ولی محمد صاحب کلکتہ عہ ۔ گوالیار کے ڈاکٹر صاحب عا ۔ عبدالغنی نظامی
کلکتہ عہ ۔ سید قاسم شاہ نظامی کلکتہ عہ ۔ محمد عبداللہ مخلص نظامی حیدرآباد سے
احسن انصاری نظامی دربھنگہ عہ ۔ برکتی وبرحقی نظامی مع عیال اطفال احمد آباد عہ
ایک سکھ دوست امرتسر عہ ۔ ایک سکھ دوست انبالہ ۱؍ ۔ ایک سکھ دوست پٹیالہ ۱؍
ضلع علیگڈھ کے ایک رئیس عما ۔ عبدالغفار نظامی موٹر ڈرائیور دہلی عہ ۔ از محمد صادق

نظامی سہارنپور عدر ۔ ایک نظامی درویش حیدرآباد عدر

ماسٹر محمد حمزہ خاں جذبی نظامی ناندورہ برار آٹھ آنے ماہوار تبلیغ کو دیتے تھے ۔ اب دو روپے ماہوار دیا کرینگے ۔

برہما کی جماعت تین سو روپے ماہوار دیتی تھی ۔ اب پانسو روپے ماہوار دے گی ۔

کنیز اسلام نظامی برہمانے اپنی ساری ملکیت تبلیغ کو دیدی ۔

اس وقت احمد جمیل صاحب نظامی سیالکوٹ کے تین روپے اور منشی آدم ولد صالح ولد علی بھائی پانولی کا ایک روپیہ وصول ہوا ہے ۔

مسلمانوں میں خانہ جنگی کا مجرم کون ہے؟

۱۷ر نومبر اور ۲۷ر نومبر سے جواب مل جائیگا

کہ مولانا محمد علی نے حسن نظامی پر ۱۷ر نومبر سنہ ۱۹۲۶ء سے حملہ شروع کیا اور حسن نظامی نے دس دن صبر کرنے کے بعد مجبوراً ۲۷ر نومبر کو جواب شروع کیا ۔

پس خانہ جنگی کا مجرم وہ جس نے ۱۷ر نومبر کو بلاوجہ حملہ کیا ۔ وہ نہیں جس نے دس دن کے بعد جواب دیا ۔ حسن نظامی

اطلاعات

پشاوری پٹھانوں کی پنچایت

خبر آئی ہے کہ کل رات کو سبزمنڈی میں پشاوری پٹھانوں نے مشورہ کا ایک جلسہ کیا تھا کہ مسٹر محمد علی رامپور کے کوکین فروشوں سے خواجہ حسن نظامی کی جان پر حملہ کرانا چاہتے ہیں اس واسطے ہم کو خواجہ صاحب کی حفاظت کا انتظام کرنا چاہیئے ۔ معلوم ہوا ہے کہ اس جلسہ میں انکے اور اُنکے رامپوری حامیوں کے خلاف نہایت سخت جوش تھا

اخبار تیج کی حمایت سوامی شردھانند کے روزانہ اخبار تیج نے خواجہ حسن نظامی کے خلاف اور مسٹر محمد علی کی حمایت میں ایک بہت بڑا مضمون شائع کیا ہے۔

ہندی اخبار کی حمایت کلکتہ کے ایک ہندی اخبار نے بھی مسٹر محمد علی کی حمایت کی ہے اور مسٹر محمد علی نے انکے پرچے دہلی کے ہندوؤں میں تقسیم کرائے ہیں۔

برہما میں تبلیغ کی مخالفت رنگون میں انجمن انبالہ کا تبلیغی وفد گیا ہوا ہے اسکے خلاف مسٹر محمد علی نے رنگون والوں کے نام ایک خط بھیجا ہے کہ تبلیغ کو ایک پیسہ نہ دیا جائے۔

پانسو روپے ماہوار معلوم ہوا ہے کہ راجہ صاحب محمود آباد کی دو سو روپے ماہوار تنخواہ کے علاوہ مسٹر محمد علی کو ایک اور ریاست سے بھی پانسو روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے جسکی پوری کیفیت بہت جلد شائع کر دیجائیگی۔

۱۰ دسمبر کا جمعہ جامع مسجد دہلی میں جمعہ کو مسٹر محمد علی نے وعظ کہا مگر مجمع سو ڈیڑھ سو سے زیادہ نہ تھا۔ وعظ شروع کرتے ہی ارشاد ہوا کہ آج میں خواجہ حسن نظامی کی نسبت کچھ نہ کہونگا۔

مگر دو چار باتوں کے بعد خواجہ حسن صاحب کا ذکر شروع کر دیا کہ اُنہوں نے میری والدہ کے جنازہ کا ذکر چھاپا کہ اس کے ساتھ صرف ڈھائی سو آدمی تھے۔

یہ فقرہ سُنکر مسلمانوں نے آوازیں دیں کہ ابھی تو آپنے وعدہ کیا تھا کہ میں خواجہ صاحب کا ذکر نہ کرونگا مگر خلاف وعدہ آپ نے پھر وہی راگ شروع کر دیا اسپر مسٹر محمد علی نے حاضرین سے معافی مانگی لیکن معافی پر قائم نہ رہ سکے اور ملا واحدی صاحب کی شکایت شروع کر دی کہ ان کے مضمون سے مجھے بہت تکلیف ہوئی۔

چندہ نہیں مانگا مسٹر محمد علی جامع مسجد کے ہر بیان کے آخر میں چندہ ضرور مانگتے ہیں اور دہلی میں مشہور ہو گیا ہے کہ جہاں مسٹر محمد علی کی تقریر ختم ہوئی اور لوگوں نے کہا کہ اب چوٹی والی بات ہونے والی ہے چلو بس سُن چکے۔ مگر اب چند ہفتوں سے اُنہوں نے "چندہ" مانگنی ترک کر دی ہے ورنہ آوازیں لگتی تھیں کہ "لاچوٹی" "لاچوٹی"

بی امّاں کی نسبت

جناب محمد علی صاحب نے ۱۰ر دسمبر کے جمعہ میں بمقام جامع مسجد دہلی پھر دوبارہ یہ شکایت کی کہ حسن نظامی نے میری والدہ کے جنازہ کا ذکر حقارت سے کیا کہ اسکے ساتھ صرف ڈھائی سو آدمی تھے۔

محمد علی صاحب اس واقعہ کے ذریعہ لوگوں کو مغالطہ دینا چاہتے ہیں۔ میرا مقصد بی اماں صاحبہ کی توہین نہیں تھا۔ میں تو ان کو اپنی ماں کے برابر قابلِ عزت سمجھتا ہوں اور میں نے ان کے انتقال کے بعد اپنے ہاں عرس شریف کی مجلس میں جبکہ دہلی کے ہزارہا آدمی موجود تھے ان کے لیئے فاتحہ خوانی کی تھی۔ اور ان کی تعریف میں تقریر بھی کی تھی۔

میں نے تو یہ لکھا تھا کہ ایک زمانہ میں مسٹر محمد علی کا یہ اثر تھا کہ دہلی میں لاکھوں ہندو مسلمان ان کو دیکھنے جمع ہوئے تھے یا ایسی بے اثری ہو گئی کہ ان کی والدہ صاحبہ کے جنازہ میں ڈھائی سو آدمی بھی جمع نہ ہو سکے۔

پس مسٹر محمد علی کو بار بار یہ مغالطہ دینا مناسب نہیں ہے۔ میں بی اماں صاحبہ کو اپنا واجب التعظیم بزرگ سمجھتا تھا اور سمجھتا ہوں اور میں نے ان کے جنازہ کی حقارت کے لیے کچھ نہیں لکھا تھا۔ نہ آئندہ لکھنا چاہتا ہوں مجھے تو مسلمانوں کو یہ بتانا ہے کہ اب تمام مسلمان مسٹر محمد علی سے بیزار ہو گئے ہیں اور کوئی دل بھی ان سے خوش نہیں ہے۔ کیونکہ آج تک اُنھوں نے مسلمانوں کے فائدے کا کوئی کام نہیں کیا اور سب کام ایسے کیئے جن سے مسلمانوں کو نقصان پہونچا لہذا وہ مسلمانوں کی غلط رہنمائی کا کام ترک کر کے گذر اوقات کیلئے کوئی دوسرا کام اختیار فرمالیں تو اچھا ہے۔

حسن نظامی

مسٹر محمد علی کی معاش

اُن کے مضمون کے ایک حصہ کا ضروری جواب

۵ر دسمبر ۱۹۲۶ء کے ہمدرد میں مسٹر محمد علی نے حسب عادت غیر مہذب الفاظ میں میرے خلاف ایک مضمون لکھا ہے جسکا عنوان "خادمان ملک و ملت اور انکی معاش" مقرر کیا ہے

پہلے تو میں مسٹر محمد علی کو ملک و ملت کا خادم ہی نہیں مانتا۔ انہوں نے آج تک ملک و ملت سے اپنی خدمت لی ہے مگر ملک و ملت کی کوئی خدمت نہیں کی۔ لوگوں کو جیلخانہ بھجوانا۔ اسکولوں اور کالجوں کو توڑنا۔ خطاب واپس کرانا۔ نوکریاں چھڑوانا کسی شخص کی نگاہ میں خدمت نہیں سمجھا جائیگا۔ اسکو تو غداری کہنا چاہیئے۔ سفاکی کہنا چاہیئے، اور ملک و ملت کے ساتھ بے رحمی کہنا چاہیئے۔

اسکے بعد میں مسٹر محمد علی کے دوسرے پیرے کا جواب دیتا ہوں جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ وہ حسن نظامی کو دانستہ ڈھیل دے رہے ہیں، اور جان بوجھ کر ڈور چھوڑ رہے ہیں کہ پتنگ خوب اونچی چڑھ جائے۔

میں نہیں جانتا کہ رامپوری صاحب پتنگ بازی کیسی جانتے ہیں۔ میں اس ہنر سے بالکل واقف نہیں ہوں، وہ ڈھیل دیں یا نہ دیں، مجھے انکی پتنگ بازی سے ذرا بھی رغبت نہیں ہے۔

یہ کام خدا کے اختیار میں ہے کہ وہ چاہے تو گنہگار کی فوراً گرفت کرلے اور چاہے تو درگذر کردے۔ مگر مسٹر محمد علی کا یہ دعویٰ خدائی مجھے قبول نہیں ہے کہ وہ کسی کو ڈھیل دیسکتے ہیں، میں تو مسٹر محمد علی کو دوسرا فرعون سمجھتا ہوں، جس نے حضرت موسیٰؑ اور ان کی قوم سے بگاڑ پیدا کرکے اپنے آپ کو اور اپنی قوم کو تباہ کرلیا۔

مسٹر محمد علی مجھے کیا ڈھیل دیتے اور میری کیا گرفت کرتے خود تو دوسروں کی روٹی کے محتاج ہیں۔ اگر مہاراجہ محمود آباد اور ان کے قول کی بموجب کوئی گمنام آدمی (جنکے نام کو میں جانتا ہوں اور بہت جلد ظاہر کردونگا) چالیس ہزار روپے نہ دیتا اور مسٹر محمد علی اپنی غریب قوم کے ایک کروڑ روپئے اپنی جیب میں نہ بھرتے تو بھوکے مرجاتے، کیونکہ ان کو اتنی لیاقت بھی نہیں ہے کہ کسی دفتر میں پندرہ روپے کی کلرکی کرسکیں، خبر نہیں کس نے ان کو لائق ایڈیٹر مشہور کردیا۔ جو شخص ایک سکنڈ کی بات کو ٹیلیفون میں ادا کرتے وقت آدھ

گفنٹہ برباد کردے اور جو ایک فقرہ لکھنے کے موقع پر ایک صفحہ کالا کردے وہ اہل ادب اور اہل انشاء کی بارگاہ میں جاہل مطلق سمجھا جاتا ہے۔ اگر چندہ اور خفیہ لوٹ مار کی روزی نہ ہوتی تو مسٹر محمد علی کا خدا جانے کیا حشر ہوتا۔

انہوں نے بالکل غلط دعویٰ کیا کہ خادمان ملک و ملت کی معاش قوم کے ذمہ ہونی چاہیئے۔ کیا وہ مسلمان ہیں، اور کیا ان کو حضرت ابو بکر صدیق رضؓ خلیفۂ اول اور حضرت عمر فاروق رضؓ خلیفۂ دوم کے حالات معلوم ہیں کہ وہ بیت المال سے تمام مسلمانوں کی طرح محض گزارہ لیتے تھے، ایک کروڑ روپے قومی چندہ کے ہضم نہ فرماتے تھے۔

اگر ان کی سیاست اس مذہبی مثال کو قبول نہ کرنے دے تو میں انکے ہم مشرب موجودہ سیاسی لیڈر کی مثال دیکھتا ہوں اور وہ اٹلی کا موجودہ وزیر اعظم مسولینی ہے جو گورنمنٹ کے ساتھ عہدوں کی خدمت رات دن کی محنت سے انجام دیتا ہے مگر قوم سے صرف سوا سو روپیہ ماہوار کے قریب تنخواہ لیتا ہے، ایسا ہی مصطفےٰ کمال پاشا بھی اور شہریار غازی امیر امان اللہ خاں بھی بہت تھوڑی تنخواہوں پر گذارہ کرتے ہیں، مسٹر محمد علی کی طرح نہیں جن کو دو سو روپے ماہوار مہاراجہ محمود آباد دیں۔ پانچسو روپیہ ماہوار ریاست .... سے ملیں اور پھر بھی مسٹر محمد علی روزانہ مسلمانوں کے سامنے اپنی مفلسی اور بھوک پیاس کا رونا روتے ہیں۔

یہ تو فرمایئے آپ قوم کا کام کیا کرتے ہیں، اور آپ نے آجتک کونسا کارنمایاں دکھایا ہے جسکے صلہ میں آپ قوم کی جیب میں ہاتھ ڈال کر اس کی محنت کا روپیہ لوٹنا اور کھانا اپنا حق بیان کرتے ہیں۔

جب حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کا گذارہ بیت المال کی قلیل تنخواہ سے نہ ہو سکا تو انہوں نے دوکانداری شروع کر دی اسپر ایک مسلمان نے ان کو ٹوکا کہ تمہارا وقت مسلمانوں کی خدمت کیلئے وقف ہو چکا ہے تم کوئی دوسرا کام نہیں کر سکتے تو خلیفہ نے جواب دیا کہ جو تنخواہ

قوم نے مقرر کی ہے وہ میرے بال بچوں کیلئے کافی نہیں ہے، اسلیئے مجبوراً میں نے یہ محنت ضروری سمجھی، آخر قوم کو اسکی خبر ہوئی اور حضرت کی تنخواہ بڑھا دی گئی۔

جناب عالی! میں نے آجتک ایک پیسہ بھی تبلیغی خدمت کے صلہ میں قوم سے نہیں لیا۔ یہانتک کہ تبلیغی کاموں کے لیے جب میں سفر کرتا ہوں تو اسکا خرچہ بھی تبلیغی فنڈ سے نہیں لیتا۔ مگر آپ فسٹ کلاس کا خرچہ قوم سے لیتے ہیں اور میں باوجودیکہ رات دن میں آٹھ دس گھنٹہ تبلیغی کام میں صرف کرتا ہوں پھر بھی آجتک ایک پائی تبلیغی فنڈ سے میں نے اپنی ذات کے لیئے نہیں لی، بلکہ مریدوں سے جو نذریں ملتی ہیں اور تعویذ گنڈوں کی جو نیازیں آتی ہیں، اور میرے بچّوں کو میرے احباب جو نقدیاں بطور تحفہ تحائف دیتے ہیں وہ بھی اکثر تبلیغ کو دیدیتا ہوں خود کم لیتا ہوں، کیونکہ میں کتابوں کی تجارت کرتا ہوں اور اُن کی بکری سے مجھے اتنا ملجاتا ہے کہ میری کوئی ضرورت رُکی نہیں رہتی، اور محنت اور تجارت کو میں سُنّتِ رسول اللہؐ اور سنّتِ صحابہ رضؓ اور سنتِ اولیاء اللہ رحؒ سمجھتا ہوں، وہ سب بھی ملک و ملّت کی خدمت کرتے تھے، مگر انہوں نے کبھی اس طرح اپنی ذات کے لیئے لاکھوں کروروں روپیہ نہیں لیا۔

آپ یہ لکھ کر کہ میں آپ پر تہمت لگا رہا ہوں اور جھوٹ موٹ کہہ رہا ہوں، دیکھنے والوں کی اور جاننے والوں کی آنکھوں میں خاک نہیں ڈال سکتے۔ سارے ہندوستان کو معلوم ہے کہ آپ نے ہندوستان کے غریب ہندو مسلمانوں کو کس طرح آنکھیں بند کرکے لوٹا ہے، اور چندہ کھانے کے علاوہ آپنے امیروں اور رئیسوں کو دھمکا دھمکا کر روپیہ وصول کرنے کے بڑے بڑے کام کیئے ہیں۔ آپنے خود ہی ایک مجلس میں **هوتی مردان** کے ایک رئیس کا حال بیان کیا تھا، کہ میں نے اسکو دھمکایا اور اس نے مجھے **تین ہزار** روپیئے دیدیئے۔ بیچارہ مہذب ڈاکو جو آجکل آپ کا مصاحب بنا ہوا ہے۔ اتنا خطرناک نہیں ہے، جتنے خطرناک آپ ہیں، وہ سب کے علم میں ہے کہ اس کا پیشہ لوگوں کو ڈرا دھمکا کر روپیہ وصول کرنا

ہے، مگر آپ ایک طرف تو ہندو مسلمانوں کے لیڈر بنتے ہیں، اور ایک طرف مولانا واعظ بنتے ہیں، ایک طرف میلاد خواں بنتے ہیں، ایک طرف حج کرنے کے لئے چندہ مانگتے ہیں اور ایک طرف یہ بھی آپ کا ارادہ ہے جیسا کہ خود آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ آج بیگم صاحبہ کہتی تھیں کہ "بلا سے پیری مریدی شروع کرو تاکہ مفلسی دور ہو، گویا ایک طرف آپ کو پیر طریقت بننے کا بھی شوق ہے، مگر دوسری طرف امیروں اور ریاستوں کو دھمکانا یا ان کی خوشامد کرنا یا ان کی دلالی کرنا اور اس کے ذریعہ روپیہ کمانا آپ کا شیوہ ہے، پھر آپ بتلائیے کہ آپ کے مضمون کا عنوان ٹھیک ہے یا غلط، اور آپ ملک وملت کے خادم ہیں یا ڈاکو؟ اور آپکی اس لیپا پوتی سے کہ حسن نظامی مجھ پر تہمتیں لگائیگا، دیکھو ہوشیار رہنا بلکہ اسکی باتوں کو سُنکر اور اس کے زبردست اور سچے الزامات کو سُنکر اپنا دل میری طرف سے میلا نہ ہونے دینا، کیونکہ حسن نظامی کے الزامات ایک طرح میری صفائی کا موجب ہونگے، کچھ فائدہ آپکو نہ ہوسکیگا۔ کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ ان الفاظ سے آپ کی پوزیشن صاف ہو جائیگی۔ اجی خلیل خاں صاحب وہ دن گئے جب آپ فاختہ مارتے تھے، اب تو وہ دن آئے ہیں کہ آپ کو سب کھایا پیا اگلنا پڑیگا، بہت سونے کی اینٹیں جمع کرلیں۔ بہت بناوٹی رونا رو چکے، اب سچ مچ رونے کے دن آئے ہیں۔ اب باضابطہ آپسے حساب مانگا جائیگا اور آپ کی یہ حیلہ جوئیاں کسی کام نہ آئینگی۔ اور اب آپکی گربہ مسکینی سے کوئی شخص دھوکہ نہ کھائیگا

اخبار ہمدرد کی تعریف

میں نے منادی میں تمام اسلامی اخباروں اور رسالوں پر ایک تنقید لکھی تھی، اسی سلسلہ میں ہمدرد کی نسبت بھی اپنی رائے ظاہر کی تھی، لیکن یہ رائے اُسوقت لکھی گئی تھی جب ہمدرد ڈاکٹر سعید احمد صاحب جیسے شائستہ اور سنجیدہ ایڈیٹر کے ہاتھ میں تھا، چنانچہ میں نے آپ کے داماد زاہد علی صاحب سے کہا تھا، جبکہ آپ چندہ کا حج کرنے گئے ہوئے تھے کہ میں نے ہمدرد پر یہ رائے لکھی ہے اور میں اسکو عنقریب منادی میں شائع کرونگا، اور

میں نے اسی زمانہ میں ڈاکٹر سعید احمد صاحب سے بھی کہا تھا کہ آپ نے محمد علی صاحب کی عدم موجودگی میں اخبار کو ایسا اچھا چلایا اور اتنی محنت کی کہ ہر غور کرنے والا اسکی تعریف کریگا اور میرا خیال ہے کہ محمد علی صاحب حج سے واپس آکر آپ کو بڑی داد دینگے، لیکن افسوس آپ کو اللہ تعالیٰ نے احسان مندی اور قدر شناسی اور نمک حلالی کا مادہ ہی نہیں دیا، اس لیئے اُنہے حج سے واپس آکر ایک لفظ بھی ڈاکٹر صاحب کی محنت اور قابلیت کے متعلق ان کو نہیں دیا، انعام اور کئی مہینہ کی چڑھی ہوئی تنخواہ تو اپنی جگہ رہی۔

پس میں نے ہمدرد کی تعریف اُس زمانہ میں لکھی تھی جبکہ آپ کے ناپاک و ناشائستہ مضامین اس اخبار میں نہ ہوتے تھے اور منادی میں اخبارات پر جو رائے شائع ہوئی ہے وہ عرصہ کی لکھی ہوئی ہے، البتہ بعض اخبارات و رسائل کی تنقید اس میں نئی بڑھائی گئی تھی آپ لکھتے ہیں کہ حسن نظامی نے ہمدرد کی تعریف کر کے میری خوشامد کی مگر مجھے آپکی خوشامد کی ضرورت نہیں ہے، گذشتہ عید کے موقع پر جب آپ نے اور آپ کے بڑے بھائی نے میری خوشامد کی کہ چندہ کی فراہمی میں ہم سب ملکر کام کریں اور جتنی آمدنی ہو اُس کا ایک حصّہ آپ کی تبلیغ کو بھی دیا جائے تو میں نے جو کچھ جواب دیا تھا اگر آپ میں اور آپ کے بڑے بھائی میں ایمان باقی ہے تو آپ سچ سچ کہہ سکینگے کہ میں نے یہ جواب دیا تھا یا نہیں کہ "مجھے باہر کے مسلمان اتنا چندہ بھیجدیتے ہیں کہ دہلی کے چندہ سے حصّہ بٹانے کی ضرورت نہیں ہے اسواسطے میں چندہ لینے کی خواہش کے بغیر آپکے چندہ کی امداد کیلئے کام کرونگا۔"

خوشامد وہ شخص کرتا ہے جو کسی کا ذلیل ہو، یا کسی کا محتاج ہو، یا کسی کا دست نگر ہو مجھ کو خدا نے اپنے فضل سے محنت کرنیکی طاقت اور ہمّت عطا فرمائی ہے، اسواسطے میں دنیا میں سوائے خدا کے اور کسی کا بھی ذلیل اور محتاج اور دست نگر نہیں ہوں، اسواسطے میں کسی کی خوشامد نہیں کیا کرتا۔ یہ خوشامد تو آپ ہی کو زیبا ہے کہ مہاراجہ محمود آباد چونکہ آپ کے ان داتا اور نمک داتا اور زر داتا ہیں اسواسطے آپ ان کی خوشامد کرتے ہیں اور اسلیئے جب

آپ کے نمک دا آنا نے انگریزوں کو معاملات حجاز میں دخل دینے کے لیے تار دیا تو آپ نے ازراہ خوشامد اسپر اپنی کوئی رائے نہ لکھی۔ اگر کوئی دوسرا آدمی یہ فعل کرتا تو آپ پنجے جھاڑ کر اُس کے پیچھے پڑجاتے۔

میں اُس شخص کی کیا خوشامد کرونگا جو انشا پردازی میں میرے سامنے طفل مکتب ہے۔ اگر محمد علی مجھ سے اردو نویسی سیکھنے آتے تو میں ان کو نہایت نالائق اور نہایت طول نویس اور بہت بے سروپا اور الجھی ہوئی زبان لکھنے والا شاگرد سمجھتا۔ اور اگر وہ کوئی کتاب تصنیف کرنے بیٹھتے تو پھر کا اعلان جنگ اور ریبو کا اعلان صلح تو وہ کیا خاک لکھتے کیونکہ ایسی عام فہم مثالوں کے مضامین تو صرف قرآن شریف ہی میں پائے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے کہ میں اس قسم کی مثالیں دینے سے شرماتا نہیں ہوں۔ آپ تو گھٹیا سے گھٹیا ناول اور ادنیٰ سے ادنیٰ تاریخ اور نکمی سے نکمی کوئی کتاب بھی نہیں لکھ سکتے اور اگر کمرہ بند کرکے اور تیوری پر بل ڈال کر کئی کئی کاغذ پھاڑ کر بہت سی کتابوں کی چاروں طرف قطار لگا کر آپ کچھ لکھ بھی لیتے تو بازار میں ایک کوڑی کو کوئی شخص آپ کی تصنیف نہ لیتا۔ ذرا اپنے اخبار ہی کو دیکھیے کہ وہ تیرہ سو سے زیادہ نہیں چھپتا، اور غریبوں کے اخبار کو دیکھیے جسکی عمر دس گیارہ دن کی ہے کہ پانچ ہزار چھپتا تھا اور پرسوں سے چھ ہزار چھپنا شروع ہوا ہے۔

پس جس شخص کی تحریر اتنی مقبول ہو وہ اس شخص کی کیا خاک خوشامد کریگا جو انشا پردازی کے کوچہ میں تمام اخبار نویسوں سے بدتر اور ناقابل سمجھا جاتا ہے۔

جس زمانہ میں رو کھ نہ تھے تو ارنڈ رو کھ سمجھا جاتا تھا۔ یعنی جب مسلمانوں میں انگریزی لکھنے والے اخبار نویس نہ تھے تو آپ کی دھوم دھام ہوگئی تھی۔ لیکن جب خدا نے قوم میں ایسے افراد بکثرت پیدا کردئے تو آپ کی ہوا اُکھڑ گئی اور آپ آبرو باختہ لیڈر ہونے کے بعد آبرو باختہ اڈیٹر بھی ہوگئے، اور اسی کس مپرسی کی وجہ سے آپنے لاچار ہو کر

کا مرثیہ کو بند کردیا۔

باقی جواب کل سنیئے گا، کیونکہ اب میں ۳۱ر دسمبر تک آپکے تمام مضامین کے ہر حصہ کا مفصل جواب دونگا اور تازہ پرچوں سے باسی پرچوں کی طرف جاؤنگا، یعنی پہلے تازہ پرچوں کا جواب دیا جائیگا، اور اسکے بعد سلسلہ وار گذشتہ مضامین پر تنقید ہوگی تیار رہیئے کہ میں بھی تیار ہوں۔

حسن نظامی

مسٹر محمد علی کی تہذیب
مولانا احمد سعید صاحب کا مذاق اڑانا

مسٹر محمد علی کی تہذیب و شائستگی تو ان کے مضامین سے ہی ظاہر ہوتی ہے جو انھوں نے میرے خلاف اپنے اخبار میں لکھے ہیں، لیکن مسٹر محمد علی کا ایک عجیب واقعہ ان کی لیڈری کی شان تہذیب اسلامی کا پورا آئینہ کہا جا سکتا ہے۔

۲۶ر نومبر ۱۹۲۶ء جمعہ سے پہلے کا ذکر ہے کہ مسٹر محمد علی ملا محمد واحدی صاحب کے دفتر تشریف لائے جو مسٹر محمد علی کے مکان سے بہت قریب ہے، اور وہاں گاؤ تکیہ کے سہارے چت لیٹکر اپنے پیٹ کو پھلایا اور فرمایا:۔

مکہ شریف میں احمد سعید اس طرح پیٹ پھلائے پڑا رہتا تھا اس نے وہاں کوئی کام نہیں کیا۔ سارا دن لیٹا رہتا تھا۔ مؤتمر کے جلسوں میں بھی ہم زبردستی ووٹ شماری کے لیئے لے جاتے تھے۔

میں ان سب کی ایک ایک کر کے خبر لینے والا ہوں یہ جاتے کہاں ہیں۔

جسوقت سوراج کے آئندہ بادشاہ سلامت جمعیت علماء کے ناظم صاحب کی یہ نقالی فرما رہے تھے اور غیبت کر کے اپنے بھائی کا گوشت کھا رہے تھے انھوں نے اپنے عظیم الشان پیٹ کو اسیا اونچا کیا اور ایسی جنبش اپنے بدن کو دی کہ بے اختیار ہنسی آگئی کیونکہ ایک ٹانگ بھی اونچی کر لی گئی تھی۔ جسوقت یہ واقعہ ہوا تو دہلی کے دو معزز ایڈیٹر بھی موجود تھے ایک تو ملا محمد واحدی صاحب

جن کو محمد علی صاحب علی الاعلان سچا اور دانشمند کہہ چکے ہیں۔ اور دوسرے انکے بھتیجے سید عزیز حسن صاحب بقائی اور محمد علی صاحب انہی سے مخاطب ہوکر یہ نقالی فرمارہے تھے۔

اب میں جمعیت علماء کے مفتی صاحبان سے سوال کرتا ہوں اسلیئے نہیں کہ واقعہ ناظم جمعیت سے تعلق رکھتا ہے بلکہ اسلیئے کہ واقعہ ایک مسلمان کا ہے جسکی ایک بڑے لیڈر نے سب کے سامنے اس طرح توہین کی ہے، اور وہ توہین زبان کی بھی ہے اور پیٹ کی بھی ہے اور جسم کی شرمناک جنبشوں کی بھی ہے۔

تو مفتی صاحبان بتائیں کہ از روئے شریعت غیبت کرنیوالے لیڈر سخت کلامی کرنیوالے لیڈر۔ نقالی کرنیوالے لیڈر اور مسخروں کی طرح شرمناک حرکتیں کرنیوالے لیڈر کی نسبت ان کا کیا فتویٰ ہے۔ بشرطیکہ امنیں ایمان ہو اور ایمان میں جرأت ہو اور جرأت زبان و قلم بھی رکھتی ہو ورنہ ما بخیر و شما بسلامت۔ قوم کو تو یہ چشم دید و گوش شنید واقعات معلوم ہو ہی گئے۔ میں نے تو احتیاطاً مذکورہ اصحاب کے دستخط بھی اس تحریر پر لیلیئے ہیں تاکہ تصدیق مکمل ہو جائے اور مکرنے والا ہرجائی حسب عادت انکار نہ کر بیٹھے۔

راقم حسن نظامی ۹ دسمبر ۱۹۲۶ء

جی ہاں یہ واقعہ میرے مکان پر میرے سامنے ہوا تھا۔ واحدی

مجھ ہی سے مخاطب ہوکر عم محترم مولانا محمد علی نے مولوی احمد سعید کی نقلیں نکالی تھیں۔

عزیز حسن بقائی

حلیف اور حریف کھرے کھوٹے کی پرکھ کا وقت

آجکل جو بہتان رام پوری محمد علی اور انکی پارٹی نے مجھپر لگایا ہے اور جسکی تردید میں نے پوری طرح شائع کردی ہے، اس سے کھرے کھوٹے آدمیوں کی پرکھ ہو رہی ہے۔ جن لوگوں کے دلوں میں پہلے سے کھوٹ تھا وہ میری صفائی کو نہیں مانتے۔ اور جو کھرے اور ایماندار تھے ان کو اطمینان ہوگیا ہے۔

لیکن سب سے زیادہ اصلی اور نقلی دوستوں کا امتحان ہو رہا ہے اور جو لوگ بڑے مخلص بن کر میرے پاس آیا کرتے تھے۔ اور اپنے کام مجھ سے لیا کرتے تھے۔ آج معلوم ہو گیا کہ انمیں سے کتنے کھرے تھے اور کتنے کھوٹے تھے؟ بعض آدمی جن پر میں پورا بھروسہ رکھتا تھا کہ وہ سچے اور میرے مخلص ہیں اور ان کے دل میں اسلام کا اصلی درد ہے آج معلوم ہو گیا کہ وہ سب اپنے چہروں پر محبت اور اخلاص کا ملمع کر کے آتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی اس فتنہ میں ایک بڑی حکمت پوشیدہ تھی اس نے مجھے بتا دیا کہ اصلی مخلص کون ہے؟ اور بناوٹی مخلص کون ہے؟ اور حریف کون ہے اور حلیف کون ہے؟ تاکہ آئندہ میں ایسے لوگوں سے احتیاط کروں اور اپنے اسلامی کاموں میں ان پر بھروسہ نہ کروں۔

میں سخت کلامی کے خلاف ہوں

خدا کے فضل سے دہلی شہر میں میرے سچے مخلص بناوٹی مخلصوں کے مقابلہ میں زیادہ ہیں۔ اور وہ سب میری حمایت کیلئے سینہ سپر ہو کر میدان میں آگئے ہیں۔ مگر میں ان سب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس مقابلہ میں سخت کلامی سے احتیاط کریں اور کوئی لفظ ان کی زبان اور قلم سے غیر مہذب اور دل آزار نہ نکلنے پائے۔

مسٹر محمد علی کا آخری وقت

مجھے افسوس ہے کہ ہندوستان کے مایۂ ناز لیڈر کا رسوخ اور عروج آجکل سکرات میں مبتلا ہو گیا ہے۔ اور ان کی لیڈری کوئی دم کی مہمان ہے۔ انھوں نے خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری ہے اور ان کی یہ خودکشی ہمیشہ کیلئے ان کی عزت اور ناموری کو گمنامی کی خاک میں دفن کر دے گی۔

آریہ اخبارات کی خوشیاں

مسٹر محمد علی نے میرے خلاف اعلانِ جنگ کر کے آریہ اخبارات کو بغلیں بجانیکا

موقع دیا ہے۔ اور آج کل ہر آریہ اخبار میری اور مسٹر محمد علی کی لڑائی پر خوشی کے مضامین لکھ رہا ہے۔ مگر میں ان اخبارات کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ مسٹر محمد علی کچھ ہی کام کرتے رہیں میں ان سے صرف ۳۱ر دسمبر ۱۹۲۶ء تک مخاطب رہونگا۔ اسکے بعد میں ایک حرف اور ایک لفظ بھی مسٹر محمد علی کے اور ان کی پارٹی کے مقابلہ میں استعمال نہ کرونگا۔ اور میری پوری قوت پھر انہی حریفوں کے سامنے آجائیگی جو پانچ سال سے میرے مقابلہ میں ہیں۔

میر ممتاز علی صاحب پہلوان آج کل کے امتحان میں دہلی کے نامور مخلص مسلمان میر ممتاز علی صاحب پہلوان سوداگر پارچہ کی اخلاص شعاری معلوم کرنے کا دہلی والوں کو خوب موقع ملا۔ ان کو کسی فریق سے تعلق نہیں ہے۔ مگر ان کے دل میں اسلام کا درد دہلی کے ہر مسلمان لیڈر سے زیادہ ہے۔ اور وہ رات دن تمام بڑے بڑے آدمیوں کے پاس جاجا کر کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح ان لڑنے والوں میں صلح ہو جائے اور مجکو بھی صلح کے پیغام بھیج رہے ہیں اور سُنا ہے کہ انہوں نے اس غم میں کئی وقت تک کھانا بھی نہیں کھایا۔ میں ان کی اسلامی محبت اور مخلصانہ خدمات کی دل سے تعریف کرتا ہوں۔ مگر وہ جانتے ہیں کہ مسٹر محمد علی نے مجھ پر ازخود حملہ کیا ہے۔ اور میں پندرہ دن کے صبر کے بعد سامنے آیا ہوں اور وہ بھی محض صفائی کے لئے ازخود میں نے ابھی تک کوئی حملہ مسٹر محمد علی پر نہیں کیا لیکن اب میں نے اور میرے ساتھیوں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ ۳۱ر دسمبر تک مسٹر محمد علی کا پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کیا جائیگا۔ اور ایسی حالت میں کسی صلح کی گفتگو نہیں ہوسکتی۔ میری صلح بس میرا یہ اعلان ہے کہ ۳۱ر دسمبر ۱۹۲۶ء کو میں اپنا کام مسٹر محمد علی کے مقابلہ میں ختم کردونگا۔ اس واسطے کسی شخص کو بیچ میں پڑنے کی تکلیف نہ کرنی چاہیئے۔

جمعیت علمار کا مسلک اگرچہ جمعیت علمار کے آرگن اخبار الجمعیۃ دہلی نے علانیہ میری مخالفت شروع کردی ہے۔ لیکن مجھ سے مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمار اور مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمار نے بیان کیا کہ الجمعیۃ اخبار کی مخالفت ان کے علم اور آنکی اجازت

سے نہیں ہے، بلکہ ابوالاعلیٰ صاحب ایڈیٹر اخبار نے اپنی ذاتی رائے سے مخالفت شروع کی ہے۔

ان دونوں علمار کی نسبت یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ ایک رات کو دو بجے تک مسٹر محمد علی کو سمجھاتے رہے۔ مگر ان پر نصیحت کا کچھ اثر نہیں ہوا۔

مولانا احمد سعید صاحب نے میرے سامنے ایک فقرہ لکھ کر دکھایا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ یہ فقرہ اخبار الجمعیۃ میں چھپ جائیگا کہ "الجمعیۃ میں جو کچھ حسن نظامی کے خلاف شائع ہوا۔ وہ ایڈیٹر صاحب کی ذاتی رائے ہے، جمعیۃ علمار کے ممبروں کو اس سے تعلق نہیں ہے" اور مولانا احمد سعید صاحب نے یہ بھی کہا تھا کہ آئندہ ایڈیٹر صاحب کو مخالفت سے روک دیا جائیگا۔ مگر مولانا نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا۔ نہ وہ لکھا ہوا فقرہ شائع کیا۔ اور نہ الجمعیۃ کے ایڈیٹر صاحب مخالفت سے باز رہے۔ چنانچہ الجمعیۃ کے دوسرے نمبر میں بھی مخالفانہ مضمون شائع ہوا ہے۔

ان مقدس علمار کے قول اور فعل کو میں بہت احتیاط اور غور سے دیکھ رہا ہوں۔ مگر مجھے فیصلہ کرنے کی کچھ جلدی نہیں ہے۔

مولانا محمد عرفان جمعیۃ علمار کے مشہور کارگذار رکن ہیں۔ مجھ سے ان کا سالہا سال سے مخلصانہ میل جول ہے۔ میں آج تک کبھی ان کے ظاہر و باطن سے بدگمان نہیں ہوا۔ اور ابتک میرا خیال ہے کہ علمار کی جماعت میں ایسے مخلص اور بے نمود آدمی بہت کم ہوں گے جیسا کہ مولانا محمد عرفان ہیں۔ مگر آجکل وہ مسٹر محمد علی کے نفس ناطقہ بنے ہوئے ہیں اور رات دن حسن نظامی کی مخالفت کے توڑ جوڑ میں مصروف رہتے ہیں، اور سارے شہر میں گشت لگا کر طرح طرح کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ مگر جب وہ مجھ سے واقف ہیں تو میں بھی ان سے واقف ہوں۔ اسی دہلی کو سب کچھ نظر آجائیگا۔

ابوالاعلیٰ صاحب ایک نوعمر صاحبزادے ہیں، مودودی خاندان میں ہونے کے سبب میرے لیئے واجب التعظیم ہیں۔ میں ان کو اور ان کے بڑے بھائی مولوی ابوالخیر صاحب کو سالہا سال سے جانتا ہوں اور اپنے حقیقی عزیزوں کی طرح سمجھتا ہوں۔ اور اگر میں یہ کہوں

کہ میں ان کے اور ان کے بڑے بھائی کے بہت کام آیا ہوں۔ اور انکے بھائی کے ڈھائی سو روپے ماہوار کی نوکری حیدر آباد میں میری ہی کوششوں سے ہوئی ہے تو یہ ایک بہت چھچوری بات ہوگی۔ لیکن اس جھگڑے کی تاریخ آئندہ نسلوں کی معلومات کو پیاسا رکھیگی اگر میں جزئیات کی تفصیل قلم بند نہ کردوں۔ خاصکر میری اولاد ناواقف رہیگی۔ اگر میں اپنی زندگی کو عجیب و غریب تجربے اسکے لئے نہ لکھ جاؤں کہ ابو الاعلیٰ صاحب جو آجکل اخبار الجمعیۃ کے ایڈیٹر ہیں۔ اور ان کے بھائی مولوی ابو الخیر صاحب جو آجکل حیدر آباد کے محکمہ ترجمہ میں مترجم ہیں۔ میرے سگے عزیزوں کی طرح مخلص سمجھے جاتے تھے۔ مگر آج ابو الاعلیٰ صاحب نے مسٹر محمد علی کی غلط بیانی کا ساتھ دیا ہے اور ایسے غلط طریقہ سے میری مخالفت شروع کی ہے۔ جو اپنے منہ سے پکار رہا ہے کہ مجھے حسن نظامی کی ہر بات کو معیوب ثابت کرنا ہے۔

ابو الاعلیٰ صاحب کو معلوم ہو کہ میں جہاں ہوں انشاء اللہ تعالیٰ وہیں رہونگا لیکن آپکی مخالفت جہاں آجکل ہے وہاں ہرگز نہیں رہ سکتی۔

الامان مولانا مظہر الدین صاحب الامان کے ایڈیٹر چند سال سے دہلی میں آگئے ہیں ان کے خلاف دہلی میں جو کچھ ہوتا رہا میں ہمیشہ اس کوشش میں رہا کہ وہ مولانا مظہر الدین کے ساتھ نہ ہو۔ ان کی نسبت اہل دہلی کی جو رائے شروع سے تھی میں نے کبھی اس رائے میں عملی حصہ نہیں لیا۔ بلکہ مشکلات کے وقت انکی امداد میں کوشش کی۔ اور انکے اسلامی کاموں کی تائید میں اتنا حصہ لیا جتنا دہلی میں اور کسی نے یہانتک کہ مسٹر محمد علی نے بھی نہیں لیا۔

اگرچہ مولانا مظہر الدین صاحب نہایت صفائی سے اپنے اخبار میں میرے خلاف یا میرے خیالات کے خلاف لکھتے رہتے تھے۔ مگر میں اسکو انکی حق پرستی سمجھتا تھا۔ اور اس سے برا نہ مانتا تھا مگر مسٹر محمد علی کی حمایت میں انہوں نے جتنی جلد بازی سے کام لیا اور ایک دم مجھپر گولہ باری شروع کردی۔ اس سے مجھے فیصلہ کرنیکا موقع ملا کہ حقانیت اور خلوص کا ایک شائبہ بھی اس مخالفت میں مولانا کے پاس نہیں ہے اور وہ ایسے آدمی ہیں کہ ان سے ہر وقت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

مولانا حفیظ الدین قراش خانہ میں رہتے ہیں انجمن اتحادِ اسلامی کے سکرٹری ہیں اور زردوزوں کی انجمن کے پریسیڈنٹ اور بانی ہیں۔ دہلی کے مسلمانوں کی ہر تکلیف میں مدد کرتے ہیں، فسادات کے مقدموں میں سب سے زیادہ کچہریوں کا کام نہایت خوش اسلوبی سے انہی نے انجام دیا ہے۔ میرے ان سے کچھ زیادہ تعلقات نہیں ہیں۔ نہ کبھی آج تک انہوں نے مجھ سے کوئی اپنا کام لیا ہے۔ مگر میری اولاد اور میرے دوستوں کو یہ معلوم کر کے تعجب ہوگا کہ وہ نہایت صداقت اور خلوص کے ساتھ میری امداد کیلئے کمربستہ ہو گئے ہیں۔

حکیم ماہر اکبر آبادی حکیم محمود علی خاں صاحب ماہر اکبر آبادی عرصۂ دراز سے دہلی میں مطب کرتے ہیں۔ اور انکی طبی خدمات کا دہلی میں عام طور سے اعتراف کیا جاتا ہے۔ ایک ہفتہ وار اخبار ماہر کے نام سے انکی ایڈیٹری میں نکلتا ہے ۱۹۰۸ء میں جب میرے خاندان والوں نے مخالفت کا طوفان اٹھایا۔ تو مسٹر محمد علی کی مخالفت سے بھی بڑھ کر اسکی ٹھیل تھی۔ اُس وقت بھی حکیم ماہر صاحب میرے سب سے بڑے حامی و مددگار ہوئے تھے۔ واحدی صاحب اور قاضی لطیف الدین صاحب پیرزادہ درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین صاحبؒ اور علاء الدین صاحب نفیسری پیرزادہ درگاہ حضرت چراغ دہلی صاحبؒ اور سید جالب صاحب ایڈیٹر اخبار ہمدم نے بھی اسوقت میری تائید میں حصہ لیا تھا۔ اور غلام نظام الدین صاحب تاجر کتب دریبۂ کلاں بھی معین و معاون تھے لیکن حکیم ماہر صاحب سینہ سپر ہو کر مخالفوں کے سامنے مجمع عام میں کھڑے ہو گئے تھے۔ اور انہوں نے مخالفوں سے دو بدو تقریریں کی تھیں۔

آج پھر حکیم ماہر صاحب جن سے برسوں ملاقات کا موقع بھی نہیں ملتا یہ خبر سنکر کہ حریفوں نے میرے خلاف لام باندھا ہے حق و صداقت کی امداد کیلئے کمربستہ ہو گئے ہیں۔

اخبار مدینہ بجنور کے اخبار مدینہ نے جو مخالفانہ روش اختیار کی ہے، اس پر مجھے کچھ تعجب نہیں ہے۔ کیونکہ وہ میرے کام کا اور میری ذات کا ہمیشہ سے مخالف تھا جسکی وجہ

آج تک مجھے معلوم نہیں ہوئی۔ لہذا کچھ ضرورت نہیں کہ موجودہ مخالفت کی وجہ معلوم کرنے کی کوشش کروں۔

الفضل قادیان قادیانی جماعت کے اخبار الفضل نے جو کچھ میرے خلاف لکھا ہے میں اسکی کچھ پرواہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اسکی جماعت میرے خلاف اور میں اس کی جماعت کے خلاف ہمیشہ سے ہوں اور غالباً یہ مخالفت ہمیشہ رہیگی۔ پس اگر الفضل قادیان اس موقع سے فائدہ نہ اٹھاتا تو یہ اس کی بھول ہوتی۔

اخبار گرو گھنٹال لالہ شام لال کپور ایڈیٹر اخبار گرو گھنٹال و سابق ایڈیٹر روزانہ اخبار کیسری ذاتی طور پر میرے دوست ہیں اور روزانہ اخبار رعیت کے زمانہ میں میرے ساتھ کام بھی کر چکے ہیں، مگر میرے تبلیغی کام کے سب سے بڑے دشمن پنجاب میں یہی لالہ شام لال ہیں، جنھوں نے دل آزار اور توہین آمیز مضامین شائع کرنے میں میرے خلاف کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ مگر مسٹر محمد علی کے مقابلہ سے ان کو میرے ساتھ ہمدردی پیدا ہوئی ہے۔ اور انہوں نے اسکو گرو گھنٹال میں شائع بھی کیا ہے۔ میں ذاتی طور پر انکی ہمدردی کا ممنون ہوں۔ مگر لالہ جی کو یاد رہے کہ انہوں نے میرے تبلیغی کام کی جیتنی مخالفت کی ہے وہ سب میرے دل پر نقش ہے۔ اور میں مسلمانوں کا بدلہ انکی پالیسی سے ایک دن ضرور لونگا۔

اخبار ریاست دہلی سکھوں کا اخبار ہے۔ مگر کسی مذہب اور کسی فرقہ کا طرفدار نہیں ہے۔ ملکی فلاح اسکی پالیسی ہے۔ ہر فرقہ اور ہر جماعت کے عیب بغیر کسی طرفداری کے آزادی سے بیان کر دیتا ہے۔ مگر آج کل اس جنگ میں اس نے کچھ مضامین مسٹر محمد علی کے خلاف لکھے ہیں۔ اور ایک کارٹون بھی ان کے خلاف شائع کیا ہے جسکی نقل اس اخبار میں بھی شائع ہوگی

چونکہ یہ اخبار ہمیشہ میرے تبلیغی کاموں کی مخالفت کرتا رہتا ہے اسواسطے میں یہ خیال نہیں کرتا کہ اسکے ایڈیٹر نے ذاتی تعلقات کی بناء پر میری حمایت اور مسٹر محمد علی کی مخالفت کی ہے، بلکہ میرا خیال ہے کہ اخبار ریاست نے مسٹر محمد علی کی حرکت کو ملکی مفاد کے خلاف

سمجھ کر ایسا لکھا ہے۔ تاہم یہ ضرور معلوم ہوگیا کہ مخلص کون ہیں؟ اور سچے کون ہیں؟ اور خود غرض کون ہیں؟ اپنے کون ہیں اور پرائے کون ہیں؟ حریف کون ہیں اور حلیف کون ہیں؟

اخبار حقیقت لکھنؤ یہ اخبار لکھنؤ سے روزانہ شائع ہوتا ہے اور مسلمانوں میں وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ حضور نظام کا اتنا بڑا حامی ہے کہ موجودہ شورش میں، ۷ نمبروں میں نہایت زبردست مضامین حضور نظام کی حمایت میں اس نے شائع کئے تھے مگر اسکو بھی مسٹر محمد علی کی موجودہ روش پسند نہیں آئی اور اس نے آزادی کے ساتھ اپنے خیالات مسٹر مسٹر محمد علی کے خلاف شائع کر دیئے جن کا ایک حصہ اس اخبار میں بھی درج ہو چکا ہے۔

اخبار عزیز ہند جھانسی یوپی کا مشہور اسلامی اخبار ہے اور بندیل کھنڈ میں اسلامی حقوق کی بہت بڑی خدمات انجام دے رہا ہے۔ اس نے بھی مسٹر محمد علی کے خلاف لکھنا شروع کیا ہے۔ اور وہ مسٹر محمد علی کے کام کو بہت برا سمجھتا ہے۔

بقائی صاحب ماہوار رسالہ پیشوا دہلی کے اڈیٹر ہیں۔ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی اولاد ہیں۔ دہلی شہر میں بچہ بچہ ان کو جانتا ہے کہ ہمیشہ لیڈروں کی چھپی کمزوریوں کو آزادی اور دلیری کے ساتھ ظاہر کرتے رہتے ہیں۔ میرے تبلیغی کام کے بہت بڑے معاون ہیں۔ اور مسٹر محمد علی اور ان کے بڑے بھائی مسٹر شوکت علی کی تحریک خلافت سے انکو دیرینہ اعتقاد ہے اور وہ ان دونوں بھائیوں کے اتنے زیادہ معتقد ہیں کہ سالہا سال سے ان دونوں کو چچا کہتے اور چچا سمجھتے ہیں۔ اور چونکہ میں تحریک خلافت میں زور شور کے وقت شریک نہیں ہوا تھا اس واسطے یہ میری بھی مخالفت کر چکے ہیں۔ مگر آج ان کو بھی مسٹر محمد علی کے اس اعلان جنگ سے اختلاف ہے۔ اور وہ علانیہ مسٹر محمد علی کے مخفی اسرار طشت از بام کر رہے ہیں۔ انکا جوش ہر کام میں ہر جوشیلے آدمی سے آگے رہنے کی کوشش کیا کرتا ہے۔ اور بڑے بڑے لیڈر ان کا نام سنکر لرز جاتے ہیں۔ خصوصاً دہلی کے وہ لیڈر جن کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ ہے ہمیشہ اس دُبلے پتلے منحنی آدمی کے خیال سے خود ہی خود کانپا کرتے ہیں۔ اس موقع پر بقائی

صاحب جو نقشبندی کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ ایسی تیز رفتاری سے چلنا چاہتے تھے کہ جو کسی کے قابو میں آتی معلوم نہ ہوتی تھی۔ مگر میں نے اور واحدی صاحب نے اور بھیا فقیر عشقی صاحب نے بقائی صاحب کی خفگیاں برداشت کیں اور ان کو تیز خرامی سے روک لیا کیونکہ میں مسٹر محمد علی اور انکی پارٹی کو ذلیل کرنا نہیں چاہتا، بلکہ لاجواب کرنا چاہتا ہوں اور انکے الزامات کی صفائی کے سوا اور کوئی میرا مقصد نہیں ہے۔ تاہم میرے رفیقوں اور میرے دوستوں کو یہ معلوم کرکے خوشی ہوگی کہ بقائی صاحب نے اس موقع پر وہی کام کیا جسکی مجھے ان کے خلوص سے توقع تھی۔

رسالہ مولوی دہلی یہ ماہوار رسالہ اُن منشی عبدالحمید خاں صاحب کی ملکیت میں ہے جو ایک زمانہ میں جمعیت علمار کی طرف سے اخبار مسلم نکالتے تھے اور جن کو مسٹر محمد علی نے کاتب ہونے کا طعنہ دیا ہے۔ حالانکہ وہ عرصۂ دراز تک علمار کے ایسے کاتب رہ چکے ہیں کہ جسکو جمعیت علمار اور اسکے ہمخیال اپنی زبانِ گویا سمجھتے تھے۔ اور ان سب کی تقدیر اسی کاتب کے ہاتھوں میں اٹکی ہوئی تھی۔

آج بھی منشی عبدالحمید خاں کا رسالہ **مولوی** جمعیت علمار کے عقائد کی تبلیغ کرتا ہے۔ میرے صوفیانہ عقائد سے اسکو اختلاف ہے، مگر اسکے باوجود میرے تبلیغی کاموں کی حمایت اس رسالہ میں ہوتی رہتی ہے۔ اور مسٹر محمد علی کا اعلانِ جنگ ہوتے ہی جبکہ میں بمبئی میں تھا اتنی منشی عبدالحمید خاں نے غریبوں کا روزانہ اخبار جاری کردیا جسکی نسبت مسٹر محمد علی اور انکی پارٹی یہ خیال کرتی ہے کہ میرے اشارے سے جاری کیا گیا ہے، مگر اسکی کچھ اصلیت نہیں ہے۔ اس اخبار کا اجرار میرے مشورہ اور میرے علم کے بغیر ہوا ہے لیکن ہاں اب میں نے اسکی نگرانی شروع کردی ہے۔ تاکہ اسمیں کوئی مضمون ایسا شائع نہ ہو جو مسٹر محمد علی کے مضامین کی طرح ناشائستہ اور نامعقول اور غیر مہذب سمجھا جائے۔ اب میں نے اپنے ہفتہ وار اخبار منادی کو ایک مہینہ کے لیے ملتوی کرکے اس اخبار

کے ذریعہ کام شروع کیا ہے۔ اور منادی کے خریداروں کو آٹھویں دن اب اشتی اخباروں
کا مجموعہ بھیجا جائیگا۔ اور ایک مہینہ کے بعد جب منادی جاری ہو جائیگا تو میری نگرانی
اس اخبار پر نہیں ہوگی۔ تاہم مجھے کہنا یہ ہے کہ منشی عبدالحمید خاں نے بھی اس موقع پر
جبکہ میں دہلی میں موجود نہ تھا۔ سچی اخلاص مندی اور حقیقی دوستی اور دلی حمایت کا ثبوت
دیا۔ اور وہ حق کے مقابلہ میں باطل سے ذرا بھی نہ ڈرے۔ اور آج میدان میں بڑے بڑے
بہادروں کے سامنے قلم کا نیزہ لیے ہوئے کھڑے ہیں۔

واحدی صاحب | رسالہ نظام المشائخ اور رسالہ درویش کے اڈیٹر ہیں۔
سنہ ۱۹۰۸ء سے میرا ان کا تعلق ہے۔ مجھکو کوئی دکھ درد دنیا کا ایسا پیش نہیں آیا جس میں
واحدی صاحب نے برابر کا حصہ نہ بٹایا ہو۔ میں اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھتا ہوں کہ اس نے
مجھکو واحدی صاحب اور بھیا فقیر عشقی اور خاکسار صاحب جیسے مخلصین عطا فرمائے۔
میں واحدی صاحب سے عقل اور سمجھ میں کم ہوں۔ اور بھیا فقیر عشقی سے تو علم اور عقل میں
بہت ہی زیادہ کم ہوں۔ لیکن ان دونوں کی عقلی اور علمی امداد پر میرے سب کاموں کا
انحصار ہے۔ وہ دونوں میری ذات کے ساتھ اتنے وابستہ ہیں جتنا میری روح کے ساتھ
میرا جسم اور میرے جسم کے ساتھ میری روح کا تعلق ہے۔ ان دونوں کو میری ذاتی حالت
کا مجھ سے زیادہ فکر رہتا ہے۔ وہ میری عدم موجودگی میں میرے اہل وعیال کی اتنی خبر
رکھتے ہیں کہ میں اپنی موجودگی میں بھی اپنے اہل وعیال کی اتنی خبر نہیں رکھ سکتا۔

بھیا احسان | بھیا احسان فقیر عشقی صلح کل مشرب رکھتے ہیں۔ اسلئے میرا تبلیغی
کام ان کو شروع سے ناپسند ہے اور جسدن رسالہ داعی اسلام پہلی دفعہ چھپکر آیا تو
بھیا فقیر عشقی نے مجھ سے کہا کہ اسکی لاگت مجھ سے لے لیجئے اور اسکو آگ میں جلا دیجئے۔
مگر باوجود اس اختلاف رائے کے بھیا فقیر عشقی نے بھی سب سے زیادہ دانشمندی
کے ساتھ اس فتنہ کے موقع پر میری مدد کی۔ اور وہ مدد یہی تھی کہ مجھکو مخلصانہ مشورے دئے

اور بار بار مقابلہ سے بچانے اور معاملات کو عمدگی سے سلجھانے کی کوشش کرتے رہے۔

مسٹر محمد علی نے اپنی تقریروں اور تحریروں میں بھیا احسان فقیر عشقی اور واحدی صاحب کی دانشمندیوں کو تسلیم کیا ہے۔ مگر ان کو یہ بھی خیال کرنا چاہیئے کہ ان کے پاس بھی ایسا کوئی اصلی مخلص اور دانشمند اور حقیقی خیر خواہ موجود ہے؟ اگر ہے تو وہ نام بتائیں اور نہیں ہے تو اسکی وجہ بتائیں کہ "ایک مخبر" اور "ایک جاسوس" اور "ایک بدمعاش" اور "ایک حرامخور" اور "ایک نمک حرام" (یہ سب خطاب مسٹر محمد علی نے مجھے دئے ہیں) کو تو خدا نے ایسے دانشمند مخلص دوست دئے۔ مگر مسٹر محمد علی جیسے لیڈر اور متقی اور پارسا مخلص دوستوں سے محروم رہے اسکی کیا وجہ ہے؟ اسکی وجہ میں بتائے دیتا ہوں کہ مسٹر محمد علی میں کسی کو دوست بنانے اور کسی کے اخلاص کے قدر کرنے کی لیاقت نہیں ہے۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت دی ہے کہ میں مخلصوں کی قدر پہچانتا ہوں اور انکی مخلصانہ بات اور مشورہ کو مان لیتا ہوں مگر مسٹر محمد علی کسی مشورہ کی برداشت نہیں کر سکتے۔ اور ہر مخلصانہ مشورہ سے آگ بگولا ہو جاتے ہیں۔

مولانا محمد عرفان صاحب سب سے پہلے خوش نصیب آدمی ہیں، جو کچھ عرصہ سے مسٹر محمد علی کی نگاہوں میں مخلص بنے ہوئے ہیں لیکن جس دن مسٹر محمد علی کو یہ معلوم ہوا کہ مولانا عرفان نے کوئی اخبار جاری کیا یا ان کا رسوخ قوم میں بڑھا، اسی دن مسٹر محمد علی ان کو بھی زیر و زبر کرنے کی کوشش شروع کر دینگے۔ مولانا مظہر الدین صاحب آجکل جس عہدہ پر ہیں اور جو رسوخ دہلی کے چند مسلمانوں میں انہوں نے پیدا کر لیا ہے وہ بھی مسٹر محمد علی کے ہاتھوں چند روز کا مہمان ہے۔ کیونکہ مولانا مظہر الدین کی قائمقامی کے لئے مسٹر محمد علی ایک پتلا ڈھال رہے ہیں، بس جان ڈالنے کی دیر ہے۔ جان پڑتے ہی وہ مولانا مظہر الدین کے سامنے آجائیگا

رسالہ اردوئے معلّٰی دہلی | ماہوار رسالہ اردوئے معلّٰی دہلی کا ایک کامیاب پرچہ ہے۔ اسکے مالک منشی قربان علی صاحب بسمل میرے سالہا سال کے ملنے والے ہیں، اور میں نے

کبھی ان کی طرف سے کوئی تکلیف نہیں اٹھائی۔ وہ ہمیشہ میرے دکھ درد میں شریک رہے اور ان کی وضع داری میں میرے ساتھ ایک دن بھی فرق نہیں آیا۔ آج اس ہلچل کے موقع پر ان کے رسالہ نے بھی میرا ساتھ دیا۔ تاکہ آئندہ نسلیں یاد کریں کہ دہلی کے شرفاء کیسے وضع دار ہوتے تھے

رسالہ دین و دنیا دہلی محمد انوار صاحب ہاشمی کی ملکیت اور سید شوکت صاحب فہمی کی ایڈیٹری میں دہلی سے نکلتا ہے اور نہایت زبردست اور مقبول عام رسالہ مانا جاتا ہے۔ اس کے ایڈیٹر اور مالک سے میرے سالہا سال کے تعلقات ہیں۔ اور اس رسالہ کے دفتر کا نام میرے ہی نام پر رکھا گیا ہے اور سب لوگ اس دفتر کو میرا ہی دفتر جانتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ کئی برس ہو گئے میرا اس رسالہ کی سرپرستی اور دیکھ بھال سے کسی قسم کا بھی تعلق نہیں ہے۔ لیکن ذاتی دوستی اپنی جگہ پر قائم ہے اور اسمیں کسی قسم کا فرق نہیں آیا ہے۔ یہ دونوں مجکو واحدی صاحب اور بھیا فقیر عشقی کی طرح عزیز ہیں۔ اگرچہ مجھے انکی تصنیفات اور انکی تحریرات اور ان کے طریق تجارت سے کچھ بھی واقفیت نہیں ہوتی لیکن میں ان دونوں کی اور ان کے رسالہ کی ترقی اور سلامتی اپنی ترقی اور سلامتی سمجھتا ہوں اور مسٹر محمد علی کو سکھاتا ہوں کہ دنیا میں لیسوڑے کی خاصیت معیوب سمجھی جاتی ہے اور آرہ کی خاصیت پسند کیجاتی ہے۔

دین و دنیا کا رسالہ خواہ مخواہ میری لپیٹ میں آگیا اور مسٹر محمد علی نے اسپر بھی حملہ کر دیا۔ کاش مسٹر محمد علی کو معلوم ہوتا کہ دین و دنیا کے اڈیٹر غالباً غیر جانبدار رہتے اور اس جنگ میں حصہ نہ لیتے۔ مگر انہوں نے ایک ہونہار اہل قلم کو خود ہی اپنے لئے جھاڑ کا کانٹا بنا لیا۔ اور اب غالباً ناظرین مسٹر فہمی کی قلم آرائیاں مسلسل اس اخبار میں دیکھا کرینگے۔

جنرل نیوز دہلی کا مقامی اخبار ہے۔ دہلی میں جس نظر سے دیکھا جاتا ہے اسکو سب لوگ جانتے ہیں۔ کسی لیڈر کی ہستی اس کے قلم سے محفوظ نہیں رہی۔ میرے خلاف بھی جوابات اس کی جرائے میں آئی ہمیشہ اس نے شائع کی اور اب اس جھگڑے میں بھی اس نے ایک مقدمہ

اپنے اخبار میں شائع کیا ہے جسمیں مسٹر محمد علی کا اور میرا نام جس طریقے سے لکھا اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ جنرل نیوز میرا بھی اتنا ہی مخالف ہے جتنا مسٹر محمد علی کا ہے لیکن اس مقدمہ کا فیصلہ مسٹر محمد علی کے خلاف کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عام رائے لوگوں کی مسٹر محمد علی کے موافق نہیں ہے اور وہ لوگ بھی جو ہمیشہ میری مخالفت کرتے رہتے تھے اس معاملہ میں مسٹر محمد علی کی روش کو پسند نہیں کرتے۔

زمیندار لاہور آخر میں مجھے اخبار زمیندار کے متعلق لکھنا ہے کہ اسنے اس جھگڑے میں اپنی غیر جانبداری کو نہایت عمدگی سے قائم رکھا، حالانکہ مسٹر محمد علی نے مولٰنا ظفر علی خاں صاحب کو میرے خلاف ابھارنے اور بھڑکانے کی کوئی کوشش باقی نہ چھوڑی اور واقعات کا بھی یہ تقاضا تھا کہ مولانا ظفر علیخاں میری مخالفت میں مسٹر محمد علی سے زیادہ حصہ لیتے کیونکہ ان کو اور صرف انہی کو میرے اس کام سے نقصان پہنچا جسپر محمد علی کے جھگڑے کی بنیاد ہے۔ مگر مولانا ظفر علیخاں صاحب نے چونکہ مجھ سے کچھ عرصہ پیشتر صلح کر لی تھی اسواسطے وہ سچے مسلمانوں کی طرح اس صلح پر قائم رہے اور انہوں نے اپنے نقصان کا انتقام اس موقع پر لینا پسند نہ کیا جبکہ مسٹر محمد علی خواہ مخواہ میرے خلاف کھڑے ہوئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ مولانا ظفر علیخاں نے بڑی ہوشیاری سے کام لیا کہ وہ دشمن لڑ رہے ہیں جا ہے جسکو شکست ہو ہر حال میں مولانا ظفر علی خاں کی فتح ہے۔ اسواسطے انہوں نے اس لڑائی میں حصہ نہیں لیا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ مسٹر محمد علی کو بھی یہ ہوشیاری برتنی چاہیئے تھی کہ جب میری مولانا ظفر علی خاں سے صلح ہوئی تو وہ بجائے اسکے کہ مجھپر حملہ کرتے اور مولانا ظفر علی خاں کی لڑائی کے ایام میں ایک دوسری لڑائی مول لیتے عقل کا تقاضہ یہ تھا کہ پہلے وہ لاہور کے دشمن کو مغلوب کرتے اسکے بعد میری طرف رُخ کرتے لیکن تقدیر کا لکھا ان مٹ ہے مولانا ظفر علی خاں کے مقابلہ میں ان کے ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے اور قریب تھا کہ وہ چاروں شانے چت گر پڑیں اور پنجاب کے پہلوانوں میں غُل ہو کہ ہم ہم بھی ۔ اور کر

"وہ مارا وہ مارا" اسواسطے مسٹر محمد علی نے حسن نظامی کو نرم چارہ سمجھا اور اپنی خفت مٹانے کو حسن نظامی پر حملہ کر دیا۔ تاکہ لوگوں کی توجہ مولانا ظفر علی خاں کی طرف سے ہٹ کر اس نئے جھگڑے میں مصروف ہو جائے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے مسٹر مانٹیگو نے کہا تھا کہ مسٹر لائڈ جارج وزیر اعظم نے اپنی بے اقتداری روکنے کے لئے مسٹر مانٹیگو کو صدقہ کا بکرا بنا دیا۔ مگر مسٹر محمد علی کو معلوم رہے کہ حسن نظامی ان کے لیئے نرم چارہ ثابت نہیں ہوگا۔ بلکہ ایسا لوہے کا چنا ثابت ہوگا کہ جو انکے دانتوں میں قیامت تک نہ پس سکیگا۔ رہے مولانا ظفر علی خاں سو وہ پنجابی ہیں اور پنجاب کے آدمی ایسے سخت جان ہوتے ہیں کہ رامپور کے لوگ لاکھ جتن کریں پنجابیوں کو مغلوب نہیں کر سکتے بلکہ وہ ہمیشہ اپنے مخالفوں کی روح قبض کر کے ہی دم لیتے ہیں۔

حریف اس ناگہانی حملہ میں جسکا مجھے شان گمان بھی نہ تھا کیونکہ رامپوری محمد علی نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ ان کا ارادہ یہ خط شائع کرنیکا نہیں ہے۔ مجھے بعض ایسے حریفوں کا علم ہو گیا جن کو مرتے دم تک اپنا اور حلیف سمجھتا رہتا۔ اور خبر نہیں کس نازک موقع پر ان کی دغا ظاہر ہوتی۔ مگر اس حملہ نے ہر اپنے اور پرائے کا برقع ہٹا دیا۔ اور ہر شخص کی اصلی صورت نظر آگئی۔

حلیف لڑائی کے موقع پر عرب لوگ دوستوں اور مددگاروں کو حلیف کہا کرتے تھے اسلیئے میں بھی اپنے احباب کو حلیف کے لفظ سے یاد کرتا ہوں۔ اور مجھے فخر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس معرکہ میں ایسے حلیف عطا فرمائے جو رامپوری محمد علی صاحب کو ارجن کا جنم لینے کے بعد بھی نصیب نہ ہونگے۔

گہری سازش اب یہ بات آہستہ آہستہ صفائی سے نظر آتی جاتی ہے کہ رامپوری محمد علی صاحب نے میرے خلاف اعلانِ جنگ کرنے سے پہلے تمام ہندوستان کے شہروں اور قصبوں کے خلافتی آدمیوں یا اُن اشخاص سے [illegible] رکھتے ہیں ایک مخفی

سمجھوتہ کرلیا تھا کہ میری مخالفت شروع ہوتے ہی تم ہر جگہ اسکو مشہور کرنیکی کوشش شروع کردینا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جونہی ساپیوری صاحب نے ۷ نومبر ۱۹۲۶ء کو اعلان جنگ کیا فوراً ہر جگہ ان کے آدمی مصروف عمل ہوگئے اور انہوں نے کروروں ہندو مسلمانوں کو میرے خلاف بھڑکا دیا اور ایک ایسا طوفان پیدا ہوگیا جسکا مجھے وہم و گمان بھی نہ تھا اور یہی وجہ ہے کہ انکے حامی اخبارات بھی ایک دم میرے خلاف ٹوٹ پڑے۔

حسن نظامی کا استقلال

لڑائی میں رجز اور تعلّی کی اجازت ہوتی ہے اسلیئے مجھے اس تعلّی کا حق ہے کہ میرے کروروں حریفوں نے آزما لیا ہوگا کہ ایسی ناگہانی اور ایسی متحدہ اور ایسی ہر سمت کو محیط کیئے ہوئے شورش سے بھی میرے اوسان پراگندہ نہیں ہوئے اور میں ایک فاطمی شخص کی شان سے میدان میں کھڑا مسکراتا رہا۔ جبکہ شامی اور کوفی ہر طرف سے اپنے اپنے سب ہتھیار لیکر مجھپر ٹوٹ پڑے تھے۔

اس تعلّی کا ثبوت میری تحریروں سے ملیگا جو میں نے جواب میں شائع کی ہیں کہ انکے ایک لفظ میں بھی سراسیمگی اور ہراس نہیں پایا جائیگا۔ حالانکہ حملہ آور لشکر کے سپہ سالار مسٹر محمد علی میری پہلی ہی جنبش میں حواس باختہ ہوگئے اور بے سروپا بازاری باتیں لکھنے پر اتر آئے۔

آخر میں میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری نیت کو خلوص عطا فرمائے اور اس مقابلہ میں مجھ سے نفسانیت کی کوئی حرکت بھی سرزد نہو۔ اور میں محض اپنی محبوبہ تبلیغ کو لنکا کے راون کے حملہ سے بچانے میں کامیاب ہوجاؤں اور کہوں کہ آئیے جناب راون اب میری کمان کا بھی ایک تیر دیکھئے۔

حسن نظامی

سازش کے ثبوت

اب یہ بات سب کو معلوم ہوگئی ہے کہ مسٹر محمد علی نے میرے تبلیغی کام کو درہم برہم کرنے اور اپنی دانست میں اسکو قطعی ملیامیٹ کرنے کے لیئے کوئی باقاعدہ سازش کی تھی۔ اور کراچی کی یہ اطلاع بالکل درست ہے کہ ان سب کانگرسی

لیڈروں میں کوئی خفیہ سمجھوتہ ہوا ہے کہ مسٹر گاندھی کو میدان میں لانے سے پہلے شدھی و تبلیغ کی تحریکوں کو نیست و نابود کر دیا جائے۔

اس اطلاع پر یقین کرنے کی کئی وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ خود مسٹر محمد علی نے میری مخالفت کے مضامین میں کئی جگہ لکھا ہے کہ میں نے خط کی اشاعت سے پہلے اہل الرائے لوگوں سے مشورہ لیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خط کی اشاعت یا عدم اشاعت ایسی چیز نہ تھی کہ جسکی نسبت مشورہ لیا جاتا کیونکہ ایک جاسوس اور خطرناک آدمی کی اطلاع شائع کرنے میں جسکی جاسوسی کا ثبوت ہاتھ میں موجود ہو مشورہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ہر اخبار نویس خصوصاً مسٹر محمد علی جیسا اخبار نویس آزادی اور بیباکی سے اس خط کو شائع کر دیتا مگر مسٹر محمد علی کہتے ہیں کہ میں نے بڑے بڑے اہل الرائے لوگوں سے عرصہ تک مشورہ کیا اور کئی جگہ مشورہ کرنے کے بعد یہ خط شائع کیا گیا۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ مشورہ اس سلسلہ میں تھا کہ اس خط کی اشاعت سے تبلیغی مسماری کا کام لیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

دوسری دلیل اس سازش کی یہ ہے کہ مسٹر محمد علی نے پہلے ہی دن سے تبلیغ کی مخالفت ان مضامین میں شروع کر دی اور یہ لکھنے لگے کہ میں تبلیغ کو نیست و نابود کر دونگا قصور اگر ثابت ہوتا اور جرم اگر ہوتا تو حسن نظامی اسکا مجرم تھا تبلیغ اسلام نے کیا خطا کی تھی کہ اسکو نیست و نابود کرنے کا دعویٰ شروع کر دیا گیا۔

مسٹر محمد علی اگر یہ لکھتے کہ چونکہ حسن نظامی مخبر و جاسوس ہے اسلیئے تبلیغ کا کام اسکے ہاتھ سے لیلیا جائے اور کسی دوسرے آدمی کو یہ کام دیدیا جائے مگر انھوں نے ایسا نہیں لکھا بلکہ ابتدا ہی سے کہنے لگے کہ تبلیغ کو مٹا دونگا تبلیغ کو فنا کر دونگا۔

پس صاف طور سے ثابت ہو گیا کہ وہ اس خط کی آڑ میں ایک مقررشدہ سازش کے بموجب خاص خاص مشوروں کے بعد تبلیغ کو مٹانے کا بیڑا اٹھا کر کھڑے ہوئے تھے۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ مسٹر محمد علی کا اعلان شائع ہوتے ہی الامان، الجمعیۃ، مدینہ،

خلافت وغیرہ اخبارات نے ایک دم ایک ہی وقت میں باقاعدہ اور بہت سخت مخالفت شروع کردی جس سے ثابت ہوا کہ وہ سب سازش میں شریک تھے اور پہلے سے طے ہو گیا تھا کہ آپ خط والی بات شروع کیجئے ہم سب مختلف سمتوں سے حسن نظامی پر ٹوٹ پڑینگے اور اس کی تبلیغ کو پاش پاش کر دینگے۔

چوتھی دلیل یہ ہے کہ خط کے شائع ہوتے ہی ہر شہر کے سیاسی آدمیوں نے میری ذات اور میرے تبلیغی کاموں کو بدنام کرنیکا کام شد و مد سے پوری مستعدی کے ساتھ جاری کردیا۔

پانچویں دلیل یہ ہے کہ باوجود اسکے کہ میں نے حلف نامہ تک شائع کردیا کہ میں نے کبھی جاسوسی نہیں کی اور حضور نظام اور کسی مسلمان بادشاہ کے خلاف کبھی کوئی مخبری نہیں کی۔ مگر پھر بھی مسٹر محمد علی اور ان کے ساتھی اخبار شدید مخالفت میں مصروف ہیں اور حلف کو نہیں مانتے۔

اس سے ظاہر ہے کہ ان کا مقصد ایک سازش کی بنا پر تبلیغ کو ملیامیٹ کرنے کا ہے اسواسطے وہ اس حیلہ کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں تاکہ اسکے ذریعہ تبلیغ پر ضرب پڑ سکے۔

یہ پانچ دلیلیں تو ظاہری آنکھوں سے نظر آتی ہیں اور باقی حالات عنقریب ظاہر ہوجائینگے جن کے مخفی رکھنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

مگر میں ان سب حریفوں کو آگاہ کردیتا ہوں کہ ان میں سے کوئی بھی تبلیغ اسلام کو نہ مٹا سکے گا اور انکے ہر ارادہ کو جو اسلام کے خلاف ہوں پوری شکست ہوگی اور میں چاہے تبلیغی کام کو اپنے ہاتھ میں رکھوں یا نہ رکھوں مگر تبلیغی کام نہیں مٹ سکتا بلکہ اسکے مٹانیکا ارادہ کرنیوالے خود نیست و نابود ہوجائیں گے اور دنیا دیکھ لیگی کہ ان میں سے ہر ایک غارت و ناپید ہوگیا۔

حسن نظامی ۱۱ دسمبر ۱۹۲۶ء

مسٹر محمد علی کو مشورہ

مسٹر محمد علی نے کانگرسی غیر مسلمین کے کہنے سے اسلامی کالجوں اور اسکولوں کو توڑنے کا کام شروع کردیا تھا مگر اپنے کانگریسی دوستوں سے

یہ نہ کہا تھا کہ پہلے تم اپنے قومی کالج و اسکول توڑ دو - اسکے بعد ہم بھی توڑ دینگے - نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کی تعلیمی درسگاہوں کو نقصان پہونچ گیا اور غیروں کے درس خانے سلامت رہے -

ایسا ہی اب پھر مسٹر محمد علی کو دھوکہ دیا جا رہا ہے کہ پہلے تم تبلیغ کو مٹا دو اس کے بعد ہم شدھی کو مٹا دینگے -

لہذا مسٹر محمد علی کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ پہلے اپنے صلاح کاروں سے شدھی کا کام بند کرائیں اور اسلامی تبلیغی کام پر حملہ میں پیشقدمی کی غلطی نہ کریں -

لیکن اگر اُنھوں نے دوبارہ غلطی کی تو ثابت ہوگا کہ وہ احمق مسلمان ہیں کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ عقلمند مسلمان ایک دہوکہ کے بعد دوسری دفعہ دہوکہ میں نہیں آیا کرتا

اگر مسٹر محمد علی نہ مانے اور اُنھوں نے اپنے صلاح کاروں کے حکم پر عمل کرنا شروع کر دیا تو اُن کو یاد رہے کہ ان کی ساری رہی سہی عزت اور لیڈری خاک میں ملجائیگی اور مسلمان قوم میں ایک شخص بھی ان کا مددگار نہ رہیگا - سوائے ان کے جو پہلے ہی مسٹر محمد علی کی طرح محض دکھاوے کے مسلمان ہیں - حسن نظامی ۱۱ دسمبر ۱۹۲۶ء

حسن نظامی کو رسوا کرنیکی تیاریاں

مجھے مسٹر محمد علی کے آس پاس رہنے والے لوگ پل پل کی خبریں دے رہے ہیں - اور میں مسٹر محمد علی رامپوری کے ہر ارادہ اور ہر سازش اور ہر تیاری سے پوری طرح واقف ہوں -

جن پر وہ بھروسہ کرتے ہیں اور جن کو وہ محرم راز سمجھتے ہیں وہی مجھے انکے ارادوں سے آگاہ کرتے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسٹر محمد علی کے آس پاس اہل غرض کا مجمع ہے سچا مسلمان ایک بھی نہیں ہے

مسٹر محمد علی فرضی خطوط بنوا رہے ہیں، مسٹر محمد علی فرضی عبارات تیار کرا رہے ہیں جن کو شائع کر کے ثابت کیا جائے کہ حسن نظامی کے یہ عقائد ہیں، مسٹر محمد علی اور شرمناک چیزیں جمع کرا رہے ہیں کہ جن سے میرے چال چلن کو مشتبہ کیا جائے -

مگر میں سو کی ایک بات جانتا ہوں کہ جو عیب مجھ میں نہیں ہیں اور جو عقائد میرے نہیں ہیں اور جو بد چلنی میں نہیں کرتا وہ اگر سب کے سب میری نسبت مشہور کردیئے جائیں اور ان کو عام طور سے شائع کردیا جائے تب بھی میں علی الاعلان ان سے توبہ کرکے پاک ہوجاؤنگا اور اگر ان میں سے کوئی گناہ مجھ سے ہوا ہوگا یا ہو رہا ہوگا تو اسکو ترک کردونگا اور آئندہ کیلئے توبہ کرلوں گا۔

مگر آپ اپنی کہیئے کہ آپ کیا کرینگے، کیونکہ آپ کو گناہوں پر اصرار ہے اور آپ کفر کے الفاظ پر ضد کرتے ہیں اور توبہ نہیں کرتے اور کوئی نصیحت کرے تو دیوانوں کی طرح آگ بگولا ہوجاتے ہیں۔ پس جب میں آپ کے سب کام ایک ایک کرکے شائع کرونگا تو آپ کی کیا حالت ہوگی اور آپ کی لیڈری کا کیا انجام ہوگا۔

میں تو پہلے سے ایک رسوا آدمی ہوں۔ نہ لیڈر رہوں۔ نہ پیشوا ہوں۔ صاف صاف اور بار بار اعلان کرتا رہتا ہوں کہ میں ایک معمولی کتاب فروش ہوں مشکل تو آپ کی اور آپ کی حاشیوں کی ہے کہ ان میں سے ہر ایک ہندوستان کا مسلمہ لیڈر بننے کا آرزومند ہے کہ راز کھلنے کے بعد آپ سب کی لیڈری کا کیا حال ہوگا۔ ظاہر ہے کہ آپ کہیں کے نہ رہینگے اور میں انشاء اللہ تعالیٰ کتابیں بیچنے والا سوداگر جوں کا توں موجود و باقی رہوں گا۔

حسن نظامی ۱۱ر دسمبر ۱۹۲۶ء

مسٹر محمد علی کی خاموشی کا راز

۱۴ر دسمبر ۱۹۲۶ء کے ہمدرد میں مسٹر محمد علی نے نو کالم کا پرنالہ بہایا مگر مطلب کی بات ایک بھی نہ لکھی۔ وہ چند روزہ خاموشی کی داد چاہتے ہیں کہ دیکھو میں بہت اچھا بیٹا ہوں کئی دن چپ چاپ بیٹھا رہا۔ اور حسن نظامی بہت برا بیٹا ہے کہ وہ برابر میرے خلاف لکھتا رہا۔

مگر مسٹر محمد علی کی خاموشی کا راز حسن نظامی کو معلوم ہے کہ وہ رات کے دو دو بجے تک ہاپوڑ والے ضیاء الحق مہذب ڈاکو اور دوسرے حوالی موالی لوگوں سے مل کر حسن نظامی

کے خلاف ایک پمفلٹ لکھوا رہے تھے اور لکھ رہے تھے جسمیں بشمار شرمناک الزام حسن نظامی کی نسبت تصنیف کیئے گئے ہیں اور حسن نظامی کے چال چلن کی نسبت یہانتک کہ اسکی پردہ نشین معصوم عورتوں کی نسبت بھی مسٹر محمد علی جیسے نامی آدمی نے بہتان تصنیف کیے ہیں۔

آج مسٹر محمد علی گریہ مسکین بنکر یہ ظاہر کرتے ہیں کہ دیکھو میں تو خاموش ہو گیا تھا۔ مگر وہ ایمان سے کہیں کہ انہوں نے یہ زمانہ سوائے سفر لکھنؤ کے او کن کن سازشوں میں بسر کیا اور آیا اُنہوں نے پمفلٹ تصنیف کیا اور کرایا یا نہیں اور انہوں نے وہ ورقے دہلی میں فروخت کرائے جن میں حسن نظامی کو گالیاں دی گئی ہیں یا نہیں؟ ۔حسن نظامی ۱۲ر دسمبر ۲۶ء

مسٹر محمد علی کی توبہ

۱۲ر دسمبر کے ہمدرد میں مسٹر محمد علی نے پھر رونی صورت کا ایک طومار میرے اور ملا واحدی صاحب کے خلاف شائع کیا ہے اُس کو روتے آدمی کی ہچکی کہنا چاہیئے۔ مسٹر محمد علی نے "نو کالم" کے اس طول طویل مضمون میں ایک جگہ بھی اپنے گناہوں کا اقرار نہیں کیا کہ وہ کعبہ و قرآن کی توہین سے توبہ کرینگے یا نہیں کہ انہوں نے دہلی کی ملاپ کانفرنس میں سب ہندو مسلم لیڈروں کے سامنے کہا تھا کہ "چاہے کوئی ہندو کعبہ کے ٹھوکر مارے چاہے قرآن کے ٹھوکر مارے میں اُس پر ہاتھ نہ اُٹھاؤں گا"

اور مسٹر محمد علی بتائیں کہ وہ اس فقرہ سے توبہ کرینگے یا نہیں جو اُنہوں نے حج سے واپس آکر کہا تھا کہ میرے غسل خانہ کا فرش حرم کعبہ کے فرش سے زیادہ صاف ستھرا ہے۔

اور مسٹر محمد علی بتائیں کہ وہ فاطمی سادات اور حضرت اور حضرت علیؓ و حضرت فاطمہؓ کی توہین سے توبہ کرینگے یا نہیں کہ اُنہوں نے ۳۰ر نومبر کے ہمدرد میں سادات کو خچر اور گھوڑی سے نسب ملانے والا لکھا۔

مسٹر محمد علی بتائیں کہ وہ خفیہ پولس کے کسی بڑے عہدہ کے امیدوار تھے یا نہیں؟

اور اُنہوں نے مولانا حسرت موہانی کو خفیہ پولیس کے لاٹ سے ملنے کی رغبت دلائی تھی یا نہیں؟

اور اب وہ اس گناہ سے توبہ کریں گے یا نہیں ؟

ہر مسلمان بذریعہ خط اور ذاتی ملاقات اور اخباری مضامین کے مسٹر محمد علی سے ان باتوں کی توبہ کا مطالبہ کر رہا ہے مگر وہ کسی بات کا جواب نہیں دیتے اور دوسری باتوں میں ٹال جاتے ہیں

حسن نظامی ۱۲ دسمبر ۱۹۲۶ء

حسن نظامی نے صلح کا کوئی پیغام نہیں دیا

۱۲ دسمبر کے ہمدرد میں مسٹر محمد علی نے لکھا ہے کہ میرے پاس صلح کے پیغام آرہے ہیں۔ مگر اس بات کو اس چالاکی سے ادا کیا ہے کہ پڑھنے والوں کو یہ شبہ ہو کہ حسن نظامی نے کسی کو صلح کے لیے بھیجا ہوگا۔

اسواسطے میں اعلان کرتا ہوں کہ میں نے آجتک کسی آدمی کو یا بہت سے آدمیوں کو مسٹر محمد علی کے پاس صلح کے لیئے نہیں بھیجا، نہ مجھے اسکی ضرورت ہے۔ کیونکہ میں مسٹر محمد علی اور اُن کے حامی اخبارات کی نیت کو جانتا ہوں کہ خط کا مشن بہانہ ہے۔ مقصد تو کچھ اور ہی ہے۔ اس واسطے جب تک میں مسٹر محمد علی کے ہر الزام کا جواب نہ دے لوں گا اُسوقت تک پیغام صلح دینا کیا معنی کسی پیغام صلح کو قبول بھی نہ کرونگا۔

میرے پاس جس قدر دہلی کے حضرات آئے میں نے اُن کو بھی یہی جواب دیا اور میرے احباب کے پاس جتنے عمائد نے پیغام بھیجے اُن کو بھی میں نے یہی جواب دلوا دیا کہ اگرچہ میں صلح کے لیئے ہر وقت تیار رہوں لیکن جب تک مسٹر محمد علی کے الزامات کا جواب پورا نہ ہو جائے۔ میں صلح کی گفتگو نہیں کرونگا۔ حسن نظامی - ۱۲ دسمبر ۱۹۲۶ء

مسٹر محمد علی کا اسراف

باوجود بار بار کے طعنے دینے کے مسٹر محمد علی نے طول نویسی کا اسراف ترک نہیں کیا۔ جو بات چار سطروں میں آجائے اس کے لیئے چار صفحے خرچ کر دیتے ہیں۔ اسمیں انکا وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور پڑھنے والوں کے وقت کی بھی فضول خرچی ہوتی ہے۔ اور ہر اسراف گناہ ہے اور قرآن

مجید میں مسرف۔ فضول خرچ کو بُرے خطاب دئے گئے ہیں۔

لہذا ان کو اطلاع دیجاتی ہے کہ ان کے ۱۲ دسمبر کے ۳ صفحے اور ۹ کالم والے مضمون رقابت کا محض اسی لیے چند سطروں میں جواب دیا جاتا ہے کہ میں اسراف کا گنہگار نہ بنوں۔

پیر سے انکار مسٹر محمد علی نے حضرت مولانا عبدالباری کی وفات سے پہلے خود ہمدرد میں لکھکر شائع کیا تھا:۔

جب میں ان کا مرید نہیں ہوا تھا اُس وقت بھی مسلمان تھا۔ جب ہوگیا اُسوقت بھی مسلمان تھا۔ اور اب جبکہ مرید نہیں ہا تب بھی مسلمان ہوں۔

پس مسٹر محمد علی مردود طریقت ہونے کو تو خود لکھ چکے ہیں اور اسی لیے اس تحریر کے بعد ان کے پیر نے مرتے دم تک ان کا چہرہ نہ دیکھا۔ حالانکہ یہ ان کے گھر پر حاضر ہوئے مگر وہ مجلس سے اُٹھ کر میاں تشریف لے گئے ان کی صورت نہ دیکھی۔

خلافت مسٹر محمد علی نے لکھا ہے کہ اُنکے پیر نے اُن کو مرید کرنے کی اجازت دی اور وصیت نامہ میں اسکو لکھا۔ مگر وصیت نامہ تین سال پہلے کا لکھا ہوا تھا۔ جب یہ مردود طریقت ہو گئے تو اجازت نامہ بھی منسوخ ہوگیا۔ اور وصیت نامہ بھی۔

حسن نظامی کی سرگذشت مسٹر محمد علی نے جو سرگذشت حسن نظامی کی لکھی ہے وہ ٹھیک ہے۔ حسن نظامی نے دعوی کب کیا تھا کہ پہلے وہ بادشاہ تھا اور اب فقیر ہوگیا ہے۔ اس نے تو خود ہی اپنی ساری حقیقت آپ بیتی میں شایع کردی ہے۔

حسن نظامی کی زندگی کا تو یہ خلاصہ ہے۔ **خام بودم۔ پختہ شدم۔ سوختم۔**

پہلے اچھا کہا اور اب بُرا مسٹر محمد علی کہتے ہیں پہلے حسن نظامی نے مجھے اچھا لکھا اور اب بُرا لکھتا ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ تجربہ سے انسان کی شناخت ہوتی ہے۔ پہلے تمام مسلمان قوم آپ کو اچھا سمجھتی تھی اور اب ساری قوم بُرا سمجھتی ہے۔ جب میں نے اور مسلمان قوم نے اچھا کہا تو اچھا سمجھا تھا اب جب نقاب اُٹھ گئی اور آپ کی اصلی صورت نظر آگئی تو میری اور

مسلمان قوم کی وہی رائے ہوگی جو آپ کے اعمال و اقوال سے ظاہر ہو۔

شیطان کی شاگردی مسٹر محمد علی اور اُن کے گرو مسٹر گاندھی یوروپین گورنمنٹ کو شیطانی گورنمنٹ کہتے ہیں اور لکھتے ہیں مگر ۱۳ دسمبر ۲۶ء کے ہمدرد صفحہ ۲ کالم ۲ میں خود مسٹر محمد علی نے لکھا ہے کہ "مفاد عام کے طریقے ہم نے یورپ سے لیئے ہیں"۔

گویا مسٹر محمد علی اُس یورپ کے شاگرد ہیں جسکو وہ شیطان سمجھتے ہیں تو اب فیصلہ طلب یہ بات ہے کہ شیطان کے شاگرد وہ خود ہیں یا میں ہوں؟ کیونکہ اُنہوں نے اسی مضمون میں کسی جگہ مجکو شیطان کا شاگرد لکھا ہے۔

کیا مسٹر محمد علی عیسائی ہیں؟ ۱۳ دسمبر کے ہمدرد صفحہ ۲ کالم ۲ میں مسٹر محمد علی نے حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ انجیل کی روایات کی بنا پر لکھا ہے۔ شاید اسلامی روایات حضرت آدمؑ کی نسبت ان کو معلوم نہیں ہیں تو کیا مسٹر محمد علی عیسائی ہیں؟

حضرت آدمؑ کی توہین ۱۳ دسمبر ۲۶ء کے ہمدرد صفحہ دو میں مسٹر محمد علی نے حضرت آدمؑ کی نسبت ایسے سخت الفاظ لکھے ہیں جن سے ایک پیغمبر کی توہین ہوتی ہے۔ میں ان الفاظ کو نقل کرنا نہیں چاہتا کہ نقل کفر ہے۔ اہل علم خود غور کرلیں۔

خون کی ندیاں مسٹر محمد علی نے ۱۳ دسمبر ۲۶ء کے ہمدرد صفحہ ۳ کالم ایک میں اپنے ارادہ کا اعلان صاف الفاظ میں کر دیا ہے کہ وہ حسن نظامی سے لڑینگے خواہ خون کی ندیاں ہی کیوں نہ بہہ نکلیں اور خواہ صفین اور کربلا ہی کا سامنا کیوں نہ ہو۔

میں اسکے جواب میں صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان کے یزیدی لشکر کے مقابلہ میں بنی فاطمہؓ بھی کمربستہ اور تیار ہیں۔ اگر وہ یزید بنکر کربلا کا میدان ہندوستان میں قائم کرینگے تو ہم بھی سر کٹانے کو حاضر ہیں۔

جادو سر پر چڑھ کر بولا ۱۳ دسمبر ۲۶ء کے ہمدرد صفحہ ۴ کالم ۳ میں آخر مسٹر محمد علی نے خود اپنے قلم سے اقرار کرلیا کہ وہ مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا ظفر علی خاں اور حکیم اجمل خاں

اور ڈاکٹر انصاری اور مہاتما گاندھی اور پنڈت موتی لال نہرو کے مخالف ہیں۔

مگر اس کے ساتھ ہی مسٹر محمد علی نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ اس مخالفت میں ہندوستان کے مسلمان زیادہ تعداد میں میرے ساتھ ہیں۔

مگر میں مسٹر محمد علی کو اطلاع دیتا ہوں کہ ان کا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ کوئی مسلمان بھی مذکورہ لیڈروں کی مخالفت میں مسٹر محمد علی کے ساتھ نہیں ہے۔

حکیم اجمل خاں کی توہین

مسٹر محمد علی ۱۳ دسمبر کے ہمدرد میں لکھتے ہیں کہ میرا نامور لیڈروں سے اختلاف رائے ہے اور اس اختلاف رائے کا فلسفہ بھی انہوں نے اسی اخبار میں لکھا ہے کہ یہ اختلاف ہر انسان کے لیئے لازمی اور ضروری ہے مگر مسٹر محمد علی آئندہ کسی پرچہ میں سخت کلامی کا فلسفہ بھی تحریر فرمادیں تو ان کی مہربانی ہوگی کیونکہ انہوں نے میرے اس خط کے حاشیہ پر جو میں نے مہاراجہ سرکشن پرشاد کی نسبت مسٹر محمد علی کے پاس بھیجا تھا کہ مہاراجہ سرکشن پرشاد نے ہندو لیڈر کے سامنے حضور نظام کی کچھ مخالفت نہیں کی، اس ملاقات کے وقت میں خود موجود تھا اور حکیم مسیح الملک اجمل خاں صاحب بھی موجود تھے۔

تو میرے خط کی تردید کرتے ہوئے اپنے میرے اور حکیم اجمل خاں کی نسبت یہ فقرہ لکھا تھا کہ

"چور کے بھائی گٹھ کٹے"

تو اب میں مسٹر محمد علی سے اور ہندوستان کے سب شائستہ خصلت اور شائستگی پسند اہل علم سے فیصلہ چاہتا ہوں کہ اس سخت کلامی اور بیہودہ نویسی کا کیا فلسفہ ہے اور اس شخص کے متعلق جس کو تمام ہندوستان کے ہندو مسلمان مسٹر گاندھی کے بعد اپنا محبوب سمجھتے ہوں اور جسکی عظمت و صداقت کا ہر دل کو اعتراف ہو یعنی مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب کی نسبت مسٹر محمد علی کا یہ دل آزار اور توہین آمیز فقرہ جائز تھا یا ناجائز؟ اور اختلاف رائے کی حالت میں کیا ایسے ہی نامعقول اور ناشائستہ الفاظ استعمال کرنے چاہئیں؟

قطب میاں محبوب

۱۳ دسمبر ۲۶ء کے اخبار ہمدرد میں مسٹر محمد علی نے حضرت

مولانا عبد الباری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین حضرت مولانا قطب میاں صاحب کو "محبوب" کا خطاب عطا فرمایا ہے لیکن میں پوچھتا ہوں کہ یہ محبوبیت اُس وقت کہاں چلی گئی تھی جب علی برادران نے خلافت کے جلسہ سے قطب میاں کو کھڑے کھڑے نکل جانے پر مجبور کیا تھا۔

پس آج اگر قطب میاں نے مسٹر محمد علی کے ساتھ ملنساری کا برتاؤ کیا تو یہ ان کے اعلیٰ اور شریف خاندان ہونے کی علامت ہے ورنہ مسٹر محمد علی کا گذشتہ برتاؤ قطب میاں کو اور تمام ہندوستان کو معلوم ہے اور میں عنقریب ہمدرد کے گذشتہ فائل سے وہ تمام روئداد نقل کرونگا جس میں مسٹر محمد علی کی وہ سب عقیدہ خوانیاں ہونگی جو انہوں نے اپنے پیر طریقت کے خلاف علی الاعلان شائع کی تھیں۔

مسٹر محمد علی کی تصویر سات ہزار روپے میں

مسٹر محمد علی نے سینما کمپنی میں دکھانے کیلئے اپنی تصویر بنوائی تھی اور اِسکی اُجرت کے سات ہزار روپے خلافت فنڈ سے دلوائے تھے تو مسلمان قوم جواب دے کہ اس نے خلافت کو چندہ اسلیے دیا تھا کہ مسٹر محمد علی اپنی تصویر میں سات ہزار روپے چندہ کے خرچ کر دیں۔ کیونکہ مسٹر محمد علی تو کسی سوال کا جواب نہیں دیتے اور کہتے ہیں کہ :۔

میرا گناہ نہ دیکھو اور اپنا گناہ دیکھتے دو

مسٹر محمد علی سے کہو

کہ آپ اپنی شان اور عظمت کو دیکھئے اور ایک ذلیل اور بے حقیقت آدمی حسن نظامی سے لڑنا دیکھئے۔ آپنے تو سوامی شردھانند کو ایک دفعہ سمجھایا تھا کہ آپ جیسا لیڈر حسن نظامی جیسے ذلیل آدمی سے مقابلہ کرتا ہے؟

مگر آپ خود اس ذلیل سے دو بدو لڑ رہے ہیں جسکو اتنا حقیر سمجھتے تھے اور حالت یہ ہو کہ آپکے حواس گم ہیں اور ذلیل آدمی نے آپ کا ناطقہ بند کر دیا ہے۔

مسلمانوں کا اصرار

مسلمان قوم میرے حلف نامہ کی اشاعت سے بالکل مطمئن

ہوگئی ہے اور اکثر مسلمانوں کا اصرار ہے کہ جب ساری قوم مطمئن ہے تو مسٹر محمد علی اور اُن کے دوچار حمایتیوں کو جواب دینا فضول وقت ضائع کرنا اور مسلمانوں کی خانہ جنگی کو بڑھانا ہے۔

میری شرطیں میں اس جھگڑہ کو بڑھانا نہیں چاہتا اور مجھے مسٹر محمد علی سے لڑنے کا کچھ شوق نہیں ہے مگر میری شرطیں یہ ہیں کہ وہ تبلیغ کی مخالفت چھوڑ دیں اور کعبہ و قرآن کی جو علانیہ بے حرمتی کی ہے اس سے توبہ کریں اور حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کی شان میں جو گستاخانہ الفاظ ۳۰ نومبر کے ہمدرد میں لکھے ہیں اس سے بھی توبہ کرلیں اس کے بعد میں اس کشمکش سے جدا ہوجاؤنگا۔

اجازت مسٹر محمد علی کو اسکی اجازت ہے کہ میری ذات کی نسبت وہ جو چاہیں لکھیں اور جتنی چاہیں گالیاں دیں مگر کعبہ و قرآن اور انبیاءؑ و اولیاءؒ کی نسبت یہ سخت کلامیاں ترک کردیں۔ اور لیڈری کا خیال خام بھی دل سے دور کردیں کہ اِمیں مسلمانوں کی لیڈری کی ضد بھی قیت نہیں ہے

صلح پسند حق پر ہیں مسٹر محمد علی ان لوگوں پر بار بار خفگی ظاہر کرتے ہیں جو انکو اس جنگ سے روکتے اور صلح کرادینی چاہتے ہیں۔ یہ صلح پسند لوگ میرے پاس بھی آتے ہیں اور مجھے بھی لکھتے ہیں کیونکہ ان کے دل اسلامی محبت کے تقاضہ سے انکو مجبور کرتے ہیں مسٹر محمد علی کو اتنا رنجیدہ نہ ہونا چاہیئے اور اس لڑائی کے اُن نتائج کو سوچنا چاہیئے جو مسلمان قوم کو بھگتنے پڑیں گے۔ میں تو ان صلح پسند حضرات کا دل سے ادب کرتا ہوں اور میرے دل پر ان کی باتوں کا بہت اچھا اثر ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ نہایت سچائی سے ان کے پیغام سُنتا اور پڑھتا ہوں مگر مسٹر محمد علی غضبناک ہوجاتے ہیں اور صلح پسندوں کی مخالفت پر آمادہ ہوجاتے ہیں کیونکہ ان کو اس صلح میں اپنی رہی سہی لیڈری تباہ ہوتی دکھائی دیتی ہے مگر یہ تو ان کی تقدیر کا لکھا ہے پورا ہوکر رہیگا۔

مسٹر محمد علی کو دس ہزار روپے مسٹر محمد علی ہمیشہ اپنی بناوٹی مفلسی مسلمانوں کے سامنے پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ انکے پاس بیشمار دولت خفیہ طور پر موجود ہے۔

تھوڑا عرصہ ہوا اُن کو ایک ریاست سے دس ہزار روپے نقد اور کمیشت ملے تھے۔
کیا مسٹر محمد علی ظاہر کر سکینگے کہ وہ دس ہزار روپے کس قومی و ملکی خدمت کے صلہ میں ملے تھے اور اُنہوں نے وہ دس ہزار روپے اتنی جلدی کہاں خرچ کر دئے۔
وہ اس رقم کی وصولی سے انکار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ میں ایسے ثبوت پیش کرونگا جنکی تردید محال و ناممکن ہوگی۔
اس لیئے ان کو صرف یہی بتا دینا کافی ہے کہ وہ دیسی ریاستوں سے اتنی بڑی بڑی رقمیں کیوں لیتے ہیں اور اتنی رقمیں لیکر بھی اپنی مفلسی کا قوم کے سامنے کیوں رات دن رونا روتے ہیں۔

حسن نظامی نے بھی کسی ریاست سے کچھ لیا؟ اسکے مقابلہ میں مسٹر محمد علی کو یہ بھی لکھنا چاہیئے کہ جس طرح وہ مہاراجہ محمود آباد، مہاراجہ نابھ، ہزہائینس سر آغاں اور دیگر ریاستوں سے خفیہ رقمیں لیتے ہیں ایسا ہی کبھی حسن نظامی نے بھی کسی ریاست سے کچھ لیا۔
چونکہ محمد علی میرے ریاستی رسوخ کا بار بار ذکر کرتے ہیں اس لیئے مجھے لکھنا ضروری ہے کہ میں نے آج تک کسی دیسی ریاست سے اپنی ذات کے لیئے کوئی خفیہ رقم نہیں لی۔ اور مسٹر محمد علی نے ریاستوں سے لینا اپنا حق سمجھا اور حق سمجھ رہے ہیں لیکن مسٹر محمد علی کا یہ حق کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا۔ اور اسکو مسلم قوم اپنی توہین سمجھتی ہے کہ مسٹر محمد علی مسلمانوں کے لیڈر کی حیثیت میں دیسی ریاستوں میں گداگری کریں۔

رامپوری محمد علی سے دہلوی حسن نظامی کی صلح ہو جائے گی اگر مسٹر محمد علی ان پانچ باتوں سے توبہ کر لیں:- (۱) میں رامپوری محمد علی توبہ کرتا ہوں کہ میں نے حسن نظامی پر جاسوسی کے خط کا جھوٹا الزام لگایا تھا اور وہ الزام محض بہتان تھا۔
(۲) میں رامپوری محمد علی توبہ کرتا ہوں آیندہ کعبہ و قرآن کی کسی جلسہ میں توہین نہ کرونگا جیسا کہ ملاپ کانفرنس میں کی تھی۔

(۳) میں رامپوری محمد علی توبہ کرتا ہوں کہ اپنے عنبری فاطمہ کو خچر کہہ کر حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہ زہراؓ کی توہین نہ کرونگا۔

(۴) میں رامپوری محمد علی توبہ کرتا ہوں کہ اپنے غسل خانہ کے فرش کو حرم کعبہ کے فرش سے اچھا نہ کہونگا۔

(۵) میں رامپوری محمد علی توبہ کرتا ہوں کہ حسن نظامی کے تبلیغی کام کو مٹانے کی کوشش نہ کرونگا۔

جسوقت مسٹر محمد علی ان پانچ باتوں کی توبہ کر لینگے میں حسن نظامی اُن کو معاف کر کے ان سے صلح کر لوں گا۔

حسن نظامی دہلوی - ۱۴ر دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء

مسٹر محمد علی کی قیامت ۳۱ - دسمبر ۱۹۲۶ء کو ہوگی

مسٹر محمد علی کہتے ہیں کہ میں حسن نظامی سے قیامت تک لڑتا رہونگا اور حسن نظامی کہتا ہے کہ میں ۳۱ر دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء کو اپنا جواب ختم کر دوں گا۔ اور ۳۱ر دسمبر کے بعد مسٹر محمد علی کچھ ہی لکھیں میں ایک حرف بھی ان کی نسبت لکھ کر اپنا وقت ضائع نہ کرونگا۔ تو گویا مسٹر محمد علی جس کو قیامت کہتے ہیں وہ ۳۱ر دسمبر ہے کیونکہ حسن نظامی ان کے ہر الزام کی قلعی کھولکر مسٹر محمد علی کے لیئے قیامت برپا کر دیگا۔

مسٹر محمد علی کا ہر کام مستقبل سے بے خبر ہے اسی واسطے ان کو معلوم نہیں کہ وہ کبتک لڑینگے اور حسن نظامی وقت کی قدر جانتا ہے اسلیے اس نے مقرر کر دیا کہ ۳۱ر دسمبر ۱۹۲۶ء کے بعد میں اپنا وقت اس جھگڑے میں ضائع نہیں کرونگا

نوکر مبلغ

میں نے جب سے تبلیغ کا کام شروع کیا کسی شخص کو تبلیغ کے لیئے نوکر نہیں رکھا۔ سوائے صوبہ بہار کے جہاں دو اصحاب کو چند ماہ تک تبلیغ کے لیے ماہوار تنخواہ اور سفر کا خرچہ دیا گیا تھا۔ مگر اب عرصہ سے ان کا تعلق بھی باقی نہیں ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اس اصول کو مفید نہیں سمجھتا کہ تبلیغ کے لیئے واعظوں کو

نوکر رکھا جائے۔

میرے کام کرنیوالے سب اعزازی ہیں۔ اگرچہ ان کی تعداد ہزار ہا ہے مگر ان میں سے ایک بھی سفر کا خرچہ اور تنخواہ نہیں لیتا۔ پس مسٹر محمد علی اور ان کی پارٹی کا سوال فضول ہے۔ میں نے **اسلام کے نوکر نہیں بنائے بلکہ اسلام کے عاشق مہیا کیے** اور انہیں عشاق اسلام نے وہ کام کرکے دکھایا کہ آریہ کیمپ میں ہل چل پڑ گئی۔

مگر میں مسٹر محمد علی کو اپنے رفیق عشاق اسلام کا طریقہ کار نہ بتاؤنگا۔ کیا وہ آریہ سماج سے میرے تبلیغی کام کی جاسوسی کرنی چاہتے ہیں۔

مدرسے نہیں بنائے میں نے دوسری انجمنوں کی طرح مدارس بھی قائم نہیں کیے نہ کبھی میں نے اس کا دعوی کیا نہ کسی سے اس کا چندہ لیا۔ شروع میں مدرسہ داعیان اسلام اپنے مکان پر جاری کیا تھا جو صرف چھ مہینے جاری رہا۔ مگر اسکے انتظام کی اپنے اندر لیاقت نہ دیکھی اسواسطے فوراً بند کردیا تاکہ مسلمانوں کا روپیہ غلط طریقہ سے خرچ نہ ہو۔

مسٹر محمد علی اور انکی پارٹی والے حضرات یہ خیال کرتے ہیں کہ اس قسم کے سوالات کرکے مسلمانوں میں میرے تبلیغی کام کو بے اثر کردیں مگر ان کو معلوم نہیں کہ میں کبھی اس کام کا دعوی نہیں کیا کرتا جو میں نے نہ کیا ہو۔

مناظرہ میں مناظرہ کے طریق کو موجودہ حالت میں مفید نہیں سمجھتا کیونکہ مناظرہ کا کبھی اچھا نتیجہ نہیں نکلتا۔ اسواسطے کبھی کسی مناظر کو بھی میں نے نوکر نہیں رکھا اور اپنے رفیقوں کو مناظرہ سے بچاتا رہا تاکہ انکی علمی قوت فضول بحث میں برباد نہ ہو۔

پس مسٹر محمد علی اور انکی پارٹی کا یہ اعتراض بھی فضول ہے کہ وہ آریہ سماج سے بحث کرسکتے ہیں یا نہیں۔

کتنے مسلمان کیے یہ سوال بھی کیا گیا ہے کہ حسن نظامی نے کتنے مسلمان کیے اسکا جواب میں ہرگز ہرگز نہیں دونگا۔ یہ کھلی ہوئی دلیل اس بات کی ہے کہ آریہ سماجی مسٹر

محمد علی کے ذریعہ معلومات حاصل کرنی چاہتے ہیں میں نے ہمیشہ اس اظہار کو غیر ضروری بلکہ نقصان رساں سمجھا کہ فلاں مقام پر اتنے آدمی مسلمان ہو گئے، کیونکہ میں اسکے ذریعہ مسلمانوں سے چندہ جمع کرنا نہیں چاہتا تھا۔ مجھے چندہ دینے والے ایسے لوگ ہیں جو کبھی یہ بات دریافت نہیں کرتے کہ تم نے کتنے مسلمان کیئے اور وہ کہاں ہیں کیونکہ وہ اللہ کے نام پر اس کام کی مدد کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جاکر ہی دیکھ لینگے۔

ہر سوال کا آخری جواب

میرے تبلیغی کام پر جسقدر جرح مسٹر محمد علی اور ان کی پارٹی نے کی ہے میں سب کا ایک اور آخری جواب دیتا ہوں کہ میرا طریق کار ان تمام طریقوں سے علیحدہ ہے جو دوسری تبلیغی انجمنوں نے اختیار کیئے ہیں اور وہ طریقہ کار کوئی خفیہ اور پوشیدہ طریقہ نہیں ہے۔ ہر روز ہر آبادی میرے طریقہ کار کو جان لیتی ہے میں مسٹر محمد علی اور ان کی پارٹی کو صفائی کے ساتھ بتانا چاہتا ہوں کہ میرا کام محض اشاعت کا ہے اور میں نے تین مقاصد کو سامنے رکھکر اشاعت کا کام تقسیم کر دیا ہے۔

پہلا مقصد مسلمانوں کی مذہبی معلومات بڑھانا تاکہ وہ آریہ سماج کے اغواء کا شکار نہوں کیونکہ عموماً جہالت کے سبب مسلمان مرتد ہو جاتے ہیں۔

دوسرا مقصد مسلمانوں کی مالی اور اقتصادی حالت کو درست کرنا کہ مفلسی بیکاری و قرضداری کی وجہ سے بھی مسلمان مرتد ہونے پر مجبور ہوتے ہیں۔

تیسرا مقصد تا واقف غیر مسلموں میں جن کو اچھوت کہا جاتا ہے، تبلیغ اسلام کرنا۔ انہی تین مقاصد کے ماتحت میں نے اشاعت کا کام کیا۔ اور طرح طرح کے اشتہار اور طرح طرح کے پمفلٹ اور طرح طرح کی کتابیں مسلمانوں کی مذہبی معلومات بڑھانے اور مالی حالت سنوارنے اور درست کرنے اور اچھوت اقوام کو اسلام کی طرف مائل کرنیکی میں نے ہزارہا کی تعداد میں ہندی اور گجراتی میں شائع کیں جن کے ذریعہ میرے تبلیغی رفیقوں نے ہر مقصد کا طریقہ کار سمجھا اور اسی طریقہ کار کے موافق کام شروع کر دیا اور کرتے رہے اور

کر رہے ہیں۔ مسٹر محمد علی کو اور انکی پارٹی کو یہ سب حالات معلوم ہیں اور وہ اس طریقہ کار کی قوت اور غیر معمولی اثر اور وسیع نتائج کو بھی جانتے ہیں مگر دانستہ ایسے طریقہ سے سوال کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں بدگمانی پیدا ہو۔ کاش ان کو واقفیت ہوتی کہ میرے رفیق اتنے مخلص ہیں اور ان کو میرے کام کی اتنی زیادہ واقفیت ہے کہ مسٹر محمد علی ہوں یا ان سے بھی بڑھ کر کوئی دوسرا معترض ہو وہ کسی شخص کے اغواسے متاثر نہ ہوسکینگے۔ مسٹر محمد علی کو معلوم ہو کہ جو سوالات حسن نظامی سے کیئے جاتے ہیں وہ محض ایک آدمی سے نہیں ہیں کیونکہ ملک میں تو ہزاروں حسن نظامی پیدا ہو گئے ہیں جو حسن نظامی کی طرح تبلیغی کام کو اپنا اسلامی کام سمجھکر کر رہے ہیں تو مجھ حسن نظامی سے جو سوالات آپ کرتے ہیں وہ گویا تمام ملک میں پھیلے ہوئے ہزاروں مسلمانوں سے کرتے ہیں اور ان میں سے ہر مسلمان اس کا یہی جواب دیگا جو میں نے آپ کو دیئے۔ اب ذرا اسپر بھی غور کیجئے کہ آپ کا اعتراض محض اس نیت سے ہے کہ تبلیغی چندہ دینے والوں پر اسکا بُرا اثر پڑے اور وہ چندہ دینا ترک کردیں۔ مگر جو لوگ خود ہی چندہ دیں اور خود ہی میری اشاعت کا کام کریں وہ آپ کے مغالطوں میں کیونکر آئینگے۔ آپ تو خود انہی کو مخاطب کر کے اور انہی پر الزام رکھکر یہ سوالات کر رہے ہیں۔ میں نے تو کام کا ایسا طریقہ رکھا ہے کہ ہر تبلیغی رفیق اسکو اپنا کام اور اسلامی کام سمجھ کر کرتا ہے۔

یاد رہے کہ آپ سب کی متفقہ کوشش کیسی ہی طاقت دار ہو اور اسکی پشت پر کتنے ہی بڑے بڑے آدمی ہوں اور آپ کو کیسے ہی مالدار آریہ سہارا دیں مگر قطعی ناممکن ہے جو ایک مسلمان بھی میرے تبلیغی کام سے منحرف ہو سکے۔ البتہ ایسے مسلمان جو پہلے ہی محض ناموری اور دکھاوے کے لیئے ہر کام میں شریک ہو جایا کرتے ہیں اگر الگ ہو جائیں یا مخالف بن جائیں تو مجھے انکی علیحدگی سے خوشی ہوگی کہ میرا کام منافقوں سے پاک ہو جائیگا۔

تبلیغ زندہ رہیگی میں نے اپنے رفیقوں سے مشورہ کر کے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں تبلیغ کو ہرگز ہرگز بند نہ کرونگا بلکہ خدا نے چاہا تو پہلے سے بھی دوگنی تگنی قوت سے اسکو چلاؤنگا۔

آپ سب ملکر اپنی ساری قوت خرچ کریں اور دیکھ لیں کہ آپ کی کوشش سے میرا تبلیغی کام بند ہوتا ہے یا اور زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ آپکا یہ فتنہ تو مجھ میں اور میرے رفیقوں میں ایک ایسا جوش پیدا کر دیگا کہ آپ اور آپ کے آریہ رفیق اپنی ہر قوت کو لیکر آئینگے تب بھی ذلیل ورنا کام ہونگے۔ تبلیغ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور وہی اس کو ہمیشہ ہمیشہ برقرار رکھیگا۔ حسن نظامی

آخر مسٹر محمد علی نے قبول کر لیا کہ انھوں نے کعبہ و قرآن کی بیحرمتی کیوں کی تھی

اخبار ہمدرد مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ کالم ۲ پر مسٹر محمد علی نے اپنے قلم سے یہ عبارت لکھی ہے۔ اور کعبہ و قرآن کی بے ادبی کرنے کی یہ وجہ بتائی ہے۔ میں اس عبارت پر کچھ لکھنا نہیں چاہتا مسلمان خود اندازہ کر لیں۔

مسٹر محمد علی کی عبارت یہ ہے

حقیقت یہ ہے کہ میں نے سنہ ۱۹۲۳ء اور سنہ ۱۹۲۴ء کے اواخر تک اسکی کوشش کی کہ ہنود مالوی جی۔ لالہ لاجپت رائے اور سوامی شردہانند کے پھندے سے نکلکر پھر مہاتما گاندھی کے متبع ہو جائیں۔ اور اسی لیئے بجائے ان سنگھٹن اور شدھی کے دلدادوں کی برائی کرنے کے جسکے باعث وہ متعصب ہنود کو اور بھی مجھ سے بدظن کرتے۔ میں نے مہاتما گاندھی کی تعریف کرنے ہی کو اپنا شعار بنا لیا۔ جسکے وہ اسی طرح مستحق تھے جس طرح کہ مالوی ۔ لالہ جی اور سوامی جی مذمت کے مستحق تھے۔ اور یہ امید کی کہ اس طرح ہنود مجھ سے خواہ مخواہ بدظن بھی نہ ہونگے۔ بلکہ مجھے ایک اچھے ہندو کا ثنا خواں پاکر میری بے تعصبی سے متاثر ہوں گے۔

ناظرین خود ہی مسٹر محمد علی کی اس عبارت سے مطلب نکال کر فیصلہ کر لیں۔ (حسن نظامی)

صاف لفظوں میں اعلان کر دیجئے

۱۷ دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء کے ہمدرد میں مسٹر محمد علی نے نہایت چالاکی کے ساتھ اپنے فقروں کو چھپانے اور ہیر پھیر میں ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ ان کو بس ایک بات صفائی سے کہدینی چاہیئے کہ میں نے

جلیانوالہ باغ امرتسر اور ملاپ کانفرنس دہلی میں یہ الفاظ کہ "اگر ہندو کعبہ اور قرآن شریف کی بیحرمتی کریں تب بھی میں انپر ہاتھ نہ اٹھاؤنگا" کہے تھے یا نہیں کہے تھے۔ جب تک وہ صفائی سے اقرار و انکار نہ کرینگے اور ایسے ہی نو نو کالم کی طول طویل فریب کاریاں کرتے رہینگے مسلمانوں کو اطمینان نہیں ہو سکتا۔ (حسن نظامی)

مسٹر محمد علی نے اپنا گناہ تسلیم کر لیا

۱۷ ردسمبر ۱۹۲۶ء کے ہمدرد صفحہ ۲ کالم ایک کے شروع میں مسٹر محمد علی نے قرآن مجید کی ایک آیت شائع کی جو سورہ نسا رکے سولھویں رکوع کی گیارھویں آیت ہے اور جسکا مطلب یہ ہے کہ "جو شخص کسی گناہ یا خطا کا مرتکب ہو پھر وہ اپنے قصور کو کسی بے گناہ پر تھوپ دے تو اس نے بہتان عظیم اور گناہ صریح کا بوجھ اپنی گردن پر لادا"

مسٹر محمد علی نے یہ آیت شریف ترجمہ سمیت اس واسطے شائع کی ہے کہ چونکہ مسٹر محمد علی خود ڈائرکٹر جنرل خفیہ پولس کی نیابت کے عہدہ کے امیدوار رہ چکے ہیں۔ اور انہوں نے جاسوسی کا باقاعدہ کام کیا ہے اس واسطے ان کا حسن نظامی پر جاسوسی کا بہتان لگانا اس آیت شریف کے بموجب اپنی گردن پر بہتان عظیم اور صریح گناہ کا بوجھ لادنا ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ مسٹر محمد علی راہ راست پر آگئے اور انہوں نے خود اپنی خطا کو علی الاعلان تسلیم کر لیا۔ (حسن نظامی)

خواجہ حسن نظامی کے نام مہاراجہ صاحب محمود آباد کا ایک ضروری خط

۱۲ ردسمبر ۱۹۲۶ء کا لکھا ہوا مہاراجہ محمود آباد صاحب کا حسب ذیل خط میرے نام وصول ہوا ہے

"جناب خواجہ صاحب! السلام علیکم! آپ کا خط مورخہ ۹ ردسمبر ۱۹۲۶ء موصول ہوا۔ آپکے اس مفروضہ کی کہ میں مسٹر محمد علی کو دو سو روپے ماہوار عرصہ دراز سے دے رہا ہوں کوئی اصلیت نہیں ہے اور یہ خلاف واقعہ ہے" راقم محمد علی محمد (مہاراجہ محمود آباد)

اب ایک طرف تو مہاراجہ محمود آباد صاحب کا یہ خط ہے اور دوسری طرف مسٹر محمد علی کی وہ تقریر ہے جو انہوں نے دہلی کی جامع مسجد میں کی اور پندرہ دسمبر کے اخبار تیج میں شائع ہوئی جسمیں لکھا ہے کہ" راجہ محمود آباد کا اور میرا تعلق صرف اسقدر تھا کہ انہوں نے کہا کہ تم دین کا کام کرتے ہو اسلیئے میں تمہاری امداد کرتا ہوں۔ اور انہوں نے کچھ روپیہ دیا اور کچھ ماہوار مقرر کر دیا" (تیج دہلی صفحہ ۲ کالم ۳)

یہ تو مسٹر محمد علی کی تقریر ہوئی۔ اب تحریر بھی ملاحظہ ہو۔ ۵ دسمبر ۱۹۲۶ء کے اخبار ہمدرد صفحہ ۲ کالم ۳ میں یہ الفاظ اپنی قلم سے لکھے ہیں:۔

" مہاراجہ صاحب محمود آباد نے آغا خاں سے کہیں زائد اور کہیں دیر تک میرے کاموں میں مدد کی (گو حکومت کے ایک رکن ہونیکی حالت میں وہ بالکل مدد نہ کر سکتے تھے اور نہ انہوں نے کی) لیکن میں نے کئی بار ان سے اختلاف کیا اور قید سے رہائی پر بھی انہیں کے نہایت محبت سے بار بار بلانے پر میں ان سے ملا۔ اور جب تک ان کے قلب میں اپنے لیئے محبت کا ایک گوشہ پاتا رہونگا ان سے مالی امداد بھی مانگتا اور قبول کرتا رہونگا"

پھر اسی صفحہ ۲ کالم ۳ پر مسٹر محمد علی ایک فقرہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ" ۱۹۱۸ء میں مہاراجہ محمود آباد سے پانچہزار روپئے کی رقم مجھے موصول ہوئی تھی اور اڈیٹر الناظر نے مجھپر اس کی وجہ سے سخت اعتراض کیا تھا"

پھر اسی کالم میں لکھتے ہیں کہ" مہاراجہ صاحب محمود آباد مجھے ایک حد تک فکر معاش سے سبکدوش کرنا پسند کرتے ہیں"

تو اب جناب مہاراجہ صاحب محمود آباد ارشاد فرمائیں کہ سچا دونوں میں کون ہے؟ مسٹر محمد علی کہتے ہیں کہ" مہاراجہ محمود آباد نے مجھکو ماہوار تنخواہ بھی دی اور یکمشت امداد بھی دی" اور مہاراجہ صاحب فرماتے ہیں کہ" یہ خبر غلط ہے اور یہ آپ کا مفروضہ ہے یعنی آپ نے خواہ مخواہ فرض کر لیا ہے۔ ورنہ میں مسٹر محمد علی کو دوسو روپے ماہوار نہیں دیتا۔

اس مشکل مسئلہ کا حل یوں ہو سکتا ہے کہ مہاراجہ صاحب فرمائیں کہ میں دوسو روپے ماہوار نہیں دیتا بلکہ ایک کم دوسو روپے ماہوار دیتا ہوں۔ یا دو کم دوسو روپے ماہوار دیتا ہوں کیونکہ دو روپے منی آرڈر کی فیس کے چلے جاتے ہیں۔ یا یوں کہا جائے کہ دوسو روپیہ سے کچھ زیادہ یا دوسو روپے سے کچھ کم تنخواہ دیتا ہوں۔ اور حسن نظامی نے چونکہ دوسو روپے ماہوار کی بابت پوچھا ہے اسواسطے یہ بات غلط ہے اور حسن نظامی کا سفروضہ ہے۔ بہرحال یہ بات مسٹر محمد علی کے اپنے لکھے ہوئے مضمون اور اپنی کہی ہوئی اسپیچ سے پوری طرح ثابت ہے کہ مہاراجہ محمود آباد سالہا سال سے مسٹر محمد علی کو کثیر رقمیں دے رہے ہیں۔ اور مسلمان لیگ مہاراجہ صاحب سے یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ مہاراجہ صاحب یہ روپیہ ایسے شخص کو کیوں دیتے ہیں اور کیوں دیتے تھے جو اس گورنمنٹ کا تختہ اُلٹ دینا چاہتا ہے جسکے مہاراجہ محمود آباد بڑے مخلص دوست بنے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مہاراجہ محمود آباد کو اب ثابت کرنا پڑیگا کہ گورنمنٹ کے ساتھ ان کی دوستی اور انکے تعلقات کے دعوے سچے ہیں یا غلط؟ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ مہاراجہ محمود آباد نے واقعی مسٹر محمد علی کو انگریزوں کی مخالفت کرنیکے لئے اور انگریزوں کی حکومت کا تختہ اُلٹنے کے لیے سالہا سال بڑی بڑی رقمیں دیں۔ اور اس زمانہ میں بھی دیں جبکہ مسٹر محمد علی نے گورنمنٹ کو زیر و زبر کر دینے کا پورا اتہیہ کر لیا تھا کیونکہ میرے پاس کوئی دستاویز یا عینی گواہ اس کا نہیں ہے کہ مہاراجہ محمود آباد نے مسٹر محمد علی کو گورنمنٹ کی مخالفت کرنے کے لئے خفیہ امداد دی ہیں تو خود مہاراجہ محمود آباد کی لکھی ہوئی تحریر کو سچا مانونگا جو انہوں نے ۱۲ دسمبر کو میرے نام بھیجی ہے اور جسکو میں نے اوپر درج کیا ہے۔

لیکن مسٹر محمد علی نے اپنی تحریر اور اپنی تقریر کے ذریعہ مہاراجہ صاحب کو گورنمنٹ کی نگاہوں میں خوفناک مجرم ثابت کر دیا۔ یہانتک کہ انہوں نے سند بھی لکھدی اور وہ واقعات بھی لکھدئے جبکہ مہاراجہ صاحب سے مسٹر محمد علی کو رقمیں وصول ہوئیں۔ لہذا میں اس مضمون کے ذریعہ **اعلان** کرتا ہوں کہ مہاراجہ محمود آباد کا یہ خط سچا ہے اور انھوں نے کوئی رقم

مسٹر محمد علی کو نہیں دی اور مسٹر محمد علی کا لکھنا اور کہنا بالکل غلط اور جھوٹ ہے کہ مہاراجہ محمود آباد نے مسٹر محمد علی کو مسلسل بڑی بڑی رقمیں دیں کیونکہ مسٹر محمد علی کو ایسے جھوٹ بولنے کی اور گورنمنٹ کے خیر خواہوں کو مصیبت اور بلا میں پھنسانے کی ہمیشہ سے عادت ہے۔ (حسن نظامی)

مسٹر محمد علی نے مہاراجہ محمود آباد کو جھوٹا کر دیا

میں نے لکھا تھا کہ حجاز کے متعلق انگریزوں کے بادشاہ سلامت کو تار دینے کے سلسلہ میں مہاراجہ صاحب محمود آباد دہلی میں ایک بڑے انگریز افسر سے ملنے آئے تھے۔ اور اسی ملاقات کے سمجھوتہ کے بعد لکھنؤ میں جلسہ ہوا۔ اور مہاراجہ نے بادشاہ سلامت کو معاملات حجاز میں مداخلت کیلئے تار دیا۔

اس پر اخبار ہمدم لکھنؤ نے لکھا کہ یہ بات غلط ہے۔ مہاراجہ صاحب اس سلسلہ میں دہلی نہیں گئے تھے۔ بلکہ وہ اپنے کسی پرائیویٹ کام کیلئے گئے تھے اور جھوٹ بولنے والوں پر خدا کی لعنت۔ میں نے ہمدم کی یہ تحریر اور اخبار الامان کا اس پر نوٹ پڑھ کر صبر کر لیا تھا کہ دنیا میں کیسے کیسے جھوٹ بولے جاتے ہیں۔ اور جھوٹے لوگ کس طرح اصرار کرتے ہیں۔ مگر خدا بھلا کرے مسٹر محمد علی کا انھوں نے اس سچ کا بھانڈہ پھوڑ دیا۔ اور جامع مسجد کی تقریر میں صفائی سے سب راز ظاہر کر دئے جو پندرہ دسمبر کے سچ صفحہ ۲ کالم دو اور تین میں شائع ہوئی ہے مسٹر محمد علی کے الفاظ یہ ہیں :۔

"اس سلسلہ میں وائسرائے کے پرائیویٹ سکرٹری سے راجہ محمود آباد ملے تھے میں نے ان سے اسی وقت کہدیا تھا کہ تم اسلامی حکومتوں کو چاہے جسطرح لکھدو لیکن انگریز کافروں کو اسکی دعوت مت دو"

اب جناب مہاراجہ صاحب محمود آباد اور جناب اخبار ہمدم صاحب جھوٹوں پر لعنت والی آیت جس شخص پر چاہیں چسپاں کر دیں اور جناب مولانا مظہر الدین صاحب کو بھی اختیار ہے کہ وہ اس لعنت کو جسکے لئے ان کا انصاف فیصلہ کرے تجویز فرمائیں۔ کیا انجام ہوگا اس قوم کا

جس کے لیڈروں کی یہ حالت ہے۔ (حسن نظامی)

مسلمانو صبر کرو

دہلی اور ہندوستان کے وہ سب مسلمان بھائی جو میرے اور مسٹر محمد علی کے اختلاف سے بے چین ہیں اور ان میں سے بعض ایک دوسرے کے خلاف میری اور مسٹر محمد علی کی حمایت و مخالفت میں غیظ و غضب کا اظہار کر رہے ہیں ذرا صبر سے کام لیں۔

مجھے اندیشہ ہے کہ خیالات کا جوش، مار پیٹ کی حد تک نہ آجائے اسلئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنے حامی و ہم خیال مسلمانوں کو صبر و ضبط کی نصیحت کروں اور ان میں جو میرے بڑے اور بزرگ ہیں ان کے سامنے عاجزانہ درخواست کروں کہ وہ کوئی بات اور کوئی اشارہ اور کوئی کام غصہ کا نہ ہونے دیں اور نہ کریں۔

صرف دس دن کی بات ہے ۱۳ر دسمبر کو میری طرف سے جواب دہی قطعی بند ہو جائیگی چاہے مسٹر محمد علی اپنی طرف سے اور اپنے حمائتیوں کی طرف سے کچھ ہی لکھیں۔ میں ہرگز ہرگز انکی نسبت ایک حرف بھی نہ لکھونگا اور کوشش کرونگا کہ میرے رفیق بھی خاموش رہیں۔

میرے دشمن

سوائے مسٹر محمد علی اور ان کے چند خاص رفقا کے میں ان سب مسلمانوں کی نسبت بدگمانی نہیں کرتا جو میری برائی اور بدخواہی سے خوش ہوتے ہیں یا میرے بارے میں برے خیالات ظاہر کرتے ہیں کیونکہ مجھے یقین ہے کہ وہ نیک نیتی اور مسلمانوں کی محبت کے سبب ایسا خیال رکھتے ہیں۔ جب ان کو آگے جاکر زمانہ کا رنگ نظر آئیگا اور جب مسٹر محمد علی مسلمانوں کو غیر مسلم اقوام کی غلامی کے غار میں دوبارہ ڈالنے کی کوشش کریں گے اسوقت خود ہی ان کے دل مجھ سے صاف ہو جائیں گے اور انکو یاد آجائیگا کہ حسن نظامی پر جاسوسی کا الزام کس وجہ اور کس سازش اور کس غرض سے لگایا گیا تھا۔

لہذا میرے دوستوں کو ان مسلمانوں سے جھگڑا مناسب نہیں ہے جو مجھے برا کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ مسلمان جو مجھے برا کہتے ہیں آج اس غلط فہمی میں مبتلا کر دیے گئے

ہیں کہ حسن نظامی بُرا ہے، ورنہ ان لوگوں کو میری مخالفت سے ذاتی تعلق کچھ بھی نہیں ہے
اور میں ان مخالف مسلمانوں کو اپنا نیک نیت مگر غلط فہمی میں مبتلا بھائی سمجھتا ہوں۔

اگر حسن نظامی بُرا ہے

مجھے دہلی اور تمام ہندوستان کے ان مسلمان بھائیوں سے عرض کرنا ہے جن کو میرے خلاف بدگمان کرنیکی کوشش زور شور سے ہورہی ہے کہ جب ان بھائیوں کے دل میں میرے خلاف کوئی خیال پیدا ہو تو وہ اس پر بھی غور کیا کریں کہ اگر حسن نظامی گنہگار ہے اور اگر حسن نظامی میں وہ سب عیب موجود ہیں جو منسوب کیئے جارہے ہیں اور اگر حسن نظامی کے اندرونی عیب اس سے بھی زیادہ ہیں جن کا اظہار ہورہا ہے تو وہ ایک شخص کی ذاتی حالت ہے۔ دنیا میں لاکھوں گنہگار ہیں ان میں ایک حسن نظامی بھی ہے۔ اسلام کو اور مسلمانوں کو اس سے کیا نقصان ہوگا کیونکہ حسن نظامی لیڈری کا دعویدار نہیں ہے بلکہ وہ ہمیشہ اعلان کرتا رہتا ہے کہ میں ایک معمولی درجہ کا معمولی مسلمان ہوں اور کبھی اس کی خواہش نہیں کرتا کہ مسلمان میری پیروی کریں۔

جامع مسجد کے الزام کی نسبت بریت کی انتہائی بات ہوگئی کہ علی الاعلان حلف نامہ شائع کردیا۔ اسکے بعد آپ ہی سوچیئے کہ میرا علاج کیا ہوسکتا ہے۔ اگر میں لیڈر ہوتا تو آپ مجھے لیڈری سے محروم کردیتے۔ اگر میں مفتی ہوتا تو فتویٰ دہی کے حق سے خارج کردیتے مگر یہ دونوں باتیں نہیں ہیں تو حلف پر یقین نہ کرنیوالے بتائیں کہ وہ میری مخالفت کرکے میرا کیا بگاڑینگے۔ وہ جو آپ ہی آپ اپنے دل کو سخت کے خلجان میں ڈال رہے ہیں اس سے سوائے تکلیف کے اور انہیں کیا حاصل ہوگا اور اگر وہ اسلامی تعلق کی وجہ سے مخالفت کرتے ہیں تو ان کو میرے لیئے دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے گناہوں سے اور ظاہر و پوشیدہ گناہوں سے توبہ کی توفیق دے۔ اور اگر ان کو کوئی ذاتی رنج ہے تو مجھپر ظاہر کریں تاکہ میں اسکی تلافی کردوں ورنہ ان کی رنجش بے سبب سے میرا کچھ بھی نقصان نہ ہوگا بلکہ انہی کو ناحق دل جلن ہوگی۔ (حسن نظامی)

بلگام کے جلسۂ خلافت میں مسٹر محمد علی نے حضور نظام کی سخت مخالفت کی تھی

آج مسٹر محمد علی لالچ اور توقعات موہوم میں مبتلا ہوکر حضور نظام کے حامی بننا چاہتے ہیں۔
لیکن یہی مسٹر محمد علی مراد آباد کے جلسہ جمعیت علماء میں وایسی برار کے رزولیوشن کی سخت اور نہایت غیر مہذب الفاظ میں مخالفت کر چکے ہیں۔

اس کے علاوہ بلگام خلافت کانفرنس کے موقع پر بھی خلافت کمیٹی کی مجلس انتخاب مضامین میں جب اس مضمون کا ایک رزولیوشن مولانا ظفر علی خاں صاحب ایڈیٹر زمیندار نے پیش کیا تو مسٹر محمد علی اور مسٹر شوکت علی اور ان کے سب ساتھیوں نے اس رزولیوشن کی نہایت سخت مخالفت کی۔ اور اعلیٰ حضرت حضور نظام کی ذات اقدس کے متعلق نہایت ناشائستہ اور بیہودہ الفاظ استعمال کیئے اور یہاں تک کہا کہ "کیا ہم اس نظام کی حمایت کر سکتے ہیں جس نے ہندو اخبارات کا داخلہ اپنے علاقہ میں بند کر دیا؟ اور کیا ہم اس نظام کی حمایت کر سکتے ہیں جس نے کانگریس کو خود اپنا مخالف بنا لیا ہے؟ کیا ہم اس نظام کی حمایت کر سکتے ہیں جس نے سر علی امام کے ذریعہ لاکھوں روپے لندن کے انگریزوں کے پیٹ میں ڈال دئیے"۔

اور علی برادران نے یہانتک کہدیا کہ صاف بات یہ ہے کہ "ہم حضور نظام کی حمایت محض اس وجہ سے نہیں کر سکتے اور اس حمایت کو گناہ سمجھتے ہیں کہ حضور نظام نے ترکوں کے خلاف انگریزوں کو مالی اور فوجی امداد دی۔ اور نظام ہی کی فوج نے بیت المقدس کو انگریزوں کے ہاتھ میں پہنچایا۔ اور نظام ہی کی فوج نے بغداد چھنوایا۔ اور نظام ہی کی فوج نے اور روپے نے ترکوں کے بیشمار نقصانات کیئے۔

لہذا نظام کا خلافت کمیٹی کی اعانت و حمایت پر کوئی حق نہیں ہے۔ اور خلافت کا ایک آدمی بھی ایسے نظام کی حمایت قیامت تک نہ کریگا"۔

چنانچہ ان دونوں بھائیوں کی شدید مخالفت اور گستاخانہ الفاظ کی وجہ سے مولانا ظفر علی خاں صاحب کا یہ رزولیوشن جسکی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے منظور نہ ہوسکا۔ اور مجلس انتخاب مضامین کے اکثر ممبر حضور نظام کے مخالف بن گئے۔ اور رزولیوشن کثرت رائے سے نامنظور ہوگیا۔ رزولیوشن یہ تھا:۔

"مسئلہ استرداد برار میں مسلمانوں کی سب سے بڑی نمائندہ جماعت خلافت کانفرنس کو حضور نظام کا ساتھ دینا چاہیئے۔ اور حکومت ہند کو جتا دینا چاہیئے کہ اس مسئلہ اور نیز حیدرآباد دکن کے عمومی مسائل میں حکومت مذکورہ کی دست اندازی کو مسلمانان ہند کسی طرح پسند نہیں کرسکتے اور ہر اُس زد کو جو حیدرآباد دکن پر انگریزوں کی طرف سے پڑے اپنی ہستی پر ایک ضرب کاری تصور کرتے ہیں"

اب ناظرین غور کریں کہ اس رزولیوشن کو نامنظور کرانیوالے محمد علی کے دل میں حضور نظام کی خیر خواہی کہاں سے پیدا ہوگئی، جن کی ساری عمر حضور نظام اور ان کی اسلامی سلطنت کی مخالفت میں گذر گئی وہ آج ایک خط کی آڑ لیکر جسکا تعلق حضور نظام سے کچھ بھی نہ تھا حضور نظام کے حامی بننا چاہتے ہیں اور اپنی غرض کو چھپاتے نہیں۔ بلکہ صاف صاف اپنے اخبار میں ظاہر کرتے ہیں کہ:۔

"اگر حضور نظام میری محتاجی اور مفلسی دور کرنے کے لئے مجھے کچھ دینا چاہیں اور یقیناً اُن کو دینا چاہیئے تو مسٹر محمد علی اسکو خوشی سے قبول کریگا"

میری رائے میں حضور نظام کے اصلی خیر خواہ مولانا ظفر علی خاں صاحب ہیں جنھوں نے آج تک اگر کسی چیز میں پورا استقلال اور پوری ثابت قدمی کا ثبوت دیا ہے تو وہ صرف حضور نظام کی حمایت میں حصہ لینا تھا۔ اور اسی جرم میں ان کو حیدرآباد سے خارج کردیا گیا تھا۔ اس کے بعد جب موجودہ حضور نظام کا دور شروع ہوا تو اول دن سے لیکر آج تک کوئی چھوٹا بڑا موقع

ایسا نہیں آیا کہ مولانا ظفر علیخاں نے اور ان کے اخبار نے سینہ سپر ہوکر نہایت مستعدی کے ساتھ حضور نظام کی حمایت نہ کی ہو۔

استرداد برار کے مسئلہ میں زمیندار کے مسلسل مضامین تاریخ میں یادگار چیز مانے جاتے ہیں۔ اور ان کا جواب آج تک برٹش گورنمنٹ کے سیاسی افسروں سے بن نہ پڑا۔

مولانا ظفر علی خاں نے اور ان کے اخبار نے حضور نظام کے بیشمار غیر مسلم اور محمد علی جیسے مسلم حریفوں کے طعنے سُنے کہ یہ حضور نظام کا غلام ہے۔ اور یہ حضور نظام کا نمک پروردہ ہے۔ اور یہ حضور نظام کا خوشامدی ہے۔ مگر آفریں ہے مولانا ظفر علی خاں کو کہ وہ آجتک باوجود ان طعنہ ہائے دلخراش کے اور باوجود اس کے کہ ان کا اخبار زمیندار حیدر آباد میں ممنوع الاشاعت کرادیا گیا۔ مولانا ظفر علی خاں نے کچھ بھی خیال نہ کیا۔ اور وہ اب بھی ہر موقع پر نہایت زور شور کے ساتھ اپنے محبوب و مطلوب میر عثمان علی خاں اور ان کی اسلامی سلطنت کی حمایت میں ہمہ تن کمربستہ رہتے ہیں۔

برخلاف مولوی ظفر علی خاں کے مسٹر محمد علی اور ان کے حامی اخبارات آج جن اغراض سے حضور نظام کے حامی بنے ہیں وہ ایسی رکیک اور کھلی ہوئی ہیں کہ کوئی مسلمان ان کی موجودہ حمایت کی قدر نہیں کرسکتا۔ اور سب جانتے ہیں کہ مسٹر محمد علی نے کیسی کچھ مخالفت تمام عمر حضور نظام کی کی ہے۔ (حسن نظامی)

وہ رقمیں جنکی ناجائز وصولی کا مسٹر محمد علی پر الزام ہے

ذیل میں ان رقومات کو ایک جگہ جمع کردیا جاتا ہے جن کی وصولی کا مسٹر محمد علی پر الزام ہے۔ اور جن کی تردید آج تک مسٹر محمد علی نے نہیں کی بلکہ ان میں سے اکثر کا اقرار کیا۔ اور وہ یہ ہیں:۔

(۱) مہاراجہ صاحب محمود آباد سے دوسو روپے ماہوار کی صورت میں ۱۷ سال میں چالیس ہزار روپے لیئے۔ اور اسکا ان کو اقرار ہے۔ اور انہی مہاراجہ سے شائع

میں پانچہزار روپیئے لیئے اور اسکا بھی ان کو اقرار ہے۔

(۲) بزمانہ نظربندی چالیس ہزار روپے ایک مخفی آدمی دکیا مسٹر عمر سوبانی مرحوم سے لیئے۔ جسکا مسٹر محمد علی کو اقرار ہے۔

(۳) ۳ ہزار روپے ہوتی مردان کے ایک رئیس کو دھمکا کر لیئے جسکا انھوں نے زبانی اقرار کیا تھا۔

(۴) ایک اسلامی ریاست سے پانسو روپے ماہوار لے رہے ہیں اور اسی ریاست سے دس ہزار روپے یکمشت بھی لیئے۔ اسکی نسبت انھوں نے اقرار و انکار کچھ نہیں کیا۔

(۵) شریف حسین کے ایجنٹ سے گذشتہ زمانہ میں پچیس ہزار روپے لیئے۔ اسکی نسبت بھی کوئی اقرار و انکار شائع نہیں کیا۔

(۶) مہاراجہ نابھہ سے مشتہرہ ایک ہزار روپے کے علاوہ جسکا مسٹر محمد علی اقرار نہیں کرتے اور بھی ایک معقول رقم ملی تھی۔

(۷) ہز ہائی نس سر آغاں سے بڑی بڑی رقموں کے وصول کرنے کا اقرار ہے مگر اب ان کا بیان ہے کہ وہ کچھ نہیں دیتے۔

(۸) حاجی اسمعیل صاحب پٹنہ والوں کی ایک بہت بڑی رقم جسکی تعداد حاجی صاحب اور مسٹر محمد علی کو معلوم ہے مسٹر محمد علی نے لی۔

(۹) حج کے لیئے کئی ہزار کی رقم مختلف لوگوں سے مسٹر محمد علی نے لی، مگر کوئی تفصیل شائع نہیں کی۔

(۱۰) انجمن اعانت نظر بندان اسلام دہلی سے غالباً سات سو روپے ماہوار سال بھر تک وصول کیئے۔

چندوں کی آمدنی

اوپر کے دس نمبر تو وہ ہیں جن کو مسٹر محمد علی قومی خدمت کے صلہ میں اپنا حق سمجھتے

ہیں۔ مگر میں ان رقموں کو ان کا حق نہیں سمجھتا مگر ذیل میں ان رقموں کو ایک جگہ جمع کیا جاتا ہے جو چندوں کی صورت میں مسٹر محمد علی نے خود اور اپنے آدمیوں کے ذریعہ وصول کیں اور جن میں سے اکثر کا حال معلوم نہیں کہ وہ کہاں گئیں ۔ اور وہ یہ ہیں :۔

(۱) خدام کعبہ کا چندہ (۲) کانپور کی مسجد کا چندہ (۳) طرابلس کا چندہ (۴) غالب کی قبر کی مرمت کا چندہ (۵) کامریڈ ڈبنچر کا چندہ (۶) ترکی طبی مشن کا چندہ (۷) بلقان کا چندہ (۸) خلافت کے سرمایہ کا ایک کروڑ چندہ (۹) سمرنا کا چندہ (۱۰) انگورہ کا چندہ (۱۱) موپلہ کا چندہ (۱۲) چٹنی کا چندہ (۱۳) جامعہ ملیہ کا چندہ (۱۴) مدینہ شریف کی روشنی کا چندہ (۱۵) ترکی قرضہ کے لیئے چندہ

اس وقت مجھے یہی پندرہ چندے یاد ہیں۔ ان کے علاوہ ممکن ہے اور بھی کچھ ہوں لہذا چونکہ اب میں اس کشمکش کو ختم کر رہا ہوں اسلیئے ان سب چیزوں کو ایک جگہ لکھدیا گیا تاکہ ناظرین کے حافظہ میں یہ سب چیزیں موجود رہیں۔ اور ضرورت کے وقت کام آئیں اور جب آئندہ لیڈروں کا دور شروع ہو تو آج کے سبق ان کے اور قوم کیلئے مفید ہو سکیں (حسن نظامی)

لغات محمد علی ایڈیٹر ہمدرد

ذیل میں ان الفاظ اور فقروں کو مسٹر محمد علی ایڈیٹر اخبار ہمدرد کے خاص اپنے قلم کے لکھے ہوئے مضامین سے تاریخ اور صفحات کے حوالوں کے ساتھ درج کیا جاتا ہے۔ جو مسٹر محمد علی نے ۱۷ر نومبر ۱۹۲۶ء سے ۱۷ر دسمبر ۱۹۲۶ء تک اپنے اخبار میں لکھے اور شائع کیئے۔

ان الفاظ کے جمع کرنے کا اور ایک جگہ شائع کرنے کا مقصد محض یہ ہے کہ ناظرین کو ایک بہت مشہور لیڈر کی شائستہ مضمون نویسی کا اندازہ ہو جائے اور وہ یہ بھی سمجھ لیں کہ جس حسن نظامی کے خلاف مسٹر محمد علی نے یہ فقرے استعمال کیئے ہیں۔ اس حسن نظامی نے مسٹر محمد علی کی نسبت کیا الفاظ لکھے ؟ اور کیسے الفاظ لکھے ؟

ان الفاظ کے شائع کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ مسٹر محمد علی کی خود پسندی اور رشک

وحسد کی عادت اور شہرت پرستی کا شوق اُنہی کے الفاظ سے لوگوں کو معلوم ہو جائے۔

میں نے ہر فقرہ کے ساتھ اخبار کا صفحہ اور تاریخ اسی غرض سے ظاہر کر دی ہے کہ پڑھنے والے اصل مضمون کو پڑھ سکیں۔ اور ان کو یہ شبہ نہ ہو کہ میں نے مسٹر محمد علی کو بدنام کرنے کیلئے اپنے مطلب کے موافق آگے پیچھے کے الفاظ قطع کر کے بُرے الفاظ اور فقرے جمع کر دئے ہیں۔ جب ناظرین حوالہ دئے ہوئے مضامین کو خاص ہمدرد میں ملاحظہ کرینگے تو انہیں معلوم ہو جائیگا کہ میں نے مسٹر محمد علی کے مضامین کا اقتباس بُرے طریقہ سے نہیں کیا ہے۔ سوائے چند خاص فقروں کے جو پوری عبارت کے بغیر ادھورے معلوم ہوتے ہیں۔ باقی سب فقرے اگلے پچھلے مطالب کو ملحوظ رکھکر اقتباس کیے گئے ہیں۔

میری اور مسٹر محمد علی کی لڑائی ختم ہونیوالی ہے، اور ایک نہ ایک دن ختم ہو جائیگی مگر اُردو زبان ہمیشہ یاد رکھیگی کہ اسلامی دنیا کے ایک سب سے بڑے لیڈر مسٹر محمد علی اپنے غیظ و غضب کو کن فحش اور گندے الفاظ میں تحریر کرتے تھے۔ اور حسن نظامی کن الفاظ سے ان غضبناک اور شرمناک الفاظ کا جواب دیتا تھا۔

مسٹر محمد علی نے ان الفاظ کے ذریعہ غیر مسلم اقوام کے ہاتھ میں میری اور مسلمانوں کی مخالفت کرنے کا ایک بڑا ہتھیار دیدیا ہے۔ اور میں نے مسٹر محمد علی کی نسبت جو الفاظ استعمال کیئے وہ غیر مسلم قوموں کا ہتھیار نہیں بن سکتے۔ البتہ ان میں سے بعض الفاظ اور بعض فقرے اُردو زبان میں لطیف استعارات کا اضافہ کرنے والے ثابت ہوں گے۔ اس میں شک نہیں کہ میرے بعض فقرے مسٹر محمد علی کے لیئے از حد تکلیف دہ ثابت ہونگے مگر اسکے باوجود وہ "بازاری بول چال" کے فقرے نہیں ہیں۔ اور کوئی شخص انکو غیر مہذب اور ناشائستہ الفاظ نہیں کہہ سکتا۔ اور اُردو کے مبصرین کا اور نفسیات کے ماہرین کا یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ مسٹر محمد علی محض اسوجہ سے ہار گئے اور حسن نظامی کے مقابلہ میں ان کو شکست ہو گئی کہ انہوں نے سخت اور غیر مہذب الفاظ میں مخالفت کی اور حسن نظامی نے

نرم اور دھیمے الفاظ میں جواب دیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مسٹر محمد علی کو اپنا کوئی انتقام لینا ہے، اور حسن نظامی نہایت اطمینان اور بے پروائی کی شان سے ہنس ہنس کر انکے الفاظ کے حملوں کو چٹکیوں گدگدیوں کے الفاظ کی ڈھال پر روکتا رہا۔

جب کوئی منصف مزاج مؤرخ اس لڑائی کی تاریخ لکھنے بیٹھے گا اُس وقت مسٹر محمد علی کی یہ لغات کام دیگی اور وہ حیران ہو جائیگا کہ اسلامی دنیا کا اتنا شہرۂ آفاق لیڈر اسقدر بے تمیز اور ایسا فحش گو اور اتنا مغلوب الغضب تھا جو معمولی آدمیوں پر حملہ کر بیٹھتا تھا اور پھر حملہ میں ایسے ایسے ناشائستہ الفاظ استعمال کرتا تھا۔

اور مورخ کو ان الفاظ سے یہ بھی ثابت ہو جائیگا کہ مسٹر محمد علی نے جاسوسی کے خط کا محض ایک بہانہ بنایا تھا ورنہ ان کا اصل منشا میری "خواجگی" و ہر دلعزیزی اور رسوخ کا مٹانا تھا۔ جو ان کو اپنی لیڈری کا سدِّ راہ معلوم ہو رہا تھا۔ نیز مسٹر محمد علی تبلیغ اسلام کی تحریک کو بھی مٹانا چاہتے تھے۔ کیونکہ ان اقتباسات میں جگہ جگہ مؤرّخین کو مسٹر محمد علی کے ایسے الفاظ ملینگے جن میں انکی نیت اور دلی ارادہ کی حقیقت بے اختیار منھ سے بول رہی ہے۔

"لغات محمد علی" ناظرین کے سامنے ہے وہ خود غور کر کے سمجھ لینگے کہ یہ کیسی بول چال ہے؟ اور یہ کس شخص کی بول چال ہے؟ اور ایسے غیر مہذّب فقرے بولنے والے کی اندرونی خصلت اور ذاتی شرافت اور شریف عادت کا ثبوت ملتا ہے یا نہیں؟

۱۲ دسمبر ۱۹۲۶ء — **حسن نظامی** از درگاہ حضرت محبوب الٰہی دہلی

حسن نظامی کے ریمارک	مسٹر محمد علی کے الفاظ
(شوق لیڈری)	میں ہر دلعزیزی کا بھوکا ہوں اور اسکا عاشق ہوں کہ لوگ مجھ سے محبت کریں۔ (ہمدرد ۱۸ نومبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۲۔ کالم ۳)
(اظہار سقّاکی)	ورنہ اب تک کتنوں کی عصمت کا پردہ چاک کیا گیا ہوتا۔ (ہمدرد ۱۸ نومبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۲۔ کالم ۳)

حسن نظامی کے ریمارک	مسٹر محمد علی کے الفاظ
(نمونۂ تہذیب)	حسن نظامی مقدس ڈاکو (ہمدرد ۲۱ر نومبر سنہ ۱۹۲۶ء - صفحہ ۲ - کالم ایک
(〃)	ڈاکہ خود خواجہ صاحب ہی نے ڈالا (ہمدرد ۲۱ر نومبر سنہ ۱۹۲۶ء - صفحہ ۲ - کالم ۲)
(〃)	خواجہ صاحب کو شرم نہیں آیا کرتی (ہمدرد ۲۱ر نومبر سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ - کالم ۳
(〃)	گربۂ مسکین خواجہ (ہمدرد ۲۳ر نومبر سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ - کالم ایک)
(〃)	ایک باضابطہ مخبر کی کذابی (ہمدرد ۲۲ر نومبر سنہ ۱۹۲۶ء - صفحہ ۲ - کالم ۳
(خون آشامی کا جذبہ)	خواجہ صاحب کا مرغ تن ابھی پھڑک رہا ہے بالکل ٹھنڈا نہیں ہوا - (ہمدرد - ۲۲ر نومبر سنہ ۱۹۲۶ء - صفحہ ۳ - کالم ایک
(تبلیغ سے نفرت)	مسلمان آپ کے دام تبلیغ و دام تزویر میں پھنسے جائیں (ہمدرد ۲۲ر نومبر سنہ ۱۹۲۶ء - صفحہ ۳ - کالم ۳)
(دعوائے خدائی)	اَنَا اُحیِ وَ اُمِیتُ (ہمدرد ۲۳ر نومبر سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ - کالم ایک)
(بازاری بول چال)	ہو کالی کلکتہ والی بھیروں کی رکھوالنے والی ہو جا پتھر - ہو جا پتھر چھو منتر - چھو منتر - (ہمدرد - ۲۳ر نومبر سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ - کالم ۳)
(ممتاز رنڈی سے تشبیہ)	مہاراجہ ہلکر کی مشکلات کا باعث ایک فاحشہ ہو گئی تھی - بہرحال خواجہ صاحب کی حیثیت اس سے بھی ممتاز تر ہے - (ہمدرد - ۲۳ر نومبر سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۳ کالم ۲

حسن نظامی کے ریمارک	مسٹر محمد علی کے الفاظ
(بازاری پن)	مینڈک کے گواہ خواجہ حسن (ہمدرد ۲۴ر نومبر سنہ ۱۹۲۶ء۔ صفحہ ۳۔ کالم ایک)
(بے تہذیبی)	چغل خوری اور چوری (ہمدرد۔ ۲۶ر نومبر سنہ ۱۹۲۶ء۔ صفحہ ۲۔ کالم ایک)
(بازاری پن)	وہ شیر تو نہیں مگر اسی خاندان کے ایک اور جانور سے مشابہ گربۂ مسکین ہیں۔ (ہمدرد۔ ۲۶ر نومبر سنہ ۱۹۲۶ء۔ صفحہ ۲ کالم ۳
(حسدِ ہر دلعزیزی)	خواجہ حسن نظامی نے عوام پر جس طرح قابو پالیا ہے وہ ایک دلچسپ کہانی ہے۔ (ہمدرد ۲۶ر نومبر سنہ ۱۹۲۶ء۔ صفحہ ۳۔ کالم ۲)
(اجمیری خواجہ کی بے ادبی)	خواجہ غریب نواز ثانی (حسن نظامی) (ہمدرد ۲۸ر نومبر سنہ ۱۹۲۶ء۔ صفحہ ۲۔ کالم ایک)
(بازاری پن)	خواجہ کا سفر بصورت سقر (ہمدرد ۲۸ر نومبر سنہ ۱۹۲۶ء۔ صفحہ ۲۔ کالم ایک)
(حسن نظامی کے رسوخ سے حسد)	ختم خواجگان کی طرح ختم خواجگی (ہمدرد ۲۸ر نومبر سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲۔ کالم ۲)
(〃)	اپنی خواجگی کی حیات مستعار میں کچھ دنوں کے اضافہ کی نئی ترکیب (ہمدرد ۲۸ر نومبر سنہ ۱۹۲۶ء۔ صفحہ ۲۔ کالم ۲)
(بندہ نواز گیسو دراز کی بے ادبی)	خواجہ گیسو دراز (حسن نظامی) (ہمدرد ۲۸ر نومبر سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲۔ کالم ۲
(بازاری پن)	دوپہر نامچہ۔ سہ پہر نامچہ۔ دن ڈھلے نامچہ۔ رات گئے نامچہ۔ آدھی رات نامچہ۔ پچھلے پہر نامچہ۔ غرض گھڑی گھڑی نامچہ۔ منٹ

حسن نظامی کے ریمارک	مسٹر محمد علی کے الفاظ
	منٹ نامچہ - بدنامچہ - نیک نامچہ - گم نامچہ - (ہمدرد ۲۸ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ کالم ۲)
(دولتمندی کا حسد)	اگر خواجہ صاحب کو پھانسی کا خوف بھی ہوتا تو پھانسی پر لٹکنے سے پہلے وہ کسی سینما کمپنی سے اس جانگداز نظارہ کی تصویروں کے لینے کے متعلق ضروریات چیت کر لیتے - (ہمدرد ۲۸ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ کالم ۱)
(بازاری پن)	خواجہ صاحب اور ان کے تنبورچی (ہمدرد ۲۸ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء - صفحہ ۳ - کالم ایک)
(اخباری حسد)	انکے اخبار اور رسالے سوکھی ساکھی جونک کی طرح ٹانگوں میں لپٹ جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ خون چوسا کرتے ہیں - ہمدرد ۲۸ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ کالم ۱
(چندہ تبلیغ کا حسد)	پیسہ میں بارہ سوا دائمی چندہ ماموں کا طفیل ہیں جسکا نام تبلیغ ہے جسکا حساب نہ کوئی اڈیٹر جانچ سکتا ہے - اور جسکا خزانہ عامرہ صرف خواجہ صاحب کے زیر تصرف ہے - (ہمدرد ۲۸ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۳ کالم ایک)
بازاری پن	کسب معاش اور دلالی (ہمدرد ۲۸ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء - صفحہ ۳ - کالم ایک)
تبلیغ سے حسد اور بازاری پن	خواجہ تبلیغ کے راج کے کسب پر کوئی غریب شریف مرد پر کیوں رشک کیوں رشک و حسد کرنے لگا - (ہمدرد ۲۸ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۳ - کالم ۱)
نہایت غیر مہذب	بازاری حسن کی خریداری بازاری دوشیزیت کی خریداری کے دلال کی گرویدگی اس بازاری حسن اور بازاری دوشیزیت کی گرویدگی کی طرح ہے - (ہمدرد ۲۸ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء - صفحہ ۳ - کالم ۲)
تبلیغ اسلام کو شیطانی خطاب	اور جب تک دنیا میں شیطانی وساوس موجود ہیں یہ شیطانی کاروبار جاری رہیگا - (ہمدرد ۲۸ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء - صفحہ ۳ - کالم ۲)

حسن نظامی کے ریمارک	مسٹر محمد علی کے الفاظ
(لیڈری کا حسد)	اس کانٹے کو ایک بار پاؤں سے نکال ہی دیا جائے تو بہتر ہے۔ (ہمدرد ۲۸ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء۔ صفحہ ۴ ۔ کالم ایک)
(بازاری زبان)	چٹخارہ (یہ ایک مضمون کا عنوان ہے۔ سمجھ لیجئے مضمون کیسا ہوگا) (ہمدرد ۲۹ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء)
(بازاری زبان)	دہلی جامع مسجد کی سیڑھیوں کے گرما گرم کباب اور چٹنیاں اور اچار مانگتے ہیں، میں چٹپٹے کباب اور چٹنی اچار سب کچھ تیار کر سکتا ہوں (ہمدرد ۲۹ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء ۔ صفحہ ۲ ۔ کالم ۲)
(بے تہذیبی)	دہلی کا ایک کتا جمنا پار چلا گیا۔ (ہمدرد ۲۹ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ ۔ کالم ۲)
(بازاری پن)	دہلی میں اب کیا دھرا ہے جو کوئی یہاں رہے بس لے دے کے یہی چٹخارہ ہے جس کے لیے ہم یہاں پڑے ہوئے ہیں۔ (ہمدرد ۲۹ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ ۔ کالم ۳)
(بے تہذیبی)	بڑے ذات شریف اور بڑے بدمعاش (ہمدرد ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۲۹ء ۔ صفحہ ۱ ۔ کالم ۱)
(حسن نظامی کو مارنے کی ترغیب)	لارڈ ہارڈنگ نے جبکہ وہ ایران میں سفیر تھے ایک سید کو خوب پٹوایا۔ ایرانیوں نے سفارت خانہ گھیر لیا کہ تم نے سید آلِ رسول ؐ کو کیوں مارا۔ (ہمدرد ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء ۔ صفحہ ۲ ۔ کالم ۳)
(اپنے نسب کا ناجائز فخر)	ہم نجیب ہوں یا نہ ہوں، مگر جو کچھ ہیں طرفین سے یکساں ہیں (ہمدرد ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء ۔ صفحہ ۲ ۔ کالم ۳)
(اس فقرہ میں مسٹر محمد علی نے حسن نظامی کے فاطمی نسب پر طعن کیا ہے)	اور ہمیں خچر کی تقلید کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی کہ جب اس سے پوچھا کہ نسب بتاؤ تو کہا میری ماں گھوڑی تھی۔ (ہمدرد ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ کالم ۳)

حسن نظامی کے ریمارک	مسٹر محمد علی کے الفاظ
(نمونہ تہذیب)	نہ میں خواجہ صاحب کی طرح نمک حرام ہوں نہ حرام خور، لیکن خواجہ غریب نواز ثانی کی نوازی ہوئی ایک غریب ذات اور قوم کی طرح حلالخور بھی نہیں ہوں اور کلال بھی نہیں ہوں۔ (ہمدرد ۳۰ نومبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ کالم ۳)
(نمونہ تہذیب)	خواجہ صاحب اور سید صاحب خواہر زادہ صاحب اور دختر زادہ صاحب کے لیئے تو قیامت ہی ہوجائیگی۔ (ہمدرد ۳۰ نومبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۳ کالم ۱)
(بازاری الفاظ)	خواجہ صاحب بڑے ذات شریف اور بڑے بدمعاش ہیں) (ہمدرد ۳۰ نومبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۳ کالم ایک)
غصّہ	خواجہ صاحب کی روسیاہی (ہمدرد یکم دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ کالم ایک)
پاجی پن	ہم کو چندہ آپا کہہ کر خواجہ صاحب پکاریں تو زیادہ صحیح رشتہ ہوگا۔ (ہمدرد یکم دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ کالم ۲)
چندہ کا حسد	اس نے ایک طرف تو ان کے تبلیغی فنڈ اور قرآن کریم کے ہندی ترجمہ کیلئے سرمایہ خوب بڑھایا۔ (یکم دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۳ کالم ایک)
تبلیغی حسد	میں انکی مذہبی سرگرمیوں سے اتنا مرعوب بھی نہیں ہوں کہ خوف سے خواہ ذاتی نفع کمانے کے خیال سے میں آریہ سماج ہی کی رٹ لگا کر انکے تبلیغی مشن کی مسلمانوں پر دھاک بٹھلا دوں۔ (ہمدرد یکم دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۳ کالم ۲)
اس دعوی کی سچائی دوسرے فقرہ میں ہے	اور یہ بھی جھوٹ ہے کہ میں نے کبھی قشقہ لگایا (ہمدرد یکم دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۳ کالم ۳)
ابھی کہتے تھے کہ یہ بھی جھوٹ ہے کہ میں نے	خود میں نے نہ صرف اپنی پیشانی سے بلکہ اُن (مولانا عبدالباری صاحب مرحوم) کی پیشانی سے بھی اس چندن کو دور کیا تھا جو علیگڈھ میں جلوس

حسن نظامی کے ریمارک	مسٹر محمد علی کے الفاظ
کبھی قشقہ لگایا اور ابھی سارا واقعہ خود قبول کیے لیتے ہیں ذرا لفظ کبھی ملاحظہ ہو	نکلتے وقت چند ہندو بھائیوں نے لگا دیا تھا اور میں نے ہنسکر مولانا مرحوم کو میر کا مشہور شعر بھی سنایا تھا کہ میر کے دین و مذہب کا کیا پوچھو ہو تم اُن نے تو قشقہ کھینچا دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا۔ (ہمدرد یکم دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء۔ صفحہ ۳۔ کالم ۳)
(وہی شہرت کا حسد)	ان کو غور اسپر کرنا چاہیے کہ ان (حسن نظامی) کی شہرت اور اثر کس قدر ہے۔ (یکم دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء۔ صفحہ ۳۔ کالم ۳)
(تہذیب)	خواجہ صاحب کی بے ایمانی (ہمدرد یکم دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء۔ صفحہ ۴۔ کالم ۱)
(جوش انتقام)	ایسے خطرناک مار آستین کا سر ہمیشہ کے لیے کچل دیا جائے۔ (ہمدرد ۲ر دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲۔ کالم ۲)
(جوش حسد)	اب ناممکن ہوگیا ہے کہ ایسے غداران ملت کی رہنمائی میں مسلمانوں کو گم کردہ راہ قافلہ کیطرح ابھی اور بھٹکنے دیا جائے۔ (ہمدرد ۲ر دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ کالم ۲)
(جادو سر پر بول رہا ہے)	کہا جائیگا کہ یہ (محمد علی) خود واحد لیڈر رہنا چاہتے ہیں، میں بے غیرت ہوں۔ خود غرض نہیں۔ (ہمدرد ۲ر دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲۔ کالم ۳)
(غصہ)	حسن بن صباح ثانی حسن نظامی (ہمدرد ۲ر دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء۔ صفحہ ۳۔ کالم ایک)
(نمونہ تہذیب)	ان کے تقدس باطل اور تورع کاذب کا افسون ایک قہقہہ مارکر توڑا جائے۔ (ہمدرد ۲ر دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء۔ صفحہ ۳۔ کالم ایک)
قارورہ کا لفظ کس موقع پر اور کسکے لیے استعمال	اس جٹا دھاری کی مشاطگی پر ایک پھڑکتا ہوا اور چست سے چست فقرہ کسا جائے۔ اور ہر وہ پھبتی کہی جائے جو اس نازک

حسن نظامی کے ریمارک	مسٹر محمد علی کے الفاظ
ہوتا ہی مشاطہ کسکو کہتی ہیں۔ اسپر لحاظ رہے۔	اور بڑی احتیاط سے تیار کردہ قارورہ کو سنگ پر پٹک کر ایک ہی بار چکنا چور کر دے۔ (ہمدرد ۲ر دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۳ کالم ۱)
(بازاری پن)	میں خواجہ صاحب کی غداری کا علاج کر رہا ہوں تین ان مسہل سے پہلے ہی شکل سے ختم ہوئے ہیں، تین مسہل تین تبریدیں اور تین دن مسہل کے بعد ابھی اور باقی ہیں۔ (ہمدرد ۲ر دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۳ کالم ۲)
(تباہ کرنیکا ارادہ)	اور تحریری سے خواجہ صاحب کی تمنا بھی لکھی ہے۔ (ہمدرد ۳ر دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ - کالم ۲)
بازاری پن	لیکن اب کون کہہ سکتا ہے کہ تماش بینی جاری ہی اور درگاہ کی تذر نہ سہی الٰہی خانہ کی نذر سہی۔ (ہمدرد ۳ر دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۳ کالم ۲)
بازاری پن	اس تماش بینی پر تصوف گویا سونے پر سہاگہ۔ (ہمدرد ۳ر دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۳ کالم ۲)
بازاری پن	خواجہ صاحب کی تھیلی میں چند چٹے بٹے ہیں۔ (ہمدرد ۳ر دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۳ کالم ۳)
بازاری پن چندہ کا حسد	ایک مخبر اور غدار مذہبی لیڈر ے اور ریاکار۔ (ہمدرد ۳ر دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۴ - کالم ۱)
رسوخ کا حسد	عروج طلبی کا تختہ ہوگیا۔ اور رکھایا پیا سب نکلا جا رہا ہے بلکہ آنتیں بھی منہ میں آگئی ہیں۔ (ہمدرد ۵ر دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۳ - کالم ۱)
چور ضمیر کا خوف	وہ مجھ سے بدظن ہو جائینگے کچھ اپنے بچاؤ کی فکر کرنا چاہیے۔ (ہمدرد ۵ر دسمبر ۱۹۲۶ء - صفحہ ۲ - کالم ایک)
تبلیغ سے حسد	اس تبلیغی رستم کا طریقہ جنگ بھی ساری دنیا سے انوکھا ہے۔ (ہمدرد ۵ر دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ کالم ۱)

حسن نظامی کے ریمارک	مسٹر محمد علی کے الفاظ
بازاری پن	آپ کی سرخروئی در اصل آپ کی روسیاہی ہے۔ (ہمدرد ۵ دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۲- کالم ۲)
رشوت لینے کا اقرار	مہاراجہ صاحب محمود آباد نے آغا خاں سے کہیں زائد اور کہیں دیر تک میرے کاموں میں مدد کی۔ (ہمدرد ۵ دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ کالم ۳)
حصول رشوت پر اصرار	مہاراجہ محمود آباد سے مالی امداد بھی مانگتا اور قبول کرتا رہونگا۔ (ہمدرد ۵ دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۲- کالم ۳)
حصول رشوت کا دوسرا اقرار	مہاراجہ محمود آباد سے ۵ ہزار کی رقم مجھے موصول ہوئی تھی اور ایڈیٹر النّاظر نے اسپر سخت اعتراض کیا تھا۔ (ہمدرد ۵ دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ کالم ۳)
حصول رشوت کا تیسرا اقبال	مہاراجہ محمود آباد میرے وجود کو ملک وملت کے لیئے اچھا سمجھتے ہیں اور مجھے ایک حد تک فکرِ معاش سے سبکدوش کرنا پسند کرتے ہیں۔ (ہمدرد ۵ دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۲- کالم ۳)
حضور نظام سے حسن طلب (دیکھو یہ طریقہ لیڈروں کے مانگنے کا)	اگر حضور نظام یا کوئی اور مسلمان فرمانروا میری ذات پر اعتماد کرے اور مجھے فکر معاش سے فارغ کرنا چاہے تو اُن کے لیئے ہرگز نامناسب نہیں اور مجھے بھی اُن کی امداد قبول کرنے میں ہرگز عذر نہ ہوگا۔ (ہمدرد ۵ دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۲- کالم ۳)
مہاراجہ اندور اسلیے بیگناہ تھے کہ ان سے کچھ ملنے والا تھا۔ (دیکھو اگلا فقرہ)	مہاراجہ صاحب اندور پر ایک مصیبت آئی اور میرا ایمان ہے کہ وہ ایک بڑی حد تک اس امر خاص میں ناکردہ گناہ تھے۔ (ہمدرد ۵ دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۳- کالم ایک)
عبارت میں انکار کیا ہے مگر واقعہ کچھ اور ہے	مہاراجہ صاحب کے آدمیوں کو کامریڈ و ہمدرد کی مالی حالت کی طرف متوجہ کیا۔ (ہمدرد ۵ دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۳ کالم ایک)

حسن نظامی کے ریمارک	مسٹر محمد علی کے الفاظ
(بازاری پن) (خود پسندی) (غرور)	ہمارے لیے یہی کیا کم شکست ہے کہ دنیا بھر کے لچے اور لفنگے، ناکارے اور ہیز مرد میدان بنکر آئینگے اور مبارزطلبی کرینگے۔ (ہمدرد ۱۲ر دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ کالم ۳)
بازاری پن	خواجہ حسن نظامی کی سیاہ کاریوں اور عیاریوں اور مکاریوں کو آج ایک ماہ کے تجربے کے بعد پہلے سے بھی زیادہ جانتا ہوں۔ (ہمدرد ۱۲ر دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۳۔ کالم ۱)
تبلیغ پر یہ الزام کہ آریہ سمجھتا ہے حسن نظامی نے تبلیغ میں پہل کی تھی	خواجہ صاحب کی تحریری تبلیغ کی سحرکاری جو شدھی کے قصہ سے کہیں پہلے شروع ہو چکی تھی اپنا کام اسقدر کر چکی تھی اپنا کام اسقدر کر چکی تھی کہ سب مجھی کو جھوٹا اور فریبی اور مکار کہتے۔ (ہمدرد ۱۲ر دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۳ کالم ۳)
ذاتی عناد کا ثبوت	میں سیدھا سڑک پر چل رہا ہوں، ختم خواجگی پر یہ سلسلہ ختم ہو جائیگا۔ (ہمدرد ۱۲ر دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۳۔ کالم ۳)
اندیشہ ناکامی سے مایوسی کا اظہار مسلمانوں کو احمق کا خطاب	ختم خواجگی تو کبھی بھی نہو گا۔ لوگ اتنے احمق ہیں کہ خواہ کوئی کچھ بھی کہے اور پیر کچھ بھی کریں وہ پیروں پر اس طرح ایمان لائے ہیں کہ کوئی شے اور کوئی شخص اُنکے ایمان کو متزلزل نہیں کر سکتا۔ (ہمدرد ۱۲ر دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۳ کالم ۳)
حسن نظامی کے مریدوں سے حسد	خواجہ حسن نظامی کے معتقدین اور پیروں کے مریدوں کی طرح زیادہ تر جہلا اور عوام نہیں ہیں بلکہ جسطرح یہ پیر نئے فیشن کے ہیں اسی طرح ان کے مرید بھی نئے فیشن کے ہیں۔ (ہمدرد ۱۲ر دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۴ کالم ایک)
حسن نظامی کی آمدنی سے حسد	برابر یہ دھوکہ کھاتے رہیں اور خواجہ صاحب پر من برساتے رہیں۔ خواجہ صاحب کی تحریری تبلیغ کے متعلق میرا کبھی بھی یہ خیال نہ تھا کہ وہ ارتداد کے فتنہ کا صحیح علاج ہے۔ (ہمدرد ۱۲ر دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۴۔ کالم ۱)
مگر کبھی صحیح راستہ نہ بتایا مخالفت بیت کی	میں چاہتا تھا کہ خواجہ صاحب کو سمجھا بجھا کر اسپر آمادہ کروں کہ وہ تبلیغ کا صحیح تر طریقہ اختیار کریں۔ (ہمدرد ۱۲ر دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۴ کالم ۱)

حسن نظامی کے ریمارک	مسٹر محمد علی کے الفاظ
فتح کا یہ مطلب کہ حسن نظامی بالکل مٹ گیا۔	فتح کافی نہیں فیصلہ کن ہونا چاہیے۔ اگر آج مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ میں اس استونِ باطل کے توڑنے میں کامیاب ہو گیا تو دیوانہ نہیں ہوں کہ اور ہزاروں کاموں کو چھوڑ کر ایک خواجہ صاحب ہی کی فکر میں پڑا رہوں۔ (ہمدرد ۱۲ دسمبر ۱۹۲۶ء۔ صفحہ ۴۔ کالم ۱)
حسن نظامی پر حملہ کرنے کا اشارہ	سانپ کے لاٹھی لگ چکی ہے اور اسکی کمر ٹوٹ چکی ہے تاہم ابھی یہ یقین نہ کر لینا چاہئے کہ اسکا سر بھی کچلا جا چکا اگر دھوکے میں ہم نے اُسے مُردہ سمجھ کر اٹھانا چاہا اور اس نے ہمارے ہاتھ میں کاٹ لیا تو یہ کونسی سمجھ کی بات ہوگی۔ اس سے کہیں بہتر ہے کہ دو چار لاٹھیاں اُس پر اور پڑ جائیں۔ (ہمدرد ۱۲ دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۴۔ کالم ایک)
اغوا اور اشتعال	اسی وقت بھاگتے ہوئے غنیم کا تعاقب کریں اور اُسے دم لینے اور پھر ہزیمت خوردہ فوج کو کیل کانٹے سے درست کرنے کی مطلق فرصت نہ دیں۔ (ہمدرد ۱۲ دسمبر ۱۹۲۶ء۔ صفحہ ۴۔ کالم ایک)
بازاری پن	حضرت آدم ؑ نے پتّوں سے اپنی شرمگاہ ڈھانکی تھی یہ پوسٹروں سے ڈھانکے۔ (ہمدرد ۱۲ دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۴۔ کالم ۲)
حلف مسلم کی بے اعتباری اور متضادیات	میں نہیں کہتا کہ خواجہ حسن نظامی نے دروغ حلفی ہی کی اور یقیناً یہ تنخواہ دار اور پیشہ ور جاسوس ہی ہیں لیکن مجھے اسکا بھی اب یقین نہیں ہے کہ وہ پیشہ ور جاسوس نہیں ہیں۔ (ہمدرد ۱۲ دسمبر ۱۹۲۶ء۔ صفحہ ۴۔ کالم ۳)
دولتمندی کا حسد	یہ ایک ملک و ملت و دین و دنیا فروش کتابیں اور اخبارات بیچنے والے کا مول تول ہے۔ (ہمدرد ۱۲ دسمبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۴۔ کالم ۳)

حسن نظامی کے ریمارک	مسٹر محمد علی کے الفاظ
بازاری پن	چوری خواجہ صاحب کے گھر نکلی تھی (ہمدرد ۱۲ دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۴ - کالم ۳)
حلف کی بے اعتباری	اور یوں جسکا جی چاہے اُسے معاف کر دے اُس نے کسی کا کیا بگاڑا ہے لیکن فقط اس بنا پر اُسے نہیں بخشا جا سکتا کہ اُس نے حلف بھی اُٹھایا ہے میرے نزدیک اسکے حلف کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ (ہمدرد ۱۲ دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ - کالم ۳)
(شرمناک)	اس معصور فطرت کے نزدیک سیدھا اُلٹا، جھوٹ سچ، فطری غیر فطری، شرعی غیر شرعی سب ایک ہے۔ (ہمدرد ۱۳ دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۳ - کالم ۳)
حسن نظامی کے پیر کی بے ادبی سلسلہ بیعت کو شیطانی سلسلہ کا خطاب	معلم اول نے بھی خواجہ صاحب اپنے مرید خاص کو عاق کر دیا ہے اور مردود طریقت بنا دیا ہے، فرق صرف اسی قدر ہے کہ ہم نے آجتک جرأت نہ کی کہ کسی سے بیعت لیں لیکن خواجہ عاق شدہ و مردود طریقت شیطان کی طرف سے ابتک صاف اجازت ہونے کی حیثیت سے بیعت لے لیکر ہزاروں کو گمراہ کر رہے ہیں یا لوٹ رہے ہیں - اے مسلمانو اس کچے اسلام کو چھوڑ کر پکے مسلمان ہو جاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو - یہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ (ہمدرد ۱۳ دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۴ - کالم ۳)
حضرت امانت اور مولانا ابوالکلام پر چوٹ	شر و فساد، سازش اور مکر و فریب موٹے آدمی نہیں کیا کرتے بلکہ یہی دبلے پتلے کیا کرتے ہیں۔ (ہمدرد ۱۵ دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ
حدود جہ بے شرمی کی عبارت	خواجہ صاحب اپنے تخیت جسم کو لاکھ ڈھیلی ڈھالی عبا و قبا میں چھپائیں مگر اُن کے زہد و تقویٰ تبلیغ و اشاعت کا لمبا چوڑا خرقہ اُنکے مکر و زور کی وسعت سے کہیں تنگ و محدود نکلا - وہ ہر وقت اپنے آئینہ اور فوٹو گرافر کے کیمرے کے سامنے بن سنور کر کھڑے رہا کرتے ہیں مگر وہ لاکھ زور لگائیں

حسن نظامی کے ریمارک	مسٹر محمد علی کے الفاظ
	اگر اُن کا آگا یا ڈھک جاتا ہے تو پیچھا یا کھلجاتا ہے اور کھینچ تان کر انھوں نے بند قبا باندھ بھی لیا تو کیا ہوا۔ (ہمدرد ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ کالم ۱ و ۲)
بے شرمی کی انتہا	پیچھے سے دیکھنے والے کو صاف معلوم ہوتا ہے کہ سیون کی خیر نہ رہی۔ (ہمدرد ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ کالم ۲)
بازاری پن	یہ رقابت کی داستان جھوٹی اور سراپا جھوٹی اور اسکا گھڑنیوالا جھوٹا اور اسپر خدا کی لعنت۔ (ہمدرد ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ کالم ۳)
پاجیوں کی سی بیحیائی	خواجہ صاحب لیجئے قبا پھر پیچھے سے پھٹی (ہمدرد ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ کالم ۲)
حسد لیڈری۔ صاف کھل گیا جو منشا ہے	ضرورت ہے کہ مسلمان خواجہ حسن نظامی کی پیروی چھوڑ دیں اور ہندو سوامی شردھانند کی۔ (ہمدرد ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۳ کالم ایک)
لیڈری کا حسد	خواجہ حسن نظامی کو اس قدر عروج نصیب ہوا اور اُن کا اسقدر رسوخ بڑھ گیا کہ آج ہندوستان میں کم لوگ ان دو سچے عاشقان اسلام اور خادمانِ ملک و ملت کے عشق و خدمت کا اعتراف کرتے ہیں۔ (ہمدرد ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۳ کالم ایک)
بازاری پن	مسیلمۂ کذاب سے بازی لیجانے کا اعلان کر دیجئے اور ہر طرف سے جوتے پر لعنت اور شور پکار سنیئے۔ (ہمدرد ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۳ کالم ۲)
خونریزی کی ترغیب	اس میں اگر خونریزی بھی ہو جائے تو وہ صفین کی خونریزی ہو گی جو ناگزیر تھی۔ (ہمدرد ۱۶ دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۴ کالم ۳)
حسرتِ ناکامی	کیا کروں ایک فریبی کے فریب نے عوام کو پریشان کر رکھا ہے۔ (ہمدرد ۱۷ دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ کالم ایک)

حسن نظامی کے ریمارک	مسٹر محمد علی کے الفاظ
ذاتی عناد کا جلوہ	اس وقت تو خواجہ صاحب کی خواجگی کا سوال درپیش ہے۔ (ہمدرد ۷ ار دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ کالم ۳)
قتل کرنیکی دھمکی	وہی خنجر آج آپ کے گلوئے مبارک کیلئے ہمارے ہاتھوں میں موجود اور تیز ہے۔ (ہمدرد ۷ ار دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ کالم ۴)
بازاری پن	آپ میں گناہوں کا کافی بوجھ ہے ورنہ آپ کے ہلکے اور چھچھورے ہونے میں کس کو کلام ہے۔ (ہمدرد ۷ ار دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ کالم ۳)
قتل کا اشارہ	شیر اتنے قریب آجائے کہ تاک کر نشانہ لگاؤں اور خالی نہ جاسکے بلکہ اُسکے قلب یا دماغ کو چھید کر اُسکا کام تمام کردے (ہمدرد ۷ ار دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۳ کالم ایک)
خود پسندی کا غرور	انشاءاللہ ہر تاویل کو جھوٹا اور غلط ثابت کر دونگا وہ مطمئن رہیں۔ (ہمدرد ۷ ار دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۴ کالم ۲)

برہما کے دو تار تبلیغ کی عظیم الشان فتح

آج ۲۲ دسمبر کو برہما کے دو تار آئے ہیں ایک کشفی شاہ نظامی کا ہے۔ دوسرا قمر الضیا رکنیز اسلام نظامی کا ہے۔ کشفی شاہ لکھتے ہیں برہما کی جماعت محمد علی کے خلاف ہے۔ ہمیشہ برہما کی جماعت آپ کے تبلیغی کاموں کے لیئے تین سو روپیہ ماہوار بھیجتی تھی۔ مگر آئندہ پانسو روپئے ماہوار بھیجے گی۔

کنیز اسلام نظامی بڑی فیاض خاتون ہیں اور انہوں نے ہزارہا روپیہ سے تبلیغی کام کی امداد کی ہے۔ مگر آج وہ تار کے ذریعہ اطلاع دیتی ہیں کہ وہ اپنی ساری ملکیت اور مالیت تبلیغ اسلام کی نذر کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسا ہی اسلامی جوش عطا فرمائے۔

یزید لیڈر کا کوفی لشکر یعنی مسٹر محمد علی کے مددگاروں کا تاریخی تذکرہ

یزیدی لیڈر صاحب کے جوابات ختم کرنے سے پہلے میں یزید لیڈر کے کیمپ کی اطلاعات تاریخی یادداشت کے لیے قلمبند کر دینی چاہتا ہوں کیونکہ یہ واقعات ختم ہوتے ہی فراموش ہو جائیں گے اور آج کل جو ہل چل ہے کسی کو بھی یاد نہ رہیگی۔ مگر یہ تاریخی تذکرہ صدیوں تک اس بات کو زندہ رکھیگا کہ مسلمانوں میں یزیدی شان اور یزیدی طبیعت کے لوگ ہر زمانہ میں ہوتے آئے ہیں اور ہوتے رہینگے اور ۱۹۲۶ء کے آخر میں جس

یزید نے خروج کیا

تھا، اس کے کوفی اور شامی لشکر میں کون کون آدمی تھے تاکہ آیندہ جب کبھی کسی اور یزید کا ظہور ہو تو بنی فاطمہ موجودہ یزید اور اس کی فوج کے تاریخی تذکرہ سے کچھ کام لے سکیں۔

مولینا محمد عرفان سرحد کے رہنے والے ہیں، ترک موالات کے سلسلہ میں جیلخانہ بھی جا چکے ہیں، جمعیتہ العلماء کے ساتھ رہ کر تبلیغی کام بھی کیا ہے۔ حجازی وفد کے ساتھ مکہ معظمہ بھی گئے تھے۔ مخلص اور سمجھدار عالم ہیں۔

مگر یزید لیڈر کے ساتھ کچھ دنوں سے رسوخ بڑھا لیا ہے اور یزید لیڈر کے ایسے گرویدہ ہو گئے ہیں کہ آج کل یزید لیڈر کے ہر کام، ہر ارادہ اور ہر تحریر اور ہر تقریر کا روح رواں انہیں کو سمجھنا چاہیئے۔ جب میرے دوستوں سے ملتے ہیں تو کانوں پر ہاتھ رکھکر کہتے ہیں "حاشا وکلا" میرا اس جھگڑے سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے اور ایسی مؤثر باتیں بیان کرتے ہیں کہ ہر شخص شک میں پڑ جاتا ہے کہ جو کچھ کہہ رہے ہیں سچ کہہ رہے ہیں مگر ان کا "حاشا وکلا" اور ان کے سب اندرونی کام اس شرح و بسط کے ساتھ میرے سامنے ہیں کہ میں ان جناب کو یزید کا "مسلم بن عقبہ" سمجھتا ہوں۔

مہذب ڈاکو ضیاءالحق نام ہے۔ ہاپوڑ ضلع میرٹھ میں رہتے ہیں ان کے بھائی مولوی عبدالحق صاحب حیدرآباد کے محکمہ تعلیمات میں ایک افسر اور انجمن ترقی اردو کے سکرٹری اور رسالہ اردو اورنگ آباد کے ایڈیٹر ہیں۔

ضیاءالحق صاحب سیاسی اور غیر سیاسی کئی جرائم میں کئی بار قید ہو چکے ہیں۔ اُن کا پیشہ ریاستوں اور امیروں کو دھمکی کے خفیہ خط لکھ کر روپیہ وصول کرنا ہے۔ ایک اسلامی ریاست کو دھمکانے کے سبب دو سال کی قید کاٹ چکے ہیں۔

جو فتنہ ریزیدلیڈر نے برپا کیا ہے اس کے بانی یہی مہذب ڈاکو صاحب ہیں جب سے یہ فتنہ شروع ہوا ہے برابر ریزیدلیڈر کے ہاں ان کی نشست رہتی ہے اور ریزیدلیڈر نے اپنے اخبار کے علاوہ اور جو اخبار دہلی سے میرے خلاف جاری کرایا ہے اور جس قدر ٹریکٹ گالیوں سے لبریز میرے خلاف فضل حسین نے شائع کیے ہیں وہ سب اسی شخص کے ہاتھوں تیار ہوئے ہیں۔

میرزا حیرت دہلی کے رہنے والے ہیں۔ ایک زمانہ میں کرزن گزٹ کے نام سے اخبار نکالتے تھے۔ بنی فاطمہؓ کی برائی اور دوازدہ امام کی ہجو اور شہادت امام حسین علیہ السلام کا انکار اُن کی زندگی کے مشہور کارنامے ہیں۔ اسلامیہ کمپنی اور اسلامیہ بنک کے نام سے انہوں نے ایسے ایسے کام کیے ہیں جو دہلی میں اور ہندوستان میں سب کو معلوم ہیں۔ اب کچھ عرصہ سے گوشہ نشین ہو گئے ہیں اور دریبہ میں کتاب فروشی کی دُکان کھول لی ہے

چونکہ بنی فاطمہؓ سے اُن کو پیدائشی عداوت ہے اس واسطے انہوں نے اس موقعہ پر مسٹر محمد علی کا ساتھ دیا اور مسٹر محمد علی کے نئے اخبار کے مضامین انہی کی زبان سے تیار ہوتے ہیں جنکو ظفر تاباں لکھتا ہے اور یہ بولتے جاتے ہیں۔

میرزا حیرت نے گذشتہ زمانہ میں نہ صرف میری بلکہ دہلی کے تمام علماء و رؤسا کی نہایت فحش کلامی کے ساتھ مخالفتیں کی ہیں۔ یہانتک کہ حکیم اجمل خاں صاحب کے خلاف

بھی برسوں تک اسکی مخالفت کا طوفان برپا رہ چکا ہے۔ آج کل اگرچہ میرزا صاحب کھلم کھلا سامنے نہیں آئے لیکن وہ پردہ ہر روز ایک گالی نامہ میرے خلاف تیار کرا کے شائع کرا دیتے ہیں اور اس لحاظ سے اُن کو یزید لیڈر کا خاص دایاں ہاتھ سمجھنا چاہیئے۔

ظفر تاباں مولانا احمد علی صاحب محدث میرٹھی کے صاحبزادے ہیں۔ ۲۰ سال کے قریب عمر ہے۔ ڈاڑھی موچھ مُنڈاتے ہیں۔ میرزا حیرت کے محبوب و مطلوب شاگرد ہیں۔ اور مسٹر محمد علی کے خرچ اور میرزا حیرت کے خیالات کے ذریعہ آج کل ایک گالی کا اخبار میرے خلاف اُنہوں نے جاری کیا ہے جو روزانہ شائع ہوتا ہے۔

تاباں صاحب کو میں نے صرف ایک دفعہ دیکھا ہے مگر اُنہوں نے شائع کیا ہے کہ وہ میرے اُستاد ہیں اور اُنہوں نے مجھکو دُرّۂ نادرہ کتاب پڑھائی ہے۔ ان کا یہ جھوٹ یزید لیڈر کی حمایت کے سلسلہ میں جسقدر دلچسپ ہے۔ اُسی قدر یہ ظاہر کرتا ہے کہ یزید لیڈر کے کیمپ میں کیسے کیسے سردار ہیں۔

ابوالاعلیٰ صاحب میں لکھ چکا ہوں کہ مودودی خاندان میں ہیں۔ عمر کم ہے مگر مضامین نویسی کی اچھی مشق ہے۔ سنجیدگی اور وقار کی شان سے خیالات کو ادا کر سکتے ہیں۔ میرا ان سے سالہاسال تعلق رہا۔ اُن کے والد مرحوم سے بھی ملنا جُلنا تھا اور اُن کی والدہ صاحبہ تو بہت ہی اعتقاد سے بارہا میرے ہاں تشریف لاتی تھیں۔ مگر اسوقت ابوالاعلیٰ صاحب یزید لیڈر کے بہت بڑے حامی ہیں بلکہ اس لحاظ سے کہ جمعیۃ علمار کی زبان بنکر اُنہوں نے ہندوستان کو یہ دھوکا دیا کہ مسلمانان ہند اخبار الجمعیۃ کے مضامین کو جمعیۃ علمار کی رائے سمجھنے لگے ہیں ان کو یزید لیڈر کا دل و دماغ سمجھتا ہوں۔ اُنہوں نے مجھکو دوران جنگ میں بڑی حکمت عملی کا ایک خط بھیجا تھا جسکے جواب میں میں نے صرف دو فقرے لکھدیئے تھے کہ "آپ حضرت علیؓ کی اولاد میں آپ کو امیر معاویہ کے طرز دانشمندی پر فخر نہ ہونا چاہیئے"۔

مولینا مظہر الدین شیرکوٹ ضلع بجنور کے رہنے والے ہیں۔ اخبار الامان کے

کے ایڈیٹر ہیں۔ جمعیۃ علماء کے ناظم مولینا احمد سعید صاحب قید ہوگئے تو اُنکی قائم مقامی کے لیے ان کو دہلی میں بلالیا گیا تھا، اُسوقت سے دہلی میں رہتے ہیں اور اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ رات دن حصول رسوخ کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ان کے خلاف اور انکی حرکات کے خلاف کئی بار دہلی میں شورشیں ہوئیں اور میں نے ہر شورش میں کوشش کی کہ ان کی مخالفت جاتی رہے۔ کیونکہ میں ان کی تحریر و تقریر سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے کا خواہشمند تھا۔ یہ بھی مجھ سے ظاہرداری کا برتاؤ اچھا رکھتے تھے، البتہ اخبار میں مخالفت کرتے رہتے تھے۔ یزید لیڈر کی رائے ان کے متعلق بہت بُری ہے مگر انھوں نے اس جنگ میں یزید لیڈر کا اس شدّومد کے ساتھ جھنڈا بلند کیا اور ایسے سخت حملے مجھ پر کیئے جو ناقابل اظہار ہیں اس لیے اس جنگ کی تاریخ میں اُن کا تذکرہ نمایاں جگہ پانے کے قابل ہے۔

اخبار مدینہ بجنور سے شائع ہوتا ہے۔ دیوبندی علماء کا آرگن سمجھا جاتا ہے۔ لیکن دیوبندی علماء کی مخالفت سے بھی نہیں چوکتا۔ اس کی اشاعت بہت اچھی ہے۔ اور مسلمانوں میں اس کے مضامین وقعت سے دیکھے جاتے ہیں یہ ہمیشہ ہی میرے خلاف لکھا کرتا ہے۔

اس فتنہ میں اس اخبار نے یزید لیڈر سے بڑھ کر گولہ باری کی اور جہاں تک اسکے دماغ اور قلم نے ساتھ دیا، کوئی دقیقہ میری بدنامی اور رسوائی کا باقی نہ چھوڑا۔

اخبار خلافت بمبئی سے نکلتا ہے۔ یزید لیڈر کے بڑے بھائی مسٹر شوکت علی اس کے مالک و منتظم ہیں اور انہیں کی پالیسی سے اسکے مضامین مرتب ہوتے ہیں۔

اس اخبار نے بھی جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں ہر بات میں یزید لیڈر کا ساتھ دیا اور ایسے سخت اور خلاف واقعہ مضامین میرے خلاف شائع کیئے کہ جو یزید لیڈر کے کیمپ میں اس اخبار کی پوزیشن کو ممتاز جگہ دلوا سکتے ہیں۔

فضل حسین لکھ چکا ہوں ہلالی پریس کے مالک ہیں۔ پہلے میری کتابیں چھاپتے تھے

اب کچھ عرصہ سے مخالف ہو گئے ہیں۔ یزید لیڈر کے گالی نامے بصورت ٹریکٹ روزانہ چھپتے ہیں۔ اس واسطے ان کو بھی عمرو بن سعد کی جگہ پر دیکھنا چاہیئے۔ اگرچہ اس جنگ میں اُن کے اختیارات اور اُن کا رسوخ عمرو بن سعد جیسا نہ تھا۔

اشخاص عام ان بڑی بڑی شخصیتوں کے علاوہ جن کو میں بڑی شخصیت کا آدمی محض اس وجہ سے کہتا ہوں کہ اُنہوں نے اس جنگ میں بہت نمایاں کام کیئے ہیں اور مجھپر حملہ کرنے میں سب سے آگے رہے ہیں۔ ورنہ ان میں سے بعض تو نہایت ہی ادنیٰ شخصیت کے ہیں۔ مگر اُن کے علاوہ ایک اور جماعت بھی ہے جو نہ دہلی میں کچھ مشہور ہے نہ باہر اُنکی کچھ شہرت ہے نہ میرے ساتھ اُن کے عناد کی کوئی وجہ ہے۔ نہ مجھے اُن کے ساتھ مخالفت کا کوئی موقع پیش آیا۔ مگر وہ خود بخود محض اپنی فطرت کے تقاضے سے میری مخالفت کر رہے ہیں۔ لیکن میں ان حضرات کو یزیدی لشکر کا سپاہی نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ اُن میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کو محض غلط فہمی ہو گئی ہے۔

مگر یہ بات بھی آیندہ نسلوں کو یاد رہیگی کہ صفین میں میرے دادا حضرت علیؓ جنگ میں کامیاب ہوئے تھے اور کربلا میں میرے دادا حسینؓ نے اسلام کا سکہ جمایا تھا اور میں بھی اس جنگ میں کامیاب ہوا۔ اور یزید لیڈر کا کوئی حملہ کارگر نہ ہو سکا۔

مجھے یہ بھی لکھنا ہے کہ جس دن صفین میں لڑائی ہو رہی تھی اور جس دن کربلا میں کارزار کا معرکہ گرم تھا، اُس دن دنیا کی اور کسی آبادی کو خبر بھی نہ تھی کہ صفین اور کربلا میں کیا ہو رہا ہے۔ مگر ۱۹۲۶ء کے نومبر اور دسمبر میں اور ۱۳۴۵ھ کے جمادی الاول اور جمادی الآخر میں جو معرکہ میرا اور یزید لیڈر کا ہوا وہ بظاہر دہلی میں تھا جو ہندوستان کا پایہ تخت ہے لیکن اس کی خبر ہندوستان کے ہر صوبہ اور ہر شہر اور ہر قصبہ اور ہر گاؤں کو تھی اور جیسے حملے مجھپر اور میرے بیکس ساتھیوں پر دہلی شہر میں ہو رہے تھے ویسے ہی حملے ہندوستان کی ہر آبادی میں میرے رفیقوں اور میرے مریدوں اور میرے دوستوں

اور میرے اُس رسوخ پر ہو رہے تھے جو وہاں تھا۔ اور جس طرح میں اپنی تبلیغی کام کو دہلی میں پے در پے اور دھواں دھار حملوں سے رات دن بچانے میں مصروف تھا۔ اسی طرح کلکتہ کراچی، احمد آباد، حیدر آباد وغیرہ شہروں میں میرے رفیق اور میرے ساتھی پوری مستعدی کے ساتھ بچاؤ کا کام کر رہے تھے۔

اور اب جبکہ میں اس بچاؤ کی جنگ کو ختم کرنیوالا ہوں میرا دل اور میرا رونگٹا رونگٹا اللہ تعالیٰ کی غیبی اور علانیہ امداد کا شکر گزار ہے کہ اُسی نے یزید لیڈر کے ایک عظیم الشان حملہ اور ایک باقاعدہ اور باضابطہ سازش کے طوفان سے مجھکو اور میرے تبلیغی کام کو بچا لیا اور وہ محنت کا زمانہ عنقریب ختم ہو جائیگا۔ جو مجھکو اور میرے ساتھیوں کو درپیش تھا، اور جو گذشتہ زمانوں میں میرے بڑوں کو بارہا پیش آیا ہے۔

میں جانتا ہوں کہ حریف اور اُن کے ساتھی یورش اور حملہ آوری سے باز نہیں آئینگے اور اُن کے وار ابھی مدتوں جاری رہینگے۔ لیکن میں نے فیصلہ کر دیا اور میرے ساتھیوں نے بھی طے کر لیا کہ وہ اپنی طرف سے ۳۱ دسمبر کے بعد کوئی بات ایسی نہ ہونے دینگے جو اس لڑائی کو بڑھانیوالی ثابت ہو، بلکہ میری تو یہ کوشش ہوگی کہ میں آیندہ غنیم کے کسی حملہ کا بھی جواب نہ دوں کیونکہ مجھے معلوم ہوگیا اور میں نے اچھی طرح سمجھ لیا کہ میرا تبلیغی کام جو اس حملہ کی اصلی بنیاد تھی ایسے غیور اور دانشمند مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے جو کسی مغالطہ اور کسی حملہ کی اور کسی سازش کی اور کسی غل وشور کی پرواہ نہ کریں گے۔ اور سب آوازوں کو سُنتے اور سب تحریروں کو پڑھنے کے باوجود جو حریفوں کی طرف سے اُن کے کانوں اور اُن کی آنکھوں کے سامنے آئیں وہ اپنا تبلیغی کام کرتے رہیں گے۔ اور مجھے یہ دیکھکر کہ میرا تبلیغی کام محفوظ قلعوں میں ہے اور دُشمن اُن قلعوں کو نہیں لے سکتا آیندہ جواب دینے اور مسلمانوں میں خانہ جنگی کا موجب بننے کا خیال بھی دل میں نہ آنے پائیگا اور انشاء اللہ تعالیٰ خدا کے فضل سے ایسا ہی ہوگا۔ جیسا کہ میں نے ان قلمی الفاظ میں ظاہر کیا۔ حسن نظامی

حق کے دلیر حامی

جھگڑا ملتوی ہوتا ہے، تو جہاں مخالفین اور اور غیر جانبدار اشخاص کا ذکر کیا گیا وہیں حق کے دلیر حامیوں کا تذکرہ بھی ہونا ضروری ہے، تاکہ آنیوالی نسلیں ان ناموں کو عزت اور تعریف سے یاد رکھیں اور جب کبھی پھر کوئی واقعہ پیش آئے تو کام کرنیوالے ان لوگوں سے حق کی حمایت کی توقع کر سکیں۔

مولینا زاہد القادری صاحب "حر ثانی" جس طرح کوفیوں میں حضرت حر نہایت دلیری کے ساتھ حضرت امام حسینؑ کے حامی ہو گئے تھے اسی طرح مولانا زاہد القادری صاحب جو پہلے سجدۂ تعظیمی کے مسئلہ میں میرے سخت خلاف تھے۔ آج مرد میدان بنکر قلم کا نیزہ لیئے مخالفوں کے سامنے کھڑے ہیں اور میں ان کو "حر ثانی" کہہ سکتا ہوں

واحدی صاحب باوجود نہایت خلوص پسند اور مرنجاں مرنج طبیعت رکھنے کے ایک مہینہ تک اپنا سب کاروبار چھوڑے ہوئے اس مقابلہ میں میرے دست و بازو بنے رہے

بھیا احسان فقیر عشقی حلقۂ وحدت و محبت کے بانی، ہر جھگڑے سے بیزار، مگر میرے معاملہ کی حقانیت کے شب و روز اپنے علم و عقل سے مددگار رہے۔

منشی عبد الحمید خاں کاروباری آدمی، جن کے ایک ایک منٹ کی قیمت ہے۔ مگر حق پر حملہ دیکھا تو اپنی سب تجارتوں کو بالائے طاق رکھکر حمایت میں مصروف ہو گئے

بقائی صاحب کبھی ناحق سے نہ دبے، کبھی بڑے سے بڑے زور کے آگے نہ جھکے۔ اب سب سے بڑے لیڈر کا سیلاب آتا دیکھا تو قصر تبلیغ کو بچانے کے لیئے وہ کام کیا کہ مسٹر محمد علی کا دل ہی جانتا ہوگا۔

پروفیسر حیدری پروفیسر اکبر خاں صاحب حیدری غیر جانبدار لوگوں میں ہیں مگر ان کے دماغ اور قلم نے حریف کے کیمپ میں وہ تہلکہ ڈالا کہ ہر ایک لرزہ براندام ہو گیا۔

فہمی صاحب مفتی شوکت علی صاحب فہمی ایڈیٹر دین و دنیا لٹریری میدان میں نئے

نئے داخل ہوئے ہیں دو تین سال کی مشق ہو گر انکے نظم و نثر مضامین نے دشمنوں سے لوہا منوالیا۔ حمایتِ حق کی جنگ میں ان کے مؤثر، مدلل اور پر لطف مضامین تمام ملک میں گونج رہے ہیں۔

مولینا ممتاز صاحب ہاشمی میرے دیرینہ دوست ہیں، ناظم جمعیتِ علما کے عزیز ہیں مگر حق کا ولولہ ناظم صاحب سے زیادہ رکھتے ہیں، حق کی حمایت کے لیے میدان میں آئے اور بڑی دلیری سے آئے اور رات دن جن مباحثوں سے ان کا سابقہ رہا وہ سب میرے علم میں ہیں۔

حاجی یونس صاحب یہ بھی جمعیت علمار کے موجودہ ناظم صاحب کے بہت ہی قریبی قرابتدار ہیں۔ مگر اسلامی جوش میں سرشار ہیں، فتنہ شروع ہونے کے بعد سے آج تک کوئی دن ایسا نہیں گزرا جبکہ ان کی دوکان پر مناظرے اور مباحثے نہ ہوئے ہوں اور انہوں نے امرِ حق کی حمایت میں دنداں شکن جواب نہ دیئے ہوں۔

پروفیسر عندلیب صاحب پروفیسر عندلیب شادانی نظامی ایم اے کھلم کھلا میدان میں نہ آئے مگر میرا جواب شائع ہونے سے پہلے قدرت نے ان کے دماغ میں بھی وہی جواب ان الزامات کا پیدا کیا جو میں نے لکھا۔ گویا "او در من و من در او" کا معاملہ ہوگیا۔

چشتی صاحب دہلی کے محلہ چوڑی والان میں اشتیاق احمد صاحب چشتی کو سب جانتے ہیں، حمایتِ حق کی سرگرمیاں خاص انداز میں دکھاتے رہے۔

منشی فردوس صاحب اخبار الامان کے کاتب ہیں، مگر حق و باطل کے عارف ہیں۔ حریفوں کی ہر شرارت معلوم تھی اس لیے امرِ حق کے حامی رہے۔

ملنسار صاحب نظامی ان کے والد خاکسار صاحب نے تو مجھے بچپن میں حق کا راستہ بتایا تھا پھر آج یہ حق کا ساتھ کیوں نہ دیتے؟ حمایت کی اور حمایت کا حق ادا کر دیا۔

شیخ محمد اسمٰعیل صاحب کاروباری آدمی ہیں مگر سالہا سال سے ان کے خلوص و محبت کا اظہار ہو رہا ہے اس فتنہ میں جو دلیری اور ثابت قدمی ان سے ظاہر ہوئی ہر شخص اس کی تعریف کرتا ہے

مولانا حفیظ الدین صاحب دہلی کے اُن لوگوں میں ہیں، جن کی دانشمندی اور محنت اور خلوص نے مسلمانوں کا ہر بُرے وقت میں ساتھ دیا ہے اور جن کی حق بیانی سے سب لیڈرانِ باطل کانپا کرتے ہیں۔ اس فتنہ میں کھلم کھلا حمایتِ حق کیلئے نمایاں نظر آئے۔

میوہ والے پشاور کے میوہ فروش اور سبزی منڈی کے اکثر تاجرانِ میوہ نے بغیر کسی تحریک اور اشارہ کے تائیدِ حق کے لیئے وہ وہ کام کیئے کہ میں ان کو کبھی نہیں بھول سکتا۔

ڈاکٹر ثریا بانو ڈاکٹر محمد عمر صاحب کی اہلیہ نے عورتوں میں اور ڈاکٹر محمد عمر صاحب نے مردوں میں اظہارِ حق اور حمایتِ حق کے لیئے رات دن کوششیں کیں۔

بابو دیدار بہادر صاحب نے جیسی مخلصانہ اور دانشمندانہ اور ہمدردانہ کوششیں کیں وہ سب میرے دل پر نقش ہیں۔

ڈاکٹر محفوظ اللہ صاحب طبقۂ اہل حدیث میں ہیں۔ کوئی علانیہ حمایت نہیں کی۔ لیکن ان کا مطب ہمیشہ مناظرہ اور مباحثہ کا مرکز بنا رہا۔ جہاں انہوں نے دلیری سے تائیدِ حق کا فرض ادا کیا

نور احمد صاحب بیرسٹر یورپ اور اسلامی ممالک کے سیاح ہیں۔ بیرسٹری کے سبب ہر قسم کے آدمیوں سے سابقہ پڑتا ہے۔ اطلاع آئی ہے کہ وہ بھی حمایتِ حق میں ہر وقت مصروف رہتے تھے۔

ڈاکٹر سراج الدین صاحب اہلحدیث ہیں اور میرے پُرانے ملنے والے ہیں، صلح پسند طبیعت ہے، مگر بار بار ملنے آتے تھے اور آنکھوں ہی آنکھوں میں حمایت اور ہمدردی کا یقین دلاتے تھے اور یہی حال میرے اور ان کے قدیمی دوست محمد شفیع صاحب کا تھا۔

ملک نور حسن صاحب سبزی منڈی کے مشہور آدمی ہیں، حاضر و غائب تائیدِ حق کا کام کرتے رہے۔

خلیفہ محمد اسحاق صاحب سبزی منڈی کے مشہور تاجر میوہ ہیں انکے سب بھائی اور ان کا سارا خاندان حق کی تائید میں مصروف رہا اور انکی والدہ "جمن بوا" نے نقد امداد بھی دی۔

ڈاکٹر فرالنس والے لال کنوئیں پر مطب کرتے ہیں، نہایت جوش و خلوص کیساتھ تائیدِ حق میں مصروف رہے

مستری حبیب خاں نظامی پنڈت کے کوچہ میں جو باتیں اور جو شورشیں پیش آئیں

ان کے زخم مستری حبیب خاں اپنے دل و جگر پر حمایتِ حق کے لئے لیتے رہے۔

محمد صدیق صاحب وکیل تعلیمیافتہ اور قومی جوش رکھنے والے مسلمان ہیں، حق و باطل کا فرق جانتے ہیں۔ بات کو سمجھ کر حق کی حمایت کرتے رہے۔

میر للّن صاحب ان کا شمار غیر جانبدار طبقہ میں ہے۔ مگر جو محنت اور جو دوڑ دھوپ صلح کے لیے انہوں نے کی اس میں زیادہ حصہ حمایتِ حق کا تھا۔

مرزا محبوب بیگ صاحب ایک مشہور چھاپہ خانہ کے مالک ہیں، تبلیغی چھپائی زیادہ انہی کے ہاں ہوتی ہے۔ اس فتنہ کے موقع پر انہوں نے اس مستعدی سے کام کیا کہ رات دن انکا مطبع جاری رہا اور انسداد فتنہ کی چھپائی ٹھیک وقت پر تیار کراتے رہے حالانکہ دہلی کے تمام اخبارات و رسالے انہی کے ہاں چھپتے ہیں اور ان کے مطبع کو ایک منٹ کی فرصت نہیں ملتی۔ اسکے علاوہ مرزا صاحب نے اور بھی تائید حق کے بڑے بڑے کام کیے۔

محمد انوار صاحب ہاشمی تو میرے قوت بازو اور عزیز خاص ہیں، انہوں نے با وجود علالت کے اور انکے بھائی حافظ سعید نے باوجود گھر کی بیماریوں کے نہایت مستعدی سے کام کیا۔

جہاں شاہ صاحب خاندانی شریف زادے اور ایک کاروباری آدمی ہیں مگر امر حق کیلئے پوری مستعدی سے سینہ سپر رہے

منشی نذیر حسین صاحب چھاپہ خانے والے اور تاجر کتب ہیں کوئی دن خلوص و تائید کے عمل سے خالی نہیں رہا

منشی قربان علی صاحب رسالہ اردوئے معلّٰی کے مالک ہیں اسکے ذریعہ بھی مدد دی اور اس کے علاوہ رات دن سچے اور مخلص مددگاروں کی طرح اپنا سب کام چھوڑ کر حمایت کرتے رہے۔

غلام نظام الدین صاحب حاجی غلام محبوب الٰہی صاحب کے صاحبزادے ہیں نہایت پرجوش اور حامیٔ اسلام ہیں، حمایت کا دلیرانہ حق ادا کیا۔

مولوی مقبول احمد نظامی سیوہارہ ضلع بجنور کے رہنے والے ہیں حریفوں کے اکثر افراد سے دوستیاں ہیں مگر سب کو بالائے طاق رکھکر امر حق کی شاندار حمایت کی۔

مولینا غلام حسنین صاحب پھلواروی حضرت مولانا شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواروی

کے صاحبزادے ہیں، حریف لیڈروں سے تعلقات رکھتے ہیں مگر امر حق کی حمایت کے لیے ایسی دلیری سے میدان میں آئے کہ ان کے ایک ہی خط نے دشمن کے ہر کیمپ میں قیامت برپا کر دی۔

ماہر صاحب حکیم محمود علی خاں صاحب ماہر اکبر آبادی ایڈیٹر اخبار ماہر دہلی نے حمایت حق کا فرض نہایت مضبوطی اور قابلیت کے ساتھ ادا کیا۔

اخبار دین احمد آباد اس اخبار کے ایڈیٹر لیڈران خلافت کے دست و بازو اور گجراتی اخبار خلافت کے سالہا سال ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔ گجرات اور کاٹھیاواڑ میں فتنہ کا طوفان اسی اخبار نے روکا۔

رسالہ نظامی احمد آباد تبلیغی رسالہ ہے۔ گجراتی زبان میں شائع ہوتا ہے۔ اس نے بھی حمایت حق کا بڑا کام کیا۔

عزیز ہند جھانسی بندھیلکھنڈ جھانسی کا مشہور اسلامی اخبار ہے، اسنے فتنہ شروع ہوتے ہی امر حق کی تائید کا جھنڈا بلند کر دیا۔ اگرچہ وہ حریفوں کے نرغہ میں اکیلا گھرا ہوا تھا۔

اخبار وکیل امرتسر پنجاب کے نہایت قدیم اور باوقعت اور سربرآوردہ اسلامی اخبار وکیل امرتسر نے بھی آخر حق کو سمجھ لیا اور منصفانہ طریقہ سے حق کی تائید کی۔

پیغام صلح لاہور یہ اخبار تبلیغی خدمات میں سب سے اعلیٰ ہے اور اسکی تائید بھی اتنی زبردست تھی کہ کوئی حریف اس کا جواب نہ دے سکا۔

اخبار حقیقت لکھنؤ روزانہ شائع ہوتا ہے، چاروں طرف سے دشمنوں میں گھرا ہوا ہے مگر عرصہ دراز سے تبلیغی مضامین شائع کرتا ہے۔ اس فتنہ میں اسکا کام اور اسکی حمایت ہر اخبار سے بڑھی رہی اگرچہ اسکو نقصانات بھی اٹھانے پڑے لیکن حمایت حق سے باز نہ رہا

مسلم سیوک آگرہ تبلیغی جماعت کا آرگن ہے۔ اس نے بھی حمایت حق کا کام مستعدی سے کیا

روہیلکھنڈ گزٹ بریلی مشہور اور پرانا اخبار ہے۔ اس صوبہ میں کہا جاتا ہے کہ لوہے کے قلم سے مضامین لکھتا ہے یعنی نہایت آزاد اور بے باک لکھنے والا ہے۔ اس نے بھی حمایت حق کا زبردست کام کیا اور اخباری مضامین کے علاوہ علیحدہ بھی کچھ چھاپ کر تقسیم کرایا۔

مولانا محمد ایوب صاحب واحدی صاحب کے اُستاد ہیں۔ میرے مکرم ہیں۔ کسی فریق سے تعلق نہیں رکھتے۔ مگر ہر مجلس میں اور ہر مجمع میں حق کی حمایت کرتے رہے۔

اخبار شیر پنجاب لاہور سکھوں کا مشہور اخبار ہے، اس نے بھی تائید حق کا فرض ادا کیا۔

اخبار مشرق گورکھپور مسلمانوں کا مشہور آزاد خیال پُرانا پرچہ ہے۔ فتنہ کے غل شور سے الگ رہا۔ مگر تائید حق میں کوتاہی نہیں کی۔

اخبار ریاست دہلی اگرچہ اس اخبار کا ذکر غیر جانبدار طبقہ میں آنا چاہیئے لیکن آئندہ نسلوں کی معلومات اور بیرونی شہروں کی واقفیت کیلئے دوستوں کے زمرہ میں بھی اس کا نام لکھنا ضروری ہے کہ اس نے نہایت دلیری اور مضبوطی سے تائید حق کا کام کیا۔

میرے مرید

اب مجھے اپنے مریدوں کا ذکر کرنا چاہیئے جن کو اس فتنہ میں ہر جگہ نہایت سخت محنت کرنی پڑی۔ سب سے زیادہ محنت حیدرآباد کے مریدوں نے کی جہاں ضیاء الحق مہذب ڈاکو کے بھائی مولوی عبدالحق صاحب حریفوں کے سرغنہ بنے ہوئے نہایت مستعدی سے کام کر رہے تھے اور اسکے بعد کراچی اور کلکتہ کے مریدوں کا امتحان تھا جس میں وہ پوری سچائی کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ اور انہوں نے نہایت مخلصانہ خدمات انجام دیں۔

گجرات، کاٹھیاواڑ کے مرید بھی خوب کام کرتے رہے۔ پنجاب کے مریدوں میں زیادہ کام احمد وجودی نظامی مالک خواجہ پریس بٹالہ نے کیا۔ امرتسر کے مریدوں نے بھی کام کیا مگر لاہور کے مریدوں کے کام کی کوئی اطلاع نہیں آئی۔ البتہ یہ معلوم ہوا کہ اُنھوں نے پوسٹر وغیرہ مستعدی سے چھپاں کیئے۔ جموں اور مظفرآباد کشمیر کے مریدوں نے خوب کام کیا۔ اور برہما کے مرید تو مالی امداد میں سب سے آگے بڑھ گئے۔ اگرچہ وہاں فتنہ کا زیادہ زور نہ تھا لیکن پھر بھی ان سب نے ثابت قدمی سے خدمات انجام دیں۔ یو پی اور سی پی اور بہار کے مریدوں نے بھی خوب کام کیا۔ مگر یو پی کے مرید مغلوب رہے کیونکہ یو پی ہی وہ صوبہ ہے جہاں سب سے زیادہ حریف اخباروں کا

زور تھا۔ گجرات اور پالن پور ریاست کے مریدوں نے بہت شاندار کام کیے۔ کاٹھیاواڑ کے اہلِ قلم اور تعلیم یافتہ مرید سینہ سپر ہو کر سامنے آ گئے۔ صوبۂ سرحد کے مریدوں نے بھی اس جوش وخروش سے کام کیا جیسی ان سے امید تھی۔ بنگال کے مریدوں نے بھی مستعدی میں کمی نہیں ہونے دی اور اب وہ آسام میں کام کرنے گئے ہیں۔ ایسٹ افریقہ اور ٹرانسوال اور سوڈان اور مصر اور افغانستان کے مریدوں کی ابتک خبریں نہیں آئیں کہ وہاں کیا واقعات پیش آئے۔

تبلیغی رفیق حریف کے حملہ کا تبلیغی رفیقوں پر کسی جگہ بھی برا اثر نہیں پڑا بلکہ اس حملہ سے اور زیادہ مستعدی ان میں پیدا ہو گئی۔

حریف نے ان ریاستوں کو مجھ سے بدگمان کرنیکی کوششیں کی تھیں، جہاں میرے تعلقات ہیں۔ مگر اس میں بھی وہ کامیاب نہیں ہوا۔

حیدرآباد کے متعلق جسکو اس فتنہ سے اصل واسطہ تھا جسقدر خبریں آئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کے خاص حلقوں اور طبقوں میں حریف کی نیت اور دلی مقصد کو اچھی طرح سمجھ لیا گیا ہے۔ حسن نظامی

ہمارے اور حریفوں کے کام کرنے کا طریقہ

حریف کس طرح کام کرتے تھے؟

اس فتنہ کے دوران میں حریفوں کی یہ حالت تھی کہ رات دن مسٹر محمد علی کے ہاں اعداد کا ہجوم جمع رہتا تھا اور ایک ایک بات کے لئے مشورے ہوتے تھے، اور ایک ایک لفظ پر بحث مباحثے کیے جاتے تھے اور مسٹر محمد علی اپنے ہر رفیق سے بات بات پر لڑتے جھگڑتے تھے اور صبح سے شام تک اوندھے لیٹے ہوئے لکھتے رہتے تھے۔

حریف کے کام کرنے والے بازاروں میں افواہیں اڑاتے پھرتے تھے اور ہر دشمن کو اپنی طاقت سے ڈراتے تھے اور ہر شخص سے ہماری خبریں معلوم کرنیکی کوشش کرتے تھے۔

مولانا عرفان صاحب اور ضیاء الحق مہذب ڈاکو اس محنت میں سب سے آگے تھے۔

ان سب کو رات کی نیند اور دن کا آرام اور کھانا پینا اور ملنا جلنا یاد نہ رہا تھا اور وہ سب دیوانوں کی طرح ہر وقت پریشان اور "حواس باختہ" رہتے تھے۔

روزانہ اخبارات اور احباب کے نام خطوط اور پیغام روانہ ہوتے تھے کہ اس نازک وقت میں ہماری مدد کرو۔ ان کو زیادہ بھروسہ یوپی کے اخبارات پر تھا اور وہی ان کے کام آئے۔ پنجاب نے ان کا ساتھ نہیں دیا۔ بہار نے تھوڑا بہت ساتھ دیا۔ بمبئی میں صرف اخبار خلافت نے ساتھ دیا۔ مدراس کے صوبے نے ساتھ نہیں دیا۔ نہ میرا ان کا اور بھی سب صوبے خاموش رہے صرف یوپی اور بہار کے چند اخبار اور چند افراد اس فتنہ میں ان کے مددگار رہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ حریف بھی یوپی کا ہے اس واسطے اس صوبہ نے اس کی مدد کی۔

ہم کیونکر کام کرتے تھے؟

میری اور میرے ساتھیوں کی حالت یہ تھی کہ ہر کام کا ایک وقت بتا دیا گیا تھا اور ایک ایک کام علیحدہ علیحدہ سب کو تقسیم کر دیا گیا تھا اس واسطے کسی قسم کی پراگندگی اور کسی قسم کی پریشانی ہمارے کاموں میں نہیں ہوتی تھی۔ مضامین میرے اور سب کے واحدی صاحب کے سامنے جاتے تھے وہ ان کو دیکھ دیکھ کر کاتبوں سے لکھواتے تھے۔ اُنھوں نے اپنے رسالہ نظام المشائخ اور درویش کا اس زمانہ میں کوئی کام نہیں کیا اور ہمہ تن اس کام میں مصروف رہے۔ زیادہ اہم معاملات کے لیے بھیّا احسان اور دوسرے رفقا سے بھی مشورہ لیا جاتا تھا اور جب تک سب ملکر فیصلہ نہ کرتے تھے ایک حرف بھی باہر نہ نکلتا تھا اور میں متفقہ مشورہ اور فیصلہ کو خندہ پیشانی سے قبول کر لیتا تھا۔

ہم کوئی کام مخفی نہ کرتے تھے۔ واحدی صاحب کے دفتر میں ہمیں معلوم تھا کہ کون کون لوگ ہیں جن کے ذریعہ سے حریف کو ہماری خبریں پہونچتی ہیں۔ مگر ہم کو اسکی پرواہ نہ تھی کیونکہ

ہمارا ہر کام آزاد اور کھلا ہوا تھا۔ البتہ میں نے اسکا انتظام کیا تھا کہ ہر حریف کے اندرونی مشوروں اور سازشوں کا علم مجھے ہوتا رہے اور اسکی مجھے ہر روز مفصل معلومات حاصل ہوتی رہتی تھی۔

میں حسب معمول پچھلی رات سے اپنا ذاتی کام بھی کرتا تھا اور اس فتنہ کے متعلق بھی اور دس گیارہ بجے تک گھر میں کام کر کے دہلی جاتا تھا اور چار بجے تک وہاں کام کرتا تھا۔

اسمیں شک نہیں کہ ہم سب اس کام میں بیحد مصروف تھے اور ہمارے بہت سے تجارتی اور ذاتی کام اس زمانہ میں رکے رہے لیکن ہمیں کوئی پریشانی اور گھبراہٹ نہ تھی دیکھنے والے دیکھتے تھے کہ ہم آپس میں خوش طبعی کی باتیں بھی کر رہے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں کبھی اس فتنہ کا تذکرہ بھی آجاتا ہے۔ اگرچہ ہم سب خندقوں میں تھے اور گویا ہم پر شدید گولہ باری ہو رہی تھی۔ مگر ہماری زندگی کے مقررہ اوقات میں کسی قسم کا فرق اور تغیر نہیں ہوا تھا واحدی صاحب حسبِ معمول ہواخوری کو جاتے تھے اور حسب عادت سینما بھی دیکھتے تھے اور اور میں حسب دستور مختلف ملاقاتیوں سے ملتا تھا اور اپنے ذاتی کام اطمینان کے ساتھ کرتا تھا۔

یہ سب چیزیں میں اسواسطے لکھ رہا ہوں کہ آئندہ جب کسی کو ایسی دقت پیش آئے تو وہ فتنہ سے گھبرائے نہیں اور اسکو معلوم ہو کہ "تقسیم عمل اور تقسیم اوقات" سے انسان بڑے بڑے مشکل کام میں بھی مطمئن اور ثابت قدم رہ سکتا ہے جیسا کہ ہم سب رہے اور ہم نے محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُسکی توفیق سے اس عظیم الشان سازش اور اس ہولناک حملہ اور اس خطرناک یورش کا استقلال اور کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا اور آج ہم "لڑائی کا علم" ہاتھ سے رکھتے ہیں تو ہمارا دل مطمئن ہے کہ ہم نے اپنا فرض پورا کر دیا اور دشمن کو کسی بات میں بھی کامیابی نہیں ہوئی۔

ہم کو لڑنے پر مجبور کیا گیا تھا اور ہم مجبور ہو گئے تھے اور ہمارے جواب نے آخر دشمن کو بھی مجبور کر دیا

اب دشمن کتنی ہی کوشش کرے اور کیسے ہی ہاتھ پاؤں مارے مسلمانوں کو دشمن کی اندرونی نیت اس کے کاموں اور اسکی تحریروں اور اسکی سراسیگی اور حرکات مذبوحی سے اچھی طرح معلوم ہوگئی ہے اور اب ہر مسلمان اپنے آپ کو دشمن کی آئیوالی شرارتوں سے محفوظ و مامون سمجھتا ہے۔ اور یہی ہم سبکا اس جواب ہی سے مقصود تھا۔ حسن نظامی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اصحاب بدر و اُحد کی بے ادبی۔

رامپوری یزید لیڈر نے اُنکو پیسہ کا لوبھی لکھدیا

رامپور کے یزید لیڈر نے ۲۲ر دسمبر ۱۹۲۶ء کے بعد ہمدرد صفحہ ۳ کالم ایک میں یہ فقرہ اپنے قلم سے لکھ کر شایع کیا ہے:۔

"اور اصحاب بدر و اُحد میں سے جو کسی قدر پیسہ کے لوبھی"

اس مضمون میں دو جگہ اصحاب اُحد و بدر کو پیسہ کا لوبھی لکھا ہے۔ ایک تیسرے صفحے کے پہلے کالم میں اور ایک دوسرے صفحے کے دوسرے کالم میں۔

رامپوری یزید لیڈر کو معلوم ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے اصحابؓ لالچی نہ تھے، چندہ کھانے والے نہ تھے۔ یزید لیڈر نے جو الزام ان مقدس ہستیوں پر لگایا ہے بالکل جھوٹ ہے اور یزید لیڈر نے یہ فقرہ لکھ کر اپنی حالت بیان کی ہے مگر رامپوری یزید جو چاہے لکھے جمعیت علمار کے مولوی صاحبان کا سایہ اُن کے سر پر ہمیشہ موجود رہے گا اور وہ ایک لفظ رامپوری یزید کی ان کفریات کے خلاف زبان سے نہ نکالیں گے۔ کیونکہ ان علمار کو رسولؐ و اصحابِ رسولؐ کی عظمت سے زیادہ رامپوری یزید کی عظمت عزیز ہے۔

لکھ لو بازو کے فرشتو! رامپوری یزید کی گستاخی اور جمعیت علمار کی خاموشی

حسن نظامی

"حضرت عثمانؓ (نعوذ باللہ) جہاد سے بھاگ گئے"

رامپوری یزید نے ۲۲ر دسمبر کے ہمدرد کے صفحہ ۲ کالم ۳ میں خلیفہ سوئم حضرت عثمانؓ جامع القرآن کی شان مبارک میں یہ فقرہ لکھا ہے :-

"اور کتنے تو اسکے بعد بھاگ کھڑے ہوئے جن میں سے حضرت عثمانؓ جیسے پکے مسلمان بھی تھے"

رامپوری یزید نے کیا قسم کھائی ہے کہ وہ ایک ایک کرکے سب ہی بزرگوں کی شان میں خرافات بکے گا اور جمعیت علماء نے بھی کیا چپ کا روزہ رکھ لیا ہے کہ وہ اسکی ان گستاخیوں کو شیر مادر کی طرح نوش جاں کرتی رہیگی۔ کیا جمعیت علماء کو یہ ڈر ہے کہ حج کے موقع پر یزید لیڈر کے طفیل خلافت کمیٹی سے جو ڈھائی ہزار روپے جمعیت علماء کو ملے تھے کہیں یزید لیڈر اس قسم کا مطالبہ نہ کرنے لگے۔

تو کیا جمعیت علماء ڈھائی ہزار روپے پر اپنا ایمان فروخت کر رہی ہے؟ نہ بولو اے جمعیت علماء کے سرتاج لوگو اب نہ بولو کہ قیامت کی جوابدہی کے وقت بہت زیادہ بولنا پڑیگا۔

حسن نظامی

محمد علی کا فریب

مسٹر محمد علی اور ان کے حمایتی اخبار اب برابر اس پر زور دے رہے ہیں کہ حسن نظامی اپنی جاسوسی اور مخبری کو فراموش کرانے کے لیے طرح طرح کے پُر فریب الزام مسٹر محمد علی پر لگا رہا ہے جن کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔

اس لئے آج لڑائی ختم کرنے سے پہلے میں اپنے ان مطالبات کو مکرر لکھنا چاہتا ہوں جن کو میرا فریب اور الزام کہا جاتا ہے تاکہ ناظرین سمجھ لیں کہ یہ حسن نظامی کی فرضی اور بناوٹی باتیں ہیں یا ان کی کچھ اصلیت ہے۔

مگر یہ بھی ہر مسلمان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ جو باتیں میں نے مسٹر محمد علی کی نسبت لکھی ہیں ان کے ثبوت بھی لکھدئے ہیں اور جن کا ذکر ذیل میں درج ہے ان کے علاوہ میں نے کوئی الزام مسٹر محمد علی پر نہیں لگایا۔

میں نے ذیل کے مطالبات لکھے ہیں جن کو چالاکی و فریب کے بہتان کہا جاتا ہے۔

مسٹر محمد علی نے ۹ قسم کی رقمیں نو جگہ سے ناجائز طور سے "اپنی ذات کے لئے" وصول کیں۔ جن کی تفصیل ۲۳ ر دسمبر ۱۹۲۶ء کے غریبوں کے اخبار میں ہے۔

مسٹر محمد علی نے پندرہ قسم کے چندے کئے اور ان کو خرد برد کہے گئے ان کی تفصیل بھی اس اخبار کے مذکورہ پرچہ میں ہے۔

مسٹر محمد علی نے تبلیغ اسلام کو ہندوؤں کے خوش کرنے کے لئے مٹانے کی کوشش کی جو ان کی ہر تحریر اور عمل سے ظاہر ہے۔

مسٹر محمد علی نے حضور نظام کی مراد آباد و بلگام میں مخالفت کی، جسکا ثبوت دیدیا گیا۔

مسٹر محمد علی نے دیسی ریاستوں کو دھمکا کر روپیہ وصول کیا۔ جسکے ثبوت دیدئے گئے۔

مسٹر محمد علی نے کعبہ و قرآن و اہل بیت و صحابہ کی شان میں گستاخیاں کیں جنکا ثبوت خود ان کی تقریر و تحریر سے دیدیا گیا۔

بس یہی میرے وہ الزامات ہیں جن کو مسٹر محمد علی اور ان کے حامی اخبارات خلافت، مدینہ، الجمعیت، الامان وغیرہ حسن نظامی کا فریب اور چالاکی کہکر بات پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں، لہذا ہر مسلمان خود غور کرلے کہ فریبی حسن نظامی ہے یا مسٹر محمد علی ہیں۔

آج میں لڑائی ختم کر رہا ہوں اس لئے مسٹر محمد علی اور ان کے حامی اخبارات اور فرضی جلسہ کرانے والے لوگوں کی شرارتوں سے مسلمان آگاہ اور ہوشیار رہیں کہ میری خاموشی کے زمانہ میں ان ان طریقوں سے شرارتیں کی جائیں گی اور مغالطے دئے جائینگے اگر مسٹر محمد علی اور ان کے حمایتی میری خواجگی کو مٹادیں تو مجھے کچھ شکایت نہیں

ہوگی مگر مہربانی کر کے وہ تبلیغ اسلام کو نہ مٹائیں۔ اور تبلیغ کو مٹانے کے کام نہ کریں۔ ورنہ خدا ان کو اور ان کے حمایتی لوگوں کو مٹا دیگا۔

حسن نظامی

دھیرج کی پہاڑی سے گائے لیجانے کی مخالفت

اخبار ملتوی کرنے سے پہلے یہ اطلاع دہلی کے مسلمانوں کو دینی نہایت ضروری ہے کہ گذشتہ زمانہ میں جب دھیرج کی پہاڑی سے گائے لیجانے کے خلاف ہندوؤں نے جھگڑا کرنا چاہا اور مسٹر محمد علی نے ہندوؤں کی حمایت میں کئی دن کوشش کی اور کامیابی نہوئی تو مسٹر محمد علی نے مجھے بذریعہ ٹیلیفون مجبور کرنا شروع کیا کہ میں مسلمانوں کو سمجھاؤں کہ وہ دھیرج کی پہاڑی سے گائے لیجانے پر اصرار نہ کریں۔

میں اس رات پٹنہ جا رہا تھا۔ میں نے ایسا کرنے سے عذر کیا اور کہا کہ مسلمانوں کے اس حق میں مداخلت مناسب نہیں ہے۔ مگر مسٹر محمد علی برابر اصرار کرتے رہے۔ اس رات کو میں بھیا احسان کے مکان پر تھا۔ ایک بجے کی ڈاک میں پٹنہ جانا تھا۔ اور یہ باتیں ۹ بجے رات کو ہوئی تھیں۔

میرے سب احباب جو اس وقت جمع تھے کہتے تھے کہ آپ اس معاملہ میں مسٹر محمد علی کی تائید نہ کریں مگر بھیا احسان صاحب نے فرمایا کہ مسٹر محمد علی یہ خیال کرینگے کہ آپ ہی مسلمانوں کو ہندوؤں کے خلاف بھڑکاتے ہیں، اسلیئے آپ مسٹر محمد علی کی تائید میں لکھدیجئے آخر بادلِ ناخواستہ میں نے اشتہار لکھدیا۔ اور رات کے گیارہ بجے مسٹر محمد علی کو ٹیلیفون میں سنا دیا اور وہ اس سے مطمئن ہوگئے اور میں پٹنہ چلا گیا۔

جب وہ اشتہار شائع ہوا تو دہلی میں کہا گیا کہ محمد علی نے تین لاکھ روپئے ہندوؤں سے لے لیئے اور ایک لاکھ روپئے حسن نظامی کو بھی دئے۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ مجھے مسٹر محمد علی نے مجبور کیا تھا۔ اگر ہندوؤں سے کچھ لیا ہوگا تو مسٹر محمد علی نے لیا ہوگا۔ میں نے ایک پیسہ نہیں لیا اور اشتہار لکھنے کے ایک گھنٹہ بعد پٹنہ و کلکتہ

چلا گیا۔ (حسن نظامی)

مسٹر محمد علی کی زبان حال

میں حسن نظامی سے صلح کیوں کروں

جس طرح صفین میں حضرت علیؓ کو صلح کیلئے خارجیوں نے مجبور کیا تھا اسی طرح مجھے بھی مجبور کیا جارہا ہے کہ صلح کرلوں۔ مگر مجھے صلح کے لئے مجبور نہ کیا جائے۔ میں صلح ہرگز نہ کرونگا جب تک کہ حسن نظامی کی خواجگی اور تبلیغ کا خاتمہ نہ کردیا جائے اور مجھے یقین ہوجائے کہ تبلیغ اور خواجگی ختم ہوگئی۔

احمق لوگ یہ سمجھتے ہیں کیونکہ ان کو فریب دیدئے گئے ہیں کہ تمام ملک کے مسلمان حسن نظامی کے ساتھ ہیں اور فریبیوں کے اخبار میں ہر روز بکثرت خطوط میرے خلاف مسلمانوں کے چھپ رہے ہیں۔

اور یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ حسن نظامی کے مرید ستر ہزار سے زیادہ ہیں اور ان میں اکثر تعلیم یافتہ ہیں اور سب حسن نظامی کی حمایت پر کمربستہ ہوگئے ہیں۔ اور ہزاروں مسلمان ایسے ہیں جنکو تبلیغی نمایش کا شکار بنالیا گیا ہے اور وہ بھی حسن نظامی کے بچاؤ کے واسطے سینہ سپر ہوگئے ہیں۔

اور ان کو یہ بھی خوف ہے کہ حسن نظامی بڑی چالاکی اور گہری سکیمی سے خلقت میں غلط فہمیاں میرے خلاف پھیلا رہا ہے۔

اور ان کو یہ بھی ڈر ہے کہ اگر میں حسن نظامی کی خواجگی و تبلیغ کی بردباری پر آمادہ رہا تو سخت خونریزی شروع ہوجائیگی۔

اور یہ بھی اندیشہ ہے کہ حسن نظامی سید ہے اور اس کی حمایت کے لئے سب شیعہ اور سنی فاطمہ جمع ہو جائیں گے۔

مگر لوگ یاد رکھیں

کہ محمد علی کی اس دشت کی سیاحی میں عمر گذری ہے۔ اسکو ہر بات کا جواب دینا آتا ہے۔ اس کو ہر طرح کے مقابلہ کی حکمت معلوم ہے۔ اور وہ حسن نظامی کی ہر تدبیر کو اُلٹ دینے کی لیاقت رکھتا ہے۔

ملک میں صرف یہی مسلمان نہیں ہیں جو حسن نظامی کی تائید کر رہے ہیں انکے علاوہ ابھی کروڑوں مسلمان باقی ہیں جن کو میں اپنے ساتھ کھڑا کر سکتا ہوں۔

میرے ساتھیوں نے برٹش گورنمنٹ کا مقابلہ کیا ہے اور وہ ہر قسم کی عقل اور ہر قسم کا تجربہ رکھتے ہیں۔ اسلیئے وہ حسن نظامی کی ہر تدبیر اور چالاکی کو نیست و نابود کر دینگے۔

میں نے تمام اخبارات کے نام خط لکھے ہیں کہ مسلسل لکھو اور حسن نظامی کو دم نہ لینے دو۔ تاکہ وہ گھبرا جائے۔

میں نے مختلف مقامات پر جلسوں کا انتظام کیا ہے کیونکہ میرے ساتھی جلسوں کا انتظام خوب جانتے ہیں میں نے جگہ جگہ بولنے والے اور لکھنے والے مقرر کر دئے ہیں جو حسن نظامی کے خلاف رات دن کام کرینگے۔

میرے ساتھی بھی بڑے بڑے تعلیم یافتہ ہیں۔ اور حسن نظامی کے ساتھیوں سے انمیں علم و عقل زیادہ ہے۔ میں حسن نظامی کے ہر فریب اور چالاکی کی قلعی کھولنی جانتا ہوں اور مجھے سخت خونریزی کا کچھ بھی ڈر نہیں ہے۔

مجھے سب شیعوں اور بنی فاطمہ کے متحد ہو جانیکا کچھ اندیشہ نہیں ہے۔ جب انگریزوں کے اتحاد سے مرعوب نہ ہوا تو ان غلاموں کا اتحاد مجھے کیا ڈرا سکتا ہے۔

میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ حسن نظامی کی خواجگی اور تبلیغ کو نابود اور ناپید کر دونگا۔ اور جب میں کسی بات کا ارادہ کر لیتا ہوں تو پھر کوئی قوت مجھے روک نہیں سکتی۔

اسلیئے میں صلح نہ کرونگا۔ بلکہ آخر تک لڑونگا اور برابر لڑتا رہونگا۔ اور ہمیشہ لڑتا رہونگا۔ محمد علی

حسن نظامی کا آخری مضمون

مسٹر محمد علی سے لڑائی ملتوی کی جاتی ہے

حسب ذیل وجوہات کی بنا پر

۷ ار نومبر ۱۹۲۶ء سے مسٹر محمد علی ایڈیٹر " " نے مجھ پر حملہ شروع کیا اور ۲۷ ر نومبر سے میں نے جواب دہی کی ابتدا کی۔ جو آج ۲۴ ر دسمبر ۱۹۲۶ء کو وجوہات ذیل کے سبب ملتوی کی جاتی ہے:۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ جو الزام اور جو بہتان مجھ پر مسٹر محمد علی نے لگائے تھے، انکو میں نے دلائل، اور حلف نامہ کے ذریعہ صاف کر دیا اور ان دلائل اور حلف نامہ کو تمام ہندوستان کے مسلمانوں نے صحیح مان لیا سوائے چند خاص اخباروں کے یا ان چند خاص افراد کے جو یا تو مسٹر محمد علی کے آنکھ بند کر کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ اور یا اُن لوگوں کے جو مجھ سے خواہ مخواہ دیرینہ عناد رکھتے ہیں۔ باقی فیصدی اسی مسلمانوں نے تسلیم کر لیا کہ مجھ پر یہ الزام اور بہتان ایک خاص سازش اور ایک خاص منصوبے کی بنا پر لگائے گئے تھے جنکو میں نے ہر قسم کے تحریری اور شرعی دلائل کے ساتھ رد کر دیا۔

مجھے مسٹر محمد علی اور ان کی پارٹی کے جوابات دینے کی محض اسلئے ضرورت پیش آئی کہ مسٹر محمد علی کھلم کھلا اور صاف لکھتے تھے اور کہتے تھے " میں خواجہ حسن نظامی کے تبلیغی کام اور خواجگی کو مٹا کر رہونگا " اسواسطے مجھ پر لازم ہوگیا تھا کہ میں الزامات کی اور بہتانوں کی پوری مضبوطی کے ساتھ صفائی کروں اور یہی وجہ اس مقابلہ کی تھی جسکو آج ملتوی کیا جاتا ہے۔ کیونکہ میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی جمہوری رائے تبلیغی کام جاری رکھنا چاہتی ہے یا نہیں؟ اور یہ بھی معلوم کرنا چاہتا تھا کہ مسلمانوں کی اور میرے تبلیغی رفیقوں کی عام رائے ان الزامات اور بہتانوں کے بعد یہ چاہتی ہے

یا نہیں کہ میں تبلیغی کام کروں یا چھوڑ دوں اور یہ کام کسی دوسرے آدمی کے حوالے کردیا جائے۔ اس واسطے میں مقابلہ کے میدان میں آیا اور میں نے سب تبلیغی رفیقوں اور تمام مسلمانوں کے سامنے اشاعتِ عام کے ذریعہ اس معاملہ کو پیش کیا اور مجھے معلوم ہوا کہ تبلیغی رفقا میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں ہے جو میرے اوپر لگائے ہوئے بہتانوں کو سچ سمجھتا ہو۔ ان سب نے باقاعدہ تحریریں مجھے بھیجیں کہ ہم سب کو آپ پر اور آپ کے کام پر پورا اعتماد ہے۔ چندہ ہم دیتے ہیں نہ کہ مسٹر محمد علی اور ان کی پارٹی۔ پھر آپ ان کے اعتراضات کی کیوں پرواہ کرتے ہیں؟ ہم سب آپ کے ساتھ ہیں۔ ان سب کو بکنے دیجئے اور اپنا کام جاری رکھیے۔ اور ان کا پوری مستعدی کے ساتھ مقابلہ کیجئے جس کا خرچ تبلیغی چندہ کے علاوہ ہم سب ذاتی طور سے ادا کرینگے۔

چنانچہ میرے تبلیغی رفیقوں نے ایسا ہی کیا اور ہزارہا روپیہ ایک ہفتہ کے اندر اندر اس کام کے لیئے مجھے بھیجدیا اور ہزارہا خطوط ہر علاقے اور ہر سمت سے میری تائید میں آگئے۔

تو ایسی صورت میں جب کہ میرے رفیق اور مرید اور عام مسلمان مجھ پر بھروسہ اور اعتماد رکھتے ہیں تو میں اس خانہ جنگی میں کیوں مبتلا رہوں جسکو میں نے اپنے لیئے ہر زمانہ میں اور سب مسلمانوں کے لیئے ہر زمانہ میں برا سمجھا اور برا کہا اس لیئے میں اس جھگڑے کو ملتوی کرنا چاہتا ہوں

دوسری وجہ یہ ہے کہ مسٹر محمد علی کانگریس کے جلسہ میں گئے ہیں اور غالباً جب تک وہ واپس آئیں، ان کے اخبار میں ان کی طرف سے میرے تبلیغی کام کے خلاف کچھ شائع نہ ہوگا۔ اسواسطے میں ان کی عدم موجودگی میں مخالفت کرنا بزدلی اور خلافِ شرافت سمجھتا ہوں۔ اگرچہ اُنہوں نے مجھ پر اُس وقت حملہ کیا تھا۔ جب کہ میں بمبئی گیا ہوا تھا لیکن یہ صرف اُنہی کے لیئے زیبا تھا۔ میرے لیئے زیبا نہیں ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ اب تمام صوبوں سے اور سب شہروں سے تبلیغی رفیق لکھ رہے ہیں کہ آپ نے ہر قسم کے دلائل پیش کر دئیے ہیں یہاں تک کہ حلف نامہ بھی شائع کر دیا۔ اب آپ کو اپنا قیمتی وقت ان فضولیات میں صرف کرنا مناسب نہیں ہے جہاں تک ممکن ہو جلدی اس قصہ کو ختم کر کے تبلیغی کام شروع کیجئے۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ دہلی شہر کے مختلف اسلامی محلوں کے بڑے بڑے ممتاز شرفا اور عمائد دو ہفتے سے میرے پاس تشریف لا رہے تھے اور اس جھگڑے کو بند کرنے کی خواہش فرما رہے تھے۔ اور میں ہمیشہ جواب دیتا تھا کہ مجھے کوئی عذر نہیں ہے، مگر بہتانوں کی صفائی ضروری ہے۔ مگر اب ان میں سے میر محلہ صاحبان پھر تشریف لائے اور یہ کہا کہ جب آپ الزامات کی صفائی عمدگی اور شرعی سند کے ساتھ کر چکے تو پھر ۳۱ ردسمبر تک مقابلہ جاری رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس واسطے میں نے اپنے شہر کے سچے اور مخلص مسلمان بھائیوں کی بات کو سر آنکھوں پر رکھنا ضروری سمجھا۔

پانچویں وجہ یہ ہے کہ مخالفین اسلام اب اس جھگڑے سے اور اسکی طوالت سے عملاً فائدہ اٹھانے کی کوشش میں مصروف ہو گئے ہیں، اس واسطے میرا اسلامی فرض مجھے مجھکو مجبور کرتا ہے کہ میں اسلام اور اپنی قوم کے مفاد کو ان جھگڑوں کے سبب خطرہ میں نہ ڈالوں اور جہاں تک جلدی ممکن ہو اس قصہ کو ختم کر دوں اور ۳۱ ردسمبر ۲۶ء کی راہ نہ دیکھوں۔

لہذا آج ۲۴ ردسمبر ۱۹۲۶ء کو

مسٹر محمد علی سے میرا جھگڑا ملتوی ہو گیا

میں نے ملتوی کا لفظ دانستہ استعمال کیا ہے، حالانکہ ضرورت یہ بھی کہ یہ لکھتا کہ جھگڑا

ختم ہوگیا یا بند ہوگیا - اس کی بعد پتہ لگا کہ مجھے مسٹر محمد علی اور ان کی پارٹی کی نہایت گہری سازشوں اور عظیم الشان تیاریوں کا علم ہوا ہے جن کے ذریعہ وہ میرے تبلیغی کام کو قطعی نیست و نابود کردینا چاہتے ہیں اور جسکا کام غالباً جنوری ۱۹۲۷ء سے باقاعدہ شروع کردینگے - اسواسطے ختم کا لفظ استعمال نہیں کرسکتا اور ملتوی کا لفظ استعمال کرنے پر مجبور ہوں کہ اگر تبلیغ پر دوسرا حملہ کیا گیا اور میں نے اس حملہ کو واقعی کارگر اور تبلیغ کے لئے خطرناک سمجھا تو سب تبلیغی رفیقوں کے صلاح مشورہ کے بعد از سرِ نو میدان میں آجاؤنگا اور پھر جو کچھ ہوگا - دنیا دیکھ لیگی۔

گالی اخبار اور ٹریکٹ

مسٹر محمد علی اور ان کی پارٹی نے ہمدرد کے علاوہ دہلی میں "گالی اخبار" اور بیہودہ ٹریکٹوں کا جو سلسلہ میرے خلاف شروع کرایا ہے مجھے ان کے نہ جواب دینے کی ضرورت ہے نہ میں ان کی طرف کچھ توجہ کرنی چاہتا ہوں - کیونکہ ان چیزوں سے میرے تبلیغی کام پر کچھ اثر نہیں پڑتا اور ان ٹریکٹوں اور گالی اخبار کی گالیاں مجھے کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتیں - کیونکہ جو لوگ میرے ذاتی حالات اور ذاتی اعمال سے واقف ہیں وہ ان شرمناک اور ناقابلِ اظہار فحش باتوں کا یقین ہی نہیں کرتے اور جو ناواقف ہیں اُن کے متاثر ہونے اور بدگمان ہونے کا میرے تبلیغی کام پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا کیونکہ میرا تبلیغی کام انہی لوگوں کی امداد سے چلتا ہے جو مجھ سے اور میرے ذاتی حالات سے واقف ہیں اور ان سب بہتانوں اور شرمناک الزامات کو جھوٹ سمجھتے ہیں جو "گالی اخبار" اور ٹریکٹوں میں شائع کئے جارہے ہیں - اس لئے مجھے ان گالیوں اور بیہودہ الزامات کی کچھ بھی پرواہ نہیں ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ایسی چیزیں جاری رہیں تاکہ جو میرے حاسد اور بے وجہ کے دشمن ہیں اور جن کا دل میرے تبلیغی کاموں کی ترقی سے جل جل کر کباب ہوا کرتا ہے ان کو کوئی چیز تو خوش ہونے

کی میسر آسکے۔ چونکہ ان میں سے بعض میرے شہر والے بھی ہیں اس واسطے میں ان کی شادمانی اور خوشی کا دلی خواہشمند ہوں۔ اگر ان کا دل مجھکو گالیاں دلوانے سے خوش ہو جائے تو میں ان گالیوں کو ان سب کی ضیافت کا سامان سمجھوں گا۔

لہذا میں اپنے دہلی کے سب دوستوں اور سب مریدوں اور سب رفیقوں سے نہایت تاکید اور نہایت عاجزی کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ وہ کوئی اخبار اور کوئی رسالہ اور کوئی ٹریکٹ اور کوئی پوسٹر اور کوئی کاغذ اور کوئی لفظ اور کوئی عمل ان گالی ناموں کے خلاف استعمال نہ کریں اور کسی قسم کی توجہ ان فضولیات کی طرف نہ کی جائے ورنہ مجھے بڑی تکلیف ہوگی اور اب تک جیسا میرا طریق جواب دہی میں ناشائستگی اور بے تہذیبی سے فریق مخالف کے مقابلہ میں پاک رہا ہے ایسا ہی آئندہ بھی وہ سب صبر و ضبط سے کام لیکر اپنے آپ کو پاک اور بے لوث ثابت کرنے کی کوشش کرینگے۔

آج ہم سب نے اپنے مخالفوں کو محض اپنی شائستگی اور مہذب طرز عمل کی وجہ سے جیتا ہے اور آج ہمارے مخالفوں کو محض ان کی سخت کلامیوں اور فحش نویسیوں کی وجہ سے شکست ہوئی ہے۔ اگر آئندہ ہم سب بھی ایسی غلط راہ استعمال کریں گے تو قدرت ہم سے بھی وہی انتقام لے گی جو اس نے ہمارے دشمنوں سے لیا۔

غریبوں کا اخبار بند

آج سے غریبوں کا اخبار جو منشی عبدالحمید خاں صاحب نے جاری کیا تھا اور جسپر میں نے محتسبانہ قبضہ کر لیا تھا میں اپنی طرف سے بند کرتا ہوں۔ اس کے بعد اگر منشی عبدالحمید خاں صاحب یا اور کوئی صاحب اسکو چلانا چاہیں گے تو اس شرط پر چلا سکیں گے کہ التوائے جنگ کی مدت میں کوئی بات ایسی شائع نہ ہو جو لڑائی

کی بات سمجھی جائے

خطوط مسٹر محمد علی کی نسبت ہزارہا خطوط اور مضامین اخبار میں درج
کرنے کے لیے آئے ہوئے ہیں اور باوجودیکہ اخبار میں چار صفحے بڑھا دئے گئے تھے۔
پھر بھی ان کے درج کرنے کی گنجائش نہ نکلتی تھی اس واسطے ان سب خطوط
اور مضامین کو، اور ان خطوط اور مضامین کو جو اس سلسلہ میں ۳۱ر دسمبر ۱۹۲۶ء
تک موصول ہونگے "تاریخ جنگ" میں درج کر دیا جائیگا۔ اور یہ ایک ضخیم کتاب ہوگی
جس میں حسن نظامی اور مولینا محمد علی کے جھگڑے کے تمام حالات اور مسلمانوں کی تحریریں
مکمل طریق سے درج کی جائینگی۔ تاکہ ہر تبلیغی رفیق اس تبلیغی حملہ کو ہمیشہ یاد رکھ سکے
اور ایک دوسرے کے خیالات اور رائے سے واقف رہے۔ یہ کتاب تمام صوبوں
کے تبلیغی رفیقوں کو آپس میں ایک دوسرے سے تعارف پیدا کرنے کا بھی ذریعہ
ہو جائے گی۔

دعا

یا اللہ! تو میری اور میرے ساتھیوں کی خطاؤں کو معاف کر، اگر ہم سے
اس جھگڑے میں جسکو آج ہم ملتوی کرتے ہیں ہم سب کی زبان یا قلم سے کوئی
بات نفسانیت کی یا تیری مرضی کے خلاف نکلی ہو تو ہماری توبہ کو قبول کر اور ہم کو
توفیق دے کہ آئندہ کوئی ایسی بات ہم سے نہ ہو۔
اور یا اللہ مسلمانوں پر رحم کر کہ وہ بدقسمتی سے خانہ جنگی سے آزاد اور پاک ہو جائیں
اور ان کے اندر مخالفت کی تخم ریزی کرنیوالے ناکام اور تباہ ہوں۔
اور یا اللہ ہمارے مخالفوں کو بھی ہدایت دے کہ وہ آئندہ اس جھگڑے کو
دوبارہ پیدا نہ کریں اور مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کا کوئی کام ان سے نہ ہو اور
وہ ایسے کاموں کی طرف مائل ہوں جو تیرے دین کے لئے اور مسلمانوں کے لیے اور

خود ان کی عاقبت اور دنیا کے لیئے مناسب اور مفید ہوں۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ اٰمِيْن

حسن نظامی

چھپائی میں دیر

یہ کتاب جلد چھپ کے شائع ہو جاتی مگر میں تبلیغی کاموں میں اس قدر مصروف تھا کہ باوجود کوشش کے اس کی اشاعت میں بہت دیر ہو گئی۔

جس دن میں نے جھگڑا ملتوی کرنیکا مضمون لکھکر مطبع کو دیا اتفاق کی بات اسکے دوسرے دن سوامی شردہانند کو کسی نے قتل کر دیا۔ اور سوامی جی کے حامیوں نے سازش کا الزام مجھپر لگایا اور ایک مہینے تک طرح طرح کی یورش آریہ سماج کی طرف سے ہوتی رہی۔ اور مسٹر محمد علی نے بھی مجھے شریک سازش ثابت کرنے کیلئے ایسی کوششیں کیں جو کسی سچے مسلمان سے کبھی نہ ہوئی تھیں

اسلئے ڈیڑھ مہینہ تک میں اس کتاب کے اہتمام طباعت سے مجبوراً علیحدہ رہا۔ اور جب کام شروع کیا تو دوسرے کاموں کی کثرت میں اس کام کیلئے وقت بہت کم ملا اور یہی وجہ دیر کی ہوئی۔

خیال کیا تھا کہ کتاب پانسو صفحہ کی ہوگی مگر سات سو آٹھ صفحہ کی ضخامت ہوگئی حالانکہ بہت سے مضامین اور بہت سے خطوط کا اندراج ملتوی کر دیا گیا۔

جن حضرات کے مضامین اور [illegible] ہیں وہ اس کتاب کو اپنی اولاد کے لئے بطور یادگار حفاظت سے رکھیں۔ تاکہ آیندہ مورخین کے لئے ذخیرہ معلومات مہیا رہے۔

میرے مریدوں اور دوستوں اور تبلیغی رفیقوں کو بھی یہ کتاب حفاظت سے رکھنی چاہئے کہ یہ چیز اگلے زمانہ میں ایک دلچسپ تاریخی یادگار بن جائیگی۔ حسن نظامی

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۲۵ اپریل ۱۹۲۷ء

لڑائی کا خاتمہ

الحمدللہ میں نے یہ لڑائی ۲۴ دسمبر ۱۹۲۶ء کو ختم کر دی۔ اور اس تاریخ کے بعد پھر ایک حرف بھی مسٹر محمد علی کے حملوں کے خلاف نہیں لکھا اگرچہ مسٹر محمد علی اور ان کی پارٹی کے اخبار آجتک میرے اور تبلیغی کام کے خلاف لکھتے رہتے ہیں اور انہوں نے ایک کتاب بھی "مقدس ڈاکو" کے نام سے شائع کی ہے جسکو ڈیڑھ روپیئے میں فروخت کیا جا رہا ہے۔

۲۴ دسمبر ۱۹۲۶ء سے آج ۴ مارچ ۱۹۲۷ء تک چار مہینہ کے عرصہ میں تین عظیم الشان کام ایسے ہوئے جن سے ثابت ہو گیا کہ مسلمانوں کی عام رائے میری تائید میں ہے اور مسٹر محمد علی کے خلاف ہے کیونکہ ان میں دو کاموں کی مسٹر محمد علی اور ان کی پارٹی کے اخباروں نے شدید مخالفت بھی کی مگر وہ دونوں کام نہایت عمدگی سے پورے ہو گئے اور مسلمانوں نے اس مخالفت کی کچھ بھی پروا نہ کی۔

وہ تین کام یہ ہیں کہ ۲۴ دسمبر ۱۹۲۶ء کو لڑائی ختم کرتے ہی میں نے انسداد آتشبازی کا کام شروع کیا اور جس شخص کی نسبت مسٹر محمد علی نے یہ لکھا تھا کہ میں نے حسن نظامی کی خواجگی ختم کر دی اور سانپ کا دھڑ توڑ دیا اس شخص کی تحریک انسداد آتشبازی کو تمام مسلمانوں نے قبول کیا اور ہر اسلامی آبادی سے خبریں آئیں کہ آتش بازی آدھی سے بھی زیادہ کم ہو گئی

دوسری تحریک تھی محبوب علی شہید کی نسبت چیف کمشنر دہلی کو ایک کروڑ پوسٹکارڈ بھیجنے کی میں نے کی تھی کہ مفتی صاحب کو سوامی شردھانند کے واقعہ قتل کے ایک گھنٹہ بعد راستہ چلتے شہید کر دیا گیا تھا۔ اس تحریک کی مسٹر محمد علی نے یہ لکھکر مخالفت کی کہ انگریزوں کے ڈاکخانہ کو حسن نظامی فائدہ پہنچانا چاہتا ہے مگر اس مخالفت کا کچھ اثر نہ ہوا اور ۱۶ جنوری ۱۹۲۷ء سے یکم فروری ۱۹۲۷ء تک دو لاکھ پیغام مسلمانوں کے چیف کمشنر دہلی کو پہنچ گئے

تیسری تحریک غازی محمد بن قاسم کی یادگار قائم کرنے کی تھی۔ اس کی بھی مسٹر محمد علی اور ان کی پارٹی نے مخالفت کی مگر باوجود مخالفت کے تمام ہندوستان کے شہروں، قصبوں اور دیہات میں نہایت شاندار جلسے ۸ شعبان ۱۳۴۵ھ کو غازی محمد بن قاسم کی یادگار میں ہوئے۔

۴ مہینے میں ۳ عظیم الشان تحریکوں کا کامیاب ہونا کھلا ہوا ثبوت اس بات کا ہے کہ مسٹر محمد علی اور ان کی پارٹی سے اب تمام مسلمان برگشتہ ہو گئے ہیں، اور ان کا یہ دعوٰے کہ انہوں نے حسن نظامی کی خواجگی شادی اور سانپ کو

بُکل ڈالا! بالکل غلط ہے اور وہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔

جب ۱۴؍دسمبر ۱۹۱۸ء کو میں نے مسٹر محمد علی کے خلاف لکھنا ترک کر دیا تو مسٹر محمد علی نے ہمدرد میں میرے خلاف خطوط شائع کرنے شروع کیے اور ان خطوط میں میرے بناوٹی مریدوں کے خطوط بھی شائع کیے جن سے میری مخالفت عام ظاہر کی جاتی تھی۔ مگر یہ تمام خطوط فرضی اور بناوٹی تھے۔ سوائے دو چار کے، اور مریدوں کا تو ایک خط بھی سچا اور اصلی نہ تھا۔ اور جن لوگوں نے لکھا تھا کہ وہ حسن نظامی کے مرید ہیں وہ سب جھوٹے اور بناوٹی تھے کیونکہ ان میں سے کوئی بھی میرا مرید نہ تھا۔ نہ میں ان سے واقف تھا۔

مگر میں نے اس کتاب میں جس قدر خطوط اور مضامین شائع کیے ہیں وہ سب اصلی ہیں اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہر لکھنے والے کے اصلی قلمی دستخطی خطوط میرے پاس امانتاً محفوظ ہیں جن کو ہر شخص جب چاہے یہاں آکر دیکھ سکتا ہے۔ بلکہ بعض خطوط کے سخت اور نامناسب فقرے میں نے کاٹ دیے ہیں ورنہ خطوط بہت تیز اور گرم الفاظ میں تھے۔

میں نے اس "نمونۂ جنگ صفین" لڑائی کے حالات اور مضامین اور خطوط اس کتاب میں لڑائی بڑھانے کے لیے شائع نہیں کیے بلکہ ایک تاریخی یادگار کے لیے ان کو شائع کیا گیا ہے تاکہ آئندہ نسلیں اس خانہ جنگی سے تجربہ اور سبق حاصل کریں۔ اور ان کو ایک بڑے لیڈر کی اخلاقی حالت کا اندازہ ہو۔

میں نے جاسوسی کے الزام کا جواب حلف نامہ سے دیدیا۔ مگر مسٹر محمد علی نے کعبہ و قرآن و اہلبیتؑ کی توہین اور روا پسی پیرار کی مخالفت اور چندہ کی خُرد بُرد وغیرہ کسی بات کا جواب نہیں دیا۔ کیونکہ وہ مجرم اور گنہگار تھے، جواب کیا دیتے۔ میں مجرم نہ تھا اس لیے میں نے الزام کو صاف کر دیا۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھکو اور میرے رفیقوں کو اور مسٹر محمد علی اور ان کی پارٹی کو آیندہ ایسی خانہ جنگی سے بچائے۔ اور مسلمانوں کا شیرازہ قومی پراگندگی سے محفوظ رہے۔ آمین

حسن نظامی

۲۴؍ مارچ ۱۹۲۷ء